



# حیات قدسی

از

ابوالبرکات مولانا غلام رسول قدسی راجیکی



حضرت مولانا غلام رسول راجپوتی

## فہرست عنوانات

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
			<b>جلد اول</b>
۲۵	موضع دھورہ کا واقعہ	۳	پیش لفظ
۲۷	موضع جاموں پر لا کھوا واقعہ	۴	خاندانی حالات
۲۸	موضع مسجد اللہ پر کا واقعہ	۵	ہمارے سجدہ احمد کے مسلمان ہونے کی تقریب
۲۹	الہی بشارت اور موضع طوجیا ٹولہ کا واقعہ	۷	حضرت میاں نور محمد صاحب دہاتی
۳۱	میرے گاؤں موضع راجنکی وڑا کچاں کے بعض واقعات	۸	میری پیدائش اور میری طفولیت
۳۲	انجازِ اربعہ صدائے	۹	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دہگیری
۳۵	الہی تقدیر	۱۰	دہاد سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم
۳۷	کرشمہ قدرت اور فیہی خیانت	۱۱	لفظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں شمولیت
۳۹	تائیدِ مری	۱۲	عمرِ رحمانی کے کرامتیں اسلام کی دہگیری
۴۰	دو ہفتے	۱۳	نزولِ جبریل علیہ السلام
۴۰	عزائلی کی پردہ پوشی	۱۳	حضرت سید عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ کی فریادری
۴۰	موضع رحیل کا واقعہ	۱۳	پروہ روحانی اور لفظی محبوب بھائی
۴۲	موضع راجنکی کا واقعہ	۱۵	حضرت مولانا روم علیہ الرحمہ سے استفادہ
۴۳	عمرِ بی بی	۱۶	میری بیعت کی تقریب
۴۳	انجازِ اربعہ صدائے	۱۹	بارگاہِ ہدایت کے موعود علیہ السلام اور ایک عجیب نشان
۴۵	دستِ فیض	۱۹	قادیان مقدس میں واپسی
۴۶	دستِ شفاء	۲۰	تبلیغِ احمدیت اور فتویٰ جعفر
۴۷	تائیدِ دعا	۲۱	مولوی غلام رسول جون صاحب کراماتی
۴۹	کرشمہ قدرت	۲۲	بعض اندری و پشیری کرامتوں کا ذکر
۵۱	دعا کے مستجاب	۲۲	موضع گڑھو کا واقعہ
۵۲	دیگر		
۵۳	علاجِ بے روزگاری		
۵۳	ایک لطیفہ		

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۷۴	اچھی نیت کا پھل	۵۷	حوادث جات
۷۵	طریق اصلاح		جلد دوم
۷۵	وہ کون ہے جس نے اٹھلی کے ساتھ ہمارے دل میں ہے	۶۱	مرض حال
۷۶	نماز عشاء کی ادائیگی	۶۳	بہت بڑی روحانی
۷۷	تذکیہ نفس اور ظاہری اصلاح	۶۳	تعلیم قرآن مجید
۷۸	یاد روح کو زخمی ہے	۶۳	تفسیر قرآن مجید
۷۸	سائپل سے بچنے کا علاج	۶۳	تین طریقے
۷۹	نفس روحانی	۶۳	سراج الاسرار
۸۰	مواہب الرحمن	۶۵	دوہری
۸۲	مدرسہ احمدیہ میں	۶۵	چشمہ مسیح
۸۲	فتنہ شتم ضنا جکنا	۶۵	مسئلہ داغ
۸۳	الہامی دعا	۶۷	بنا رت الہی
۸۳	دیگر الہامی دعائیں	۶۸	عشق الہی اور رضا با لہذا
۸۴	ایک عجیب کشف	۶۹	محمدیوں - احمدیوں
۸۵	آپ بھی بھی بلا کریں	۶۹	میری بہت ایک الہام
۸۶	الم نشرح لک حدیث	۷۰	کادیاں میں رسول کریم
۸۷	ہمارے زمانے کو کئی نور الدین پیدا کر دیے ہیں	۷۱	فوش نصیب
۸۸	فیضان رسالت	۷۱	دعوت طعام
۸۹	الوسیلة الفصیلة	۷۲	روانہ کے پتے
۹۰	علائقہ اصلاح	۷۲	دم بھیلی
۹۲	والرحمة فلهجرة	۷۲	آسیا حیات
۹۲	درسی فتویٰ	۷۳	خاک کوئی بھی ہو آپ میرے پاس بیٹھ جلیا کریں
۹۳	لک الاولیٰ وعلیک السلام	۷۳	جی تو بے گناہ محافل ہو جاتے ہیں



صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۱۳۱	تہذیب ارشاد	۹۳	درس مہارت
۱۳۱	قرآن پوری	۹۳	انجائز احمدیت
۱۳۲	دعاے مستجاب	۹۳	ہاتھی کی تعمیر
۱۳۲	اطاعت والدین	۹۷	طاعون کا علاج
۱۳۳	اللہ ربی کلوق	۹۸	بیٹگیں کی ممانعت
۱۳۳	براست حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام	۹۸	طاعون کا دوسرا علاج
۱۳۳	اکرام ضیف	۹۹	نگن کی وصولی
۱۳۵	مہلج احمدیت	۹۹	لا حول کی دوسری خاصیت
۱۳۵	صاحبزادگان حضرت مولوی صاحب	۹۹	مرور کا علاج
۱۳۵	دیگر احمدی صحابی رشتہ داروں کے نام	۱۰۰	جذبہ عشق
۱۳۵	موضع پیر کوٹ کے دیگر صحابہ	۱۰۱	ایک عجیب واقعہ موضع دھورہ کا
۱۳۶	موضع حافظ آباد کے صحابہ	۱۰۲	موضع پیر کوٹ ٹائی کا واقعہ
۱۳۶	موضع مانگٹ اونچے کے صحابہ	۱۰۳	موضع سہاوا کا ایک واقعہ ہجرت
۱۳۶	موضع کولنا روڈ کے صحابہ	۱۰۳	موضع چھوڑا نوالی کا ایک واقعہ اور ایک طبعی بحث
۱۳۶	موضع ٹھیکہ کمران کے صحابی	۱۰۶	ولی اللہ اور رسول اللہ کے الفاظ کی تشریح
۱۳۶	موضع بھڑی شاہ رحمان کے صحابی	۱۰۷	الفصیحة العربیة بالصیغة المتضادة
۱۳۷	موضع رجوع میں بحث	۱۰۹	موضع کھانا نوالی کا ایک واقعہ اور کرمہ قدرت
۱۳۹	شاہد طلحہ ولی صاحب کے ایک مرتب سے مکالمہ	۱۱۰	دل کی نواز
۱۳۰	سیدنا حضرت سیدنا نور الدین صاحب کی شفقت	۱۱۲	جام وحدت
۱۳۲	ایک روحانی مضمینہ	۱۱۵	میری شادی کی تقریب
۱۳۲	بہشتی مقبرہ	۱۱۹	ایک عجیب اتفاق
۱۳۳	حضرت خواجہ فرانس	۱۲۰	حضرت مولوی جلال الدین صاحب
۱۳۳	وقوع قرآن	۱۲۱	تقدیر حق

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۱۵۹	شراب نوشی سے توبہ	۱۳۲	نکتہ معرفت
۱۶۱	حضرت سید محمد علیہ السلام سے ملاقات	۱۳۳	مقصد انبیاء علیہم السلام
۱۶۱	ایک دلچسپ حکایت	۱۳۵	اہم اعظم
۱۶۵	حضرت انیس کے کرشمے	۱۳۶	موضوع کوثر یا لہ کا واقعہ عبرت
۱۶۵	جھنگ شہر میں مدفن عثمان	۱۳۷	گایوں کا انجام
۱۶۸	بھدرک میں سلسلہ حق کی تائید	۱۳۷	ناظر دعا
۱۶۹	بھاگلپور میں تائید الہی کا کرشمہ	۱۳۸	ایک روحانی بات
۱۷۰	غازی کوٹ ضلع گورداسپور میں ایک نشان	۱۳۹	الہام الہی سے محرومی کی وجہ
۱۷۱	کلام قدسی	۱۳۹	جھوک مہدی والی
۱۷۲	جٹانہ اسٹیشن کاسٹیک فوڈ	۱۴۱	ظہر کرم
۱۷۲	مہاشہ جڈانہ ضلع شاہ پور	۱۴۱	کتبہ شکر ای
۱۷۷	ایک رشتہ کے حلقہ انجاری کرشمہ	۱۴۳	حوالہ جات
۱۷۹	دعا کی قبولیت		<b>جلد سوم</b>
۱۸۰	دعا کے حلقہ کچھ	۱۴۷	مرض حال
۱۸۰	حضرت سید محمد علیہ السلام کا دعا کے حلقہ ارشاد	۱۴۹	باصیغہ تالیف کتاب ہذا
۱۸۱	سید اللہ پور کا ایک اور واقعہ	۱۴۹	ایک روایہ کا ذکر
۱۸۲	کلام قدسی	۱۵۱	جذبہ تفکر
۱۸۳	سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح کی شاعری میں	۱۵۳	معیار صداقت
۱۸۵	علم کی قدر و منزلت	۱۵۴	مسئلہ حیات و وفات مسیح کا گہرا
۱۸۵	تخلف کا ایک نکتہ	۱۵۵	وفات مسیح علیہ السلام کے ذکر کی ہیئت
۱۸۶	ایک طبعی لطیفہ	۱۵۶	کلام قدسی
۱۸۷	حیدر آباد دکن میں احمدیہ کی انجاری حرکت کا نشان	۱۵۷	آڑے بوقت کی دعا
۱۹۰	مذراہ	۱۵۸	منظوم دعا
۱۹۰	حضرت خلیفہ اول کا ایک دھیلہ کو قبول کرنا	۱۵۹	دعا سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۲۱۳	خمس باخارین	۱۹۱	مترشح غرض کا بلند مقام
۲۱۴	رویت الہی اور رویت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم	۱۹۱	کلام قدسی
۲۱۵	رویت الہی کا آجھوں واقعہ	۱۹۲	عصائے سنی
۲۱۶	بدظنی کے متعلق ایک واقعہ	۱۹۳	مباحثہ نہنگیر
۲۱۹	رویت باری تعالیٰ	۱۹۳	حضرت خلیفہ اول کی عظیم شان کرامت
۲۲۰	خلفہ حق کے متعلق آخری وصیت	۱۹۷	مولوی ابراہیم صاحب لکھنؤ کی تذلیل
۲۲۱	سائپوں سے حفاظت کی دعا	۱۹۸	رویت حضرت باری تعالیٰ فراموش
۲۲۲	مالی مشکلات سے نجات	۱۹۸	اور میں اللہ تعالیٰ کی رویت کا ایک واقعہ
۲۲۳	مختصر دعائے استکار	۲۰۱	شیخ محمود احمد صاحب عرفانی کے متعلق روایہ
۲۲۳	سیدنا حضرت سچو محمد علیہ السلام کے وظائف	۲۰۱	میری شدید علالت اور رویت الہی
۲۲۴	پولس نبی کی دعا	۲۰۲	ایک اور بیٹا رت کا ذکر
۲۲۴	میر واقعہ اور پولس نبی علیہ السلام کی تسبیح	۲۰۳	اسما کی تفسیر
۲۲۵	سفر و روحانی زندگی	۲۰۴	نیل رت حضرت باری تعالیٰ
۲۲۶	ایک نادر عجیب واقعہ	۲۰۵	ایک اور قضاہ
۲۲۷	مباحثہ سنگت و نچے	۲۰۵	کاروان میں علاج
۲۲۷	آخری سہابی	۲۰۶	سیدنا حضرت خلیفہ المسیح اولیٰ کی وفات
۲۲۸	مولوی ابراہیم صاحب لکھنؤ سے مناظرہ	۲۰۷	سیدنا حضرت خلیفہ المسیح ثانی کی طرف سے تسلی
۲۲۹	چک لوہٹ خلیفہ الدیہ میں مباحثہ	۲۰۷	خاستی کا روزہ
۲۳۰	موجودہ زمانہ میں مناظروں کا طریقہ اور ان کی قیادت	۲۰۸	شہد کا تختہ
۲۳۸	نبوت کا علم و معادلات	۲۰۹	سیدنا حضرت سچو محمد علیہ السلام کی زیارت
۲۳۹	سلام کا تختہ	۲۱۰	جنگ عظیم کے متعلق رویت الہی کا واقعہ
۲۳۹	کلام قدسی	۲۱۱	رویت الہی اور مرثیہ الہی
۲۳۹	حضرت اقدس علیہ السلام کی نوٹ بک	۲۱۱	رویت الہی اور بیچوشی
۲۴۱	احمدیہ مساجد کی بنیاد	۲۱۲	سلطان باخارین

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۲۷۳	دعاے مستجاب	۲۲۲	بالکونٹ میں ورود
۲۷۴	آنکھوں کا علاج	۲۲۳	خیرِ اہلِ کس کے اعضاء
۲۷۴	جوکھیاہیں	۲۲۳	سیدنا حضرت صالحؑ اور عورۃ النبیؐ کی بعض جگہ کی نکات
۲۷۴	اہانت کی پاداش	۲۲۵	میری شدید عیالیت اور غیر مباحی کی خواہشات
۲۷۷	اہانت کا نتیجہ	۲۲۶	میری لاہور میں آمد
۲۷۷	جماعت احمدیہ کا مقام	۲۲۸	میری ایک کتابی
۲۷۹	کوہِ انوار میں ایک واقعہ	۲۲۸	پچانوے فی صدی
۲۸۰	دعا کے قبول نہ ہونے میں حکمت	۲۵۰	ایک کشن منظر
۲۸۲	حکایت عجیبہ	۲۵۰	ایک دوسرا کشن منظر
۲۸۳	کوئٹہ کا ایک واقعہ	۲۵۱	کشنِ ظاہر کی تعبیر
۲۸۳	مجلسِ صوفیاء میں	۲۵۱	مترجموں صدی ہجری میں
۲۸۵	زندگی کا راستہ	۲۵۲	دو پٹان کا دیان (کلامِ قدسی)
۲۸۶	حافظ آبادی	۲۵۵	حوالہ جات
۲۸۷	ایک عجیب مشابہت		<b>جلد چہارم</b>
۲۸۷	مناظرہ موضوعِ جمال	۲۵۷	ارشادِ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیحؑ
۲۸۸	پجاری کا حملہ	۲۶۱	مرضِ حال
۲۸۹	شریہ نولاد	۲۶۳	خوارقِ کا وجود
۲۸۹	دگر	۲۶۳	وسیتِ غیب
۲۹۰	پیرِ کت چھند	۲۶۶	فیہی انداز
۲۹۰	مکتوبِ گرامی	۲۶۷	قادیان میں مکان کی تعمیر
۲۹۱	ایک خواب	۲۷۱	کرشمہِ قدرت
۲۹۱	ذوالفقار علی	۲۷۲	شیخِ فضل احمد صاحبِ ٹالوی کے شعلہ کی ایک واقعہ
۲۹۲	شہیل برائیم علیہ السلام	۲۷۲	موضوع پریم کوٹ کا ایک واقعہ

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۳۱۹	بگال کا تبلیغی سفر	۳۹۳	لا حول کا نسخہ
۳۲۳	تحصیل زیرہ جلع فرور پور کا ایک واقعہ	۳۹۳	سولی جرمیوں پر سچ
۳۲۵	مباحات قصور	۳۹۳	حضرت سید عبداللطیف صاحب شہید گدایان میں
۳۲۷	نیل حدیث کا وفد تارکی قیام گاہ پر	۳۹۵	ایک عجیب نظارہ
۳۳۲	انصار اللہ میں شمولیت	۳۹۵	قوت قدسہ
۳۳۲	مجلس انصار اللہ میں ایک طس سوال	۳۹۶	احمدی نامہ کی شہرت
۳۳۳	نزد عاشق رنج و غم ملوہ پور	۳۹۷	درویشی کا اثر
۳۳۴	مالداروں کا پند میں	۳۹۸	اسلامی طرق کا علاج
۳۳۵	کانپور میں تبلیغی سرگرمیاں	۳۹۹	الانتم ما هاتك في صدرك
۳۳۵	پنڈت کالی چرن کا چیلنج	۳۹۹	ایک عبرتناک واقعہ
۳۳۶	روح کے متعلق سوال	۳۹۹	استہزاء کا نتیجہ
۳۳۸	وما اولئهم من العلم الا قلہ کی تشریح	۴۰۱	سرمضہ خورشید کا عجیب واقعہ
۳۳۲	روح کے متعلق نیا انکشاف	۴۰۲	پادری غلام مسیح کے مسائل کا جواب
۳۳۲	روح حق	۴۰۹	ہولی ہند کے تبلیغی سفر کے بعض واقعات
۳۳۳	کانپور میں مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے ساتھ ملاقات	۴۱۰	جندہ بنگلہ میں میری تقریر
۳۳۶	خلافت ترکی کی امداد کے لئے انتشار	۴۱۱	سولے کا پہاڑ
۳۳۷	مولوی آزاد جانی سے ملاقات	۴۱۱	دوونٹی روٹی
۳۳۸	مالداروں کی دعا	۴۱۲	بہشتی میں ورود
۳۳۹	کشتی طوفان میں	۴۱۲	محمد ہاشم صاحب برہانی سے گفتگو
۳۳۹	سرزمینی مالدار میں ورود	۴۱۵	خواب کمال میں صاحب کے پرنسپل کی قریب کا چھوٹا سا
۳۳۹	چین گاڑی کے محصلین	۴۱۶	ایک عجیب کشفی نظارہ
۳۵۰	شہر کا فور میں	۴۱۷	کرشن کے متعلق نظارہ
۳۵۰	مالدار کے بعض حالات	۴۱۸	حضرت سید محمد حاکمی عبدالمؤمن صاحب بدراہی

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۳۷۲	تکذیب و ردس کی تشریح	۳۵۱	سنا نور میں تبلیغ
۳۷۳	طاہر فریق	۳۵۲	الابا ریش درس القرآن
۳۷۳	حضرت غلیہ المسیح الاول کا بلند مقام	۳۵۲	میری عیالات
۳۷۵	سیدنا حضرت غلیہ المسیح الاول کے متعلق ایک روایہ	۳۵۳	لوح مزور
۳۷۵	غیر مبائع لیزروں کی بعض خواہیں	۳۵۳	ایک خواب
۳۷۶	محب سے جو چھٹا، ریل گاڑی چلا	۳۵۴	خواب کی تعبیر
۳۷۶	گاڑی کا کامیاب ڈرائیور	۳۵۴	ایک علمی سوال
۳۷۸	ایک اہم واقعہ	۳۵۸	پٹھان کوٹ میں یہی سوال
۳۷۹	تعلیم الاسلام ہائی سکول میں	۳۵۸	مدارس کو روایتی
۳۷۹	چچ کتبہ	۳۵۹	سچ پاک کے مہر و عطا کی برکت
۳۸۰	طالع الامثال	۳۶۲	بہشتی سے پانی بہت کو روایتی
۳۸۱	طالع الامثال کے متعلق ایک عجیب واقعہ	۳۶۲	طالع کی روحانی فیض
۳۸۲	بعض لطوحات حضرت اقدس مسیح موعود	۳۶۳	حضرت ام المومنین کی طرف سے خیالات
۳۸۵	دعوت کرام حضرت سیدہ اہل بیت علیہم السلام کا لکاح	۳۶۴	ایک عجیب روایہ
۳۸۶	چلہ سالہ کے موقع پر امامت	۳۶۵	روحانی طالع
۳۸۸	اصحابی کائنات نجوم	۳۶۵	رسالہ اب یارب
۳۸۸	مہوشاب و روحیت دین	۳۶۵	وفد علماء شام
۳۸۹	ایک دلچسپ گفتگو	۳۶۷	سہارنپور میں
۳۹۰	علماء کی طرف سے افسوسناک تحریف	۳۶۷	ہلالی صاحب کا چھپچھپتا مخطوطہ
۳۹۱	تحریف افسوسناک کی حرکت	۳۶۹	رسالہ تصدیق المسیح
۳۹۲	بعض متبرک خلوط	۳۶۹	آپ کی ہادی لکھاں دا
۳۹۷	اعلان مصلح موعود و مہر اہل بیت	۳۷۰	راضیہ مرضیہ کے متعلق ایک لطیفہ
۴۰۰	فہرست الفی	۳۷۱	وصال الفی

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۳۳۵	ایک عجیب منظر	۳۹۲	جھوک مہدی ولی
۳۳۶	خاتمہ کتب	۳۹۲	ایک دیوا
۳۳۷	کلام حضرت اقدس مسیح موعود	۳۹۳	ایک استخوانہ
۳۳۸	خوارجات	۳۹۴	نذر ماحولیت
	<b>جلد پنجم</b>	۳۹۴	ایک قابل قدر علمی تذکرہ
۳۵۵	طیر مطبوعہ مارکانہ کلام	۳۹۶	مہجون القرآن
۳۵۷	مرض حال	۳۹۶	ماتریس میں ایک لکچر
۳۶۱	احکامات حکم مہدی	۳۹۷	علم تعمیر
۳۶۳	دعائیں	۳۹۸	عقل مہدی حقیقی
۳۶۷	کلام والہا مائیں سے مہدی کا سبب	۳۹۹	دو شلوں کا افسانہ
۳۶۸	فردوس کی آگ	۳۹۹	خدا کی اصلاح
۳۷۰	ایک خواب کی تعبیر	۳۳۱	فریضہ کی تاریخ
۳۷۱	خواجہ کمال الدین مرحوم کی ایک روایت	۳۳۲	نور اکسیری
۳۷۲	اصحاب الیمین والشمس	۳۳۶	غزل بختی
۳۷۳	مکرم خانی اکمل صاحب کی روایت	۳۳۷	برکت کا نشان
۳۷۵	ایک عجیب واقعہ	۳۳۸	ایک اور واقعہ
۳۷۶	امراض خیشک کا علاج	۳۳۸	مہدی
۳۷۶	سہ جات برائے آنکھ و سوزاک	۳۳۹	ایک مندر لہام
	متر فو اب اکبریا رنگ مرحوم کی طرف سے میرات	۳۴۲	ہمارے محبوب
۳۷۷	وزراء امر اور وزیر سائے حیدر آباد کا اجتماع	۳۴۲	جی مرگ (شمیر) میں
۳۸۳	مکرم خانی نے جو فاضل صاحب کے متعلق لکھا ہے	۳۴۳	سفید و سیاہ ہنر
۳۸۴	ایک مندر بختی کا	۳۴۳	جی مرگ کو روایتی
۳۸۶	مکرم خانی صاحب کجراتی کے متعلق ایک بختی کا	۳۴۴	سہ جات برائے دیر سائے

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۵۱۶	مبارک دوشنبہ	۳۸۷	نواب احمد نواز جنگ مرحوم کے متعلق واقعہ
۵۱۸	دعوت مقابلہ (ایک معرکہ الاءراء عربی نظم)	۳۸۸	تہذیب دہا کے متعلق میراج پر
۵۲۲	ذکر ماضی حضرت ڈاکٹر میر محمد لطیف رضی اللہ عنہ بہ نظم فارسی	۳۸۹	فیضانِ شاہدین
۵۲۳	مرثیہ انجمن	۳۹۱	ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کے بچہ کو بجز از شفاء
۵۲۵	چٹا اور لالہ دم	۳۹۳	کاسپالی کے گر
۵۲۶	لاہور کی ایک مجلس میں سورہ کھڑ کی تفسیر	۳۹۳	نبوت حضرت اقدس علیہ السلام
۵۳۲	صبر و صلوٰۃ	۳۹۵	بلدہ سہرام میں جو حیدر انجمن پر تقریر
۵۳۳	بعض طبعی طاقت بطور انکار	۳۹۶	شہر باد میں
۵۳۵	غصہ کی تقریب اور اس کی ضرورت	۳۹۹	میں شیطان سے حفاظت
۵۶۰	سوائی جو کندہ دل سے متاثرہ	۳۹۴	فیروز پور میں عیسائیوں سے بحث۔
۵۶۱	حضرت خلیفۃ المسیح اثنی عشر علیہ السلام کی مجلس میں	۳۹۳	سری کرشن جی کے ۱۲۰۰ پر تقریر
۵۶۲	جناب چوہدری سر محمد ظفر اللہ خاں کا واقعہ انکار	۳۹۷	ایک نودہ
۵۶۲	ایک حبیبِ رویا	۳۹۹	حضرت اقدس علیہ السلام کی باریک نگاہ میں نظم طرائف
۵۶۳	ایک بخیری الہام	۵۰۰	حدائقِ اقصیٰ کے الہام
۵۶۵	ایک طبعی اشکالِ کامل	۵۰۲	ہم کون ہیں؟ نظم فارسی
۵۶۶	امام زمانہ کے اخلاقی کردار	۵۰۳	سورج کا سسٹم بول گیا
۵۶۷	ظہیر الدین اویسی	۵۰۳	مٹری اور رسول
۵۶۸	دورِ رویا	۵۰۵	ہوشیار پور کے کمرچلنے والی میں دعا
۵۷۱	طارس کا خیالی مندر	۵۰۶	عزیز اقبال احمد صاحب کے متعلق ایک واقعہ
۵۷۲	اللہ بخش صاحب خیاں پٹاوری کے متعلق رویا	۵۰۷	ایک اور واقعہ تہذیب دہا و شفاء
۵۷۳	صوفی عبدالرحیم صاحب امرتسری کے متعلق رویا	۵۰۸	عزیز اقبال احمد کے متعلق تیسرا واقعہ
۵۷۴	بھرا پھاڑیا	۵۰۹	سہارن پور میں ایک کشمی ظاہرہ
۵۷۵	رکب جان کے متعلق میری رویا	۵۱۰	نکسنو میں ایک عیسائی مشنری عورت سے گفتگو
۵۷۷	المرء مع من احب (الحمد ہے)	۵۱۲	ریکا ریڈنگ مشین



صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۶۰۹	رسول کریم کی بیوت کے برکات	۵۷۷	صدیدہ لامیۃ البیہد
۶۱۰	درویش ریف نور حضرت کج سوچو	۵۸۵	میر انجمنہ لب
۶۰۹	کج سوچو میں شان محمد بیت کا جلوہ	۵۸۶	لورڈ ہولناک رولہ
۶۱۱	درویش ریف کے متعلق حضرت کج سوچو کی وجہ	۵۸۶	حدیث رسول ابن مریم
۶۱۲	درویش ریف کے برکات	۵۹۲	جلسہ نقل چویش تقریر
۶۱۳	قرب الہی کا عجیب و غریب ذریعہ	۵۹۲	تسلیم قلب
۶۰۳	ایسا الہی کے خطاب میں ایک خاص نکتہ	۵۹۳	میر سے فائدہ نہ اٹھائے دیا ہمیں
۶۰۵	قرآن کریم کی انجاری شان	۵۹۴	مدیرہ جٹھ میں ایک شیدہ بھندہ بھرت سے مناظرہ
۶۱۵	واؤرتیب	۵۹۵	رضائے الہی
	آسیب زدگان کے متعلق بعض واقعات - حضرت سیدی	۵۹۶	صدر انجمن احمدیہ کی بھری
	سرور بشر احمد صاحب ایم اے سلمہ اللہ تعالیٰ کا	۵۹۷	ایک مفید مثال
۶۰۶	نشری نوٹ	۵۹۸	سیدہ اللہ و حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کا سوال
۶۲۰	موضع سعد اللہ پر رکاوٹ	۵۹۸	ایک عربی نظم
۶۲۱	موضع راجنکی کا ایک واقعہ	۶۰۱	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کا فلسفہ
۶۲۲	لا بد شہر کے درویشات	۶۰۱	حقیقت درود شریف
	جناب چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کافر دیپور	۶۰۲	درویش ریف کا حاصل
۶۲۳	حج عالمی اہمیت	۶۰۲	صلوۃ اور سلام کی چار قسمیں
	حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سوال کے متعلق	۶۰۳	درویش ریف سے صفات الہیہ کا ظہور
۶۲۳	الہام	۶۰۳	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اغراض و مقاصد
۶۲۵	استغفار کے متعلق عجیب نکتہ حضرت	۶۰۵	صلوۃ نمک، حیات و ممات
۶۲۵	ایک عجیب کشف	۶۰۶	اللہ تعالیٰ اور ملائکہ کا درود
۶۲۶	ایک نور کشی منظر اور اللہ تعالیٰ کی رؤیت	۶۰۶	انجمن و رول کا لفظ
۶۲۷	لوح محفوظ	۶۰۷	ایک سوال کا جواب
۶۲۸	قی والقرآن المجید	۶۰۸	درویش ریف کے پاک اثرات

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۱۲۰	بادشاہ سے حفاظت	۱۲۹	حدائے قدوس کی رویت
۱۲۱	حدائقِ اعلیٰ کی طرف سے تادیب	۱۳۰	روح الطاعت
۱۲۲	خودجات	۱۳۱	چاڑھا کر بیعت کرلو
	اشاریہ	۱۳۳	اللہ کبر
	آیاتِ قرآنی	۱۳۵	ضمیمہ کتبِ حیاتِ قدسی حضرت عیسیٰ
	امارتِ مبارک	۱۳۵	تہذیبِ دعا کا نظام
	اہلِ امت حضرت مسیح موعود علیہ السلام	۱۳۶	امتحان میں خارقِ عادت کامیابی
	۱۳۷	۱۳۷	سب و نعم اور دنیا کا انجام
	۱۳۸	۱۳۸	مہاجرِ زندگانی
	۱۳۹	۱۳۹	مقامات
	☆☆☆☆☆		

بسم اللہ الرحمن الرحیم      نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم  
و علی عبدہ المسیح الموعود

# حیاتِ قدسی

مع

## برکاتِ احمدیہ

حصہ اول

۲۰ جنوری ۱۹۵۱ء

باہتمام: سیٹھ علی محمد اے الہ دین سکندر آباد

مطبوعہ رفیق مشین پریس حیدر آباد دکن



### پیش لفظ

حضرت مولانا غلام رسول صاحب قدس فاضل راجیکی مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اپنے سوانح حیات کسی قدر تفصیل کے ساتھ خود تحریر فرمائے ہیں۔ اس وقت حالات کی مجبوری کی وجہ سے ان مفصل حالات کو شائع نہیں کیا جاسکتا۔ لہذا صرف پہلے حصہ کو خلاصہ شائع کیا جاتا ہے۔ تفصیلی حالات جن میں قرآن کریم کے سینکڑوں معارف اور قریباً نصف صدی کی تبلیغی مہمات کا تذکرہ ہے۔ انشاء اللہ مناسب موقع پر شائع کئے جاسکیں گے۔ اس حصہ میں حضرت مولوی صاحب کے خاندانی حالات اور عہد طفولیت اور قبول احمدیت کے بہت سے ایمان افروز واقعات شامل ہیں۔ جو امید ہے احباب کے لئے باعث از دیا و ایمان ہوں گے۔

”الناشر“

۲۰ جنوری ۱۹۵۱ء

$\vec{r}$



## خاندانی حالات

میر تمام غلام رسول ہے اور میر ے والد مرحوم کا نام میاں کرم الدین صاحب اور والدہ مرحومہ کا نام آمنہ بی بی تھا۔ میر ے گاؤں کا نام راجیکی ہے جو کجرات (پنجاب) کے شہر سے تقریباً ۱۴ میل کے فاصلہ پر مغرب کی جانب آیا ہے۔

میری قوم ہمارے مورث اعلیٰ جو اچ کے نام کی وجہ سے پنجاب اور قندھار وغیرہ علاقوں میں وزیج یا جو اچ کہلاتی ہے۔ ضلع کجرات میں ہماری قوم کے تقریباً پچاس گاؤں ہیں جو مشرق سے مغرب کی طرف پچاس کوس میں آتا ہیں۔ علاوہ ازیں ہماری قوم پنجاب کے کٹہرہ سرائ میں درصہ بہاولپور، قندھار، حیدرآباد، علاقوں میں بھی بوباش رہتی ہے۔ چنانچہ صوبہ ہندوستان کا شہر جو اچ و کجرات کا ضلع اور علاقہ جو اچ اپنی قوم کا جنم بوم خیال لے جاتے ہیں۔ والستہ اعدم بالضرور

ہمارے ضلع کجرات کے وزیج جیسا کہ ہماری قوم کے تحریری ریکارڈوں، زبانی سب ناموں اور ایک انگریز کی تاریخ سے ظاہر ہے، راجپوتیتہ جو اچ کی نسل میں سے ایک راجہ تھا، اس کی اولاد میں۔ اسی زمانہ میں اس راجہ کے بڑے بیٹے سی نے کجرات شہر کے قریب ایک گاؤں بسا دیا تھا اور اس کا نام اپنے نام پر سیہ والا رکھا تھا۔ ایسا ہی اس کے بیٹے مکھامی نے مکھوال اور پھر اس کے بیٹے راجہ کے موضع راجیکی کہا، یا تھا۔ چنانچہ ہمارا خاندان اور راجیکی کے لقب کا تمام ریسہ رسی راجہ کی اولاد میں جو راجپوتیتہ کے سب سے بڑے بیٹے سی کا پوتا تھا۔

## ہمارے جد امجد کے مسلمان ہونے کی تقریب

موضع راجیکی میں ایک قادری طریقہ کے صوفی منٹس بزرگ بودوباش رکھتے تھے۔ ان کا نام مائی محمود تھا اور جانوں کی سراقوم سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کے مسلمان ہونے کی وجہ سے راجہ صاحب کے پوتے سارنگ ے جو اس وقت بڑے نوجوان میں نہ ے وہ بہ کار نہیں تھا، انہیں مار پیٹ کر اپنے گاؤں سے نکال دیا۔ چنانچہ وہ بزرگ راجیکی سے لاہور چلے گئے اور وہاں اندرون مستی و رونا و میں رہاں اختیار کر لی۔ مگر ان کی مظلومیت رنگ لائی اور ہمارا جد سارنگ زمانہ کی آفات کا بُری

طرح شکار ہو گیا۔ اس دوران میں اس کا بیٹا جو ظلم و ستم کا انجام پشیم خود کچھ چکا تھا اپنے باپ کے مرنے کے بعد مسلمان ہو گیا اور حسن قابل کے طور سے یا فریضہ حج کے دائرے کی وجہ سے حاجی کے کام سے مشغول رہا۔

• نیات سے حوائج عظیم کا شعلہ

پہنچا، یا ہے منہ لہر قاف کے آس پاس

اس کے بعد ہمارا یہ جذبہ رکھنا اپنے بندہ باپ کے نادر کی معافی طلب کرنے کے لیے خواہ حضرت محمود صاحب قادری کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا۔ حضرت محمود صاحب نے سب کو دیکھا تو اپنی مسند سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ ہمارے جد بزرگوار نے عرض کیا کہ حضرت میں تو اپنے باپ کے ظلم و ستم کی معافی کے لیے حاضر ہوا ہوں اور آپ میری تعظیم کے لیے کھڑے ہو رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں تیرے لیے کھڑا نہیں ہوا بلکہ تیری پشت میں ایک قطب پیدا ہونے والا ہے اس کے احترام کے لیے کھڑا ہوا ہوں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ تیرے باپ کا تصور اس صورت میں معاف کر سکتا ہوں کہ آئندہ جو لڑکا بھی تمہارے یہاں پیدا ہوا اسے میری تحویل میں دے دیا کرو۔ چنانچہ وہ اس بات پر رضامند ہو گئے اور اپنے صاحبزادے کو ہوش سنبھالنے پر آپ کے سپرد کر آئے۔ حضرت محمود صاحب نے حسن تربیت اور حسن تعلیم سے اس بچے کو ایسا باکمال بنا دیا کہ وہ اس وقت لاہور کے صوبہ و ملتان میں خلیفہ عہد الرحیم کے کام سے مشغول رہے۔ پھر حضرت محمود صاحب نے خلیفہ عہد الرحیم صاحب سے اپنی صاحبزادی کی شادی کر دی اور آپ ہمیشہ کے لیے لاہوری میں قیامت ٹریں ہو گئے اور پھر مدینہ کی ہجرت اپنے آباؤ اجداد کی راہبلی میں آئے اور فوت ہونے کے بعد انہیں اپنے خسر بزرگوار اور بھتیجے حضرت محمود قادری علیہ الرحمۃ کے پہلو میں امارکلی بازار لاہور کے پیچھے پرانی بجلی کے پر کے درختوں کے نیچے دفن کر دیا گیا۔

حاصل عمر شمار دہارے کرام

شام ارشدی توحش کو کارے کرام

آپ کے تعلق آپ کے ساتھ اور ابابار حضرت محمد علی عرف میوں نور صاحب چنانچہ علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب سیرۃ الانبیاء کے صفحہ ۱۱ میں تحریر فرمایا ہے کہ میرے والد ہمیشہ ان کو درس



وہ رلیں اور رات کو یاد الہی میں مصروف رہا کرتے تھے۔

## حضرت میاں نور صاحب چنابی علیہ الرحمۃ

حضرت میاں نور صاحب اپنے والد ماجد حضرت خلیفۃ عبد الرحیم صاحب علیہ الرحمۃ کے اوصاف کے بعد اپنی ”ری کے لوگوں کے اصرار پر اپنے وطن مالوہ راجپوتی تشریف لے آئے۔ اور ”روہنوح کے لوگوں کو اپنے مہی و روحانی فیضان سے شاکام کرتے رہے۔ ہمارے بزرگوں اور اس علاقہ کے عام لوگوں کا بتنا ہے کہ ہمارے جد امجد کی اولاد میں سے جس قطب کی تکریم کے سے حضرت محمود صاحب قادری اچھے تھے وہ قطب میاں نور صاحب ہی ہیں۔ بہر حال آپ پہ زمانہ کے بہت بڑے عالم اور مصل مائد بزرگ تھے۔ آپ نے اس زمانہ میں ایک فارسی کتاب ”سیلۃ لایاں“ اور دہری اپنے صاحب ”حافظ عبد الغفور صاحب کی تعلیم کے لئے قصیدہ مائی کی عربی شرح تحریر فرمائی تھی۔ اس کتاب کے مطالعہ سے آپ کے فارسی و عربی بحر کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ افسوس ہے کہ ہمارے یہ بزرگ سکھوں کی طوائف الملہ کی کے زمانہ میں جین مار پڑھتے ہوئے مسجد میں شہید کر دیے گئے۔ ”وران نامہ“ کتب خانہ بھی ملا یا گیا۔ میں نے ایک ”معدنہ“ میں دیکھا تھا کہ آپ کی لوح مر رہی جو بالکل بزرگ کی معلوم ہوتی ہے، یہ شعر لکھا ہوا ہے۔

جہاں اسے اور نہاد بکس

دل اندر جہاں آفریں بند و بس

یہ مقصود یہاں ان بزرگوں اور ان کی اولاد میں سے بعض مستجاب الدعوات لوگوں کی کرتی ہیں کہ انہیں ہے۔ اس لئے میں فقط اسی پر اکتفا کرتا ہوں کہ یہ محض خدا تعالیٰ کا فضل و احسان تھا کہ اس نے میری پیدائش کے لئے ایک ایسا پاکیزہ خادم ”انتخاب فرمایا جس کی خدا پرستی اور بے نفسی کی وجہ سے لوگ ”جنگ تک“ سے سات ویرانہ (سات پشتوں والا) دیوں کا خادم بن گئے ہیں۔ قرآن مجید کے ساتھ تو اس خادم ان کو اتنا شغف تھا کہ بعض پشتوں میں اس کے نو نو دس دس حفاظ ایک وقت میں مل جاتے تھے۔ پھر اس خادم ان کی حوائج میں سے بعض کا یہ دستور العمل پورا آتا تھا کہ وہ ہمیشہ اپنے بچوں کو وضو کر کے پلا یا کرتی تھیں۔ ”دالک فصل اللہ یونیہ من بشاء۔“

## میری پیدائش اور عہد طفولیت

میری والد ماجد کے بیان کے مطابق میں غالباً ۱۸۷۷ء اور ۱۸۷۹ء کے بین بین بھدوں کے مہینہ میں پیدا ہوا تھا۔ میری پیدائش پر میرے بڑے بھائی میاں ناتج محمود صاحب نے اصرار کیا کہ اس کا نام غلام رسول رکھا جائے۔ چنانچہ والد صاحب رحمہم نے بھائی صاحب کی خاطر یہی نام تجویز فرمادیا۔ حسن اتفاق سے میرے بھائی صاحب مرحوم کا رکنا ہوا یہ نام میری زندگی کے سے ایک پیشگوئی ثابت ہوا اور واقعی میرے مولا کریم نے مجھے مرسل وقت علیہ السلام کی غلامی سے نوازا۔ میری والد ماجد نے بھی میری پیدائش سے پہلے رویا میں دیکھا تھا کہ ہمارے گھر میں ایک چراغ روشن ہو ہے جس کی روشنی سے تمام گھر جگمگا اٹھا ہے۔

طفولیت کے کچھ سال گزارنے کے بعد میرے والد صاحب رحمہم نے مجھے قرآن مجید پڑھنے کے لئے گاؤں کے ایک مکتب میں بٹھا دیا اور اس کے بعد قصہ سکول کے پڑھائی سکول میں داخل کر دیا۔ یہاں فی قصیم سے فراغت پانے کے بعد میں قصہ کجاد کے سکول میں داخل ہو مگر پندرہ تعلیم پوری نہ ہوئی تھی کہ میرے بڑے بھائی میاں ناتج محمود صاحب کا عمر ۲۳ سال تھا ہوا۔ والد رحمہم جو پہلے ہی اپنے دو بیٹوں میاں حسام الدین اور میاں نعم الدین کے فوت ہو جانے کی وجہ سے کبیدہ خاطر اور دردمند رہتے تھے، اس جو اس عمر جیسے کی نوید کی پر ہایت فرما دے۔ اور مجھے رش فرمایا کہ میرا اب تم ہمارے پاس ہی رہا کرو۔ چنانچہ میں نے سکول کی پڑھائی چھوڑ دی اور اپنے گاؤں میں ہی میاں محمد الدین صاحب کشمیری کے پاس پڑھنا شروع کر دیا۔ چنانچہ میاں محمد الدین صاحب سندھ رام اور ابو الفضل بک فارسی زبان سے اچھی طرح واقف تھے اس لئے مجھے ان کتابوں کے پڑھنے میں مدد ملی ہوئی۔ اس کے بعد میرے دل میں مثنوی مولانا رام پڑھنے کا اشتیاق پیدا ہو اور میں والدین سے اجازت حاصل کر کے موضع کوٹلی جو ہمارے گاؤں سے تھین چار کوس کے فاصلہ پر واقع ہے مولوی امام الدین صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مولوی صاحب موصوف نے پہلے تو پڑھانے سے کچھ تامل فرمایا مگر بعد میں یہ کہتے ہوئے کہ آپ بزرگوں کی تلاوتیں مجھے مثنوی پڑھانے پر رضامند ہو گئے۔ تعلیم کے دوران میں آپ ہمارے بعض بزرگوں کی کرامتوں کا ذکر بھی فرماتے تھے۔ بعض اہم امور کے لئے مجھے دعائی تحریک بھی دیتے تھے۔ میں ان دنوں ش

صوم لوصال کے روزے رکھتا اور شام کی نماز کے بعد سورہ یٰسین۔ سورہ ملک۔ سورہ مزمل۔  
 سورہ سہر۔ سورہ مستعات۔ سورہ وصال اور حضرت شیخ عبدالقادر صاحب جیلانی علیہ الرحمۃ کے  
 سورہ سہریت اہم کا ہیکہ بالانتظام کیا کرتا تھا۔ طاہرہ ازیں موضع کوٹکی اور موضع خوجیانولی کے  
 درمیان ریگستانی یلوں پر محاسبہ مراقبہ کی غرض سے جایا کرتا اور گھنٹوں یا دالہی میں تپ تپ کر رہتا  
 اور عالمیں رہتا رہتا تھا۔ اس زمانہ میں خلوت گزینی اور معرثتینی میرا بہت ہی محبوب مشغور تھا اور مجھے  
 اس میں بھائی لطف محسوس ہوتا تھا۔ مگر تار یک ماحول اور بچپن کی عمر کی وجہ سے میں اس وقت کی  
 حامل انسان کی ہیکہ کی سے غور ہم تھا۔ یہ تھا اس زمانہ میں جس قدر صوفی اور سجادہ نشین لوگ ہمارے  
 علاقہ میں پائے جاتے تھے ان کے بیشتر شاطی بندہ بویگوں کی طرح شرف القبور شرف القلوب  
 و سب امر ایش تک محدود تھی۔ ایسا ہی اس زمانہ میں چشتی اور نقشبندی خاندانوں کی ریاضتیں بھی  
 تصورش کی مشرکانہ زنجیروں میں ملز می ہوتی تھیں۔ ایت حالات میں جبکہ میرے پاس کے لوگ  
 صرف و مستقیم سے بیکے ہوئے تھے میرے لئے یہی چارہ کار تھا کہ حد و حد کریم کی ازلی رحمتیں و شفقتیں  
 میری ہیکہ کی فرما میں اور ان معجون کی گڑبڑوں سے مجھے محفوظ رکھیں۔ چنانچہ یہ حد تقان کا سر سر  
 فضل و حساب ہے کہ اس نے اپنی جتنی درجہ کی حکمتوں کے ماتحت مجھے بچھری سے لیکر رہوں پر چاہا اور  
 ۱۰۰ مجھے آستانہ سرمدی پر لانے کا موجب ہوئیں۔

مابداں منزل عالی نوا انیم رسید

ہاں مکر لطف شاموش نہد گامے چند

## آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دستگیری

انہی ایام میں جبکہ میں روز و شب روحانی مجاہدات میں مصروف تھا۔ میں نے یک رات رات کو  
 میں دیکھا کہ میں ایک شاہر اوپر جنوب سے شمال کی طرف جا رہا ہوں کہ راستہ میں ایک بندہ ۱۰۰ نہ چل کا  
 ۱۰۰ ہی سیاہ رنگ کا کتا پکڑے ہوئے کھڑا ہے۔ جب میں آگے بڑھنے لگا تو وہ تاجزحم ہو اور وہ شخص  
 مجھے کہنے لگا کہ اگر تم آگے گزرنا چاہتے ہو تو مجھے جہد کر کے آگے گزر سکتے ہو۔ میں نے کہا کہ جہد تو  
 فقط اللہ تعالیٰ کی ذات کے لئے ہے اور میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو جہد نہیں کرتا۔ اس پر وہ کہنے  
 لگا اگر تم مجھے جہد نہیں کرتے تو آگے بھی نہیں گزر سکتے۔ چنانچہ اس جواب پر جب میں آگے قدم

بڑھانے لگا تو دو کتابچہ مزاحم ہوا۔ اسی پس و پیش کی حالت میں سب میں بے حد پریشانی تھی تو چنانکہ میرے پیچھے سے حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم (فداؤتھی) گھوڑے کو پتہ دہرتے ہوئے میرے پاس پہنچے اور مجھے فرمانے لگے کہ آپ میرے پیچھے پیچھے چلے آئیے۔ چنانچہ میں رشتہ داری کی تعمیل میں حضور انورؐ کے پیچھے ہوا اور آپؐ مجھے اس شام او سے نال کر ایک پگڈنڈی پر ساتھ سے ہوئے اس اندہ اور کتے سے کچھ فاصلہ پر پھر اسی شام او میں لے آئے اور فرمانے لگے اب اس شام او پر چلے جاوے یہ کتاب مزاحم نہیں ہوگا۔ اللہم صلی علی سیدنا محمد الدی عربی علیہ ما عسا و بالمو میں رؤف رحیم

### دربار سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

نہیں یام میں میں نے خواب میں دیکھا کہ میں اپنے گاؤں موضع راہیلی میں مسجد کے مدرسہ دروہ زد کے باہر شمال کی جانب بیٹھا ہوں کہ ایک ہنر پوش بزرگ اس دروہ زد پر بطور دروہ کے کھڑے نظر آئے۔ میں نے قریب ہی بیٹھے ہوئے ایک شخص سے پوچھا کہ یہ ہنر پوش بزرگ کون ہیں اور اس دروہ زد پر کیسے کھڑے ہیں۔ اس نے بتایا کہ یہ حضرت میاں نور صاحب پٹانی علیہ رحمۃ ہیں جو بطور دروہ کے کھڑے ہیں اور مسجد کے اندر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شریف فرمائی ہیں۔ اس شخص کی اس بات پر حضرت میاں نور صاحب نے پوچھا کہ یہ کون ہے میں نے عرض کیا کہ حضور آپ کی ولایت میں سے ہوں۔ تب آپ آگے نہ آئے اور مجھے دوا میں آیا۔ (عجیب بات ہے کہ میں اس وقت اپنے آپ کو مصوم بچے کی شکل میں دیکھتا ہوں) اس کے بعد حضرت میاں نور صاحب نے مجھے ”تختہ“ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں پیش کیا اور میں خواب سے بیدار ہو گیا۔

### لشکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں شمولیت

یہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت راشدہ سے قبل میں نے خواب میں دیکھا کہ میں اپنے گاؤں موضع راہیلی میں اپنے گھر سے باہر نکلا ہوں اور اس کوچہ میں جو ہمارے گھر سے مغرب کی جانب تھا ”دروہ پٹا“ پایا ہے یا دیکھتا ہوں کہ مسلمان اللہ جو دیا اور نظام الدین باوندی کی کھڑیوں کے پاس لوگ بڑی شتاب سے جمع ہیں۔ میں نے اس وقت سامنے سے آئے والے ایک شخص سے پوچھا

کہ یہ نجوم کیسا ہے تو اس نے بتایا کہ یہ تختہ سے صلی اللہ علیہ وسلم کا شجر ہے۔ میں نے دریافت کیا کہ  
 "تختہ سے صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس شجر میں موجود ہیں تو اس نے کہا کہ اس حضور بھی موجود ہیں۔ یہ سنتے ہی میں  
 نے پٹی جو تیاں وہیں پھینکیں اور بھی گتے ہوئے آنحضورؐ کے شجر میں جا ملا۔ وہاں دیکھ تو مشرقی  
 جانب "تختہ سے صلی اللہ علیہ وسلم نہایت شانہ نہایت سے ایک اٹھنی کی غماری پر جلو فرماتے ہیں۔ اس  
 شجر میں جس کے متعلق یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان پر تہا حانی کرنے والا ہے۔ حضور نور صلی اللہ  
 علیہ وسلم لوگوں کو بھرتی فرما رہے ہیں۔ چنانچہ اپنے گاہوں کے لوگوں میں سے اس وقت میں ہی  
 حضور قدس لی حد مت عالیہ میں آگے بڑھا اور تسلیمات عرض کرنے کے بعد اس شجر میں بھرتی  
 ہو گیا۔ اس کے بعد ہم تمام فوجیوں کو یہ چھیاں دی گئیں اور حکم ملا کہ تم نے خنزیروں کو قتل کرنا ہے۔  
 اس بعد چاروں طرف دیکھا اور ہم آیا۔ پہنچتے ہیں کہ چاروں طرف بڑے بڑے خنزیر ہیں  
 جنہیں ہم نے قتل کرنا شروع کر دیا ہے اور جو خنزیر کسی سے قتل نہیں ہوتا میں ہر جگہ کے ایک وار سے  
 سے وہیں ڈھیر کرتا ہوں۔ اس روایہ صاف کے بعد حد تعالیٰ نے مجھے ہندوستان کے گوشہ گوشہ  
 میں پہنچا ہر بیت کا موقع دیا اور اس مسیح موعود علیہ السلام کے طفیل جس کی عداوت تختہ سے  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے یقتل الحسبر و یکسر الصلیب [قراری ہے مجھے ہندوستان میں ہر جگہ سے  
 خنزیر صفت لوگوں کے مقابلہ میں اپنے فضل سے نمایاں فتح نصیب فرمائی ہے۔ اس روایہ میں تختہ سے  
 صلی اللہ علیہ وسلم کے ہندوستان پر تہا حانی کرنے سے اس طرف بھی اشارہ ہے کہ حضورؐ کی اہانت مانع  
 ہر ہندو کی نجات مانع کے لئے ہندوستان کا ملک ہی مقدس ہے اور ہندو سے اس رہائی کی بھی تصدیق  
 ہوتی ہے۔ جو کسی گدہ شہرہ رنگ نے مرقوم فرمائی ہے۔

کانت لادم ارض الہمد مہبطاً  
 و فیہ نور رسول اللہ مشغول  
 می ہیکل مسیحی ان مہدیہا  
 مہندہ می سیوف اللہ مسلون

## گیارہ انبیائے کرام علیہم السلام کی دستگیری

انہی ایام کا ذکر ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک اندھے کنویں میں گر رہا ہوں اور  
 میرے ہاتھ کھڑکیوں کے اچانک اوپر سے میری طرف یار د ماتھ بڑھانے لگے مگر عجیب بات یہ  
 ہے کہ یار د ماتھوں کا پنجہ ایک ہی تھا اس پنجہ نے مجھے پکڑا اور اس کے ذریعہ سے میں اس اندھے  
 کنویں سے باہر نکال آیا گیا۔ باہر آ کر سب میں نے یار د ماتھ کو دیکھا تو ان کی تعریف پوچھی اس  
 پر حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم یار د نبی ہیں جو آپ کو اس اندھے کنویں سے نکالنے کے  
 لیے آئے تھے۔ چنانچہ ان میں سے حضرت آدم علیہ السلام کے علاوہ حضرت نوح۔ حضرت ہود۔  
 حضرت صالح۔ حضرت ابراہیم۔ حضرت اسماعیل۔ حضرت اسحاق۔ حضرت یوسف۔ حضرت موسیٰ۔  
 حضرت عیسیٰ علیہم السلام اور ہمارے سیدہ مولیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی تھے۔ کنویں سے نکلنے کے  
 بعد سب میں نے وہی جانب نظر اٹائی تو یار د ماتھوں کو جاتے ہوئے دیکھا میں نے پوچھا کہ یہ  
 لوگ کون ہیں تو انہی انبیاء علیہم السلام میں سے کسی نے فرمایا کہ یہ لوگ یوسف کے یار د نبی ہیں۔  
 تمہیں ہے کہ مذکور بالا مقدس مقاموں کے انما برای میں اب میرے حاشیہ کے مدد صبیحہ کی وجہ  
 سے کچھ فرق آیا ہو مگر ظن غائب یہی ہے کہ یہی یار د انبیاء کرام میں سے تھے ہوئے تھے۔ والک  
 فصل اللہ یوتیہ من یشاء۔

اس ربیائے صادق کی تجویز بھی مجھے سیدہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی  
 بیعت راشدہ کے بعد ہی معلوم ہوئی کہ اندھا تھا اس دراصل وہ بیچ دعوت کے بکڑے ہوئے  
 عقائد و اعمال تھے جن میں اس وقت کے نہ اس طریقہ فطرت اسلامی کو خلیل رہے تھے۔ یہی  
 یار د ماتھوں کے ایک پنجہ کی حقیقت بھی مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تیری اللہ فی صل لایمیر  
 ہوئے کی وجہ سے معلوم ہوئی اور وہ یار د نبی بھی جو نہ اس یوسف تھے وہ بھی مجھے حمدی ہونے  
 کے بعد ہی معلوم ہوئے کہ دراصل یہ لوگ ہمارے ہی خاندان کے یار د گھر تھے جو میرے حمدی  
 ہونے کی وجہ سے میرے بے حد معاملہ ہو گئے۔

## نزول جبرائیل علیہ السلام

ی سلسلہ میں بیعت سے قبل میں نے خواب میں یہ بھی دیکھا کہ میں ایک چھت والے مکان

کے نیچے کھڑے ہوں اور مجھے اس کے چاروں طرف غلطے ہوئے دروں میں سے "ماں نظر" رہا ہے۔  
 اس ٹان میں "چانک" مان پڑا اور اس میں سے ایک نوجوان اثر کرانی مکان کی چھت پر "میٹھی" اور  
 مجھے مخاطب کر کے فرمانے لگا کہ نیچے کون ہے میں نے کہا میں غلام رسول ہوں تو اس نے کہا کہ  
 غلام رسول جھولی کر (یعنی دامن چھایا) چنانچہ سب میں نے "امن چھایا" تو اس نے میرے دامن میں  
 چوہس کا چاند ڈال دیا۔ میں نے سب اس چاند کو اپنے سیر سے لٹکایا تو عجیب بات ہوئی کہ وہ میرے  
 وجود میں ماسیا اس کے بعد سب میں نے اس نوجوان کو "بھینے" کے لئے نکاوا دھائی تو کیا دیکھتا ہوں کہ  
 ایک بے نظیر حسن و جمال کا ختمہ میرے سامنے کھڑا ہے تب میں نے اس سے دریافت کیا کہ آپ کا  
 اسم شریف کیا ہے تو اس نے جواب میں فرمایا کہ میرا نام

### جبرائیل

اس روایے صادقہ کی تعبیر بھی مجھے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی  
 بیعت رشیدہ کے بعد معلوم ہوئی کہ اس نوجوان کے چاند سے مراد "فی الاصل چوہس" صدی کے  
 مجدد و عظیم مسیح محمدی علیہ السلام ہی ہیں۔

### حضرت سید عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کی فریادرسی

ہمارے جد امجد حضرت خلیفہ عبدالحکیم صاحب علیہ الرحمۃ اور ان کے صاحبزادے لاہور  
 حضرت مہوں نور صاحب چنائی چونکہ قادری طریقہ سے منسلک تھے اس لئے ان کے بعد ہمارے  
 حاکم کی کئی مقدس بستیاں اور اہل حال نہ رہ گئیں حضرت سید عبدالقادر صاحب جیلانی علیہ الرحمۃ کی  
 تصانیف "تذکرۃ العارفین" "نور العیوب" "فیض سبحانی" "اسبغ ثریف" اور "کبریت اہل غیب" کے  
 اور ۱۰۰ خط کو خاص وقعت دیتے تھے۔ چنانچہ میں بھی اپنی اس روحانی ریاضتوں میں انہی  
 تصانیف کو چہرہ رخ اور سمجھتے ہوئے ان کے مخاطب ہر کار بند تھا۔

میں بچپن میں جب کہ میری عمر کوئی پندرہ دو سال کی ہوئی مجھے اس قسم کے "روحانی خاص"  
 لکھن تھی اور میں نے آپ کی بعض دعا میں اور "کبریت اہل غیب" اور "تذکرۃ العارفین" میں  
 ہر روز پڑھنا شروع کیا کرتا تھا۔ بلکہ ان کی بعض مرغوب خاطر دعا میں تو میں فی زمانہ بھی پڑھتا رہتا

ہوں جن میں سے

اللہم احیی حیوۃ طیبۃ و افسی من شراب محبتک اعدیہ و اظیہ

اور

اللہم احیی الیک بجلبات محبتک الشلیلہ و اشعفی محبت و انسی حبالا پرید  
علیہ احد من العلمین

خاص قابل ذرا عام میں ہیں۔ اس ٹھوٹ کے زمانہ میں میں نے ایک رات خوب میں دیکھ  
کہ ایک بہت بڑا اثر، مایہ جس کے جسم کی اونچائی، دوش مانی تک پہنچتا ہے۔ وقت بڑا دقتیں قدم  
کے فاصد پر مجھے چاروں طرف سے چمے ہوئے ہے۔ اس وقت میں نہایت ہی فسر دہی طر ہو کر  
بعد او شریف کی طرف منہ کئے ہوئے خیال کرتا ہوں کہ اگر اس وقت غوث اعظم میری فریاد ہی  
فرمائیں تو اس بلائے عظیم سے نجات مل سکتی ہے۔ چنانچہ میں اسی خیال میں تھا کہ چنانک حضرت  
سید عبدالقادر صاحب دیوانی تشریف لائے اور اس اثر، مایہ کے کنڈل سے باہر کھڑے ہو کر مجھے اونٹ  
بازووں سے پکڑا اور باہر نکال دیا۔

اس خواب کی تفسیر مجھے یہ معلوم ہوئی کہ حدیث شریف کی کاروائی بجلی مجھے دینا کے اثر سے بچانے  
کا موجب ہوئی۔ چنانچہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام جن کا ایک نام ہی  
بشارتوں میں عبدالقادر بھی ہے مجھے اس دنیا کے اثر، مایہ عظیم سے بچانے کا موجب ہوئے۔ اور  
”محضور اقدس علیہ السلام نے وقت پر میری فریاد ہی فرمائی۔“

قربان تست جان من اے یار کسم

با من کد ام فرق تو کردی کہ من کسم

### پرواز روحانی اور لقائے محبوب سبحانی

نہیں، نون میں مجھے ایک مرتبہ موضع سعد اللہ پور جانے کا اتفاق ہوا۔ چونکہ اس موضع میں نہی  
لوگ والد صاحب محترم کے ارادتمندوں میں سے تھے اس لئے مجھے راتوں رات ہی قیام کرنا پڑا۔ مگر  
جب شام کا بھنپنا ہوا تو مجھ پر ایک روحانی کیفیت طاری ہوئی جس کے غلبہ، استیلائی وجہ سے میں نے  
پنہ آپ کو بے خود سا پایا اور شام کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد میں نے اس کیفیت کی بناء پر جس



جگہ دعوت طعام تھی وہاں جانے سے معذرت کر لی اور مشاء کی نماز پڑھ کر مسجد میں ہی سو گیا۔ رات کو میں نے خواب میں دیکھا کہ میں پرہیز کرتے کرتے سات آسمانوں سے بھی "پر یک" سے مقام پر پہنچا ہوں جس کے تعلق مجھے محسوس ہوا کہ یہ مقام لامکان ہے اور اس وقت میں یہ بھی محسوس کر رہا ہوں کہ میری اس پرہیز کی جائے فرار میں بغداد شریف کے محاذ میں واقع ہے اور حضرت سید عبد القادر صاحب جیلانی عظیم الشان غفرلہ عنہ میں سو رہے ہیں۔ چنانچہ میں اسی وقت اس کی زیارت کے خیال سے بغداد میں اترا اور ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ اس وقت ایک چٹنگ پر مشرق کی طرف منہ کے ہوئے جلوہ فرما تھے جس پر نہایت ہی خوبصورت پتھروں کا ہوا تھا۔ جب میں آپ کے چٹنگ سے نیچے پاؤں کی جگہ پر بیٹھ آیا تو آپ نے "مولانا محمد میر کی پشت پر رکھے" اور فرمایا پڑھ

حق سبحانہ سبحان نورہ

اور رُجاء چنانچہ میں نے حسب ارشاد حق سبحانہ سبحان نورہ پڑھتے ہوئے دوبارہ پرہیز شروع کر دی اور رُجاء ہو مشرق کی طرف پڑا یا۔

اس خواب میں تجویز پرہیز و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد ارمی الصلوۃ معراج المومن سے ظاہر ہی ہے مگر اس کے بعد حضرت سید عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ کا حق سبحانہ سبحان نورہ پڑھا کر دوبارہ پرہیز کا حکم دینا اور میرا اُڑتے ہوئے مشرق کی طرف چلے جانا اس امر کی طرف اشارہ کرنا ہے کہ میری روحانی تکمیل کے لئے مجھے وہ کارنامہ اپنے جمال و جلال کی ایک ہی جود گاہ نصیب فرمائے گا جو اپنی صوفیائی اور حائے قیاس کے لحاظ سے بغداد سے مشرق کی طرف واقع ہوگی۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس ارشاد ارمی کے مطابق کہ

ارکلمہ منار کاشفی عجب مدار

چوں تو پر مشرق است علی ہر م

مجھے مشرق کی طرف سے خدا تعالیٰ نے اس فیضانِ جنت سے مستفیض فرمایا جو انانیت و لائیت سے کہیں بڑھ کر تھا۔ الحمد للہ علی ذالک۔

### حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ سے استفادہ

میں بنیام میں موضع گولگی میں مولانا امام الدین صاحب سے مشغول مولانا روم پڑھا رہا تھا

اس زمانہ کا دُر ہے کہ مثنوی کے بعض مشکل مقامات جن کی تہمید مجھے مولوی صاحب موصوف سے نہ ہو سکتی، وہ مقامات حضرت مولانا رام علیہ الرحمۃ مجھے خود آ کر سمجھ جاتے۔ چنانچہ ایسے ہی موقع پر تقریباً سات آٹھ مرتبہ ریاض الشوف میں مجھے آپ سے استعاذ کرنے کا موقع ملا ہے۔

مجھے، چھٹی طرح یاد ہے ان مقامات میں سے ایک مقام مثنوی کے سب سے بہت ہی شعر کا بھی تھا جس میں مولانا رام علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے کہ ۔

بشنو از نے چوں نہایت مے کند

و از حد ایسا نہایت مے کند

اس شعر کے لفظ ”نے“ کی تشریح سے سب میری مولوی امام الدین صاحب سے پہنچی نہ ہوئی تو مولانا رام علیہ الرحمۃ نے خود تشریف لائے مجھے سمجھایا کہ ”نے“ سے ”اصل باللہ“ مراد ہوتا ہے جو ”اصل ہی“ کے بعد نبی و رسول کا مرتبہ حاصل کر کے مخلوق کی طرف مامور یا جاتا ہے تاکہ پہنچی ہوئی رہیں جن کی حد سے حد بنی کا دشمنی ہے انہیں ”اصل الہی“ کی منزل مقصود تک پہنچا دے۔ پس ”نے“ سے مراد ”ایک“ اصل باللہ انسان نہیں بلکہ نبی و رسول ہے جسے ایک طرف ”اصل ہی“ بھی حاصل ہوتا ہے اور جو دوسری طرف ”مخلوق کی حد“ سے حد انی میں لعلک باحی نفسک الا یکنونوا مؤمنین“ کا مقام بھی رکھتا ہے۔

## میری بیعت کی تقریب

موضع کو لگی میں مثنوی مولانا رام پڑھتے ہوئے جب میں چوتھے وقت تک پہنچا تو ایک دستار کے اندر کے بعد میں مولوی امام الدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں بیٹھے ہوئے کسی مسئلہ کے متعلق گفتگو کر رہے تھے کہ حسن اتفاق سے پولیس کا ایک سپاہی مار کے لئے اس مسجد میں آگیا۔ مولوی صاحب نے جب اس کے صافہ میں بندھی ہوئی ایک کتاب دیکھی تو آپ نے پڑھنے کے سے سے جیسا چاہا مگر اس سپاہی نے آپ کو روک دیا۔ مولوی صاحب نے یہ دریافت کی تو اس نے کہا کہ یہ کتاب جس بزرگ بستی کی ہے وہ میرا پیشوا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ تم لوگ اسے پڑھ کر میرے پیشوا کو بُرا سمجھنے لگ جاؤ جسے میری غیرت سے بداشت نہیں کر سکتی۔ مولوی صاحب نے کہا کہ آپ بے فکر رہیں، ہم آپ کے پیشوا کے متعلق کوئی بُرا گفتگو زبان پر نہیں لائیں گے۔ تب اس سپاہی نے کہا کہ اگر یہ

ہات ہے تو آپ بڑی خوشی سے اس کتاب کو دیکھ سکتے ہیں بلکہ تین چار روز کے لئے اپنے پاس رکھ سکتے ہیں تاکہ اس وقت میں تعلیمات کے لئے بعض دوسرے ایسا بات کے دورہ پر جا رہا ہوں واپسی پر یہ کتاب آپ سے لے لوں گا۔ چنانچہ مولوی صاحب نے وہ کتاب سنبھال لی اور جاتے ہوئے گھر ساتھ لے گئے۔ دوسرے دن جب میری کسی کام سے مولوی صاحب کے یہاں جانا ہو تو میں نے وہی کتاب جو سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصنیف لطیف "عینہ مالات" نام تھی حضور قدس کی چند نظموں کے اوراق کے ساتھ مولوی صاحب کی بینک میں لکھی۔ جب میں نے نظموں کے اوراق پڑھنے شروع کئے تو ایک نظم اس مطلع سے شروع پائی۔

عجب نوریت درجاب محمدؐ

عجب سعادت درکاب محمدؐ

میں اس نظم اعلیٰ کو اول سے آخر تک پڑھتا آیا مگر سوز و گداز کا یہ عام تھا کہ میری آنکھوں سے بے اختیار "سوحاری" ہو رہے تھے۔ جب میں آخری شعر پڑھتا کہ ۔  
 "راست تر چہ بے نام منشاں است  
 یا بگر ز غلام محمدؐ"

تو میرے دل میں تڑپ پیدا ہوئی کہ کاش ہمیں بھی ایسے صاحب کرامات بزرگوں کی صحبت سے مستفیض ہونے کا موقع مل جاتا۔ اس کے بعد جب میں نے "رق" انا تو حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ منظومہ گرامی تحریر پایا۔

م طرف فکر کو ہزارے تھپایا ہم نے

کوئی دیں دس محمدؐ سا نہ پایا ہم نے

چنانچہ اسے پڑھتے ہوئے جب میں اس شعر پڑھتا کہ

کافر ۔ ملحد ۔ خیال نہیں کہتے ہیں

مام کیا کیا غم ملت میں رکھایا ہم نے

تو اس وقت میرے دل میں ان لوگوں کے متعلق جو حضور اقدس علیہ السلام کا مام ملحد و دجال وغیرہ رکھتے تھے بے حد تاسف پیدا ہوا۔ اب مجھے انتظار تھا کہ مولوی امام الدین صاحب "مرآت خانہ" سے بینک میں "میں تو میں آپؐ سے اس پائیدار شہرت برگ کا حال دریافت کروں۔ چنانچہ

جب مولوی صاحب بینک میں آئے تو میں نے آتے ہی دریافت کیا کہ یہ منظومات عالیہ کس بزرگ کے ہیں اور آپ کس زمانہ میں ہوئے ہیں۔ مولوی صاحب نے مجھے بتایا کہ یہ شخص مولوی غلام احمد ہے جو مسیح و مہدی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ اور کاپان ضلع کوڑا سپور میں اب بھی موجود ہے۔ اس پر سب سے پہلا فقرہ جو میری زبان سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلق نکلا وہ یہ تھا کہ:

دنیا بھر میں اس شخص کے یہ کہ کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عاشق نہیں ہو سکا۔

اس کے بعد پھر میں نے حضور اقدس کے مطامع و منظومات پڑھنے شروع کر دیے تو ایک صفحہ پر حضور انور کے یہ اشعار میرے سامنے آئے۔

چوں مرا نورے پئے قوم مسیحی دادہ اند

مصلحت را ابن مریم نام من بہادہ اند

مے درخشم چوں قرناہم چوں قرص آفتاب

کور چشم آما نگہ در انکار ہا افتادہ اند

صادقم و از طرف مولا بانگناہا آدم

صد در علم وہدی مدروئے من بکشتادہ اند

آسمان ہارونشاں الوقت میگذر زمیں  
ایں دو شاہد از پئے تصدیق من دادہ اند

ان ارشادات عالیہ کے پڑھتے ہی مجھے حضور اقدس کے دعویٰ مسیحیت اور مہدیت کی حقیقت معلوم ہو گئی اور میں نے ۱۸۹۷ء میں نابھہ ماہ ستمبر یا ماہ اکتوبر میں بیعت کا خط لکھ دیا۔ چنانچہ حضور قدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حضرت مولانا عبدالکریم صاحب کا نوہم خط جو میری قبولیت بیعت کے تعلق تھا مجھے پہنچ گیا۔ میں نے جب یہ خط مولوی امام الدین صاحب کو دکھایا تو اسوں نے کہا کہ آپ نے بیعت کرنے میں جلدی کی ہے مناسب ہوتا کہ آپ تسلی کے لئے پوری پوری تحقیق کر لیتے۔ میں نے بہاویہ تسلی تو خدا کے فضل سے ہوئی ہے۔ اس کے بعد مولوی صاحب نے وہ مرسد رسالہ جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان ہے میرے نام ارسال فرمائے تھے پڑھا تو اثر نہ ہوا۔ چاہے ہر سالوں کے مطالعہ سے مولوی صاحب کو تو اس قدر فائدہ ہوا کہ انہیں مگر مجھے ان کے مطالعہ سے یوں معلوم ہوا کہ جیسے میں ایک تاریک یا سے نکل کر روشنی کے عالم میں آ گیا ہوں۔



صاحبؒ کے ہمراہ قادیان سے واپس لوٹا تو مولوی صاحب موصوف اپنی ہمیشہ سے ملنے کے لئے مرتسرا تر گئے اور میں سید حالہ پور چلا آیا۔ یہاں پہنچ کر مجھے عربی پڑھنے کا شوق پیدا ہو اور میں مدرسہ رشیدیہ کی مولوی کلاس میں داخل ہو گیا۔ ان دنوں مجھے ایک کتاب معرفۃ السلوک مل گئی جو میرے طبعی رجحان کے مطابق ہونے کی وجہ سے مجھے بہت پسند آئی اور اسٹڈی میرے زیر مٹا دیتی۔ جس کی وجہ سے مجھے اس اسکول کے عام طلباء صوفی کے نام سے پکارنے لگ گئے۔ میری تعلیم پر بھی کوئی چھ ماہ کا عرصہ گزرا ہو گا کہ ہمارا اسکول موسمی تعطیلات کی وجہ سے بند ہو گیا اور میں سیدھا اپنے وطن مالوٹ چلا آیا۔

### تبلیغ احمدیت اور فتویٰ تکفیر!

وطن مالوٹ موضع راجیکی پہنچتے ہی خدامہ کریم کی زوارش ارلی نے میرے اندر تبلیغ احمدیت کا ایسا بے پناہ جوش بھردیا کہ میں شب و روز دیوانہ وار اپوں اور بچانوں کی محفل میں جانا اور سدا و تسیم کے جہد امام الزمان علیہ السلام کے آنے کی مبارکباد عرض کرتے ہوئے تبلیغ احمدیت شروع کر دیتا۔ جب شروع ہوا تو اس کے خیالات میں میری تبلیغ اور احمدی ہونے کا پہچان ہوا تو لوگ جو ہمارے خاندان کو شہرہ پشت سے دلیوں کا خاندان سمجھتے تھے مجھے اپنے خاندان کے لئے باعث نفاق خیال کرنے لگے اور میرے والد محترم اور میرے چچاؤں کی خدمت میں حاضر ہو کر میرے متعلق طعن و تشنیع شروع کر دی۔ میرے خاندان کے بہ رکوں نے جب ان لوگوں کی باتوں کو سنا اور میرے عقائد کو اپنی زبان و جاہل اور نہی حست کے منافی پایا تو مجھے فحشہ و جلالت میں کونٹ شروع کر دی۔ شہر ہمارے ان بہ رکوں اور خدامہ سے لوگوں کا یہ جذبہ تافریہاں تک پہنچا کہ ایک روز یہ لوگ مولوی شیخ احمد ساکن ہریانہ جاکر تحصیل پچالیہ اور بخش ویکر ملا کو ہمارے گاؤں میں ملے۔ یہاں پہنچتے ہی ان علماء نے مجھے سینہ میں آویں کے مجمع میں بلایا اور احمدیت سے توبہ کرنے کے سے کہا۔ میری عمر گزر چہ اس وقت کوئی اسیار و اسی سال کے قریب ہوئی مگر اس روحانی شہادت کی وجہ سے جو محبوب یرہی نے مجھے مرحمت فرمائی تھی میں نے ان مولویوں کی کوئی پروا نہ کی اور اس بھرے مجمع میں جہاں ہمارے ملاقہ کے زمیندار اور زمیندار و پلدار وغیرہ جمع تھے ان لوگوں کو سیدنا حضرت

مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے دلائل سننے کی کوشش کی لیکن مولوی شیخ احمد اور ان کے  
 اہل بیوں نے میرے دلائل کو سننے کے بغیر ہی مجھے کافر ٹھہرایا اور یہ کہتے ہوئے کہ اس ٹر کے  
 ایک سے خادمہ ان کو بے لگایا ہے جس میں شبنا پشت سے دلی پیدا ہوتے رہے ہیں، جس کی بعض  
 خوش بھی صاحب زمامت و کشف گزری ہیں تمام لوگوں کا میرے ساتھ مقاطعہ لرایا۔ اس موقع پر  
 میرے بڑے چچا حافظہ خور، ار صاحب کے لڑکے حافظہ غلام حسین جو بڑے ابدہ کے تھے،  
 کھڑے ہوئے اور میری حمایت کرتے ہوئے ان مولویوں اور ذلیلداروں کو خوب اذیتا۔ لوگوں نے  
 جب ان کی خاندانی عصیت کو دیکھا تو حیاں یا کہ اب یہاں ضرور کوئی فساد ہو جائے گا اس سے منتشر  
 ہو کر ہمارے گاؤں سے چلے گئے۔

جب مولوی شیخ احمد میرے دلائل کو سننے کے بغیر ہی اپنے گاؤں پلاٹا یا تو میں نے سے ایک  
 عربی خط لکھا جس میں سید عبدالقادر صاحب دیوانی علیہ الرحمۃ، مایہ سظامی علیہ الرحمۃ، شیخ الدین  
 صاحب بن عربی علیہ الرحمۃ، رحید صاحب بغدادی علیہ الرحمۃ وغیرہم برکوں کے محبین کے  
 فتویٰ تکلف کی مثال، ذکر سمجھایا کہ تم نے ہمارے معاملہ میں بھی یقیناً انہی مخالفین کی طرح خور کمانی  
 ہے۔ اس کے جواب میں اس نے، شہم فارسی کے لکھے اور پھر خاموش ہو گیا وہ اشعار یہ ہیں۔

رفتا بہ بزم غیر کو مائی تو رفت ماموں صد قبیلہ یک خامی تو رفت  
 اکوں اگر فرشتہ جگویم تاچہ سود در شہر حکایت بد مائی تو رفت

### مولوی غلام رسول جوان صالح کراماتی

اس فتویٰ تکلف کے بعد مجھے لا الہ الا اللہ کی خالص توحید کا وہ سبق جو ہزار ہا مجاہدات اور  
 ریاضتوں سے حاصل نہیں ہو سکتا تھا ان علماء کی مشہور کاری اور رشتہ داروں کی بے عقلانی نے پڑھا  
 دیا۔ وہ وہ جو صدیوں سے عقائد رہا کی طرح لوگوں کے، ممان میں قاسم سیدنا حضرت مسیح موعود  
 علیہ صلوٰۃ و السلام کے عہد نبوت کے توسط سے اپنی یقینی تجلیات کے ساتھ مجھ، رہتیر پر ظاہر ہو۔  
 چنانچہ اس ابتدائی زمانہ میں جبکہ یہ علماء سو، گاؤں گاؤں میری کم سمی اور عرقا تہ چار رہے تھے، مجھے  
 میرے صدائے الہام کے رحیم سے یہ بتا رہے تھے۔

## ”مولوی غلام رسول جوان صالح کراماتی“

چنانچہ اس الہام الہی کے بعد جہاں اللہ تعالیٰ نے مجھے بڑے بڑے مولویوں کے ساتھ مباحثات  
رے میں نمایاں فتح دی ہے وہاں میرے ذریعہ سیدنا حضرت امام الزمان علیہ السلام کی برکت سے  
نذری و تبشیری کرامتوں کا اظہار بھی فرمایا ہے جن کا ایک زمانہ گواہ ہے۔

## بعض انذاری و تبشیری کرامتوں کا ذکر

### موضع گندھوکا واقعہ

نئی یام کا در ہے کہ میں ایک مرتبہ موضع گندھوکا جو ہمارے گاؤں سے قریباً ڈیڑھ کوس کے  
نہ صد پر واقع ہے گیا۔ چونکہ اس گاؤں کے اکثر لوگ ہمارے خاندان کے حلقہ ارادت میں داخل  
تھے اس لئے میں نے یہاں کے بعض آدمیوں کو احمدیت کی تبلیغ کی اور واپسی پر اس موضع کی ایک مسجد  
کے مجدد میں اپنی ایک ہتھالی نظم کے کچھ اشعار جو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حمد  
سے متعلق تھے لکھ دیے۔ اتفاق کی بات ہے کہ اس موضع کا نمبر ۱۰ درجہ نذری اللہ بخش اس وقت نہیں  
مسجد میں طہارت کر رہا تھا اس لئے مجھے مسجد سے باہر نکلتے ہوئے نیچا گیا۔ ۱۰ درجہ میں یہاں کے  
مام مسجد مولوی کلیم اللہ نے بھی مجھے دیکھا۔ جب یہ آدمی اس میں ملے تو انہوں نے میرے  
جنون احمدیت کا تذکرہ کرتے ہوئے مسجد کے مجدد میں ان اشعار کو پڑھا اور یہ خیال کرتے ہوئے  
کہ اب ہماری مسجد اس مرتبہ کے پلیدہ زدہ ہے۔ یہ تجویز یا کہ سات منہبہ طہ جو ان کو میرے پیچھے  
درا گیا جائے جو میری شکلیں باہر نکلتے ان کے پاس ملے میں اور پھر میرے ہاتھوں سے ہی  
میرے لکھے ہوئے اشعار کو مبرا کر مجھے قتل کر دیا جائے۔ پناہی انہوں نے اس مسوہ کو عملی جامہ  
پہنا کے لئے سات جوانوں کو میرے پیچھے دے دیا۔ مگر اس زمانہ میں نہیں بہت تیز چلنے، لاقہ  
اس لئے میں ان جوانوں کے پیچھے سے پہلے ہی اپنے گاؤں آ گیا اور وہ خامب، خامر، پس لوٹ  
گئے۔ ۱۰ درجہ میں اسی گاؤں کا ایک باشندہ جو والد صاحب کا مرید تھا اور ان لوگوں کے بد رفتاریوں  
سے نفرت تھا، صبح ہوتے ہی ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا ماتہ اُٹھاتا ہوا۔ والد صاحب نے  
اس کی باتیں سننے ہی مجھے فرمایا کہ جب ان لوگوں کے تیرے متعلق ایسے ارادے ہیں تو احتیاط کر لی



چاہیے۔ میں نے جب یہ واقعہ اور محترم والد صاحب کا فرمانِ ستونہ و ستونہ کے نماز شروع کر دی، پتہ سولہ کریم کے حضور عرض کیا کہ اے میرے سولہ کریم! یہ لوگ مجھے تیرے پیارے مسیح کی تبلیغ سے روک دیں گے اور کیا میں اس طرح تبلیغ کرنے سے محروم رہوں گا۔ یہ دعا میں بڑے انتہائی بے تعلقی سے مانگ رہا تھا کہ مجھے جائے نماز پر ہی غواہی کی محسوس ہوئی اور میں سو گیا۔ سونے کے ساتھ ہی میرا غریب و از حد ابھجھ سے مستحکم ہوا اور نہایت راحت و رحمت سے فرمانے لگا۔ "لوگوں ہے جو تجھے تبلیغ سے روکنے والا ہے اللہ بخش نہ، اگر کوئی آج سے تیار ہویں اس قبر میں اس دوں گا۔" صبح میں ماٹیر کرتے ہی موضع گندھو پینچا اور جاتے ہی اللہ بخش نہ، اگر کاپتہ پوچھا۔ لوگوں نے کہا یہ بات ہے۔ میں نے کہا اس کے لئے میں ایک الہی پیغام لایا ہوں اور وہ یہ ہے کہ اللہ بخش نہ سے تیار رہو اس قبر میں ڈالا جائے گا۔ سنئے گئے وہ تو موضع لالہ چک جو کجرات سے شرقی کی طرف چند کوس کے فاصلہ پر ایک گاؤں ہے، ماں پڑا گیا ہے۔ میں نے کہا کہ پھر تم لوگ کو اور رہنا کہ وہ تیار رہو اس قبر میں ڈال دیا جائے گا۔ اگر کوئی نہیں جو اس خدائی تقدیر کو مان سکے۔ میرا یہ پیغام سننے ہی پہل محفل پر ایک سنا سا چھٹا آیا۔ اب وہ تقدیر مرم اس طرح ظہور میں آئی کہ چودہری اللہ بخش نہ، اللہ بخش نہ، رحمتی، سہالوں سے لالہ چک میں بیمار ہو گیا۔ مرض چند دنوں میں ہی قابض ہوا کہ اس کے رشتہ دار اسے لالہ چک سے اٹھا کر کجرات کے ہسپتال میں لے گئے اور وہاں وہ ٹھیک تیار ہو کر اس دیاے فانی سے کوئی نہ آیا اور اسے اپنے وطن موضع گندھو کا قبرستان بھی نصیب نہ ہوا۔ خدا عزوجل یا اولی الامصار۔ اس پیشگوئی کی اطلاع نہ کا یہ موضع گندھو موضع سعد اللہ پور اور بعض دیگر دیہات کے آدمیوں کو پہلے سے پہنچا دی گئی تھی اس کے عین وقت پر پور ہونے سے انہی لوگوں پر بہشتی عاری ہو گئی۔ وہ چند پنجابی اشعار جو میں نے مسجد کے برآمدہ میں لکھے تھے مندرجہ ذیل ہیں۔

الف۔ ایہ جہان مکان فانی فانی مال نصیب لایہ نہ

سرتے بولدی ست پنہا کوئی، الی فکر موت، اموں چٹاپ نہ

یا جواب خیال مثال ایویں مانل ہو کے عمر گنواپ نہ

نام رب دادلاہدی، یا ایہ ربانی دلوں ہلاپ نہ

سب - بخت جاگے ملاں ستیاہے مہدی پاک جاں وچ جہاں " نے  
 مرتے نہ ہستار رسول والی سائے سترے بھگ جگاں " نے  
 یوے بانٹ محمدی فیہ تازے مالی خاص جاں وچ بتاں " نے  
 دہر پرپیا فیہ امام والا جس وچ آٹری شاد دہرں " نے  
 تاج مہدی سب ایادے خچے یکھ رسول مہدی شاں " نے  
 ست - قسم رب دی ایو امام مہدی دیوے نکایاں وچ سلطان " نے  
 منہ نصیب نہ ہنباں تامل غائب جہاں " تے نفس شیطان " نے  
 منہ دایاں رب رسول راشی " تے نکلاں بہت ریاں پائے

خدا سترے شاعر پنپانی ۔

( ۱ ) یہ بیان ہوا ہے ملا مقام ہے اس سے محنت نہیں نکانی چاہیے ۔

( ۲ ) کوئی کاٹھارہ وقت تک رہا ہے اس لئے موت کا فکر دل سے فراموش نہ کرنا چاہیے ۔

( ۳ ) دنیا کی ہر چیز محض خیال اور مثال ہے اس لئے غفلت میں عمر کو ضائع نہ کرنا چاہیے ۔

( ۴ ) خدا تعالیٰ کا دوسری باتوں کے لئے پیدا ہے اس لئے اس کی حقیقی کیا سے مانگ نہ ہونا

چاہیے ۔

( ۵ ) سوے ہوئے لوگوں کے ختم بخت پیدا ہو گئے جب مہدی دوران اس جہان میں مبعوث

ہوے ۔

( ۶ ) آپ میوں کا درجہ حاصل کر کے ہمارے سوئے ہوئے نصیبوں کو بیدار کرنے کے لئے

آئے ہیں ۔

( ۷ ) امت محمدیہ کا بانٹ خاص باغباں کی آمد سے ترما رہا ہوا ہے ۔

( ۸ ) سلام کی ترما رکی کا در پھر لوٹ آیا ہے یہ نگاہ اس میں آٹری روحانی بادشاہ کی آمد ہوئی

ہے ۔

( ۹ ) مہدی ۱۰۰۰ سال تمام " یا ہے امت کے تاج ہیں اور تمام رسولوں کے لباس میں مبعوث

ہوئے ہیں۔

(۱۰) خدا کی قسم جو گادیاں میں روحانی با، شاد بن آئے ہیں وہی امام مہدی ہیں۔

(۱۱) جو بد نصیب ہیں اور ان پر نفسانی اور شیطانی خواہشیں غالب ہیں وہ سب کو قبول نہیں

رہتے۔

(۱۲) جو امام مہدی کو مانتے ہیں ان پر خدا اور اس کا رسول راضی ہے یہی جو منکر ہیں وہ سخت

خسارہ میں ہیں۔

## موضع دھدرہا کا واقعہ

ایسا ہی موضع دھدرہا میں جو ہمارے گاؤں سے جانب جنوب مغرب ایک کوس کے فاصلہ پر واقع ہے سب میں تبلیغ کے لئے جاتا تھا۔ وہاں کاملاں محمد عام لوگوں کو میری باتیں سننے سے روکتا اور اس فتویٰ کی نفی کرتا جو مجھ پر لکھا گیا تھا جانتے نہ تھا۔ اس نے موضع مذکور کے ایک منسوبہ نو جوان جیون خاں نامی کو جس کا گھر انہی حقے کے لحاظ سے بھی گاؤں کے تمام زمینداروں پر غالب تھا میرے خلاف ایسا بھڑکا یا کہ وہ میرے قتل کے درپے ہو گیا اور مجھے پیغام بھجوایا کہ اگر تم اپنی زندگی چاہتے ہو تو ہمارے گاؤں کا رخ نہ کرنا ورنہ ہچکچاتا ہوں گا۔ میں نے سب یہ پیغام سن کر تو دعا کے لئے ہاتھ میں کھڑ ہو کر دعا کی کہ حضور کریم اللہ تعالیٰ نے جیون خاں اور ملاں محمد عام کے تعلق مجھے بہا دیا کہ۔

نبت یلدا ای لہب و آقب ۔ ما اعسی عنہ مالہ و ما کسب

اس القادری کے بعد مجھے وہاں سے ہی ان اظاہر ملی کہ جیون خاں شدید قہر میں مبتلا ہو گیا ہے اور ملاں محمد عالم ایک بد اخلاقی کی بناء پر مسجد کی امامت سے علیحدہ کر دیا گیا ہے۔ پھر قہر کے دورہ کی وجہ سے جیون خاں کی حالت تو یہاں تک پہنچی کہ چند دنوں کے اندر وہ قوی ہیکل جو ان مصلحت ستون ہو کر رہ گیا۔ اور اس کے گھر والے سب ہر طرح کی چارہ جونی رکے اس کی زندگی سے مایوس ہو گئے تو اس نے بہا کہ میرے اندر یہ وہی چھریاں اور کلہاڑیاں چل رہی ہیں ان کے تعلق میں سے میرے غلام رسول راہیکی والے کو پیغام دیا تھا۔ اگر تم میری زندگی چاہتے ہو تو خدا کے سے سے راضی کرو اور میرا نامہ معاف کر دو ورنہ کوئی صورت میرے بچنے کی نہیں۔ پھر اس کے خواہشیں دور

جو ملا محمد عام کے رہنے کے ہمارے گاؤں کے منبر اور کے پاس آئے اور اسے میرے راضی کرنے کے لئے کہا۔ اس نے جواب دیا کہ میں صاحب اُمر چہ تیری بہاری کے آدمی میں مگر کے گھر نے کی بہاری کی وجہ سے آج تک مارا کوئی فراوان کی چارپائی پر بیٹھنے کی تہمت نہیں کرتا۔ میں تو ڈرتا ہوں کہ میں اس قسم کی باتوں میں ان کی کوئی بے "بی نہ ہو جائے۔ بالآخر وہ ہمارے منبر و رکوالے میرے والد صاحب منبر اور میرے چچا میاں ظم الدین صاحب اور حافظ ظم الدین صاحب کے ہمراہ میرے پاس آئے اور اپنے سرہوں سے پٹریاں اتار کر میرے پاؤں پر رکھ دیں۔ "رجائیں مارا مار رہے تھے اور سننے لگے اب یہ پٹریاں آپ ہمارے سر پر رکھیں گے تو ہم جا میں گئے ورنہ یہ آپ کے قدموں پر ہی چڑھ رہے ہیں۔ ان کی اس حالت کو دیکھ کر میرے والد صاحب و میرے چچوں نے ان کو معاف کرنے کی سفارش کی جسے بالآخر میں مان کر اپنے ہزرگوں کی معیت میں ان لوگوں کے ساتھ، حد رہا بیٹھا۔ بیون خاں نے سب مجھے آتے ہوئے دیکھا تو میری توجہ میری توجہ کہتے ہوئے میرے سامنے ہاتھ جوڑ دیا۔ یہ اور اتنا رہا اور چلا گیا کہ اس کی اس گریہ و زاری سے اس کے تمام گھر والوں نے بھی رہا اور بیٹا ٹاشٹا کر دیا۔ اس وقت عجیب بات یہ ہوئی کہ وہ بیون خاں جسے علاقہ کے غلیب لادھان سمجھے جھوڑے تھے ہمارے بیٹے ہی فاقہ محسوس کرے گا۔ جب تک ہم وہاں بیٹھے رہے وہ آرام سے پارا مار صاحب ہم اپنے گاؤں کی طرف لوٹنے کو پھر کچھ دیر کے بعد اس کے دروازے کی وہی حالت ہوئی جس کی وجہ سے پھر اس کے رشتہ داروں نے مجھے بلائے گئے لئے آدمی بھیجا۔ اور میں والد صاحب اور اپنے چچوں کے فرمانے پر اس آدمی کے ہمراہ بیون خاں کے گھر چلا آیا۔ یہاں بیٹے ہی اس گھر کی تمام عورتوں اور مردوں نے نہایت منت و راری سے مجھے کہا کہ جب تک بیون خاں کو صحت نہ ہو جائے آپ ہمارے گھر ہی تشریف رکھیں اور اپنے گاؤں نہ جائیں۔ ملا محمد عام اور اس کے ہمراہوں نے جب میری دوبارہ آمد کی خبر سنی تو جا بجا اس بات کا حذر رہا بیٹا ٹاشٹا کر دیا کہ وہ مریض جسے علاقہ بھر کے اچھے اچھے غلیب لادھان بتا چکے ہیں اور اب اب گھر پہنچا ہے یہ میری اسے کیا صحت بخشنے گا۔

یہ باتیں جب میرے کانوں میں پہنچیں تو میں نے جوش غیرت کے ساتھ خدا کے حضور بیون خاں کی صحت کے لئے نہایت الحاجہ و توجہ سے دعا شروع کر دی۔ چنانچہ ابھی ہفتہ عشرہ بھی نہیں گزرا تھا کہ بیون خاں کو خدا تعالیٰ نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اعجازی بہکتوں کی وجہ

سے دوبارہ رو رہی عصارہ مادی اور وہ بالکل صحت یاب ہو گیا۔ اس کرشمہ قدرت کا ظاہر ہوا تھا کہ اس گاؤں کے ملاوڑ روہنج کے ان لوگ بھی حیرت زدہ ہو گئے اور جا بجا اس بات کا چہ چارنے لگ گئے کہ ”ڈرمز صاحب کوئی بہت بڑی ہستی ہیں جن کے مریدوں کی دعا میں اتنا اثر پایا جاتا ہے۔ اس کے بعد حد تعالیٰ کے حلالی و قہری ہاتھ نے ملاں محمد عالم کو پکڑا اور اس کی روسیاهی اور رسوائی کے بعد سے یہ بھیا تک مرض میں مبتلا کیا کہ اس کے جسم کا آدھا طولانی حصہ بالکل سیاہ ہو گیا اور وہ ان مرض میں اس جہان سے کوئی نہ رہا۔

اِنَّ السَّمُومَ كَثُرَ مَا فِي الْعَالَمِ

كثُرَ السَّمُومُ عِلَاوَةَ الصَّلَاحِ

### موضع جاموں بولا کا واقعہ

موضع جاموں بولا جو مارے گاؤں سے جانب شمال، لوگوں کے فاصد پر واقع ہے۔ وہاں کے اٹل زمیندار ہمارے بہ رگوں کے ارادہ مند تھے۔ جب انہوں نے جیون خاں ساکن و حد رہا کی معجزہ نہ دیکھی اور معجزہ صحت یابی کا حال نہ تو ان میں سے خان محمد زمیندار میرے والد صاحب بہ رگوں کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میرا چھوٹا بھائی جاں محمد عمر سے تپ وق کے عارضہ میں مبتلا ہے آپ اور ہمارے نوادش میں غلام رسول صاحب سے فرما میں کہ وہ کچھ روز ہمارے گھر پر غمیہ یں اور جاں محمد کے لئے دعا کریں تاکہ اللہ تعالیٰ اسے بھی صحت عطا فرماوے۔ چنانچہ اس کی اس درخواست پر والد صاحب کے ارشاد کے ماتحت میں ان کے یہاں چلا آیا اور آتے ہی وضو کر کے نماز میں اس کے بھائی کے لئے دعا شروع کر دی۔ سلام پھیرتے ہی میں نے ان سے دریافت کیا کہ ب جان محمد کی حالت کیسی ہے۔ گھر والوں نے جواب دیا کہ بخار بالکل اتر گیا ہے اور کچھ بھوک بھی محسوس ہوتی ہے۔ چنانچہ اس کے بعد چند دنوں کے اندر ہی اس کے نحیف و ناتواں جسم میں اتنی طاقت آگئی کہ وہ چلے پھرے لگ گیا۔ اس نشان کو دیکھ کر اتر چہ ان لوگوں کے اندر احمدیت کے تعلق کچھ حسن نفسی پیدا ہوئی مگر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حلقہ بیعت میں کوئی شخص نہ آیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے فرمایا کہ اس مریش کو جو صحت دینی تھی ہے وہ ان لوگوں پر اتمام حجت کی غرض سے ہے اور اگر انہوں نے احمدیت کو قبول نہ کیا تو یہ مریش ان شعبان کے مہینہ کی اٹھائیسویں تاریخ کی

درمیانی شب قبر میں ڈالا جائے گا۔ چنانچہ میں نے بیدار ہو کر ہی قلم اور دوا سے منگوئی اور یہ بہام لہی ایک کانڈ پر لکھا اور اسی گاؤں کے بعض غیہ احمدیوں کو دے دیا اور انہیں تلقین کی کہ اس پیشگوئی کو یقین موت کے عرس سے پہلے ظاہر نہ کریں۔ اس کے بعد میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بارگاہ قدس میں چلا آیا اور یہیں رہنشان المبارک کا مہینہ گزارا۔ حد تعین کی صحت ہے کہ جب جاں محمد بظاہر صحت یاب ہو گیا اور جا بجا اس معجزہ کا چہ چاہو نے دکھا تو اس مرض نے دوبارہ حملہ کیا اور وہ خلیفہ شعبان کی انیسویں رات اس دنیا سے فانی ہو گئے۔ اس کے مرنے کے بعد جب سید غیہ احمدیوں نے میری تحریر لوگوں کے سامنے رکھی تو اس کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی مگر افسوس ہے کہ پھر بھی س لوگوں نے احمدیت کو قبول نہ کیا۔

تہی، ستان قسمت را چہ ۱۰۳ از رتبہ کامل  
کہ خضر از آب دیواں تیشہ سے آرد سکندر را

### موضع سعد اللہ پور کا واقعہ

موضع سعد اللہ پور جو ہمارے گاؤں سے جانب جنوب کوئی تیس کوں کے فاصلہ پر واقع ہے۔ یہاں کے اکثر حنفی لوگ بھی ہمارے نزدیک کے ارادتمند تھے۔ اس لیے میں بھی کبھی کبھی اس موضع میں تبلیغ کی غرض سے جایا کرتا تھا۔ اور اس لوگوں کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت سمجھانے کی کوشش کرتا رہتا تھا۔ اس موضع میں مولوی غوث محمد صاحب ایک اہل حدیث عالم تھے اور امرتسر کے غزنوی حامد ان سے نسبت ملندہ تھے۔ انی مجھ سے احمدیت کے تحت معاملہ درجائے تھے۔ میں نے ایک روز ان کی مدد جوہی میں طبر کے وقت مسجد میں لوگوں کو احمدیت کی تبلیغ کی اور میں بھی سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کچھ کتابیں اور رسالے مطالعہ کے لیے دیے۔ جب کہیں اس تبلیغ اور حضور قدس کی کتابوں سے یہ علم ہوا کہ میں حضرت مراد صاحب کو مسیح موعود اور امام مہدی تسلیم کرتا ہوں تو انہوں نے میرے حق میں بے تحاشہ فحش کوئی ٹرمینا کر دی اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذات والا صفات کے متعلق بھی بہت گند اچھالا۔ میں نے انہیں بتیہ سمجھایا کہ آپ جتنی گالیاں چاہیں مجھے دے لیں لیکن حضرت قدس علیہ السلام کی توہین نہ کریں مگر وہ اس سے باز نہ آئے۔ آخر چاروں ماہ میں تنہیہ میں جا کر سجدہ میں گر پڑا اور وہ رہا رکھا گیا۔ ان کی میں دعا مانگی اور

رات کو بغیر کھانا کھائے ہی مسجد میں آ کے سو گیا۔ جب سحری کے قریب وقت ہوا تو مولوی غوث محمد صاحب مسجد میں میرے پاس پہنچے اور معافی مانگتے ہوئے مجھے سنے گئے۔ خدا کے لئے بھی حضرت مرزا صاحب کو میری بیعت کا خط لکھ دینا ہے۔ ابھی مرزا صاحب کا دوش میں ڈالا جاؤں گا۔ میں نے جب اس کا حمد بیت کی طرف رجوع کیا تو جی ان ہوئے اس کی وجہ دریافت کی۔ مولوی صاحب نے بتایا کہ رات میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ قیامت کا دن ہے اور مجھے دوزخ میں ڈالے جانے کا حکم صادر ہو رہا ہے اور اس کی تعمیل کرانے کے لئے میرے پاس بڑی بھیاں تک حمل کے فرشتے آئے ہیں۔ اور اس کے پاس گنگ کی بنی ہوئی اتنی بڑی بڑی ٹریز میں جو بلندی میں آسمان تک پہنچتی ہیں۔ انہوں نے مجھے پکڑا ہے اور کہتے ہیں کہ تم نے مسیح موعود اور امام زمانہ کی شان میں گستاخی کی ہے اس لئے اب دوزخ کی طرف چلو اور اس کی رہائشگاہ میں نے ڈرتے ہوئے ان کی خدمت میں عرض کیا کہ میں توبہ کرتا ہوں آپ مجھے چھوڑ دیجئے۔ انہوں نے کہا اب توبہ کرتا ہے اور مجھے مارنے کے لئے نہ گزرنا چاہیے جس کی بہشت سے میں بیدار ہو گیا اور اب آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں کہ خدا کے لئے آپ میرا قصور معاف فرما میں اس حضرت مرزا صاحب کی خدمت میں میری بیعت کا خط لکھ دے۔ چنانچہ اس خواب کی بناء پر آپ احمدی ہو گئے اور اس کے بعد ہم ان کی تبلیغ سے اس گاؤں کے بیسویں مارچ کو رتیں سلسلہ احمدیہ میں داخل ہو گئے۔ والحمد للہ علیٰ ذالک

### الہی بشارت اور موضع خوجیا نوالی کا واقعہ

نہی یام کاہن کہ ہے کہ میں سے رہا میں دیکھنا کہ موضع راہیکی میں ہمارے مقام کی جہت پر اللہ تعالیٰ میری والدہ ماجدہ کے تمثال میں جلو فرمایا اور مجھے مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا

اس بشارت الہی کے بعد موضع پاشاہانی ضلع جلم کا مولوی احمد دین جو صدیوں کے خداف لوگوں کو شیعہ لائے میں خدا و ربان شریعتاً تمام موضع خوجیا نوالی جو ہمارے گاؤں سے تقریباً چار کوس کے فاصلہ پر واقع ہے آیا کرتے ہی اس نے اپنی تقریر میں کہا کہ ان ایہات میں مرالی پائے جاتے ہیں وہ اس کنویں کی طرح ہیں جس میں تیز پراہو ابھو۔ پس اگر گاؤں کے لے گاؤں کو مارنے اپنے آپ کو پاک رکھنا چاہتے ہیں تو ان مرالیوں کو نکال دے۔ میں اس قسم کی تقریروں کا سلسلہ جب

کچھ روز جاری رہا تو لوگوں میں ہر طرف ہماری عداوت کے شعلے بھڑک اٹھے اور ایک جمعہ کے دن جبکہ لوگ جمعہ پڑھنے کے لئے باہر سے بھی آئے ہوئے تھے اور اس طرح سے موضع خوجیانوالی میں روناؤح کے درملوگوں کا اجتماع ہو گیا تھا۔ اس مولوی نے لوگوں کو احمدیوں کے خلاف بہت شعلہ دلایا۔ میں ان دنوں چونکہ تبلیغ کی غرض سے موضع رجمہ اور موضع نیاں تحصیل پھالیہ گیا ہوا تھا۔ اس لئے میرے بعد احمدی احباب اس مولوی کی فتنہ پرازیوں سے سخت خائف ہو گئے۔ اکثر بعض مولویوں کے یقین دلانے پر کہ مرزا یوں میں سے کوئی بھی مجمع میں تفرقہ کرنے کی تدبیر نہیں رکھتا۔ جب مولوی احمد دین نے ہمارے احمدیوں کو مقابلہ کا پیش کیا تو اس عداوت کے احمدیوں میں سے مولوی امام الدین صاحب اور مولوی غوث محمد صاحب وغیرہ نے ہمارے چوہدری مولانا اور شیخ احمدی ساکن ٹکڑ کو میرے بلائے کے لئے موضع نیاں بھیجا۔ چنانچہ میں اطلاع پاتے ہی گھوڑی پر سوار ہو کر موضع خوجیانوالی پہنچ گیا۔ اور آتے ہی ایک عربی خط لکھ کر مولوی احمد دین کے پاس بھیج دیا جسے وہ اپنی کم مائی کی وجہ سے پڑھنے سے قاصر رہا اور جیب میں ڈالتے ہوئے میری طرف پیغام بھیجا کہ آپ یہاں کمرنبہ پر تہہ رت تفرقہ برائیں۔ چنانچہ میں مع احباب وہاں پہنچے ہی منبر کے قریب گیا اور سے کہنا کہ آپ منبر سے پیچہ تریں میں تفرقہ برائے ہوں تو اس نے انکار کیا اور کہا کہ رسول کی منبر پر میں کافر کو تفرقہ نہیں کرے گا۔ اور اس طرح اس نے مجھے تفرقہ برائے سے روک دیا۔ اور حضور قدس علیہ السلام کی کتاب اراکہ امام تھمال کر اس امر لکھ فرمایا میں القادیان کے الہام پر اعتدالات شروع کر دیے۔ اور اس کی حمایت کا نمونہ یہ تھا کہ لفظ ایم کو ایمین ہوں موقوف پڑھا۔ جب میں نے جوابات دے کر لوگوں پر اس کی بے غمی کو واضح کیا تو اس نے اپنی خستہ منانے کے لئے مجھے یک تھپڑ مارا جو میرے منہ کی بجائے میرے غماہ پر لگا۔ اور وہ میرے سر سے کچھ نہرک گیا۔ اس بدتمیزی کو دیکھ کر حاضرین میں سے چوہدری جان محمد نمبر ۱۰ اور چوہدری بہت خاں مانگ گئے۔ اور اس مولوی کو بہت سی ڈانٹا اور ملامت کی اور جتنا مجمع تھا منتشر ہو گیا۔ اس موقع پر حدائق کے فضل سے چند منٹوں میں ہی سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا امام اور عینی کا احاطہ ہوا۔ درملوگوں تک پہنچ گیا۔ اور اس مولوی کی بے غمی اور بدتمیزی واضح ہوئی۔ اور اسے ان جب مجھے معلوم ہوا کہ مولوی احمد دین بھی سی گاؤں کی ایک مسجد میں ہے تو میں نے یہاں کے نمبر ۱۰ اور چوہدری جان محمد کو کہا کہ میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عینی کو قرآن مجید اور احادیث اور اسلام کی رو سے تہذیب کر کے



پنی ساری قوم اور آپ لوگوں سے مذہب کی بناء پر علیحدہ ہوا ہوں، اس لئے بہتر ہے کہ آپ لوگ مولوی احمد دین کو بلا کر میرے ساتھ شگوراء میں تاک جس شخص کے پاس بھی چٹائی ہے لوگوں کو معلوم ہو جائے۔ چوہدری جان محمد نے کہا بات تو معقول ہے، ہم ابھی مولوی احمد دین کو کہتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے جب مولوی احمد دین کو میرے یہ پیغام سنایا تو وہ اتنے دکھا مجھے معلوم ہوا ہے کہ اس موضع کے تمام رہیندہ مولوی غلام رسول راہیلی کی قوم کے ہیں اس لئے میں اُن رہا ہوں کہ یہاں کوئی فرد نہ ہو جائے۔ میں نے کہا ابھی تاک مولوی احمد دین جیسا بھی چاہیں اپنے ذہن و ہمت کے متعلق تسلی کر لیں مگر میرے ساتھ شگوراء رہیں۔ اس کے بعد مولوی احمد دین نے کھوڑی منگوائی اور موضع گڈ ہو بھگ گیا۔ جب چند روز کے قیام کے بعد لوگوں کو معلوم ہوا کہ اسے آتشک ہو گئی ہے۔ پھر وہاں سے وہ اپنے وطن شعلہ خلم پلاٹا اور، ومارہ مارے علاقہ میں آنے کی اسے تہات نہ ہو سکی، رات کو وہ وہاں میں جلد ہی مر گیا، روایا میں اسے رہنے کے لئے زیادہ مہات نہ مل سکی۔ مولوی احمد دین کی اس شکست ناش کو، کچھ رنج بھی رہی جب موضع خوجیا نوالی کے لوگوں کی آنکھیں نہ کھلیں تو میں نے چند روز موضع مذکور میں قیام کیا، ان لوگوں کو سمجھایا۔ مگر پھر بھی اس لوگوں پر کوئی اثر نہ ہو تو میں نے رات خوب میں دیکھا کہ اس گاؤں پر جاعون نے ایسا حملہ کیا ہے کہ گھر وں کے گھر دیرن ہو گئے ہیں۔ چنانچہ بھی کچھ دن ہی گزارے ہوں گے کہ اس جواب کی تعبیر موقع میں آئی، ”ریہاں کے غریب و پادہ سواری جاعون کا شمار ہو گئے۔ لوگوں نے جب دیکھا کہ وہ تواج کے یہاں میں بالکل من ہے اور یہاں یک قیامت پر پاب تو ان میں نہ استہمی پیدا ہوئی، رات میں میں نے گئے، اس مذہب کی یہ سچہ ہوتی ہے۔ اس وقت ایک آدمی نے بتایا کہ میں نے رات جواب میں دیکھا ہے کہ لوگ اس جانی کے تعلق چٹکوتیاں کر رہے ہیں تو ایک بزرگ انسان یا فرشتہ ظاہر ہوا ہے اور اس نے بتایا ہے کہ اس مذہب کا موجب و تقبیل ہے جو وہاں کے ایک بندے کو خدا کا حکم سناتے ہوئے اس گاؤں میں مارا گیا تھا۔ ماعتبروا یا اولی الابصار۔

### میرے گاؤں موضع راہیلی وڑانچاں کے بعض واقعات

کہ شہر ریہا، شوف میں سے ایک رہا جس میں ریہا، میہم السلام نے مجھے مدھے کہ میں سے نکالا تھا اس کا بقیہ حصہ یہ ہے کہ میں نے ان میں سے کھنے کے بعد دوسری جانب نظر ڈالی تو

گیارہ آدمیوں کو جاتے ہوئے دیکھا۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں۔ تو انہی انبیاء علیہم السلام میں سے کسی نے فرمایا کہ یہ لوگ یوسف کے گیارہ بھائی ہیں۔ مذکورہ بالا روایا کے اس حصہ کی تعبیر جو بعد میں ظاہر ہوئی یہ تھی کہ میرے احمدی ہونے کے بعد میرے جد امجد حضرت میرنور صاحب چٹائی علیہ الرحمۃ کی اولاد کے گیارہ گھرانے جو اس وقت موجود تھے انہی کے بعض افراد یوسف کے بھائیوں کی طرح میری مخالفت و عداوت پر کمر بستہ ہو گئے۔ اور اور اور سے علماء کو بلا کر میری تکلیف کا موجب ہوئے۔ پھر یہ بغض و عناد یہاں تک پہنچا کہ میرے ان قریبداروں میں سے بعض نے مجھ پر قسوسین و رقدہم قتل کا جھوٹا الزام لگا کر عدالت میں دعویٰ کر دیا۔ مگر وہ عدالت جو زمین و آسمان کا خدا ہے وہ وعدہ جس کی رضا کے لئے میں نے ان لوگوں کے مسلک کو چھوڑا تھا وہ میری فریاد رنی کے سے پیچھے ہٹ کر ان کے منصوبوں کو اس نے خاک میں ملا دیا مگر قسوس صد قسوس کہ پھر بھی ہمارے بعض قریبین رشید و ریں اور ہمارے گاؤں کی مزاحج برادری کو میرے سید مولا حضرت مسیح قاضی کی مدد وقت کو قبول کرنے کی توفیق نہ ملی۔ اور اکثر اس ماندہ آسمانی سے فائدہ اٹھانے سے محروم رہ گئے۔

### اعجاز نما واقعہ صداقت (قم بادن اللہ)

ی زمانہ میں ہند میں اپنے گاؤں اور علاقہ کے لوگوں کو احمدیت کی تبلیغ یا سرتا تھا۔ بعض بڑی عمر کے بوڑھے مجھے کہا کرتے تھے کہ تم تو بچے ہو، مگر صاحب کے دعویٰ میں کوئی صداقت ہوتی تو آپ کے تایا حضرت مہاں علم الدین صاحب جو اس زمانہ کے عوٹ اور قطب ہیں اور چالیس سو پانچ سو قرآن مجید کے ہر روز پڑھتے ہیں اور صاحب مکاشفات ہونے کے علاوہ شخصہ سے صلی اللہ علیہ وسلم کے حضوری بھی ہیں وہ نہ مگر صاحب کے دعویٰ کو تسلیم کر لیتے۔ میں میں اس قسم کے عذرات لنگ پر ہنسی سمجھی تا مگر وہ ایک وقت تک یہی رٹ لگاتے رہے۔ پھر میں نے میں کہا کہ بتاؤ اگر حضرت میرنور صاحب میرے سید مولا حضرت مسیح قاضی علیہ السلام کو نبی اور امام مدعی تسلیم کریں تو کیا تم لوگ ان پر بدنامی کرتے ہوئے حضور اقدس علیہ السلام کی بیعت سے انحراف تو نہیں کرو گے۔ اس وقت ان لوگوں میں سے بعض نے جواب دیا کہ یہ اس طرح ہوتا ہے کہ حضرت میرنور صاحب مرزا صاحب پر ایمان لے آئیں اور ہمارا سارا حقائق ان کے پیچھے ایمان نہ لائے۔ احمدیت

کے متعلق اس کی یہ تاؤئی و بیڑی میں نے حضرت تایا صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر درخواست کی کہ آپ حضور قدس علیہ السلام کی صداقت کے تعلق، عاثریں اور استکار بھی فرمائیں۔ چنانچہ آپ نے میری درخواست پر استکار و شہادت کر لیا اور میں نے آپ کے لئے دعا شروع کر دی۔ مجھے دعا کرتے ہوئے ابھی چند روز ہی گزرے تھے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ہمارے گاؤں سے قبا کی جانب بہت سے لوگوں کا جھوم ہے۔ سب میں ہمارے بیٹا تو آیا، لکھتا ہوں کہ ایک چارپائی پر حضرت میاں سلم الدین صاحب کی لاش پڑی ہوئی ہے اور لوگ اس کے سر، اُتر، حلقہ باندھے ہوئے کھڑے ہیں ان لوگوں نے سب مجھے، لکھا تو کہنے گئے کہ آپ بیٹھ مرزا صاحب کے متعلق نہ کہہ رہے ہیں کہ وہ امام مہدی اور مسیح موعود ہیں اور واقعی وہ اپنے حق میں سچے ہیں تو آپ کوئی کتاب لکھا میں۔ میں نے پوچھا کہ آپ کیسا نشان دینا چاہتے ہیں۔ اسوں نے کہا کہ یہ میت جو ہمارے سامنے پڑی ہے اسے آپ زندہ کر لیں۔ چنانچہ میں نے اسی وقت لاش کے سامنے کھڑے ہو کر نہایت جلال سے کہا:-

### قُمْ بِأَذْنِ اللَّهِ

میرا یہ تھا کہ حضرت میاں صاحب رحمہ و ہونہ بیٹھ گئے اور مجھے دیکھتے ہی السلام علیکم کہا۔ جب میں بیدار ہوا تو مجھے یقین ہو گیا کہ حضرت میاں صاحب کو خدا تعالیٰ ضرور حضرت سیدنا مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لانے کی سعادت نصیب کرے گا اور ایک نئی رحمت فرمائے گا۔ اتفاق کی بات ہے کہ میں ایک دن مسجد میں بیٹھا ہوا لوگوں کو تبلیغ کر رہا تھا اور وہ اپنے سابقہ دستور کے مطابق حضرت میاں صاحب مہدی کی آڑ لے رہے تھے کہ اچانک آپ میری تلاش میں آ گئے۔ درمیان فرمایا کہ میں امام رسول یہاں ہے۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت میں حاضر ہوں ارشاد فرمائیے۔ فرمانے لگے:-

”مجھے خدا اور اس کے رسول کی طرف سے اس بات کا نہایت صفائی کے ساتھ علم

دیا گیا ہے کہ حضرت مرزا صاحب خدا تعالیٰ کے چنے ہوئے اور امام مہدی اور مسیح موعود

ہیں۔ اور آپ سب لوگ وادریں کہ میں ان پر ایمان لے آیا ہوں۔“

پھر آپ نے مجھے ارشاد فرمایا کہ میری بیعت کا خط حضرت صاحب کی خدمت میں لکھادیں۔

حضرت میاں صاحب کے ارشاد اُترائی کے بعد سب میں نے لوگوں سے پوچھا کہ بتاؤ بتمہاری یہ مرضی ہے۔ تو اسی وقت بعض ہرکتوں نے کہا کہ شیطان نے بلعم باعور ایسے ولی کا ایمان چھین لیا تھا۔ حضرت میاں علم الدین صاحب بن شمار میں ہیں۔ اس کے بعد میں نے حضرت میاں صاحب موصوف کی بیعت کا خط لکھ دیا اور وہ بزرگ جو لوگوں کے زعم میں اپنے زمانہ کا غوث تھا حضور اقدس علیہ السلام کے سلسلہ بیعت میں داخل ہو گیا۔ پھر اس کے بعد حدائقِ اعلیٰ کے فضل سے میرے والد بزرگوار کے چھوٹے بھائی حضرت حافظ نظام الدین صاحب بھی احمدی ہو گئے۔ چنانچہ یہ دونوں بھائی یکے بعد دیگرے قادیان بھی تشریف لے گئے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رستی بیعت سے مشرف ہوئے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

ہمارے اس بزرگوں کی بیعت سے پہلے میرے ایک عم زاد بھائی میاں غلام حیدر صاحب جو میرے شمار بھی تھے احمدی ہو چکے تھے۔ اُن پرچہ ان کی احمدیت پر ہماری برادری کے لوگ ہمیشہ انہیں گزند پہنچایا کرتے تھے اور ان کی فعلیں وغیرہ دکات لیتے یا ان کے بھیتوں میں اپنے موسیقی چھوڑ دیا کرتے تھے۔ مگر یہ صالح و جوان عمر بچہ احمدیت کا نہ اتنی درجاں مار رہا۔ اسوں ہے کہ اس کی عمر نے زیادہ عرصہ وفات نہ کی اور ۱۳۶۳ھ میں اس کی اسے قافی سے کوئی کر گیا۔ ایسا ہی عموی صاحب حضرت حافظ نظام الدین صاحب بھی جلد ہی ۱۳۱۷ھ میں اپنے مولا سے حقیقی سے جا ملے۔ ان کی فوجیہ گی پر بعض لوگوں کو مندرجہ خواہیں آتی تھیں اور میں نے بھی جواب میں دیکھا تھا کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہمارے گاؤں میں تشریف لائے ہیں اور حضور کے ساتھ ایک جماعت ہے۔ میں نے حاضر ہو کر جب تشریف آوری کی سبہ دریافت کی تو حضور اقدس نے فرمایا کہ ہم حافظ نظام الدین صاحب کا جنازہ پڑھنے کے لئے آئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حدیث کا شعر ہے کہ حضرت حافظ نظام الدین صاحب رضی اللہ عنہ فی الاملاہ میں حدائقِ اعلیٰ نے میرے القدر میاں غلام علی صاحب سابق صدر جماعت احمدیہ سعد اللہ پر رکھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحابیت سے نور اور وہ اپنے بزرگ اور خدایا دوالد کے فہم الخلف ثابت ہوئے۔ اب ہر وقت یا تین سال کا عرصہ ہو فوت ہو چکے ہیں مگر اپنے جین دیاات تک تقویٰ و طہارت اور احمدیت میں نمونہ کے انسان تھے۔ جی رہی کا شہید محمد عظیم کی ملازمت کے سلسلہ میں موضع سعد اللہ پر میں ہی گئے اور ابے مگر کبھی بھراپ



داخل نہیں ہوئے مگر نمازیں عموماً مارے ساتھ ہی پڑھائے جاتے تھے اور غیر احمدیوں کے اعتراضوں اور مخالفت کے موقع پر بھی وہ ہمیشہ ہماری عین تائید کیا کرتے تھے۔ حدائقِ اہل کی روح پر نظرِ رحم فرمائے، وہ ان کی تائید اور تصدیق کو ان کی مغفرت کا باعث اور جنتِ اقصیٰ کا سبب بنا دے۔ آمین یہ رحمِ براتین

یہاں میری والدہ ماجدہ بھی باوجود اپنی بے حد سادگی کے میرے والد صاحب کی طرح حضرت قدس کی مصدق تھیں اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور سادہ حق کے بارو میں کبھی کوئی تحقیر کا لفظ ان کی زبان سے نہ نکالتا تھا۔ بلکہ اس زمانہ میں سب کچھ میں یہاں ہو جاتا تھا تو وہ نہ طور سے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مخاطب کر کے فرمایا کرتی تھیں۔ کہ حضرت مراد صاحب جی! ہے یہ کی بھریا میرے بچے کے لیے، عمارتِ ابدیہ یعنی دلِ ہوا ہے۔ یعنی مراد صاحب میرے بچے کے لیے دعا فرمائیں کہ حدائقِ اہل سے جلدی صحت دعا فرمائے۔

مجھے افسوس ہے کہ یہ دونوں شفیق بستیاں میری غریب الوطنی کے زمانہ میں ہی اس دنیائے فانی سے رحلت فرما گئیں اور میں کسی نجات میں ان کی کوئی مدد نہ کر سکا۔

میرے والدین کو میرے بچپن کے زمانہ میں مجھے دعا میں بھارتیہ دعا میں مانگا کرتے تھے کہ میرے مولانا کریم میرے اس بچے کو اپنا شفیق اور محبت عمارت اور اسے عوام اور قطب بنا دے میں سمجھتا ہوں کہ میرے احمدی ہونے اور سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ میں شامل ہونے میں والد صاحب مرحوم کی یہ دعا میں بھی میرے لئے مؤثر ثابت ہوئی ہیں۔ حدائقِ اہل کو ان دعوات خاصہ کا بہترین اہم دعا فرمائے۔ آمین۔

پھر باوجود یہ کہ اپنے بچوں میں سب سے مفلس تھے، آپ کا جلدی رسم کی رسم کے علاوہ کوئی اور خاص ذریعہ معاش نہیں تھا۔ میں ہمیں علم پڑھانے کا اتنا شوق رکھتے تھے۔ اور جب بھی ہم سکول جانے سے گریز کرتے آپ ہمیں مناسب تفسیر فرماتے تھے۔ آپ کے اس زمانہ کی حالت کے ڈش نظر مجھے سن تک وہ شعر یا میں جو آپ کبھی کبھی پڑھائے جاتے تھے اور حدائقِ اہل کی عنایت کا شعر یہ کیا کرتے تھے۔ ایک شعر تو یہ ہے۔

میں جیہاں بیکاروں میں رہ رہی، یونہی گھر دے

### جے بعد از ق کما یاں اُٹے میں جیسے زل مروے

یعنی میرے ایسے بیکار لوگوں کو خدا اور کریم گنہ گشتے بٹھائے روزی پہنچا رہا ہے۔ گرنے پر روزی ہوتی تو میرے جیسے انسان، دنیا میں بحالت بیکسی، بے کسی ہی مر جاتے۔ انی طرح یک شعر یہ ہے جو آپؐ اس وقت پڑھا کرتے تھے جب آپ کے ارادہمد آپ کے پاس حاضر ہو کر دی کی درخواست کیا کرتے تھے۔

خلق و ساری تیری دے آئی خرد کا

سن فریا، انبامی ربان، ای آس و چا

یعنی میرے مولانا کریم یہ مخلوق تیری ہی تحریک پر یہاں آئی ہے نہیں تو کونی خرد نہیں ہے۔  
ب تو ہی س کی فریا، دہی ربران کی امیدوں کو پور فرما۔

پھر قرآن مجید کے ساتھ تو آپ کو اتنا مشق تھا کہ زمیندار و کام سے فارغ ہوتے ہی قرآن مجید پر حنا شرم و شرف پتے تھے اور اگر کبھی پڑھتے پڑھتے بند آ جاتی تو قرآن مجید کو اپنے سینہ سے کاٹ کر لیت جاتے تھے۔ اپنی زندگی کے آخری روز منان المبارک میں بھی آپ نے سات مرتبہ قرآن مجید کا اور یا تھا۔ خدا تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے۔ آمین۔ رب ارحمہما کما ربتما فی صغیراؑ۔ امیں

### کرشمہ قدرت اور غیبی ضیافت

ہر درجہ میاں غلام میر صاحب رشتی متد عندہ، میں ایک دفعہ لاہور آپ بعض رشتہ داروں سے ملنے کے لئے گئے۔ چند دنوں کے قیام کے بعد جب ہم نے گاؤں آنے کا ارادہ کیا تو ن لوگوں نے اذرا و محبت یہ اصرار کیا کہ آپ ایک مہینہ اور ٹھہریں۔ مگر ہم دونوں کی طبیعت کچھ ایسی اچاٹ ہوئی کہ ہم سے مزید غم یا گوارا نہ کیا۔ ان سے اپنا سامان اور دی ہوئی نقدی واپس مانگی۔ انہوں نے اس خیال سے کہ اگر ہم انہیں سامان اور نقدی نہ دیں گے تو شاید یہ گاؤں جانے سے رک جائیں۔ ہمارے ساتھ ہمیں اپنے سے انکار کر دیا۔ اور نقدی بھی نہ دی۔ لیکن ہم نے صبح کا ماشہ کرتے ہی گاؤں کو نئے کارو کر دیا اور لاہور سے پیدل چل پڑے۔ نوپے مارے پاس تھے۔ دریائے رومی کے پل پر آئے تو شستی میں ۱۰۰ پے چھائی کے، ۱۰۰ کر دیا کو عبور کیا۔ چلتے چلتے جب موضع کامونکے

سے کوئی چار میل کے فاصلہ پر پہنچے تو سورج غروب ہو گیا۔ "حرمیوں غلام حیدر صاحب کو سفر کی تھکاوٹ  
 و سرزدی کی شدت سے بخار سا محسوس ہونے لگا۔ پاس ہی ایک سنکھوں کا گاؤں منیس نام تھا۔ ہم نے  
 چاک رات وہاں بہ کر میں مگر کوئی صورت نہ دی۔ آخر افغان و خیزاں رات کے دس بجے موضع  
 کا مونکے پہنچے اور وہاں ایک ہریان مسجد میں قیام کے لئے اترے ڈال دیے۔ مسجد کا ایک ہی کمرہ تھا  
 جس میں کچھ یہ بچھی ہوئی تھیں اور اس کے ایک کونہ میں ایک مسافر بیٹا ہوا تھا۔ میں نے میوں  
 صاحب موصوف کو وہاں لٹایا اور اپنا ٹھکانا رکھ کر ان کے اوپر سے لیا اور خوش باقی نقدی لے کر کھانا  
 وغیرہ مہیا کرنے کے لئے بازار کی طرف چل پڑا۔ سب بازار پر پتلا تھا، یکساں تمام کانیں بند تھیں اور  
 سارے گلی کو چھ سنان پڑے تھے۔ کوشش کے باوجود جب کوئی سبیل نہ بنی تو میں مسجد میں واپس  
 آیا۔ دیکھا تو میوں غلام حیدر صاحب کا بخار بہت ہی تیز ہو چکا تھا۔ اب میں حیرت ہو کر اس  
 غریب الوطنی میں آخر وہ انخواہ تہ میوں غلام حیدر کی حالت زیا، ڈر اب ہونی تو کیا ہوگا۔ یہ خیال کر  
 کے میرا دل بھرتا اور میں حد کے حضور جگہ دو میں زباز خوب رویا اور بہت دعا کی۔ حد کی قدرت  
 ہے کہ دعا کے بعد جب میں ماک صاف کرنے کے لئے مسجد کا دروازہ کھول کر باہر نکلا تو کیا، یکتا  
 ہوا کہ ایک چھٹی "دی ایک ماتھ میں نرم نرم رہیوں اور ملے کا ایک ٹشت بھڑے ہوئے اور  
 دوسرے ماتھ میں گوشت کے نرم نرم سالن کا پیالا اٹھا ہوا ہے کھڑا ہے۔ میں اسے دیکھ کر حیرت  
 رو گیا کہ رات کے دو بجے کے قریب یہ شخص کھانا اٹھا ہوا ہے یہاں ایسے کھڑا ہے۔ خیمے میں نے  
 پوچھا کہ "پس سے ملنا چاہتے ہیں۔ اس نے کہا کہ میں آپ ہی سے ملنا چاہتا ہوں "پس میرے  
 ماتھ سے یہ کھانے کے برتن لے لیں۔ میں نے پوچھا کہ کھانا کھانے کے بعد ان برتنوں کو کہاں  
 رکھوں۔ کہنے لگا "ہیں رکھ دینا۔ میں نے مسجد کے اندر رکھ دیا۔ میں نے کھانے میں سے کچھ میوں  
 غلام حیدر کو کھلایا تو ان کی طبیعت سنبھل گئی۔ اس کے بعد وہ کھانا میں نے جی یہ ہو کر کھایا مگر پھر بھی  
 یک "دی کا کھانا بچ گیا۔ "دو مسافر جو ہمارے ساتھ مسجد میں لیٹا ہوا تھا اس نے کہا میں نے بھی ابھی  
 تک کھانا نہیں کھایا۔ چنانچہ وہ کھانا اسے دیا گیا اور اس نے بھی پیٹ بھر لیا تو اس کے بعد ہم نے  
 برتنوں کو وہاں ایک طرف رکھ دیا اور خود اس کمرہ کی کنڈی پہنچا کر سو گئے۔ صبح دیکھا تو اس کمرہ کی  
 زنجیر اسی طرح لگی ہوئی تھی اور وہ مسافر پہنچا کر لے رہا تھا مگر وہ برتن غائب تھے۔ سچ ہے جو



حد نے ذوالجلال نے حضرت مسیح پاک کو فرمایا۔ ”اگر تمام لوگ مہ پھیر لیں تو میں زمیں کے نیچے سے  
یہ آسمان کے اوپر سے مدد فرستائیوں۔“

فلک مارا، رہا ماز مارا

کار سازا، بھڑکارا

### تائید ایزدی

میری برادری میں سے میرے ایک چچا زاد بھائی میاں غلام احمد تھے اس کی کچھ جامدہ موضع لکھ  
ضلع کجرات میں بھی تھی۔ ایک مرتبہ انہوں نے مجھے ایک تحریر کے کام کے لئے فرمائش کی جس کی تعمیل  
کے لئے میں ان کے ہمراہ موضع لکھ چلا آیا۔ برمیوں کا موسم تھا اس لئے وہ پیر کا وقت انشراح  
کے والان کے پیچھے ایک کوٹھڑی میں گزارا کرتا تھا۔ ایک دن حسب معمول میں وہ پیر کو اس کوٹھڑی  
میں سو رہا تھا۔ میری ”ککھ ککھلی“ تو میں نے سنا کہ غلام احمد کی خالہ ”دروالدہ“ وہ رہی تھیں کہ اس  
رسول (غلام رسول) کا نہیں یہ افسوس ہے کہ گاؤں گاؤں اور گھر گھر میں لوگ اس کی برائی کرتے  
ہیں۔ اس وقت میری برادری ہمارے خاندان کی مالک کاٹائی ہے۔ اتفاق کی بات ہے کہ اس روز  
میرا یہ کی کوٹھڑی میں بھائی غلام احمد بھی سویا ہوا تھا اس نے بیدار ہوتے ہی اس کی یہ معاملات سنیں تو  
کہنے لگے ”یا بھو اس کر رہی ہو۔ میں نے تو ابھی ابھی خواب میں دیکھا ہے کہ“

غلام رسول پر ”سمان“ سے اتنا ذور برس رہا ہے کہ اس نے چاروں طرف سے اس کو گھیر لیا ہے۔  
تھیں یا معلوم ہے کہ تم جسے نہ سمجھتی ہو وہ دھڑاکے ”ایک برادہ ہو۔ اتنے میں میں بھی کوٹھڑی  
سے نہ نکل آیا“۔ ان کو احمدیت کے تعلق سمجھانا مارا مگر ان نے کوئی اثر نہ ہوا۔ بلکہ یہی میاں غلام احمد  
جس پر لکھتے ہیں ”یہ کیا ہے“۔ میرے سے اتمام حجت کر رہی تھی میرا ”اتنا مخالف“ اور ”ٹٹن ہو گیا“۔ بھوکو  
ہاں کر بھی احمدیت پر حملے کرنا ”میرے“۔ لیل کرے کی کوشش میں لگا رہتا۔ ”میرے“۔ ملا کریم نے  
میری نصرت کے لئے موضع راجپکی میں حاعون کے مذہب کو مسلط کیا ”غلام احمد“۔ اس کے  
سمندوں کا صفایا کر دیا۔ ”وہاں حاعون کے دوران میں تھوٹی و طہارت کو اختیار کرنے کی بجائے  
حبس لوگوں نے یہ منصوبہ پہنچا کہ اگر کوئی احمدی مر جائے تو نہ اس کی قبر کھودی جائے اور نہ اسے  
اپنے قبرستان میں دفن ہونے دیا جائے تو میں نے خواب میں دیکھا کہ سیدنا حضرت مسیح موعود

علیہ السلام ہمارے مکان کے اوپر کھڑے ہیں اور حفاظت فرما رہے ہیں۔ چنانچہ ہمارے گھر تو حضور اقدس علیہ السلام کی برکت سے محفوظ رہا مگر ان چند ایسے گھر حاعون سے ماتم کدے بس گئے۔  
**پھل من مذکور 7۔**

### داور مجشر

غلام احمد کے فوت ہو جانے کے بعد میں نے خواب میں دیکھا کہ قیامت کا روز ہے اور اللہ تعالیٰ نہایت ہی حال کے ساتھ عدالت کی کرنی پر جلو فرما رہے۔ اسے میں غلام احمد کو اور مجھے اللہ تعالیٰ کے حضور بلایا تو اللہ تعالیٰ نے غلام احمد سے پوچھا کہ تو نے مسیح موعود کی تکذیب اور تکذیبوں کیا۔ یہ تجھے س کے تعلق علم نہیں ہوا تھا۔ اس کے خواب میں غلام احمد نے کچھ ذکر یا تو میں نے کہا کہ یا میں نے بار بار سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ظہور اور آمد کے تعلق اطلاع نہیں دی تھی۔ اور یہ میں نے تبلیغ کے ذریعہ سے حضرت اقدس کے دعویٰ اور دلائل کو نہیں سمجھا دیا تھا۔

جب میں خواب سے بیدار ہوا تو مجھے معلوم ہوا کہ قیامت کے روز سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصدیق اور تکذیب کے تعلق بھی ضرور باز پرس ہوگی۔

### خدا تعالیٰ کی پروہ پوشی

۱۹۰۵ء میں سوئی میں جب حضور اقدس علیہ السلام نے رزلہ کے بارہ میں بہت سے اشتہارات شائع فرمائے تھے تو میں ان دنوں حضور عالی کی بارگاہ اقدس میں قادیان میں ہی موجود تھا۔ اس سے جب گاؤں میں لوگ اپنے ساتھ یہ اشتہارات بھی لیتا آیا۔ جن میں سے کچھ تو میں نے لے کر ہرے گاڑی میں تقسیم کر دیئے اور کچھ اپنے ساتھ گاؤں لے آیا۔

۱۰ دنوں موضع گندھو کا ایک زمیندار خوشی محمد نامی جو احمدیت کی تبلیغ کی وجہ سے میرے مخالف تھا مجھے ملا تو میں نے رزلہ کا ایک اشتہارا سے بھی لے لیا اور بتایا کہ جو پہلے رزلہ چنا ہے اب اس سے بھی زیادہ شدید رزلہ ہے گا۔ اس لئے آپ کو چاہئے کہ آپ پہلے رزلہ سے بہت حاصل کریں ورنہ اس کے مرسل کی تکذیب سے باز آجائیں۔ اس وقت خوشی محمد کے ساتھ ہمارے گاؤں کا ایک زمیندار مولانا محمد غلام محمد بھی کھڑا تھا۔ یہ شخص بھی احمدیت کی وجہ سے میرے سخت معاند تھا۔

سہ دونوں سے جب زلزلہ کی پیشگوئی کے بارے میں یہ اشتہار دیکھا ”میری باتیں بھی سنیں تو مجھے پوچھا کہ یہ موعودہ زلزلہ کب آئے گا۔ میں نے انہیں از روئے قرآن مجید بھی یاد کئے مین وقت تو خدا تعالیٰ جانتا ہے ماں یہ یقینی بات ہے کہ یہ پیشگوئی نہ ہر وقت میں آئے گی۔ انہوں نے پھر اس پیشگوئی کا مقررہ وقت دریافت کرنے میں کفار مکہ کی طرح یعقولون می ہذا الوعد انی کسبہ صدقین [8] پر اصرار کیا اور میں نے پھر قل انما العلم عند اللہ مرو انما انا مدبیر مبشیر [9] کے مطابق جواب دیا۔ ”خبر جب وہ پیچھے ہٹ چکے تو میں نے تم میں کی بنا پر حضور اقدس علیہ السلام کے اشتہار السناء میں الوحی السماء کے اس شعر سے کہ۔

زلزلہ سے دیکھتا ہوں میں زمین زیر و زبر

وقت اب نہ ایک ہے آیا کھڑا سیلاب ہے

لفظ ”تہا“ دہرتے ہوئے ان سے کہہ دیا کہ حضور اقدس علیہ السلام کے اس ارشاد سے کہ ”وقت اب نہ ایک ہے آیا کھڑا سیلاب ہے“ یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ پیشگوئی سال کے اندر اندر پوری ہو جائے گی۔ انہوں نے کہا ”اے ایمان نہ ہو تو آپ کو مرزا صاحب کا دعویٰ جتنا مانا ہوگا۔ میں نے کہا یہ تو کبھی نہیں ہو سکتا البتہ اپنے ”تہا“ کو لفظ سمجھ لوں گا۔ چنانچہ اس کے بعد ان دونوں نے مجھ سے اس میعاد کے تعلق تحریر لے لی۔ ”رچلے گئے۔

مہر تھوں کی حکمت ہے کہ یہ تحریر اسوں نے اپنے پاس ہی رکھی ”میری کو یہ دیکھنی تھی کہ میں سے ایک شخص اس میعاد کے تیسرے مہینے ”یا“ اور ”ہ“ اساتوین مہینے اس حمان سے کوئی نہ آیا۔ ”مہر“ کی ”وہا“ میں کہ ”م“ اس پیشگوئی کے میعاد کے اندر پورا نہ ہونے پر آپ کی گاؤں گاؤں بدنامی کریں گے مہر تھوں نے پوری نہ ہوئے ”ی“ ”ان کے اثر سے محفوظ رکھا۔ ”میری“ ”تہا“ کی عطی کے تعلق چشم پوشی فرمائی۔

## موضع زلزل کا واقعہ

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کی بات ہے کہ ایک دفعہ میں ”حضرت حافظ روشن علی صاحب اور مولوی غوث محمد صاحب“ ”علیم علی احمد صاحب رضی اللہ عنہم“ ضلع کجرات قادیان کے دورہ کرتے ہوئے حافظ صاحب کے گاؤں موضع زلزل تحصیل پچالیہ گئے۔ یہ سات کا موسم تھا ”رپ

کا گاؤں بالکل دریائے چناب کے پاس میل میڑا جو واقع تھا۔ رات سب ہم آپ کی مینٹک میں سوئے تو مجھے خواب میں دکھایا گیا کہ آسمان پر سورج کے ٹرکٹر ایک مالہ سا پڑ گیا ہے۔ اور سورج بالکل ٹرنے کے قریب ہے۔ سب میں اس خواب کی اشت سے بیدار ہوا تو نیا دیکھتے ہوں کہ سورج و حار بارش ہو رہی ہے اور مینٹک کو چاروں طرف سے پانی نے گھیر لیا ہے۔ ان وقت میں نے سب دوستوں کو جگایا اور باہر نکالا۔ خدا کی رحمت ہے کہ سب ہم سب دوست باہر گئے اور کچھ سداں بھی نکالی یا تو وہ مینٹک حزام سے زنی۔ اس کے بعد ہم کوچہ سے ہو کر پاس ہی ایک ماچھی (تڑ) کے مکاں میں گئے۔ اتفاق کی بات ہے کہ یہاں پہنچتے ہی مجھے پھر غنودلی سی محسوس ہوئی اور ایک ٹیپی "وزنی" کہ یہاں سے بھی جلدی نکلو۔ چنانچہ سب ہم اس گھر سے نکلے تو وہ بھی سیلاب کی نظر ہو گیا۔ اس کے بعد ہم نے ایک مسجد میں پناہ لی تو ماں جاتے ہی مجھے پھر نیند "وزنی" تو خدا تعالیٰ کی طرف سے پھر حکم ملا کہ یہاں سے بھی جلدی نکلو۔ چنانچہ ماں سے بھی ہم نکلے تو اس مسجد کی ایک پور ٹرکٹی وریٹ بٹ کا پانی اس کے اندر اٹھ آیا۔ اور حضرت حافظ صاحبؒ نے جو اپنے گھر میں سوئے ہوئے تھے جب سیلاب کا زور اور بارش کا طوفان نکلتا تو لالہ سین نے ترہاری تلاش میں گل پڑے اور نہیں ڈھونڈ کر اپنے گھر لے گئے۔ آخر خدا خدا کر کے پھر رات گزاری اور ہم تبلیغی پتھر دے کر اپنے گاؤں واپس گئے۔ اور اس موقع پر حضرت اقدس سیدنا مسیح الموعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بھاری برکات و برحقہ حفاظت اور بار بار الہامی تحریک اور ملائکہ کی تائید کے ذریعے ہمیں خدا تعالیٰ نے محفوظ رکھنے کا عجیب نشان دکھایا۔

### موضع راجیلی کا واقعہ

میں محمد الدین صاحب کشمیری جن سے میں نے سکندر رامہ تک فارسی کی تعلیم حاصل کی تھی۔ ان کے والد ماجد میاں کریم بخش صاحب تھے جو کشمیر سے کسی حادثہ کی بناء پر ہمارے گاؤں آ بیٹھے تھے اور یہیں ہمارے بزرگوں کی خدمت میں مستقر رہا۔ اس اختیار پر لی تھی۔ ایک دفعہ میں محمد الدین صاحب کا چھوٹا بھائی میاں سلطان محمود سخت بیمار ہوا اور طبیعوں نے اس کی بیماری کو لا علاج قرار دے دیا تو اس کی بیوی "ماتہ" رعب بی بی میر سے پاس آئی۔ اور بڑی لجاجت سے دعا کے لئے کہا۔ اس وقت

گرچہ میاں سلطان محمود کی عمر کوئی پچیس سال کے قریب تھی مگر اس کی بیوی کی درخواست پر میں نے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا کہ میاں سلطان محمود کی عمر ان (۸۰) سال ہوگی۔ چنانچہ اس بشارت کے بعد اللہ تعالیٰ نے اسے صحت بھی دی اور اسی سال تک زندہ بھی رہا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

## عمر بی بی

میری جدیت کے ابتدائی زمانہ میں جب میری مخالفت بہت زوروں پر تھی اور مخالف لوگ میری عدالت میں طرح طرح کے شائبے کھڑے کرتے رہتے تھے۔ اس زمانہ میں موضع دھدرہ ہا کا ایک ماچھی (جھ) نامی لڑکی تھی، اس کی باتیں سن کر لوگوں کی مخالفت پر بہت افسوس کرتا تھا۔ اس نے ایک دن میری دعوت طعام کی اور مجھے اپنے گھر لے گیا میں نے اس کی بیوی عمر بی بی کو بھی احمدیت کی باتیں سنائیں۔ اس نے جب یہ باتیں سنیں تو اتنی ہی یہ تو یہ اچھی اور جلی باتیں میں معصوم نہیں یہ لوگ کیوں سب باتوں کو برا سمجھتے ہیں۔ اس کے بعد اس نے اپنے ہواں عمر لڑکوں کو بدایا اور انہیں صیحت کی کونیکھو اور تم میرے بچے ہو تو حضرت مرزا صاحب اور میاں امام رسول صاحب کی کبھی مخالفت نہ کرنا۔ اس لڑکوں نے اور اس کے خاوند اللہ داتا نے جب اس کی یہ نصیحت سنی تو وہ کہنے لگے کہ ہم تو جب سے میاں صاحب کے منہ سے حضرت مرزا صاحب کی باتیں سننی ہیں مرزا صاحب کو برا لگ رہا ہے۔ اس کی خلعت ہے کہ کچھ عرصہ بعد عمر بی بی بیمار ہو گئی اور اس نے اپنے بڑے حسن محمد کو میری طرف کہا بھیجا کہ میرا آخری وقت ہے آپ ضرور آئیں۔ چنانچہ میں یہ پیغام سننے ہی موضع دھدرہ ہا پہنچا تو عمر بی بی کی حالت سکرات موت کی پائی۔ اس وقت مجھے اس کی ہمدردی اور احمدیت کی تائید یا نفی تو دل بھر آیا اور میں نے اسے اس قدر دیکھا کہ اس نے کہنے لگے کہ کوئی اس منہ ہی گھر سے تھے کہ عمر بی بی نے آپ کو بھیجیں کہ میں آپ کو بھیجے کہ میری آخری وقت ہے میرا جنازہ آپ لے کر آنا ہوگا۔ پھر خاوند اور بیٹوں کو بھی مخاطب کر کے کہا کہ میرا جنازہ ان کے بغیر ہی لے کر آنا ہوگا۔ اس ہوش کے نکات میں میں نے اسے کہا کہ اگر تو پسند کرے تو میں تجھے کلمہ شریف کے معنی اور سورہ یسین سنوں سننے لگی کہ اس نے فرمایا۔ چنانچہ جب میں نے اسے کلمہ کے معنی اور اللہ تعالیٰ کے اسماء کا ذکر کیا تو وہ دوبارہ بیدار ہو گئی۔ اس کے بعد جب میں سورہ یسین بھی سن چکا تو سننے لگی آپ مجھے اجازت دیں کہ میں اپنی لڑکی اور لڑکوں کو بھی مل لوں۔ میں

نے کہا بڑی خوشی سے مل لو۔ جب وہ اپنے بچوں سے مل چکی تو اس کے بعد پھر چارپائی پر لیٹ گئی اور کہنے لگی اب آپ سب مجھ سے کلمہ شریف بنیں۔ چنانچہ دس تین مرتبہ اس نے کلمہ شریف کو دہرایا اور کہنے لگی اب آپ سب میرے کلمہ کے ساتھ اور میں اور فوت ہوئی۔ اس کے فوت ہونے کے بعد میں نے اس کا جنازہ پڑھایا تو اسی رات میں نے خواب میں دیکھا کہ وہ بمقامی ہوئی تھی ہے۔ میں نے پوچھا کہ عمر بڑی تیر کیا حال ہے۔ کہنے لگی آٹھ ہی وقت پر آپ کے آجانے سے کلمہ شریف کے معنی اور سورہ یسین سامنے آ رہا ہے اور دعا کرنے سے میں ایمان ساتھ لے آئی ہوں۔ یہ سن کر مجھے بے حد مسرت ہوئی اور میں بیدار ہو گیا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

### اعجازِ احمدیت

فیضِ برہانی کے سید ماحصہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیاتِ راشدہ کے مفہمیں اور تبلیغِ احمدیت کی برکت سے میرے اندر ایک ایسی روحانی حیات پیدا ہوئی تھی کہ بعض اوقات جو کلمہ بھی میں منہ سے نکالتا تھا اور میری زبانوں اور حاکمیتوں کے لئے دعا کرتا تھا مولیٰ کریم اسی وقت میرے معروضات کو ثقبِ قیامت بخش کر لوگوں کی مشکل کشائی فرمادیتا تھا۔ چنانچہ ایک موقع پر جب میں موضعِ سعد اللہ پور گیا تو میں نے پوچھ کر راجہ صاحب کو پوچھ کر راجہ صاحب نے کہا کہ وہ بے طرح دوسرے کے شہید دورے میں جاتا تھا اور سخت تکلیف کی وجہ سے نہ نکلتا ہو رہا تھا۔ میں نے وجہ دریافت کی تو انہوں نے بتایا کہ مجھے کچیس سال سے پرانا امہ ہے جس کی وجہ سے زندگی دُور ہو گئی ہے۔ میں نے علاجِ معالجہ کی نسبت پوچھا تو انہوں نے کہا کہ وہ دور کے قائلِ طبیہوں اور ڈاکٹروں سے علاج کرے۔ اچانک ہوں مگر انہوں نے اس بیماری کو سوروٹی اور مزمن ہونے کی وجہ سے لا علاج قرار دے دیا ہے۔ اس لئے میں اب اس کے علاج سے مایوس ہو چکا ہوں۔ میں نے کہا کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو کسی بیماری کو لکھلکھ داءِ دوا [10] کے فرمان سے لا علاج کر نہیں دیا۔ آپ سے لا علاج سمجھ کر مایوس ہوں ہوتے ہیں۔ کہنے لگے کہ اب مایوسی کے سوا اور کیا چارہ ہے۔ میں نے کہا کہ ہمارا خدا تو فعالِ معایرِ ہدایت ہے اور اس نے فرمایا ہے کہ لا تاینسوا من دؤح اللہ ۛ انہ لا یبائنس من دؤح اللہ ۛ الا القوم الکفرؤن [11]۔ یعنی یاس اور کفر تو اکٹھے ہو

سکتے ہیں یمن ایمان اور یاس اکتھتے نہیں ہو سکتے۔ اس لئے آپ مامید نہ ہوں اور ابھی پیار میں تھوڑا سا پانی منکا میں میں آپ کو دم نہ دیتا ہوں۔ چنانچہ ان وقت انہوں نے پانی منکایا اور میں نے خدا تعالیٰ کی صفت ثانی سے استعاذ کرتے ہوئے اپنی توجہ سے اس پانی پر ام یا کہ مجھے خدا تعالیٰ کی اس صفت کے فیوض سورج کی کرنوں کی طرح اس پانی میں بہتے ہوئے نظر آئے۔ اس وقت مجھے یقین ہو گیا کہ اب یہ پانی انضال پر ہی اور حضرت مسیح پاک علیہ السلام کی برکت سے تمام بھلائیوں کا ہے۔ چنانچہ جب میں نے یہ پانی چوہدری اللہ داد کو پلایا تو آن کی آن میں دمہ کا دورہ رک گیا اور پھر اس کے بعد کبھی انہیں یہ عارضہ نہیں ہوا حالانکہ اس واقعہ کے بعد چوہدری اللہ داد تقریباً پندرہ سولہ سال تک زندہ رہے۔ اس قسم کے نشانات سے اللہ تعالیٰ نے چوہدری صاحب موصوف کو حمد و ثناء بھی نصیب فرمائی اور آپ خدا کے فضل سے مخلص اور مبلغ احمدی بن گئے۔ الحمد للہ علی ذالک

### دست غیب

یہ بھی ایک موقع پر چوہدری اللہ داد صاحب نے مجھ سے دریافت کیا کہ یہ جو دست غیب کے متعلق مشہور ہے کہ بعض وظائف یا برکات کی دعا سے مناس کی مالی آمد ہو جاتی ہے یا یہ سچ بات ہے۔ میں نے کہا کہ ہاں بعض خاص گمروں میں سب مناس پر ایک خاص رہنمائی کی کیفیت جاری ہوتی ہے تو اس وقت کی اس کی تحریری یا نقلی یا عامیہ ان اللہ یقیناً حاجت رہائی کا وہ جب ہو جاتی ہے۔ میری یہ بات سن کر چوہدری اللہ داد کہنے لگے تو چہ آپ مجھے کوئی ایسی دعا یا عمل لکھ دیں جس سے میری مالی مشکلات دور ہو جائیں۔ میں نے کہا کہ اچھا اگر کسی دن کوئی خاص وقت اور گمبزی میری ملے تو اللہ میں آپ کو کوئی دعا لکھ دوں گا۔ چنانچہ ایک دن جب انضال پر ہی رسیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی برکت سے مجھے رہنمائی قوت کا احساس اور قوت مؤثرہ کی کیفیت کا جذبہ محسوس ہوا تو میں نے حسب وعدہ چوہدری اللہ داد کو ایک دعا لکھ دی جس کے الفاظ مآلہ اللہم اکنسی بحلالک عن حرامک واعسی بفصلک عن سواک تھے اور تلقین کی کہ وہ اس دعا کو ہمیشہ اپنے پاس رکھیں۔ چنانچہ انہوں نے اسی وقت اس دعا کو اپنی پکڑی کے ایک گوشہ میں باندھ کر محفوظ کر لیا۔ خدا کی حکمت ہے کہ میرے مولانا کریم نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے طفیل اس وقت اس ماجرے

کی دعا کو ایسا قبول فرمایا کہ ایک سال تک چوہدری اللہ، انہی امداد اور مالی فتوحات کے کرشمے اور عجائبات ملاحظہ کرتے رہے۔ اس کے بعد وہ اتفاق سے یہ دعا چوہدری اللہ اور صاحب سے ضائع ہو گئی اور وہ مدت غیب کا سلسلہ ختم ہو گیا۔

### دستِ شفاء

میں ایک دفعہ تبلیغ کی غرض سے موضع رجومہ اور دیاں تحصیل پٹنہ کی طرف گیا ہوا تھا کہ میرے ایک دوست چوہدری نرم، اہلہ چوہدری راجہ خاں و راج ساکن خوجیا تو اہلی عارضہ بخاریا رہا ہو گئے اور بخاریا کی حالت میں انہیں رہا کا ایسا شدید درد پڑا کہ ان موصوف نے اس کی شدت کی وجہ سے چنا سر دیروں سے کمر اٹھوٹ کر دیا۔ ان کے گھر والوں نے جب اس کی پیاس گتہ بہ حالت دیکھی تو انہوں نے اس علاقہ کے مشہور طبیب حکیم غلام حسین کو طلبہ معالج کے منایا۔ اساتذہ ہی قرآن مجید کے بعض حصہ کو دم کرنے کے لئے لایا بیٹھا۔ چوہدری نرم، اس کی حالت جب بچہ بھی نہ سہلی تو اس کے امیر راجہ کا بھائی چوہدری حسن محمد مجھے لانے کے لئے موضع راجہ کی سے ہوا موضع رجومہ اور پھر پٹنہ پہنچا۔ میرے پاس چوہدری نرم، کی ساری ہیئت بیان کی۔ میں یہ سنتے ہی جب موضع خوجیا ہو لی پہنچا تو حکیم غلام حسین جو احمدیت کے متعلق سی قدر غائب اور حقہ ضابطہ صورت میں باتیں کر رہا تھا مجھے دیکھتے ہی کہنے لگا کہ مولانا صاحب آپ بھی مہر رانی میں، یہ مرض بھی ہم طباء کے نزدیک مایوس، علاوہ ہو چکا ہے۔ اب اگر آپ کوئی مراد صاحب کی برکت کا فخر دیکھا میں تو معلوم ہو کہ آپ کامر زائی ہونا اور مرزا صاحب کا مہدی مسیح ہونا یا مرزا رہتا ہے۔ حکیم غلام حسین کا یہ مانا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے اندر ایک بتلی کی سی رو پلا دی، اس میں لوگوں میں سے گزرتے چوہدری نرم و اس کے پاس پہنچا اور السلام علیکم کہا۔ انہوں نے جب میری آواز سنی تو کہنے لگے خدا کا شکر ہے کہ آپ شریف لے گئے ہیں اب میں حدائے فصل سے اچھا بہ جاؤں گا۔ چنانچہ اسی وقت میں نے ان کے بندھے ہوئے سر سے پٹا اتارا اور رہتا ہاتھ ان کے ماتھے پر رکھا۔ ابھی کوئی اس منہ ہی گزرتے ہوں گے کہ کابخار اور درد غائب ہو گیا۔ میں نے ان سے حالت دریافت کی تو کہنے لگے اب تو بالکل چھا ہوں میں نے اسی وقت حکیم غلام حسین کو بلایا اور کہا اب آپ بھی مریش کو، کچھ لیں۔ چنانچہ حکیم غلام حسین نے جب چوہدری نرم کو پیسے بوائے دیکھا اور اس کی منہ پر ہاتھ رکھا تو حیرت زدہ



ہو گیا۔ ورنہ ہنسے گا کہ بھائی مان یا ہے کہ مرزا بنی پلے جاؤ، مرزا میں اور اس فن میں کمال رکھتے ہیں۔ اس کے بعد میں نے حکیم غلام حسین کو کہا کہ جس بات کو آپ نے حضرت مرزا صاحب کی خدمت کا معیار ٹھہرا کر معجزہ طلب کیا تھا اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے اس وقت آپ پر اتمام حجت فرمادی ہے اور اس رنگ میں تو پہلے بھی آپ بارگاہِ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود، علیہ السلام کے منکلمات و رسومات ملاحظہ فرماتے ہیں اس لئے اب بھی اگر آپ نے احمدیت قبول کرنے سے اعراض یا تو یا درگھٹے پھر آپ حد تقاضا کے موافقہ اور گرفت سے نہیں بچ سکتے گئے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور دو پندرہ روز کے بعد اس دنیا سے کوچ کر کے حضرت مسیح موعود، علیہ السلام کی پانی کو اپنی موت سے ثابت کر دیا۔

### تاثیر دعا

موضع راجیکی میں ہمارا ایک تمام محمد الدین مائی رہتا تھا۔ اس کی شادی پرتقا یا بیس صاحب کا عرصہ گزر چکا تھا مگر اولاد ہی قسمت سے ختم تھا۔ چونکہ اس کے گھر اسے کوئٹہ مارے چٹیار اور بھائی جاتا تھا۔ غلام حسین صاحب اور ہمارے چچا صاحب حضرت میاں علم الدین صاحب کے ساتھ بے حد عقیدت تھی اس لئے یہ تمام اور اس کی بیوی مسماۃ سیدہ ان اکثر ان دونوں بزرگوں کی خدمت میں حاضر ہوتے اور اولاد کے لئے دعا میں اور تعویذات لے کر لاتے رہتے تھے۔ ایک لمبا عرصہ کے بعد جب ان کی دعاؤں اور تعویذات سے کوئی فائدہ حاصل نہ ہوا تو یہ لوگ اولاد سے مایوس ہو گئے۔ اس زمانہ میں اگرچہ احمدیت کی برکت سے اور سیدنا حضرت مسیح موعود، علیہ السلام کے فیضان سے میری دعاؤں اور ان کے اثرات کا عام چرچا تھا۔ مگر علماء کے فتاویٰ تکفیر اور مقاطعہ کی وجہ سے ان لوگوں کو میرے پاس آنے کی جرات نہیں ہوتی تھی۔ پھر محمد الدین تمام اور اس کی بیوی سیدہ اس میرے پاس آنے سے اس وجہ سے بھی تردد کرتے تھے کہ اگر جانو صاحب کو پتہ چل گیا تو وہ مارش ہو جائیں گے۔ مگر ان میاں بیوی کی حاضرت یہاں تک پہنچی کہ ایک دن سیدہ نے ان دونوں بزرگوں کی خدمت میں کہا کہ گریڈ کا نہیں ہو سکتا تو نہ ہی میرے گھر میں لڑائی ہی پیدا ہو جائے یہی قیمت ہے۔ تو ایک دن میرے چچا حضرت میاں علم الدین نے اسے اس کو کہا کہ تم میاں غلام رسول کے پاس جاؤ اور اس سے دعا کرو کیونکہ خدا تعالیٰ اس کی دعا میں قبول بھی کرتا ہے اور پھر بڑے دیرینہ بشارت اسے اطلاع بھی دے دیتا ہے۔ سیدہ نے جب یہ بات سنی تو اس نے کہا کہ میاں غلام رسول صاحب سے ایک تو مجھے شرم آتی

ہے اور میرے اُتر خانہ صاحب کو معلوم ہو گیا تو دوسرے مجھے ڈانٹیں گے کہ تم نے اس مرزائی سے  
یوں دعا کرانی ہے اس لئے میرے لئے آپ ہی انہیں دعا کے لئے فرمائیں اور میری سفارش بھی  
نہ دیں۔ حضرت میاں صاحب نے فرمایا کہ میں بھی ان سے کہوں گا مگر تمہارا ان کے پاس جانا  
نہایت ضروری ہے۔ اس کے بعد حضرت میاں صاحب سیدوں کو طے کر میرے پاس تشریف لانے  
اور یہ فرماتے ہوئے کہ اس نے بار بار مجھے آپ سے دعا کرانے کے لئے کہا ہے مجھے دعا کرنے کے  
لئے رشتہ فرمایا۔ میں نے کہا کہ آپ اپنے ولیوں اور خانہ صاحب ایسے بزرگوں کی موجودگی میں  
سے میرے ایسے کافروں سے دعا کرانے کی یا ضرورت ہے۔ سیدوں نے کہا اُتر مولویوں نے آپ  
پر لفظ کافری لکایا ہے تو اس میں ہمارا کیا قصور ہے اُنہم آپ کو کافر سمجھتے تو آپ کی خدمت میں دعا  
کے سے یوں حاضر ہوتے۔ میں نے کہا اُتر یہ بات ہے تو میری دعا تو احمدیت کی سچائی کے ظہور  
کے لئے ہوسکتی ہے تاکہ اس دعا کے ذریعہ آپ لوگوں پر اتمامِ حجت ہو جائے۔ اور اس موقع پر جبکہ  
تمہارے پیر بزرگ سالہا سال سے دعاؤں اور دعویٰ میں لگے ہوئے ہیں میری دعا کے ساتھ  
ایسے وضع ہو سکتے ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ مولانا کریم سید صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی برکت سے اس  
ماہیہ کی دعا کو سر تمہیں کوئی بچہ حاضر مائے اہل تم سے ہمارے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی  
صدقت کا نشان سمجھنے کے پھر انہی بچوں فقیہوں کی دعا کا نتیجہ خیال کرنے لگ جاؤ۔ اس بات کو سن کر  
حضرت چچا علم الدین صاحب نے فرمایا کہ ہماری دعاؤں اور عملوں کے اثرات تو لوگ سب سنا  
سے دیکھ چکے ہیں کہ ان سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوا اس لئے اُن تمہیں سی شکاوا کا خیال ہے تو ہم  
تمہیں اس قسم کی تحریر دینے کے لئے تیار ہیں جس میں اپنی دعاؤں اور عملیات کی ناکامی کا اقرار ہوگا۔  
میں نے کہا اگر آپ اس بات کا اقرار کرتے ہیں تو پھر آج کی تاریخ سے ایک سال کے اندر اندر اگر  
سیدوں اور محمد مدین کے ہاں کوئی بچہ یا بچی پیدا ہو تو وہ احمدیت کا نشان ہوگا۔ انہوں نے اس بات کو  
تسلیم کر لیا اور میں نے خدا کے حضور دعا شروع کر دی۔ خدا کی قدرت ہے کہ سال کے اندر ہی میرے  
خیر الرحمین خدا کی رحمت اور میرے مسیح کا دیانی کی برکت سے اس قیام کے گھر لڑکی پیدا ہو گئی۔  
گاؤں والوں نے اور گرد و نواح کے لوگوں نے جب اس نشان کو دیکھا کہ بعد شادی سالہا سال کے  
عرصہ کے بعد احمدیت کی برکت سے اس قیام کو خدا تعالیٰ نے اولاد دی ہے تو انشت بہ ہواں ہو گئے۔  
مگر پھر بھی یہ بدعت لوگ احمدیت کے قریب نہ ہوئے۔ آخر جب اس لڑکی عمر چند سال کی ہوئی تو ان

لوگوں نے اس نرہمت کو اپنے حث باطن اور انتہائی ثرارت سے پھر اپنے پیروں کی طرف منسوب کرنا شروع کر دیا اور جاہل خانہ صاحب کا تہ چاٹوٹ ہو گیا۔ میں نے جب یہ حق پوشی کا مظاہرہ دیکھا تو مجھے بے حد تکلیف ہوئی اور میں نے اپنے چچا صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا کہ یہ یہ معاملہ ہے آپ نے فرمایا کہ میں تو مانتا ہوں کہ یہ آپ کی محمدیائہ اعاؤں کا نشان ہے مگر یہ جلاء کا طبقہ احمدیت کے انتہائی بغض و عناء کی وجہ سے اسے خانہ عام حسین کا ترشمہ اور معجزہ و قدرے رہا ہے۔ زیبا ہی میں نے سید اس سے کہا کہ تم نے احمدیت کا ایک نشان دیکھا ہے اور پھر اس کے خلاف لوگوں کی باتیں بھی سنیں مگر تو نے سچی کو ایسی کو چھپایا ہے اس لئے میں احمدیت کی غیرت کی وجہ سے یہ کہتا ہوں کہ اس لڑکی کے بعد بھی تیرے۔ ماں کوئی دلا پیدا ہوئی تو یہ جھٹاک یہ لڑکی میری دعا سے پیدا نہیں ہوئی بلکہ یہی غیر احمدی کی دعا سے پیدا ہوئی ہے اور پھر اس لڑکی کی دعا سے ایک سال تک زندہ رہی تو پھر بھی یہی سمجھنا کہ یہ میری دعا کا نتیجہ نہیں احمدی کی دعا کا نتیجہ ہے۔ میں اب احمدی امر یہ احمدی کی دعا میں کسی ایک ماہہ امتیاز ہے۔ خدا کی قدرت ہے کہ سید سید کی یہ بات اس رگہ پٹائی ہی تھی کہ اس کی پڑائی یاد ہوئی اور پھر ایک سال کے بعد فوت ہوئی اور اس کے بعد انوں میں یوں بغیر دلا کے ہی اس دیا سے کوئی کر گئے۔ ملاحظہ فرما

## کرشمہ قدرت

سیدہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مجدد ہمایوں میں جب غیر احمدیوں کے ہمدردانہ پڑے سے جماعت احمدیہ کو ممانعت ہوئی اور ہم نے مسجد میں طبعہ و مار پڑھنی شروع کر دی تو غیر احمدیوں نے میری دعا کو تفرقہ کا موجب سمجھتے ہوئے میری بے حد مخالفت کی۔ چنانچہ انہی مخالفت کے یام میں یہ اتھارہ بنا ہوا کہ موضع سعد اللہ پور میں ارا میں قوم کے وہ بھائی مہر شرف الدین و مرد غلام محمد جو بڑے بارسوٹ آدمی تھے ان میں سے مہر غلام محمد جو خوبصورت اور بہاؤن ورجون تھا اس نے دوسری شادی کرنے کے لئے ارا میں قوم کی ایک بیوہ لڑکی کے رشتہ کے متعلق اس کی والدہ اور بھائیوں کو بار بار تحریک کی۔ مگر انہوں نے سوتا پڑے کی وجہ سے یا کسی اور بناء پر اس لڑکی کا رشتہ دینے سے انکار کر دیا۔ مہر غلام محمد نے جب اپنی کوشش کو ناکام ہوتے ہوئے دیکھا تو

دور دور تک کے بعض رشتہ داروں سے تحریکِ روانہ لیکن پھر بھی یہ بیل منڈھے نہ چڑھی اور لڑکی  
 و لوں نے صاف انکار کر دیا۔ مہر غلام محمد نے سب یہ خروچی دیکھی تو اس نے ملتان سے لے کر  
 راولپنڈی تک کے تمام سجادہ نشینوں اور پیر وں فقیر وں سے تعویذات اور عملیات اور دعائیں کرانا  
 شروع کر دیں۔ یہاں تک کہ جب انی، دہر، صوبہ میں سات سال کا عرصہ گزر گیا اور پیر وں  
 فقیر وں کے عملیات اور دعاؤں کا کوئی نتیجہ نہ نکلا تو وہ بے حد مایوس ہو گیا۔ انی، دہر میں جب میں  
 ایک دن موضع سعد اللہ پور کی مسجد میں عام غیر احمدیوں کو احمدیت کی تبلیغ کر رہا تھا تو مہر غلام محمد کا ایک  
 حمایتی کسے گا کہ اس زمانہ میں مسیح اور مہدی ہونے کا دعویٰ تو لوگ کرتے ہیں مگر نور و رحمت میں  
 نہیں پایا جاتا۔ میں نے اسے سمجھایا کہ نور و رحمت اور فخرات تو ہمیشہ سے حد تقارن کے نبیاء اور  
 وہاں تک جاتے جاتے ہیں مگر دشمنوں کی ادھی آنکھیں انہیں دیکھنے سے قاصر رہی ہیں۔ چنانچہ  
 "محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم اہل لاکھوں نور و رحمت سے بھرے ہوئے فخرات دنیا کو کھائے مگر  
 کد رکھنے پھر بھی تباہ لولا اقول علیہ آید 12" کہ کاش اس پر کوئی نشان ہی حد انکی طرف سے  
 تار جاتا۔ مگر حد تعالیٰ اس کے جواب میں فرماتا ہے مَا سَأَلْنَاهُمْ مِنْ ابْنِ رَبِّهِمْ اَلَا كَانُوا عَمَّاهَا  
 مغرور صبیح 13" کہ جب بھی حد کے نشانوں میں سے کوئی نشان کافر میں کو کھایا یا سوس نے اس  
 سے عرصہ ہی پایا ہے۔ ایسا ہی فی زمانہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی ہزاروں  
 اور لاکھوں نشانوں کو کھائے ہیں اور مانے والی سعید رحمتوں نے اس کو دیکھ کر حضرت قدس  
 علیہ السلام کی بیعت بھی کر لی ہے۔ مگر دشمن اب بھی اسی طرح لولا اقول علیہ آید کے لٹکاؤں پر  
 رہے ہیں۔ میری یہ بات سن کر اسی غیر احمدی نے کہا کہ مہر غلام محمد سات سال سے ایک بیوہ عورت  
 کے سے ملتان سے لے کر راولپنڈی تک پیر وں فقیر وں اور عاملوں کے پاس ٹھوکریں کھا رہا ہے مگر  
 "تو تک اس کی حاجت روا نہیں ہوئی۔ اب آپ ہی بتائیے کہ جب مہر غلام محمد کی اتنی قہمتیں ہیں  
 سبجوتگی تو مہدی مسیح ہونے کا دعویٰ اس کا کام ہے۔ میں نے کہا کہ تو جب ہی اس اعتراض کو صحیح مان  
 سکتے ہیں کہ مہر غلام محمد نے ہمارے سید مہد لا مسیح کا یاقینی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کسی امر کے تعلق و  
 کروائی ہو اور وہ پوری نہ ہوئی ہو۔ ورنہ اس صورت میں تو ہم پر اعتراض نہیں آتا بلکہ آپ کے  
 غیر احمدی پیر وں اور فقیر وں اور مرشدوں پر آتا ہے۔ وہ غیر احمدی کہنے لگا اچھا اگر مہر غلام محمد مرزا

صاحب کے پاس نہیں آیا تو کیا ہوا آپ جو مرزا صاحب کے مرید یہاں موجود ہیں آپ ہی کوئی کرشمہ دکھائیں۔ میں نے کہا کہ مجھے تو کسی افکار نامانی کا بخونٹ نہیں میں تو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خادموں میں سے ایک مانجی آدمی ہوں۔ البتہ مر غلام محمد اُمّہ مجھ سے اس امر کی عقد و شادی کی درخواست کرے گا تو احمدیت کی تبلیغ کی غرض سے اور اتمام حجت کے لئے میں ضرور اس معاملہ میں دعا کروں گا۔ اس لوگوں نے سب میری یہ بات سنی تو مر غلام محمد کو میری طرف بھیجا۔ اس نے "تجربہ ہی تمام داستان ماکانی کی رہہ" سانی اور ان چہرہ ہفتیہ ہوں کے ملیات کی ماکانی کا تجربہ کرتا ہوں کہ جب بھی میں اس لوگوں کی ہدایت کے مطابق غویہ لے کر لڑائی والے کوچہ سے گزر رہا ہوں تو ہمیشہ ہی مجھے اس لڑائی سے "اس کے خاتمہ ان والوں نے انتخابی طور پر قبول کیا ہے" دگایاں دی ہیں۔ اس لئے اب میں سمجھ گیا ہوں کہ ان چہرہ ہفتیہ ہوں میں کوئی تاثیر "وہیں باقی نہیں رہا۔ میں نے کہا کہ جب اب میں ایک عمل بتاتا ہوں اُمّہ اس کی تاثیر سے یہ لڑائی "وہ اس کی ماں خوشنہار۔ پس پیچیں اور نکاح کی درخواست کریں تو جھنسیہ احمدیت کی بدست ہے "وہ ہماری صداقت کا ایک نشان ہے۔ چنانچہ اس کے بعد میں سے "اسے ایک روحانی عمل بتایا۔ حد کی حکمت ہے کہ مر غلام محمد نے وہ عمل شروع کیا "وہ جلد ہی "وہ لڑائی" اس کی ماں گھر سے نہیں "وہ مر غلام محمد کو گاؤں میں تہا ش ترقی ہو میں اس کے پیچھے جنگل میں پیچیں "وہ رہایت رازی کے ساتھ تہہ بکس کہ آپ ہم دونوں میں سے جس کے ساتھ چاہیں شادی کریں ہم راضی ہیں۔ چنانچہ اسی وقت "وہ مر غلام محمد کو اپنے ساتھ گھر لے گئیں "وہ ان کے پیار و بے کے قریب اس لڑائی کے ساتھ مر غلام محمد کا عقد (نکاح) ہو گیا۔ اس مرحلہ قدرت کا ظاہر ہونا تھا کہ اس گاؤں کے مرد و زن اور "وہ نواح کے لوگ جیت راد ہو گئے "وہ مر غلام محمد "وہ مر غلام محمد" ان کے گھر آئے کے افر "وہ نے احمدیت کو قبول کر لیا "وہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر آپ کی اس انجاری نہکت کا مشاہدہ کر کے ایمان لے آئے۔ الحمد للہ علی دالک

## دعائے مستجاب

مثنوی مولانا روم علیہ الرحمۃ کی تعلیم کے دوران میں جب میں موضع کو لگی میں اقامت کریں

تھا۔ توں دنوں میں اکثر صوم الموصل کے روزے رکھتا رہتا تھا۔ ایک دن روزے کی وجہ سے مجھے  
 دودھ پینے کی خواہش محسوس ہوئی تو ان وقت موضع مذکور کا ایک زمیندار مسکمی اللہ داتا میرے  
 دودھ کا ایک ہر حنا لے آیا۔ اور اسی طرح تھوڑا سا ہفتہ بھر دودھ کی تحریک کے بغیر ہی میری خدمت کرتا  
 رہا۔ چونکہ اس سے قبل میری اس شش سے کوئی شناسائی نہ تھی۔ اس لئے میں نے ایک روز اس سے  
 اس مدت کا سبب پوچھا تو اس نے بتایا کہ آپ چونکہ راجیکی والے بزرگوں کی اولاد سے ہیں اور  
 پھر ہر روز ”نچو پیو“ روزہ رکھتے ہیں اس لئے مجھے خیال آیا کہ میں آپ ایسے بزرگوں کی کوئی خدمت  
 کروں۔ میں نے کہا کہ اگر آج تم اس حد تک داری کی اصل دہلیاں نہیں کرو گے تو میں یہ دودھ ہرگز  
 نہیں پیوں گا۔ دوسرے دن کا یہ خدمت تو میں دیکھا اب کے حصول کی غرض سے بھلا رہا ہوں۔ مگر یہ  
 آپ کی عبادت کا ضرور حاحتمند ہوں۔ یہاں میرے سات بچے بڑے خوبصورت پیدا ہوئے تھے۔  
 مگر اب میں سے ۷۰ سال، ایک سال کی عمر پا کر فوت ہو گیا ہے۔ ان بچوں کے متواتر فوت ہو جانے  
 کی وجہ سے بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ اثر اکامرض ہے۔ مگر بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ مصیبت کسی  
 جادو کے نتیجے میں مانی ہے یا کسی برک کی سوءادبی کی ہزا ہے۔ اس لئے اب اس کو ٹلانے کے لئے کسی  
 ایسے کامل فقیہ کی ضرورت ہے جو وہ فوجی قسمت کو بدل دے۔ جب اس نے لوگوں کی اس قسم کی باتیں  
 سناں اور چند دن کے بعد اس کا آخری لاٹا بھی فوت ہو گیا تو وہ پھر میرے پاس آیا اور سنے کا کہ  
 آپ میرے لئے دعا فرما میں کہہ رہا تھا مجھ کو بخشے اور آندہاں صدیات سے محفوظ رکھے۔  
 میں نے جب اس کی یہ دست بستہ التجا میں سیں تو میرا دل اس کی عادت پر ٹپٹل گیا اور میں نے اسے  
 کہا کہ میں انشاء اللہ تمہارے لئے دعا کروں گا اور جب تک میرا مولا کریم تمہارے بارہ میں میری  
 تسلی نہ فرما دے میں انشاء اللہ دعا کا سلسلہ جاری رکھوں گا۔ چنانچہ اس کے بعد متواتر ایک عرصہ تک  
 جب میں نے اس کے لئے دعا کی تو آخر فی المراتب میں مدد آنے لگی۔ یہ بتا رہا تھا کہ میں نے فرمایا  
 کہ اب اللہ داتا کا کوئی بچہ بچپن میں فوت نہیں ہوتا۔ چنانچہ میں نے یہ بتا رہا تھا کہ وقت اللہ داتا  
 بعض دوستوں کو اس وقت سنا دی اور اس کے بعد جیسا کہ مولا کریم نے فرمایا تھا اس کے یہاں  
 لڑکے اور ایک لڑکی پیدا ہوئی جو خدا کے فضل سے بڑے ہوئے اور اب صاحب اولاد بھی ہیں۔

الحمد لله على ذلك

## دیگر

یہاں موضوع مذکور میں ایک واقعہ چومدری رحمہ اللہ خاں ولد چومدری عام خاں صاحب کا تھا۔ چار سال کا بچہ شدید بیمار ہو گیا اور اس کی حالت مایوس الطوائف ہوئی۔ اس وقت چومدری رحمہ اللہ خاں نے مجھے بلارہہ بچہ دکھایا (وہ بچہ بالکل مُشت استخوان نظر آتا تھا) اور عاکی درخواست کی۔ میں نے اس وقت دعا بھی کی اور ایک نسخہ بھی بتایا جو اسے استعمال کر لیا گیا۔ اس کے بعد میں نے چومدری رحمہ اللہ خاں سے کہا کہ جب میں سال کے بعد آؤں گا تو یہ لڑکا اتنا تندرست ہو گا کہ میں اسے پیچوں بھی نہ سکوں گا۔ چنانچہ خدا تعالیٰ کے فضل سے ایسا ہی وقوع میں آیا۔

## دیگر

یہاں موضوع مذکور میں چومدری محمد الدین جو بہایت ہی متمسک احمدی تھے، میں نے مجھے پڑ کے چومدری محمد نواب کے متعلق کہا کہ اس کے پہلے بچے فوت ہو چکے ہیں اور اب کافی عرصہ سے اس کے گھر کوئی ولاد نہیں ہوئی۔ اس لئے آپ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اسے اولاد دے۔ میں نے اس کے متعلق بھی دعا کی اور اللہ تعالیٰ سے شکر پا کر کہا کہ میں سب دوبارہ آؤں گا تو خدا کے فضل سے محمد نواب کے یہاں لڑکا نکلیتا ہو گا۔

اس کے فیصلوں کی بات ہے کہ جب میں امرتسرے سال موضوع کو لکھی تو چومدری رحمہ اللہ خاں نے مجھے ایک بالکل تندرست لڑکا دکھایا اور کہا کہ آپ نے پیچا ہے کہ یہ لڑکا کون ہے میں نے کہا معلوم نہیں کہنے لگے یہ وہی لڑکا ہے جس کے متعلق آپ نے دعا فرمائی تھی اور کہا تھا کہ میں جب دوبارہ کوئٹہ آؤں گا تو اسے پیچوں بھی نہ سکوں گا۔ اس کے بعد چومدری محمد الدین آئے اور مجھے اپنے یہاں لے گئے جب میں وہاں پہنچا تو میں نے مجھے اپنا پوتا دکھایا جس کے متعلق میں انہیں ایک دو سال پہلے خوشخبری سن چکا تھا۔ الحمد للہ علی ذالک

## علاج بے روزگاری

موضوع مذکور کی ایک احمدی خاتون جو معد میں بچہ تر کے قایمان مقدس چلی گئی تھی۔ اس نے

ایک دفعہ مجھے خط لکھا کہ میرے بلاؤں کے باوجود اچھی تعلیم رکھنے کے ابھی تک بیکاری میں مبتلا رہا ہے۔ چنانچہ میں نے دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ ان کے لئے کوئی روزگار کی صورت پیدا کر دے۔ چونکہ میں اس خاتون کے خسر کا احسان مند تھا۔ اس لئے میں نے اس کے لڑکوں کے لئے متواتر روزانہ دعا کی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے رویا کے دروید مجھے بتایا گیا کہ اس کے لڑکے تین لاکھ مرتبہ درود شریف کا دروید کریں گے تو ان کی تین سو روپیہ تنخواہ ملے گی اور اس کا لاکھ مرتبہ درود شریف کا دروید کریں گے تو ڈیڑھ سو روپیہ ان کی تنخواہ ملے گی۔ چنانچہ میں نے ان اس راوی کی اطاعت اس کو دے دی تھی۔ معلوم نہیں کہ اس کے لڑکوں نے یہ عمل کیا تھا یا نہیں۔

### ایک لطیفہ

موضع کوہکی کی رہائش کے دوران میں ۱۰ ماہ کے ۱۰ ستوں میں چوہدری محمد الدین، چوہدری شمس الدین، چوہدری قاسم الدین، چوہدری امام بخش، چوہدری علام محمد ولد بہرہ، چوہدری ولی محمد، میاں قطب الدین، میاں امام الدین، برہنہ، میاں خوش محمد، میر شمس الدین، میر غلام کوٹ وغیرہم نے ۱۰ باب مجھ سے محبت رکھتے تھے اور میرے پاس ملاقات کے لئے آتے رہتے تھے۔ الحمد للہ کہ بعد میں ان ۱۰ ستوں میں سے ۱۰ ست میری اور مولوی امام الدین صاحب کی تبلیغ سے احمدی ہو گئے تھے۔

۱۰ دنوں چونکہ میری عمر بھی کوئی ۲۰ سال کی تھی اس لئے اس ۱۰ ستوں میں بی تو جوں دست میرے تعلق کی وجہ سے رات کو عموماً میرے پاس ہی مسجد کے ایک حجرہ میں سوچا کرتے تھے۔ اور چوہدری ولی محمد اور چوہدری قاسم الدین، ۱۰ رات گئے تک میرے پاس ہی بیٹھے رہتے تھے۔ چوہدری ولی محمد چونکہ بالکل عفتوان شباب میں تھا اس لئے وہ بھی مجھے اپنے معاشقہ کی داستان سن کر اپنی خرمی کا کرتار رہتا تھا اور بار بار مجھ سے دعا کے لئے بھی درخواست کرتا تھا۔ میں اس کے جواب میں اسے ۱۰ مولانا رام کا یہ شعر سناتا کہ

ایں نہ عشق است آنکہ با مرہم بود

ایں فساد حوران گندم بود



یہ سمجھایا کرتا تھا کہ شوق مجازی اور اصل نفسانی جوش اور جنسی رجحان کا نام ہے جو پر خوری اور فارغ ہونے کے نتیجے میں پیدا ہوتا ہے اور اصل محبت اور شوق ہی ہے جو انسان و اللہ یس افسوا اللہ حباً للہ 14 کے مطابق اللہ تعالیٰ سے استوار رہے۔ ان طرح سمجھاتے ہوئے میں نے ایک دن ولی محمد سے کہا کہ تمہارا شوق تو ایسا ہے کہ اگر تمہیں ایک مرتبہ بخار چڑھے اور سر میں درد شروع ہو جائے تو یہ شوق اسی وقت کا فوراً ہو جائے گا۔ ولی محمد نے انکار کیا کہ نہیں ہوتا۔ ملا وہ شوق جو میری ہڈیوں و زخم کے درے درے میں ناچتا ہے وہ درد اور بخار کو یا سمجھتا ہے۔ آپ بے شک اس کا تجربہ کر کے دیکھیں۔ میں نے کہا تجھ پر بھی کوئی مامن نہیں۔ خدا چاہے تو تمہارے اندر سے ہی اس کا سامان پیدا کر دے۔ خدا کی حکمت ہے کہ ولی محمد میرے پاس سے یا تو گھر پہنچتے ہی سے شدید بخار و سر درد شروع ہو گیا۔ سب اس کی طاقت پر تین دن گزر چکے اور وہ اپنے گھر سے باہر نہیں نکلا تو میں نے خیال کیا کہ شاید وہ گاؤں سے ماہر کسی اور گاؤں میں کام کے لئے چلا گیا ہے۔ اتنے میں اس کی والدہ اور بھئی دیکھے بعد، مگر میرے پاس آئیں اور ولی محمد کے تعلق بتایا کہ سے تین روز سے شدید بخار اور سر درد ہے اور وہ آپ کو یاد کر رہا ہے۔ میں نے اسے کہلا بھیجا کہ مجھے دماغ کی چند صورتیں تم اپنا دماغ کا کھانچو۔ اس کی والدہ اور بھئی نے سب میرے یہ پیغام دیکھ کر کہنے کا ارادہ نہیں کرتے تو کیا میرے بیمار دماغ میں گئے۔ چہ اپنے والد اور بیویوں کے ذریعے کہہ بھیجی کہ مجھے مرے سے پہلے ایک مرتبہ اپنا منہ دیکھنا چاہیو۔ چنانچہ میں اس کے اندر پر اس کے گھر پہنچا اور ولی محمد سے دریافت کیا کہ کیسے اب حالت کیسی ہے۔ کہنے لگا اب تو آپ یہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس بیماری سے نجات دے دے۔ میں نے کہا تو کیا اب یہ دعا کر میں کہ تمہارے جذبہ محبت کی تسکین ہو جائے۔ کہنے لگا کہ جان سدا حسان سدا، اس وقت تو آپ میری صحت کے سے دعا فرما میں تجھے "رہی چیز کی صحت نہیں۔ میں نے کہا دعا تو کر میں گا مگر اس شرط پر کہ تم "مندیہ سے سامنے کبھی اپنے معاشقہ کا رنہ نہ رانا۔ ولی محمد نے کہا آپ میرا استاد معاف فرما میں "مندیہ میری تو بہا میری تو بہا چنانچہ اسی وقت میں نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور سب حاضرین کو بھی دعا کی تحریک کی۔ مجھے دعا کرتے ہوئے ابھی کوئی آج وہ منہ ہوا تھا کہ ولی محمد دعا کے فضل سے رہ صحت ہوا شرمین ہو گیا اور جلدی بالکل مندرست ہو گیا۔

اس کے بعد چھ مہینے ولی محمد جب مجھ سے ملے تو کہتے آپ نے مجھے مجبور کر کے توبہ کرائی ہے

اور یہ سرورہ اور بخارت آپ کی ہر دعا سے ہوا۔ میں نے کہا ہر دعا، یا تو موئن کا شیوہ نہیں ہے البتہ حد تقویٰ کی مددیت کا سامان محض اپنی رحمت سے پیدا کرتا ہے۔ جیسے بعض چور مرا کو چوری ورتا کے لئے تیار ہوں تو اس نثار اور معصیت کے ارادہ پر کی ساپ کے اٹنے سے رک جائیں یہ قانع یا کئی دھرمی شدید بیماری کے باعث نثار سے بچ جائیں۔ یہ اصل عسی ان نگر ہوا شہد و ہو حیو لنگہ 15 کے فرمان کے مطابق بعض نثار ہر اوقات اپنے اندر بلجی طہیج کے خیر کی صورت بھی رہتے ہیں۔

واحر کلمہ حمد و شکر لوت محس دی الامنان

خاتمہ

حیات قدسی حصہ اول

## حواله جات

- 1- صحيح بخارى كتاب البيوء باب قتل الحرير - صحيح البخارى كتاب احاديث الانبياء باب نزول ميثلى ابن مریم -
- 2- تفسير الكبير لامام الفخر الدين الرازى تفسير سورة الفاتحه القسم  
الثانى الفصل الاول
- 3- ازلة اوام - روحانى خزائن جلد ٣ ص ١٨٠
- 4- الشعراء ٢٠
- 5- ابجد العلوم الجبر الثامى ص ٢٤٢
- 6- الاسراء ٢٥
- 7- القمر ١٩
- 8- الملك ٢١٠
- 9- الملك ٢٤
- 10- مسنن ابوداؤد كتاب الطب باب فى الادوية المكروهة
- 11- يوسف ٨٨
- 12- العنكبوت ٥١
- 13- الانعام ٥
- 14- البقرة ١٦٦
- 15- البقرة ٢١٤



بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم  
و علی عبدہ المسیح الموعود

# حیات قدسی

حصہ دوم

جس کا دوسرا نام

المقالات القدسیہ فی

البرکات الاحمدیہ

ہے

شائع کردہ سینٹھ علی محمد اے الہ دین ایم۔ اے سکندر آباد دکن یکم ستمبر ۱۹۵۱ء



## عرض حال

حیات قدسی یعنی سوانح حیات حضرت مولانا غلام رسول صاحب فیاض  
 رجبی مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا پہلا حصہ ماہ جنوری ۱۹۵۱ء میں شائع ہوا تھا۔ خدا  
 تعالیٰ کے فضل سے اس میں تحریر کردہ حالات بہت سے ابواب کے لئے باعث دلچسپی  
 و زدیاد ایمان ہوئے اور قمر الانبیاء حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب  
 یم۔ سے مدثلہ اعلیٰ نے اس کے متعلق بعد ملاحظہ اپنے ایک خط بنام مکرم مولوی  
 برکات احمد صاحب بی۔ اے میں تحریر فرمایا کہ:-

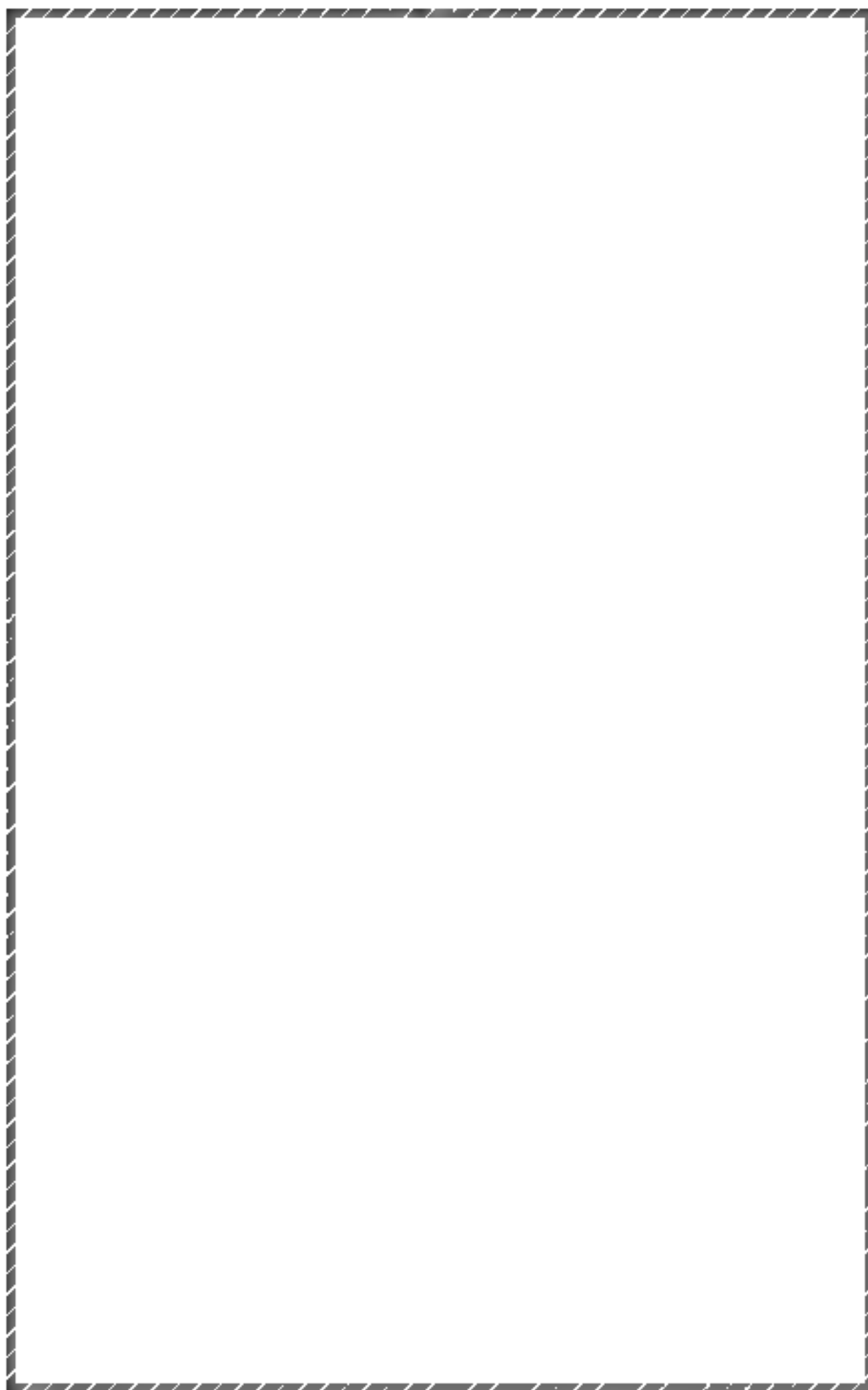
”واقعات بہت دلچسپ ہیں اور جماعت میں رہ حانیت اور تصوف کی  
 چاشنی پیدا کرنے کے لئے خدا کے فضل سے بہت مفید ہو سکتے ہیں۔ یہ کتاب س نذر کی  
 ہے کہ جیسا کہ حضرت خلیفہ اول رشی اللہ عنہ نے اکبر خاں صاحب نجیب آبادی کو  
 اپنے سوانح املاء کرائے تھے۔“

”حیات قدسی“ کا دوسرا حصہ اب شائع کیا جا رہا ہے۔ یہ حالت بھی  
 حضرت مولوی صاحب نے خود بیان کئے ہیں۔ اور مکرم مولوی مصلح الدین صاحب  
 مولوی فیاض ابن حضرت مولوی صاحب موصوف نے مرتب کئے ہیں۔ خدا تعالیٰ  
 کتاب کے اس حصہ کو بھی سلسلہ کیلئے مفید اور بابرکت کرے اور بقیہ حصص کی تکمیل و  
 اشاعت کی بھی توفیق عطا فرمائے۔

خاکسار

(سیٹھ) علی محمد۔ اے الہ دین

سکندر آباد۔ دکن





بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## بیعت روحانی

تاویاں مقدس میں جب میں سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود، علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت رشیدہ سے مشرف ہوا تو حضور اقدس علیہ السلام نے از رو شہادت فرمایا کہ نمازوں کو سنو رُکرو پڑھنا چاہئے اور سنو نہ دعاؤں کے علاوہ اپنی ما، رکی زبان میں بھی، عائر فی چاہیے۔ مولوی امام الدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ حضور یا ما، رکی زبان میں، عائر نے سے مازنوت تونہ جائے؟ حضور اقدس ند، نفسی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا مازنوتی ہونی تو پہلے ہی ہے ہم نے تو مازنوتی کے لئے یہ بات کہی ہے۔ اس کے بعد حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں نشت سے ارادہ شریف اور شتعار پڑھنے کا ارشاد فرمایا۔ مجھے ایک عرصہ تک ارادہ شتعار کی نشت کے متعلق غیبی رماک نشت سے نہ معلوم کتنی تعداد مر ہے۔ تب سیدنا حضرت مسیح موعود، علیہ الصلوٰۃ والسلام مجھے بیعت شفی ملی، ارادہ کی بیعت ملی، ارادہ فرمایا ہو استعصر اللہ ربی من کل ذنب و انوب الیہ مامہ مزوۃ۔

یعنی سومر تپ استغفار پڑھو۔ اس سے مجھے معلوم ہوا کہ نشت سے مراد عام حالات میں کم زک سومر تپ شتعار کا ارادہ ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

## تعلیم قرآن مجید

نئی یام مبارک میں میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک اونچا سا درخت ہے جس کے نیچے سے لے کر ہر ایک تمام قرآن مجید نکسا ہوا ہے۔ اس میں ایک چھٹی تحریک کے ماتحت اس درخت پر پڑھتا ہوں قرآن مجید پڑھتا جاتا ہوں یہاں تک کہ جب میں نے اس درخت کی چوٹی پر پہنچ کر تمام قرآن مجید تم کر لیا تو پھر میں نے لوگوں کو اس کی طرف دعوت دینا شروع کیا۔ الحمد للہ عسی دالک

## تفسیر قرآن مجید

اس کے کچھ عرصہ بعد میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے سامنے ایک کتاب ہے۔ جسے میں

کہوتا ہوں تو وہ مشرق سے مغرب تک پھیل جاتی ہے اور سب بند کرتا ہوں تو وہ زمین سے آسمان تک پہنچتی ہے مجھے بتایا گیا کہ یہ قرآن مجید کی تفسیر ہے۔ چنانچہ میں نے اسے پڑھنا شروع کیا اور پڑھتے پڑھتے بیدار ہو گیا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

## تین سطریں

یہاں تک کہ میں نے سیدنا حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد مبارک میں ہی مت کشف دیکھا کہ ایک فرشتہ میرے عہد امجد حضرت میاں نور صاحب چٹاٹی علیہ الرحمۃ کی شکل میں ظہور فرمایا اور مجھ سے کہنے لگا کہ آپ عربی علم بھی حاصل کر لیتے تو اچھا ہوتا۔ میں نے کہا کہ وہ عربی علم جن کی تحصیل ملتا رہتی ہے ان سے تو مجھے نفرت ہے۔ تب اس نے اپنی بغل سے ایک رسالہ نکال کر میرے سامنے رکھا اور مجھے پڑھنے کو کہا سب میں تین سطریں پڑھ چکا تو اس فرشتہ نے وہ رسالہ مجھ پر فرمایا۔

”تیرے لئے تین سطریں ہی کافی ہیں“

اس کشف کی تجویز مجھے یہ معلوم ہوئی کہ ان تین سطروں سے مراد سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی علیہ السلام کے تین دمر ہیں کہ ان تین دمر کی طرف اشارہ تھا۔ ان کی بدولت اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنی علم میں حائق عادت طور پر ترقی عطا فرمائی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

## سراج الاسرار

یہاں ہی حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں مجھے ایک رات خواب میں شیخ سعدی علیہ الرحمۃ ملے اور فرمایا ”آپ کتنے خوش نصیب لوگ ہیں جنہوں نے حضرت امام سعدی کا زمانہ پایا ہے آپ میری طرف سے بھی حضرت امام سعدی علیہ السلام کی خدمت میں سلام عرض کریں۔ چنانچہ جب میں صبح اچھوٹا تو میں نے ایک معروضہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت عالیہ میں تحریر کیا اور شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کا سلام پہنچا دیا۔ چند روز کے بعد پھر شیخ سعدی خواب میں ملے اور نہایت ہی مسرت کا اظہار کرتے ہوئے آپ نے مجھے ایک کتاب بطور مدد یہ کہ

عنایت کی۔ جب میں نے اس کا سر ورق پڑھا تو اس پر لکھا ہوا تھا  
”سراج الاسرار“

### دو مہریں

نہی ایام میں ایک مرتبہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک فرشتہ احمدیت قبول کرنے والوں پر  
کوئی نشان لگاتا جاتا ہے سب وہ فرشتہ میرے پاس آیا تو اس نے میرے ایک کندھے پر فضل الدین  
کی وردہ پر کندھے پر شرف الدین کی مٹکانی۔ اس کی تعبیر مجھے یہ سمجھ گئی کہ فضل الدین سے مراد  
احمدیت کی نصیحت ہے اور شرف الدین سے مراد تبلیغ کی سعادت اور شرف ہے جو کہ سب تک مجھے  
نصیب ہو رہا ہے۔

### چشمہ مسیح

ایک مرتبہ میں نے خواب میں دیکھا کہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھر  
میں ایک چشمہ ہے جو باؤلی کی صورت میں ہے۔ میں اور حضرت میر محمد اسحاق صاحب روحانہ  
روشن علی صاحب رحمی اللہ تعالیٰ عنہما رہنے سے نیچے آئے اور خوب یہ پانی پیا۔ پھر جب ہم اس  
چشمہ سے میر ہو کر اوپر آئے تو راستہ میں عزیز مولوی جلال الدین صاحب شمس کو میں نے دیکھا کہ وہ  
اس چشمہ سے پانی پیتے کے لئے جا رہے ہیں۔

### غسل دماغ

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت راشدہ کے بعد میں نے ایک رات  
خواب میں دیکھا کہ حضرت اقدس علیہ السلام میرے سر کی کھوپڑی کو اپنے دست مبارک سے کسی  
تیز ہتھیار سے اتار رہے ہیں اور ایسا مظلوم ہوتا ہے کہ اس وقت حضرت مولوی نور الدین صاحب  
علیہ السلام علیہ السلام بھی پاس ہی کھڑے ہیں اور ان کے پاس ایک بہت بڑی لوح مرابع  
”قل“ کی جو ”گینز“ کی ہوئی ہے رکھی ہے جس پر عربی فارسی کے حروف خانہ دار لکھے ہوئے ہیں اس کی

پ	ب	ت	ث	ج	ح	خ
د	ذ	ر	ز	س	ش	ص
پس	ش	ش	ط	ع	ظ	ع
ق	ف	ر	ج	م	ل	م
و	و	ل	لا	ی	ی	ی

اس خواب میں حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت خلیفۃ المسیح اول سے فرمایا کہ اس کھوپڑی کو جس حرف پر رکھنا چاہے کہ یہ اس حرف پر منطبق ہوتی ہے۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح اول نے وہ کھوپڑی حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ماتھے سے لے کر اس حرف پر رکھی اور اس کو حضرت کے حضور پیش کر کے عرض کیا کہ یہ کھوپڑی اس حدیث کے حرف ب۔ت۔ث۔ج پر منطبق ہوتی ہے۔ اس کے بعد حضور اقدس نے میرے داماد کا ہاتھ جو اس کھوپڑی کے نیچے تھا شیرازم پانی سے خوب دھویا اور بار بار غسل دیا اور پھر اس کھوپڑی کو میرے سر پر منطبق کر دیا۔ اس عہد کو میں اس وقت زندہ تھو رہا مگر یہ عجیب بات تھی کہ میں اس وقت اپنی کھوپڑی کو خود بھی ساتھ ساتھ دیکھ رہا تھا۔ جب میں بیدار ہوا تو میں نے ان تمام اس خواب کا کیا مطلب ہے مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حضور عرض نہ کر سکا۔ حضرت اقدس کے وصال کے بعد جب حضرت مولف صاحب فیض ہوئے تو ایک روز میں نے اس کے تعلق آپ سے دریافت کیا آپ نے فرمایا کہ حرف ب کی تعبیر تو بہت اچھی ہے کیونکہ قرآن کریم کی ابتدا اسم اللہ کی ب سے ہوتی ہے۔ اس کے بعد آپ نے موش ہو گئے اور میں نے مزید سہل کرنا مناسب خیال نہ کیا۔ اس کے بعد وہ نبوت اور ۱۰۰ حدیث ۱۰۰ لکھ ۱۰۰ خلافت نامیہ کے زمانہ میں جو سلسلہ حق احمدیہ کی تبلیغی خدمات کا موقع مجھے نصیب ہو اور ۱۰۰ حدیث کے فصل سے ۱۸۹۷ء سے لے کر ۱۹۵۱ء کا سال ۱۰۰ مدت گزری ہے میرے خیال میں حرف ب سے ۱۰۰ نبوت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے اور حرف ج سے حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے ۱۰۰ طرف ۱۰۰ حرف ج سے ۱۰۰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف ۱۰۰ اشارہ تھا کہ حدیث کے فضل و کرم سے مجھے یہ

عادت نصیب ہوئی کہ ان ۳۰۰۰ روپوں تک زندگی نصیب ہونے کے علاوہ ان ۱۰۰ روپوں میں خدمات سلسلہ کی بھی سعادت عطا فرمائی جائے گی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسا ہی ظہور میں آیا۔  
والحمد للہ علیٰ ذالک

## بشارت الہی

سیدہ حضرت قدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد نامیوں میں ایک مرتبہ میں کایاں مقدس میں حاضر ہو تو منشی ظفر احمد صاحب پیر تھلوی سے ملاقات ہوئی۔ حضرت منشی صاحب انہوں صاحب خانہ کی بجائے سیدہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیت النکر میں سویا کرتے تھے۔ ایک رات عشاء کی نماز کے بعد مختلف مسائل کے تعلق گفتگو کرتے کرتے آپ نے مجھے کہا کہ میں آج کل بیت النکر میں سویا کرتا ہوں آپ! ماں ہی چل کر بیٹھیں اور گفتگو کریں۔ چنانچہ میں آپ کے ساتھ ہوا، رنم، دونوں بیت النکر میں باتیں کرتے رہے۔ یہاں تک کہ جب اس پارہ بجے وقت ہو گیا تو آپ نے مجھے کہا آپ آج یہاں میرے پاس ہی سو رہیں۔ میں نے بھی مناسب سمجھا مگر آپ تو سو گئے، میرے دل پر قیامت کا ہونا کچھ دیکھ کر یہ رنگ میں مستولی ہو کہ میں تقریباً رات کے ۱۰ بجے تہذیبی حالت قوت ضبط سے باہر ہونے لگی آہستہ سے بیت النکر سے باہر نکلا۔ اور کایاں سے مشرق کی طرف ایک پیری کے درخت کے پاس صبح کی اذان تک روتا رہا۔ نماز کے وقت مسجد مبارک میں آیا، حضرت مولوی عبد الکریم صاحب کے پیچھے مارا، کی۔ نماز کے بعد منشی صاحب فرمائے گئے آپ مجھے سویا ہوا چھوڑ کر دو مسجد میں تشریف لے آئے ہیں مجھے بھی جگا پتے تو میں بھی آپ کے ساتھ مسجد میں آجاتا۔ میں نے کہا آپ آرام سے سوئے ہوئے تھے میں نے آپ کو جگا مناسب نہیں سمجھا۔ اس کے بعد جب کچھ رہا تک میں اسی طرح قیامت کے ہونا کچھ دیکھ کر سے دواؤں میں لے خواب میں دیکھا کہ سیدہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مسجد مبارک کی دہری چھت پر ہشتی مقبرہ کی طرف مہرے ہوئے تشریف فرما ہیں، حضور کے پاس ایک رجسٹر ہے جس میں حقی لوگوں کے نام لکھے ہوئے ہیں۔ میں حضور قدس کے پیچھے کھڑا ہوں، خیال کرتا ہوں کہ نہ معلوم اس رجسٹر میں میرا نام بھی موجود ہے یا نہیں۔ میرا خیال کرای تھا کہ حضور قدس نے اس رجسٹر کے اوراق اُلٹنے شروع کئے یہاں تک کہ ایک صفحہ پر پہنچا، میں نے پڑھا۔

”مولوی غلام رسول راجیکی“

اور اس کے بعد میں بیدار ہو گیا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

## عشق الہی اور رضا بالتعنا

یہاں ۱۹۰۲ء میں جبکہ میں کجرات میں چودہری نواب خاں صاحب قیسدر کے پاس قیام رکھتا تھا۔ مولوی الہی بخش صاحب تاتہ کتب رضی اللہ عنہ مجھے کچھ عرصہ کے لئے اپنے یہاں لے گئے۔ وہاں پر ایک رات میں نے نواب میں، لکھا کہ سیدنا حضرت مسیح موعود، مدیہ الصلوٰۃ و السلام تشریف لائے ہیں اور حضور قدس کے پاس ایک کاندہ ہے جس میں جماعت کے بعض مخلصین کے نام درج ہیں۔ وہ ایک امام کے سامنے اس کاندہ پر اغراض و مقاصد کے خانے بنے ہوئے ہیں جو حضور قدس وہ بتوں سے دریافت کر کے تحریر فرماتے ہیں۔ اس اثنا میں جب حضور قدس نے وہ فہرست میرے سامنے رکھی تو میں نے بھی اس میں اپنا نام تحریر پایا اس کے بعد حضور قدس نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ بتایا میں آپ کے کس مدعا کے لئے دعا کروں۔ میں نے عرض کیا کہ حضور میرا مدعا یہ ہے کہ خدا تعالیٰ مجھے اپنی محبت اور عشق عطا فرمائے اور رضا بالتعنا و کامرانی نصیب ہو۔ تب اسی وقت حضور قدس نے میرے نام کے سامنے خانہ میں یہ ایہ مقصد درج فرمایا اور میں بیدار ہو گیا۔ اس کے بعد حضور قدس کے مصال تک جو بھی خطوط میں حضور کی خدمت میں لکھتا، ان میں عموماً یہی مقصد کار کرتا رہا۔ ان خطوط میں سے بعض خط تقصیوں میں بھی تھے مگر اس وقت اس کی نقل میرے پاس موجود نہیں۔ البتہ ان تقصیوں میں سے بعض کے اشعار یا د ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

حبیبنا	سیدنا	حضرت	پنا
شہبشا	عالی	بارگاہ	
رب	جاد	بہارت	شمس وقت
چہ	عالی	مذہب	طلی
محمد	را	قونی	احمد
جمہ	اے	عابر	بین
نگار	لطف	قوام	بھد
ک	مستم	چنا	در

یک خط کے ابتدائی شعر یہ ہیں ۔

کن نظر بہ حال زارم یا حبیبی۔ سیدی  
رانکہ میں ، در اندر ارم یا حبیبی، سیدی  
بارہا تو پہ شلستم بارہا تا مپ شدم  
ایں چنین است حال زارم یا حبیبی سیدی  
تو دعا کن تا خدا بخند مرا پائے ثبات  
ہم مرا ضبط و قرام یا حبیبی سیدی

یہ نظمیں بھی لمبی تھیں اور عرصہ دراز گزرنے کی وجہ سے اب بھول چکی ہیں۔ یہ ہی حضور کی  
بارگاہ قدس میں مجھے عربی قصائد سناتے کا بھی مارا موقع ملتا رہا۔

### محمد بن احمد بن

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ حیات میں ایک مرتبہ خاکسار  
قادیان مقدس ہی قیام رکھتا تھا کہ مسجد مبارک میں مجھے یہ الہام ہوا۔  
”محمد بن احمد بن“

جس کی تفسیر یہ ہوئی کہ آج دراصل محمدی ہی شمس ہے جو احمدی ہے یہ تاثر ”ن مجید کی رو سے  
محمد بن سے مراد حضرت نبلی اللہ علیہ السلام کی ”ث“ کی جماعت ہے جو ثلثہ میں الاولیں ہے اور  
احمد بن سے مراد ”ث“ ثانیہ کی جماعت ہے جو ثلثہ میں الآخریں ہے۔

### میری نسبت ایک الہام

ای طرح سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ حیات میں جب میں ایک دفعہ قادیان  
میں مقیم تھا تو مسجد مبارک میں صبح کی نماز کی سنتوں کے بعد مجھے یہ الہام ہوا۔

الحمد لله جعلني من أمة بينه حاتم السيس والصلوة على حاتم السيس والله المظهرين  
حسن قاق ہے کہ جس دن مجھے یہ الہام ہوا ”ی صبح حضرت اقدس علیہ السلام نے نماز فجر کے

جد پہنے لی الہامات سے جو انی رات ہوے تھے ان میں سے ایک الہام

”مجموعہ فتوحات“ ۱

بھی تھا۔

یہاں ایک دن چاشت کے وقت حضور قدس علیہ السلام مسجد مبارک میں باہر کے دروازے کے قریب کچھ فاصلہ پر تشریف فرما ہوئے اور اباب کرام بھی فوراً جمع ہو گئے تو اس وقت حضور قدس نے اپنا یہ الہام سنایا

لَكَ دَرَجَةٌ فِي السَّمَاءِ وَلِيَّ الْغَلِيظِ هُمْ يَتَصَرُّونَ ۲

یہاں حضور قدس علیہ السلام نے خود بھی جب کتاب اعجاز المسیح تصنیف فرما رہے تھے۔ رستہ دنوں تک عموماً نماز ظہر بعد از شام جمع ہوتی رہیں۔ ان دنوں یہ خاکسار بھی بارگاہ عالی میں ہی حاضر تھا۔ چنانچہ ایک دن جب حضور قدس صبح کی یہ کہ لے کر تشریف لے گئے اور چلتے چلتے اپنی یہ وحی مقدس سنانی کہ ”مصحف مایع من السماء“ ۳ اس وقت میں بھی حضور کے ہر وقت واداس مشکل کار و زحماں آپ سے فرمایا آتی رات کو یہ الہام ہوا۔ بفضلہ تعالیٰ میں نے بھی اپنے کانوں سے اس وحی مقدس کو سنا۔ الحمد للہ الہی شرفی بقاء الہی علیہ الصلوٰۃ والسلام

## قادیان میں رسول کریمؐ

نئی۔ نوں بند میں قادیان مقدس میں تھا ایک رات خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص کہہ رہا ہے کہ قادیان میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہوئے ہیں۔ میں نے اسے کہا تو پھر ہمارے ہاں مسیح موعود کہاں ہیں۔ اس سے جواب دیا کہ مدغرب کی طرف چلے گئے ہیں۔ میں نے پھر اس شخص سے دریافت کیا کہ رسول کریم کہاں ہیں تو وہ شخص جو دراصل فریاد تھا مجھے اپنے ساتھ حضرت مولوی نور الدین صاحب خلیفہ اول کے مطب میں لے گیا۔ جہاں میں نے دیکھا تو شخصہ رت صلی اللہ علیہ وسلم ایک چٹائی پر تشریف فرما تھے اور آپ کی اصل حضرت خلیفہ اول مولوی نور الدین صاحب سے ملتی تھی۔ اس وقت حضور نور کے پاس ایک صحابی بھی بیٹھے ہوئے تھے جو اس وقت حضرت



مفتی محمد صادق صاحب کے ہم نسل معلوم ہوتے تھے۔ خالصاً نے جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو کھدہ اشتیاق "یا رسول اللہ یا رسول اللہ" کا مہر و لگاؤ ہوتے ہوئے حضورؐ کے قریب بیٹھ گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر اس صحابی نے ایک ٹانہ پر کچھ لٹا کر مجھے پایا۔ سب میں نے وہ ٹانہ لے کر پڑھا تو اس پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے یہ لکھا ہوا تھا کہ "پ درود پڑھا کر یہ"۔ اس کے بعد میں بیدار ہو گیا۔ کچھ عرصہ بعد میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی روایا میں یہ فرماتے ہوئے سنا کہ درود شریف شت سے پڑھنا چاہیے۔

### خوش نصیب

یہاں حضور اقدس علیہ السلام کے مبارک زمانہ میں ایک مرتبہ میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خاکسار تینوں کھڑے ہیں۔ اس وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا رخ مبارک مشرق کی طرف ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا رخ مبارک مغرب کی جانب ہے اور خاکسار دونوں مقدس ہستیوں سے شمال کی طرف جنوب کی سمت کھنڈتے ہوئے کھڑا ہے۔ اپنی خوش قسمتی پر اس ہونہار کی مسرت سے کہہ رہا ہے۔

ہم اس قدر خوش نصیب اور بلند بہت میں کہ ہم نے حضرت محمد رسول اللہ کو بھی پایا اور حضرت امام مہدی کو بھی پایا۔ اس کے بعد جو نبی میں سے ان مقدس ہستیوں کے چہرہ کی طرف دیکھتا تو مجھے یہ معلوم ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا رخ مبارک سورج کی طرح درخشاں ہے اور حضرت مسیح پاک علیہ السلام کا چہرہ چودس کے چاند کی طرح تاباں ہے اور حضرت نبی کریمؐ کے رخ مبارک کے عکس سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا چہرہ درخشاں ہو رہا ہے۔ الحمد للہ علی دالک

### دعوت طعام

جب میں اور مولوی امام الدین صاحب پہلی مرتبہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دینی بیعت کرے کے لئے تشریف لائے تو ان دنوں حضور اقدس علیہ السلام اپنے ہم کے ساتھ ہی کھانا تناول فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ وہ اتالی کے فضل سے ہمیں بھی حضور اقدس علیہ السلام کے ساتھ کھانا کھانے کا شرف حاصل ہوا۔ جب ہم حضور اقدس کی معیت میں کھانا کھا چکے تو مولوی امام الدین

صاحب نے حضور اقدس علیہ السلام کی اجازت سے آپ کا پس خوردہ سنبھال لیا۔ ان دنوں چونکہ مولوی صاحب کا بڑا کایا رتھا اس لئے آپ اس خدمت کے مطابق کہ مؤد المومنین شفاء 4 یعنی مومنین کا پس خوردہ شفا ہے۔ وہ تھمک اپنے ساتھ موضع کو لگی لے گئے۔ راستہ میں کچھ تو یہ تھمک میں نے کھایا اور جو باقی بچا وہ آپ کے لڑکے کو کھلایا یا گیا۔ الحمد للہ علی دالک

## دو آنہ کے پٹاشے

ایک مرتبہ میں تادیان میں حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ عالیہ میں حاضر ہو۔ تفاق سے اس وقت میرے پاس کافی رقم تھی کہ خدمت عالیہ میں مناسب نذرانہ پیش کرتا۔ اس سے جذبہ محبت و عقیدت سے دو آنہ کے پٹاشے لے کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوا یا "رہ نماز عصر کے بعد پیش کر دیا۔ حضور اقدس علیہ السلام نے برائی مسرت سے انہیں قبول فرمایا "ایک خادم کے درپہ دروہ حاتمہ بیٹو" ہے۔

## وم عیسیٰ

جن دنوں حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام باغ میں تشریف فرما تھے میں ایک دن حضور کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا "راپے کر کے میں غسل و عرض یا کہ حضور میرے سینہ پر پھونک ماریں اور دست مبارک بھی پیچیں۔ چنانچہ حضور اقدس علیہ السلام نے اس علامت حقیر کی اس خواہش کو شرف قبولت بخش "میرے سینہ پر پھونک ماریں اور اپنا دست مبارک بھی پھیرا۔ الحمد للہ علی دالک

## آپ حیات

یہاں ایک دن میں ایک مجلس میں پانی لے کر بارگاہِ جنت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ حضور اس پانی پر دم فرمادیں "تھمک کر دیں۔ چنانچہ اسی وقت حضور اقدس علیہ السلام نے اس پانی پر دم فرمایا "کچھ خوش فرماتے مجھے تھمک کر کے پیریا۔ اس آپ حیات کو میں فی رات تھا کہ ایک رات صبح

جذہ شوق کی فراوانی کی وجہ سے مجھ پر جھپٹ پڑے۔ جس سے کچھ تو دوپائی چھینا چھپنی میں ضائع ہو گیا ورنہ بقی انہوں نے لپی لیا۔

## خواہ کوئی بھی ہو آپ میرے پاس آ کر بیٹھ جایا کریں

ایک مرتبہ میں اپنے گاؤں سے قادیان مقدس حاضر ہوا مگر وہ تین دن تک حضور اقدس کی ملاقات کا شرف حاصل نہ ہو سکا۔ یہ تاکہ جب بھی حضور اقدس علیہ السلام مسجد میں تشریف لاتے تو حضرت مولانا نور الدین صاحب، مولانا عبدالکریم صاحب اور ایسے ہی دوسرے بلند پایہ بزرگ آپ کے پاس بیٹھ جاتے۔ میری عمر چونکہ ان دنوں چھوٹی تھی اور طبیعت بھی زیادہ شرمیلی تھی اس لیے میں بزرگوں کی وجہ سے کچھ تباہ رہتا رہتا۔ آخر میں نے حضور اقدس علیہ السلام کی خدمت میں ایک رقعہ لکھا جس میں اس رعیت کو بیان فرمایا۔ اتفاق کی بات ہے کہ اس کے بعد جب میں مسجد مبارک میں آیا تو حضور اقدس اس وقت اندرون خانہ سے تشریف لارہے تھے۔ حضور عالی نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا

”یوں جی آپ اتنے دنوں سے آئے ہوئے ہیں اور ابھی تک ملے نہیں۔ میں نے وہی بات جو خط میں عرض کی تھی وہ یہ تھی۔ حضور اقدس مدظلہ العالی نے فرمایا

”خود کوئی بھی ہو آپ میرے پاس آ کر بیٹھ جایا کریں“

حضور اقدس علیہ السلام نے جب مجھے یہ ارشاد فرمایا تو اس وقت بھی مسجد میں حضرت مولانا نور الدین صاحب، مولانا عبدالکریم صاحب اور بعض دیگر بزرگ موجود تھے۔ چنانچہ انہوں نے بھی اس ارشاد کو سن کر اس کے بعد مجھے شہادت ہوئی اور میں عموماً جب حضور اقدس علیہ السلام پیشین پر جلوہ فرما ہوتے تو حضور اقدس کے پاس بیٹھ جاتا اور حضور کے جسم کو بانے لگ جاتا۔ الحمد للہ علی ذالک

## پچی توبہ سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں

جن ایام میں حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام اعجاز المسیح تعریف فرما رہے تھے ان کے بارے میں بھی حضور اقدس کی خدمت میں قادیان حاضر تھا۔ ایک دن شام کی نماز کے بعد عظیم احمد دین صاحب

ساکن سنیو کی تحصیل حانفہ آباد ضلع کوثر انوالہ حضور کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے اور بیعت سے مشرف ہونے کے بعد رازہ قنار رو پڑے اور عرض کیا کہ حضرت امیر می عمر اب ستر سال کی ہوئی ہے جو ساری فی ساری گناہوں اور غفلت میں گزری ہے یا میرے لئے بھی کوئی بخشش کی صورت ہو جائے لی؟ حضور اقدس نے ازراہ شفقت فرمایا۔ ”جو شخص چچے دل سے میرے ہاتھ پر پچھنے گناہوں سے توبہ کر لیتا ہے خواہ وہ جیسے بھی ہوں خدا تعالیٰ انہیں بخش دیتا ہے۔“ حکیم صاحب نے پھر عرض کیا کہ حضور میرے گناہ تو بہت بڑے ہیں یا ان کو بھی خدا تعالیٰ بخش دے گا۔ حضور اقدس نے دوبارہ فرمایا میں چچے دل سے توبہ کرنے سے بڑے بڑے گناہ بھی خدا تعالیٰ بخش دیتا ہے۔ حکیم صاحب نے تیسری مرتبہ پھر یہ کہتے ہوئے عرض کیا حضرت! میرے گناہ تو پہاڑوں اور آسمانوں سے بھی بڑے ہیں۔ حضور اقدس علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی مغفرت ان سے بھی بڑھ کر ہے۔

ربنا اعمر لنا دیننا وکفر عنا سنیانا

### اچھی نیت کا پھل

حافظ امام الدین صاحب رضی اللہ عنہ ساکن قلعہ دیوار سنگھ ضلع کوثر انوالہ جو عرصہ تک کوثر انوالہ شہر میں ہی قیام پزیر رہے۔ پہلے حنفی تھے۔ پھر مابنی ہوئے اور مابنی ہونے کے بعد پکڑ لوہی یعنی اہل قرآن فرقہ میں داخل ہو گئے۔ اس کے بعد جب انہیں احمدی ”باب“ سے گفتگو کرے کا موقع ملا اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے متعلق یقین ہو گیا تو حضور اقدس مدینہ اسلام کی بیعت کرے کے لئے قادیان آئے۔ ان دنوں میں بھی قادیان میں ہی تھا۔ چنانچہ حافظ صاحب نے حضور اقدس کی بیعت لی اور بعد میں حضور علیہ السلام کی اجازت سے اپنی تمام سرگدشت جو تہذیبی مذہب کی تھی سنا کر عرض کیا کہ حضور یا میری دو ماریں جو میں نے اہل قرآن ہوئے کی حامت میں مولوی عبد اللہ پکڑ لوہی کے پیچھے لائی ہیں ضائع ہو چکی ہیں یا ان کی قبولیت کی کوئی صورت باقی ہے۔ حضور اقدس علیہ السلام نے فرمایا حانفہ صاحب! ہماری بیعت سے ان نماروں کی قبولیت کا رنیدیت آپ کو مل گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اخلاص کے ساتھ ان نماروں کے ”کرے“ کی سچ سے ہی اللہ تعالیٰ نے آپ کو بیعت لی تو مٹن بخشی ہے۔ اب جو کچھ پہلے کئی یا غلطی روٹی تھی وہ ہماری تعلیم پر عمل کرنے سے اور ہو جائے گی۔ اور بیعت کرنے والوں کی

بیعت سے پہلے کوئی عمل جو محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے کیا گیا ہو اس کو اہمیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ بڑے مناسب و ملت کو قبول کرنے کی بھی توفیق عطا فرمادیتا ہے۔ جیسا کہ حدیث اسلمت بما اسلمت 5 [نہی معنوں میں مذکور ہوئی۔]

### طریق اصلاح

ایک دن سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ جس طرح ہم اللہ تعالیٰ کے رسول کی حیثیت سے لوگوں تک اس کا پیغام پہنچاتے ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی کبھی ہمارا رسول بن کر خواب میں ہماری منزل کے ذریعہ لوگوں کو نکلی اور اصلاح کی تحریک فرماتا ہے۔ چنانچہ اس رشتہ داری کے مطابق ہی واللہ اللہ تعالیٰ نے خواب میں سیدنا حضرت اقدس مسیح علیہ السلام کے ذریعہ میری اصلاح وترکیہ فرمایا ہے۔

### وہ کون ہے جو خدا تعالیٰ کے سوا تمہارے دل میں ہے

ایک دفعہ میں اپنے ملاقات میں تبلیغ کے لئے آیا تو ایک گاؤں میں ایک لوجوان لڑکی مجھے کہنے لگی کہ یہ آپ کی شادی ہو چکی ہے۔ میں نے کہا ابھی تو نہیں ہوئی۔ اسے کئی دن کوئی میرے جیسی عورت آپ سے شادی کرنا چاہے تو یا آپ پسند کریں گے۔ میں نے کہا میں تو احمدی ہوں۔ وہ کہنے لگی تو مجھے بھی احمدی ہی سمجھ بیٹھے۔ میں نے کہا احمدیت شادی اور نکاح سے تو منع نہیں کرتی مین شریعت کی مقرر کردہ شرائط کے خلاف اگر اس طرح کا قدم یا جائے تو منہ بٹ ہے۔ یہ تاکہ شخصہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نکاح وہی ہے بغیر نہیں ہوتا اس پر وہ لڑکی راز و نیاز کر رہی تھی کہ آپ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ میرے رشتہ داروں کو شادی کے لئے رضامند کر دے۔ اس کے بعد میں اس گاؤں سے ۱۰ کھنڈ اپنے چچا اور بھائی میاں غلام حیدر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ قادیان مقدس پایا گیا۔ راستہ میں ہم ایک ۱۰۰ کن کے لئے لاہور میں بھی ٹھہرے اور میاں صاحب کی خواہش پر میاں صاحب کی ۱۰ رکنہ جولاہور سے ایک ۱۰ میل کے فاصلے پر یہی مشہور رجنہ تھی دیکھنے کے لئے گئے۔ اس وقت یہاں کے سجاد و فقیہین سامی محمد الدین تھے انہوں نے اپنی زندگی میں ہی اپنی قبر کھدوا رکھی تھی۔ حسب ہم اس قبر پر پہنچے تو اس کے ارد گرد سے ہرے طلی خط کے قرآن مجید اور قصیدہ بردہ جو سیدہ رشتہ شاد صاحبہ نجانی کے مشہور شاعر کا ترجمہ یا ہوا تھا رکھا ہوا پایا۔ اس قصیدہ کے جب

مندرجہ ذیل ابتدائی دو شعر میں نے پڑھے کہ :

أَمِنْ مَذْكَرِ جُيْرَانِ بَدَى سَلَمِ  
مَرْجَحَتٍ وَمَعَا جَرَى مِنْ مَغْلَبِ بَدَمِ  
مَا يَعْطِيكَ أَذْ قُلْتُ أَكْثَمَ مَا هَمَا  
وَمَا لِقَالِكَ أَذْ قُلْتُ اسْتَعْفَى بِهِمِ

ترجمہ: جاں چیت آہن میرے ستا میں ساتھی دی سلم،

میں میرے کچھ تجوں رہوں مارنے دارم دے

بھیس توں میں متع تراں نہ رہو اٹھا میں اٹھا میں

دل توں صر قرار یاں پر وہیں شخص ماہیں

تو اس وقت اس لڑائی کی اصل میرے سامنے آئی جو عمارت انگار میرے سامنے کھڑی تھی۔ اس حالت نے مجھ پر اس وقت ایسا اثر کیا کہ مجھے بھی اس کی محنت محسوس ہونے لگی تھی اور میں نے اس کے لئے دعا کا سلسلہ جاری کر دیا۔ جب ہم دونوں جہانی کامیابیاں پہنچے اور مجھے اس لڑائی کا خیر و اعلیٰ رہا تو یک دن میں بے خواب میں دیکھا کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے ہیں اور مجھے مخاطب کر کے فرماتے ہیں

”وہ کون ہے جو وہ اتھارے دل میں ہے۔“

حضور مدیہ السلام کا یہ فرمانا تھا کہ مد لڑائی میرے سامنے آئی اور اس کی اصل اتنی عمر وہ کہانی دی کہ میری طبیعت کراہت اور نفرت سے بھر گئی اور میرے دل اس وقت خیر اللہ کی باطل محبت سے بالکل پاک و صاف ہو گیا۔

### نماز عشاء کی ادائیگی

ایک دفعہ مغرب کی نماز کے بعد میں ایک مجلس میں احمدیت کی تبلیغ کرتا رہا اور یہ سلسلہ کچھ تاں سہا ہو کہ رات کے بارود بج گئے۔ سامعین نے کہا کہ آپ کی باتیں توبہ کی، آپ ”معلومات“ سے پر ہیں۔ مکررات چو نکہ ریا، دکنہ ریجلی ہے اس لئے اگر مناسب ہو تو بیچے مضمون کسی دوسری مجلس میں بیان فرمایا جائے۔ میں نے بھی ان کی تائید کی اور سلسلہ تفریر موقوف کر دیا مگر اس کے بعد مجھ پر نیند نے

کچھ ایسا غلبہ کیا کہ میں عشاء کی نماز پڑھے بغیر ہی سو گیا۔ سوچتی ہی میں نے خواب میں دیکھا کہ حضور قدس علیہ السلام تشریف لائے ہیں اور مجھ سے فرماتے ہیں "آپ نے تبلیغ تو خوب کی ہے اور یہ بات بامٹ مسرت ہے بین نماز عشاء کو سونے سے پہلے "اُسرنا چاہیے" چنانچہ میں نے فوراً ٹھہر کر نماز کی۔

## تزکیہ نفس اور طاہر کی اصلاح

جیسا کہ میں نے ذکر کیا ہے حضرت قدس علیہ السلام کی بیعت راشدہ سے قبل میں چند روزوں سال کی عمر میں، شہرہ حافی ریاضتیں بجالایا کرتا تھا۔ ان ریاضتوں میں صوم احو سال کے روزوں کے علاوہ شاہ ولی اللہ صاحب محمد ثانی دہلوی کی کتاب الذکر التامیل کے مطابق لا الہ الا اللہ کا ذکر جو نفی اثبات کے معنوں میں عام شہرت رکھتا ہے اور ایک ضہ بی... ضہ بی اور سہ ضہ بی کہلاتا ہے وہ بھی کرتا اور علاوہ ان میں سورہ یسین، درود مستغاث، ۱۰۰ سال، ۱۰۰ آہ بیت اہم اور ۱۰۰ آہ بھی اللہ ام سے پڑھا کرتا تھا۔ حضور علیہ السلام کی بیعت راشدہ کے بعد بھی حسب معمول میں نے یہ وظیفہ جاری رکھا۔ مزید برآں نفس بدی طریق پر حافی اشقی کی منزل طے کرنے کے لیے میں حضرت قدس مسیح موعود علیہ السلام کا تصور بھی پکارا شروع کر دیا۔ جب حضرت اقدس کا تصور پکارتے ہوئے اس دن گزر گئے تو اچانک میرے دل میں یہ خیال ڈالا گیا کہ میں نے یہ وظیفہ اور تصور کا تصور جو اس خوش من کر لیا ہے، ہوسکتا ہے کہ یہ تصور اقدس کے عشاء کے خلاف ہو۔ اس سے مدد یہ خط تصور سے دریافت کرنا ضروری ہے۔ چنانچہ میں نے اسی وقت ایک خط حسنہ زکوۃ لکھا جس میں ان وظیفہ اور تصور کے متعلق استفسار کیا اس خط کے جواب میں حضور اقدس کی طرف سے مندرجہ ذیل جوابات موصول ہوئے۔

۱۔ تصور مخلوق سے بجز شرک کے اور کوئی نتیجہ نہیں۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لئے اللہ کا اسم ہی کافی ہے۔

۳۔ ۱۰۰۰ دہرے پڑھنا چاہیے جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی مہر ہو اور سب سے بہتر

وہ درود ہے جو اپنی نصیحت کی وجہ سے نماز میں شامل ہے۔

حضور علیہ السلام کا یہ فتوہ برائی جب مجھے موصول ہوا تو اس کے بعد میں نے ان وظیفہ اور

عالم اور حضور عالی کے تصور کو ترک کر دیا اور اس خط کی برکت سے میرے قوی و حواس اور دل و دماغ پر اللہ تعالیٰ کی عظمت کا وہ نقش بیچنا کہ اب میں جس حال میں بھی ہوں اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل نہیں رہتا۔ اور حضور قدس کے اس ارشاد سے کہ ”تصور مخلوق سے بجز شرک اور کوئی نتیجہ نہیں“ میرے دل میں حضور قدس علیہ السلام کی عظمت اور بھی زیادہ بڑھ گئی۔ میرے پڑھنے کے بعد یہ خط مجھ سے مولوی امام الدین صاحب نے یا تھا اور پچہ انبی کے پاس رہا۔ غار اس خط کے مضمون کا اور مولوی صاحب کے لڑکے قاضی محمد طور اللہ یں صاحب اہل نے بھی اپنے ہی مضمون میں یہ تھا۔

## یابدوح دوزخی ہے

ہمارے خاندان کے اڈے پر گہ پڑا۔ چھاپشت سے مرتب خاص و عام بنے ہوئے تھے اور لوگ دور دور سے ”ان سے دعا میں اور تعویذات کرایا کرتے تھے۔ اس لیے میں نے بھی انہیں ہی سے تعویذات لکھنے شروع کر دیے تھے۔ ان تعویذات میں سے یہ تعویذات بھی تھے۔ جن میں ”بجق دہوج“ کا اسم لکھا جاتا تھا۔ احمدی ہونے کے بعد ایک مرتبہ اس اسم کے تعلق گفتگو ہوئی کہ ”یہ نام لائی سے ہے یا نہیں۔ اور پچہ میں نے اس کا تعویذ بھی لکھ کر سی کو دیا تو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مجھے خواب میں ملے اور فرمایا: ”یابدوح دوزخی ہے“۔ جس کا مطلب یہ کہ تجھ میں یہ نیک یہ بدعت ہے۔ اور جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

كُلُّ بَدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ

یابدوح بھی دوزخی ہے۔ چنانچہ اس خواب کے بعد میں نے یہ اسم لکھنا بالکل چھوڑ دیا۔

## سانپوں سے بچنے کا علاج

ایک دفعہ میں تھا، یان مقدس ہی میں تھا کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ اقدس میں افریقہ کے ایک احمدی دوست کا خط موصول ہوا جس میں اسوں نے حضور اقدس کی خدمت عالیہ میں نہایت حضور اس مانتہ میں سانپ بہت زیادہ دین یا یا جائے۔ حضور اقدس علیہ السلام نے اس کے جواب میں فرمایا کہ ”شری تمیں قاتل پڑھو رات کے وقت جسم پر پھونک لئے جائیں۔“



## فیض روحانی

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ مبارک میں ایک دفعہ میں اپنے گاؤں کی مسجد میں رمضان شریف کا سارا مہینہ اعتکاف بیٹھا اور ایک عربی قصیدہ لکھا جس کے میں سو ساٹھ شعر تھے۔ اس اعتکاف میں حدائقِ اقدس نے مجھ پر یہ فضل فرمایا کہ سب میری ”نگہ لگتی تو حضور اقدسؐ کی زیارت ہو جاتی اور ساداتِ کرامات حضور اقدس علیہ السلام کے ساتھ ایک برتن میں کھانا کھانے کی دعوت بھی نصیب ہوتی۔ اسی دوران میں میں نے خواب میں یہ بھی دیکھا کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارے گاؤں میں تشریف لائے ہیں اور ایک مجمع میں جلوہ افروز ہیں۔ اس وقت مجھے خیال آیا کہ حضور اقدس کو کوئی قصیدہ سنایا جائے۔ پھر میں نے سوچا کہ اس وقت کونسا قصیدہ سنایا جائے تو اسی وقت ”ہمان سے یہ ہنسی ہوئی آواز آئی کہ وہ قصیدہ سنایا جائے جس کا مطلع یہ ہے

قلبی بروہ بحیثہ مسترشد

ان الحمد للہ الحمید المرشد

چنانچہ میں نے اسی وقت روایا میں یہ قصیدہ حضور انور علیہ السلام کی خدمت میں سنایا اور یہی وہ قصیدہ تھا جو میں نے اعتکاف میں لکھا تھا۔ اس کے ”اشعار“ یہ بھی ہیں۔

وہو الذی فی ذاتہ وصفاتہ

فرقہ و لیس کمثلہ شیء بدا

یغنی القلوب کمال حسن بیاتہ

سبحان من اوحی واسطی احمدا

”اللہ ہی دوستی ہے جو اپنی ذات اور صفات میں یگانہ ہے اور اس جیسی کوئی چیز حصہ شہود میں نہیں آتی۔“

اس کے حسن بیان کا مالِ دل کو مودہ ملتا ہے۔ یہی پاک ذات ہے جس نے حضرت احمد علیہ السلام کی طرف وحی کی اور ہمکلامی کا شرف بخشا۔

اس کے بعد جب میں تقابلاً بیان آیا تو اس زمانہ میں حضور اقدس علیہ السلام بائیں میں قیام فرما تھے۔ چنانچہ میں نے ایک روبرو ”یا صبح کے نور میں بے یہ قصیدہ حضور کی بارگاہِ عالی میں پڑھ کر سنایا

جسے سن کر حضور نے فرمایا ”یہ قصیدہ کوئی سو شعر کا ہوگا“۔ میں نے عرض کیا حضور میں سو مانگو شعر رکھا ہے۔ اس وقت اس مجلس میں حضرت مولانا نور الدین صاحب حلیمۃ المسیح علیہ السلام، مولانا عبد الرحیم صاحب بھی تشرف فرماتے تھے۔

ایک تہذیب پر جب میں نے یہ واقعہ حضرت میر تقی میر صاحب رضی اللہ عنہ کو بتایا تو انہوں نے کہا کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور اقدس کو یہ قصیدہ بہت پسند آیا ہوگا جس کی وجہ سے آپ نے تین سو مانگو اشعار کو دوسو کے قریب خیال فرمایا۔

ملاوہ انہی میں نے ایک تانیہ قصیدہ جس کے تقریباً ایک سو تینتیس اشعار تھے وہ بھی مسجد مبارک میں حضور کی بارگاہِ نبوت میں سنایا جس کے ایک شعر کو حضور اقدس نے بہت ہی پسند فرمایا اور دوبارہ پڑھنے کی فرمائش کی۔ وہ شعر یہ تھا۔

توبیدون بخلفکہ دخالکم

بجوات عینی منہ الاموات

افسوس ہے کہ یہ دو مقسمہ اور حضرت اقدس علیہ السلام کے تحرکات میں سے ایک ریشتی رہا۔ حال یہ کہ نماز اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے موعئے مبارک ایک دفعہ لاہور میں مجھ سے مولوی محمد کبھی صاحب مالاباری نے برائی برائی کرتے ہوئے ملے۔ مولوی محمد کبھی صاحب ان کے حواس کی اس وقت یہ حالت تھی کہ وہ مجھ سے ان تحرکات اور مقسمہ کو حاصل کرنے کے لئے زار و قطار روٹے تھے اور حضرت مسیح موعود کا واسطہ دیتے تھے۔ بعد میں مرتہ ہو گئے اور یہ سب قیمتی ممانع ضائع ہو گئی۔ ایک مرتبہ میں نے ان تحرکات کی واپسی کی کوشش بھی کی مگر وہ بے سود ثابت ہوئی۔

## مواہب الرحمن

ایک نندنا کسار نے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت عالیہ میں نبیہ صبور اقدس ندیہ السلام شام کی نماز کے بعد مسجد مبارک میں تشرف فرماتے تھے ایک با یہ قصیدہ سنایا جس کے چند اشعار مندرجہ ذیل ہیں۔

حامداً للحمید ذی العجب

خالق الخلق اول السبب

کل شیء معلوم  
قدرة الحق اعجب العجب  
واحد لا اله الا هو  
مرسل المرسل مرسل الکعب

اس قصیدہ کے سناتے کے بعد ۱۰ روزے ان صبح نو اس بجے کے قریب حضور اقدس نے مجھے یاد فرمایا مگر میں اس وقت کہیں ادھر اچھا مزار میں آیا ہوا تھا اس لئے حاضر نہ ہو سکا غالباً تیسری مرتبہ جب حضور اقدس علیہ السلام نے حضرت سیدنا محمود ایدہ الودود کو میرے بلانے کے لئے بھیجا تو آپ مجھے آتے ہوئے مسجد مبارک کی اندرونی بیڑیوں میں مل گئے اور میں حضور کا پیغام سننے ہی حاضر حد مت ہو گیا۔ حضور اقدس اس وقت ۱۰ روزے میں کھڑے تھے۔ مجھے پہچانتے ہی فرمایا "یا آپ کے پاس میری کتاب مواہب الرحمن ہے۔ میں نے عرض کیا حضور نہیں۔ چنانچہ حضور نے ہی وقت مجھے اپنی یہ تصنیف مدیونہ حاضر فرمائی اور اس کے بعد مجھ سے دریافت فرمایا "یا آپ کے پاس بھار احمدی ہے میں نے عرض کیا حضور نہیں چنانچہ وہ بھی مجھے حضور اقدس نے حاضر فرمائی۔ اس کے بعد حضور نے فرمادیا کہ "یا آپ کے پاس نسیم دعوت ہے۔ میں نے عرض کیا حضور نہیں چنانچہ یہ کتاب بھی حضور نے ہی وقت مرحمت فرمائی اور ساتھ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ یہ کتابیں میں نے اپنے لئے جلد کروائی تھیں مگر بپ آپ انہیں اپنے پاس رکھیں اور مطالعہ کریں۔ اور جو یہی دوسری شائع شدہ کتابیں ہیں ان کے تعلق ہی میں بھی کبھی بتا ہوں وہ بھی آپ کو مل جائیں گی۔ چنانچہ وہ کتابیں بھی مجھے حضور اقدس کے رشتہ پر نسیم دعوت مولوی فضل اللہ بن صاحب رحمہ ہی سے مل گئیں۔ الحمد للہ علی ذالک

اس واقعہ میں خصوصیت سے حضور اقدس علیہ السلام کا مجھے بآرزو مواہب الرحمن، بھار احمدی، نسیم دعوت مرحمت فرمانا اور یہ ارشاد فرمانا کہ یہ کتابیں میں نے اپنے لئے جلد کروائی تھیں مگر آپ کو دیتا ہوں۔ درحقیقت اس طرف اشارہ تھا کہ حضور کے فیضانِ اقدس سے مجھے نین خصوصیت یہ ہوں گی یک ذمہ اتھانی کے رحمانی فیوض اور وہ سب سے تبلیغِ احمدیت میں اخباری برکتیں، تیسرے قبولیت دعوات کا نشان۔ چنانچہ خدا کے فضل سے ان ہر سرشتِ مات کو میں نے آج تک اپنی رمدن کے سے ماپ لا تیار پایا ہے۔ میں آج ۱۰ سالہ ۱۰ سالہ عمر میں احمدی ہوا تھا اور حق خدا کے فضل سے میری عمر پچھتر سال کے قریب پہنچ چکی ہے اور اس دوران میں مجھے سارے ہندوستان میں ہزاروں

مناظر ہوں اور پیچروں کی توفیق ملی ہے اور باوجود ادھوری اور ناقص تعلیم کے اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ مسیح پاک کی برکت سے ودعات ظاہر فرمائے ہیں کہ ان سے دشمن بھی اس کا اعتراف کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ میری اس روحانی توفیق کی یہ بات بھی تائید کرتی ہے کہ جب حضور اقدس نے اپنی دہری کتابوں کے لئے مجھے یہ ارشاد فرمایا تھا کہ میں ابھی کہہ دیتا ہوں آپ کو دہری کتابیں بھی مل جائیں گی تو کمال میرے لئے ان پر سہ کتب کا اتمام بھی حضور اقدس اپنے ہی خدام کے ذریعہ فرما سکتے تھے مگر حضور نے ایسا نہیں کیا۔ بلکہ خصوصیت سے حضور اقدس نے نفس نفیس مجھے یہ سہ کتب جو حضور کی ذاتی ملکیت تھیں مرحمت فرمائیں۔ الحمد للہ علی ذالک

### مدرسہ احمدیہ میں

مولوی مبارک علی صاحب سیالکوٹی جو بعد میں پشاور میں شامل ہو گئے تھے بھی اس رات جب میں نے بارگاہ نبوت میں یہ قصیدہ سنایا مجلس میں موجود تھے۔ انہیں کسی وجہ سے قریباً دو ماہ کی رخصتوں پر مدرسہ احمدیہ سے جانا پڑا تو انہوں نے اپنی جگہ اکتا کے لئے میری سفارش کی۔ چنانچہ میں ان کی جگہ قائم مقام معلم اگالیا گیا اور اس طرح حضور اقدس علیہ السلام کے زمانہ میں مجھے بھی مدرسہ احمدیہ میں پڑھانے کی سعادت نصیب ہوئی۔ اس زمانہ کے طلباء میں سے جو مجھ سے تعلیم حاصل کیا کرتے تھے ایک حامد الرحمن علی صاحب رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ حافظ صاحب انہوں میں سے حدیث کی کتاب صحیح مسلم، بخاری، ایک مصری کتاب اور میں انہیں یہ چندہ سوم پڑھا کرتے تھے۔

### فَتَبَسَّمْ ضَاحِكًا

سیدہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے میری پہلی ملاقات کے دنوں کا ذکر ہے کہ ایک دفعہ مفتی محمد صادق صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک نگریری خبر ترسیم کر کے منار پہنچے تھے۔ اس میں حضرت مریم کے تعلق کوئی ایسا لطیفہ لکھا ہوا تھا جسے سن کر حضور علیہ السلام بہت ہنسے۔ میں نے اس وقت بچپن کی بے سمجھی کی وجہ سے اور عطف و صف کے منہ سے لود ماحول کی بناء پر خیال کیا کہ اتنی فہمی شاید مقدس منصب کے منافی ہو۔ رات میں جب اسی فکر میں سویا تو مجھے الہام ہوا

### ہبسمہ صاحبکا

چنانچہ صبح اٹھتے ہی میں نے اس الہام کی تعبیر بعض بزرگوں سے دریافت کی مگر کوئی تشبیہ نہ ہوئی۔  
 "خبر دعائی" اللہ تعالیٰ نے دوبارہ اور اونمانی فرمانی کہ یہ اس حلقہ کا جواب ہے جو تیرے دس میں  
 حضور علیہ السلام کے تہنم کے متعلق پیدا ہوئی تھی۔ "یا تو نے قرآن مجید میں سیماں بنی کے متعلق  
 ہبسمہ صاحبکا 7" نہیں پڑھا ہے بلکہ سیماں بنی بھی تہنم اور غلک فرماتے ہیں اور ان کے تہنم اور  
 غلک فرمانے کے باوجود انہیں نبی ہی تسلیم کیا جاتا ہے تو یہ امر غماں ہوتے کے معانی اس طرح ہو۔  
 اس پر میں سمجھ گیا کہ اس الہامی فقرہ سے مجھے ایک نئے علم اور نئی معرفت سے نوازا گیا ہے جس سے  
 میں بالکل بے خبر تھا۔

### الہامی دعا

حضرت اقدس علیہ السلام کے حین حیات میں ایک مرتبہ مجھے اللہ تعالیٰ نے الہام ایک دعا سکھائی  
 جس کے مندرجہ ذیل پانچ فقرات ہیں۔

۱۔ اللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي كَمَنْ اسْلَمَ وَخَبِهَ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ

۲۔ اللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي كَمَنْ بَشُرَى نَفْسُهُ اِبْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ

۳۔ اللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي كَمَنْ حَافِ مَقَامِهِ وَبِهِ النُّفُسُ عَنِ الْهَوَى

۴۔ اللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي كَمَنْ بَوَى شَيْخٍ نَفْسُهُ عَاوِلُكَ هُمُ الْمُقَدِّحُونَ

۵۔ اللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي كَمَنْ اَتَاكَ بِغَلَبِ سَلِيمٍ

امین یا رب العلمین

### دیگر الہامی دعائیں

مذکورہ بالا دعوات کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے اور بھی کئی دعائیں مجھے الہاماً اور اشارتاً قدس سے  
 تعلیم فرمائی ہیں جن میں سے بعض قرآن پاک کے الفاظ سے مقتبس ہیں اور بعض آنحضرت صلی اللہ  
 علیہ وسلم کے آثار مبارکہ ہیں اور بعض ان کے علاوہ ہیں۔ الحمد للہ علی ذالک۔ ان میں

کے بعض دِل میں تھم جاتی ہیں۔

اَوَّلُ اللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ الدِّينِ اَمَوًا وَهُمْ اَشَدُّ حُبًا لِلّٰهِ  
دَوْنِي اللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ الدِّينِ اَمَوًا وَهُمْ اَشَدُّ حُبًا لِلّٰهِ  
سَوْنِي اللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ الدِّينِ اَمَوًا وَهُمْ اَشَدُّ كَرًا لِلّٰهِ  
جِهَادِي اللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ الدِّينِ اَمَوًا وَهُمْ رَصَوَاعِيكَ وَاَنْتَ رَضِيْتَ عَنْهُمْ  
رَضَوَانًا تَامًا كَامِلًا اَبَدًا يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ

ہسجم اللّٰهُمَّ اَسْئَلُكَ الْخَيْرَ كُلَّهُ وَاَعُوذُ بِكَ مِنَ الشَّرِّ كُلِّهِ  
ہشجم اللّٰهُمَّ رَكِّبْ نَفْسِي اَنْتَ حَيْرٌ مِنْ رَكِّيْهَا وَاَنْتَ نَفْسِيْ يَهْوَاهَا  
ہشجم رَبِّ سَعَالٍ اِلَى مِنْ كُلِّ بَابٍ وَحَلِصْنِيْ مِنْ كُلِّ حِجَابٍ وَاَسْقِنِيْ مِنْ كُلِّ  
شَرَابٍ وَاَجْعَلْ اِلَيْكَ رَفْعِيْ وَصَعُوْدِيْ وَاَدْخُلْ لِيْ كُلَّ دَرَّةٍ مِنْ دَرَاتٍ وَحُوْدِيْ  
ہشجم اللّٰهُمَّ اَخِيْصِيْ حَيَاةَ طَيِّبَةً وَاَسْقِنِيْ مِنْ شَرَابٍ مَحَبَّتِكَ اَعْلِيَّهِ وَاَطْيَبِهِ بِرَحْمَةِ  
مُنْكَ يَا ذَا الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ

ہشجم اللّٰهُمَّ اَخْلَصْنِيْ اِلَيْكَ بِعَلَمَاتِ مَحَبَّتِكَ الشَّدِيدَةِ وَاَحْمَدِ الْاَشْرَاقِ الْعَبِيدَةِ  
الْمُقَرَّبَةِ

دھم اللّٰهُمَّ اَضْعُفْنِيْ مَحَبَّةً وَاَتَمِّ مَحَبَّةً لَا يَرِيْدُ عَلَيْهِ اَحَدٌ مِنَ الْعُلَمَاءِ  
يَا رُدِّهِمُ اللّٰهُمَّ اَرْزُقْنِيْ لِقَاءَ النَّظَرِ اِلَى حُسْنٍ وَجْهِكَ الْاَرَلِيِّ وَحَمَالٍ وَجْهِكَ  
الْاَبَدِيِّ وَاَحْسِنِ لِنُفْسِ الرُّوحِ بِوَصَالِكَ السَّرْمَدِيِّ وَكَمَالِ اِتِّحَادِ الْمَظْهَرِ الْمُحَمَّدِيِّ  
وَالْاَحْمَدِيِّ

دوازدهم اللّٰهُمَّ اجْعَلْ وَجْهَكَ اَمَامَ اِلَى مِنْ كُلِّ وَجْهِ لِسَوَاكِ  
اُمِّي يَا رَبِّ الْعُلَمَاءِ

## ایک عجیب کشف

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ۱۰ سال کے عہدِ نبوت میں لاہور میں بزمِ تبلیغ

قیام رکھتا تھا۔ ان دنوں ایک دفعہ میں مسجد احمدیہ کے قریب کے کوچہ میں سے جا رہا تھا کہ اچانک مجھ پر تھگی حارث ہوئی اور میں نے دیکھا کہ میری گارن پر ایک تیز ہتھیار پڑا کر میرا سر جسم سے جدا ہو گیا ہے اور اس وقت میری روح کے اندر ایک اور روح داخل ہوئی ہے جس کے داخل ہونے کے ساتھ ہی میرے اندر ایک عجیب جذبہ اور جوش پیدا ہوا ہے اور میری زبان پر الہامی طور پر یہ تمیں کلمات حیات جاری ہو رہے ہیں۔

اول لا الہ الا اللہ خیر الراحمین

دوئم لا الہ الا اللہ خیر المحسین

سولم لا الہ الا اللہ خیر المحبوبین

اس کلمات مقدسہ کے جاری ہونے کے بعد مجھے ان کے تعلق یہ تفہیم ہوئی کہ جو شخص چاہے کہ اسے حد تعالیٰ کی محبت کا اعلیٰ مقام حاصل ہو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ پہلے اللہ تعالیٰ کے فیض برحق اور خیر المحسین کی صفات کے فیض کو وقت پختہ بن میں رکھے اور اپنے دل میں ان کا اثر محسوس کرنے کے لئے کوشش کرتا رہے اور عبادوں سے بھی اس مقصد کے حصول کے لئے استفادہ کرنے میں کار ہے۔

## آپ بھی کبھی ملا کریں

### اچھا خدا حافظ

جب جا کسارے حضور اقدس علیہ السلام کی خدمت عالیہ میں قصیدہ تابیہ پڑھ کر سنا تو وہ گرمیوں کا موسم تھا چند روز کے قیام کے بعد جب میرا اس وقت کا کاروبار ہو تو ہم ضلع کجرات کے چند موقوفوں کے چالاک رات ہی رات بنالہ پہنچ کر صبح گازی میں سوار ہو جائیں۔ چنانچہ جب ہم جارت لینے کے لئے حضور عالی کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور اقدس نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ ”آپ بھی کبھی ملا کریں“ یہ فقرہ ایسا ہی تھا جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بنی غسان سے فرمایا تھا کہ ”یہ دو کو مخاطب کر کے فرمایا یعنی ہر روز ملاقات نہ ہو سکے تو کبھی کبھی تو ملنا چاہئے تا کہ طریق سے تعلق محبت میں ترقی ہو۔ اس کے بعد حضور انور نے ہمیں معافی کا شرف بخشا اور فرمایا

”چھ احادیث“۔

حد کی صحت ہے کہ عشاء کی نماز کے بعد حضور نے ہمیں ادا کیا اور یہ عاصیہ جملہ فرمایا تو اس کے بعد ہم تہادیان مقدس سے نکلتے ہی سب چند قدموں کے فاصلہ پر پھیل کے درختوں کے پاس پہنچے تو ہمارے راستہ کی بائیں جانب ایک بہت بڑا ساپ ملا جو ہمیں، کچھ تر اور کی طرف مرکب یا اور ہم بچ گئے۔ اس سے گئے جب ہم ماتھ پور کے گاؤں کے پاس پہنچے تو پھر ایک ساپ ہمارے سامنے آیا اور قریب ہوتے ہی وہ میرے پاؤں پر پڑا۔ جسے میں نے جھٹک کر اور پیٹک یا اور ہم بچ گئے۔ اس سے گئے جب ہم نہر پر پہنچے تو پھر ایک ساپ، لکھا جو ہمیں، کچھ تر اور کی طرف پڑا یا۔ گئے یہ بھتہ و اللہ رتھیاں کے گاؤں کے پاس پھر ایک ساپ، لکھا جس سے پھر حد تعالیٰ نے ہماری حفاظت فرمائی پھر سب ہم بنالہ کے قبرستان کے پاس سے گزرنے گئے تو وہاں بھی ایک ساپ راستے میں پڑا اور اس سے بھی ہمیں حد تعالیٰ نے محفوظ رکھا۔ گویا کہ حد تعالیٰ نے محض حضور قدس علیہ السلام کے ”حد احافظ“ فرمانے کی برکت سے ہمیں پاؤں پر نہ لپکے اور ہم لیے ساپوں سے حفاظت میں رکھا اور کسی کو کوئی گزند نہ پہنچا۔ الحمد للہ علی ذالک

## الم نشرح لک صدرک

حضور قدس علیہ السلام کی بیعت راشدہ کے بعد ایک دفعہ میں اپنی محبوبانہ زندگی پر اسرودہ خاطر ہو تو میرے خیر المراقبین خدا نے مجھے اپنے کلام پاک سے نوازا اور الہاماً فرمایا۔

اَلَمْ نَشْرَحْ لَکْ صَدْرَکَ

اس الہام الہی کی مجھے یہ تفسیر ہوئی کہ کیا قرآن کے حقائق، معارف کے لیے ہم نے تیرے سینہ کو نہ شریع نہیں فرمایا۔ چنانچہ اس الہام کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھے قرآن پاک کی تعلیم و تفسیم کے لیے یہ انشراح عطا فرمایا ہے کہ ایک زمانہ آوہ ہے۔ حضرت اقدس سیدنا مسیح موعود علیہ السلام کے عہد مبارک سے لے کر آج تک کوئی ایسا موقع نہیں آیا کہ کسی شخص نے قرآن مجید پر اعتناء نہیں کیا ہو اور اللہ تعالیٰ سے ایسی وقت مجھے اس کے سوال کے بی جوابات نہ سمجھا، یہے ہوں۔ میرے ساتھ سفر کرنے والے، علماء، سالک جانتے ہیں کہ میں سنہ میں قرآن مجید کے سوائے، دیگر کتابیں رکھنے کا عادی نہیں اور یہ حد تعالیٰ کا ہر فضل و احسان ہے کہ وہ ہمیشہ مجھے اسی کتاب اقدس کے درمیان سے ہر ایک



میدان میں قازم کا مران کرتا رہا ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

## ہمارے مرزا نے تو کئی نورالدین پیدا کر دیئے ہیں!

تحدیثِ نعمت کے طور پر میں یہاں اس واقعہ کا اظہار کر دیتا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ جب سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بیاناتِ شریف لے گئے اور وہاں حضور اقدس نے پیچ فرمایا تو اس وقت یہ عایت بھی اس جلسہ میں شریک تھا۔ اس جلسہ کی کاروائی سے ایک اس پٹے کی بات ہے کہ وہ پیر کے کھانے کی تیاری میں اسی گھنٹہ ایرا کا وقت تھا۔ اور چونکہ اس وقت عام لوگ وہ وہ گھوم رہے تھے اس لئے بعض غلبہ میں نے یہ چیز کی کہ ملا میں سے کوئی تھوڑا شروع کر دیں تو لوگوں کا شور و غلبہ بھی ہو رہا تھا۔ اور اب کو سنی قاعدہ بھی پہنچے گا۔ چنانچہ بعض لوگوں کے اصرار پر مجھے تھوڑے کرے کے لئے کہا گیا۔ اور میں نے کھڑے ہو کر اس مجمع میں سورہ الحمد کے مختلف مطالب بیان کرتے ہوئے یہ بات بھی بیان کی کہ زمانہ کے نبی کے ظہور کے وقت ہر ایک چیز میں اس کی صداقت پر شام ہوتی ہے۔ چنانچہ موعود و زمانہ میں خدا تعالیٰ نے تمام نئی نئی باتوں میں سے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مہدی کے مقام پر قازم کے سارے جہان کے لئے مبعوث کیا ہے۔ پھر تمام جہان میں سے ملک بند کو چنا ہے اور پھر ملک بند میں سے پنجاب کو چنا ہے اور پھر پنجاب میں سے ملتان کو چنا ہے اور ان تمام ماموں میں اللہ تعالیٰ نے بحسابِ ابجد ایسی مناسبت رکھی ہے کہ چشمِ بصیرت رکھنے والے انسان کے لئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صدقہ کی ایک اتھالی مل جاتی ہے۔ چنانچہ ابجد کے لحاظ سے مہدی کے مدد بھی ۵۹ ہیں اور جہان کے مدد بھی ۵۹ ہیں اور ہند کے مدد بھی ۵۹ ہیں اور پنجاب کے مدد بھی ۵۹ ہیں اور ملتان کے مدد بھی ۵۹ ہیں۔ ملازمین غلام احمد قادیانی کے مدد ۱۳۰۰ یعنی ایک ہزار تیس سو بنتے ہیں ان سے بھی حضور کے دعوتی بیعت اور مہدی کے ظہور کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے جو سندھ بھری کی تاریخ سے متعلق ہے۔ پس اس حساب سے ظاہر ہے کہ زمانہ جس مہدی کے انتظار میں چشم بردہ ہے وہ چنانچہ "مقام" اور جائے ظہور کے لحاظ سے عددی مناسبت بھی رکھتا ہے۔

اس بات کو بیان کرے کے بعد میں نے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتابِ کرامات السامقین کی تفسیر کے مطابق جہاں حضور علیہ السلام نے سورہ فاتحہ کے نام خمسہ کو پانچ

دریادوں سے تھپیڑ دی ہے اس بات کو بھی موردِ فاتحہ سے بخش لیا کہ ان روحانی دریادوں کے مقابل میں اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے لئے ایسے حقائق کو انتخاب فرمایا ہے جو ظاہری پانچ دریادوں کی وجہ سے بیجااب کہلاتا ہے اور اس میں حضور علیہ السلام کے ظاہر ہونے سے جہاں خدا تعالیٰ کے اسماء خمسہ کے روحانی دریا جلتے ہیں وہاں ظاہری دریا بھی بطور نتائج کے بہتے ہوئے نظر آ رہے ہیں۔

میں نے جب یہ تقریر ختم کی تو حضرت مولانا نور الدین صاحب خلیفہ اول بہت خوش ہوئے اور فرمایا۔

”میں تو سمجھتا تھا کہ نور الدین دنیا میں ایک ہی ہے مگر اب معلوم ہوا ہے کہ ہمارے مرزا نے تو نبی نور الدین پیدا کر دیے ہیں۔“

حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے میرے متعلق جب یہ ارشاد فرمایا تو اس وقت چوہدری عبداللہ صاحب صاحب ساکن، انا زید کا ضلع سیالکوٹ جو چوہدری میر تقی اللہ خاں صاحب بالٹاپہ کے صاحب ہیں، ”رشتہ“ میں پیش صاحب ساکن، ”دیوبالہ“ میں بھی اس مجلس میں موجود تھے۔ میری سبقت پر کامر، اور عبدالرحمن صاحب سابق مرنگھ نے اپنے رسالہ میں ”در قاضی کمال صاحب“ اپنی کتاب حضور امیدی میں بھی ذکر کیا ہے مگر اس میں میرے نام کی تصریح نہیں کی۔

### فیضانِ رسالت

ایک دفعہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک مجلس سے فرمایا کہ:- سورج کے ذریعہ تو چاند ۱۰۰ ہفتہ میں کامل ہوتا ہے لیکن ہماری صحبت میں اگر کوئی شخص صدق نیت ہو گا تو ۱۰۰ سے ایک ہفتہ گزیرے تو وہ ایک ہفتہ میں ہی ہمارے روحانی فیض سے کامل ہو سکتا ہے۔ ممکن ہے کہ حضور اقدس کے مذکورہ بالا کلمات کے الفاظ میں کچھ فرق ہو مگر مفہم یہی تھا۔

یہ مضمون کو مسطور اقدس علیہ السلام نے اپنے ایک فارسی شعر میں یوں بیان فرمایا ہے:-

”مندرچہ، میل، اتھکا، کر جناب چوہدری عبداللہ خاں صاحب نے ایک جلسہ سالانہ کے موقع پر تقاریب میں جب ”دکترم“ اللہ صاحب لی ملاقات کے لئے گھر پر تشریف لائے بھی یہ تھا۔ اس مجلس میں ہر اور مولوی ہر کات احمد صاحب بھی موجود تھے۔ خاکسار مرتب“

نئے کہ سایہ بالہ نماش ہو دہا

یہا مش کہ دہرہ زے ظلل ما باشد

یعنی جس شخص کو بال ہما کا سایہ بھی قائم نہیں پہنچا تا سے چاہے کہ دہرہ زہارے سایہ کے نیچے آکر گزیرے۔

### الوسيلة الفضيلة

ایک دفعہ خاکسار سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت سے مشرف ہو کر اپنے گاؤں میں "راہ تھا کہ وزیر" نامہ کے قریب دریائے چناب کے ایک ساحلی گاؤں موضع خاکے پہنچا۔ اس وقت چونکہ تھوڑی سی دن باقی تھا، مطلع بھی کچھ بر، آلود تھا اس لئے ملاحوں کے کشتی پلانے کا امکان تو نہیں تھا مگر ایک برات، دلوں کی منت، نہایت اور محسوس خدمت نذر اللہ کی وجہ سے آخر وہ کشتی پلانے پر رضامند ہو گئے جس کی وجہ سے مجھے بھی اسی وقت دریا کو پار کرنے کا موقع مل گیا۔ حد کی حکمت ہے کہ جب ہماری کشتی میں دریا کے وسط میں پہنچی تو ادھر سورج قریب الغروب ہو گیا اور دوسری طرف "مدھی چل پڑی۔ جس کی وجہ سے ملاحوں نے کہا اب تو سارے حد کے، کوئی چارہ نہیں۔ تو پہلے ہی "پ لوگوں کو بہا تھا کہ شام کے وقت ایسی خط ماک حالت میں بہہ دیا تھا نہیں مار رہا ہے، "مدھی کے" نام بھی، کہانی، رہے ہیں، آپ لوگ ہمیں مجبور نہ کریں مگر اس وقت آپ لوگوں نے ہماری بات قبول نہ کی اب ہم کیا کریں۔ جب کشتی میں سوار تمام لوگوں نے حالات کی مایوسی دیکھی تو اسی وقت تمام لوگوں نے بے اختیار ہنسا مٹا کر دیا اور ہر بخاری، رخنہ پھنر اور ہر دیوانی کو یا، کرے لگ گئے۔ مگر کچھ دیر تک جب پھر بھی صورت حال نہ بدلی تو "شر تمام ہل گئی لا الہ الا اللہ پکارا ہے۔" کہنے لگے کہ اس حد اب تیرے سوا کون ہے جو اس کشتی کو پار لگائے میں نے جب ان لوگوں کی راری دیکھی تو اس وقت میں نے بھی دعا شروع کر دی اور چونکہ اس وقت میرے ساتھ حضور اقدس علیہ السلام کی بعض مقدس کتابیں بھی تھیں اس لئے میں نے خدا تعالیٰ کے حضور ان کتابوں کا واسیلہ دیتے ہوئے یہ دعائی کہ

”اے مولا کریم اگر ہم سب لوگ اس کامل ہیں کہ اس دریا میں غرق کر دیئے جائیں اور نہ مارا کوئی عمل ایسا نہیں جو ہماری نجات کا موجب ہو سکے تو پھر تو اپنے مقدس دریا پر مسیح کی ان کتابوں کے طفیل جو انہوں نے لوگوں کی ہدایت اور نجات کے لئے شائع فرمائی ہیں اس آمد جمی کو چلنے سے روک دے اور ہمیں شیعہیت نارے پر گھاؤ دے۔“

حد جاتا ہے کہ میں نے ایک، دوسرے ہی ان، عاصیہ ظلمات کو، دیا تھا کہ ”مدھی بالکل کھمٹی اور ہم سب لوگ نیچے عافیت نارے پہنچ گئے۔ الحمد للہ علی ذالک

### علاج بالتبلیغ

مولوی امام الدین صاحب رضی اللہ عنہ ساکن دہلی جو میرے استاد بھی تھے سکاہ صاحبہ اور ایک داند سخت یہ رہا ہوا تو مولوی صاحب مجھے کہنے لگے کہ آپ اس کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ سے صحت دے۔ چونکہ مولوی صاحب موصوف کے استاد ہونے کے علاوہ یہ بھی میرے ساتھ بہت جتنے تعلقات تھے۔ اس لئے میں نے ان کے بیٹے کاغذی محمد ظہور الدین صاحب کمال کے سے دعا شروع کر دی جس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے مجھے الہام فرمایا۔

”اگر محمد ظہور الدین حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصدیق و تائید میں کوئی تحریری خدمت بجالانے کی کوشش کرے تو اسے صحت ہو جائے گی“

چنانچہ اس الہام الہی کے بعد جب اصل صاحب نے سلسلہ کی تحریری خدمت شروع کر دی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں ”جنگ بیک لمبی عمر بھی عطا فرمائی اور مرض مایوسہ سے صحت بھی دے دی۔ اور حضور اقدس علیہ السلام کے عہد مبارک کے آثار میں یا شاید اس کے بعد کے زمانہ میں جب دہلی نے ایک کتاب ”ظہور امبدی“ لکھی تو اس وقت مجھے اس کتاب کا الہامی امام

### نتیجہ احمدیہ

بھی بتایا یا جسے اصل صاحب نے ظہور امبدی کے مرقع پر شائع بھی کر دیا۔ اس کتاب

میں نموں نے میری ایک گزشتہ تقریر کے علاوہ دوسرے ایک واقعہ بھی لکھا ہے جو مندرجہ ذیل ہے۔

### واقعہ

ایک دفعہ میرے گاؤں موضع راسلی کا ایک زمیندار میرے پاس آیا اور کہنے لگا میرا ایک لڑکا اپنے ایک ساتھی کے ہمراہ کوثر اہوالہ کے ضلع میں بیل خریدنے آیا ہوا تھا کہ راستہ میں ان کو چور ملے جو اپنے ساتھ چوری کے بیل لے جا رہے تھے۔ ان لڑکوں نے جب ان کے پاس خوبصورت بیل دیکھے تو نموں نے ان کے متعلق دریافت کیا اور ان کی قیمت وغیرہ پوچھی۔ چوروں نے جب یہ دیکھا کہ خرید رہا ہے تو روتے میں ہی مل گئے ہیں تو انہوں نے اپنی جاں بچانے کے لئے وہ بیل لڑکوں کے پاس کم قیمت پر بیچ دیا اور چلے گئے۔ اتفاق کی بات ہے کہ ان بیلوں کے اصل مالک جو بیویوں کا گھونٹ لگاتے ہوئے پیچھے آ رہے تھے انہوں نے بیل بھی مارے لڑکوں سے چھین لئے اور انہیں پوچس کے پرہیز کیا۔

اس واقعہ کو سنائے کے بعد اس زمیندار نے مجھ سے خواہش کی کہ آپ مل دھریا نجوم وغیرہ اعمال سے ان کی رہائی کے متعلق پتہ کریں کہ وہ کب اس مصیبت سے چھٹکار پائیں گے۔ میں بیعت سے قبل اگرچہ ان علم سے انکار کرتا تھا، مگر اس علم میں اچھی دسترس بھی تھی یہاں تک کہ بعض اندماجوں میں حالات میں بھی کوئی ہوتی تھی ان کے متعلق میں نے اس فنی علم سے جو نتائج ملے تھے وہ بسا اوقات سچے ملے تھے۔ مگر احمدیت کے بعد میں نے اس تمام غیر یقینی اور فنی علم کی بجائے دعاؤں کو ہی اپنا سرمایہ زندگی سمجھا اور انہی کو سب سے زیادہ موثر اور کارگر دیکھا ہے۔ چنانچہ اس وقت بھی میں نے اس زمیندار کو کہا کہ اب مل نجوم کو تو احمدیت کے باعث ترک کر چکا ہوں اب ان کی جگہ میں تمہارے لئے دعاؤں سے استغاثہ کر رہا ہوں گا اور جو بات حدائق کی طرف سے مجھے معلوم ہوتی تھیں بتاؤں گا۔ چنانچہ رات جب میں نے استغاثہ کیا اور سوچا تو خواب میں دیکھا کہ ایک شکاری نے جال لگایا ہے اور اس میں دو بیلے پھنس گئے ہیں مگر چانک دو بیلے اس جاں میں سے لڑ گئے ہیں۔ صبح ہوتے ہی یہ خواب میں نے اس زمیندار کو بتایا اور کہا کہ تم کوئی فکر نہ کرو، کوثر کے منشاء اللہ بہت جلد رہا ہو جائیں گے۔ تم فوراً کوثر اہوالہ جاؤ اور کوشش کرو۔ چنانچہ وہ زمیندار کوثر اہوالہ آیا اور دو دنوں کے بے قصور ثابت ہونے کی وجہ سے حوالات سے رہا کر دیئے گئے اور جو

اصل مجرم تھے ان کا پتہ چلا گیا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

### وَالرُّجُزُ فَاهْجُرْهُ

ہمارے خاندان کے اعضاء کو حقہ نوشی کی عادت تھی۔ جب میں دس بارہ سال کا ہوا تو مجھے بھی نفرت کے باوجود ان اتارب کی صحبت سے اس بری عادت کا شکار ہونا پڑا۔ ایک مرتبہ میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب رِماۃ السائقین کے مطالعہ میں مشغول تھا کہ مجھے حقہ پینے کی شہما محسوس ہونی لگی۔ اس خیال سے کہ حضور اقدس کے کلام اطہر کے مطالعہ کے مقابلہ میں حقہ کی طرف توجہ رِماۃ لعل قبیح ہے میں حقہ پینے سے رک گیا۔ اس کے بعد میں نے خواب میں حضرت قدس علیہ السلام کو دیکھا کہ حضور سے ایک شخص حقہ نوشی کے تعلق تو فی دریافت کر رہا ہے اس وقت الہامی طور پر حضور علیہ السلام کے غشاء مبارک کے اظہار کے لئے میری زباں سے یہ فقرہ نکلا۔

### وَالرُّجُزُ فَاهْجُرْهُ

کہ حقہ نوشی رِجُز ہے، اسے ترک کر۔۔۔ چنانچہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کے لئے مجھے اس بری عادت سے نجات بخشی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

### درس تقویٰ

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت راشدہ سے شرف ہونے کے بعد کچھ عرصہ ہی گزر تھا کہ ایک دوست کسی کام کے لئے مجھے اپنے گاؤں لے گیا، جب شام ہوئی تو اس نے اسرارِ یہاں کو رات آپ ہمارے یہاں ہی ٹھہریں۔ چنانچہ اس کی مویشی پر رات میں چار روپے کا خاق کی بات ہے کہ اس دوست کو کسی نہ مری کام کے لئے رات اپنے گھر سے باہر جانا پڑا مگر جاتے ہوئے اس نے گھر میں میری مہمانداری کے تعلق مناسب باتیں کر دیں۔ جب وہ گھر سے باہر چلا گیا تو اس کی بیوی نے جو تو بھارت اور نوجوان عورت تھی مجھے آواز دی کہ میں آپ کے جسم کو دبانے کے سے مدد کرنا چاہتی ہوں یا اجازت ہے۔ میں نے کہا غیر محرم کو ہاتھ لگانا سخت شہادہ ہے اس سے آپ اپنے گھر میں ہی رہیں اور میرے پاس آنے کی تہارت نہ کریں۔ اس پر اس عورت نے پھر اپنی

حطی پر اصرر کیا اور میں نے پھر وہی جواب دیا۔ آخر جب میں نے یہ محسوس کیا کہ یہ عورت اپنے  
 پروردگار سے باز نہیں آئے گی تو میں نے حضورؐ کے پاس ہی مصلا پڑا تھا اس پر نماز پڑھنی شروع کر دی  
 ورنہ رکوع و رکوع کو اتنا لمبا کیا کہ مجھے ان حالت میں صبح ہوئی۔ اس کے بعد میں نے صبح کی نماز  
 کی تو اس وقت مجھے اتنی غینہ تھی کہ میں جاے نماز پر ہی سو گیا اور سوتے ہی خواب میں دیکھا کہ میر  
 منہ چوہ ہو گیا رات کے چاند کی طرح روشن ہے اور ایک فرشتہ نے مجھے بتایا کہ یہ تمام فضل تیرے س  
 محمد و قس و رضی اللہ عنہ کی وجہ سے ہوا ہے اور اس وجہ سے کہ آج رات تو نے تقویٰ شعاری سے  
 گزری ہے۔

## لک الاولیٰ وعلیک الثانی

یہاں حضورؐ قدس علیہ السلام کے عند مبارک میں جب میں ابھی نیا یا احمدی ہو تھا میرے گزر  
 یک شہ میں سے ہوا تو اچانک میری نظر ایک اونچے مکان پر پڑی جہاں ایک خوبصورت عورت ہوں  
 کھینچے ہوئے کھڑی تھی۔ میرے دل میں اس کو دیکھنے کی ہوس پیدا ہوئی تو رات کو جب میں  
 سو رہا تو میں نے خواب میں، ہر شے اپنے پاس کھڑے ہوئے، دیکھنے میں سے ایک فرشتہ دہرے  
 فرشتہ کو مخاطب کرتے ہوئے میری نسبت یہ کہتا ہے کہ

”یہ شخص، یانت، امانت میں تو بہت ہی اچھا ہے بشرطیکہ اس کی نظر لک الاولیٰ سے تجاوز کر  
 کے علیک الثانی تک نہ پہنچے۔“

اس شفیق و مہربان و بخشنے والے شخص کا نام احمدیت کی وجہ سے ہمیشہ کے لئے یک مفید سبق مل  
 گیا۔ الحمد للہ علی ذالک

## درس طہارت

یک دفعہ میں نے پیٹاب لیا اور اپنی جگہ رارٹ بول کر استنجاء بھی کر یا تو مجھے لگتا تھا کہ میں نے  
 بہام کے ریحہ فرمایا کہ

”جو شخص اس طرح پیٹاب کر کے پھر وہاں ہی استنجاء کر لے اس کی دعا قبول نہیں ہوتی۔“

میں نے جب اس واقعہ اور بہام الہی کا راجعہ حضرت خلیفۃ المسیحؑ اول رضی اللہ عنہ سے کیا تو  
 آپ بہت خوش ہوئے۔ الحمد للہ علی ذالک





پھر تو آپ کو کوئی عذر نہیں ہوگا۔ چنانچہ آپ نے اسی وقت ایک معروفہ حضور کی خدمت میں لکھا تو حضور علیہ السلام نے جواب فرمایا ”ماں اُردو جانا چاہیں تو میری طرف سے اجازت ہے“۔ جب حضور کی طرف سے یہ جواب آیا تو میں ان کے ساتھ پہلے رخصت ہو گیا۔ سب ہم پہلے رخصت ہو گئے تو یہاں کے مختلف صحابہ کرام میں سے خشی اوردو۔ خاں صاحب اور مفتی ظفر احمد صاحب اور بعض دیگر صاحب نے مجھ سے قرآن مجید کا درس سننے کی فرمائش کی اور میں تقریباً چھ ماہ تک ان کا رخصت میں رہا۔ مشغول رہا۔ اس دوران میں ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ماتھی کے نیچے ”سُپا“ ہوں جس کی وجہ سے مجھے بچہ پریشانی ہوئی اور میں خواب سے بیدار ہو کر اس اتار سے نکل گیا میں مالٹا رہا۔ اتفاقاً روضہ صبح کے آٹھ بجے کے قریب عبدالجید خاں صاحب جو ان دنوں مہاراشٹر پہلے رخصت کے کبھی خانہ کے اندر بھی تھے میرے پاس آئے اور نئے نئے شے کے پاس ہی ایک برساتی دری میں دوش کی وجہ سے بہت سیلاب آیا ہے اس لئے بعض مالٹوں کا خیال ہے کہ وہاں چل کر اس سیلاب کا خطرہ ہو گیا ہے۔ میں نے وہ مالٹوں کا انتظام بھی کر لیا ہے آپ بھی تیار ہو جائیں اور دھارے ساتھ چلیں۔ میں نے جب ان کی یہ بات سنی تو رات کی خواب کے پیش نظر ان کے ساتھ جانے سے انکار کیا مگر باوجود میری اس خواب کے سنانے اور انکار کرنے کے ان کا اصرار اسی طرح قائم رہا۔ یہاں تک کہ سب مالٹوں کی مشقت رات سے آٹھ بجے کے قریب ان کے ساتھ جانے پر مجبور ہو گیا اور ہم تمام مالٹے مالٹوں پر سو رہے کہ وہ کبھی پہنچ گئے۔ وہاں جاتے ہی جب ہم نے دیکھا تو واقعی وہ دری کی طرح ٹھہری ہوئی تھی ”رہیل“ کے ”پہ“ سے ایک نو جوان ملاج چھائیں مار رہا تھا۔ پہلے اس نے پہلے سے پہلے در سے چھلانگ لگانی تھی وہ در سے پھر تیسرے سے اور پھر چارے پر نکل آیا۔ اس وقت بعض دوستوں نے مجھے کہا کہ آپ بھی دریائے چناب کے پاس رہنے والے ہیں آپ بھی کوئی تیر کی کان دیکھیں۔ میں نے کہا کہ مجھے تیرے کی اتنی شوق نہیں بلکہ جس در سے اب اس ملاج نے چھلانگ لگانی ہے میں انتہائی اس سے اگھے در سے کوئی آپ کو کھلاؤں گا۔ چنانچہ میں نے اس وقت تیرہ کی نگوٹ کس کر پہل کے اوپر سے چوتھے در پہ سے چھلانگ لگانی اور تیرے ہوئے سارے پر گیا۔ جب احباب نے اس طوفان کے مقابل میں میری یہ تہمت دیکھی تو حیران رہ گئے اور سب نے اس ملاج کو کہا کہ اب آپ دونوں چلیں۔ در سے چھلانگ لگائیں میں نے کہا میں تو تیار ہوں آپ اس ملاج کو

تیار رہیں۔ نموں نے ملاج کو بہت اکسایا مگر وہ یکنی جواب دینا رما کر وہاں پانی کا زور بہت زیادہ ہے اس لئے مجھے تو بہت نہیں ہوتی میں نے کہا اچھا اگر اسے بہت نہیں پڑتی تو میں ہی چھلانگ لگا دیتا ہوں چنانچہ جب میں پانچویں در سے مری میں کو اتار ان وقت ایک بھنور میں پھنس گیا اور بڑی کوشش کے باوجود اس سے ٹھنسی کی سسل نہ پائی آخر سب مجھے غوطے آنے شروع ہوئے تو تمام دستوں نے پل پر چھلانگ مار کر ماریا کے مامے مولوی صاحب ادب گئے۔ جب میں بھنور میں دو تین مرتبہ غوطے کھا کر بے بس ہو گیا تو چاکلے مجھے ہی تج نے اس طرح زور سے اوپر کواچھلا کر میں خارق عادت طور پر اس بھنور سے نکل کر بی قدموں کے فاصلہ پر کنارے کے قریب ایسی جگہ آ پڑا جہاں ایک ٹرے ہوئے درخت کی شاخیں میرے ہاتھ میں آ گئیں اور میں نے ان شاخوں کو پکڑ کر آرام کا سانس لیا اور بہتہ "ستہ کنارے پر پڑ پڑا" دستوں نے جب مجھے نیچے بہت کنارے پر دیکھا تو اسی وقت سجدہ میں گر گئے اور میں بھی مہیبت سنبھلنے پر مجبور ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس مسیبت سے نجات بخشی الحمد للہ۔ اس کے بعد جب ہم گھر واپس پہنچے تو عبد المجید خاں صاحب کی والدہ ماجدہ نے شہزادہ کے طور پر ایک چادر کی دیک پکوا کر غریبوں میں تقسیم کر دئی۔ فوجراہا اللہ احسن العباد

اس واقعہ کے بعد اس خواب کی تعبیر بھی کھلی کہ یہاں ہاتھی سے مراد اصل وہ مسیبت تھی جو ہاتھی کے سفر کے ذریعہ طوفان آب کی صورت میں پیدا ہوئی۔ العیاذ باللہ

اس قیام کے دوران میں عبد المجید خاں صاحب نے مجھ سے ایک پنجابی سی حرفی بھی سمجھائی تھی۔ چونکہ ان کی خواہش تھی کہ ایک بند میں میرا نام بھی آئے اس لئے میں نے اس کا بھی التزام کیا تھا۔ یہ سی حرفی "مفتی محمد صادق صاحب نے شائع کرانے کے لئے مجھ سے لی تھی مگر غصوں ہے کہ ان سے کھوئی اس لئے شائع نہ ہو سکی اس وقت کچھ اشعار مجھے یاد ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں

الف۔ اللہ سے مام و مراد کرے اسدے مام دا اور دسہا دانا اوئے

خالص پیار آئے اسے اعظم اسد امام نہ دلوں بھلا دانا اوئے

دیا خواب خیال مثال بیویں غفلت نہ وقت گنوا دانا اوئے

کر لئے عمل غلام رسول چنگے مے مے مایں دھئے "مما اوئے

ب۔ بالڑی عمر نہ رہے اثر سدا رہن نہ بھن تے چا تیرے

- باش حسن و امانت ویران ہوئی کوئی پلک ایہہ ناز ادا تیرے  
 اچھ ریلگلاں باش نوں چھنڈ ویسین جدوں پھل جان سرام تیرے  
 حسرت مال غلام رسول روئیں جدوں گئے ایہہ وقت و ماتیرے  
 تڑپتاں دوتاں بھین والے آئی لکھ اتھے کاروان آئے  
 ن ملک خنومتاں، ایس والے ایس، ایس اندر خنومتاں آئے  
 ی ونگ پیوسف سندر مل والے جیہڑے سال محبوبا دی مٹاں آئے  
 ر گئے کوچ غلام رسول آشرہ سے طور جنوں وچ جہاں آئے  
 جگ جہان مکان قانی مدد رہن، انہیں مقام آئے  
 دیاں نکش فریب ملکیاں، انویں جال وچ جس صبح امام آئے  
 سر لو یا، حد اندی پلک کوئی پچکا لین حد اید امام آئے  
 سر کئے ہوش غلام رسول چلیں مٹ گئے، بھارے نے عام آئے  
 حام اھیتاں کی جانن ہوئے غرق ہو ح مجاز اندر  
 دفتر حسن محبوبا ۱۰۱، نیو کلا رمر اس سمجھدے غیر انداز اندر  
 لئی مار سر عمیاں خلق ساری در لے یار حقیقت دے راز اندر  
 نہ مٹنی رمر غلام رسول، ابلی مشعل پہنچتا اس پرور اندر

### طاعون کا علاج

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں ہند میں شکرات میں معیم تھا طاعون  
 سے شدید تھلکا یا اور جس محلہ میں ہماری رہائش تھی اس میں سے ہر روز نو نوں ہس مٹیں نکلتی شرمٹ  
 ہو گئیں۔ ہمارا مکان چونکہ ۱۰۰ منزلہ تھا اس لئے اوپر کی منزل میں نہیں اور مولوی لہی بخش صاحب  
 تاجر کتب رضی اللہ عنہ رہتے تھے اور پیپے کی منزل میں مولوی صاحب کے گھر والوں کی رہائش تھی۔  
 یک روز میں نے خواب میں دیکھا کہ اوپر کی منزل میں طاعون کے چراشیوں کے ہار گئے ہوئے  
 ہیں جو محل میں بال کی طرح سیاہ اور سی قدر ہے میں میرے خوفزدہ ہونے پر ان تہنیم نے مجھے کہا جو  
 شخص استغفار پڑھے ہم اسے کچھ نہیں کہتے۔ چنانچہ جب میں نے استغفار پڑھا شرمٹ پیا تو وہ آہستہ

گئے دیکھا اب ہم کچھ نہیں کہتے۔ اس کے بعد سب میں بیدار ہوا تو صبح کے وقت تمام احمدی دوستوں کو یہ راز سنا دیا اور استغفار پڑھنے کی تلقین کی۔ خدا کا فضل ہے کہ اس دعا کی برکت سے یہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نشان کے ماتحت اللہ تعالیٰ نے شہر کجرات کی تمام جماعت احمدیہ کو اس عذاب شدید سے غلٹی طور پر محفوظ رکھا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

### میٹنگن کی ممانعت

ایک دفعہ اسی مکان میں میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک فریڈر مجھ سے کہتا ہے کہ آپ میٹنگن نہ لکھیں۔ چنانچہ خواب کے بعد میں نے عرصہ تک میٹنگن کا استعمال ترک کر دیا مگر ایک عرصہ کے بعد ایک تہذیب پر میں نے میٹنگن لکھا لے اور خیال کیا کہ شاید یہ ممانعت وقتی ہوئی۔ اس پر خواب میں مجھے وہی فریڈر پھر ملا اور کہنے لگا آپ کو تو میٹنگن لکھانے سے منع یا تھا آج آپ نے پھر لکھا ہے میں یہ تو آپ کے لئے مضرتیں اس نصیحت سے میں اپنے خیر ارازمین خدا کی شفقت و رحمت کامنوں ہوں کہ وہ اپنے اس عہد تیر کا اس طرح خیال رہتا ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

### طاعون کا دوسرا علاج

کجرات شہر کے قیام کے بعد ایک دفعہ شائع ہوا کہ انوکھ میں بند میں اپنے سہل موضع جیر کوٹ میں تھمیری بیوی کے بھائی میوں عید متہ خاں صاحب کو ایک طاعون والے گاؤں میں سے گزرنے سے طاعون ہوئی۔ جب فیہ احمدی لوگوں کو معلوم ہوا تو کہنے لگے مرنے والی تو کہا کرتے ہیں کہ طاعون کا عذاب ہر صاحب کی مخالفت کی وجہ سے پیدا ہوا ہے اب بتائیں کہ پہلے ان کے ہی گھر میں طاعون کیوں چھوٹ پڑی۔ میں نے جب ان کی کہی کہ تمہیں کو دیکھا اور شہادت خدا کا خیال آیا تو بہت دعا کی۔ چنانچہ رات میں بے خواب میں دیکھا کہ ہمارے مکان کے صحن میں طاعون کے تہہ ٹیم بھرے پرے میں مکران کی مثل کجرات والے تہہ ٹیم سے مختلف ہے یعنی ان کا رنگ ہور اور مثل و قسطوں کی طرح ہے۔ اس وقت مجھے کجرات والے تہہ ٹیم کی بات یاد آئی کہ جو شخص استغفار کرے ہم سے کچھ نہیں کہتے چنانچہ میں نے ان کے سامنے بھی استغفار پڑھا تاثر من رہا۔ اس پر یہ تہہ ٹیم مجھے کہنے لگے کہ ہماری قسم بہت سخت ہے اس لئے ہم سے استغفار کرنے والے بھی نہیں بچ سکتے۔ تب میں نے

حیرت ہو کر دریافت کیا کہ پھر آپ سے بچنے کی کیا صورت ہے تو انہوں نے کہا ہمیں حکم ہے کہ جو شخص

لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم

پڑھے اسے ہم کچھ نہ کہیں۔ اس خواب سے بیدار ہو کر صبح میں نے تمام رشتہ داروں اور دیگر احمدیوں کو یہ خواب سنا دیا اور لا حول پڑھنے کی تلقین کی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس دعا کی برکت سے میاں عبد اللہ خاں صاحب کو بھی شفا ملی۔ اور دوسرے احمدیوں کو بھی محفوظ رکھا مگر غیر احمدیوں میں کئی کئی احمدی لوگ اس جذاب کا شکار ہو گئے۔

## لگان کی وصولی

نئی دہلی میں بے پیر کوٹ میں ایام حاحون کی بجائی کے بوش کی حالت میں یہ بھی خواب میں دیکھا کہ ایک فریڈرک ٹیلنڈر کے پاس میں آیا ہے اور مجھ سے بھی آخر ملا ہے میں نے پوچھا کہ آپ کیسے تشریف لائے ہیں تو اس نے جواب دیا کہ ہم گاؤں سے لگان وصول کر رہے ہیں۔ پھر ایک فریڈرک ٹیلنڈر کی شکل میں آیا اور مجھ سے ملا اس کا نام دریافت کیا تو اس نے بتایا کہ میرا نام "سیکینڈ" ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے واقعی ہوالدی اسزل السکینۃ فی قلوب المومنین ۹ کے مطابق ہمیں تو کمون، طیمتان، بنشا مگر گاؤں کے لوگوں سے بے درپے موت کے قلموں کے ذریعے خواب لگان وصول کیا۔ واعتبروا یا اولی الابصار۔

## لاحول کی دوسری خاصیت

ایک مرتبہ مجھے خواب میں بتایا گیا کہ جس وقت آتا ملے رہے تو اس وقت لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم کا پڑھنا نہایت رکی آتا ہے چنانچہ میں نے اس کا نئی مرتبہ تجویز کیا ہے اور قاعدہ انھایا ہے۔

## سرور کا علاج

ایک مرتبہ مجھے خواب میں بتایا گیا کہ جس شخص کے سر میں درد ہو اس کے لئے یوں عمل کیا جائے

کے س کی پیشانی پر لا کا حرف لکھتے جا میں اور وہ شریف پڑھتے جائیں تو انشاء اللہ درد دور ہو جائے گا۔ چنانچہ جب میں نے اس خواب کا ذکر ایک مرتبہ موضع پٹی مظاہر میں کیا تو وہاں کے ایک احمدی دوست مرزا فضل یک صاحب نے اس کا بار مانتا ہے یا اور لوگوں کو فائدہ پہنچایا ہے۔

الحمد لله على ذلك

## جذبہ عشق

لو جوانی کے زمانہ میں جبکہ میری عمر کوئی اسیس یا تیس سال کی ہوئی حدائے فضل سے مجھ میں چھٹی طاقت تھی اور میں ایک لائچی کے دونوںوں پر چار آدمی بخار عموماً ایک ماٹھ سے ابھی یا کرتا تھا۔ یہاں سے سب بعض چلتے کشیوں کے اثر سے مجھے عشر انفس کی بیماری ہوئی تو میں دو آدمی بغلوں میں دو سر بے تلف بھگ یا کرتا تھا اور دوازیں کھولنے اور چھانگ لگانے اور دوپٹی سے دوپٹی اور پر بھگ کرتا جسے کی بھی مجھے مہارت تھی۔ اچانی اچانی میں بہت کی موٹریاں بھی میں نے پھیری ہیں۔ یہاں سے بازو پکڑے میں بھی مجھے اچھی شق حاصل تھی۔ چنانچہ حدائق کے فصلوں میں سے ایک فضل یہ بھی مجھے حاصل ہے کہ میں نے پنجاب کے مختلف شہروں اور دیہات میں جہاں غیر احمدی مناظرین کوہ طرح کا مٹی چیلنج دیا ہے وہاں انہیں جسمانی مقابلہ کے لئے بھی کئی مرتبہ ہٹا کر رہے مگر آج تک ان میں سے کوئی مقابلہ کے لئے یا نہیں ہوا۔ الحمد لله على ذلك

ن تمہیدی باتوں کے بیان کرے لیکن وہ اصل یہ ہوئی ہے کہ ۱۹۰۴ء میں جبکہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سیالکوٹ تشریف لائے تو ہم ضلع کجرات کے کچھ دوست بھی حضور قدس کی زیارت کے لئے سیالکوٹ پہنچے۔ دوسرے دن حضور اقدس کے تعلق نہیں معلوم ہو کہ حضور میرا حسام الدین صاحب کی مسجد کے ملکہ مکان میں قیام فرمایا میں اور بعض راجہ رین کی خاطر حضور مسجد کے برآمدہ کی چھت پر تشریف لائیں گے۔ چنانچہ حضور علیہ السلام کے آنے سے پیشتر ہی وہاں کے علاقوں کے راجہ رین مسجد میں پہنچ گئے اور ہم بھی بوتراؤالی مسجد سے وہاں پہنچے مگر اس وقت تنظیمین نے لوگوں کے زیادہ اثر و حاکم کی وجہ سے مسجد کا دروازہ بند کر دیا تھا۔ ہم نے جس وقت دروازہ کو در سے بند پایا تو بہت پریشان ہوئے اور نہ آمد کی چھلی دیوار جو کہ چھتوں کی طرف تھی وہاں

جلے گئے مگر اس طرف سے دیوار بہت اونچی تھی۔ میرے ساتھ اس وقت چوہدری عبداللہ خاں صاحب بیادپور ری بھی تھے۔ ہم نے سوچا کہ اب کیا کیا جائے چوہدری صاحب نے کہا اس طرف سے چڑھنا تو یزیدی کے بغیر مشکل ہے میں نے بہانہ مسافروں کے پاس بیٹھ ہی کہاں اب تو

جذبہ عشق کی پرہیزی کام دے سکتی ہے

چنانچہ میں نے اپنی لونی چوہدری عبداللہ خاں صاحب کو پکارا اور خود چند قدم پیچھے سے تر زور سے اس دیوار پر جست کی تو میرا ہاتھ اس کی مدد پر جا پہنچا اور میں اوپر چڑھ گیا چوہدری صاحب نے جب یہ دیکھا تو سنے گئے آپ نے تو جذبہ عشق سے کام لے لیا ہے مگر میں یاروں میں نے کہا اب میں آپ کی طرف کڑا ہوتا ہوں آپ اس کا سراپا نہیں میں آپ کو اوپر کھینچ لوں گا چنانچہ اس کے بعد میں نے انہیں بھی اوپر کھینچ لیا اور ہم دونوں اوپر آ گئے۔ میں نے مدد جاتے ہی جب حضور اقدس علیہ السلام نے کھڑے ہو کر تقریر فرمائی تھی وہاں اپنی لونی چچا ای تاکہ وہ جگہ بھی نرم ہو جائے۔ ورمیری لونی بھی حضور علیہ السلام کے پائے مبارک کی طفیل متحرک ہو جائے۔ اس کے بعد حضور علیہ السلام تشریف لائے اور میری لونی پر کھڑے ہو کر حضور علیہ السلام نے تقریر فرمائی۔  
الحمد لله على ذلك

### ایک عجیب واقعہ موضع دہدرہا کا

ایک دفعہ مجھے موضع دہدرہا میں جو دارے گاؤں موضع راہیکی سے جنوب مغرب کی طرف کوئی پانچھ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ بعض اراکین ہندوؤں کی خواہش پر جانے کا موقع ملا تو وہاں کا ایک موچی مسمیٰ پٹا اور اس کی بیوی اور اس کا ایک بیٹا مسمیٰ محمد امیر سے پاس آئے اور بیان کیا کہ ہمارا ایک ٹوبوں لڑکا تقریباً بارہ سال کے عرصہ سے غائب ہے۔ ہم نے اس کی بہت تلاش کی ہے مگر نہیں ملا۔ بڑے بڑے عاملوں اور پیروں فقیروں سے تعویذ بھی کرائے ہیں مگر سب کوششیں بے سود ثابت ہوئی ہیں۔ میں ان دنوں یا یا احمدی ہوا تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فیضان صحبت سے بعض باتیں مجھے روحانی طور پر اقتدار کی اثر محسوس ہوتا تھا میں نے اس وقت بھی وہ اثر خاص طور پر محسوس کیا۔ میرے دل کو اس وقت ایک فیسی تحریک کی بنا پر محسوس ہوا کہ ان کا بیٹا زندہ بھی ہے

اور نہیں مل بھی جائے گا۔

اس کے بعد میں نے ایک روحانی تحریک کی بناء پر انہیں ایک تعویذ لکھ دیا۔ ”مطلقین کی کسی پتھر کی سلی کے نیچے بادیا جائے۔ اللہ تعالیٰ اُس تہوار اتر کا زرد ہے تو خضر چالیس روز کے مدد اللہ تمہیں اس کی اطلاع مل جائے گی۔ چنانچہ ابھی اس تعویذ کے نکلنے پر پندرہ دن ہی گزرے تھے کہ ان کے لڑکے کی چشمی تانی کہ میں زرد ہوں اور لاہور کے پاس فلاں جگہ پر مقیم ہوں“ اور میں منت ہیب آ جاؤں گا۔ یہ چشمی جب ان لوگوں کو ملی تو ان کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی ”اور اس تعویذ کے اثر پر وہ حیرت زدہ ہو گئے۔

### موضع پیر کوٹ ثانی کا ایک واقعہ

یہی موضع پیر کوٹ ثانی تحصیل جالندہ ضلع گورداس پورہ انوالہ میں ہے۔ یہاں میں وہاں میں ایک دھند گھر سے باہر جنگل کی طرف آیا تو وہاں ایک آدمی کو جو کمیت سے چار دھان کاٹ رہا تھا میں نے اسے روکتے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے سنا کہ ہائے میرے خدا بخشا! ہائے میرے خدا بخشا! میں تجھے کہاں دھوڑوں ”رہاں تاش رہوں۔ میں نے اس کی یہ چیخ پکاری تو کسی آدمی سے پوچھا کہ یہ کون ہے تو اس نے بتایا کہ یہ علی محمد نیاری ہے۔ اس کا ایک ہی نوجوان لڑکا ہے جو آٹھ نو ماہ ہوئے گھر سے بہا گیا ہے اس کی مہ سے یہ بے چارہ اس طرح پاٹوں کی طرح رہتا رہتا ہے۔ میں نے یہ بات سنی تو گھر چلا آیا دوسرے دن بھی علی محمد اور اس کی بیوی میری بیوی کے بڑے بھائی عظیم محمد حیات صاحب کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ آپ ہماری سفارش کریں کہ مولوی صاحب ہمیں خدا بخش کے لئے کوئی تعویذ کر دیں یا عافہ ہمیں تاکہ ہمارا لڑکا اپنا آجائے۔ برہم عظیم صاحب نے جب ان کی سفارش کی تو میں نے انہیں بھی ایک تعویذ لکھ دیا ”کہا کہ اس تعویذ کو چنے مکان کے تاریک گوشہ میں کسی پتھر کے نیچے رکھ دیں“ اللہ ارحم الراحمین رہا تو چالیس دن کے مدد ضرور اس دعا کی برکت سے آجائے گا ہاں ”ار چالیس دن کے بعد آئے تو سمجھنا کہ یہ میری دعا تعویذ کا اثر نہیں ہے۔ چنانچہ ابھی آٹھ دن ہی گزرے تھے کہ خدا بخش گھر آیا ”اس کے بوڑھے ماں باپ نہایت خوش ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اب یہ لڑکا میں خدا بخش مخمس احمدی اور پر جوش مبلغ ہے۔



## موضع سہاوا کا ایک واقعہ عبرت

ایک واقعہ میں محمد صدیق صاحب نے جو باغیچہ الدین صاحب مرحوم کے برادر زادہ ہیں مجھ سے اور حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میرے نہال موضع سہاوا تحصیل چنابہ ضلع کجرات کے، ۱۵ لوگ چونا۔ جات قوم کے ہیں۔ اس لئے آپ، ہونیو رنگاں میرے ساتھ چلیں، وہاں تبلیغ کریں جو سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے، درمیان لوگوں میں سے کسی کو حمدیت کی توفیق دے گا۔ چنانچہ میں، اور حافظ صاحب رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ موضع سہاوا پہنچے، اور اس گاؤں کے چوپال میں جا بیٹھے، وہاں کچھ لوگ پہلے ہی جمع تھے ہمارے جانے پر اچھا جمع ہو گیا، اور وہاں کے ایک غیر مولوی محمد صدیق سے بحث شروع ہوئی۔ اس بحث کے، اور ان میں اس لوگوں نے یہ شرارت کی کہ جب مولوی محمد صدیق باتیں کرنا تو وہ لوگ خاموشی سے سنتے مگر جب ہم ننگو شروع کرتے تو وہ لوگ شور مچانا اور حضرت مسیح موعود، علیہ السلام کی شان اقدس میں گستاخیاں کرنا شروع کر دیتے، اور یہ لوگوں میں جو شخص اس وقت سب سے پیش پیش تھا اس کا نام مولد شاہو تھا۔ اس شرارت کی، ایک تمام کے لئے، اور طرز ننگو کو بہ لئے کے لئے سب اس لوگوں کو میں محمد صدیق احمدی، اور ان کے ماما صاحب جو شریف غیر احمدی، اور اس گاؤں کے پیش نام تھے، نے توجہ دلائی تو اس پر پھر بھی مولد شاہو چل کر دلا۔ سن، ملاں! اثر تم نے اس مرد دیوں کی حماقت کی تو پھر اس گاؤں میں تم نہیں رہ سکو گے۔؟ ان کے مولوی سے ہمارے حافظ وزیر آبادی صاحب نے قرآن مجید لے کر جب، وفات مسیح کے، دلائل سے شروع کیا، ان کے، اور حضرت مسیح موعود، علیہ السلام کی صداقت کو پیش کرنا چاہا تو پھر، یہی شور و شغب پیدا ہوا یا، اور ان کے مولوی نے پھر قرآن مجید ہاتھ میں لے کر اس کے ترنہ کے حاشیہ سے حیات معینی، اور ان کی طرف جانا ثابت کرنا شروع کر دیا۔ میں نے جب اس مولوی کے اس ترنہ کو سن ڈلوں کو بتایا کہ یہ ترنہ کون، جنی الہی، اور الہام کے ماتحت نہیں بلکہ یہ تو کسی مولوی صاحب کا لکھا ہوا ایک حاشیہ ہے۔ مگر ہمارے حافظ صاحب کے دلائل قرآن مجید اور حاشیہ سے سن گئے ہیں۔ چنانچہ اس کے بعد جب میں نے سطر سے ان دلائل کو پھر دہرایا تو اس پر موضع بھلیاں کے، ایک، پلدار نے کہا کہ، اتنی جو حد تعالیٰ اور اس کے رسول کا کلام ہے صحیح تو یہی

ہو سکتا ہے اور مسلمانوں پر بھی یہی فرض ہے کہ وہ اللہ اور رسول کے کلام کو سب بھلا سوں سے زیادہ چاہیں اور قبول کریں۔ اس کے بعد میں نے مولوی محمد صدیق کو یہ بھی کہا کہ اگر واقعی آپ قرآن مجید کے ستر جہہ اور حاشیہ کو دیکھیں، یہ ہیں جو کلام الہی اور حدیث کو حاصل ہے تو یہ بات ہمیں تحریر کرویں۔ چنانچہ مولوی مذکور کو کاغذ اور قلم دیا، اس نے بھی ان کو یہ بات لکھنے کی ترغیب نہ ہوئی جس کی بناء پر پھر میں نے لوگوں کو توجہ دلائی کہ، لکھو یہ ستر جہہ خدا اور رسول کے کلام کے مقابلہ میں کوئی وقعت نہیں رکھتا اور اس میں بہت خطا کا امکان ہے یہ تاکہ یہ عام مسلمانوں کا کلام ہے جب اس بات کی عام جمع کو سمجھ سکیں تو مولانا شاہ بیچہ غصینا ک ہونہر اچھا اور میں محمد صدیق صاحب احمدی کو بھی طلب ہو کر آئیں گا تو ان مرزا یوں کو مارے گا وہ میں میں لایا ہے ان وقت اس کو ملے گا اور خواہ بھی اس کے ساتھ پلا جائے، اس نے اسے کہا ہم تو پہلے ہی جانے والے ہیں اور ہمیں آپ پر کوئی افسوس نہیں اور افسوس ہے تو آپ کے علماء پر جنہوں نے آپ لوگوں کو اپنی شیخی بنایا ہوا ہے اور زہیت میں کرتے۔ ہمارا یہی فلیق محمدی کا نمونہ ہے جو آپ لوگوں نے لکھایا ہے اور یا اسی نمونہ کی بناء پر آپ لوگ اپنے آپ کو مسلمان اور ہمیں کافر سمجھتے ہیں۔ اس پر دلیدار نے کہا، اتنی آپ کی جماعت پر کتاب مراد صاحب کی تعلیم وتر بیت اور تنظیم کا بہت ہی گہرا اثر ہے۔ اس کے بعد ہم تو وہاں سے چلے آئے مگر خدا تعالیٰ کی قہری تنجی نے مولانا شاہ کو تیسرے دن ہی اچانک ہیضہ سے پکڑا اور وہ اس جہان سے کوئی کر گیا اور اس کے بعد موضع مذکور پر وہ انتقالی نے حاکم کا ایسا عذاب مسلط کیا کہ گھروں کے گھر جاہ و میران ہو گئے اور وہ جگہ جہاں یہ لوگ تھے احمدی کو، یمنائیں چاہتے تھے وہاں چوہدری علی محمد اور چوہدری محمد صالح، غیر ہما تخلص افراد کو اللہ تعالیٰ نے احمدی بنایا۔ الحمد للہ علی ذالک

### موضع چھوڑا نوالی کا ایک واقعہ اور ایک علمی بحث

حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رحلت راشدہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھے ضلع کجرات کے ایک دیہات میں ۱۱ سال تک آنرییری تبلیغ کرے کا موقع عطا فرمایا ہے جو میرے سے موجب رحمت و رحیم سعادت ہے۔ اس زمانہ میں ضلع کجرات اور بعض دیگر علاقوں کے علماء سے بھی میں نے مباحثات کیں۔ چنانچہ ان علماء میں سے مولوی شیخ احمد ساکن، یوں تحصیل پھالیہ مولوی قطب الدین ساکن چلہ میوند مولوی محمد امین ساکن سمٹھل۔ مولوی محمد الدین ساکن جٹو چلہ۔

مولوی احمد الدین ساکن پادشماں ضلع جلم مولوی محمد چراغ چکوڑوی۔ مولوی سید عبدالکریم شاہ  
نگوہالیہ میاں محمد عالم ساکن دھدرہ۔ چوہدری الہی بخش ساکن گڈہو۔ مولوی غلام احمد مولوی فاضل  
ساکن جوکالیاں۔ سید عمر شاہ ساکن کجرات۔ مولوی غلام احمد ساکن ہاتھال۔ مولوی محمود گنجوی۔  
مولوی محمد حسین مولوی فاضل ساکن کولونار ضلع کوٹہ انوار مولوی محمد عظیم ساکن گلگڑ مولوی قاضی  
سلطان محمود ساکن آبی احوان ضلع کجرات وغیرہم میں جن کے ساتھ میرے مباحثات ہوئے ہیں اور  
اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے فضل و کرم سے ہمیشہ ان لوگوں پر فتح نصیب فرمائی ہے۔

ایک دفعہ میں موضع رجوہ میں تبلیغ کی غرض سے آیا ہوا تھا تو ایک ہفتہ کے بعد میرے پاس تین  
ملاء پہنچے، ان مجھے اپنے ساتھ موضع چھوڑنا والی جانے کے لئے کہا میں نے ان سے چہ پوچھی تو انہوں  
نے بتایا کہ موضع مذکور میں ایک شخص چوہدری صاحبہاں ہے جو کبیر شاہی طریق کار بند اور بدعتی فقیر  
ہے وہ مشنوی مولانا رام کو اپنا قرآن سمجھتا ہے اور ملی اللہ کا درجہ نبی اور رسول سے بھی بڑھاتا ہے  
وہی لوگ اس کے متفقہ بھی ہو چکے ہیں اب تمام حلقہ کے ملاء اس کے گاؤں میں جمع ہوئے ہیں  
تاکہ اس کو اس زمانہ سے قہراً اس میں اور اثر ملے کہ وہ بے قراری پر کفر کا فتویٰ صادر کرے  
کو اس کے شر سے محفوظ کیا جائے۔ اور ہم آپ کی خدمت میں بھی اس لئے حاضر ہوئے ہیں کہ آپ  
بھی اس اسلامی جہاد میں حصہ لیں اور ہماری دعاؤں میں۔ ہم نے تو آپ کو لانے کے لئے آپ  
کے گاؤں کی جیل کا ماتھا گرہیں کسی سے معلوم ہو یا کہ آپ رجوہ آئے ہوئے ہیں آپ ہمارے  
ساتھ صوفیہ شریف لے چلیں۔ میں نے انہیں بتایا کہ اس جگہ پر اس قدر ملاء جمع ہوں گے وہ دھنسی  
سکتی ہوں گے جن کے نزدیک ہم اور ہمارا پیشوا پہلے ہی کافر خیال کئے جاتے ہیں اس لئے اس موقع پر  
آپ کا ایک کانر سے استمداد کرنا چاہئیں۔ اس پر انہوں نے کہا کہ ہم تو مراد صاحب جیسے برگ کو  
جس سے تمام مسلمانوں، عربوں اور دیگر فرقہ باغی ضالہ کا ملحقہ بندہ کر دیا ہے، اسلام کا سچا پیہ خود  
باب مار بھگتے ہیں اور یہ تمام خبیث مولویوں کو انہوں نے آپ پر کفر کا فتویٰ لکھا ہے خود کافر سمجھتے  
ہیں آپ ہمیں یہ خیال نہ فرما میں اور نہ اور ہائی ہمارے ساتھ شریف لے چلیں میں نے جب ان  
کی باتیں سیں تو اسی وقت بعض احمدی باب کی معیت میں کھڑکیوں پر ان کے ساتھ موضع  
چھوڑنے کی روانہ ہو گیا۔ جب ہم سب دست و پا ہوا تو وہاں لوگوں کا بہت شہام پایا۔  
چوہدری صاحبہاں نے جب ہمیں دیکھا تو اسی وقت اپنے نوکران کو کہا کہ احمدی صاحبان کی کھڑکیوں

بعد میں ورن کو چار دوا نہ کلاؤ۔ اور ان وقت چٹک چٹک کر ہمیں اپنے ساتھ بیٹھنے کو کہا۔ میں نے چوہدری صاحبہ سے پوچھا یہ کیا معاملہ ہے۔ اس نے بتایا کہ بعض علماء نے کسی کے سسے پر کہ میں ولی اللہ کا درجہ نبی اللہ سے افضل سمجھتا ہوں ان لوگوں کو ہمارے گاؤں میں جمع کیا ہے۔ اور مجھے کہا کہ آپ اس طحہ انہ عقیدہ سے تہہ کریں ورنہ ہم آپ پر کفر کا فتویٰ لگا دیں گے۔ میں نے ان کے جواب میں علماء کے سامنے یہ بات پیش کی ہے کہ ولی اللہ کے یامعنے ہیں اور رسول اللہ کے کیا معنی ہیں انہوں نے نہ ہے کہ ولی اللہ کے معنے خدا کا دوست ہے اور رسول کے معنے خدا کا ایلچی ہے اس کے بعد میں نے تمام لوگوں کے سامنے ان علماء سے پوچھا ہے کہ اب آپ خدا را بتائیں ان دو میں سے مرتبہ کے لحاظ سے کون افضل ہوتا ہے ایلچی یا دوست۔ تب سب لوگوں نے یک زبان ہو کر بتایا ہے کہ واقعی ایلچی کے مقابلہ میں دوست کا مرتبہ بہا ہوتا ہے۔ اب جبکہ یہ علماء کرام اپنے کسے ہوئے معنوں سے شرمندہ ہو چکے ہیں تو مجھے معلوم ہوا ہے کہ اسوں نے آپ کو ملایا ہے سو آپ تو جانتے ہی ہیں کہ اس علماء نے مجھے تو اب کافر بنایا ہے مگر آپ کے تعلق تو بہت پرانا ہوتا ہے کہ آپ کافر ہیں۔ سب علماء نے جب چوہدری صاحبہ کی یہ بات سنی تو بلند آواز سے کہا کہ یہ بالکل جھوٹ ہے ہم نے کبھی بھی مولوی ربیلکی صاحب کو کافر نہیں کہا، ورنہ ہی ان کے مراد صاحب، اس کی جماعت کے تعلق کبھی کوئی یہاں نثر دولا ہے۔ میں نے کہا احمد اللہ کہ آپ لوگوں نے اپنے فتویٰ غر سے رجوع کر لیا ہے۔ اس کے بعد جب تمام علماء نے یک زبان ہو کر مجھے اپنی نمائندگی کا حق دیا تو چوہدری صاحبہ ادا نے کہا کہ اچھا اگر مولوی صاحب ان معنوں کے علاوہ کوئی اور معنی کریں گے تو کیا وہ آپ لوگوں کو منظور ہوں گے۔ سب لوگوں نے یک زبان ہو کر کہا کہ ہاں وہ معنی ہمیں منظور ہیں۔

### ولی اللہ اور رسول اللہ کے الفاظ کی تشریح

جس وقت سب علماء، راجا نہین نے مجھے مائندہ کی حالت دیا تو میں نے چوہدری صاحبہ کو بتایا کہ میرے نزدیک رسول اللہ قرآن کریم کی راہ سے دوستی ہوتی ہے جو انسان میں سے مستفیض من اللہ بلا واسطہ ہو اور ولی اللہ وہ ہستی ہے جو مستفیض من اللہ بلا واسطہ الرسول ہو۔ بالفاظ دیگر انسانوں میں سے رسول اللہ دوستی ہے جو توحید الہیاء ہو اور ولی اللہ دوستی ہے جو تابع الرسول ہو۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور کے تبعین اولیاء کے حالات پر نظر ڈالنے سے یہ بات بخوبی سمجھ



بِمَيْصُ بَيْصِي يُغْفِي قُشِّي  
 عَمِي يُغْفِي بَيْصِي عَيْبِ  
 حَرِيْهِ قَيْصِي دِي قَيْصِي بِي  
 بِي يُجْدِي بِي بِجَدْبِ عَيْبِ  
 يُجْدِي قَيْصِي يَتِي بِجَدْبِ  
 بَقِي لِي بِي عِي بَقِي  
 بِمُطِيفِ بِمُحْفِيفِ بِثِيْتِ  
 شَقِي يُشْمَعِي بِدَبِ ثِيْبِ  
 بِصُتِي عِي دِي بِرِي شَقِي  
 بِجَنْبِ قُتِي يُنْجِي ثِيْبًا  
 بِمُتِي بِمَيْصِي يَتِي شَقِي  
 بِدَبِ تَدَبِي بِشَمِي بِقِيَا  
 شَقِي طِي لِي دِي بِشَمِي  
 شَقِي تَبِ لِي بِقِي بِرِي  
 حِيْتِي يَتَمِي عِيَا بِحِيْتِ  
 تَقِي يَتَقِي لِي عِيَا عِيَا  
 بِسُتِي بِعُشِي يَتَمِي بِحِيَا  
 بِمُيْظِ تَحِيْتِ شُوحِ عِيَا  
 بِمَيْصِي لِي بِي حَرِي شِيْحِ  
 تَحِيْظِ حِيْتِي حُوْطِ بِمُيْظِ  
 شَقِي يَتَمِي بِسِي بِي  
 تَبِيْتِ دِيْتِي بِسِي بِي  
 بِحِيْتِ بِحِيْتِي لِي دِي دِي

عَلَى مُعْظِ الْمَرَادِ لَهُ الْوَلَاءُ  
 هُوَ الْمَوْلَى وَ سَائِلُهُ الْوَرَاءُ  
 لِأَرْوَاءِ الْقَلْبِ كَسَّ وَمَاءُ  
 أَسَاسِ الْهَيْدِ وَلَهُ الْوَرَاءُ  
 دَسُوءُ اللَّهِ أَحْمَدُ مَدْعَاءُ  
 وَمَتْنُكَ الْهَيْدُ مَلَى الْوَعَاءُ  
 مَطْيَرُهُمْ وَمُضْلِحُ مَا سَاءُوا  
 لَدَاءُ الشُّوْءِ آسِي وَالْوَلَاءُ  
 لِرُوحِ اللَّهِ أَطْرَاءُ مَرْرَاءُ  
 دَلَالَتُهُ سَلَاخُ وَالْمَدْعَاءُ  
 وَتَلَاثُ سَلَامٍ سَلَمٌ لَا مَرَّاءُ  
 لَهُ عِلْمُ الْهَيْدِ وَلَهُ التَّمَاءُ  
 وَالْحَمْدُ دَارِقًا وَهَلَى الْهَوَاءُ  
 وَآرِدَةُ الْخَيْدِ وَالْقَمَاءُ  
 وَكُلُّ السَّمِ نَوَّةُ وَالرَّدَاءُ  
 هَدَاةُ اللَّهِ سَلَمُهُ الْهَدَاءُ  
 صِرَاطُ اللَّهِ سَالِكُهُ الشَّهَاءُ  
 أَسَاءُ مُكَلَّمًا وَزَفَى الْعَدَاءُ  
 وَلِلْحَمْدِ وَالْإِعْدَاءِ صَلَاءُ  
 لَهُمْ مَمَاتُهُ الْحَوَارِ الدَّلَاءُ  
 وَرَأْمُ الْإِحْمَادِ عَدَاءُ  
 وَلِلْمَحْمُودِ حَمْدُ الْعِلَاءُ  
 هُوَ الْمَوْلُودُ أَكْرَمُهُ التَّمَاءُ

## موضع کھاناوالی کا ایک واقعہ اور کرشمہ قدرت

ایک دفعہ سید عادل شاہ صاحب رضی اللہ عنہ نے جو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی اور بڑے مخلص احمدی تھے، یہ خواہش ظاہر کی کہ ان کے گاؤں موضع کھاناوالی میں ایک تبلیغی جلسہ کیا جائے جس میں تمام روادعوات کے احمدی اباب اکٹھے ہوں تاکہ اس جلسہ کے روحیہ یکتہیت کی تبلیغ ہو۔ وہ رے احمدی اباب کی ملاقات بھی ہو جائے۔ چنانچہ انہوں نے جلسہ کی تاریخ مقرر کی اور ہم سب احمدی کھاناوالی پہنچ گئے۔۔۔ اور ان جلسہ میں میری بھی تقریر ہوئی۔ اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوتی اور لائل کے متعلق قرآن کریم اور احادیث پر یہ اور تو یہ باتوں پر میں سے بعض ثبوت پیش کئے گئے۔ ان تقریروں کا اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ اثر ہوا کہ بعض غیر احمدیوں نے حضرت مسیح کی وفات کا مسئلہ تو تسلیم کر لیا اور حضرت قدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت بھی نہیں حسرتی پیدا ہوئی اور وہ حضرت اور راسخات ہو ملا، مفسرین کے فتاویٰ کی وجہ سے ان لوگوں میں پانی حانی تھی۔ بہت حد تک۔ اور ہوئی۔ ہم نے چونکہ اس تقریر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خیرات اور بعض نیکو فو کا بھی ذکر کیا تھا اس لئے جلسہ کے برخاست ہونے کے بعد جب ہم سب دست نبار ادا کرنے کے لئے مسجد میں آئے تو ہمارے پیچھے اس گاؤں کے دو ماٹھی سقہ قوم کے فر بھی گئے اور پکار پکار کر کہنے لگے کہ سیدی، مسیح کا دعوتی تو کیا جاتا ہے مگر نور درمیں تا بھی نہیں کہ کوئی نہ امت، کماستیں۔ میں نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے پوچھا تمہاری اس سے یا مر، ہے۔ جب ان میں سے ایک نے کہا کہ میرا بھائی قریباً ۱۵ سال سے ہنگی کے مرض میں مبتلا ہے۔ طبیوں، مر، کہ وہ کے علاج سے بھی اس کو کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ میں نے کہا تو اس میں ہمارا کیا قصور ہے۔ اگر آپ لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے دعا کرتے اور اس کو کوئی فائدہ نہ ہوتا تو امت میں بھی تحباب ہم پر کیا امتاض ہے۔ اس نے کہا تو پھر آپ ہی کچھ احمدیت کا اثر دکھائیں تاکہ ہم بھی، کچھ میں کہ احمدی اور غیر احمدی لوگوں میں یا فرق ہے۔ میں نے کہا کہ اچھا یہ بات ہے تو لاؤ کہاں ہے تمہارا مریض۔ چنانچہ اسی وقت اس شخص نے اپنے بھائی کو جو پاس ہی بیٹھا رو رہا تھا میرے سامنے کھڑا کر دیا۔ یہ حد کی حکمت ہے کہ اس مریض کا میرے سامنے آئی تھا کہ میں نے ایک

نہیں طاقت اور روحانی اقتدار اپنے اندر محسوس کیا اور مجھے یوں معلوم ہونے لگا کہ میں اس مرض کے زائلہ کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک ایسا نادر تہ رت رختا ہوں چنانچہ ان وقت میں نے اس مریض کو کہا کہ تم میرے سامنے ایک پہلو پر لیٹ جاؤ اور تین چار منٹ تک جلد جلد سانس بھاڑو اور وہ (یہ بات میں نے ایک البائی تحریک سے اسے کہی تھی) چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔ اس کے بعد میں نے اسے اٹھنے کے لئے کہا۔ جب وہ اٹھا تو اس کی پیچلی بالکل نہ تھی۔ اس ندرت کو جب تمام حاضرین نے دیکھا تو حیرت زدہ ہو گئے اور وہ وہو ہونی بلند آواز سے کہے گئے کہ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ مرزا صاحب واقعی سچے ہیں اور ان کی برکت کے نشان واقعی نزائے ہیں۔ اس کے بعد حکیم علی احمد صاحب احمدی رضی اللہ عنہ جو ایک عرصہ تک اس مریض کا علاج کر کے مایوس ہو چکے تھے مجھے اسے گئے آپ نے تو مال روایا ہے۔ میں نے کہا یہ تو احمدیت کا کمال ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے یہ نشان ظاہر کیا ہے۔ الحمد للہ علی ذالک

## دل کی نماز

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد مبارک میں ایک افندہ ملائقی فقیہوں کی ایک ٹولی موضع سعد اللہ پور ضلع کجرات میں ۱۰۰۰ ہوئی۔ لوگوں نے جب ان فقیہوں کی بے دینی کے حالات ملاحظہ کئے اور بعض مسائل کے متعلق ان سے گفتگو بھی کی تو اس کے سرگرموں نے جوہر چلاک اور ہوشیار آدمی تھا سب کو لا جواب کر دیا۔ اتفاق سے انہی دنوں میں بھی اس گاؤں میں آیا تو مجھے بھی بعض ۱۰۰۰ بتوں نے ان کے حالات سے آگاہ کرتے ہوئے ان سے گفتگو کرنے کو کہا۔ چنانچہ میں بھی صبح کے وقت چند ۱۰۰۰ بتوں کے ہمراہ ان کے پاس پہنچا۔ ان لوگوں سے مسائل بمصوبہ کے متعلق گفتگو کی۔ ۱۰۰۰ گفتگو میں جب نماز کے متعلق بات چلی تو اس لوگوں کے سرگرموں نے کہا کہ مار تو مارا اصل دل کی ہوتی ہے۔ نہ نماز کی مار تو کافر اور منافق انسان بھی پڑھ سکتا ہے۔ اس کے جواب میں میں نے کہیں بتایا کہ اصل دل کی نماز سے تمہاری مراد یہی ہے کہ اس کی ۱۰۰۰ گلی میں نماز کی رکات کی چند ضرورت نہیں تو ایسی نماز نماز کے ثمار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شریعت سے تو ثابت نہیں ہوتی کیونکہ ”محمد“ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں نماز کے ساتھ حضور قلب کی شرط لگائی ہے وہاں ”محمد“ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اسوۂ حسنہ سے اس کے خلاف ارکان کی پابندی کو بھی ضروری قرار دیا ہے۔



بلکہ حدیث شریف میں تو نماز کے تارک کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ  
 من ترک الصلوۃ معتمدا فقد کفر **12** یعنی جس نے جاں بوجہ نماز چھوڑ دی وہ یقیناً  
 کافر ہو گیا۔ اور ایک جگہ فرمایا۔

العراق بین العبد المؤمن والكافر ترک الصلوۃ **13** کہ مومن اور کافر اس بات پر  
 نماز چھوڑنے سے ہو جاتا ہے۔

یہاں قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ قیامت کے روز رب ہل جنت و ازنیوں سے  
 وازخ میں جانے کی وجہ دریافت کریں گے تو اس کے جواب میں وازخ اپنا سب سے پہلا نام بھی  
 بتائیں گے کہ لہم یک من المصلین **14** یعنی ہم وہ نماز جو حضور قلب اور ارکان مخصوصہ پر مشتمل  
 تھی، نہیں یاد کرتے تھے۔

ہاں مسلمان ہوتے ہوئے نماز کے متعلق یہ خیال کرنا کہ اس کا تعلق محض دل سے ہے اور  
 قیام و رکوع اور کھود و قعود سے وابستہ نہیں یہ بات صحیح نہیں ہے۔

اس کے بعد میں نے مثال کے طور پر انہیں یہ بھی سمجھایا کہ مناس، راصل محض روح یا محض جسم کا  
 نام نہیں بلکہ روح اور جسم کے مرکب کا نام ہے یہی وجہ ہے کہ مناس کی روح کہاں اس کے جسمانی  
 موثرات سے متاثر ہوتی ہے وہاں اس کا جسم بھی اس کے روحانی موثرات سے متاثر ہونے پر مجبور  
 ہے۔ پس یہ خیال کرنا کہ دل میں تو اللہ تعالیٰ کی محبت اور عظمت کا جذبہ موجود ہو مگر جسم اور اس کے  
 اعضاء جو ارجح پر اس کا کوئی اثر نہ ہو درست نہیں ہے۔

مختصر، لامل کے بعد میں نے ان فقیہوں کو سمجھایا کہ فقیری اور تصوف دراصل یہ نہیں جو آپ  
 لوگ سمجھ رہے ہیں بلکہ فقیہی و حقیقت میں یہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو شریعت کے قالب میں ڈھال  
 لے اور مجاہدات اور ریاضتوں سے اپنے نفس کے آمینہ کو بالکل صاف کر کے طریقت۔ حقیقت اور  
 معرفت کی مدلولوں کو طے کرے اور جس طرح ۱۰۰ کو جان لگانے کے بغیر وہی اور وہی کو بلونے کے  
 بغیر مکھن، درمکھن کو آگ پر تپانے کے بغیر کچی نہیں جتا اس طرح انسانی فطرت کے ۱۰۰ کو بھی جان  
 لگانے کے بغیر وہی یعنی طریقت اور وہی کو بلونے یعنی اپنے آپ کو مجاہدات اور ریاضتوں میں ڈالنے  
 کے بغیر مکھن یعنی حقیقت اور مکھن کو آگ پر تپانے کے بغیر یعنی اپنے آپ کو حدِ اتقائی کی تپش و اشتیاق میں  
 جلائے کے بغیر کچی یعنی حدِ اتقائی کی معرفت حاصل نہیں ہوتی۔ اس لئے انسان کو چاہیے کہ وہ ن

۴۰ اربچہ اربعہ کو حاصل کرنے کے لئے سب سے اول شریعت پر عمل چاہیو کیونکہ اس کے بغیر کوئی روحانی مرتبہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ ان ۴۰ اربچہ اربعہ کے ضمن میں سبب میں نے انہیں مومنوں کے ۴۰ اربچہ اربعہ یعنی نبی، صدیق، شہید اور صالح اور جنت کی چار نہروں کی حقیقت اور اللہ تعالیٰ کی صفات رب، رحمن، رحیم اور مالک یوم الدین کا فلسفہ سمجھایا اور یہ بھی بتایا کہ اللہ تعالیٰ کی یہ چاروں صفتیں دراصل اس کے اسم ذات یعنی اللہ کے چاروں حروف کے نام مقام میں جو سورۃ فاتحہ میں الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین کے الفاظ میں پائی جاتی ہیں اور پھر اللہ کے اسم ذات میں یہ بھی ایک خوبی ہے کہ اس کے چار حروف یعنی ا، ل، ل، ہ میں ۴۰ اربچہ اربعہ اور تیسرا حذف بھی کر دیا جائے تو پھر بھی اس اسم کی معنویت میں کوئی فرق نہیں آتا۔ چنانچہ انکے حذف کرنے کی صورت میں باقی حروف کا تلفظ للہ رہ جائے گا جس کے معنی للہ ما فی السموات والارض کی صورت میں یہ ہوئے کہ آسمانوں اور زمین کی تمام چیزیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔ ایسا ہی وہر حذف کرنے سے باقی للہ رہ جائے گا جس کے معنوں میں پھر اللہ تعالیٰ کی طرف اشارہ ہے ایسا ہی تیسرا حذف کرنے سے باقی ہ رہ جائے گا۔ اس صورت میں بھی اللہ تعالیٰ کی طرف ہی اشارہ دیا جاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ دیگر خوبیوں کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے اسم ذات میں ایک یہ بھی مال ہے کہ اس کے جملہ حروف برابر قلمت و معرفت پر مبنی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی قلمت ہے کہ جب اس قلمت میں نے میری یہ باتیں سنیں تو اس وقت اس کے سرگروہ پر کچھ ایسا اثر ہوا کہ اس نے اسی وقت اپنے تمام کانچے کے کھرے دھیرے دھیرے اور پچہ تمام جہیوں سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ مجھے آج اسلام اور فتنہ کی سمجھ آئی اس لئے یہ میں آج سے تمہارا بیٹا ہوں اور تم میرے مرید ہو اس لئے تم لوگ اسی وقت مجھ سے ملیجو اور جاؤ۔ اور یہ تمام سارا سامان و چیزیں لے کر چلے جاؤ۔ چنانچہ اس کے بعد واقعی وہ شخص ان سے ملیجو دھیرے دھیرے اسی وقت اس سے طہر و عسری نماز نمازے ساتھ لیا کی اور اس کے بعد گاؤں کے لوگوں نے اسے کچھ رقم اکٹھی کر دی اور وہ کہیں چلا گیا۔

## جام وحدت

یہاں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مجدد مبارک میں ملاقاتی فرقہ کا ایک سید مسمیٰ

پیر شاہ ہمارے گاؤں موضع راجیکی میں آیا اور چونکہ ہمارے گاؤں کا نمبر دار اس کا معتقد تھا اس لئے اس نے آتے ہی اس کے گھر میں ڈیرہ بجالایا اور شراب اور بھنگ کا دور چلنا شروع ہو گیا۔ ملاوہ ازیں اس کے ساتھیوں نے جن میں کچھ مرد اور عورتیں بھی شامل تھیں ڈھولک پر یہ شعر بھی گانا شروع کر دیا کہ۔

کھٹ کے یادیاں یادیاں  
گتیاں بہشت یادیاں متو پیر شاہ اسے یادیاں

اس شعر کا پہلا مصرعہ بڑے تعلق سے ہے مگر دوسرے مصرعہ کا مطلب یہ ہے کہ بہشت کی یادیاں پیر شاہ کو مل گئی ہیں۔ ہمارے گاؤں کے بعض لوگوں نے جب اس سید کی یہ بے راہروی دیکھی تو انہوں نے اس سے کہا کہ شاہ صاحب آپ اچھے آلہ رسول ہیں کہ ماز بھی نہیں پڑھتے اور شراب اور بھنگ بھی پیتے ہیں۔ سننے لگے میں نار تو خدا تعالیٰ کی درگاہ میں پہنچانے والی ایک سواری ہے اور سواری اس وقت تک کام دیتی ہے۔ جب تک انسان منزل مقصود تک نہ پہنچے اب تم ہی بتاؤ کہ جب ہم خدا تعالیٰ کی درگاہ میں پہنچ چکے ہیں تو ہمیں اس سواری کی یا نہ دیتے۔ گاؤں کے لوگوں نے جب اس کا یہ جواب سنا تو مجھے اس کے پاس لے گئے۔ چنانچہ میرے ساتھ جب اس کی ننگو ہوئی تو اس سے میرے سامنے جی بھی ڈھکوسلا پیش کیا بلکہ مزید برآں یہ بھی کہا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرمایا ہے کہ **وَالْعَصَلٰی بِنٰکِ حَتّٰی یٰتٰیْکَ الْیَقِیْنُ ۱۵** کہ تو اپنے رب کی مہارت سیکھ کہ تجھے یقین حاصل ہو جائے۔ اور اس کے بعد اس نے کہا کہ چونکہ مجھے کامل یقین حاصل ہو چکا ہے کہ مجھے مہارت کی ضرورت نہیں۔ اس کے بعد اس نے مجھے اپنی ایک سی حرفی بھی سنائی جو سی قسم کے خیالات پر مبنی تھی اور پھر یہ بھی کہا کہ میرے ساتھ دو شمس بات کرنے کا حق رہتا ہے جو میری اس سی حرفی کا جواب لکھ دے۔ میں نے کہا کہ اس سی حرفی کا جواب تو بعد میں دیکھنا جائے گا پہلے آپ اپنی پہلی دو باتوں کا جواب سن لیجئے۔

میں نے کہا کہ شاہ صاحب آپ یہ بتائیے کہ نار کی یہ سواری کس کے درمیان آپ خدا تعالیٰ کی درگاہ میں پہنچ چکے ہیں اور اس کے بعد آپ کو اس سواری کی ضرورت نہیں رہی۔ یا اس سواری کے درمیان حضرت سلی اللہ علیہ وسلم بھی خدا تعالیٰ کی درگاہ میں پہنچے تھے یا نہیں اور کیا یقین کا دوسرا جواب

اس نماز کے ذریعہ آپ کو حاصل ہوا ہے اور اس کے بعد آپ کو نماز کی ضرورت نہیں رہی کیونکہ یقیناً  
 کامرہ "خفتہ" صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی نماز کے ذریعہ حاصل ہوا تھا یا نہیں۔ اگر اس کے جواب میں  
 "ہاں" ہے تو یہ "خفتہ" صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس نماز کے ذریعہ حاصل ہوا تھا تو پھر اس کی کیا وجہ ہے کہ "خفتہ" صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے تو اس نماز کو "خری سائے" تک نہیں چھوڑا مگر آپ نے اسے ترک کر دیا ہے۔ اس کے بعد میں نے  
 سے یہ بھی بتایا کہ انسان خود بخود میت کے لی مقام پر پہنچ جائے وہ حیوانیت کے اور وہی میں رہتا  
 ہے جس کے لئے یہ ممکن نہیں کہ وہ وحدت الوجود اور ہمدست کے عقیدہ کے مطابق بندہ سے حد بن  
 جاوے اور انسان سے اللہ کا اثر و متاثر ہو جائے۔ یہی وجہ ہے کہ "خفتہ" صلی اللہ علیہ وسلم باوجود ان  
 دنیا میں عبادت کے لحاظ سے کامل و اصل انسان تھے انشہدا ان محمدا عبدا ورسوله کی شہادت  
 کے مطابق اپنے عہد ہوئے کا اعلان فرماتے رہے اور ہم ایک نماز میں ایتساک بعد و ایتساک  
 مستعین میں اپنے عہد سے عہد کامل بننے کا عارفانہ رہے۔ مرید برحق اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید  
 کی سورت میں بھی کہ **يَا أَيُّهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ وَاصْبِرْ لِمَرَضِهَا**  
**هَذَا حُلِّي فِي عِبَادَتِي وَادْخُلِي جَنَّتِي** 16 کی بات بتاتی ہے کہ اس کا نفس خود تقارو سے قورمہ  
 و رومہ سے مطمئن بھی ہوں نہ بن جائے وہ "ادخلی فی عبادی" کی رو سے بندوں میں ہی  
 شامل رہے گا وہ نہیں ہوسکتا۔ میرے ان جوابات کو سن کر شاد صاحب لا جواب ہو گئے۔ رولو کوں کو  
 بھی مجھ کو "نئی" شاد صاحب کے یہ فقیرانہ حکم ملے جو وحدۃ الوجود سے تعلق رکھتے ہیں صحیح ہیں۔ اس  
 کے بعد میرے تیسرے دن پھر میں نے شاد صاحب کی ہی حرفی کے جواب میں ایک ہی حرفی مٹھی جس کا  
 نام "جام وحدت" رکھا۔ یہی حرفی جب میں نے شاد صاحب کو سنائی تو سننے لگے۔ اعلیٰ آپ کا حق  
 ہے کہ آپ جس طرح چاہیں مجھ سے گفتگو کریں۔ اس ہی حرفی کی اس زمانہ میں ضائع کجرت میں عام  
 شہرت تھی اور اسے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد مبارک میں سید عہدتی صاحب  
 عرب سے ضائع بھی یا تھا اس کے چند اشعار مندرجہ ذیل ہیں۔

الف۔ اللہ اکبر ثانی الہی برتر ہم خیال کن  
 یہ عام مظہر مکی ٹیٹہ جسے میں مال کن

جلود ذات صفاتوں ظاہر تے رنگ صفات افعال کنوں  
ایہہ سزا محنتی، گھٹھت چھٹیا قدسی حسن مثال کنوں  
شہید امے خون تھیں نلایا ایہہ تہہ رضا محبوب، ۱۱۰  
ایہہ مال تصنع سالک تھیون پر راد نہ ایہہ مطلوب، ۱۱۱  
جان مارن تھیں طے ہووے ایہہ تہہ امن یعقوب، ۱۱۲  
پر کون مارے قدسی جاں راد نہ ایہہ محبوب، ۱۱۳  
صفت تباری کی ہووے ساتوں ایہہ ماں مال تباراں  
وہ حکم یوق وجم ہے حسدی او دُسن جمال تباراں  
حرم نت ہی تھیں جسدا او دُوش انضال تباراں  
ایہہ دُویں عام صد تے جس توں او دُکھ الال تباراں  
کرم ہو یا اسماں غفلت نیکیاں آں تے بیدار بیجا  
اکے تے رات اندھیری آئی اکے تے لیل و نہار بیجا  
او مای آیا آمن، ۱۱۴ جس نے عبد اقرار بیجا  
قدسی عام تے اتے رحمت، ۱۱۵ چھکار بیجا

## میری شادی کی تقریب

حضرت اقدس مسیح موعود، علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد مبارک میں ضلع کجرات کے من دیہات  
میں میرا گھرانہ تھا۔ ایک موضع راجوہ تحصیل پٹالہ بھی تھا۔ اس موضع میں میری قوم یعنی  
وڑاچے جاٹوں کے علاوہ رائے قوم کے زمیندار بھی آہا، میں اور خدا کے فضل سے ان میں سے  
افراد احمدی ہیں۔ ابتداء میں جب احمدیوں اور غیر احمدیوں میں اکثر مناظرات ہوا کرتے تھے تو  
یہاں کے احمدی مجھے ہی غیر احمدی علماء کے مقابلہ کے لئے اپنے ساتھ لے جایا کرتے تھے جس کی وجہ  
سے اللہ تعالیٰ نے میرے واسطے کئی تے احمدی بنا کر اس جماعت کو ترقی دی۔ ان احمدیوں میں

سے رنے قوم کے ایک چودہری سکندر خاں بھی تھے جو نہایت مجلس احمدی اور بڑے قوی نیٹل جوں تھے۔ انہوں نے ایک دن مجھے ایک نوجوان اور خوبصورت لڑکی جو ہمارے پاس سے گزر رہی تھی دکھائی دے رہا، آپ کو یہ لڑکی پسند ہوتا اس کے ساتھ آپ کی شادی کر دی جائے۔ میں نے جب اس کی یہ بات سنی تو انہیں سمجھ پایا کہ لڑکیوں کے تعلق اس طرح کی باتیں کرنا درست نہیں۔ انہوں نے کہا کہ یہ سنی ورنی لڑکی نہیں ہے بلکہ میری اپنی بیٹی ہے اور میں چاہتا ہوں کہ اس کی شادی آپ سے کر دوں۔ میں نے کہا میں اس وقت تو کچھ نہیں کہہ سکتا البتہ استخارہ کرنے کے بعد آپ کو اس کے تعلق بتا سکتا ہوں۔ حد تعالیٰ کی نعمت ہے سب میں نے اس لڑکی کے تعلق استخارہ کیا تو ایک دن میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک فرشتہ عربوں کے لباس میں میرے سامنے آیا ہے اور مجھے کہتا ہے کہ آپ اس لڑکی سے شادی نہ کریں یہ ناکہ آپ کے لئے مبارک نہیں ہے۔ میں نے کہا اگر میں خدا کے حضور مجددہ میں سرکار دعا کروں تو کیا پھر بھی یہ لڑکی میرے لئے مبارک نہ ہوگی۔ جس کے جواب میں وہ فرشتہ خاموش ہو گیا۔ میں جب خواب سے بیدار ہوا تو اس خیال سے کہ شاید اس خواب کے بیان کرنے سے چودہری سکندر خاں کو تکلیف ہو خاموش رہا اور جب بھی چودہری صاحب کی طرف سے مجھے تحریک ہوتی یہی کہتا رہا کہ آپ دعا کرتے رہیں اور اس لڑکی کا رشتہ میرے لئے بہتر ہے تو میرے ساتھ ہو جائے ورنہ جہاں مناسب ہے وہاں ہو جائے۔ اتفاق کی بات ہے کہ ابھی اس معاملہ پر چھ ماہ ہی گزرے تھے کہ چودہری سکندر خاں صاحب رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے اور اس لڑکی کی والدہ اور لڑکے نے اس کی شادی اسی گاؤں کے ایک غیر احمدی زمیندار کے ساتھ کر دی۔ اس شادی کے بعد جب اس لڑکی کے یہاں ۱۰ بچے پیدا ہوئے تو وہ بھی فوت ہوئی اور مجھے حد تعالیٰ نے اس بلاء سے بچایا۔

۱۰۔ تھو کے جد موضع احمد ربا کے چند اشخاص میرے والد صاحب محترم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے کسی ضروری کام کے لئے آپ سے درخواست لی کہ آپ ان کے ساتھ موضع ہفت شریف لے جائیں اور ان کے کسی کام کے لئے سفارش کریں۔ والد صاحب محترم کی بزرگی کی وجہ سے بڑے لوگ ان کا بہیمانہ یا کرتے تھے اس لئے آپ ان لوگوں کے ساتھ جاتے پر رضا مند ہو گئے۔ اس موقع پر آپ نے مجھ سے بھی فرمایا کہ میں بھی آپ کے ساتھ چلوں۔ چنانچہ میں بھی آپ

کے ساتھ موضع بہت روانہ ہو گیا۔ جس وقت ہم موضع مذکور میں پہنچے تو وہاں کے ایک شخص میاں ناصر الدین نے والد صاحب کی خدمت میں عرض کیا کہ میری لڑکی جو ان ہو چکی ہے اور میں چاہتا ہوں کہ اس کی شادی آپ کے اس صاحبزادہ سے کروں۔ والد صاحب نے اس کی درخواست منظور کر لی۔ مگر کچھ عرصہ کے بعد جب شادی کی تیاری شروع ہوئی تو میں نے دعا شروع کر دی کہ سے حد نہ کر یہ رشتہ میرے لئے بہتر ہے تو ہو جائے ورنہ مجھے اس کے ابتلاء سے بچالے۔ حد کی حکمت ہے کہ میری شادی میں ابھی چند دن ہی باقی تھے کہ اچانک موضع بہت سے طاعون کی فوج ہو گئی ہے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے مجھے اس ابتلاء سے بھی بچا دیا۔ اس کے بعد موضع خوبیاں نوبی میں میرے والد صاحب کی چوہانگی کی پوتی کے ساتھ میرے شادی کی تجویز کی گئی مگر یہ رشتہ بھی ہمارے گھر کے بعض افراد کی مانگ پر ہی کی وجہ سے ہوتے ہوئے رک گیا۔ اور اس کی وجہ یہ ہوئی کہ ہمارے نئی رشتہ داروں میں سے ایک نوجوان لڑکا فوت ہو گیا تو اس کی ماتم پری کے سے میری والدہ ماجدہ اور میرے بڑے بھائی میاں شرف الدین صاحب اس کے یہاں گئے۔ اس موقع پر اگرچہ میری والدہ ماجدہ نے یہی فیصلہ کر لیا اور پوتے ہوئے تھے جو وہ اپنے گھر پر ہمیشہ پناہ دیتی تھیں۔ مگر جب ان عورتوں نے ان کے لباس منہ دکھایا تو اس موقع کی رازت کے لحاظ سے سے بہت برا منایا۔ اور ان میں چہ نیکوئیاں شروع ہو گئیں۔ میری والدہ ماجدہ اور بڑے بھائی کو اس وقت تو اس کی ان باتوں کا علم نہ ہوا مگر جب یہ اپنے گاؤں میں لوٹے تو اڑتے اڑتے یہ باتیں ان کے کانوں میں بھی پہنچیں۔ انہیں سن کر میرے بھائی صاحب نے بہت برا منایا اور اسی وقت ان رشتہ داروں کے یہاں پیغام بھیج دیا کہ تم لوگوں سے چونکہ ہماری جنگ کی ہے اس لئے اب ہم غلام رسول کا رشتہ تمہارے ماں کرے کے لئے بہتر قرار نہیں۔ حد تعالیٰ کی حکمت ہے کہ اس لڑکی کی شادی بھی ہمارے ایک راجہ ہو گئی مگر ابھی دو اڑھائی سال ہی گزرے تھے کہ یہ لڑکی بھی فوت ہو گئی اور اللہ تعالیٰ نے میری دعاؤں کے واسطے مجھے اس ابتلاء سے بھی بچا دیا۔

اس دوران میں اگرچہ مجھے یہی مرتبہ خواب میں دکھایا جاتا کہ میری شادی دریا سے چناب کے کنارے پر ہوئی ہے اور میری بہات میرے ساتھ ہے اور میں شادی پر جا رہا ہوں اور یہ بھی بتایا گیا کہ میری شادی ایک ایسی لڑکی سے ہوئی ہے جس کا نام صاحبہ ہے۔ یہی ہے مگر میں ان خوابوں کی تعبیر کچھ اور

عی سمجھتا رہا۔ انہی دنوں میں نے لالپور جانے کا ارادہ کیا تو مولوی غوث محمد صاحب ساکن  
 سعد اللہ پور نے مجھ سے کہا کہ میں اپنے بعض رشتہ داروں کو ملنے کے لئے کوئٹہ ٹوٹ میں جانا چاہتا  
 ہوں اس لئے وہ وہاں پہلے کوئٹہ کے ضلع میں چلتے ہیں اور پھر وہاں سے لالپور ہو جائیں گے۔ چنانچہ  
 میں مولوی صاحب موصوف سعد اللہ پور سے روانہ ہوا۔ پہلے موضع رید کے تحصیل خانقاہ آباد ضلع  
 کوئٹہ کے والد پتھے اور رات وہیں احمدی احباب کے پاس گزاری اور صبح خانقاہ آباد کے راد سے چل  
 پڑے۔ رات سے کچھ فاصلہ پر سب موضع چروٹ ٹائی نظر آیا تو مولوی صاحب موصوف نے کہا کہ  
 اس موضع میں بھی احمدیہ جماعت موجود ہے۔ اگر آپ پسند کریں تو انہیں بھی مل آئیں۔ میں نے کہا  
 مجھے تو کسی کا تعارف حاصل نہیں ہے اس لئے آپ جا کر مل آئیے اور میں اس درخت کے نیچے بیٹھ کر  
 آپ کا انتظار کرتا ہوں۔ چنانچہ مولوی صاحب سب موضع مذکور میں پہنچے تو اتفاق سے اس روز حضرت  
 مولوی جلال الدین صاحب رضی اللہ عنہ کے چھوٹے صاحبزادے "میاں عبد الرحمن کی شادی کی  
 تقریب تھی۔ جس کی وجہ سے تمام اہل ذیادہ کے احمدی احباب وہاں کثرت سے جمع تھے۔ مولوی غوث محمد  
 صاحب نے جب اس مجمع میں میرا ذکر کیا کہ وہ گاؤں سے کچھ فاصلہ پر ایک درخت کے نیچے بیٹھے  
 ہوئے ہیں تو تمام احمدی احباب اسی وقت دوڑتے ہوئے میرے پاس پہنچے اور مجھے اپنے ساتھ گاؤں  
 لے گئے۔ رات ہم وہاں ہی گزاری۔ دوسرے دن پھر وہاں کے دوستوں نے ہمیں مجبوراً یہاں  
 بھی آپ یہاں ہی قیام کریں۔ چنانچہ دوسرے دن پھر ان کی خواہش پر ہم وہیں رہ پڑے۔ تیسرے دن  
 حضرت مولوی صاحب رضی اللہ عنہ کے بڑے صاحبزادے "عظیم محمد حیات صاحب نے مجھے بتایا کہ ان کی  
 والدہ ماجدہ کو عرق النساء کی وجہ سے بہت تکلیف ہے اور یہ بھی کہا کہ آپ ان کے لئے دعا بھی  
 کریں اور دم بھی کر دیں۔ چنانچہ میں نے اسی وقت ان کی والدہ ماجدہ کے لئے دعا کی اور آٹھری  
 سورتیں اور ربّ کلّ شیء بخادمک ربّ فاحفظنی واصرہنی وارحمہنی پڑھ کر دم بھی دیا۔  
 جس کے نتیجے میں خدا کے فضل سے ان کی والدہ کو اسی وقت آرام ہو گیا۔ رات کو عظیم صاحب موصوف  
 نے خواب میں دیکھا کہ ان کے گھر میں اچانک ایک بہت بڑا چراغ روشن ہوا ہے جس کے تعلق ایک  
 فرشتہ سے بتایا کہ یہ چراغ مولوی غلام رسول میں جو تمہارے گھر میں آئے ہوئے ہیں۔ صبح عظیم



صاحب موصوف مجھے ثنائی میں لے گئے اور اس خواب کا ذکر کرتے ہوئے اُسے گئے میں آپ سے ایک بات سنا چاہتا ہوں مگر شرط یہ ہے کہ آپ اسے ضرور قبول فرمیں میں نے کہا آپ فرمائیے کہ مائے کاٹل ہوئی تو میں اس نہ مانوں گا۔ تب انہوں نے بتایا کہ میری ایک چھوٹی مٹھی وہ ہے جس کی عمر بھی چودہ پندرہ سال کی ہے۔ اس کے لئے ہمارے پاس رشتے تو بہت تھے میں مگر میں اس خواب کی بناء پر اب بھی چاہتا ہوں کہ اس رشتہ کو آپ قبول فرمائیں۔ میں نے یہ بات سن کر اس کے سامنے ہزارے تو بہت کئے مگر انہوں نے اس خواب کی بناء پر پھر اصرار کیا۔ چنانچہ میں نے جب اس رشتہ کے متعلق استخارہ کیا تو میں نے خواب میں قاضی ظہور الدین صاحب اصل کو دیکھا جس کی تفسیر مجھے یہ ہوئی کہ یہ رشتہ میرے درمیان اس ملاقات میں دین کے کامل ظہور کا موجب ہوگا۔ چنانچہ اس کے بعد میں نے اس رشتہ کو قبول فرمایا۔ پھر مجھے ان خوابوں کی تعبیر بھی سمجھ آگئی کہ دریا کے پار شادی ہونے کا مطلب کچھ نہیں تھا بلکہ یہی تھا جو مقدمہ ہو چکا ہے۔ بعد ازاں جب میں اپنے وطن واپس آیا تو معلوم ہوا کہ یہاں بھی میرے رشتہ کے متعلق یہی لوگوں کی طرف سے پیغام پہنچے ہوئے ہیں۔ مگر اب میں نے اپنے بزرگوں سے یہی کہا کہ جف القلم بما ہو کاس یعنی جہاں میرا رشتہ ہونا مقدر تھا ہو گیا ہے۔ اب آپ لوگ کوئی فکر نہ کریں۔ چنانچہ اس کے بعد میری شادی حضرت مولوی جاں الدین صاحب کی چھوٹی صاحبہ کی عرس سے ہوئی۔ جس طرح میں اس خواب میں دیکھا سنا تھا میری شادی کے پار شادی ہوئی ہے اور میری عزت بھی میرے ساتھ آئی ہے، یہی ظہور میں آیا۔

## ایک عجیب اتفاق

خدا تعالیٰ کی حکمت ہے کہ جب میرا تولد ہوا تو اس وقت میری والدہ ماجدہ نے خواب میں دیکھا کہ ہمارے گھر میں ایک ایسا بچہ روشن ہوا ہے جس کی روشنی سے ہمارا گھر جگمگا رہا ہے۔ پھر جب میری شادی ہوئی تو حکیم محمد حیات صاحب نے خواب میں دیکھا کہ ان کے گھر میں اچانک ایک بہت بڑا چراغ روشن ہوا ہے جس کا نام غلام رسول ہے۔

اس کے بعد جب میری شادی ہوئی اور میں سخت بیمار ہو گیا تو میری بیوی کو حد تقان نے خواب میں تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ مولوی صاحب، پورے (چھ ماہ) میں اگر یہ بچہ بھی جا میں تو حد تقان تمہیں کافی ہوگا۔ تب میری بیوی نے خواب میں ہی حد تقان سے عرض کیا کہ یہ چھ ماہ بھی رہیں رہے اور حضور بھی ہمیں کافی رہیں۔ جس کے بعد اللہ تعالیٰ نے پھر فرمایا کہ بس تک مولوی صاحب کے ماں دس بچے پیدا نہ ہوئیں یہ فوت نہیں ہوں گے۔ چنانچہ اس خواب کے بعد، اعلیٰ اللہ تعالیٰ نے دس بچے بھی دیے اور پھر آج تک ہمیں زندگی بھی معافرمانی ہے حالانکہ میری بیوی نے جس زمانہ میں خواب دیکھا تھا اس زمانہ میں مارے صرف ۱۰ بچے ہی تھے۔ مگر اس خواب کے بعد اللہ تعالیٰ نے ہمیں پانچ لڑکے اور تین لڑکیاں بھی معافرمانی میں جن میں سے ایک لڑکا حمید احمد اور دو لڑکیاں امت العزیز اور مبارک تو بچپن میں ہی فوت ہو گئے تھے مگر باقی ۱۱ لڑکے اللہ تعالیٰ کے فضل سے زندہ موجود ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو ۱۰۰ یا ۱۰۰۰ فطرتوں سے بہرہ ور فرمائے اور مٹی عمریں معاف کرے۔ آمین

### حضرت مولوی جاہل الدین صاحب رحمہ

میرے سر حضرت مولوی جاہل الدین صاحب رضی اللہ عنہ اور چچا میری شادی ہونے سے قبل ہی کیا گیا تھا۔ دینی سے رطبت فرما گئے تھے۔ مگر اس دسمانی طلق کی بناء پر جو مجھے آپ سے حاصل ہے میرے لئے ضروری ہے کہ میں آپ کے بعض حالات کے تعلق بھی کچھ عرض کروں تاکہ وہ لوگ جو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کرام کے حالات پڑھنے کا شوق رکھتے ہیں وہ آپ کی شخصیت کے تعلق بھی کچھ اقصیت حاصل کر سکیں۔

حضرت مولوی صاحب کھوکھر قوم کے زمیندار تھے اور موضع چروکوٹ میں تقریباً ۱۰۰۰ ایکڑ زمین کے مالک تھے۔ آپ عربی اور فارسی علوم کے ماہر اور مس ظاہریت میں ایک حادق طیب تھے۔ پھر ذاتی وجہ سے حسن اخلاق کی وجہ سے آپ اس تمام بات میں بڑے بارسوخ اور عظیم الشان شخصیت کے مالک تھے۔ سب سے بڑی خصوصیت جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو معافرمانی بخشی وہ یہ تھی کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعوتی مسیحیت سے بھی پہلے کے دوست تھے۔ اور حضور کے دعویٰ کے بعد مختار ترین صحابہ میں سے تھے۔ برائین احمدیہ لی اشاعت کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھی اس

”صدیق لطیف کے شہر اور بچے کا شرف حصار فرمایا اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شہر پر روں کی فہرست میں آپ کا نام بھی درج فرمایا۔ اس زمانہ میں چونکہ آپ ”رائہ پٹی غامہ“ صاحب رہتے تھے یعنی اللہ عنہ نظر رکھ رہے تھے اس لئے حضور اقدس نے آپ کے نام کے ساتھ منظر گڑھ ہی تحریر فرمایا ہے۔

## تصدیق مسیح

دوسری خصوصیت اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ بھی عطا فرمائی تھی کہ آپ نے حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعوتی سے پہلے ہی حضور اقدس کو بیعت کے متعلق عرض کر دیا تھا مگر اس وقت چونکہ حضور اقدس علیہ السلام نے دعوتی نہیں فرمایا تھا۔ اس لئے ارشاد فرمایا کہ مجھے ابھی بیعت لینے کا حکم نہیں ہو۔

## تعظیم ارشاد

حضرت مولوی صاحب موصوف کی نظر جب موسیٰ بنی مدیہ سے بعد میں شاہ اب ہوئی تو آپ نے حضور اقدس علیہ السلام کی خدمت میں دعا کے لئے تحریر فرمایا۔ چنانچہ حضور انور نے آپ کے سے ”دور“ ”دور“ ”دور“ کے لئے جو اسی عارضہ سے اپنی چٹائی کھینچ کر رکھ دی تھی، عافریاں۔ مدد تعالیٰ کی خدمت ہے کہ حضور اقدس علیہ السلام کو اس دعا کے متعلق اللہ تعالیٰ کی طرف سے بتا دیا گیا۔ یہ دعا مولوی صاحب کے حق میں تو قبول نہیں ہوئی مگر دوسرے دو افراد کے لئے قبول ہو گئی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب مولوی صاحب موصوف کو اس مسئلے پر ”دی“ سے مطلع فرمایا، اس وقت یہ بھی تحریر فرمایا کہ حدیث شریف میں ”مکتبہ“ سے سلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص کی ”دنو“ ”نگھوں“ کی چٹائی تھ جائے اور ”دعہ“ اللہ تعالیٰ کے لئے صبر کرے تو اللہ تعالیٰ اسے بہت کامیاب بنا دے۔ **17** تو اس کے بعد ”مرچہ“ مولوی صاحب کے بعض ”دوستوں“ بعض ”رہبر“ ”اروں“ نے نئی دعا اپریشن کر کے لے کر آپ کے حضور انور کے ارشاد ”مرچہ“ ”دی“ کی تعظیم کے سے فوت ہوئے تک ”نگھوں“ کا ملان نہیں فرمایا۔ ”رہایت صبر“ ”استمال“ سے اس تکلیف کو برداشت کرتے رہے۔

## اقرباء پروری

حضرت مولوی صاحب موصوف کے اخلاقی فائدہ میں اقرباء پروری کا چہ پہاں تک بڑھا ہوا

تھا کہ آپ نے اپنی ذہنی اور زرخیز جائیداد میں اپنے بیٹوں یعنی میاں عمر الدین صاحب اور میاں فضل الدین صاحب اور میاں کرم الدین صاحب کو بھی یہ ایہ کا حصہ دار بنایا ہوا تھا۔ پھر بسبب آپ کے چھوٹے بھائی میاں عمر الدین صاحب فوت ہو گئے اور آپ کے ایک بھائی نے اس کی جگہ پر قبضہ کر لیا تو آپ نے اس مرحوم بھائی کے بچوں کا حق دلانے کے لئے اس بھائی کے خلاف وکیلوں تک مقدمہ لڑا اور آخر ان بچوں کا حق دلانے کے ہی چھوڑا۔

### دعائے مستجاب

ایک دفعہ آپ نے چھوٹی عیشیہ دہلی کے چودہری محبوب عالم کو لے کر آپ کے پاس آئی اور آپ کی خدمت میں درخواست کی کہ محبوب عام اب وہاں جماعت پاس کر چکا ہے اس سے آپ اسے نہیں ملازم کراویں۔ آپ اسی وقت اپنے اس بھائی کو ساتھ لے کر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ اقدس میں قایمان حاضر ہوئے اور حضور سے اس کے تعلق دعا کی درخواست کی۔ چنانچہ حضور علیہ السلام نے چودہری محبوب عام کے لئے دعا فرمائی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے چودہری محبوب عام کے لئے ملازمت کا سامان کر دیا اور پھر اس ملازمت میں نہیں ترقی ترقی و ریہکت دعا فرمائی کہ وہ ایک اعلیٰ سرکاری عہدہ پر فار ہو گئے۔

چودہری محبوب عام صاحب تو عرصہ ہوا فوت ہو چکے ہیں مگر ان کے لڑکے چودہری شہر احمد صاحب اور چودہری مدینہ احمد خاں صاحب پاکستان حکومت کے ممتاز عہدوں پر فائز ہیں جن میں سے مولانا محمد اس وقت مرکزی حکومت کی وزارت صنعت و حرفت کے عہدہ پر متعلق ہیں۔

### اطاعت والدین

حضرت مولوی صاحب موصوف کو اپنے والدین کی اطاعت اور خوشنودی کا تائید تھا کہ بچپن کے زمانہ میں جب آپ کے چھوٹے بھائی میاں فضل الدین صاحب گھر سے بیرون چلے گئے اور آپ کے والدین نے ان کی جدائی کو محسوس کرتے ہوئے آپ سے ان کا پتہ پانے کے لئے رشتہ فرمایا تو آپ اسی وقت اپنے بھائی کا سراغ لگانے کے لئے گھر سے چل پڑے۔ اس زمانہ میں

چونکہ ریلوں کا انتظام نہیں تھا اس لئے آپ ان کی تلاش میں پایا، دہلی پہنچے۔ حسن مذاق سے ایک دن آپ دہلی کے کسی بازار میں سے گزر رہے تھے کہ آپ نے اپنے بھائی کو گھوڑے پر جاتے ہوئے دیکھا۔ آپ بھی اس کے پیچھے ہو لئے اور چلتے چلتے اس مکان کے دروازہ پر پہنچ گئے جہاں آپ کا بھائی داخل ہو تھا۔ صاحب مکان جو بیادشاہ ظفر کا خاص مناسب اور سلطنت مظاہر میں کی ممتاز عہدہ پر فائز تھا۔ نے جب آپ کو دیکھا تو آنے کا سبب پوچھا۔ آپ نے اسے بتایا کہ اس طرح میں اپنے بھائی کی تلاش میں پنجاب سے آیا ہوں اور اب میں نے اسے دیکھا ہے کہ وہ آپ کے مکان میں داخل ہو ہے یہ سن کر اس رئیس نے کہا کہ اس میں تو کوئی شبہ نہیں کہ میرے پاس ایک بھائی بڑا کارن ہے مگر میں نے تو مجھے یہ بتایا تھا کہ میرے ماں باپ اور بھائی ہمیں سب مر چکے ہیں۔ اس پر حضرت مولوی صاحب نے کہا کہ آپ ذرا سے میرے سامنے لا، سب سے بچے بچے آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ اس کے بھائی ہمیں اور والدین زندہ ہیں یا مر چکے ہیں۔ چنانچہ اسی وقت جب اس رئیس نے فضل کو مولوی صاحب کے سامنے لایا، اس نے اپنے بھائی کو دیکھا تو سب حقیقت ظاہر ہوئی۔ اس رئیس نے جب یہ دیکھا کہ واقعی فضل الہی مولوی صاحب کا بھائی ہے تو اس نے آپ سے کہا کہ میں اس بڑے کو پناہ دیتا ہوں رقیم، لارامیوں اگر آپ اس کو ساتھ لے گئے تو اس کی تعیم میں بہت حرج ہو گا اس لئے یہی مناسب ہے کہ آپ حاکم اپنے والدین کو ہماری طرف سے تسلی دیں اور اس بڑے کو میرے پاس ہی رہے دیں۔ اس پر مولوی صاحب نے کہا کہ چونکہ میرے والدین اس کی جدائی میں بہت السرد و خاطر رہتے ہیں اس لئے مناسب یہی ہے کہ آپ ایک وفد سے میرے ساتھ بھیج دیں تاکہ یہ اپنے والدین سے مل آئے اس کے بعد منشاء اللہ پھر یہ آپ کے پاس چلا آئے گا۔ چنانچہ اس رئیس نے اس شرط پر ان کو اجازت دے دی اور والدین کی ملاقات کے بعد دہلی واپس چلے گئے۔ پھر جب ان کی تعیم مکمل ہوئی اور انگریز کی عملداری کا دور دورہ ہو گیا تو وہ دہلی میں ملازم ہو گئے۔ اور اس کے بعد امرتسر میں تحصیلدار کے عہدہ پر فائز ہو گئے۔

### ہمدردی مخلوق

حضرت مولوی صاحب کو مخلوق کی ہمدردی کا اتنا خیال تھا کہ ایک وفد آپ نے ایک رئیس رامیندر کا مارج کیا تو اس نے اچھا جواب دیا کہ آپ کو کہا کہ اس ملاج کے معاملہ میں آپ مجھ سے بچیں

پکڑ زمین لے لی یا میرے پاس سانپ کاٹنے کا ایک تجربہ ہے وہ لے لیں۔ آپ نے اس وقت اپنے اپنی فائدہ پر مخلوق کے فائدہ کو ترجیح دی اور اس رئیس سے زمین کی بجائے وہ فائدہ حاصل کر لیا۔ اس نسخہ سے آپ اٹھ لوگوں کا طاعن کرتے رہے اور مخلوق خدا کو فائدہ پہنچاتے رہے۔

### براتِ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

حضرت اقدس سید مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جب عسائی کے لیے اعلیٰ شریف لے گئے تو اس موقع پر حضور علیہ السلام نے جن اصحاب کو اپنی برات میں شامل ہونے کی دعوت دی تھی اس میں ایک حضرت مولوی صاحب موصوف بھی تھے۔ اگرچہ یہ معذوری کی وجہ سے آپ اس وقت حضور کی برات میں شامل نہ ہو سکے مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مبارک موقع پر اپنے ایک مقرب آدمی کے ذریعہ آپ کو بھی شامل ہونے کی دعوت دی تھی۔

### اکرام ضعیف

جب حضرت مولوی صاحب سید حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا کرتے تھے تو حضور انور آپ سے ایسی شفقت اور ناز و دوازی کا سلوک فرمایا کرتے کہ ایک مرتبہ ضلع کوچرانوالہ کے ایک احمدی کو جو حضرت مولوی صاحب کے ہمراہ حضور کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہو تھا اس سلوک کو دیکھ کر یہ خیال پیدا ہوا کہ حضور انور بھی ایسے ہی "مغربیوں کے ساتھ ہمدرد" معاملة کرتے ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ حضور انور کا یہ معاملہ جین اخلاقی امت اور مسلمانوں کے مطابق تھا۔ مگر پھر بھی اس شخص کو اس بات سے وقتی ابتلا ضرور آیا۔ خدا کا شکر ہے کہ اس کے بعد وہ احمدی اس نکتہ کو اچھی طرح سمجھ گئے اور پہلے سے بھی ریا و غلام احمدی بن گئے۔ انہوں نے حضرت مولوی صاحب موصوف کو یہ سعادت بھی حاصل تھی کہ بعض اوقات جب آپ قاریان سے اپنے گاؤں کو آنا چاہتے تھے تو سید حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کو ہوا، اع کئے کے لئے مائل گرٹھیاں کی منہ تک ہمیں نہیں آپ کے ساتھ شریف لاتے اور یہ وہاں سے آپ کو ہوا کے ساتھ رخصت فرماتے۔

### تبلیغ احمدیت

حضرت مولوی صاحب موصوف کے احمدی ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کی تبلیغ اور خدق

دستی پہنچے سے آپ کے ان رشتہ داروں کو اور شائع کردہ انوار کے بہت سے لوگوں کو حلقہ احمدیت میں داخل فرمایا اور پھر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحابیت سے نوازا۔ ان صحابہ میں سے آپ کے رشتہ داروں کے نام مندرجہ ذیل ہیں:-

### صاحبزادگان حضرت مولوی صاحب

میاں مہتاب الدین صاحبؒ - حکیم محمد حیات صاحب (فوس حکیم محمد حیات صاحب بعد خدمت کا یہ میں غیر مباحثیں میں شامل ہو گئے) میاں محمد اسحاق صاحبؒ - حکیم محمد معین صاحب - میاں عبداللہ خاں صاحبؒ - میاں عبدالرحمن صاحب -

### برادرزادگان حضرت مولوی صاحب

میاں احمد الدین صاحب - میاں محمد الدین صاحب - میاں امام الدین صاحب - میاں میرزا الدین صاحب - میاں عنایت اللہ صاحب - ان کے علاوہ آپ کے خاندان کی اکثر خواتین بھی اس زمانہ سے احمدی تیں - الحمد للہ علیٰ ذالک

### دیگر احمدی صحابی رشتہ داروں کے نام

منشی احمد دین صاحب اہل نویس کردہ انوار جو بعد میں حضرت نواب محمد علی خاں صاحب (رئیس مایر کونسل کی جاگیر پر بحیثیت پتھر کام کرتے رہے ہیں - چوہدری احمد یار صاحب اور چوہدری محمد یار صاحب اور ان کے والد ماجد جن کا نام غالباً چوہدری رہن الدین تھا ساکن تھیں نوادہ - چوہدری احمد الدین صاحب اور ان کے لڑکے - چوہدری اللہ علیہ صاحب - چوہدری محمد خاں صاحب ساکن تھیں نوادہ شائع کردہ انوار -

### موضع پیرکوٹ کے دیگر صحابہ

چوہدری انبی بخش صاحب - چوہدری محمد غوث صاحب - چوہدری امام محمد صاحب - چوہدری نور محمد صاحب - میاں امام الدین صاحب اور ان کے تین لڑکے میاں نور محمد صاحب - میاں پیر محمد صاحب -

میاں محمد سحاق صاحب۔ میاں حامد صاحب بافتہ دمپوں نظام الدین صاحب بافتہ د۔

## موضع حافظ آباد کے صحابہ

ملک شہباز خاں صاحب اعوان اور چوہدری عنایت اللہ خاں صاحب بھٹی۔

## موضع مانگٹ اونچے کے صحابہ

چوہدری ناصر الدین صاحب۔ چوہدری چوہدری خاں صاحب۔

نوٹ: اس جماعت میں اگرچہ چوہدری جہان خاں صاحب اور مولوی فضل الدین صاحب مبلغ حیدر آباد کن، اور بعض دیگر افراد بھی صحابی ہیں۔ مگر یہ حضرات مولوی صاحب موصوف کے زمانہ کے نہیں ہیں۔ ان کے علاوہ موضع مذکورہ میں حضرات مولوی صاحب موصوف کے ذریعہ اور بھی کئی احمدی ہوئے تھے مگر ان کے اسماء اب یاد نہیں رہے۔

## موضع کولوتارڑ کے صحابہ

مولوی سید احمد صاحب اور ان کے بڑے بھائی مولوی نرم الدین صاحب۔

نوٹ: فیہ احمدی علماء میں سے مولوی محمد حسین صاحب مولوی فاضل جو مولوی محمد حسین مولوی کے بھائی ہیں یہ مولوی سید احمد صاحب احمدی کے ہی بڑے ہیں۔

## موضع ٹھٹھہ کھڑاں کے صحابی

چوہدری بارے خاں صاحب اور ان کے بڑے بھائی۔

## موضع بھڑی شاہ رحماں کے صحابی

میاں محمد حیات صاحب۔ میاں جیون صاحب کشمیری۔ میاں محمد ارشد صاحب نظام۔ ان صحابہ کرام کے علاوہ بھی حضرات مولوی صاحب کی تبلیغ کے ذریعہ اور آپ کی اولاد کے توسط سے ہی لوگ سلسلہ حقہ میں داخل ہوئے تھے مگر اب ان کے نام یاد نہیں رہے۔ ہوتا ہے کہ حضرات مولوی صاحب موصوف کے ساتھ ”دعوتِ عبد الرحمن صاحب یا عظیم محمد اغتیل صاحب نے کچھ حالات اپنے



۱۔ لد ماجد کے لکھنؤ میں بھجوائے ہوں اور ان میں دیگر سوانحیات کے حوالہ دین احمد یوں کا بھی کچھ  
 دے دیا ہو۔ اس لئے اب میں اس مضمون کو یہاں ختم کرتے ہوئے اپنے اصل مضمون کی طرف رجوع  
 رہتا ہوں۔ وما نوفیقی الا باللہ العلیٰ العظیم

### موضع رجوع میں مباحثہ

سیدنا حضرت مسیح موعود، علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حیات میں ایک ایسا موضع رجوع تفصیل  
 پر لکھنے کے بغیر، باب مجھے اپنے ساتھ لے گئے۔ جب میں ان کے گاؤں میں پہنچا تو مجھے معلوم ہوا کہ  
 یہاں کے خیر احمدی لوگ حاکم مولوی قطب الدین ساکن چک میرا کو جو اس علاقہ میں عام شہرت  
 رکھتے تھے حمد یوں کو بھانسنے کے لئے لائے ہوئے ہیں اور یہ بھی بتایا کہ اسوں نے ایک مجلس میں  
 قرآن مجید اور احادیث سے غلط استدلال کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے  
 دعویٰ و دلائل کی تردید کرنے کی بھی کوشش کی ہے۔ خیر جب میں وہاں پہنچا اور لوگوں کو بھی میرے  
 آنے کی اطلاع ملی تو ایک اجتماع کی صورت میں مولوی صاحب مذکورہ سے مباحثہ شروع ہو گیا۔  
 اس مباحثہ میں جب حدیث اعلیٰ نے مولوی صاحب کو اعلیٰ علیٰ قلت دی اور اس کے سبب دلائل ٹوٹ  
 گئے تو لوگوں پر حاص شد ہو گیا اور مولوی قطب الدین صاحب اور چوہدری بدیع صاحب اور چوہدری  
 وقت احمدی ہو گئے۔ اس کے بعد مولوی صاحب وہاں سے چلے گئے اور نیم چوہدری سکندر صاحب  
 صاحب کی حویلی میں آ گئے۔ اس مباحثہ میں چوہدری صاحبہ ادھاں صاحب جن کا ذکر موضع  
 چوہدرانوالی کے واقعہ میں بھی آچکا ہے بھی مدد ہوئے تھے یہ چونکہ قیصر شاد ساکن دہلیانوالی ضلع کوئٹہ نور  
 کے مرید تھے اس لئے ان کی طبیعت پر ملائقی فرقہ کا بہت کچھ رنگ تھا ہوا تھا اور اپنے چکر کی طرح  
 مثنوی مولانا رام کو قرآن مجید سمجھتے تھے۔ اسوں نے جب مباحثہ سنا تو اس کے بعد ہماری قیامگاہ پر  
 چلے آئے۔ اور یہ سب کچھ اس بات کا اثر یا کہ میں نے ایک دفعہ مثنوی مولانا رام کے ایک شعر  
 کے متعلق جناب مرزا صاحب اور مولانا نور الدین صاحب کو لکھا تھا کہ وہ اسے غلط کریں مگر انہوں  
 صاحبان نے اس تک میرے اس خط کا جواب نہیں دیا۔ میں نے کہا کہ ہوتا ہے کہ آپ کا خط ڈاک  
 میں نہ پہنچا ہو یا ان پر ردوں کو ملا ہو مگر اس وقت ان کو جواب دینے کی فرصت نہ ہو۔ اس سے آپ اس  
 شعر کو میرے سامنے پیش کریں اور ہو سکتا تو میں اس شعر کو حل کر دوں گا۔ چنانچہ اس وقت چوہدری

صاحبِ ادخا صاحب نے مثنوی کا یہ شعر پیش کیا۔

نمیت در بنا طریق عاشقان

بجو مستقی است حالِ صادقان

اور پھر اس کی تشریح میں انہوں نے بتایا کہ اس شعر میں جو اشغال پیدا ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ چنے عاشقان کی حالت جب محبوب کے بغیر ایک چاہنے انسان یا ٹھٹھلی کی طرح ہو جاتی ہے اور سوچا جاتا ہے کہ آپ محبوب سے ایک خط کے لئے بھی جدائے ہوں تو پھر جیسا کہ اس شعر کے پہلے مصرعہ میں مذکور ہے ”نمیت“ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہودیہ جیسے عاشق صادق کو یہ نہیں ارشاد فرمایا تھا کہ ”درسی عینا“ مردِ دجبا۔ یعنی اے جو یہودیہ مجھے کبھی ملا کر اس طرح تو محبت میں ترقی کر جانے گا۔

یہ ”نمیت“ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد ”اے اے حضرت جو یہودیہ کو تظلیف نہ پہنچے ہو“ اور یہ بات ”نمیت“ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاقِ فاضلہ کے ثبوت کے ثبوت ہیں۔

### جواب

جوہری صاحب ”خان صاحب کے اس سوال کے جواب میں میں نے انہیں بتایا کہ جوہری صاحب افسوس ہے کہ آپ اس حدیث کا مطلب صحیح نہیں سمجھتے اسلئے میں یہ ہے ”درسی عینا“ ”نمیت“ جوہر کا ترجمہ ”ریاستِ محبت کے لئے ہے۔“ یعنی ”نمیت“ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فقرہ ”جو یہودیہ کو“ اس لئے نہیں فرمایا تھا کہ جو یہودیہ ہمیشہ ”نمیت“ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہا کرتے تھے اور ”محضور“ کی رہائش سے تنگ آ گئے تھے بلکہ اس لئے فرمایا تھا کہ جو یہودیہ ”نمیت“ کی رہائی کے ”شری“ میں سال تک ہی کامو قع حاصل یا تھا اور اپنے کاروبار میں مصروف رہتے تھے اور اس طرح وہ ”محضور“ کی خدمت میں بہت ہی کم آتے تھے اس لئے ”نمیت“ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ”نمیت“ دلانے کے لئے فرمایا۔

### درسی عینا ترودد حنا

یعنی ”جوہر“ ”نمیت“ میں مل سنا دے جو یہودیہ کبھی کبھی ”درسی عینا“ سے تیرے ”درجہ“ میں ترقی کرے۔ اس لئے کہ صحبت، علم، معرفت اور محبت کا درجہ ہے۔ چنانچہ اس ارشاد کے بعد ”اے“ حضرت جوہر اپنا سب کچھ چھوڑ کر ہمیشہ کے لئے ”نمیت“ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں

حاضر ہو گئے اور پچھلے حضور اقدس کی محبت میں آپ نے اپنی ترقی کی کتنی بڑی عرصہ میں آپ نے حضور کی، باتوں کو اس محبت کے جذبہ سے سنا اور یا رکھا کہ آج تک حدیث کی کتابوں میں جو بات سے آپ کی روایات پائی جاتی ہیں یہ۔ اس جواب کو جب چوہدری صاحبہ اودھا صاحب نے سنا تو کہنے لگے آپ کی تشریح تو واقعی معقول ہے مگر یہ معنی پہلے کبھی نہیں سنے گئے۔ اس کے بعد انہوں نے مثنوی کے ایک اور واقعہ کے متعلق بھی استفسار کیا جس کا جواب سن کر آپ بہت خوش ہوئے اور مجھے کہنے لگے میری چاہتا ہے کہ میں آپ سے مثنوی پڑھ لوں۔

### شاہد ولہ ولی صاحب کے ایک مرید سے مکالمہ

سیدنا حضرت مسیح موعود، علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد مبارک میں جب میں ایک دفعہ شہر کجرات میں گیا تو مجھے معلوم ہوا کہ شامہ ولی صاحب (جو اس شہر میں ایک مشہور بزرگ گذرے ہیں) کے روحانی جانشین قاضی سلطان محمود، صاحب ساکن آبی اموں میں (حضرت مسیح موعود، علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتاب انجام آہتم میں جن علماء مہتممین اور مجاہدانہوں کو مبارک کے لئے دعوت دی ہے) میں قاضی صاحب موصوف کا نام بھی درج ہے) میں جب اس سے ملنے کے لئے گئے تو شاہد ولہ ولی صاحب کے محلہ میں آیا تو مجھے ان کی طرف اشاروں نے میرا امام اور پتہ دینے اور یافت کیا۔ میرے بتائے پر جب انہیں یہ معلوم ہوا کہ میں موصوف راہبکی کا رہنے والا ہوں تو انہوں نے میرے چچا حضرت میرا سلم الدین صاحب جو حضرت اقدس مسیح موعود، علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت راشدہ سے قبل ان کے ام شرب اور یاران طریقت سے تھے، کے متعلق بھی دریافت کیا اور پھر یہ معلوم ہونے پر کہ میں حضرت میرا صاحب موصوف کا بہادر اور ہوں اور احمدی بھی ہوں انہوں نے مجھ سے دریافت کیا کہ آپ کو جناب مرزا صاحب کی بیعت سے کیا فائدہ حاصل ہوا ہے۔ میں نے کہیں بتایا کہ مجھے حضرت مرزا صاحب کے روحیہ سے قرآن مجید کی صحیح تعلیم اور عقائد سمجھنے کا عطا ہوا حاصل ہوئے ہیں جو محض تعلیم کے اسوہ حسنہ کے میں مطابقت میں حاصل داریں غیر مذہب کے وہ اعتراضات جو اسلام اور باطنی اسلام پر نہ جاتے ہیں اور مسلمان علماء ان کا جواب دینے سے قاصر ہیں۔ حضرت مرزا صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برکت سے ہمیں ان تمام اعتراضات کا جواب دینے اور اسلام کی حقانیت بھی ثابت کرنے کی توفیق بھی حاصل ہے۔

قاضی صاحب موصوف نے جب میری یہ بات سنی تو مجھ سے کہنے لگے کہ آپ قرآن مجید کی آیت کے متعلق کچھ بیان کریں میں نے کہا آپ جس آیت کے متعلق چاہیں میں بیان کرنے کے لیے تیار ہوں۔ یہ سنتے ہی قاضی صاحب نے یَوْمُئِذٍ بِالْعُيُبِ سے وِسْطِ الْاٰخِرَةِ هُمْ يَوْمُئِذٍ تک قرآن مجید کے اقتراعات کے متعلق مجھے تشبیح کرنے کے لیے کہا۔ چنانچہ میں نے ان وقت آیات کے متعلق بیان کیا کہ یَوْمُئِذٍ بِالْعُيُبِ کے فقرہ میں اللہ تعالیٰ کے کلام قرآن مجید کے بجا زبانتاً نمودنہ پایا جاتا ہے یہ نگاہ دیکھیں جو ابھی ابھی مسلمان ہوا ہے اور اس نے صالح، شہید، صدیق اور نبی کا مرتبہ حاصل نہیں کیا وہ بھی اس آیت کی رو سے انی طرح ایمان بالعبیہ سے تعلق رکھتا ہے جس طرح سید مرتبہ کے رکھنے والے افراد تعلق رکھتے ہیں کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس ایک ہی جملہ میں مبتدی و رشتہ کے مدارج ایمان کے اختلاف کے ماہر ہو، ایک ایسا جملہ استعمال فرمایا ہے جو ہر ایک کی استعداد و قابلیت پر صادق آتا ہے اور پھر ایمان باللہ، ایمان بالملکۃ، ایمان بالکتاب، ایمان بالرسول، ایمان بالقدرة و اثر و اور ایمان بالحدث بعد الموت وغیرہ کے مسائل جو سرسریب سے تعلق رکھتے ہیں ان پر بھی مشتمل ہے۔

اس کے بعد میں نے قاضی صاحب کو ان آیات میں سے علم الیقین، عین الیقین، حق الیقین اور شنید، اور رسید کے مدارج سدگانہ کے متعلق بھی کچھ سنایا۔ اور پھر سورہ فاتحہ کی صفات اربعہ کی یہ سے روحانی سلوک کی چار منزل میں جو میری اہل اللہ، یہ عین اللہ، یہ فی اللہ اور یہ معل اللہ کے نام سے موسوم ہیں وہ بھی بتائیں۔ قاضی صاحب نے جب میری یہ باتیں سنیں تو حیرت زدہ ہو گئے اور خاموشی سے اٹھ کر چلے گئے۔

### سیدنا حضرت مولانا نور الدین صاحب کی شفقت

سیدنا حضرت شیخ موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد مبارک میں جب بھی میں قادیان مقدس میں حاضر ہوتا تو اکثر حضرت مولانا نور الدین صاحب مجھے طب پڑھنے کی ترغیب دیا کرتے اور یہ بھی فرمایا کرتے کہ آپ عین آدمی میں اس لئے میں آپ کو جلدی طب پڑھاؤں گا۔ اس کے جواب میں میں یہی عرض کرتا رہا کہ مجھے تصوف کے بغیر اور ہی علم سے شفقت نہیں اس لئے معذور ہوں مگر جب ہی طرح ہی سال گذر گئے تو ایک دن حضرت مولانا صاحب مہمان خانہ میں تشفی لانے اور ایک طب کی

کتاب میرے ماتھ میں دے کر فرمایا اب تو میں آپ کو پڑھائے گا۔ میں نے جب حضورؐ یہ شفقت دیکھی تو پڑھنے پر مجبور ہو گیا اور حضورؐ سے طب کی بعض کتابیں بالاسباق پڑھتا رہا۔ اس کے بعد آپؐ کی توجہ سے مجھے اس علم کا اتنا شوق پیدا ہوا کہ میں نے بعض نئے روایت چلتے مسافروں سے بھی پوچھے ہیں اور ان سے فائدہ اٹھایا ہے اور پھر آج تک جو جو خبر بات میں نے ہندوستان کے تصنیفی سحر و سحر کے دراپنے اکٹھے کی ہیں ان کو اکٹھا کیا جائے تو مجھے امید ہے کہ اس سے ہندوستان کی کتاب مرتب ہو سکتی ہے اور ان میں سے اکثر نئے ایسے صدیقی خبر بات سے ہیں جو بعض خاندانوں میں چھپا پشت سے مخفی چلے آئے ہیں اور عام لوگ ان سے واقف نہیں ہیں۔ اور ان میں سے بعض و ملحق کے لحاظ سے بھی اللہ تعالیٰ نے مجھے ان ایسے مریشوں کے بارے میں کامیابی عطا فرمائی ہے جو ہندوستان کے بعض مشہور راہبوں سے مایوس ہو چکے تھے۔ الحمد للہ علی دالک

## آپ تو حکیم ہیں

سیدنا حضرت مسیح موعود، علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حسیں دیات میں جب اللہ تعالیٰ نے میری تبلیغ کے واسطے سے میری زندگی کے عام لوگوں پر اور برائیوں کے دیہات پر اتمام حجت فرمائی تو ایک رات میں سے خواب میں دیکھا کہ سیدنا حضرت مسیح موعود، علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارے گاؤں میں تشریف لائے ہیں اور میرے چچا، بھائیوں خانہ عام حسین صاحب اور خانہ فضل حسین صاحب کی دعوت پر بھی میں کھڑے ہو کر ان کو احمدیت کی مخالفت کی وجہ سے رشتہ فرما رہے ہیں اور میری طرف متوجہ ہو کر حضور علیہ السلام فرماتے ہیں

آپ تو حکیم ہیں

اس وقت خواب میں میں نے یہ بھی دیکھا کہ میرے یہ بھائی اور ان کو مدد کی جگہ کھڑے ہیں۔ اس خواب کی تعبیر میں جہاں یہ تنبیہ ہوئی کہ یہ لوگ دوسرے یعنی یا کے مال، مثال، عزت کی وجہ سے احمدیت کی نفرت سے محروم ہیں۔ اس حکیم کے لفظ کے تعلق مجھے یہ بھی معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ مجھے من بروت الحکمة فغداؤنی حیوا کثیرا 18 کے مطابق قرآن مجید کے اسرار و حکمت کی باتوں سے فائدہ اٹھائے گا اور اس حیرت سے بہرہ ور فرمائے گا۔ چنانچہ واقعی اس راہیے صداقت کے ماتحت جہاں اللہ تعالیٰ نے مجھے تعلق قرآن سے آکا فرمایا۔ اس حکیم کے لفظ کے معنی معنوں کی

رو سے مجھے عام طب کی خدمت سے بھی متنوع فرمایا۔ اور ایک دفعہ ایک کامیاب علاج کرنے پر شخص خدا کے فضل سے مجھے ”زبدۃ العلماء“ کی سند بھی مل گئی اور اس طرح عام کی لحاظ سے بھی حضرت اللہ کے فضل پر رے ہو گئے۔ الحمد للہ علی ذالک

### ایک روحانی تشبیہ

یہاں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد مبارک میں ایک دفعہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں موضع گھگے کی (جو میرے گاؤں موضع راجپلی کے پاس ہی ایک گاؤں ہے) کے لوگوں کو مخاطب کرتے یہ کہتا ہوں کہ میں تمہیں ان طرح ارادہ ہوں جس طرح حضرت لوط علیہ السلام نے اپنی قوم کو ڈرایا تھا۔ اس خواب کی تفسیر مجھے یہی معلوم ہوئی کہ جس طرح حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کے لوگ حق کو قبول کرنے اور سچے بننے سے غم رہے انی طرح یہ لوگ بھی میری تبلیغ سے کوئی حاسر قبول نہیں کریں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ میں شب و روز ان لوگوں کو حق پر لانے کی کوشش کرتا رہا مگر یہ لوگ انی طرح غم کے غم ہی رہے۔ ہو سکتا ہے کہ یہ خواب کسی اور رنگ میں بھی پوری ہو جائے مگر اس وقت تک تو اس کی یہی تفسیر معلوم ہوتی ہے۔

### بہشتی مقبرہ

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عیس حیات میں ایک دفعہ میں نے یہ بھی خواب میں دیکھا تھا کہ میرے گاؤں موضع راجپلی کے بار ایک زمین میں کچھ قبریں ہیں جن کے متعلق مجھے حدتوں کی طرف سے بتایا گیا کہ یہ شقی لوگوں کی قبریں ہیں۔ اس رات رات میں ابھی تک تو کوئی قبرستان نہیں ہے ہو سکتا ہے کہ کسی زمانہ میں موضع مذکور کے لوگوں میں سے یا ان کی اولاد میں سے کچھ ایسے پاپے درشت اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مدانی لوگ پیدا ہو جائیں جن کی قبریں اس جگہ بنائی جائیں۔ ایک دفعہ موضع راجپلی میں میرے ایک کاغذ پر مہکات احمد سہیل بھی میرے ساتھ گیا تھا تو اسے بھی میں نے یہ جگہ دکھائی تھی۔

## حضرت خوا کی فرمائش

حدِ حق کے فضل سے مجھے نوجوانی کے زمانہ سے ہی عمارتیں کرنے کی عادت ہے اور جب میں دعا شروع کرتا ہوں تو اس میں سب سے اول حدِ تعالیٰ کی تعظیم و تہجد کے قیام اور اس کے نبی و پیغمبر کے روحانی اثرات و مقاصد کے پورے ہونے کے لئے عمارتوں اور پھر دل سے لئے ہر ہر تک کے تمام معجزات، خصوصاً مختلف صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کی روحانی و جسمانی اولاد کے لئے بھی عمارتیں کرتا رہتا ہوں۔

اس ضمن میں ایک دفعہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں جنت کے ایک باغ میں بیٹھ ہوا ہوں کہ اچانک میرے سامنے سے ایک عورت نمودار ہوئی جس کا قد و قامت درختوں کے ٹک بٹک اونچی تھا جب میں اسے بلحاظ قامت بالادیکھ کر حیران ہوا تو مجھے حدِ تعالیٰ کی طرف سے بتایا گیا کہ یہ عورت تمہاری ماں خاتون ہیں۔ چنانچہ جب آپ میرے پاس پہنچیں تو آپ نے مجھ سے فرمایا کہ آپ سب لوگوں کے لئے دعا کرتے ہیں میرے لئے یہ نہیں کرتے۔ میں نے کہا بہت چھاپ آپ کے لئے بھی دعا کیا کروں گا۔ اس کے بعد میں نے آپ سے پوچھا کہ آپ کی اور حضرت آدم علیہ السلام کی عمر میں کتنا فرق ہے۔ اس کے جواب میں آپ نے فرمایا کہ میں حضرت آدم علیہ السلام سے بیس سال بعد پیدا ہوتی ہوں۔

اس خواب کے بعد میں آپ کے ارشاد کی تعمیل کرتا رہا مگر آپ کے قد و قامت اور حضرت آدم سے بیس سال بعد پیدا ہونے کی حقیقت معلوم نہیں ہو سکی۔ واللہ اعلم بالصواب

## وقفِ قرآن

ایک دفعہ میں سورہ بقرہ کا آخری رکوع پڑھ رہا تھا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے الہام کے ذریعہ سے بتا دیا کہ جب کل اس ماللہ و ملکک و رسلہ کا شعر پڑھا جائے تو رسلہ کے لفظ پر وقف کرنا چاہیے۔ ہمارے پنجاب میں اکثر لوگ لا بفرق ہیں احب من رسلہ پر وقف کر لیتے ہیں مگر پہلے رسلہ پر وقف نہیں کرتے۔ ہاں علیہ السلام مسیح اول رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایک دفعہ جب میں درخوابہ مال اللہ بن صاحب اور ناکہ مرزا یعقوب بیگ صاحب اور لال شاہ صاحب برقی پشاوری

ایک ہند کی صورت میں ریاست میسور کے شہنشاہ میں گئے اور وہاں ایک جلسہ میں پیر سید صاحب ندوی اور مولانا شوکت علی صاحب بریل اور خاں صاحب مولوی ۱۰۰۰ غنار علی صاحب حمدی وغیرہ کے علاوہ ہماری بھی تہہ پریں ہوئیں تو جلسہ کی کاروائی ہونے سے قبل ایک عرب نوجوان نے سب قرآن مجید کی تلاوت کی تو اس نے انہی آیات کو تلاوت کرتے ہوئے دسلہ پر متنب ہوا اور دوسرے دسلہ پر بھی اس کے علاوہ قرآن مجید کے بعض نسخوں سے بھی میرے اس الہام کی تائید ہو گئی۔ الحمد للہ علی دالک

### نکتہ معرفت

منا ۱۹۰۱ء کا ذکر ہے کہ ایک دفعہ میں حضور قدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ اقدس میں حاضر تھا کہ حضور علیہ السلام نے تو میری تعالیٰ پر ایک تہہ پری فرمائی اور اس میں ارشاد کیا کہ بعض لوگ سی کے احسان پر امدت نہ دینے کے بغیر ہی شکر اک کہہ دیتے ہیں حالانکہ نظر غائر دیکھا جائے تو زرہ سے معرفت یہ ظاہر بھی اپنے اندر ایک کونہ شکر کا پلا رہتا ہے چونکہ احسان کرنے والے کی ذات درود پہنچ جس کے درپے وہ محسن بنا ہے وہ بھی درحقیقت اللہ تعالیٰ ہی کی پیدا کی ہوئی چیزیں ہیں۔ اس لئے ممنون احسان کو چاہیے کہ وہ شکر اک اللہ کہنے سے قبل اللہ تعالیٰ کی توصیف و تحمید بیان کرے اور احسان ہوئے پر امدت کہے چونکہ معرفت اور حقیقت کے لحاظ سے یہ ضروری ہے کہ سب سے اول خالق اسباب کا شکر یہ کیا جائے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ تہہ پری منا ۱۹۰۱ء کے اخبار الحکم کی ڈائری میں بھی موجود ہے۔

### مقصد انبیاء علیہم السلام

ایسا ہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ عالی میں جب بعض لوگوں کی طرف سے دنیاوی مقصد کے حصول کے لئے دعا کی درخواست ہوئی اور ان کے خطوط موصول ہوتے تو حضور نور شاہ فرمادے کرتے تھے کہ

”میں جس دنیا کو چھڑاؤں گے اسے آئے ہیں یہ لوگ میری پیام سے مانگتے ہیں“

کاش ہمارے یہ دوست جو ہم سے دیا کے متعلق دعا راتے ہیں یہ صد بے نفس اور



خدمتِ ملام کے متعلق بھی اپنے لوگوں میں ایسی ہی تڑپ محسوس کریں جیسا کہ دنیا کے لئے محسوس کرتے ہیں۔

یہ حضورِ قدس صلیہ وسلمؐ و اسلامؐ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ انی، وہنتوں کی درخواستیں دعا کے متعلق اس غرض سے ہوتی ہیں کہ ان کا ملاں کام ہو جائے اور مال و دولت مل جائے یا دیوی و رچی مل جائے اور یہ وہیں کو صحت ہو جائے مگر ایسی درخواستیں بہت کم ہوتی ہیں جن میں یہ لکھا ہو کہ آپ میرے لئے دعا کریں کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی اور رسول کی محبت نصیب ہو اور خدمتِ میں کی طرف رجعت پیدا ہو اور ملاں کڑوری اور یہی جو مجھ میں پائی جاتی ہے اللہ تعالیٰ اسے اور بڑا کرے۔

حضورِ قدس صلیہ وسلمؐ و اسلامؐ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ مومنوں کا کام تو یہ ہے کہ سب کام ایک شغل وین سے تعلق رکھتے والا ہو اور جیسے کافر لوگ، یا اور دنیا کے مال و دولت اور ایک چیز سے نفرت کی بنا پر ترقی کے لئے کوشش کرتے ہیں ایسے مومنوں کو چاہیے کہ وہ ان کے مقابل میں غیرت کا ثبوت دیتے ہوئے اپنی جان و مال اور گھریلو دین کی خدمت میں لگا کر، ان کو دنیا میں قائم کر دیں تاکہ دنیا میں خدا تعالیٰ کا جلال ظاہر ہو اور اسلام پھیلے چو لے اور ہرے تمام ایام پر غائب ہے۔

پھر حضور صلیہ وسلمؐ و اسلامؐ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ میں آپ لوگوں کو دنیا کے کاموں سے بالکل منع نہیں کرتا بلکہ میرا اصل مسلک جس پر میں لوگوں کو قائم کرنا چاہتا ہوں یہ ہے کہ لوگ دین کو دنیا پر مقدم رکھتے ہوئے دنیا کا شغل اختیار کریں۔

نوٹ۔ حضورِ قدس کے مذکورہ بالا ارشادات کے اصل الفاظ تو شاید سب سے پہلے میں آئے مگر جو مطلب اور مفہوم مجھے اب تک یاد ہے وہ یہی تھا۔

### اسمِ اعظم

ایک دفعہ مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہاماً بتایا گیا کہ سورہٴ نبین کی آخری تین آیات میں اسمِ اعظم پایا جاتا ہے وہ آیات مندرجہ ذیل ہیں۔

وَلَيْسَ الْبَدَنُ خَلْقُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ مَقَادِرُ عَلَىٰ أَنْ يَخْلُقَ مِنْهُمْ مَنْ وَهُوَ الْخَلَّاقُ الْعَلِيمُ ﴿١﴾ اَسْمَا اَمْرِهِ اِذَا ارَادَ شَيْئًا اَنْ يَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ﴿٢﴾ فَسُبْحَانَ الَّذِي يَهْدِي مَلَكُوتَ كُلِّ شَيْءٍ وَ اِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٣﴾

## موضع گوڑیالہ کا واقعہ عبرت

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد مبارک میں جبکہ وہ خاب کے مختلف علاقوں میں حاعون کے حملے ہو رہے تھے میں تبلیغ کی غرض سے موضع گوڑیالہ تحصیل کھاریاں ضلع کجرت گیا۔ وہاں ایک مجلس احمدی چوہدری سلطان عام صاحب کے پاس چند دن رہا۔ اور ان قیام میں ہر رات میں ان کے مکان کی چھت پر چڑھ کر قرآن پڑھتا رہا اور لوگوں کو احمدیت کے تعلق سے بتاتا رہا۔ چونکہ سقہریوں میں ان لوگوں کو حاعون وغیرہ کے مذاہب سے بھی ڈراتا رہا۔ اس سے ایک دن صبح کے وقت اس گاؤں کے کچھ افراد میرے پاس آئے اور سے گئے آپ نے سقہریوں میں مرز صاحب کے نہ ماننے والوں کو حاعون وغیرہ سے بہت ڈرایا ہے مگر آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ موضع گوڑیالہ بہت ملندی پر واقع ہے اور پھر اس کی فضا اور آب و ہوا اتنی عمدہ ہے کہ یہاں ہونی نہ ٹیم پیچھی نہیں سکتے میں نے نبایہ بالکل درست ہے مگر آپ لوگ یہ بتائیں کہ مجھ سے پہلے کبھی کوئی احمدی مبلغ اس گاؤں میں آیا ہے جس نے آپ کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تبلیغ کی ہو کہنے گئے نہیں آپ سے پہلے تو کوئی مبلغ اس گاؤں میں نہیں آیا۔ میں نے کہا تو بس یہی وجہ ہے کہ آپ کا گاؤں ابھی تک محفوظ ہے۔

اب میری تبلیغ اور آپ لوگوں کے انکار کے بعد بھی اگر یہ گاؤں خدا تعالیٰ کے مذہب سے محفوظ رہا تو پھر میں سمجھوں گا کہ واقعی اس گاؤں میں خدا تعالیٰ کے ارشاد و ما کسا معدنیہ حتیٰ نبیث رسولہ 19 کے وعید کو روک سکتی ہے۔

خدا تعالیٰ کی حکمت ہے کہ میں تو ان لوگوں کو یہ بات کہہ کے چلا گیا مگر اس کے چند دن بعد ہی اس گاؤں میں چوہدری نے شرم ہو گئے اور پھر حاعون نے ایسا شدید قتلہ کیا کہ اس گاؤں کے اکثر محلے موت نے خالی کر دیئے۔ اور ہی لوگ بھاگ کر رہ گئے۔ یہاں میں چلے گئے۔

بعد میں جب چوہدری سلطان عام صاحب مجھ سے ملے تو انہوں نے بتایا کہ اس حاعون کے بعد جا بجا لوگوں میں یہی کہہ چاہتا تھا کہ جو کچھ احمدی مولوی صاحب نے کہا تھا وہ بالکل سچ تھا۔ ہے۔ مگر افسوس ہے کہ پھر بھی ان لوگوں کی آنکھیں نہ کھلیں اور نہ اہمیت سے غور فرمایا ہے۔

## گالیوں کا انجام

ایک دفعہ موضع کولوتارہ میں مولوی محمد حسین کولوتارہ ہی سے میرا مناظرہ ہوا۔ جس میں بھٹی قوم کے ایک معزز رہیندار میاں سردار خاں صاحب رئیس بھاکا جھیاں تحصیل حافظ آباد ضلع کوٹہ نور احمدی ہو گئے۔ احمدیت کے بعد میاں صاحب موصوف اس حلقہ میں اخلاص و ایمان کے لحاظ سے نمونہ کے حمدی تھے اور تبلیغ کے امتیاز شداد تھے کہ شب و روز اپنے حلقہ میں تبلیغ کرتے رہتے تھے۔ اور سڑ بجھے بھی اپنے گاؤں میں لے جاتے اور رات کے وقت اپنے مکان کی چیت پر مجھ سے تقریریں کروا دیتے تھے۔ ان کے گاؤں کے بھٹی لوگ چونکہ احمدیت کی وجہ سے ان کے بے حد معاد تھے اس لئے سب بھی میں ان کے گاؤں میں جا کے تقریر کرتا تو کوئی نہ کوئی شریہ الطبع آدمی ان کے گھر کے پاس آ کر مجھ کو اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گالیاں دیتا شروع کر دیتا۔ جن کے جواب میں میں تو ان لوگوں کو کوئی سی سی سمجھا دیتا مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توحین کی وجہ سے خدا تعالیٰ کی غیرت ان لوگوں کو ہمیشہ جلاک کرتی رہی۔ چنانچہ سب سے پہلے چوہدری محمد یار نے جو احمدیت کا بے حد معاد تھا۔ گالیاں دیں تو دوپہار نوں میں مر گیا۔ اس کے بعد چوہدری صلاحتی خاں نے گالیاں دیں تو دوپہار نوں میں مر گیا اس کے بعد ایک اور رشیدیہ دشمن نے گالیاں دیں تو وہ مر گیا۔ پھر چوہدری مستی خاں نے گالیاں دیں تو دوپہار پونے تین بجے کے مر گیا۔ مگر پھر بھی افسوس ہے کہ ان لوگوں نے کوئی قائد و نہ اٹھایا حالانکہ ان امتعات کا ان لوگوں میں اتنا چہ چوتھا کہ اس کے بعد جب بھی میں اس گاؤں میں گیا ہوں مجھے دیکھ کر یہ لوگ یہی کہتے رہے ہیں کہ ہمارے ”دیسوں کو مارے والا“ آیا ہے۔

میں سردار خاں صاحب نے ان لوگوں کو سمجھایا بھی کہ تم لوگوں نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور مولوی صاحب کی توحین کا انجام بار بار دیکھا ہے اگر اب بھی تم احمدیت کو قبول نہ کرو تو پھر تمہاری کتنی پر قسمتی ہے۔ مگر افسوس ہے کہ چہ بھی ان لوگوں کو حق قبول کرنے کی توفیق نہ ملی۔

## تاخیر دعا

ایک دفعہ میری بیوی کے نہ سے بھائی عظیم محمد انجیل صاحب لی ایک ”امی“ سے لڑائی ہوئی جس

میں حکیم صاحب سے اس آدمی کو مار مار کر بولہبان کر دیا۔ اس معزوب کے وارثوں نے جب اسے قریب الموت پایا تو وہ اسے چار پائی پر ڈال کر حافض آباد کے تھانے میں لے گئے۔ میری خوشدہا من صلاح نے جب یہ واقعہ سنا تو مجھے حکیم صاحب موصوف کے لئے دعا کرنے کے لئے کہا میں نے جب اس کے لئے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے مجھے ایسی تسکین دی کہ میں نے دعا کے بعد ہی سب گھروالوں کو بتا دیا کہ نہ تو وہ معزوب مرے گا اور نہ ہی اس کے وارث اسے حافض آباد کے تھانے میں لے جائیں گے اور نہ ہی مقدمہ دائر کریں گے۔ چنانچہ اس دعا کے بعد واقعی دو لوگ جو زنجی کو اٹھا کر حافض آباد لے جا رہے تھے جب تقریباً ڈیڑھ گھنٹے کا فاصلہ طے کر کے حافض آباد اور اپنے گاؤں کے درمیان ایک سہرے کے پل پر پہنچے تو وہاں سے پھر واپس آ گئے اور اس کے بعد وہ معزوب جو تھانہ قریب الموت ہو چکا تھا وہ بھی چند دنوں میں اچھا ہو گیا اور حکیم صاحب کے خلاف مقدمہ بھی ہی نہ دائر نہ کیا۔

## ایک روحانی بشارت

جب میرے بھائی کا حزیں مہینوں اقبال احمد علی بھی بچہ ہی تھا تو میں نے خواب میں دیکھا کہ میں درمیر کی بیوہ اور میرے موصوف سید صاحبہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھر میں تعلیم ہیں اور اس وقت مجھے یہ بھی محسوس ہوا کہ میری اہلیہ حضرت قدس علیہ السلام کی لڑکی ہے اور میرے موصوف صاحبہ کا بوسہ ہے۔ پھر میں نے دیکھا کہ میں اور میرا بیٹا سید صاحبہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس دھار ہے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے مجھے دعا دیتے ہوئے فرمایا:-

”جانتیوں کوئی لوڑ نہ رہے“

یہ پنجابی زبان کا ایک فقرہ ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ خدا تعالیٰ تیری سب حاجتیں پوری کرے۔

اس خواب کے بعد واقعی آج تک خدا تعالیٰ میری ہر ایک ضرورت کو من حیث لا یحبس پورا فرما رہا ہے اور میرے گھر ۱۰ لے اور میرے پاس رہنے والے ۱۰ لے اور لوگ اس روحانی بشارت کو اپنی آنکھوں سے پورا ہوتے دیکھ رہے ہیں۔ الحمد للہ علی دالک

## اللہ تعالیٰ تیری اولاد کو وسعت دے گا

یہاں ایک مرتبہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک فرشتہ جس کا نام عبید اللہ ہے، ہمارے گھر آیا ہے اور ہمارے ساتھ ہی دسترخوان پر بیٹھ گیا ہے اور مجھے کہتا ہے

”خدا تعالیٰ تیری اولاد کو وسعت دے گا“

اس خواب میں دسترخوان پر بیٹھے ہوئے فرشتہ کے مذکورہ بالا کلمات فرمانے سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ وسعت دنیاوی حسنت سے بھی تعلق رکھتی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

## عبدالمغنی دہریہ

ایک دفعہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے الہام آیا کہ

”عبدالمغنی دہریہ“

اس الہام الہی کا اثر برسی محسوس آدمی سے تعلق نہیں تو اس کی تعبیر یہی معلوم ہوتی ہے کہ جب خدا تعالیٰ بعض آدمیوں کو اپنی صفت مغنی کے ماتحت یا کے مال، اسباب اور ساش عطا فرماتا ہے تو وہ بجاے اس کے کہ خدا تعالیٰ کے آستانہ پہ بھیجیں وہ بیت کی طرف مال ہو جاتے ہیں۔ سیدنا حضرت مسیح موعودؑ نے خوب فرمایا ہے ۔

”مہ مال در تمہا ہے یا رعد انواری“

کہ می تواند نگارن آبی و ستان عشرت را

20

## الہام الہی سے محرومی کی وجہ

ایک دفعہ میں اس مسئلہ پہ غور کر رہا تھا کہ انسان کن وجوہات کی بناء پر اللہ تعالیٰ کے بہام و برقی سے محروم ہو جاتا ہے کہ اچانک مجھ پہ تشفی حامت جاری ہوئی اور ایک جاذبہ میرے سامنے پیش آیا یہ جس پر علیٰ حرف میں قرآن مجید کے انیسویں پارہ دلی یہ آیت تحریر تھی۔

وقال المدین لا یروحون لقاءہ لولا امرل علیا الملئکة او مری دما اسکبروا علی انفسہم

### وَعْتُوا عَتَا كَبِيرًا

یعنی وہ لوگ جو ہماری ملاقات سے ناامید ہو چکے ہیں انہوں نے کہا کہ کاش ہم پر بھی فرشتے تارے جاتے یا ہم بھی خدا تعالیٰ کو پہنچتے۔ کھینا ان لوگوں نے اپنے آپ کو تلبہ میں مبتلا کر دیا ہے اور بہت بڑی سرشتی کے مرتب ہو گئے ہیں۔

اس کشف کے بعد اس آیت کریمہ کے درمیان اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ بھی یاد فرشتوں کے بروں اور دیگر برائی سے غروئی کی وجہ ہمیشہ لوگوں کا تلبہ اور احکام الہی سے سرکش ہوا کرتی ہے معبود باللہ من شرور انفسا ومن میناب اعمال

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خوب فرمایا ہے ۔

پند آتی ہے اس کو خاکساری

تزلزل ہے رودرگاؤ باری **21**

### جھوک مہدی والی

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد مبارک میں جب میں اپنے سرال موضع جھوک کوٹ آیا تو یہاں "سر" میں سے یہ "م" خلیفہ محمد حیات صاحب کی فرمائش پر ایک چٹائی ظم (جھوک مہدی والی) کے نام سے لکھی۔ چونکہ اس جھوک میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کے دلائل نہ بین کے علاوہ میں نے جذبات عقیدت کا اظہار بھی کیا تھا اس لئے یہ جھوک بہت پسند کی گئی اور شائع ہوئے کے بعد بعض لوگوں کی مدایت کا موجب ہوئی اور پنجاب کے اکثر ایسے ہی مہدیوں میں سے اتنی قبولیت حاصل ہوئی کہ آج تک شاید بیسویں مرتبہ شائع ہو چکی ہے اور اب پھر مولوی عبداللطیف صاحب شاہ گجراتی نے اسے لاہور سے شائع کر کے افضل اخبار میں اشتہار دیا ہے۔

مزید برآں اس جھوک کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جن دنوں ایک مقدمہ کی وجہ سے لاہور اسپتال تشریف فرما تھے تو میری بیوی کے بھائی میاں عبداللہ خان صاحب نے اسے حضور کی خدمت عالیہ میں پڑھ کر سنایا تھا۔ حاداداریں حضرت علیہ السلام اول رضی اللہ عنہ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی علیہ والہ وسلم نے بھی اسے سن کر پسند فرمایا تھا۔

## نظر کرم

مہر غلام محمد صاحب ساکن سعد اللہ پور ضلع کجرات جن کا ذکر پہلے بھی چکا ہے کو عرصہ سے ایک  
میں بیماری لاحق تھی جس کی وجہ سے ان کے سر اور دھار کی بعض رکوں میں نمیں اٹھنے سے سخت تکلیف  
ہوتی تھی۔ نموں نے اس بیماری کا علاج تو بہت کر لیا مگر کوئی فائدہ نہ ہوا۔

ایک دفعہ ہم تھان، یان مقدس میں حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ عالی میں حاضر ہوئے  
تو میں نے حضور عالی کی خدمت میں پیش کرنے کے لئے مہر غلام محمد صاحب کو اعلیٰ کے لئے ایک عریضہ  
لکھ دیا۔ اس کے آخر میں کچھ پنجابی کے اشعار بھی تحریر کرے۔ یہ جن میں سے ایک شعر یہ تھا۔

مام غلام محمد میرا میں تیریاں دوج غلاماں

بھ کے نظر کرم دی نمیں دل نکلیں پاک اماماں

ترجمہ۔ میرا غلام محمد ہے میں آپ کی مانی میں ہوں۔ اے میرے پاک امام میری  
طرف اپنی نگاہ کرم فرما میں۔

عند ملاقات حضور علیہ السلام نے جب مہر غلام محمد صاحب کے اس عریضہ کو پڑھا تو مجھے ہی طب  
کر کے فرمایا کیا یہ شعر آپ نے کہیں نہیں سنا ہے؟ عرض کیا کہ میں نے ہی کہیں نہیں سنا  
کے بعد حضور علیہ السلام نے مہر غلام محمد صاحب کی طرف دیکھا تو اس کی یہ بیماری ہی وقت دور ہو  
گئی۔ چنانچہ اس کے بعد مہر غلام محمد صاحب ہمیشہ حضور علیہ السلام کے اس عجیبہ سی نی کا ذکر کرتے  
رہتے تھے۔

## مکتوبات گرامی

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت راشدہ کے بعد حد کے فعل سے مجھے نہ  
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت عالیہ میں خطوط لکھنے کا موقع ملتا رہا ہے مگر انہوں نے نہ  
مکتوبات گرامی میں سے جو میرے خطوط کے جواب میں حضور علیہ السلام کی طرف سے موصول ہوتے  
رہے اس وقت صرف تین مکتوبات ہی ملے۔ اسے پاس موجود ہے اور باقی مکتوبات ضائع ہو گئے  
ہیں۔ ان تین مکتوبات میں سے ۱۰ مکتوبات تو حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی رضی اللہ عنہ





مولوی امام الدین صاحب کو السلام علیکم پہنچادیں۔

(عبد الکریم ۷ جولائی ۱۸۹۹ء)

### مکتوب دوم

مندرجہ ذیل خط پیرہجہ اتنی صاحب کے قلم سے لکھا ہوا حضرت اقدس کی طرف سے مجھے موضوع رنگی میں یکم جنوری ۱۹۰۰ء کو وصول ہوا تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم - محمد و مصلی علی رسولہ الکریم  
 السلام علیکم۔ حضرت امام اترمان علیہ الصلوۃ والسلام نے آپ کا مکتوب عربی جس کی منظر اور  
 جس کا جملہ جملہ شوق و ذوق سے پڑھا ہوا ہے۔ لانا نے لانا تامل و نظر فرمایا۔ ارشاد فرمایا کہ گاد گاد اور  
 کثرت یہاں لانا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ رحمہم الراحمین ہے والذین جاہدوا فلینا لہدینہم سیدنا **22**  
 والسلام

ارکان یان کتبہ اتنی یکم جنوری ۱۹۰۰ء

### مکتوب سوم

یہ خط ۱۲ فروری ۱۹۰۰ء کا لکھا ہوا ہے حضرت مولوی عبد الکریم صاحب کی تحریر ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جناب مولوی صاحب السلام علیکم

آپ کا منظوم خط کارنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں پہنچا۔ حضرت نے  
 پڑھا۔ اللہ تعالیٰ آپ کے اخلاص و مودت میں ترقی دے۔ مولوی صاحب اصل بات یہ ہے کہ  
 یہاں بیٹھنے کے بغیر علم صحیح اور عقیدہ صحیح ہاتھ نہیں آتے۔

حضرت نے یہ قہر میرا سالہ الحکم کی خبروں میں شائع ہوا ہے امید ہے آپ نے پڑھ لیا ہوگا۔

والسلام

عبد الکریم ارکان یان ۱۲ فروری ۱۹۰۰ء

## حواله جات

- 1- تذكرة روض ٣٩١ طبع ٢٠٠٣ء
- 2- تذكرة روض ٣٥١ ٣٩٨ طبع ٢٠٠٣ء
- 3- تذكرة روض ٣٢٩ طبع ٢٠٠٣ء
- 4- كشف الحقائق جلد ١ ص ٣٥٨
- 5 صحيح مسلم كتاب الايمان باب بيان حكم عمل الكافر اسلم بعده
- 6 سنن النسائي كتاب الصلوة العتيد باب كيف الخطبة نصير ابن كثير الحجر الاول ص ٥٥٤
- 7- المدخل ٢٥
- 8- متدرک الحاكم مناقب حبيب بن سلمة المبرک جلد ٢ ص ٢٢٤
- 9- الفصح ٥
- 10- النساء: ٤٠
- 11- يونس: ٦٣-٦٢-
- 12 اتحاف السادة المتقين بشرح احياء العلوم الدين كتاب الاسرار الصبوة باب فصيلة المكتوبة جلد ٣ ص ١٠
- 13- شرح سنن ابن ماجه جلد ١ ص ٤٥
- 14 المدثر: ٣٣
- 15- الحجر: ١٠٠
- 16- الفجر: ٢٩
- 17- سنن الترمذی کتاب الزهد باب ما جاء في ذهاب البصر
- 18- البقرة: ٢٤٠
- 19- هـي اسراييل: ٦١-
- 20- بين مالائ اسلام- رواتي ثر ابن جلد ٥ ص ٥٥
- 21- حقيقة الوقي- رواتي ثر ابن جلد ٢ ص ٥٥١
- 22- العنكبوت ٤٠

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
 بحمده و بصلی علی رسولہ الکریم  
 هو الحق نه

# حیات قدسی

یعنی

المقالات القدسیه فی  
 الافادات الاحمدیه

جلد سوم

باہتمام

سیٹھ محمد معین الدین احمدی۔ چنت کدہ

تاج پریس حیدرآباد دکن

جنوری ۱۹۵۴ء



## عرض حال

حیات قدسی یعنی سوانح حیات حضرت مولانا غلام رسول صاحب فاضل راجیکی مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے پہلے دو حصے ماہ جنوری، ماہ ستمبر ۱۹۵۱ء میں طبع ہو کے ہیں جو جناب سید محمد علی محمد صاحب الدین ایم۔ اے کے زیر انتظام طبع ہوئے ان میں مندرجہ واقعات اور حالات خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت ہی موثر اور باعث ازدیاد ایمان ہیں اور بزرگان سلسلہ نے ان کی طباعت و اشاعت پر اظہار خوشنودی فرمایا ہے۔ اگرچہ اس بات کا افسوس ہے کہ بودہ عجلت میں کام نہ انجام دینے کے کتابت کی بعض غلطیوں رونگی ہیں۔ امید ہے کہ آئندہ ہی حصہ کی اشاعت کے وقت اس کی تصحیح کر دی جائے گی۔

بہ خدا تعالیٰ کی توفیق سے تیسرا حصہ شائع کیا جاتا ہے یہ حصہ بھی حسب سابق خلاصہ مکتبہ کیا ہے یہاں کہ حضرت مولوی صاحب کا تحریر کردہ اصل مسودہ بہت ضخیم ہے اور فی الحال اس کی اشاعت کی ضرورت نہیں۔ اصل مسودہ کا خلاصہ نکالتے ہوئے اگرچہ مفہوم عبارت صحیح طور پر پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ مین ہونستا ہے کہ اس میں کتاب کے نمایان شاہ خلاصہ میں دو سلاست و روانی اور عالمانہ جھلک قائم نہ رہی مگر جو اصل مسودہ میں پائی جاتی ہے۔

بہر حال چونکہ اس کتاب کی اشاعت سے اصل غرض سلسلہ نقد کے تاریخی نکات و تاریخی واقعات کو محفوظ کرنا ہے۔ لہذا اس کو طبع کیا جا رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے فضل و کرم سے اس کتاب کو بابرکت بنائے اور اس کے پڑھنے والوں کی اشاعت کی بھی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اس حصہ کی تدوین، اشاعت میں کرم مولوی نہاٹ احمد صاحب راجیکی بی۔ اے، وقف رمدی تادیان نے بہت امداد فرمائی ہے اور اسی طرح کرم مولوی فضل الدین صاحب مبلغ جماعت میدر آباد شہر، حضرت مولانا راجیکی صاحب نے اس کا رتبہ میں خاص طور پر دلچسپی لی ہے۔ فہمراہما اللہ احسن الحوائج۔

اس مجموعہ میں بھی ۱۰ واقعات کی ترتیب کو ملحوظ نہیں رکھا جا سکا۔ یہ نکتہ ۱۰ین جلدی میں کی گئی ہے ترتیب کا کام انشاء اللہ آئندہ ایڈیشن میں لیا جائے گا۔ فی الحال ۱۰ واقعات کو مجموعہ پر ماضی وری سمجھا گیا ہے۔

میں مکرم مولوی محمد اسماعیل صاحب مولوی فاضل ہیکل پائیکورٹ یادگیر کا بھی مشکور ہوں جنہوں نے حیات قدسی حلد اول و حلد دوم کی کاپیوں کی حق الامکان صحت اور پرفہ کی صحت و طباعت کے کام کی نگرانی فرمائی، یہی طرح سو جو، و کتاب جلد سوم کا بھی ان رنگ کا کام انجام پایا۔ حیرۃ اللہ حیرا۔

بالآخر میں صاحب و عابدوں کو تارمین برامید سے واللہ محتہم کتاب پیٹھ محمد حسین صاحب حمدی مرحوم سابق صدر جماعت احمدیہ بیت منہ (کن) کے بلندی درجات کے لئے دعا فرما میں ورم سب کیلئے بھی کہ جو مرحوم کی اولاد میں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی رضا کی راہوں پر چلائے۔ آمین

خاکسدر

قام سلسلہ احمدیہ

محمد عین الدین - پنت منہ

(مداتی میدر با ۱۰۰ کس)

کیم بنوری ۱۹۵۳ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ  
وَعَلٰی عٰلِیْهِ السَّلَامِ الصَّبِيْحُ الْمَوْعُوْدُ وَالْهَمَامُ مَعَ النَّسِیْمِ

### باعث تالیف کتاب ہذا

کتاب ہذا کی تالیف کا باعث و سبب دراصل جلد اول میں درج ہوا ضروری تھا۔ لیکن چونکہ اس جگہ اندازِ رج نہیں پاسکا۔ اس لئے یہاں پر تحریر کیا جاتا ہے (مرتب)

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود، علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد سے اب تک انشاء اللہ نے جن سے مجھے میل ملاقات و نشست و برخاست کا موقع ملتا رہا۔ یہ خوشائش ظاہر کی کہ ان فیوض و برکات کو جو مجھے حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے خانا، منام کے تعلق و محبت و زیارت و صحبت سے حاصل ہوئے ہیں قلمبند کر کے محفوظ کر جاؤں تاکہ ان سے ادھری عید روحوں کو بھی فائدہ پہنچے۔ بالخصوص آئندہ آئے، الیٰ تسلیس ان سے نور و برکت حاصل کر لیں۔ ادباً کی اس خوشائش کو پورا کرے گا ہی، اللہ میں نے ارادہ کیا لیکن تبلیغی مصروفیتوں اور اکثر سفروں کی نقل و حرکت کی وجہ سے مجھے فرصت میر نہ آئی اور میں اپنے ارادہ کو عملی جامہ نہ پہنا سکا۔

۳۰-۱۹۳۹ء میں جب نوبو امان احمدیت نے یہ دیکھا کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ دن بدن اس فانی و یا سے عالم بقا کی طرف رحلت کرتے جا رہے ہیں اور ان کی تعداد یونانیوں کا کم ہوتی جا رہی ہے تو بعض مخلصین نے موبو، الوقت صحابہ کے حالات قلمبند کرنے کا اللہ ام کیا۔ اسی سلسلہ میں میرے کچھ حالات کتاب بشارت رحمانیہ میں بھی طبع ہوئے۔ لیکن وہ بہت ہی نامکمل و مختصر تھے۔ بعض روز جو انوں نے بھی حالات قلمبند کئے لیکن وہ ضائع نہ ہو سکے اور معدوم ہونا ہے کہ ۱۹۴۷ء کے قیامت خیز انتخاب میں ہمارا بہت سے نواسٹا ضائع ہوئے۔ ہمارے صحابہ کے حالات بھی ضائع ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

### ایک روایا کا ذکر

مارچ ۱۹۴۶ء میں جب میں سیدنا حضرت علیہ السلام مسیح اِنَّمَا فِیْہِ وَاللّٰہُ تَعَالٰی۔ ص ۱۱۲ پر کے ارشاد کے ماتحت دارالتبلیغ پشاور میں بغرض تبلیغ ۱۰۰ رس مقرر کئے گئے یا کیا تو بعض نامی نے

تجدید، تحریک کی کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عصار، دفیوض، برکات کو ضرور قلمبند کیا جائے۔ چنانچہ میں خاص طور پر اس دعا میں لگ گیا کہ اگر ان فیوض حاصل کا قلمبند کرنا اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق ہے اور اس سے اسلام اور احمدیت کی کچھ خدمت ہو سکتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی توفیق بخشی جائے۔

اسی اثناء میں جب میں دعاؤں میں لگا ہوا تھا تو سہری ۱۲/۱۳ جولائی ۱۹۳۶ء کی، رومیانی شب کو روپا میں مجھے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت نصیب ہوئی۔ حضور نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔

اے بیٹے، خدمت قرآن کریم پر بند

زبان پیشتر کہ مانگ برآمد نکلاں نامہ

ترجمہ اے بے خدمت قرآن پر کرماء جو اے اس سے پیشتر کہ یہ زباند ہو کہ نکلاں شخص (زندہ) نہیں رہا۔

جب میں خواب سے بیدار ہوا تو سوچنے پر مجھے معلوم ہوا کہ جہاں تک درس و تدریس اور تھارے کے، ویرید خدمت قرآن کا تعلق ہے اس کا تو مجھے ایک ہی عرصہ سے بفضلہ تعالیٰ موقع مل رہا ہے۔ میں ہوسکتا ہے کہ اس سے مراد قرآنی معارف، عقائد، دفیوض کو جو حضرت مسیح پاک و رب کے مقدس حنا کی نہکت سے مجھے حاصل ہوئے ہیں ان کو قرآنی شکل میں محفوظ کرنا ہو۔ واللہ اعلم بالصواب

میں نے یہ روپا سیدنا حضرت حلیمۃ السیاح الہیہ ایدہ اللہ تعالیٰ، مدد و اعتراف کی خدمت بہرمت میں تحریر کیا۔ اس کے جواب میں ۵ ستمبر ۱۹۳۶ء کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مندرجہ ذیل الفاظ تحریر ارشاد ہوئے۔

”اللہ تعالیٰ خوابوں کو مبارک کرے۔ اصل یہ تو قرآن کریم کی اشاعت ہی ہے اللہ تعالیٰ اس کی توفیق بخشے۔“

اس روپا اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے پیش نظر میں نے اس وقت جبکہ میری زندگی کے ”خیری یام ہیں۔“ عمر ستر سال سے تجاوز ہو چکی ہے، عمارت استخارہ کے بعد اس تاریخ کو مناسب وقت میں سے سمجھتے ہوئے شروع کر دیا ہے۔ اس کے نتیجے میں خیر و خیر انجام پانے کے لیے میں اپنے مانتے



و زمین مولیٰ کی امداد اور اعانت کا خواستگار ہوں۔ اے میرے محسن حقیقی ”رتکار“ ۰۰۰ کلاس خد تو  
 پی بے شمار عنایات اور بے پایاں رحمت سے میرے اُممیں و دعا گاریو۔ آمین

### جذبہ تشکر

اللہ تعالیٰ کی اس حقیر و ناتجربہ بے شمار اور بے حد و حساب رحمتیں میں جو بارہاں رحمت کی طرح  
 متواتر و پیہم مارل ہو رہی ہیں۔ اس محسن حقیقی کے خاص فضل و احسان نے مجھ حقیر و بے نوبہ و بدیشیں  
 کو یہ توفیق بخشی کہ مجھے حضرت احمد نبی اللہ مام و ہر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی  
 میں آپ کی بیعت و تصدیق کا شرف ۱۸۹۷ء میں حاصل ہوا اور ۱۸۹۹ء میں آپ کی زیارت و صحبت  
 سے استفادہ کا موقع ملا۔ اس نعمت عظمیٰ کا شکر ادا کرنا میرے بس کی بات نہیں اگر میں قیامت تک بھی  
 درگاہ قدس کے حقبہ عالیہ پر نہ سجدوں، رہوں تو بھی شکر ادا نہیں کر سکتا بلکہ ایک روز و فیصل  
 زیارت و صحبت کا بھی مجھ حقیر سے شکر ادا نہیں ہو سکتا۔

اس شکر یہ کہ میرے اہل میں سے ایک نے یہ بھی سمجھا ہے کہ میں اپنے ”قاہر و جبر“ حضرت  
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و اسلام اور آپ کے مقدس خانہ کے ان یوش کا جو عقائد و عقائد مجھے روحانی  
 طور پر حاصل ہوئے ہیں۔ سی قدر، رابطہ و نمونہ کے ذیل کے مقالات میں تحریر کروں گا۔ تاہم  
 سائید احمدیہ و رحمد ام و مشاق حضرت مسیح الاسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام اس سے بھی یوش و  
 روحانی حقائق و معارف حاصل کرتیں۔

وما التوفیق الا باللہ الموفق المستعان و بہ الاستعانة و علیہ التکلیف



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

# حیاتِ قدسی

جلد سوئم

## معیارِ صداقت

یہاں حضرت قدس مسیح موعود، علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہدِ حیات کا ذکر ہے کہ حضور قدس علیہ السلام یہ بندہ کس لاہور میں قیام فرما تھے۔ نماز عصر مسجد میں، نماز فجر جب حضور ماہِ تشریف لائے تو حضور کی معیت میں بہت سے اصحاب تھے یہ عمارت بھی مارگاہ قدس میں حاضہ تھا۔ آپ جب بنوئی جانب مسجد کی دیوار کے پاس پہنچے تو ایک صاحب نے عرض کیا کہ حضور ام مولوی ظفر علی خاں بیڑہ اخبار زمیندار یک مجلس میں طور اعلیٰ کے کمرے پر تھے کہ مہدی، مسیح، مہر نبی، رسول ہونے کا دعویٰ دیا جاتا ہے یمن صداقت کے ثبوت کے لئے کوئی نشان بھی پیش نہیں کیا جاتا۔ حضور قدس نے یہ سن کر فرمایا کہ ہماری صداقت کو معلوم کرانے کے لئے وہ نشان دے۔ رہائش گاہات اور عجائبات کہائے ہیں۔ طالبانِ ہدایت کی تسلی کے لئے ایک عظیم الشان نشان اُمّی مُعِیْنٌ مِّنْ اَزَادِ اَعَانَتِکَ وَ اُمّی مُہِیْنٌ مِّنْ اَزَادِ اِهَانَتِکَ کا الہام بھی ہے یعنی یہ کہ جو شخص میری اعانت کا ارادہ کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی اعانت کرنے والا ہوگا اور جو شخص میری اہانت کا ارادہ کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی اہانت کرے گا۔ یہ جو چاہے اس معیار کے رہے بھی میری سچائی کا کھلا نشان دیکھ لے۔

میں نے حضور کا یہ کلام فجر التیام اپنے کانوں سے سنا۔ ہوتا ہے الفاظ میں کچھ نہی بیشی ہوئی ہو مین مفہوم، مطلب قریباً قریباً یہی تھا۔ جو عرض کیا گیا ہے۔

وہ نشان نشان ہے کہ مولوی ظفر علی صاحب نے اس کے بعد ایک طویل عرصہ احمدیت کی مخالفت میں گزر رہے تھے۔ بعد اسی مہینے میں ارادہ اہانتک کے عید کی زد میں آئے۔ جس کا ذکر سلسلہ کے اخبارات میں بھی قلمبند تھا۔ رہا ہے۔ دو توبہ بیکار اور معذور ہو چکے ہیں لیکن ان کی اس ذلت اور توہین سے اب ان کی ہولاد میں سے بھی بعض حصہ لے رہے ہیں۔ فاعضروا بالاولیٰ الابصار

## مسئلہ حیات و وفات مسیح علیہ السلام کا تکرار

راہوں ضلع جالندھر کے ایک ڈاکٹر عبدالغنی صاحب تھے (چنایا لوی ڈاکٹر عبدالغنی جو مرتد ہو رہے اور تھا) وہ ایک دفعہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں میرے ساتھ ممبئی خانہ میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ وہ ان مشکوٰۃ میں انہوں نے یاں کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی تقریروں اور تحریروں میں وفات مسیح کا بار بار بیان کرتے ہیں ۹ سالہا سال سے اس مسئلہ کے متعلق اپنی تقریر اور کتب میں وضاحت کرتے رہے ہیں۔ میرے خیال میں اس نگرانی شاید یہ وجہ ہے کہ حضرت صاحب بھول جاتے ہیں اور خیال فرماتے ہیں کہ شاید اس سے پہلے اس مسئلہ کی وضاحت نہیں ہوئی۔ اس لئے دوبارہ ضرورت ہے۔

ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ آج میں حضرت صاحب سے اس بارہ میں ضرور دریافت کروں گا۔ اس کے بعد ہم دونوں نماز ۱۰۰ کرنے کے لئے مسجد مبارک میں آئے بعد نماز حضرت اقدس اندروں خانہ تشریف لے گئے بلکہ مسجد میں ہی حلقہ احباب میں بیٹھ گئے۔ ڈاکٹر صاحب موصوف نے اپنے استفسار کے متعلق ابھی ایک لفظ بھی منہ سے نہ نکالا تھا کہ حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ بعض آدمیوں کے دل میں یہ خیال بھی پیدا ہوتا ہے کہ ہم جو بار بار وفات مسیح علیہ السلام کا ذکر اپنی تقریروں اور تقریروں میں کرتے ہیں تو شاید یہ اس وجہ سے ہے کہ ہم بھول جاتے ہیں ورنہ اس تکرار کی کیا ضرورت ہے۔ دراصل بات یہ ہے کہ ایسا خیال کرنے والا تو شاید ہماری نسبت یہ خیال کرنا ہوگا کہ ہم بھول جاتے ہیں یا نہیں ہمارا تکرار ہے اس اہم مسئلہ کا۔ اگرچہ اس وجہ سے ہوتا ہے کہ پڑھنے والے اس کو نہ بھول جائیں۔ حضور اقدس کے الفاظ کا یہی مفہوم تھا جو میں نے درج کیا ہے جب مجلس ختم ہوئی اور حضور اقدس اندرون خانہ تشریف لے گئے تو ڈاکٹر صاحب، مرزا کسرا بھی مہمان خانہ میں واپس آ گئے۔ ڈاکٹر صاحب بحث ختم کر دے ہوئے کہنے لگے کہ ”تو کشف التلوٰۃ کا معجزہ دیکھ لے بھی دیکھ لیا ہے جو کچھ حضور نے وفات مسیح کے مسئلہ کے تکرار کے متعلق بیان فرمایا وہ میرے دل کا خیال تھا۔ جس کا جواب بغیر میرے استفسار کے حضور نے دیدیا۔“

## وفات مسیح علیہ السلام کے ذکر کی اہمیت

ہم کو جس قدر نقصان حیات مسیح کے عقیدہ نے پہنچایا ہے اور اس حربہ کے ذریعہ سے جس طریق پر عیسائی پادری مسلمانوں کو خلعت پر خلعت، کرلاکھوں مسلمانوں کو عیسائی بنانے میں کامیاب ہوئے ہیں اس کا اندازہ شاید اباب اس زمانہ میں بس کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ سرصلیب کے کام کا ایک معتد بہ حصہ پورا ہو چکا ہے نہ لگا سکیں۔ بین حضور اقدس کی جنت سے پہلے پادریوں کے، جل فریب کو حیات مسیح کے ایک عقیدے سے ہی بہت کچھ تقویت حاصل ہو رہی تھی اور صرف ہندوستان میں ہی ہزار ہا مسلمانوں کو ”زندہ نبی“ اور ”مرد نبی“ کے چہر میں ڈال کر عیسائیوں نے گمراہ کر دیا۔ چنانچہ ہندوستان کے مسلمان عام جو عیسائی ہوئے کے بعد مشہور پادری جتنے حیات مسیح کے عقیدہ سے عیسائیوں کا شمار ہوئے۔ مسیحیہ دونوں عربی کی سب سے بڑی ڈگری حاصل کر کے قارئین تحصیل ہوئے بعض پادری اس سے ملے اور کہا کہ مولوی صاحبان آپ نے عربی کی اعلیٰ درجہ کی ڈگری حاصل کی ہے۔ ہم آپ سے کچھ دریافت کرنا چاہتے ہیں انہوں نے کہا کہ پوچھے جو پوچھنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ ایک پادری نے دریافت کیا کہ اصول موضوعہ متعارفہ کے رہے جس امر کی صداقت ثابت ہو جائے اسے نہ قبول کرنے والا کیسا آدمی ہوتا ہے؟ مولوی صاحبان جو ابابا کہنے لگے کہ اسے جاہل، بیوقوف اور مردود سمجھنا چاہیے۔ پھر دوسرے پادری صاحب نے دریافت کیا کہ مولوی صاحبان اگر دو انسان ایک ہی حیثیت کے ہوں اور دونوں میں سے ایک کو مردہ رکھا جائے اور دوسرے کو وفات دے دی جائے تو دونوں میں سے مفید تر، علیٰ اور افضل کس کو سمجھنا چاہیے؟ اور مردہ اور مردہ میں سے کس کی معیت اور رفاقت اختیار کرنی چاہیے۔ مولوی صاحبان نے مردہ کو مردہ پر ترجیح دی۔ پھر پادریوں نے دریافت کیا کہ انہوں میں سے اگر ایک کو دشمنوں کے حملہ سے بچانے کے لئے کسی بلند مقام پر عزت و رعایت سے رکھا جائے اور دوسرے کو حملہ کے وقت کسی بیانی حامت میں پیاز کی صفہ میں چھپا پڑے تو ان دونوں میں سے کس کا درجہ اور شان بڑی ہے۔ مولوی صاحبان نے اس کے جواب میں بھی کہا کہ اصول موضوعہ متعارفہ کے رہے تو اسی کا درجہ اور شان بلند ہے جس کو خطرہ کے وقت نہ نچی جگہ پر

عزت و احترام سے رکھا گیا۔ اس پر پادری صاحبان نے حضرت مسیح علیہ السلام کے زہد و ہونے اور  
 "مُخَذَّتِ صَلَی اللہ علیہ وسلم کے وفات پانے اور حضرت مسیح کے صلیبی واقعہ پیش کرنے پر "ماں پر  
 چڑھنے اور مُخَذَّتِ صَلَی اللہ علیہ وسلم کے غارتگری میں پناہ لینے کا "نر یا اور کہا کہ اب مولوی صاحب  
 بتائیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام اور مُخَذَّتِ صَلَی اللہ علیہ وسلم میں کون افضل اور بلند مرتبہ والا ہے؟  
 ساتھ ہی وہ جو ان اور حسین لڑکیاں بھی ان مولوی صاحبان کے سامنے پیش کی گئیں اور کہا گیا  
 کہ "رُتَبِ اہل دلائل کے پیش نظر مسیحی بننے کے لئے آمادہ ہوں تو یہ خم بھورت لڑکیاں آپ کی  
 رفیقہ حیات بننے کے لئے تیار ہیں۔ ان کے علاوہ آپ کو آند و زہد کی میں فکر معاش سے آزاد و بے فکر  
 رو دیا جائے گا اور آپ کی جملہ ضروریات روحانی بھرتی کی طرف سے پوری کی جائیں گی۔ چنانچہ اب  
 وہ مولوی صاحبان نے اس سوسے کے عوض امام کو چھوڑ کر مسیحیت اختیار کی اور سیدھے رُتَبِ  
 میں جا کر پتہ لے لیا۔ اور پھر مشہور پادری بن کر اسلام کی مخالفت میں تقریریں کرتے اور کہتے ہیں  
 لکھتے رہے ان میں سے ایک کا نام پادری عماد الدین اور دوسرے کا نام عبداللہ اعظم ہے۔ سیدنا  
 حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پادری عماد الدین کے خلاف کتاب نورانیہ "حسے تحریر فرمائی اور  
 ڈپٹی عبداللہ اعظم کے ساتھ امرتسر میں پندرہ دن تک مناظرہ کیا جو "جنگ مقدس" کے نام سے شہر  
 شدہ ہے۔

یہ ایک واقعہ بطور مثال کے لکھا گیا ہے ورنہ بیسیائیوں کے دجل کے ایسے بہرہ رماہ قہات ہوئے  
 حضرت مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ ارشاد حقیقت اور ہے کہ "میں علیہ السلام کو مرنے دو  
 کیونکہ میں اسلام کی رحمت کی ہے۔"

### کلام قدسی

میں کیا بتاؤں میرے مسیحا نے کیا دیا	میں کیا تھا اور اس نے مجھے کیا بتا دیا
میں جتنا تھا ظلمت ابھو اور نفس میں	جلوہ دکھا کے نور کا پردہ اٹھا دیا
مجھ پر بھی ایک رات تھی ظلمات جہل کی	اس مہمس حق نے مجھ کو بھی نور و ضیاء دیا

تحت لہری کی ہستی اعلیٰ کی خاک تھا  
محبوب تھا ، حقائق ہستی سے دور تر  
جو خلقت سے بھی پورا شناسا نہ ہو گا  
مستی مشق پارہل کی خبر نہ تھی  
سنتے رہے خدا کو خدا کے کلام کو  
دکھلا دیا ہے پارہل کا جمال بھی  
ہادی میرا ہے احمد مرسل مسیح پاک  
ب آرزو ہے یہ کہ دل و جاں فدا رہے  
صد شکر ہے کہ پالیا مقصد حیات کا  
صحت نبی سے ہونے کا حاصل ہوا شرف

ماں خاک سے انی نے ثریا بنا دی  
اک ہی نظر سے نور کا جلوہ دکھ دی  
انکارِ قدس سے اسے خالق ملا دی  
لفظ نگاہ ساقی نے ساغر پہ دی  
ماہی نے ہم کو ، ہنوں تلک ہی پہنچا دی  
نعتار بھی نہ کئے شناسا بنا دی  
جس نے جہاں کو خواب سے آکر جگا دیا  
احمد نبی پہ جس نے نہیں مدعا دی  
یعنی خدا نے شرک کو ال سے بنا دی  
میں مسیح پاک نے رہا بڑھا دی

### آڑے وقت کی دعا

بھوتقیہ : ”راہِ پیچہ کو وہ اتھالی نے شخص اپنے فضل ، احسان سے شہادت کے ساتھ دعا میں کرنے کی  
توفیق بخشی ہے۔“ اور میری بہت سی عادتیں ، عبادتوں کو شخص اپنی ارادگی ، ابدی اور بے پایاں رحمت سے  
شرف قبولیت بھی بخش ہے میں نے اپنی التجاؤں میں قرآن کریم اور احادیث کی عبادت کے علاوہ  
سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آڑے وقت کی دعا سے بہت فائدہ اٹھایا ہے۔ یہ دعا  
حضرت اقدس مدیہ السلام کے ایک خط سے جو حضور نے حضرت مولانا نور الدین صاحب خلیفہ میں  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام تحریر فرمایا تھا۔ لکھی گئی ہے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں۔

”اے میرے محسن“ اے میرے خدا میں ایک تیرا کاروبار بندہ پر مصیبت اور پر غصت ہوں۔  
تو سے مجھ سے ظلم پر ظلم ، یکساں اور احسان پر احسان یا اور سزا دہ سزا دہ ، یکساں اور احسان پر احسان یا تو نے  
ہمیشہ میری پرودہ بخشی لی ، راہی بے شمار نعمتوں سے مستمع کیا۔ سو اب بھی مجھ کو مالا لائق اور سزا دہ پر رحم کر  
اور میری جہاں کی اور ناسپاسی کو معاف فرما اور مجھ کو میرے اس غم سے نجات بخش کہ بجز تیرے ، اور کوئی  
چارہ نہیں۔“ آمین

سیالکوٹ کے ایک احمدی دوست نے حضرت قدس کی اس نہایت ہی پر تاثیر ”ربا برکت دعا کو“  
ظلم بھی نیا تھا جو شائع بھی ہو چکی ہے اس کے اشعار مندرجہ ذیل ہیں۔ یہ حضور کے لفظ کا ترجمہ ہے۔

### منظوم دعا

اے میرے محسن اے میرے خدا اک ہوں ناکارہ میں بندہ تیر  
پڑ سنا ہوں سے ہوں اور نفلت سے سر میرا انجھ نہ سے نجات سے  
ظلم پر ظلم ہوا مجھ سے خدا تو نے انعام پہ انعام یہ  
دیکھے عسایاں پہ عسایاں تو نے نے احساں پہ احساں تو نے  
پردہ پوشی کی ہمیشہ میری اتنا ہے یہ تیری رحمت کی  
متمتع یا نہ نعمت سے بار بار کس نہیں سنا ہوں میں احساں تیرے  
رم کر اب بھی تو ملائق پہ تیرا بندہ ہوں میں عاجز مضطرب  
مسدود مجھ سے ہونی ہے باکی ماسپاسی ہونی مجھ سے جتنی  
فضل سے کر تو معاف اے مولیٰ تیری رحمت کا ہر ہے درپہ  
وے رہائی میرے اس ظلم سے مجھے چارہ گر ہے یہ کوئی حریج ہے  
اسی طرح سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مندرجہ ذیل دعا یہ شعر بھی بہت  
دیرکت و پر تاثیر ہیں۔

اے خداوند من سنانم بخش سوے درگاہ خویش را ہم بخش  
رہش بخش در بل و جام پاک کن در سناو پہام  
دستانی و دربارانی کن در شکوہ سرور کشانی کن  
در و عام مرا عزیز تونی و آچہ می خواہم در تو نیۃ تونی 2



## دعائے سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مندرجہ ذیل منظرانہ دعائیہ اشعار سے بھی میں نے بار بار استفادہ کیا ہے اور اس کو خاص حالت میں بہت موثر پایا ہے۔

(۱) یا مَنْ إِلَيْهِ الْمُنْتَكِي وَالْمَفْرَعُ أَنتَ الْمَعْدُ لِكُلِّ مَا يَتَوَقَّعُ

(۲) مَا لِي سِوَى مَرْعَى لِبَابِكَ حَيْلُ لَوْ لَشِ رَدَدْتُ هَذِي بَابَ الْفِرْعِ

(۳) يَأْمَنُ حِرَاسِ فَصْلِهِ فِي قَوْلِ كُنْ أَمْسَ هَاقِ الْحَيْرِ عُنْدَكَ اِجْمَعِ

ترجمہ (۱) اے وہ درگزرین اور جمع خلائق ہستی جس کے بے پایاں رحم اور بے انتہا رافت کے باعث۔ ایک ماٹائی اور نام کی کاشلہ اور شکایت کرنے والے اور تڑپنے کی حالت میں اپنی فریاد پیش کرنے والے تیری ہی طرف اپنے دل کے اطمینان اور کامیابی کے لئے اور بے چارے تے ہیں تو ہی قادر مطلق اور تیم کریم ہستی ہے جو ہر موقع اور کو بوقت میں لانے پر قدرت رکھتی ہے۔

(۲) میری حالت زار اور بے بسی کا یہ عالم ہے کہ مجھے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ اپنی امید کی دستک سے تیرے بے پایاں رحم کے دروازے کو کھینچوں۔ اب اے میرے محسن وفاق خدا اگر تو نے ہی مجھے اپنے دروازہ سے محروم کر کے لوٹا دیا تو میں تیرے سوا اور کس کا دروازہ کیسے کھٹکناؤں گا؟

(۳) اپنے رحم و کرم کے لحاظ سے بے مثال ہستی جس کے فضل کے برابر نہ "کن" کے قول کے اندر پائے جاتے ہیں تو مجھے حقیر اور بے ذہن بھی اپنا احسان و کرم فرماتے۔ پاس تو بہ خیر و برکت اور حاجت روائی کے سامان اور ڈھنگ سے جمع ہیں۔

## شراب نوشی سے توبہ

حضرت منشی احمد بن صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تہ انوال (غاب) میں اپیل نویں تھے۔ وہ دراصل موضع جیلے والے ضلع کوٹہ انوال کے رہنے والے تھے بعد میں کوٹہ انوال میں مقیم ہو گئے بہت مختصر و معلوم دست احمدی تھے۔ ان کی ایک نہی لاہری کی بھی تھی جس کی بہت سی کتب بعد میں قادیان کی لاہری میں بھی شامل کی گئیں۔ آپ ایک عرصہ تک حضرت نواب محمد علی خاں صاحب

رضی اللہ تعالیٰ عنہ آف مالہ کوئلہ کے ماں بھی ملازم رہے۔ منشی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۹۰۵ء میں ایک دفعہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کے لئے قادیان حاضر ہوئے۔ حضرت قدس ان دونوں بات میں قیام فرما تھے اور حضور کا یہ حقیر غلام بھی، میں بات میں حضور کے قدموں میں حاضر تھا اور حضرت مولانا خلیفہ مولوی نور الدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے طب کی بعض کتب بھی پڑھا کرتا تھا۔ منشی صاحب اپنے ساتھ اپنے ایک غیر احمدی وکیل دوست کو بھی کوئلہ والہ سے لائے۔ ان کے یہ دوست شراب نوشی کی عادت کا بری طرح شکار تھے اور اس نشرت سے شرب پیتے تھے کہ ان کا یہ وقت کا کھانا بھی بغیر میٹھواری کے نہ ہوتا تھا۔ منشی صاحب نے ایک لمبے عرصہ تک اپنے اس دوست کی عادت بد چھڑانے کی کوشش کی لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ وکیل صاحب کو یہی کہتے کہ اتنے بے عرصہ سے یہ عادت میرے اندر راسخ ہو چکی ہے کہ اب اس کا ترک کرنا میری ہمت اور طاقت سے باہر ہے۔ منشی صاحب اس خیال سے کہ قادیان میں حضرت قدس علیہ السلام اور دوسرے بزرگوں کی عامہ برکت سے شاید وہ اس عادت بد کو چھوڑ سکیں اس کو قادیان لائے تھے۔

اس دنوں بات میں حضرت مولانا خلیفہ مولوی نور الدین صاحب قرآن کریم کا درس بھی فرماتے تھے چنانچہ جب حضرت مولوی صاحب بعد نماز عصر درس دینے گئے تو منشی صاحب نے عرض کیا کہ میں اپنے ساتھ ایک غیر احمدی دوست کو بھی لایا ہوں۔ ان کو عے نوشی کی پرانی عادت ہے آپ درس میں دہ دوش کی مصروفیات، رقصات پر بھی مسلسل رہی ہیں۔ ہوتا ہے کہ یہ دوست آپ کے وعظ و نصیحت اور توجہ سے اس عادت کو ترک کرے میں کامیاب ہو سکیں۔ اتفاق سے درس بھی آیت **يَسْمُرُ مَكَعَ الْحَمْرِ** (خ) ۱۰ لے رکھتے تھے ہوتا تھا۔ چنانچہ حضرت خلیفہ الامت نے شرب کی مصروفیات کو پوری طرح سب سے بیان فرمایا اور روحانی اخلاقی اقتضائی تمدنی اور طبی شہادت سے اس مسئلہ پر بہت عمدگی سے روشنی ڈالی۔ حضرت کا درس بہت ہی پختہ اور فائدہ بخش تھا۔

جب درس ختم ہوا تو منشی صاحب نے اپنے وکیل دوست سے جو طبقہ درس میں بیٹھا ہوا تھا دریافت کیا کہ کیا آپ کو بھی اس درس سے کوئی فائدہ پہنچا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ شراب کی

مذمت میں جو کچھ میں نے آج حضرت عائشہ کی زبان سے سنا ہے واقعی اس سے قتل میرے سننے میں نہیں آیا اور مجھ پر یہ واضح ہو گیا ہے کہ شراب خوری بہت نقصان رساں اور مضرب ہے لیکن جب میں نے اپنے نفس سے اس بارہ میں پوچھا تو اس کو اس پر اپنی عادت کے ترک کرنے کے لئے قیاد نہیں پایا۔  
 متعلق نہیں ہے مہ سے یہ کافر کی ہونی

### حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ملاقات

مشی صاحب اپنے دوست کے اس انکار کو سن کر بہت ہی رنجیدہ خاطر ہوئے اس کے بعد جب وہ کوئٹہ واپس جانے لگے تو انہوں نے اپنے وکیل دوست سے کہا کہ چلے جاتے ہوئے حضرت اقدس سیدنا حضرت مرزا صاحب علیہ السلام سے اجازت حاصل کر لیں اور زیارت بھی کرتے جائیں۔ حضور اقدس علیہ السلام ایک خیمہ میں فرش تھے خادمہ کے درمیان سے اپنے حاضر ہونے کی حضور کو اطلاع بھجوائی۔ حضور اقدس علیہ السلام نے اطلاع ملنے پر اندر ملا لیا اور اپنے قریب پٹک پر بٹھایا۔ یہ خدا تعالیٰ کے عجیب امر میں سے ہے کہ بغیر مشی صاحب کے کچھ عرض کرنے کے اور اپنے دوست کا حال بیان کرنے کے حضور اقدس نے قوت ارادی و قوت صبریہ کی ایک حثایت بیاں کر دی اور فرمایا کہ انسان کے اندر بہت سی کمزوریاں پائی جاتی ہیں۔ جن کی سب سے دو مختلف عیوب اور گناہوں میں جھٹلا اور ملوث ہو جاتا ہے۔ یمن چونکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے انسان کو ضمیر پاک دیا گیا ہے اور اس کو قوت ارادی و قوت صبریہ بھی عطا کی گئی ہے اس لئے اگر انسان اس سے کام لے تو وہ ان عیوب اور گناہوں سے نجات حاصل کر سکتا ہے۔

### ایک دلچسپ حکایت

چنانچہ حضور اقدس علیہ السلام نے بطور مثال ایک حثایت بیاں فرمائی کہ ایک بادشاہ کو کسی کما سے کی عادت پڑ گئی اور وہ مشی سے اس قدر مانوس ہو گیا کہ ہر وقت اس کی تعریف و توصیف کرنے لگا اور بار کے امراء اور وڈ راء نے بھی جب بادشاہ کی طبیعت کا رجحان دیکھا تو وہ بادشاہ کے ملازم ہونے کے مشی کی تعریف کرنے لگ پڑے۔ بادشاہ نے کہا بعض لوگ مشی کما سے کو مسترخین

رتے ہیں۔ لیکن ہمیں تو اس میں کچھ برائی یا مصرت معلوم نہیں ہوتی۔ اس پر مزرعہ اور دوسرے درباریوں نے عرض کیا کہ بادشاہ سلامت لوگ یونہی اس کے نقصانات بتاتے ہیں۔ اس کو یہ معصوم ہے کہ مٹی میں کیا کیا کرنے اور غابات پائے جاتے ہیں۔ اثر سب ہسٹوں کی غذا میں اور ہٹ و ہستان مٹی سے ہی بنتے ہیں اور انسان جو اثر فائز مخلوقات ہے وہ بھی مٹی سے ہی پیدا ہوا ہے۔ پھر نقصان وہ کیسے ہو سکتا ہے۔ بادشاہ درباریوں کی مٹی کے تعلق ایسی تعریفوں کو سن کر مٹی کھانے کی عادت میں اور بھی پختہ ہو گیا۔ جب مٹی کے استعمال پر بادشاہ کو ایک عرسہ زریا تو اس کے بد نتائج ظاہر ہوئے تو وہ بے اثر ہوئے۔ جگر خون پیدا کرنے سے روک دیا۔ معدہ کی قوت منہ میں فرق کیا چھوڑ دی۔ رہتی اور سوزوں اور زمان پر مٹی خون کے اثرات ظاہر ہو گئے۔ چلنے کے وقت سانس چھوٹا ہوتا ہے۔ ان علامات کے نمایاں ہونے پر بادشاہ نے پھر دربار میں ذکر کیا کہ میں نے مٹی کھانے کی عادت اختیار کی تھی۔ مین میں نے مٹی کو کیا کھایا مٹی نے مجھے کھالیا ہے اور جو جو عوارض اور نقصانات اس کو ہوئے تھے وہ بیان کئے۔ اس پر درباریوں نے جو دراصل ”رہچہ کے غلام“ تھے نہ کہ مہتمم کے ”مٹی کی خدمت شروع کر دی اور اس میں ہر طرح کی مباحہ سمیٹ کر سے کام لیا۔ کسی نہ کسی بھی مذموم چیز اور کیا ہو سکتی ہے۔ جس پر تمام مخلوقات کا ہول مہرہ پڑتا ہے۔ کسی نے کہا کہ سب لوگوں کے جوتے جس پر مہرہ پڑیں وہ چیز بھی کچھ قابل تعریف ہو سکتی ہے۔ علیٰ ہذا القیاس جس درباری کے دل میں جو بھی مذمت کا خیال آیا اس نے کہہ دیا:۔

بادشاہ نے کہا اب ماضی کو رہے اور میری صحت کی بحالی کے لئے کوئی تجویز و انتظام کرو۔ چنانچہ ملک کے نول عرصے سے پیہ و پیہ و اطباء اور معالجہ و جنوں کی تعداد میں بادشاہ کے علاج کے سے جمع کئے گئے اور علاج شروع ہوا۔ بادشاہ نے سب معالجون کو کہا کہ علاج شروع کرنے سے پہلے میری ایک شرط ہے کہ چونکہ مٹی کھانے کی عادت میرے اندر رائج ہو چکی ہے اور اس کو میں چھوڑ نہیں سکتا۔ اس لئے ایسا علاج یا جائے کہ بغیر کسی دوا و نصیحت کے اور بغیر کسی پرہیز کرنے کے وہ اور منہ کے استعمال سے ہی مٹی کی عادت ترک ہو جائے اور مٹی سے نفرت پیدا ہو جائے۔ چنانچہ علاج شروع ہوا اور ایک عرصہ تک ہوتا رہا۔ مین نہ ہی بادشاہ مٹی کھانے سے باز آیا اور نہ ہی کوئی دوا اور غذا اس عادت کو ترک کرانے کے لئے کارر ہو سکی۔

### کامیاب ملاقات

ایک مدت کے بعد کوئی سیاح بادشاہ کے شہر میں آ نکلا اور اتفاق سے بادشاہ کے اطباء اور معجون کی قیام گاہ پر آیا۔ جب اس نے بادشاہ کی جانکسل بیماری اور اتنا لمبا عرصہ تک ناکام علاج کے متعلق سنا تو بہت افسوس کیا اور کہا کہ ملاقات تو بہت آسان ہے۔ لیکن اطباء نے یوں ہی اتنا لمبا عرصہ لگایا ہے۔ اس سیاح کی یہ بات انعام عام شہر میں پھیل گئی۔ یہاں تک کہ بادشاہ اور اس کے درباریوں تک بھی جا چکی۔ وہ سب بادشاہ دربار میں آیا تو اس نے اس کا کہہ کر اپنے وزیر و مرہم کے سامنے کیا۔ سب نے کہا کہ ہم نے بھی یہ بات کہی ہے۔ چنانچہ بادشاہ نے حکم دیا کہ اس سیاح کو طلب کیا جائے سب وہ سیاح شامی دربار میں حاضر ہوا تو بادشاہ نے اسے مخاطب کر کے کہا کہ میں نے یہ بات سننے میں کہی ہے کیا یہ درست ہے۔ اس سیاح نے عرض کیا کہ ہاں یہ درست ہے اور میں آپ کا کامیاب ملاقات بہت ہی قلیل وقت میں کر سکتا ہوں اس کے بعد اس نے کہا کہ کیا آپ اپنا ملاقات بھی جلد میں کرانا چاہتے ہیں یا خلوت و صلحہ کی میں؟ یہ سن کر بادشاہ کچھ متامل ہوا اور اس نے خیال کیا کہ سب کے سامنے ملاقات کی صورت میں ہو سکتا ہے کہ کوئی ایسی بات بتاؤں میں سے جو باعث خفت ہو۔ اس لئے اس نے کہا کہ میں ملاقات خلوت و صلحہ کی میں کر دوں گا۔ چنانچہ مناسب جگہ و وقت پر جو ملاقات کے لئے تجویز ہوا وہ سیاح پہنچ گیا۔ اور بادشاہ سے عرض کیا کہ اس وقت ملاقات کے طور پر جو تجویز میں آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں گا اگر وہ آپ ہاں نہیں گئے تو ہمیں آپ کو بیماری سے فوراً شفا ہو جائے گی۔ بادشاہ نے کہا کہ آپ کہے میں اس پر عمل کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ سیاح نے کہا کہ اگر حکومت ہمدانی اپنی بادشاہت کو چھوڑ دے۔ بادشاہ اس تجویز سے حیران و متعجب ہوا اور اس کی مدد دریافت کی۔ سیاح نے عرض کیا کہ بادشاہوں کو بادشاہوں سے مقابلے اور لڑائیاں بھی کرنا پڑتی ہیں۔ میں آپ کو یہی بتاؤں کہ جب آپ اس حقیر و ذلیل مٹی کا جو رہنماد ہوں اور جوؤں کے پیچھے رہ رہ کر جاتی ہے مقابلہ نہیں کر سکتے اور اس سے غلوب ہو رہے ہیں تو جب آپ کا مقابلہ کسی رہنماد سے ہو گا تو اس کے مقابل پر آپ اس طرح کامیاب ہو سکیں گے؟ یہ سنی اور ہے کہ آپ شکست کھا رہے صرف اپنی بادشاہت سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے بلکہ اپنی خدمت و جہد و جان بھی گنوا دیں گے۔ میں یہی کہتا ہوں کہ آپ ابھی ضومت سے متنبہ و رہنماد رہیں۔ یہ وہ مناسب مٹی کو تخت پر بیٹھے کا موقع ہیں۔ میں اگر ضومت کرنے کا حزم و ارادہ ہے تو پھر اس عزم و حزم (بادشاہوں کا حزم آپ میں کہاں ہے) یہ الفاظ کہہ کر سیاح نے بادشاہ کے خفت

عزم و انتہال کو بیدار کیا۔ چنانچہ بادشاہ نے نہایت جوش و انتہال اور جہال سے فرمایا واللہ لا اکمل الطیب بعد ذالک ابدا۔ یعنی خدا کی قسم میں اب کبھی ٹٹی نہ کھاؤں گا اور اس نے مٹی کھانا ہمیشہ کے لئے ترک کر دیا۔

اس کے بعد بادشاہ جب دربار میں آیا تو اس نے دیکھا کہ میں نے ٹٹی کھائی چھوڑ دی ہے۔ درباری اس فوری تبدیلی اور طالع سے بے حد متعجب ہوئے تو بادشاہ نے کہا کہ حاجت تو دراصل ہمارے اپنے اندر ہی نظر کی طور پر ہو جو تھا۔ صرف صحیح طور پر تحریک کی ضرورت تھی جو سیاح صاحب نے بروی و رہنمائی قوت ضبطہ اور قوت ارادی کو ابھار دیا۔

جب حضرت قدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ حکایت بیان فرمائی تو وکیل صاحب پر حضور کی توجہ و توجہ سے اس حکایت کا ایسا اثر ہوا کہ وہ فوراً بول اٹھے کہ حضور! آج سے میں بھی اپنے عزم و پختہ رویہ سے شائبہ فحشی سے تو پرہیز کرتا ہوں۔ حضور میرے لئے دعا میں فرمائیں کہ خدا تعالیٰ مجھے اس توجہ پر استقامت اور انتہال بخشے۔ حضرت مفتی صاحبؒ نے ذکر کیا کہ حضرت علامہ مولانا نور الدین صاحبؒ سے تو میں نے واضح طور پر اپنے دوست کی میٹھاری کا ذکر کر کے وعدہ و نصیحت کی و رشوت کی تھی۔ لیکن حضرت قدس علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس بارہ میں اشارۃً بھی کچھ نہ کر رہا تھا میں ہمارے حاضر ہوتے ہی حضور نے وہ بات بیان فرمائی جو ہزار ہا فاسخ اور مواہیل حسنہ سے بھی حضور کی توجہ و قوت قدسیہ سے نہ جھرمٹ سکتا بہت ہوئی اور میرے دوست کو اس عادت سے توبہ کی توفیق مل گئی۔ الحمد للہ علی ذالک

حضرت قدس علیہ الصلوٰۃ والسلام وکیل صاحب کی توجہ سے بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ انسانی اہل طہارت نہ ہوں کی رسم سے خواہ کتنی ہی عوار و دیوں نہ ہو جائے اس کے اندر ہی خدا تعالیٰ نے اس رسم کا تریاق بھی رکھا ہوا ہے جس طرح پانی آگ کی حرارت سے خواہ کتنا گرم ہو جائے اور جوش سے ابلنے لگے پھر بھی وہ شدید گرم پانی جب مشتعل آگ پر پڑتا ہے تو اس کو بجھا دیتا ہے یونکہ پانی میں حرارت کا اثر پیدا ہو جاتا اس کی فطرت کے خلاف ہے۔ یہی حال انسانی فطرت کا ہے کہ شیطان جو ماری ہے چاہتا ہے کہ انسان کو بھی گناہوں میں ملوث کر کے ماری بنا دے۔ لیکن انسان کی قوت ارادی و قوت ضبطہ اس کی طہارت کے اصل جوہر کو جو پائیدار ہے ابھارنے میں کامیاب ہو جاتی ہے اس کے بعد حضور قدس علیہ السلام نے عاف فرمائی اور رخصت فی اجازت فرمائی۔

خیمہ سے باہر نکلتے ہی بیکل صاحب حضرت غشی صاحب کو مخاطب کر کے کہنے لگے کہ مسیحائی کا اثر  
 و رومیت کا افکار تو ہم نے پہنچم خود، لیا۔ ہمیں جس حادث کی ضرورت تھی وہ بغیر ہماری  
 درخواست یا بتانے کے کامیاب طور پر سر کیا۔ اور ایک پرانے تہکار اور عادی جرم کو ایک س کی س  
 میں ثابت بنا دیا ہے۔

ایک زمانے میں صحت باہر آیا بہتہ از صد سال حاکم بے ریا

## نصرت الہی کے کرشمے

اس عاجز حقیر خادم سلسلہ کو حد انتہائی نے محض اپنے فضل سے نفع سدی سے زبرد عرصہ سے  
 نصرت سلسلہ میں حقیر خدمت بجالانے کی توفیق دی ہے جس میں اپنے پورے یقین سے بعد تجاہد و تہذیب  
 یہ قلم کرتا ہوں کہ ان حد ام کو جو سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یا آپ کے  
 خفاء و غلام کی طرف سے کسی کام کی انجام دہی کے لئے مامور ہوتے جاتے ہیں اللہ تعالیٰ اپنی خاص  
 تائید سے ہوتا ہے اور اپنے محنتی ارادے سے ان کی مدد کرتا اور ان کی کامیابی کے ساتھ پیہ کرتا  
 ہے اور اس سے ان کی طاقت اور قدرت سے بڑھ کر کام لیتا ہے۔ مجھے اپنی زندگی میں ایسے سینکڑوں  
 مواقع پیش آئے ہیں اور میں نے اللہ تعالیٰ کی نصرت کو آمان سے وارث کی طرح برتتے ہوئے دیکھا  
 ہے۔ میں اس موقع پر چند انتہائی بطور مثال کے لکھ دیتا ہوں۔

## جھنگ شہر میں خدائی نشان

جب عربوں کی طرف سے مکانہ کے علاقہ میں شیعہ جمعی کی تحریک زوروں پر تھی اور وہ مسلمانوں  
 کے رتدہ کے لئے مایہ دہ اور رائج اختیار کرنے کے ان کی منطقی اور اقتصادی بد حالی سے بھی ناچار  
 تہذیب بھی رہے تھے اور ان کو رنج اور مایہ دہ کا طبع سے ترشہ ہو رہا ہے تھے تو سیدنا حضرت  
 علیہ السلام نے ان کی ایسی دقت سے واقف ہونے پر ایک فرمانی کو رتدہ کی ایسی تحریکات کے معتر  
 اثرات سے بچنے کے لئے مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ بھی اپنی اقتصادی حالت کو درست کریں اور اپنے  
 تجارتی کاروبار کو وسیع کر کے اور اپنی کامیابیوں کو ان کو ترقی دے دے اپنی منطقی کو اور کریں۔

اس غرض کے لئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک تنظیم کے ماتحت مسلمانوں کو مختلف درجات میں بھجویا۔ اس سلسلہ میں خاکسار کو ضلع جھنگ میں متعین کیا گیا۔ سب میں شہ جھنگ میں پہنچا تو میں نے حالات کے پیش نظر مقامی احمدی بابا کے پاس جا مایہ نہ آیا اور شہ میں دریافت کیا کہ جھنگ میں زیادہ دوپٹہ، ریشم جوڑ، فٹینگ اور ما اخلاق بھی ہو کون ہے۔ مجھے بتایا گیا کہ میاں شمس دین صاحب میونسپل مشن، ان اصناف کے مالک ہیں۔ چنانچہ میں ان کی رہائش گاہ کا پتہ لے کر وہاں پہنچا۔ میاں شمس دین صاحب اپنے گھر کے برے صحن میں اپنے حلقہ بابا میں بیٹھے ہوئے تھے۔ مجلس میں فقہان، علماء، طہار کے لوگ شامل تھے۔ بعض کے آگے بڑے قیمتی بٹے رکھے ہوئے تھے اور خود میاں شمس دین صاحب بھی حلقہ بیٹھے رہے تھے جس پر چاندی کی کٹاری کی ہوتی تھی۔

مجلس کے قریب چپچپی میں نے اپنی آواز سے السلام علیکم یا۔ علیک یا۔ علیک کے بعد میاں صاحب نے مجھ سے پوچھا کہ آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں۔ میں نے کہا کہ کابایاں مقدس سے آیا ہوں اور احمدی ہوں۔ انہوں نے مقصد دریافت کیا تو میں نے مختصر طور پر عربوں کی تحریک شدہ مسلمانوں کی اقتصاد کی بحالی اور اس کے تدارک کے تعلق سے دہری اسکیم کا ذکر کیا اور وہ امور یہاں سے جو سیدنا حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ تعالیٰ نے رسالہ "اسلام" میں ذکر فرمائے تھے۔ میاں شمس دین صاحب نے کہا کہ مقاصد و اچھے میں لیکن سی کابایاں کے لئے یہاں بیٹھنا تو دائرہ رکھ ہو۔ کی بھی اجازت نہیں کی جاسکتی۔ میں نے ان کی خدمت میں احمدیہ جماعت اور اس کے مقدس نام کی مسلمانوں کے ساتھ ہمدردی اور ان کی نہ وقت اور کار کیا۔ اور اس کو بھی اس مفید سکیم میں تعاون کی طرف توجہ دلائی لیکن اسوں نے بے اعتنائی نہ کی اور یہاں ایک مہیب نے جو اسی مجلس میں بیٹھا ہو تھا کسی تعلق میں کہا کہ علم طب ایک یقینی علم ہے میں نے اس کی یہ بات سن کر عرض کیا کہ اس وقت تو میں چار ماہوں سے ہی بات کا مد قبح نہیں صرف اتنا کہ دیتا ہوں کہ افراطون کا مشہور مقولہ اطباء سلام ے علی یا ہے کہ المعالجه كرمي السهم في الظلمات قد يعطى وقد يصيب حتى مريضون كالماء معالجہ حیرے میں تیر پھیلنے کی طرح ہے جو کبھی نکلنا نہ پریشانت ہے، ابھی ذرا جاتا ہے۔ پس علم طب کو یقینی علم کہنا درست نہیں۔



### اچانک مرض کا حملہ

میں ابھی اس سلسلہ میں بات کر رہی رہا تھا کہ میاں شمس دین صاحب کو گھر سے اطلاع ملی کہ اس کی لڑکی جس کو آنٹھواں مہینہ حمل کا ہے بوجہ قے قریب امرگ ہے ان کو زمان خانہ میں فوراً دیا گیا۔ وہ پچامبر نے یہ اطلاع دی اور وہی طرف میں نے باہر نکلتے ہوئے امام عظیم کہا، روٹھانی میں یہ بھی نہ کہ ”چھاتی“ سے بھلے اور ان چلے۔ بھلے۔“ اسی میں نے ایک دھکم بھکاہ کی طرف تھکے تھے کہ میاں صاحب نے کہا کہ آپ دراصل جا میں اور اگر آپ کو طبیعت سے اقسیت ہو تو اس مرض کے لئے کوئی نسخہ بتا جائیں۔ میں نے کہا کہ حاملہ کی قے کے لئے ”پ“ سات پتے پھیل کے جو خود ریختہ ہوں لے لیں اور ان کو ہانڈی یا گھڑی کے پیالہ میں ڈال لیں اور آدھا پاؤ یا تیس چھانک پانی ڈال کر رکھ کو اس میں گھول لیں۔ جب رات چھ بیٹھ جائے تو پھر گھول لیں اس طرح سات مرتبہ کر کے رات کو تین ریس اور یہ منظر پانی مرینڈ کو پاویں۔ میرے سے کسی کے مطابق میاں صاحب نے عمل یا حد تقائی کے غامات ہیں کہ مرینڈ کی قے پانی پیتے ہی رک گئی اور اس کی طبیعت فوراً سنبھل گئی۔ جب انہوں نے یہ رحمہ قدرت دیکھا تو میری طرف فوراً آئی اور یا (میں اس عرصہ میں گھر سے نکل کر کچھ دیر آچکا تھا) اور مجھے اپنے آنے تک رکھنے کے لئے کہا۔ چنانچہ میں رک یا تھوڑی دیر میں وہ بھی ”پہنچے“ اور حالت کی بے حد تعریف کرنے کے بعد درخواست کرنے لگے کہ میں ان کے ماں صحت بخیر ہوں وہ طرح سے میرے آرام و سہولت کا خیال رکھیں گے اور صحت مدداری کا حق ادا کریں گے۔ میں نے کہا کہ میری دعوت کو تو آپ نے رافرمایا ہے جو قومی غامہ کے سے تھی اور اپنی طرف سے مجھے دعوت دے رہے ہیں۔

میاں صاحب نے بہت معذرت کی اور کہا کہ جو کچھ ہوا سب ماہ اقسیت کی وجہ سے ہو۔ پ میں روزانہ شہر میں نہ مڑی ہو اور مسلمانوں کو اصرار سے اہتمام کروں گا اور جلسہ کا انعقاد کر کے ”پ“ کو مفید و کارآمد خیالات کے اظہار کا موقع بہم پہنچا دوں گا۔

چنانچہ حسب وعدہ روزانہ جلسے کا اہتمام اور انعقاد کرتے اور خود اپنی صدارت میں میری تقریر کرتے۔ ان کے اثر و رسوخ اور تقاریبی وجہ سے لوگ جوق و جوق جلسہ میں آتے اور میری تقریر کو سنتے یہاں تک کہ شہر کے مسلمانوں میں اپنی اقتسامی حالت کو سنوارنے کے لئے خوب بیداری پیدا ہو گئی۔ اسی کے قریب مسلمانوں کی نیوٹا میں شہر میں کھل گئیں اور جو کانٹیں اور کاروبار پہلے موجود

تھریا وہ رفق ہو گیا۔

مجھے بوجہ اس شے میں ماہریت اور اجنبیت کے بظاہر کامیابی کی کوئی امید نہ تھی۔ مگر یہ میرا حضرت السید صالح الموعود علیہ السلام کی توجہ اور قوت قدسہ تھی کہ حدائق کی طرف سے چائیک میوں شمس دین صاحب کی لڑکی کے اچانک یہاں ہونے اور میرے معمولی حلاق سے شایاں ہونے کا، تھریا ہو گیا۔ اور وہ جو میرے اپنے گھر میں کھڑا ہوا بھی بداشت نہ کر سکتے تھے ایک زیر دست معاً میں رہ رہ رہ رہ گئے اور بڑے فخر اور محبت سے تھریا، ہفتہ تک میری رماش اور مہماں نوزی کا قیام کیا اور مزید قیام کے لئے بھی اصرار کرتے رہے اس موقع پر جھنگ شہر میں حدائق کے فضل سے اس رنگ میں کامیابی ہوئی کہ تمام نہ بکلا اچھے اور بدکاری اس کو تاریں دیں کہ قادیانی مولوی کو اس طرح کاروائی کرنے سے روکا جائے۔

### بھدرک (اڑیسہ) میں سلسلہ حقہ کی تاسید

سید صاحب علیہ السلام اٹھنی ایہ دہندہ تعالیٰ کی ہدایت کے ماتحت ہندوستان کے دورہ کے سے چار فرار پہ مشتمل ایک مند بھیجا گیا جس میں خاکسار راقم مولوی محمد سلیم صاحب فاضل مہاشہ محمد عمر صاحب اور گیانی عبداللہ صاحب شامل تھے۔ ہم پہلے کلکتہ گئے۔ وہاں سے ماناگر، جمشید پور ہوتے ہوئے یہ تک پہنچے۔ یہ تک میں بڑی جماعت ہے جو مولوی عبدالرحیم صاحب پنجابی کے ذریعہ قائم ہوئی تھی۔ یہ تک کے ارشد کے دیہات میں بھی ہم تبلیغ کی غرض سے جاتے رہے۔ ایک دفعہ ایک گاؤں کی طرف جا رہے تھے کہ راستہ میں ایک بہت بڑا سا پختیب میں جا رہا تھا۔ اس ساپ کے اوپر کی طرف پشت پر بالکل گلہری کی طرح دھاریاں تھیں اسی طرح اس علاقہ میں سرس کے درخت، کچھ ن کے چول بھائے اور کالے رنگ کے رنگ کے تھے اس رنگ کے پھل بہت بڑے۔ غیرہ علاقوں میں نہیں ہوتے۔

کیرنگ سے ہم بھدرک پہنچے یہاں صاحب مولوی نور محمد صاحب کا آبائی وطن تھا۔ خان صاحب پولیس کے اعلیٰ عہدہ پر فائز تھے۔ بھدرک میں علاوہ دیگر شہداء اور معززین کے ایک ہندو مہنت سے بھی ملاقات ہوئی جو وہاں کے رئیس تھے انہوں نے ہماری ضیافت کا انتظام بھی کیا اور اپنی وسیع

مرنے میں ہمیں جلسہ کرنے اور پھر، پیسے کی اجازت دی۔ اس سرائے کے ایک حصہ میں سداوس کے بت خانوں کی یاگاریں اور بتوں کے کٹے جا بجا نصب تھے۔

جب ہماری تقریریں شروع ہوئیں تو اوپر سے ایسا دھڑکنے لگا۔ تمام چٹیاں و فرش بارش سے بھیننے لگا۔ اس وقت احمدیوں کے لوگوں میں بچروں میں رکاوٹ کی وجہ سے سخت گھبراہٹ پیدا ہوئی۔ میرے دل میں بھی سخت اضطراب پیدا ہوا۔ اور میرے قلب میں دعا کے لئے جوش بھڑپا میں نے دعا کی کہ اے ہمارے مولیٰ ہم اس عہد انعام میں تیری توحید اور احمدیت کا پیغام پہنچانا چاہتے ہیں اور تیرے پاک خلیفہ اور مصلح موعود کے پیچھے ہوئے آئے ہیں۔ یہی آئینی نظام اور ہم و خطاب کے قیام لاکھ مارش برسا کر ہمارے اس مقصد میں روک بٹھائے ہیں۔ میں یہ دعا ساری رات تک قطرات بارش جو ابھی ترے شروع ہوئے تھے۔ طرح زمین میں بند ہو گئے اور جو لوگ بارش کے خیال سے جلسہ گاہ سے انحراف کر گئے تھے۔ میں نے اس کو واپس لے کر روک دیا اور کہا کہ اب بارش نہیں ہوئے گی۔ لوگ اطمینان سے پیچھے بڑھ کر آئیں۔ چنانچہ حد تعین کے فضل سے سب مہینے کے پیچھے ہوئے اور بارش بدری اور تھوڑے وقت میں مطلع بالکل صاف ہو گیا۔

واللہ علیہ السلام

### بھاگلپور میں تائید الہی کا کرشمہ

یہ طرح ہمارا یہ وفد جب بھاگلپور میں پہنچا تو مقامی جماعت کی طرف سے ایک جلسہ منعقد کر کے ہمارے پیچروں کا انتظام کیا گیا۔ جلسہ کا پنڈل ایک رستہ شاہراہ اور وسیع میدان میں بنایا گیا۔ حضرت مولوی عبدالماجد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ماں کے امیر جماعت تھے۔ آپ کے تنظیم کے ماتحت کرسیاں، میز اور دریاں قریب سے لٹکانیں لٹکائیں گئیں۔ دعا کی بھی کافی ہوئی تھی۔ جلسہ کا افتتاح ہی ہوا تھا کہ ایک کالی گھٹا جو برتنے والی تھی مقابل کی سمت سے نمودار ہوئی اور کچھ مٹے مٹے قطرے بارش ترے ہی شروع ہو گئے۔ میں اس وقت شیخ کے پاس حضرت مولوی ابو فتح پرنسید عبدالقادر صاحب کے پہلو میں بیٹھا ہوا تھا۔ میرے قلب میں اس وقت بارش کے خطرہ و تہیجی فتنوں کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک جوش بھڑپا اور میں نے اس جوش میں الحاج اور تھوڑے کے ساتھ دعا کی کہ اے خدا یہ ایسا دھڑکنے کا سلسلہ حقہ کے پیغام پہنچانے میں روک بٹھائے گا ہے

اور تبلیغ کے اس ذریعے موقع کو ضائع کرنے کا ہے تو اپنے کرم اور فضل سے اس امنڈتے ہوئے بادل کو برسنے سے روک دے اور اس کو دھڑکا دے۔

چنانچہ جب لوگ موٹے موٹے قطرات کے گرنے سے اوجھڑ پڑے اور بعض لوگوں نے فرش کو جو نیچے بچھایا ہوا تھا پیٹنے کی تیاری کر لی تو میں نے اس سے منع کر دیا اور لوگوں کو تسلی دلائی کہ وہ طہینوں سے بیٹھے رہیں بادل ابھی چھٹ جائے گا۔ یہ حدِ تعالیٰ کی قدرت کا عجیب ارشہ ہے کہ وہ بادل جو تیزی سے امنڈ پڑا تھا۔ قدرتِ مطلقہ سے پیچھے ہٹ گیا اور بارش کے قطرے ابھی بند ہو گئے اور ہمارا جلسہ حدِ تعالیٰ کے ناسِ فضل کے ماتحت کامیابی کے ساتھ سرانجام ہوا۔ **الحمد لله علی دالک**

### غازی کوٹ ضلع گورداسپور میں ایک نشان

اسی قسم کا ایک واقعہ اور کرشمہ قدرت غازی کوٹ ضلع گورداسپور میں ظہور پذیر ہوا۔ چودہویں تھے صاحبِ جوگادوں مذکور کے رئیس اور رئیس احمدی تھے۔ وہاں ایک تبلیغی جلسہ کا انتظام کیا اور علاوہ مہنگیں ۱۰ مقررین کے ارادے کے احمدی احباب کو بھی اس جلسہ میں شمولیت کی دعوت دی۔ جلسہ ۱۰ دن کے لئے مقرر کیا گیا۔ جب غیر احمدیوں کو اس جلسہ کا علم ہوا تو انہوں نے بھی اپنے علماء کو خوش کوئی ۱۰ مقررین میں خاص شہرت رکھتے تھے مدعو کر لیا اور ہماری جلسہ گاہ کے قریب ہی اپنا سائبان لگا کر اور اسٹیج بنا کر حسبِ عادت سلسلہ افتخار اور اس کے پیشواؤں اور بزرگوں کے خلاف سب مہتمم شہر کر لیا۔ ابھی پہنچ ہی ہوئے ہوں گے کہ ایک طرف سے سخت آندھی اٹھی اور اس طوفانِ باد نے انہی کے جلسہ کا رخ کیا اور ایسا دھم مچایا کہ ان کا سائبان اڑ کر کہیں جا کر اقامتیں کسی اور طرف جا پڑیں اور حاضرین جلسہ کے چہرے اور سرور سے اٹ گئے۔ یہاں تک کہ ان کی شکلیں دکھائی نہ دیتی تھیں۔ ۱۲ بجے جو غیر احمدیوں کا پہلا مقرر تھا وہ سب کا سب طوفانِ باد کی نذر ہو گیا ہمارا جلسہ ۱۲ بجے کے بعد شروع ہوا تھا اور سب سے پہلی تقریر میری تھی۔ آندھی کا سلسلہ ابھی چل رہا تھا کہ مجھے اسٹیج پر بلایا گیا۔ میں نے سب حاضرین کی خدمت میں عرض کیا کہ سب احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے جلسہ کو ہر طرح سے کامیاب کرے۔ چنانچہ میں نے سب حاضرین سمیت دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور حدِ تعالیٰ کے حضور عرض کیا اے مولیٰ کریم تو نے خود ہی قرآن کریم میں

فرمایا ہے کہ مختلف مومنین اور فاسق و کافر یہ نہیں ہو سکتے اور تجھے معلوم ہے کہ غیر احمدیوں کے جسد کی غرض تیرے پاک مسیح کی جھوٹ اور تکذیب کے سوا کچھ نہیں اور ہماری غرض تیرے پاک مسیح کی تصدیق و رد صیغہ کے سوا کچھ نہیں اور دونوں مقاصد میں تیرے نزدیک کوئی فرق ہے تو اس تہدھی کے ذریعہ اس فرق کو ختم فرما اور اس آدھی کے مسلط کرنے والے ملائکہ کو حکم دے کہ وہ اس کو تھامیں۔ تاکہ ہم جسد کی کاروائی کو ختم میں لائے اور اعلاء کلمۃ اللہ کر سکیں۔ میں ابھی عارضی رہا تھا اور سب نام بھی میری معیت میں ماتحت اٹھائے ہوئے تھے کہ یکدم آدھی رک گئی اور یہی رک کی ریاض حاصل سے باہر نیم میں تبدیل ہو گئی اور چند منٹ تک ہوا میں بالکل نکل ہو گیا اور ہمارے جسد بھی بخوبی سر انجام پایا۔ خدا تعالیٰ کی نعمت کے یہ سب سر شے اس کے پاک مسیح موعود اور صاحب ارسوال اور اس کے عظیم ائشان علما کی خاطر اور ان کی برکت سے ظاہر ہوئے۔ والحمد للہ علی دالک

موضع غازی کوٹ کے واقعہ کو عزیزم مکرم مولوی ابو الہیاء صاحب جالندھری نے بھی اپنی کتاب "مبارک فضل میں بھی عمدہ طور پر شائع کر دیا تھا۔"

## کلام قدسی

جہاں ہے لوحِ قدس مصحفِ قدس عرقانی

اسی سے قلبِ عارف پر کلیں اسرار رہانی

مبارک ہیں نگاہیں جو شناساے حق ہیں

ظہر آئے جنہیں ہر ذرہ سے خورشیدِ حقانی

ہے ملت کی حقیقت ضابطہ اور جادو سالک

کہ تا وہ خلق سے خالق تک پہنچے آسانی

نہوی "رحمہم" رہی ہے بعد منہ ل "وہ" نجاہ اپنا

وگر نہ سخنِ قرب کی صدا ہے مژدہ قانی

عدا کا عہد بنا ہے بہت مشکل، بہت مشکل

نہ ہو سب تک میں ضبط اور ایثار و قربانی

ثقیل سے تا ثریا درد و روتا خام ہے

کہ تا خام ہے تو بھی اکھا کر شاہِ امانی

تیری تقدیس کے جلوہ سے منظر طور کا عام

کلم آسا بنا۔ ایک قدی مست صمدی

### مینارۃ المسیح کا سنگ بنیاد

یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل اور رحم ہے کہ سب حضرات اقدس سیدنا مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مسجدِ قسطنطنیہ کے مینارۃ المسیح کی بنیاد رکھنے گئے اور پو مدری مولانا نیش صاحب (والدہ کمر شاہنواز صاحب ساکن چوڑا ضلع سیالکوٹ) نے مینارۃ المسیح کے عنوان کا کتبہ تیار کر دیا اور حضور کی خدمت میں پیش کیا اور درخواست کی کہ اس کتبہ کو مینارۃ المسیح کی چیتائی پر سامنے کی طرف لگا کر نہیں ڈالے اب کا موقع، یا حارے تو سیدنا حضرت اقدس علیہ السلام نے اس کی اس درخواست کو شرفِ قبولیت بخشا۔ اس موقع پر سب حضرات اقدس علیہ السلام نے صحابہ کی معیت میں مسجدِ قسطنطنیہ میں بھی دعا فرمائی تو اس عیدِ تقیر کو بھی بفضلِ تعالیٰ حضور اقدس کی معیت میں دعا کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ ان ایام میں خاکسار کا دلچسپی میں ہی حضور اقدس کے قدموں میں حاضر تھا۔

### مباحثہ مذہب اور انجھال ضلع شاہ پور

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح اہل رضی اللہ عنہ رضوانہ اللہ علیہ کے عہدِ خلافت میں خاکسار جماعت احمدیہ لاہور میں درس و تدریس اور تبلیغ کی غرض سے لاہور میں ہی مقیم تھا کہ ان دنوں ہندو بھیاں ضلع کوٹہ انوالہ کے مخالف غیر احمدیوں نے مولوی محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی کو بلا کر احمدیوں سے مباحثہ کرانے کی تجویز کی اور مقامی احمدیوں کی سہی کمزوری اور اپنی سہی برتری کے متعلق

بہت کچھ بے جا فخر اور تکبر کا مظاہرہ کیا۔

پنڈی بھیاں کے احمدی میاں محمد مراد صاحب ورزی جو نہایت ہی مخلص اور جو شیلے احمدی اور تبلیغ کے دیوانے اور شیدائی ہیں اور جس کی تبلیغ اور عمدہ نمونہ سے عزیزم شیخ عبدالقادر صاحب مبلغ سائدہ و ران کے خسر بندہ ہوں سے امام اور احمدیت میں داخل ہوئے تھے، نے سیدنا حضرت خلیفہ الٰہی حد مت میں نبی مبلغ کے بھجوانے کے لئے عرض کیا۔ حضور کی طرف سے خاکسار کو لاہور میں رشاد پتھی کو مولوی محمد ایم صاحب کے ساتھ مناظرہ کے لئے موضع مذکور میں جاؤں نیز حضور کا یہ حکم بھی ملا کہ مولوی محمد ایم صاحب کو میں عربی میں خط لکھوں اور عربی میں مناظرہ کے لئے بھیج دوں۔ مولوی محمد ایم صاحب سے میرے مباحثات مارا ہو چکے تھے۔ جہلم، امرتسر، لاہور، سیالکوٹ، کوئٹہ، ڈالہ، مندی، بیادالہ، ین، وغیرہ مقامات پر۔ اس لئے وہ مجھ سے بخوبی واقف تھے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برکت اور حضرت خلیفۃ المسیحؑ کی دعا و توجہ سے حد تعالیٰ کی طرف سے یہ عجیب ارشاد طام ہوا کہ جب مولوی محمد ایم صاحب کو احمدی جماعت کی طرف سے مناظرہ کے لئے تیاری اور آمادگی کا علم ہوا تو اسوں نے مدیم القرضت کے بہارہ سے پنڈی بھیاں آئے سے معذرت کر لی۔ ادھر میں نے وہاں پہنچتے ہی حضرت خلیفۃ المسیحؑ کے رشاد کے ماتحت مولوی صاحب کے امام عربی میں خط لکھا۔ اور عربی میں مناظرہ کا پتہ بھیج دیا اور یہ خط مقامی غیر احمدیوں کو پہنچا دیا۔ ان غیر احمدیوں نے جب عربی خط اور پتہ بھیج کر دیکھا اور اودھ مولوی محمد ایم صاحب کی آمد سے انکار پہ اظہار پائی اور عربی میں مناظرہ کرنے کے لئے کسی اور عام کو بھی پیش نہ کر سکتے تو بہت مامور رشاد مند ہوئے اور میں محمد مراد صاحب اور دوسرے احمدیوں سے معذرت کرتے ہوئے اپنے علماء کی سہی کمروری کا ثبوت مہیا کیا۔ میرا ماں چند دن قیوم رہا اور سارے عجیبے میں خدا کے فضل سے خوب تبلیغ کا موقع ملا۔ والحمد للہ علیٰ دالک

### مباحثہ مذہبہرا، ننجا

جب میں پنڈی بھیاں سے واپس لاہور پہنچا تو بارہ خلافت سے میرے سامنے ارشاد پہنچا کہ آپ

مذہب نہ تھا ضلع شاہ پور میں مباحثہ کے لئے پہنچ جائیں۔ اور راستہ میں دعا اور استغفار پر خاص طور پر زور دیں۔ چنانچہ میں لاہور سے شام کو ساٹھ بل پہنچا۔ ہاں پر حضرت عظیم محمد صالح صاحب یوں جو نہایت ہی مخلص احمدی تھے اور اس وقت ساٹھ گھنٹہ میں اکیلے احمدی تھے کے ہاں قیام کیا۔ ہاں رات کو مجھے ایک نسخہ خواب میں بتایا گیا کہ ارزیز کا بھنگ میں کشتہ دافع تریان اور رحمت اور مقوی اور مہی ہے (یہ نسخہ میں نے بارہا تجزیہ کیا ہے اور مفید پایا ہے) مجھے اس وقت اس کی یہ تعبیر معلوم ہوئی کہ یہنا حضرت علیہ السلام نے مجھے ہوا استغفار اور عافیت کا کارنامہ فرمایا ہے اور جس کی تعمیل میں راستہ میں متعدد بار کرتا آیا ہوں اس کا روحانی فائدہ اور برکت مجھے حاصل ہوئی اور میں بقصد تعالیٰ اپنے حریف پر مباحثہ میں غائب آؤں گا۔

چنانچہ سب میں ساٹھ سے رہا نہ ہو نہ دیر یاے چناب کو بذریعہ شیشی عبور کر کے دوسری طرف پہنچا تو شیشی مولا خٹن صاحب احمدی مع پندرہ باب کے میری انتظار میں تھے۔ دوسری طرف سے بہت خوش ہوئے انہوں نے بتایا کہ ان کے علاقہ میں مولوی شیر عالم صاحب مشہور عالم ہیں جو خدا سے محمد و ماں میں سے ہیں و بار بار احمدیوں کو مباحثہ کے لئے پہنچاتے ہیں۔ چھپے میں لیکن چونکہ اس مدت میں کوئی برآمد احمدی عام نہیں اس لئے مقرر سے آپ کو بلوایا گیا ہے مناظرہ کا مقام وضع مذکور کی ایک مسجد قرار پایا جہاں پر گرد و پیش کے دیہات سے کثرت کے ساتھ لوگ جمع ہو گئے۔

### شرائط مناظرہ

مباحثہ کی شرائط یہ قرار پائیں کہ میری طرف سے صداقت دعویٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دلائل از روئے قرآن شریف پیش کئے جائیں اور مولوی شیر عالم صاحب ان کی تہلیل از روئے قرآن شریف بیان کریں۔ طریق یہ مقرر کیا گیا کہ دونوں مناظر پہلے اپنے اپنے موضوع بحث کو اور دوسرے قلمبند کریں اور پھر حاضریں کو اور دوسرا پنجابی میں مناسب موضوع کے ساتھ سن دیں۔

چنانچہ ہم دونوں کی طرف سے پچھلے گئے اور پولیس کی نگرانی اور انتظام کے ماتحت پہلے صبح کارروائی شروع ہوئی۔ لوگ ہر پارہ کی تعداد میں مسجد اور اس کے ارد گرد جمع تھے۔ مولوی شیر عالم صاحب سے فرمایا کہ پہلے مولوی غلام رسول اپنا پرچہ سنائیں گے اور ان کے بعد میں اپنا پرچہ سنوں گا۔



گا۔ اس کی غرض اپنی تقریر کو موثر کرنے سے یہ تھی کہ دو بعد میں اپنا تازہ اثر قائم رکھ سکیں۔ اور میری تقریر کے اثر کو زائل کر سکیں۔ میں ان کی اس چال کو سمجھ گیا لیکن مجبوراً ان کی یہ شرط قبول کرنی پڑی۔ میں نے اس وقت اللہ تعالیٰ کے حضور خاص طور پر نصرت الہی کے حصول کے لئے دعا کی۔ جس کے بعد مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلیت اور اطمینان حاصل ہو گیا اور مجھے دعا کرتے ہوئے خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ بات خاص طور پر دل میں ڈالی گئی کہ پرچہ پڑھنے سے پہلے خدا تعالیٰ کے حضور غلطیوں سے دعا کر لی جائے کہ

اے ہمارے علیم و حکیم اور قادر و تعریف والا اُمرتجہ۔ ایک میرا یہ پرچہ اور اس کا مضمون تیری رضا کے مطابق ہے تو مجھے اس کو سنانے اور سمجھانے کی توفیق عطا فرما اور حاضرین اور سامعین کو سننے سمجھنے اور حق کو قبول کرنے کی توفیق عطا فرما اور اُمرتجہ پرچہ تیری رضا کے خلاف ہے تو نہ ہی مجھے اس پرچہ کے سامنے اور سمجھانے کی توفیق ملے اور نہ حاضرین کو اس سے کی توفیق ملے۔“

### نصرت الہی کا ارشمہ

چنانچہ میں نے اس بات کا اعلان یا کہ چوں کہ اس بحث کا تعلق دین اور دنیا سے ہے اور یہ بہت بزرگ معاملہ ہے اس لئے ہم دونوں مناظر میں کی طرف سے مندرجہ بالا الفاظ میں دعا کی جائے اور حاضرین اس پر آمین کہیں۔ چنانچہ میں نے انہی الفاظ میں دعا کر کے (جس پر سب حاضرین نے آمین کہا) چنانچہ جمعہ شریف کے پڑھنا شروع کیا۔ خدا تعالیٰ نے اس ماجرا اور حقیر کی روح القدس سے تاکید فرمائی اور میرے قلب میں ان اشعار و ربان میں خاص نصاحت و بلاغت بخشی اور میں نے صدقت مسیح موعود علیہ السلام کے لائل کے ساتھ وفات مسیح کے لائل بھی قبول کر لیا کر دیا۔ میں نے ۹ بجے صبح شروع کر کے ایک بجے اپنی تقریر ختم کی۔ سب حاضرین نے پوری توجہ اور چہرہ سے میری تقریر کو سننا اس کے بعد میں نے اپنی تقریر کے ختم ہونے کا اعلان کیا اور مولوی شیر عام صاحب کو اپنا پرچہ شروع کرنے کے لئے کہا۔ جب مولوی صاحب انجیل پر چڑھنا شروع تو میں نے کہا کہ میرے پرچہ سننے سے پہلے جس طرح دعا کر لی گئی تھی۔ انہی الفاظ میں آپ بھی حاضرین سمیت دعا کریں۔

خدا تعالیٰ کی قدرت کا عجیب ارشمہ ہے کہ جب مولوی صاحب نے مذکورہ بالا الفاظ میں دعا کے

بعد پرچہ ساماثر وں کیا تا ابھی وہ چار منٹ ہی ہوئے تھے کہ حاضرین کی ایک بڑی تعداد یہ بہار اٹھ کر چلی گئی کہ مولوی شیر عالم صاحب جو باتیں بیان کر رہے ہیں یہ تو ہم نے پہلے بھی اس کے منہ سے ہی سنا ہے۔ کوئی نئی اور دلچسپ بات ہو پیش نہیں کر رہے۔ اس کے دو تین منٹ بعد لوگوں کی ایک اور بڑی تعداد اسی طرح اظہارِ نفرت کرتی ہوئی اٹھ کر چلی گئی۔ یہاں تک کہ ابھی یہ چار منٹ ہی گزرے تھے کہ سوائے میرے اور دو اور آدمیوں کے سب سامعین مسجد سے چلے گئے اور پھر بھی چلی گئی۔

جناب مولوی شیر عالم صاحب یہ منظر، کچھ برصغیر جری آباد سے کسی نے نہ سبوتا سبوتا چکے ہیں پرچہ اس کو سنا۔ میں نے کہا میں تو حسب وعدہ اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ آپ کا پورا پرچہ سننے کے لئے تیار ہوں ہیں وہ بقیہ پرچہ سننے کے لئے تیار نہ ہوئے۔ میں نے سنا کہ آپ نے حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کی صداقت کا تازہ دلائل نہیں دیکھا کہ جب انہوں نے پڑوس کے سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کے حضور عاکی فی قومیہ پرچہ اترنے پر جو اس کی رضا و خوشنودی کا باعث تھی اس کو سنا۔ اور سننے کی اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر توفیق بخشی۔ میں آپ کو پتہ چلے گا کہ سب کا موقع ملا۔ اور نہ اس کو کوئی سننے کے لئے تیار ہوا یا بعد ازاں اللہ تعالیٰ کے پاک مسیح موعود کی سچائی کا تازہ دلائل اور نصرت الہی کا رد و ثبوت نہیں۔ سامعین اور حاضرین سب کے سب آپ کے نام امن اور دوست ہوئے۔ اور میں ایک غریب الدیار، راہنچی قناتین حد اتفاق نے لوگوں کے دلوں کو میری طرف اور میری طرف کی طرف خاص طور پر پیچھا دیا۔ اور آپ سے ”رہا کی تفریق سے“ وہ جو یہ تعلقات قرابت کے نفرت پیدا کر رہی۔

میر کی باتوں کو سنا کر مولوی شیر عالم صاحب نہ بدلتے ہوئے وہاں سے چلے گئے میں قصبہ کے مدرسہ مت اور شرم کی وجہ سے نہ گئے بلکہ مسجد کے جنوب کی طرف باتہ کے کھیت میں رہا پوش ہوتے ہوئے گاؤں سے چلے گئے۔

وہ دن حد اتفاق کی نصرت کا عجیب و غریب دن تھا جس میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت، شوکت، عظمت کا سکندھو راجھا کے گھر گھر کے اندر پہنچ گیا اور مولوی شیر عالم صاحب جو اپنے علم و فضل کے رزم میں احمدیوں کو مارا کرتے پڑتے تھے لومڑی کی طرح میدان سے بھاگ کر چھپ گئے۔ بحوالہ محمد لله علی دالک

جب ہم مسجد سے نکل کر شیش مو لائش صاحب کے اہل بیت پر آئے تو ماں پر آٹھ انراؤ جو اس  
نٹاں کو دیکھ چکے تھے بیعت کر کے لئے انتظار میں بیٹھے تھے انہوں نے بعد شوق اس نٹاں کا جو  
اللہ تعالیٰ نے اپنے سلسلہ حقہ کے لئے خاص فرمایا تھا، اقرار کیا۔ اور بیعت قبول کرنے کے سے  
سیدنا حضرت علیہ السلام مسیح اہل رضی اللہ عنہ اور سناؤ کے حضور، رضوان میں بھجوا دیں۔ اس مباحثہ کی  
روایت وہی حالات جب سیدنا حضرت علیہ السلام مسیح کے حضور پہنچی تو آپ بہت خوش ہوئے اور اس  
عاجز کے حق میں، عافیت مانی۔ واللہ اعلم بالصواب

## ایک رشتہ کے متعلق اعجازی کرشمہ

مستی میاں محمد دین صاحب ساکن کوٹلی سلع آجرات بہت مختص اور شریف طبع اور  
منسوبہ قوی۔ کمال جوان تھے ان کی پہلی بیوی فوت ہوئے پر اس کے بھائی میاں قطب الدین صاحب  
نے ان کے رشتہ کے لئے مستی میاں کریم بخش صاحب اور حسن محمد صاحب ساکن موضع سعد اللہ پور کی  
مشیتہ کے متعلق تحریک کی اس رشتہ کے بارہ میں ان کو بتایا یا کہ لڑکی احمدی ہونے سے پہلے اپنے  
غیر احمدی چھوٹے زاد بھائی کے ساتھ منسوب ہو چکی ہے اور اب اس کے بھائی اس کی نسبت کو توڑنے  
کے لئے تیار نہیں۔ چنانچہ بار بار تحریک کے باوجود، درجنی نہ ہوئے تو میاں قطب الدین صاحب  
اور محمد دین صاحب نے سیدنا حضرت امیر المومنین علیہ السلام مسیح الثانی علیہ السلام کے حضور عرض  
رسال کیا کہ میاں کریم بخش صاحبہ اور شاپہ مشیتہ دو نکاح ایک غیر احمدی سے کرتے پر تلے ہوئے  
ہیں اور باوجود اس کے کہ ہم نے کئی معزز احمدیوں کے ذریعہ تحریک کی ہے وہ رشتہ دینے کے لئے تیار  
نہیں ہوئے۔ اگر حضور مولوی غلام رسول صاحب راجپوتی کو ارشاد فرما میں تو امید ہے کہ ان کے کہنے پر  
انشاء اللہ رشتہ غیر احمدیوں کے ہاں ہونے سے رک جائے گا۔

## میری کوشش

چنانچہ حضور اقدس علیہ السلام تعالیٰ کامیاب سے ارشاد ہوا کہ میں سعد اللہ پور جا کر کوشش کروں۔

میں پہلے موضع کوئی گیا اور میں قصبہ الدین اور محمدیوں کو ساتھ لیا۔ وہاں سے ہم موضع سعد اللہ پور پہنچے۔ موضع سعد اللہ پور میں میں نے سب احمدیوں کو اکٹھا کر کے حضرت کے حکم سے اس کو اچھی طرح گاد کر دیا اور لڑکی اور اس کے دونوں بھائیوں کو بھی اچھی طرح فہمائش کر دی میں سب نے یہی غور کیا کہ ہماری چھوٹی صلاہ معد اپنے لڑکے کے تارے اور اڑے پر بیٹھی ہیں ہم سے کس طرح ناراض کریں اور نفیست کو توڑیں۔ سب عسکر کا وقت ہوا تو میں نے چار پانچ آدمی اس کو بھیجے کہ اس کے پیچھے بین کامیابی نہ ہوئی۔ اس کے بعد مغرب کے بعد میں نے ابو اور معزز احمدیوں کو اس کے پاس بھیجا اور پیغام دیا کہ اب یہ میرا آخری پیغام ہے۔ میں حضرت قدس مدد اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے ماتحت آیا ہوں۔ اگر آپ نے حضور کے حکم کی اب بھی مافرمانی کی تو اس کا انجام بد ہوگا اور بعد میں پچھتا پڑے گا۔

اس وقت میں محمدین اور اس کا بھائی مایوس ہو چکے تھے اسوں نے مجھ سے اپنے گاؤں میں جانے کی حازت چاہی۔ میں نے کہا کہ آپ کو وہاں جانے کی ابھی ضرورت نہیں ہم نے لڑکی کا نکاح میوں محمدین صاحب سے ضرور کرنا ہے اور بغیر اس کے وہاں نہیں جانا۔ یہ نکتہ ہم حضرت صاحب کے حکم سے آئے ہیں۔ میرے مد سے یہ اتفاق کچھ ایسے جوش اور حال سے نکلے کہ سب لوگوں نے حیرت زدہ ہو کر اس کو سنا۔ چونکہ لڑکی والے رشتہ میں محمدین صاحب کو اپنے سے قطعاً نکار رہے تھے۔ اس لئے

### خالق الاسباب سے التجا

میں نے کہا کہ اس سے پہلے ہم نے اسباب کی رعایت سے کھلق سے کام لیا ہے اب ہم خالق الاسباب اور قادر مطلق ہستی سے التجا کر کے اس سے براہ راست کام لیں گے۔ چنانچہ مغرب کے بعد میں نے نہایت خشوع خضوع اور الحاج سے اللہ تعالیٰ کے حضور دعائی اور عرض کیا کہ ”اے میرے مومن کریم جس کام کے لئے ہم نے کوشش کی ہے اس میں ہمارا اپنا اتنی تو کوئی مقصد نہ تھا۔ بجز اس کے کہ تیرے پاک مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کا تہذیب اور تیرے پاک حلیہ کے حکم کی تعمیل ہو۔ پس تو اپنی خاص نمرت مارل فرما۔ نہ کہ مر احمدیوں میں غیر احمدیوں کو لڑکی دینے کی رو پھیلنے سے جماعت کو بھی نقصان پہنچے گا۔ میں یہ دعا کر رہا تھا کہ میرے دل میں انشراح صدر ہو۔

طمینان دلا دیا اور مجھے یقین ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ اس امر میں ضرور کامیابی بخشے گا۔

### دعا کی قبولیت

چنانچہ میں نے سب لوگوں میں اعلان کر دیا کہ اس گاؤں میں مہر غلام محمد صاحب اراکین اور امیر بی بی صاحبہ کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کا عظیم الشان نشان ظاہر ہو چکا ہے (یہ واقعہ پہلی جلدوں میں نہیں درج کیا جا چکا ہے) اللہ تعالیٰ کی وقوت اور انکارِ ممانعت اب تم نہیں ہوئی۔ و قدس حدس بھی پناہ لالہ رنجوہ، کھانسا ہے اب میں کریم بخش صاحب اور حسن محمد صاحب کو آخری تحریک کرتا ہوں اور وہ مات نہ مانیں گے تو امیر بی بی والا واقعہ ان کے ساتھ بھی ہو گا۔ میرے یہ لحاظ ہی تعریف کے ماتحت کچھ ایسے مؤثر ثابت ہوئے کہ بعض معززین نے دونوں بیویوں کو جا کر سمجھایا اور رے عواقب سے ڈرایا۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت و تعریف سے ان کے قلوب بھی اس سے متاثر ہو گئے اور حشامی مار کے وقت، دونوں بیویوں نے مجھے پیغام بھیجا کہ آپ سر اللہ جو ان کا نکاح میاں محمد دین سے کر دیں اور ہم سے مارش ہو کر نہ جائیں۔ میں نے اس کو کھنکھایا کہ نکاح صبح کے وقت پڑھایا جائے گا۔ چنانچہ صبح سات بجے کے قریب سب لوگوں کی موجودگی میں حضرت مولوی غوث محمد صاحب رسی اللہ عندے میرے سامنے پر اس لڑکی کا نکاح میاں محمد دین صاحب سے پڑھا۔ نکاح کے وقت کریم بخش صاحب کی چہ بیتی اور جو ان لڑکا بھی موجود تھا۔ اس کی چہ بیتی نے کہا کہ ہم لڑکی کے زیور اور کپڑوں پر آج تک ڈیڑھ صد روپیہ خرچ کر چکے ہیں۔ وہ مجھے دلوایا جائے۔ چنانچہ میں نے میاں محمد دین صاحب اور قطب دین صاحب سے فوراً دو رقم اس عورت کو دلوادی۔ یہ واقعہ سب لوگوں کے سامنے بہت جیتا رہا ہے۔ اور بعض نے مجھے جانا کر بھی کہا میں حد کا یہ حاصل اور کامیابی بخش حضرت امام وقت المسیح علیہ السلام کی توجہ و برکت سے تھی۔ نہ مجھ تھیر کی اس میں کوئی حوبی نہ تھی۔

### دعا کے متعلق کچھ

میں نے بارہا تجویز کیا ہے کہ اگر انسان نفسانیت کا چولہا اٹا کر اور ہوا و نفس سے الگ ہو کر محض اللہ تعالیٰ کی رضا اور ماکملہ اللہ کی غرض سے اپنے وجود کو اللہ تعالیٰ کا آلہ قرار دے کر دعا کرے تو

یہی دعا غایت درجہ موثر ثابت ہوتی ہے اور اگر دعا کے وقت نفسانیت اور بوجہ نفس کا پردہ درمیان میں آجائے تو پھر ضہوری نہیں کہ اللہ تعالیٰ ایسی دعا کو قبولیت کا شرف بخشے۔ بخیر اس کے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی دعا کو اس کی سمجھ کے مطابق اس کے لئے اتمام حجت کا وسیع بنانا ہو۔

قبول ہونے والی دعا ایک روحانی تمامہ کو چاہتی ہے جس کا نشان سرف زبانی الفاظ کو طوطے کی طرح رن نہیں ہوتا۔ بلکہ خشوع و خضوع، سوز و گمراہ اور مضطر بنانہ بے چینی کا قلب میں محسوس ہونا ضہوری ہے اور سب سے زیادہ قبولیت کا شرف حاصل کرنے والی وہ دعا ہے جس میں انسان اللہ تعالیٰ کا تہ بن رہا ہو، اپنی اغراض و مقاصد کو مد نظر رکھ کر دعا کرے ورنہ وہ دعا جو نفسانیت کی تاریکیوں میں اضافہ کرنے والی ہو، اگر قبول بھی ہو تو اپنی نقصان کے اعتبار سے زہر قاتل اور حد تعالیٰ کی طرف سے بطور ابتلاء کے ہوتی ہے نہ کہ بطور اسطفا کے۔

### حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعا کے متعلق ارشاد

میں نے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی رہاں مبارک سے یہ بار بار سنا ہے کہ جس دنیا کے طمع اور لالچ کو ہم لوگوں کے اندر سے نکالنے کے لئے آئے ہیں افسوس ہے کہ لوگ زیادہ تر اسی کے متعلق دعا کرنے کی خواہش کرتے ہیں۔ کبھی یہ درخواست کرتے ہیں کہ پیوی یا ولاہرینہ مل جائے کبھی ملازمت یا عہدہ میں ترقی کے لئے کہتے ہیں کبھی کاروبار میں شفعہ یا پیاری سے شفا پانے کے لئے درخواست کرتے ہیں۔ ایسے بہت تھوڑے ہیں جو یہ دعا کرتے ہیں کہ ہمیں حد کی محبت اور اعانت نصیب ہو اور خدمت دین کا موقع ملے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں گناہوں سے بچائے۔ اور ان سے نفرت پیدا فرمائے۔ اور روحانی امراض سے شفا حاصل ہو۔

حضور اقدس علیہ السلام کے کلمات حیات کا معہم بیان یا یا ہے ہوتا ہے کہ لغتوں میں کسی قدر اختلاف ہو۔

### سعد اللہ پور کا ایک اور واقعہ

مذکورہ بالا واقعہ کے کافی عرصہ بعد جب میں تبلیغی اغراض کے ماتحت بعض مقامات کے دورہ پر تھا تو سیدنا حضرت علیہ السلام کے اثنی ایہ اللہ تعالیٰ ہمہ دالہ کی طرف سے مجھے حکم پہنچا کہ

موضع سعد اللہ پور میں مسماۃ اللہ جو انی مستری جمال دیں لومار کی لڑکی ہے۔ جس کا نکاح اس کے ماموں امام الدین صاحب کے لڑکے کے ساتھ کئی سال پیشتر ہوا تھا۔ بوجہ بے اتفاقی و منا چاقی کے وہ لڑکی بطلاق چاہتی ہے اور آج کل تالیاں میں مقیم ہے۔ اس کی طلاق کے لئے کوشش کی جائے تاکہ تازہ ختم ہو۔

فاکسار غرض قبیل ارشاد، سعد اللہ چور پینچا اور دہاں کے معزز احمد پوں کو حضرت اقدس یہ د اللہ تعالیٰ کے ارشاد سے اطلاع، سہراٹ سے تھان سے چنانچہ وہاں امام الدین صاحب سے ملے اور ان کو سمجھایا۔ بین میں امام الدین صاحب کی طرح بھی راضی نہ ہوئے۔ اس کے بعد میں خود بعض دیاب لی معیت میں امام الدین صاحب کے پاس گیا۔ اور ان کو تنبیہ سمجھایا کہ جب لڑکی کا لڑکے کے پاس رہنا اور بسا محال ہے تو طلاق سے تازہ کی صورت ختم کی جائے۔ اس پر میں امام الدین صاحب نے کہا کہ ایک دفعہ بھی اور دہاں، دفعہ بھی میرا یہی جواب ہے کہ طلاق قطعاً اور ہی صورت میں بھی نہیں دی جائے گی۔ میں نے ان کو یہ طرح سمجھانے کی کوشش کی اور حضرت اقدس یہ د اللہ کے ارشاد کی قبیل سے رہنمائی کے لئے تاج سے آگاہ کیا اور صاف الفاظ میں کہہ دیا کہ اگر آپ کو اپنی ضد اور مامرائی کی وجہ سے کوئی نقصان پہنچا تو اس کی ذمہ داری آپ پر ہوگی۔

### مافرمائی کی پاداش

چنانچہ میں دہاں سے رخصت ہو کر قصبہ شاہ پورال کے جلسہ میں شمولیت کے لئے رہا۔ یہ ہو۔ جب ام سعد اللہ پور سے چار پانچ کوس کے فاصلہ پر موضع منہ کی اور سداہنی کے قریب پہنچے تو ہمیں پہنچے سے کسی کی چیخوں کی آواز سنائی دی اور یہ الفاظ کان میں پڑے "میں بھل گیا۔ میں دہاں کی گگ میں مل گیا۔ مجھے اللہ کے لئے معاف کر۔ مجھے دہاں کی گگ سے نجات دلاؤ"۔ یہ چیخ و پکار سہراٹ سے لگائیں جب ریا د قریب ہو، تو ہمیں معلوم ہوا کہ وہاں امام الدین صاحب سعد اللہ پور لے لے ہیں۔ انہوں نے "تے ہی اپنی گلی اتار کر میرے پاؤں پر پھینکی اور بے قاشا رہتے چلاتے ہوئے دہاں کی سڑک پر چلے گئے۔ اس وقت ہم پانچ چھ افراد تھے جو شاہ پورال جلسہ پر جا رہے تھے۔ میں نے یہ چھاپا آپ کو یا ہوا تو اسوں نے رہتے ہوئے کہا کہ میری تو پہ امیری تو پہ آپ بھی

مجھ سے طلاق نامہ لکھوالیں میں دوزخ میں ہوں، دوزخ کی آگ میں جل رہا ہوں۔ مجھے اس سے نکالیں میں نے حضرت اقدس کے ارشاد کی مافرمانی کر کے اپنے آپ کو دوزخ میں کر دیا ہے۔ میں نے کچھ دریافت کیا کہ ”بات کیا ہوئی تو انہوں نے روتے ہوئے بتایا سب آپ مجھنا ہمارے مافرمائے کو چھوڑ گئے تو چانک میں نے، بلحاظ مجھے کسی پیتھاک حین نے پڑایا ہے ”رجیم کی آگ میں چینک دیا ہے۔ اب میں جدہ بھی دیکھتا ہوں، دوزخ کی مشتعل آگ چاروں طرف نظر آتی ہے۔ اس سے میں گھبر کر آپ کے پیچھے بھاگا ہوں۔ اب آپ اللہ کے لئے مجھ پر رحم فرمائیں اور طلاق نامہ لکھیں تاکہ حضرت اقدس ایہ اللہ تعالیٰ کا عشاء ہو تازہ کو، در کرنے اور سلسلہ کے وقار کو قائم کرنے کے لئے ہے پورا ہو۔

### تفصیل ارشاد

چنانچہ وہ شادی، دل تک ہمارے ساتھ آئے اور وہاں باقاعدہ طلاق نامہ لکھ لیا گیا۔ میں نے اس کو تسلیم کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ناموں کی سیل کو جو، یا ہے ”تو بیش وفاق“ی ہے۔ انہوں نے یہ بھی بتایا کہ جب میں نہیں مارتا ہوا آپ کے پیچھے سعد اللہ پور سے بھاگا تو بعض غیر احمدیوں نے مجھے اس حالت میں دیکھ کر کہا کہ اس نے طلاق دینے سے انکار کیا تھا اس لئے مرزا ابی مولوی نے اس پر حاکم کر دیا ہے۔ میں نے کہا کہ ہمارا اجاہ کچھ نہیں یہ تو اللہ تعالیٰ کی نصرت اور تائید ہے جو وہ اپنے پاکستان اور خلیفہ کے لئے ظاہر کرتا ہے، ”یہ اللہ تعالیٰ کی نصرت ہے جو وہ اپنے مقدسوں کے سے ہمیشہ خاص فرماتا ہے۔“ اس قار، مطلق حد الامعالم ان تنصروا ”لله بصیر“ کے، وقار کے مطابق الصبار دین ہی کے ساتھ ہمیشہ خصوص ہوتا ہے۔

### کلام قدسی

مندرجہ ذیل خاص منظوم کلام حیات قدسی کی تالیف کے موقع پر لکھا گیا:-

یا درفتگان بحالت مجھوری:-

یا دیتاے کہ ما خوش روزگارے یا کلیم

یا مسیح وقت، اسماش ۴۰ بارے یا کلیم

روز و شب با مہر و مہ بودیم در نور و ضیاء

کہ عیض ضوفشاں کہ نور بارے یا کلیم



شکر اللہ صحت گلیا پس از دور خراں  
 چوں عتال در چمن بہت بیمارے یا کلیم  
 در حدیث میں پا کاں تھہ ہر دوستاں  
 خوش کریم آنجی خواہر یا نگارے یا کلیم  
 روتے در نعل عشاق از یاد مصیب  
 گنگوئے عشق از بزم نگارے یا کلیم  
 ایں گل تازہ ثمر از روضہ احمد نبی  
 شکر حق ایں نعمت از پرہ نگارے یا کلیم  
 دوستاں گوئند بعد از رحلت قدسی فقہ  
 ایں نشان کاقلہ رفتہ زیارے یا کلیم

### سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی شاگردی میں

اس عاجز حقیر کے لئے قابل فخر اور مایہ ناز مدہ علم میں جو قرآن کریم اور احادیث نبوی کے علاوہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے مقدس خلفاء کی تصانیف مبارکہ اور کلمات طیبہ سے مجھ کو حاصل ہوئے۔ بین یہ حد تعالیٰ کا خاص فضل ہے کہ مجھے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاولؑ کے سامنے خاص طور پر انوکھے کمند طے کرنے کا بھی موقع ملا۔ سیدنا حضرت اقدس علیہ السلام کے زمانہ میں جب بھی میں قادیان میں آتا تو حضرت حکیم الامتہؒ مجھے فرماتے کہ ”آپ چونکہ دین ہیں اس لئے نہ درجہ سے طب پڑھیں میں آپ کو تھڑے ہی عرسہ میں علم طب پڑھاؤں گا۔“ مجھے ان دنوں طب سے کوئی دلچسپی نہ تھی بلکہ تصوف اور قرآن کریم سے روحانی نکات کے حصول کے متعلق متغراق تھا۔ اس لئے حضور کی فرمائش کو پورا کرنے کے لئے گریزی کرتا رہا۔ یہاں تک کہ جب ۱۹۰۵ء میں زلزلہ کے ایام میں سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام مع اہل بیت و صحابہ کرام باغ شقیہ مقبرہ میں فرمایش ہوئے تو ان دنوں مجھے حکیم الامتہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خود ہی کتب طب میرے لئے مہیا فرما میں اور اپنے پاس بٹھا کر طب کا سبق دیتا شروع فرمایا۔

طب حسنی کے قلم کرنے کے بعد میں ان الطب پر حنائی اور طب کے نظری اور عملی حصہ سے مراد  
ضروری قواعد وضوابط سے مجھے آگاہ فرمایا۔ آپ کی بار بار کی توجہ نے میری کاپی پت کی اور مجھے طب  
کا بے حد شوق پیدا ہو گیا۔ چنانچہ میں نے اپنے طور پر طب کی بڑی بڑی کتب مطالعہ کیں۔ قانون شمس،  
موجز وراس کی شرح اور کفایہ "منسوری" طب امیر۔ قانون حیات تالیف سراج مخزن حکمت  
مستفہدہ کہ غلام جیلانی۔ اور مختلف قرابا، نہیں وغیرہ

مجھے زیادہ دلچسپی خواص الاویہ اور خواص معمرات سے رہی ہے۔ چنانچہ میں نے  
مخزن الاویہ، محیبا، عظم بشر، ان الاویہ اور خواص الاویہ کو دلچسپی سے پڑھا۔ اور علم یہیہ کے تحقیق  
کتب مطالعہ کی اور ابن حیات اور علاء الدین علی اور مخزن الاویہ سے شغل رہے۔ ختم پانچویں کے نیز  
مفتاح و لمصاب مفت نواز الدار البیہ فی المصنوع الکریہ، رموز الاحیاء، خیرۃ الاطباء، یہ عظم  
الدرة البیضاء فی صمد الاویہ وغیرہ لایا۔ البدر المیر فی علم الاویہ، مجمع البحرین، رموز الاویہ، نور العیون  
وغیرہ مطالعہ کیں۔

یہی طرح علم دہر کی بہت سی کتب کا بھی مطالعہ یا مثلاً مفتاح انوار اور، الکواکب الدری عربی۔  
مفتاح لاخراج فارسی۔ اورۃ السراج۔ علم فلکیات میں انوار النجوم اور یہ عظم علم نجوم میں سراج  
بریل، صادق بریل، انوار بریل علم بریل میں جوہر خمسہ فلکیات میں وہی طرح حدائق العلوم یعنی ستی  
معینہ نام دہری جامع العلوم معینہ شیخ بولی سینا بھی پڑھی اور وہی طرح کتب تفایہ، علم حایث،  
علم فقہ، علم تصوف برارہ کی تعداد میں مطالعہ کی اللہ تعالیٰ نے مجھے توفیق بخش۔ میں نے باقاعدہ  
درسائوں سے کم استفادہ کیا ہے۔ لیکن سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے  
خاتم، غلام کی توجہ بہت کثرت سے میرے اندر علم کے حاصل کرنے کے لئے ایک خاص دلچسپی اور شوق  
پیدا ہو گیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

### علم کی قدر و منزلت

حضرت قدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام حلقہ احباب کے اندر مسجد مبارک میں اپنے کلمات  
یاد فرما رہے تھے ای۔ دوران میں آپ نے ذکر فرمایا کہ میں گھر کے صحن میں ٹہل رہا تھا کہ میری لڑکی  
مبارک (حضرت سیدہ نواب مبارک بیگم صاحبہ احوال اللہ بقاء حال) جو پانچ چھ سال کی ہے اس کے منہ

سے ایک نیکی پر حلت بات نکلی کہ میں نے ان وقت اپنی ٹوٹ تک میں درج کر لی۔ یہی طرح حضور قدس علیہ السلام نے اپنے رسالہ "ورق الامام" میں فرمایا کہ ہم تو علم و معرفت کے تعلق سے درج کر رہے ہیں کہ ایک سمندر علم و معرفت کا پیڑ بھی یہ اب بنے ہوئے، لے نہیں، اور حضور نے فرمایا کہ بعض دفعہ علماء معمولی بات کے اندر بھی عظیم الشان حقائق پوشیدہ ہوتے ہیں۔ آپ نے اپنی کتاب "حجۃ اللہ میں یابی خوب فرمایا ہے۔

و انی صفت الماء ماء المعارف واعطیت حکما عافیا قلب احسن 4

### تصوف کا ایک نکتہ

مجھے "ورق تبلیغ" پر سندھستان کے تمام حلقوں اور قریباً ہر شعبہ میں جانے کا شوق ہو رہا ہے۔ سرگودھا میں بھی میں بارگاہِ "ماہ" کے مدیر حضرت حافظ مولوی عبدالعلی صاحب نے۔۔۔ مل جل کر بیٹھ کر رہا۔ "حضرت مولانا شیر علی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ" ارشاد فرماتے ہیں کہ سرگودھا میں "ورق" کے مدرسین کے حضرت حافظ صاحب سے بھی "ورق" حقائق نہ آ رہے۔ "رجاست" کا بھی موقع ملتا۔ حافظ صاحب نے یہ فرمایا کرتے ہیں کہ مجھے کوئی ایسی نسبت یا کام نہ ملے جس سے روحانیت و قرب ہی میرے "ورق" بات بنتے۔ "مطلب" بنتے ہو۔

حافظ صاحب کی اس فرمائش پر میں نے ان کی خدمت میں سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ شعر پیش کیا کہ۔

حریمِ غربت و محرمِ ازاں روزے کہ استم

۵ کہ جاوے خاطرش باشد دلِ بحرِ محرمِ غربت

یعنی میں اسی روز سے غربت اور بحرِ حرمین رہتا ہوں جب سے مجھے اس بات کا علم ہوا ہے کہ اس جہاں "محبوبِ ارل" کے دل میں ایسے ہی "ورق" عاشق کے لئے جگہ ہے جس کا اس غربت و مسکینی سے نجات ہو چکا ہو۔

حافظ صاحب اس شعر کو سن کر بہت خوش ہوئے۔ "رجب" بھی اس کے بعد میرے ساتھ ان کی ملاقات ہوئی تو اس شعر کا "ادرا" کے مطابق "خاندان" کے ساتھ "فرماتے" اس کو "دور"۔

پڑھتے اور روحانیت کے حصول کے لئے بہت سی مفید تدابیر قرار دیتے اور ان سے فرماتے کہ یہ شعر تصوف کی جاب ہے۔

### ایک نظمیں لطیفہ

جن دنوں زلزلہ بیمار کا تباہی آگن حادثہ قعر میں آیا اور اس کی تفسیلات اخباروں میں شائع ہو کر لوگوں کی توجہ کو کھینچنے کا باعث بنیں، میرے پاس بھی ایک ایسا اخبار دن میں زلزلہ کی ہولناکیوں کی تفصیل درج تھی موجود تھی۔ اتفاق سے ایک معزز رفیع احمدی دوست میرے پاس تشریف لائے اور فرمائے گئے کہ آپ جانتے ہیں کہ میں اتنی ہی قاطعیت سے درختا ہوں کہ کلام کے حسن و قبح کو بخوبی پرکھ سکتا ہوں۔ جب انہوں نے یہ بات منہ سے نکالی تو میں فوراً یہاں آیا کہ یہ صاحب چونکا۔ ہمارے سلمہ پر کاتہ چینی کی عادت رکھتے ہیں، اس لئے اس تمہید کے بعد ضرور کوئی اعتراض کریں گے۔ چنانچہ میں نے کہا کہ میں مانتا ہوں کہ آپ مادی عقل و سمجھ کے کلام کو پرکھنے کا ملکہ ضرور رکھتے ہیں۔ وہ فوراً بولے کہ آپ نے یہ قیدیوں کا کافی ہے۔ میں نے کہا کہ قرآن کریم میں آیا ہے کہ طوفی کئی دینی عنہم عیشہ **را** ب جس سلیم، رفاق ہستی کا لم آپ سے ریا ہو گا اور اس کا کلام آپ کی قاطعیت اور فہم سے دلائل ہو گا۔ اس کے متعلق آپ کی کاتہ چینی آپ کی غلط فہمی اور قصور منہ کی وجہ سے بھی ہو سکتی ہے۔ تاہم آپ اس وقت کسی کلام کے حسن و قبح کے متعلق اگر کچھ فرما چاہیں تو شوق سے فرما میں۔

### اعتراض

اس پر وہ کہنے لگے کہ آپ کو معلوم ہے کہ بنیاب مراد صاحب نے ایک اشتہار السماء من وحی السماء لکھ کر شائع کیا تھا میں نے کہا میں نے فرمائے گئے کہ اس میں ایک شعر یہ بھی لکھا ہے۔

زلزلہ سے دیکھتا ہوں میں زمین زیر و زبر

وقت اب بریک ہے آیا کھڑا یا اب ہے

اور یہ شعر اپنے مضمون کے اعتبار سے کسی رعب اور ترس کا حامل نہیں۔ پہلے مصرعہ میں تو خیر زلزلہ کی کیفیت بیان کی گئی ہے اس کے متعلق مجھے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں لیکن دوسرے مصرعہ کو جس میں بنیاب کا ذکر ہے۔ پہلے مضمون سے کوئی بھی رعب اور ترس نہیں آتا بلکہ یہ کلام ایک ایسے شخص

کے قلم سے جو ”سلطان النکم“ نے کامی ہو، نہیں لکھنا چاہیے۔

### جواب

میں نے جو با عرض کیا کہ یہ کلام شاعرانہ تک بند ہی نہیں بلکہ جیسا کہ اشتہار کے عنوان سے ظاہر ہے خدا تعالیٰ کی وحی کی روشنی میں لکھا گیا ہے۔ اور واقعات اور حقائق کے مطابق ہے۔ سائنس دانوں مصرعوں میں زلزلہ کے دو قسم کے اثرات اور نتائج ظاہر کئے گئے ہیں یعنی ایک زمین کا زیر و زبر ہونا اور دوسرے سیلاب کا آنا۔ پھر میں نے ایک اخبار جس میں صوبہ بہار کے علاقہ موٹھیر کے زلزلہ کی تفصیلات درج تھیں، کچھ لڑکھڑاہٹ صاحب کے سامنے رکھا اور کہا کہ اس میں درج شدہ تفصیلات کو پڑھیں یہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عمر کے عین مطابق یہ زلزلہ بھی قوت میں آیا ہے۔ یعنی ایک طرف تو زلزلہ کی تہنش سے زمین تھلا ہو گئی اور ساتھ ہی زمین کے ثقیل ہونے سے اندر سے چشموں کی طرح پانی چھوٹ پڑا اور ایک وسیع علاقہ میں سیلاب آ گیا۔ بلکہ یہاں تک ہوا کہ بعض حصوں میں دریائے گنگا کا پانی اتنا بہا تھا کہ نہایت ہو گیا۔

جب مقتضی صاحب نے زلزلہ کی شائع شدہ تفصیلات پڑھیں اور اس شعر کا مضمون، ایک تو دم بخود ہو کر خاموش ہو گئے۔ واللہ الحمد للہ علی دالک

### حیدرآباد دکن میں احمدیت کی اعجازی برکت کا نشان

۱۹۳۵ء میں خاکسار مرکزی ہدایت کے ماتحت ”یار دما دیک“ حیدرآباد دکن میں مقیم رہا۔ اس دوران میں ایک دفعہ جناب محترم نواب آبدار تک باور نے اطلاع دی کہ ان کی مائیکورٹ کی بجلی کی ملازمت ختم ہوئے پر مزید ایک سال کی توسیع ان کو مل چکی ہے۔ یہ توسیع بھی اب ختم ہونے کو ہے مزید توسیع کے لئے انہوں نے نظام صاحب حیدرآباد کے پاس درخواست دی ہوئی ہے۔ میں بہت سے میدوار جو اس عہدے پر فائز ہوئے کے متنی میں اس کوشش میں ہیں کہ مزید توسیع نہ ملے اور بڑے بڑے ارکان حکومت جن میں بعض وزراء بھی شامل ہیں ان کو توسیع دے دیے جانے کے خلاف ہیں۔ یہ سجاد و قشیں اور علماء بھی جوچہ ان کے احمدی ہونے کے سخت مخالف ہیں اور حضور نظام پر ہر طرح سے دباؤ لگا رہا ہے۔

میں نے جب نواب صاحب سے یہ بات سنی تو بوجہ غیرت احمدیت اور احساس عزتِ سلسلہ میرِ قلبِ جوش سے بھر گیا اور میں نے تجلید میں سرسجی ہو کر ایرنگ نہایت تضرع و خشوع و خضوع سے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کی جس پر میں نے شفاء یلکھا کہ ایک روز وہ بتخلوں سے بند ہے۔ میں نے قوتِ ارادی اور توجہ سے دل میں یہ یقین کرتے ہوئے کہ میرے ماتحت لگانے سے ہی بقصدِ تعالیٰ یہ دونوں تغل کھل جائیں گے اپنا ماتحت آگے بڑھایا۔ میرا ماتحت مس ہوتے ہی چشم زدں میں دونوں تغل کھل گئے۔ مجھے اس شرف کی یہ تفہیم ہوئی کہ ۱۰ سال کی مزید توسیع نواب صاحب کو مل جائے گی۔ میں نے اس شرف اور تفہیم کا ذکر اسی وقت حضرت خانقاہِ ملک محمد صاحب برادر کھاب جناب ذکاءِ شمس اللہ صاحب اور مزید میوں محمد نعمان صاحب جالندھری سے بھی کر دیا۔

جناب نواب صاحب نے یہ سن کر فرمایا کہ سو بوجہ خانقاہِ حالات میں تو ایک سال کی توسیع بھی محلِ نظر تھی ہے۔ چہ جائیکہ ۱۰ سال کی مزید توسیع ملے۔ جب درخواستوں کے فیصلہ صادر ہونے میں صرف چند دن باقی رہ گئے تو نواب صاحب نے ذکر فرمایا کہ آٹھ مجھے شہر سے بہت ہی دیریں کس روپے نہیں ملی ہیں اور سب لوگ میری مخالفت میں رہتے تو رکوشش کر رہے ہیں۔ تب میں نے احمدیت کی عزت و حریمت کی خاطر جوش سے بھر کر پھر دعا کی تو مجھے بتایا گیا کہ جو اعلانات اس سے پہلے شرف کے درجہ دہی تھی ہے وہ درست ہے اور نواب صاحب کو تحفہ احمدیت کی عزت کی وجہ سے کامیابی ہوئی اور ۱۰ سال کی توسیع ملے گی۔ چنانچہ میں نے نواب صاحب کو ۱۰۰۰ روپے نواب کی موجودگی میں یہ تسلی پیش کیا کہ تب اسوں نے پھر خانقاہِ حالات کا ذکر کیا اور حالات کے پیش نظر مایوسی کا ظہار کیا۔ میں نے نواب صاحب کو یقین دلایا کہ حالات خود اس قدر مایوس کن ہوں۔ بین اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو اعلانات ملی ہے وہ سچی ہے اور آپ مزید تسلی چاہیں تو میں یہ بشارت لکھ کر بھی آپ کو دے سکتا ہوں۔ اس پر نواب صاحب نے فرمایا لکھنے کی ضرورت نہیں آپ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی ہیں مجھے آپ کی زبانی بات پر بھی یقین ہے۔ چنانچہ نواب صاحب نے اس بشارت کا ذکر اپنے گھر میں جا کر بھی کیا۔

جب حکم ملے میں صرف ۱۰۰۰ دن باقی رہ گئے تو میں نواب صاحب کی کوٹھی سے جوشہر سے تیس چار میل کے فاصلہ پر تھی شہر میں احمدیہ جوٹلی مال میں چلا گیا۔ ۱۰ ماہ پر بھی وہ دن میں نے تجلید میں بہت

جس دن حکم سنائے گا دن تھا اس کی صبح کی نماز کی سب میں سنتیں پڑھ رہا تھا تو میں نے سجدہ کی حالت میں ایک کشتی نکال دیکھا کہ نظام میر عثمان علی خاں بالقابہ رنی پر بیٹھے ہیں اور ان کے سامنے میز رکھی ہوئی ہے۔ جس پر ایک کاندہ پڑا ہے۔ اور وہ اس پر کچھ لکھنے لگے ہیں میری نظر بھی کاندہ پر پڑی ہے جو کچھ انہوں نے کاندہ پر لکھا یہ تھا۔ ”نواب اکبر یار جنگ کو ۱۰ سال کی توسیع دی جاتی ہے۔“ اس کے بعد کشتی حیات جاتی رہی نماز کے بعد میں نے اس کشتی کا ”نواب“ کے سامنے جو ”یار“ کے قریب تھے، دیکھا۔

اتفاق سے تھوڑی دیر کے بعد جناب نواب صاحب بھی تشریف لے گئے تو جملہ نواب نے جو جو بی مال میں موجود تھے نواب صاحب سے میرے کشتی کا ذکر کر کے مبارکبادوری نواب صاحب نے تعجب کا اظہار فرمایا۔ یہ کہ رات کو جو نازہ اطلاعات ان کو ملی تھیں وہ بہت ہی مایوس کن تھیں اور میری خوشخبری کے جو ان جانب اللہ تھی اور کوئی بات بھی حق میں نظر نہ آتی تھی۔

نواب صاحب حضور نظام کے پاس جانے کے لئے تیار ہو کر آئے تھے اور آپ کے ہاتھ میں ایک خوبصورت جلد والی کتاب جو ریشمی غلاف میں لپی ہوئی تھی پکڑی ہوئی تھی یہ سیدنا حضرت اقدس کی کتاب ”ریشم قاری“ تھی جو وہ نظام حیدرآباد کو بطور تحفہ پیش کرنے کے لئے لائے تھے۔ صاحب نواب صاحب نظام کے حضور حکم سننے کے لئے پہنچے اتفاق سے وہ بہت خوش تھے اور کسی اور باری پر ہجہ خطی تھا ہو رہے تھے حضور نظام کو اس حالت میں دیکھ کر نواب صاحب کو بھی فکر پیدا ہوئی۔

سب نواب صاحب نظام صاحب کے حضور پہنچے اور اپنی توسیع کے بارے میں حکم صادر فرمانے کے لئے عرض کیا تو نظام حیدرآباد کے قلم ۱۰۰۰۰۰ ادا کاندہ لے کر میر پر رکھا اور نواب صاحب کے سے ۱۰۰ سال کے لئے توسیع کا حکم صادر کر دیا اور حکم نواب صاحب کے ہاتھ میں دے کر ۱۰ چارمنٹ میں نواب صاحب کو رخصت کر دیا۔ فالحمد لله علیٰ ذالک

واپسی پر نواب صاحب محترم سیدھے احمدیہ جو بی ہال میں آئے اور آہستہ آہستہ ہر ایک میرے ہاتھ کو بوسہ دیتے رہے اور فرمایا کہ میں نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت تو نہیں کی میں حضور کی برکت سے آپ کے ایک صحابی کے درمیان سے ہمارے لئے ایک عظیم شان معجزہ نکلا ہوا اور ہمارے لئے ایمان میں ریاضی کا باعث بنا۔ نواب صاحب محترم کی بیگم صاحبہ اس وقت تک





ایک اہیلہ (خف پیسہ) رُخو نہ سنے گی کہ جناب! میں بہت غریب ہوں اور بیوہ ہوں محنت مزدوری کر کے گزارہ کرتی ہوں۔ میرے پاس اب تو کچھ نہیں۔ صرف ایک اہیلہ ہے جو میں طور بند نہ شکر کے پیش کرنا چاہتی ہوں۔ اگرچہ آپ کے مقام اور شان کے اعتبار سے یہ باعث شرم و ہمت ہے مین میں یہی پیش کر رہی ہوں آپ اس کو نہ در قبول فرما میں اور رائے کریں۔

حضور نے فرمایا کہ میں نے فوراً بخوشی اس وحید کو قبول کر لیا اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اس ایعت کو پیش نظر رکھا کہ طیب کو ملا مانگے اور کوئی شخص کچھ بھی دے تو وہ راندے۔ میں وحید کو ماتھ میں لے کر سوچنے لگا کہ اگر یہ وحید اللہ کی راہ میں دے ہوں تو حسب قیمت کچھل حینہ ٹیسٹ منبع مسابیل فی کل مسئلہ ہمارے حق ہے 7 مجھے سات سو تک وحید مل سکتے ہیں اور اگر ان سات سو وحیدوں کو بھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں دے دوں تو ایک وحید کے عوض سات سو وحید ہر مل سکیں گے۔ اسی طرح میں نے وحید کو پھیلاتے ہوئے ہزاروں روپیہ کی نقد ادائیگی حساب کیا اور مجھے معلوم ہوا کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو دو ایک وحید کو بھی بہت بڑی برکت دے سکتا ہے۔

متواضع شخص کا بلند مقام

یہ ہے ثناء اللہ والوں کی۔ حدیث شریف میں آتا ہے اذا تواضع العبد رفعه الله الى السماء السابعہ [۳] یعنی جب کوئی بدو تواضع اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو ساتویں آسمان تک بلند کر دیتا ہے تو تواضع کے معنی اللہ تعالیٰ کی عظمت کے احساس سے اس کے غریب سے غریب ہمدردی سے بھی، اچھے اخلاق سے پیش آنا اور خاکساری اور منہ پرستی کی عادت کو اختیار کرنا ہے۔

## کلام قدسی

من ذرہ ام کہ از خور تابان درخش من

ایں ثبت : شمیم ، گلابائے س چن

یہ فیضی ام جماعت : فیضی سیم است

ایں سطوح علوم زلف عظیم است

زاں بحر علم موج پہ نطق تجرم  
از فیض و فضل عیسے خود در تحیرم  
میں جان جان کہ ہستی میں از عدم ساخت  
در حیرت کہ چوں معی معدوم رہا نوشت

### عصائے موسیٰ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ و ارشاد کے بعد سعادت میں خاں کبار  
کیک تبیلی وند میں معیت حضرت مفتی محمد صادق صاحب، حضرت خانہ روشن علی صاحب اور خواجہ  
دل لہ دین صاحب مرحوم باری و غیرہ مقامات میں آیا۔ جب وہاں سے ہماری واپسی ہوئے تھی تو  
میں دوست نے ایک نہایت خوبصورت عصا مجھے تحفہ کیا۔ جب ہم کایاں پہنچے تو حضرت کے حضور  
حاضر ہوئے اس وقت وہ عصا بھی میرے ہاتھ میں تھی۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح اولؑ نے وہ  
عصا اپنے ہاتھ میں لے کر فرمایا کہ یہ عصا آپ کا ہے میں نے عرض کیا کہ حضور یہ آپ کا ہی ہے۔ حضور  
نے پھر دریافت فرمایا کہ یا یہ عصا آپ کا ہے؟ پھر میں نے عرض کیا کہ یہ حضور کا ہی ہے کچھ دیر بعد  
حضور نے تیسری بار فرمایا کہ یا یہ عصا آپ کا ہے؟ میں نے جواباً پھر پہلے اثبات کو دیا اور اس  
خیال سے کہ حضور کو یہ عصا پسند آیا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ خاکسار کی یہ خوش بختی ہو کی شر حضور اس  
کو قبول فرما کر اپنے استعمال میں لائیں۔

حضور نے ارشاد فرمایا کہ ان الفاظ میں خاکسار کو دعا دی کہ ”اللہ تعالیٰ آپ  
کو اس کے عوص میں مہمی کا عصا عطا فرمائے“۔ چنانچہ ان دعا یہ الفاظ کی برکات و فیوض کو میں نے  
مختلف مواقع اور مواعین میں مشاہدہ کیا۔

### مباحثہ مونگھیر (بہار)

لہ تعالیٰ کا اپنے پیاروں اور مقدس مائیں کے ساتھ جو کبریا خلق ہوتا ہے وہ تو قیام اللہ تعالیٰ

کی معجزانہ قدرت اور اس کے خارق عادت ثنائوں سے خوار ہوتا رہتا ہے۔ خدا تعالیٰ کے نبیاء اور  
 اہل کائنات و راشدین کی ذالی شان اور بابرکت تعلق کا اندازہ کرنا عام آدمی کے لئے بہت مشکل ہے  
 ۔ سرور کو جو خدا تعالیٰ کو ان کے ساتھ اور ان کو خدا تعالیٰ کے ساتھ جوتے ہیں وہی جانتے ہیں یا  
 خاص مقربین کو ان اسرار کی کسی قدر جھلک نظر آ جاتی ہے۔

### حضرت خلیفہ اولؒ کی عظیم الشان رامت

۱۹۲ء میں خاکسار ثوبہ مال الدین صاحب کے ساتھ ایک جلسہ میں شمولیت کے لئے "رودینا"  
 ہوا تھا۔ اسی اثناء میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ وارضاه فی طرف سے  
 خواجہ صاحب کے نام تار پہنچا کہ خاکسار کو فوری طور پر دوپہلی پہنچا دیں تاکہ وہاں سے حضرت  
 میر تقی علی صاحب کی دعوت میں مدظلہ (صوبہ بہار) کے مناظرہ میں شرکت کر سکیں۔ منظرہ  
 کے لئے مرکز سے حضرت علامہ مولوی سرور شاہ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت جانور شاہ علی  
 صاحب سیدھے موٹھیر روانہ ہو چکے تھے۔ چنانچہ خاکسار حضرت میر صاحب کی دعوت میں موٹھیر پہنچے۔  
 وہلی میں حضرت میر صاحب نے حضرت کا خط لکھایا جس میں ارشاد تھا کہ: "ماورائے تہذیب و  
 کے ساتھ کرتے جاؤ۔ چنانچہ خاکسار نے کے۔ وہاں میں دعاؤں اور استغفار میں مشغول رہا۔ بھی نام  
 وہاں سے موٹھیر سے کچھ فاصلہ پر ہی تھے کہ مجھ پر کبھی حاست جاری ہوئی میں نے ایک کہ میر  
 ماتھ یکدم سفید ہو گیا ہے اور میں ایک محل پر جا رہا ہوں چہ وہ حالت بدل گئی۔ موٹھیر شہر نشین پر  
 "باب پیشوا" کے لئے مدعو ہوئے تھے۔ وہاں جا کر معلوم ہوا کہ ہندوستان کے اطراف و اوجوب سے  
 تہذیب و تمدن احمدی علماء جمع ہیں۔

### شرائط مناظرہ

جب شرائط مناظرہ طے ہوئے تھیں تو غیر احمدی علماء نے محض ضد و ثار سے طبعی ترتیب کو  
 چھوڑ کر اس بات پر زور دیا کہ احمدی مناظر پہلے عربی میں وفات مسیح کے احوال پر چڑھے اور پھر اس  
 عربی پر چڑھ کر عربی و عربی کے حاضرین کو سنائے اس کے بعد غیر احمدی مناظر پہلے عربی  
 پر چڑھ کر سنائے۔ ان کے شدید اسرار پر اثر ناری طرف سے یہ کہا گیا کہ اگر آپ سننے لگیں تو

بہر حال اسرار ہی کرتا ہے اور طبعی ترتیب کو ٹھٹھٹھ نہیں رکھتا تو کم از کم یہ کیا جائے کہ دونوں مناظر  
بیب وقت عربی میں اپنا اپنا پرچہ پھیلے اور مکمل ہونے پر ایک دوسرے کو تردید کے لئے دیدیں ہیں  
معاذ مخالفین نے حد درجہ کی ضد، کھانی اور اس کو بھی قبول نہ کیا اور ان بات پر اسرار کیا کہ پہلے  
احمدی مناظر عربی میں پرچہ پھیلے اور کہا کہ اگر احمدی علماء اس شرط کو نہ مانیں گے تو تمام شہ میں منادی  
نزدیکی جائے گی کہ احمدی لوگ فرار ہو گئے۔

۱۔ علماء کی اس چرچا پر یاقی اور صریح ضد سے ہمیں بہت ہی تکلیف ہوئی۔ چنانچہ ہم نے جس میں  
مشورہ کیا کہ ان حالات میں کیا اقدام لینا چاہیے۔ بعد مشورہ یہ طے ہوا کہ ہمیں یہ شرط جو  
معاذ مخالفین نے صحیح اصولوں کے خلاف محض بددیانتی سے پیش کی میں مان لی جانی چاہئے۔ تاکہ اس کو  
جھوٹے طور پر بھی اپنی فتح کا تقارہ بنانے کا موقع نہ مل سکے مناظرہ کی صورت میں کم از کم  
سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام اور آپ کے دعویٰ اور اس کے دلائل کے پیش کرنے کا کچھ  
موقع تو ملے گا۔ اور ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان کے شرائط کے ہوتے ہوئے بھی  
ملکہ حکمت اللہ کی توفیق عطا فرماوے۔

### احمدی مناظر کا تقرر

اب یہ سوال تھا کہ اگر عربی میں پرچہ سنایا جائے تو احمدیوں کی طرف سے کون سا مناظر پیش ہو۔  
حضرت حافظ روشن علی صاحبؒ نے وجہ گفتگو کی معذوری کے فرمایا کہ میں تو تحریری کام میں سرگستا۔  
حضرت میر تقی علی صاحبؒ نے فرمایا کہ میں تو اردو خواں ہوں یا زیادہ سے زیادہ فارسی خواں ہوں  
ہوں۔ میں عربی میں مناظر دکرے سے معذور ہوں۔ اس پر حضرت علامہ مولوی سرور شاہ صاحبؒ  
فرمایا کہ بے شک میں عربی کا عام ہوں لیکن مجھے اس طرح عربی میں مضامین لکھنے میں منہ پرہ  
کرنے کی مشق اور محاذ اولت نہیں ملتا۔ مجھے بھی معذور سمجھا جائے۔ آخر ”قرء قال بنام من ایو نہ راہد“  
کے مقولہ کے مطابق قرء قال مجھ پر پڑا۔ اگرچہ اس خاکسار کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی  
عربی کتب کو بار بار پڑھنے سے ان کی برکت سے عربی میں کچھ لکھنے کی مشق ہوئی تھی اور میں  
معاذ مخالفین کو عربی میں تبلیغ خطوط بھی لکھتا رہتا تھا۔ لیکن عربی میں باقاعدہ مناظرہ کرنے کا موقع نہ ملا  
تھا۔ تاہم اپنے اہل باب کی تحریک پر میں مناظرہ کرنے کے لئے تیار ہو گیا۔

جب ہم وقت مقررہ پر میدان مناظرہ میں پہنچے تو کیا، دیکھتے ہیں کہ مخلوق کا ایک ٹرڈھام پنڈر میں جمع ہے بعض کے اندازہ میں یہ مجمع ۱۵ ہزار کے قریب تھا اور بعض کے اندازہ میں اس سے بھی زیادہ تھا۔ انتظام کے لئے پولیس کے اعلیٰ افسران تک موجود تھے۔ مناظرہ کی کارروائی کے سے پانچ صدر مقرر کئے گئے دو احمدیوں کی طرف سے اور دو غیر احمدیوں کی طرف سے اور پانچوں صدر ایک معزز بندہ تھا۔ جو شہر کا رئیس اور آمریری مجسٹریٹ بھی تھا۔

وقت مقررہ پر صدر اعظم نے مجھے پرچہ نکلتے کا حکم دیا۔ چنانچہ میں نے قلم و ہاتھ لے کر پرچہ عربی میں سننا شروع کیا اور خدا تعالیٰ کی، نبی ہونی و توفیق سے وفات مسیح کی چار پانچ باتوں کے ساتھ ساتھ صدقہ مسیح موعود علیہ السلام کے لال بھی لکھ دیے۔ پھر عربی عبارت کا رد و ترجمہ مفہوم بھی تحریر کیا۔ وقت ختم ہونے پر خاکسار پرچہ کو سنانے کے لئے اسی کھڑے ہوئے وقت میں نے محسوس کیا کہ کوئی چیز آسمان سے اتری ہے اور میرے وجود اور قوتی اور حواس پر مسلط ہو گئی ہے۔ وہ روح القدس کی روحانی بجلی کا بار بار ملتا تھا۔

میری "وہ زبیر" دلمند نہ تھی "رنہ ہی میں خوش اٹھا تھا۔ لیکن اس وقت سیدنا حضرت قدس مسیح موعود علیہ السلام کی برکت "رحمت علیہ السلام" ال کی "عام توجہ سے مجھے "سمانی" تاہم حاصل ہوئی۔ میری "وہ" اس قدر دلمند ہوئی کہ سارے مجمع میں آسانی سے سنائی دینے لگی اور مجھے خوش حالی بھی محسوس ہوئی۔ یہاں تک کہ مجھے اپنی "وہ" سے تولدت "وہ" محسوس ہونے کا "مکرم حضرت فیصل احمد صاحب نے جب اس مناظرہ دینی رہمدار شائع کی تو میری "وہ" کو خوش "وہ" کی کے نام سے دیکر دیا۔

### علماء مخالفین کی ناپسندیدہ حرکات

چنانچہ خدا تعالیٰ کے فضل سے لوگوں پر میرے پرچہ "وہ" اس کے مفہوم "وہ" کا بہت اثر ہوا۔ میں نے ابھی پرچہ کا آنکھوں حصہ ہی پڑھا ہوگا کہ علماء مخالفین نے فتنہ انگیزی شروع کر دی اور شور مچانا شروع کر دیا اور کہنے لگے کہ یہ اپنا اثر ڈال رہا ہے اس کو صرف پرچہ پڑھ کر اس کو ختم کرنا چاہیے۔ ان کی یہاں حرکات کو دیکھ کر صدر اعظم نے ان کو تنبیہ کے "وہ" ان میں بولنے اور شور مچانے کے لئے سے منع

کیا اور مجھے اپنے بیان کو جاری رکھنے کے لئے کہا۔ لیکن جب میں کچھ حصہ اور پڑھ چکا تو غیر دو غیر احمدی صدروں نے شور ڈانٹا شروع کر دیا اور طرح دو تین بار میری تقریر کے دوران میں غیر احمدیوں سے بیجا شور مچایا تب صدر اعظم نے بہت سی رعیتوں کو کہا کہ "غیر احمدی علماء اپنے بے جا طریق سے باز نہ آئے تو وہ مناظرہ ختم کریں گے اور اپنی صدارت سے مستعفی ہو جائیں گے۔" اسی دوران میں احمدی صدر حضرت میر قاسم علی صاحب نے بھی نہایت تابہیت سے نظم و نسق اور پر امن طریق اختیار کرنے کی طرف توجہ دلائی اور غیر احمدی صدروں کی بے جا باتوں کا ترہقہ جواب دیا اور شرعاً مناظرہ کی پابندی کی طرف توجہ دلاتے رہے۔ اس ٹکا میں "نور جو بجمع میں سے انھو ترجمان میں سے بعض ترجمان اور اچھے تعلیم یافتہ تھے مجمع میں سے انھو کرعی میر کی میز کی طرف" گئے مگر اسی وقت میں ان سے آگے بڑھنے کی وجہ پوچھی گئی تو انہوں نے کہا کہ اس پر حدیث کی صداقت مستثبات ہوئی ہے اور وہ اپنے احمدی ہونے کا اعلان کرنا چاہتے ہیں۔ اس پر حضرت مولوی سید مرثاد صاحب امیر مہند نے ان کو دماں پر اعلان کرنے سے منع کیا اور قیام گاہ پر حصر ہونے کا ارشاد فرمایا۔ چنانچہ وہ قیام گاہ پر آ کر مشرف باہمیت ہوئے اور اس کی درخواست پر اے بیعت کو سید صاحب حضرت خلیفۃ المسیح اہل کی خدمت میں پہنچا "یا یا علیٰ السلام" لکھ کر پیش کیا۔

اس عظیم الشان کامیابی کے بعد جو شخص اللہ تعالیٰ کے فضل سے سلسلہ حقہ کو حاصل ہوا مجھے نے کشف کی تعبیر معلوم ہوئی اور سید صاحب حضرت خلیفۃ المسیح اہل کی طرف سے ہونا اس ارشاد اس حقیقہ کا ہمہ اور حضرت میر قاسم علی صاحب کو اس موقع پر موعظہ جانے کا ہوا اس کی حقیقت کا علم ہوا اس موقع پر غیر احمدی علماء کی طرف سے میرے مقابلہ کے لئے مولوی عبد الوہاب صاحب پر ویز عربی کلمتہ کالج جو عربی زبان کے ایک ماہر استاد تھے کو مقرر کیا گیا تھا اور مولوی محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی نے جوان دنوں وہاں پہنچے ہوئے تھے تمام علماء مخالفین کو یہ بتایا ہوا تھا کہ احمدی مناظرہ عربی زبان سے بالکل ناجائز ہیں اور اس زبان میں تحریری یا ربانی مناظرہ کرنے کی اہلیت نہیں رکھتے۔ اس سبب سے ان کو یقین تھا کہ چونکہ احمدی علماء عربی میں مناظرہ کرنے کے لئے تیار نہ ہوں گے ہماری فتح اور کامیابی کا نام نہ بے گار۔

میں جب سلسلہ کی طرف سے غیر احمدی علماء کی توقعات کے عین خلاف میں نے عربی پرچہ لکھ کر پرچنا اور سنا شروع کر دیا تو سب علماء معاصرین حیران و ششدر رہ گئے اور نہ مولوی صاحب عبد الوہاب کو اور نہ ہی اور عام کو مقابلہ پر آنے کی تہات ہوئی۔ ایک کے دل میں یہی خدشہ پیدا ہوا کہ اگر ہم سے کوئی عربی یا نحوی ملطی ہوئی تو سب کے سامنے ملکی ہوئی چٹانچھو دو سو نے شور مچا کر میری تقدیر میں رخنہ ڈالنے کے اور کچھ نہ کرتے۔

### مولوی امیر ایم صاحب سیالکوٹی کی تذیل

جب بڑے صدر صاحب نے جلسہ کے برخاست ہونے کا اعلان کیا تو مولوی محمد امین صاحب جو صحابہ محتاجین کے پیچھے تھے ایک سری پہنچا کہ مصرے بلند کرنے گئے ابھی مصرے کے پورے لٹا دیے گئے اب اس سے نہ ملے تھے کہ مولوی صاحب نے سری ان کے اس بے ہودہ جوش کی وجہ سے مت پر کی ورنہ وہی طرح زمین پر رہے۔ ان کی باتیں اور باتیں اور سری ہوئی تھی ورنہ اس پر ستم ظریفی یہ ہوئی کہ جن لوگوں کے سامنے اسوں نے یہ نقطہ اٹھایا وہی تھے کہ قادیانی ہمارے عربی و مکمل نہیں جانتے انہوں نے ان کی دروغ بیانی کے پیش نظر غصے کی حالت میں ان کو گھیر لیا اور ملکوں و ملاؤں سے ان کی مدد و رست بانی کے الاماں، البتہ انہیں انقضاض مولوی صاحب کو اپنی کذب آفرینی اور غلطی کا پورا پورا بدلہ ان کے اپنے لوگوں سے مل گیا۔

انقضاض اللہ تعالیٰ نے اس موقع پر سلسلہ حقہ کو بہت بڑی فتح دی اس مناظرہ کی مختصر روئے ادکرم حکیم خلیل محمد صاحب مدنی نے تحریر کر کے شائع کرا دی تھی۔ فالحمد لله علی ذالک

### روئے حضرت باری تعالیٰ عز اسمہ

#### بہتملات مختلفہ

یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل و احسان ہے کہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے

فیوض و برکات خاصہ سے اس عہد حقیر کو آئندہ فوائد اللہ تعالیٰ کی رحمت مختلف شکلات میں ہوں۔  
رویت باری کا ایک واقعہ حیات قدسی حصہ اول کے ص ۱۶۱ پر درج ہو چکا ہے بعض دوسرے  
واقعات اختصار کے ساتھ یہاں درج کئے جاتے ہیں۔

### لاہور میں اللہ تعالیٰ کی رویت کا ایک واقعہ

سیدنا حضرت حلیۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ و ارشاد کے عمدہ سعادت میں جب  
خاکسار کو حضور کی طرف سے لاہور میں درس و تدریس، تعلیم و تبلیغ کی غرض سے مقرر کیا گیا۔ تو ان  
دنوں خوبہ مال دین صاحب، اکہ سید محمد حسین شاہ صاحب اور اکہ مرزا یعقوب بیگ صاحب جو  
تینوں صدر نجمین احمدیہ کے مجاہد تھے۔ مجھ سے قرآن کریم، کتب احادیث اور بعض اور دینی کتب پڑھا  
کرتے تھے۔ خوبہ صاحب کتاب "المعانی فی صدی ثانی" مصنفہ حضرت امام بن قیم و نحو کا  
رسالہ ضروری بھی مجھ سے پڑھتے تھے۔ ملا وادریں جماعت کی طرف سے تبلیغی جلسوں کا انتظام بھی  
باقاعدہ ہوتا تھا اور بعض اوقات علمی مسائل پر پیکر میں کا سلسلہ بھی جاری رہتا۔ چنانچہ ایک دفعہ  
مسئلہ شفاعت کی حقیقت پر پیکر میں کا انتظام کیا گیا۔ اس موقع پر خوبہ مال دین صاحب، اکہ مرزا  
یعقوب بیگ صاحب اور اکہ سید محمد حسین شاہ صاحب نے تقریریں کیں۔ ان تینوں اصحاب نے جو  
پیکر دینے ان کو احمدیوں کے ملا وادغیہ احمدی و غیر مسلم لوگوں نے بھی سنا۔ ان تینوں پیکروں کا  
ماحصل یہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا یہ مطلب نہیں کہ وہ قیامت کے دن مٹا ہوا  
لوگوں کو جو دوزخ کی آگ کے مستحق ہوں گے۔ اپنی شفاعت کے وسیع بخشش و لوازمات کو بہشت میں  
داخل کر دیں گے۔ بلکہ شفاعت کا اصل مطلب یہ ہے کہ اس یا میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں  
کے سامنے قرآن اور تعلیم اسلام کو پیش فرمایا۔ پس جن لوگوں نے حضور کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے  
قرآن کے حکام اور دین اسلام کو قبول کر لیا اور غریبوں کو چھوڑ کر مومن اور مسلم ہو گئے۔ وہ بہشت  
کے مستحق ہو گئے۔ یہی شفاعت ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے لوگوں کے سے عمل میں  
آئی اور ان کو جہنم سے نجات دلانے کا باعث بنی۔

جب یہ تینوں پیکر یکے بعد دیگرے لوگوں کے سامنے مقابلہ کے خلاف ہوئے تو نہ صرف احمدیوں



نے بلکہ غیر احمدیوں نے بھی ان تقاریر کو براہِ سنایا اور نفرت کا اظہار کیا اور چونکہ یہ تینوں اصحاب صدر انجمن احمدیہ تادیان کے ممبر بھی تھے اور جماعت احمدیہ میں بالعموم اور جماعت لاہور میں بالخصوص خاص وجاہت اور اثر رکھتے تھے اس لئے ان کی طرف سے ایسے عقائد کے اظہار پر جماعت کی عام طور پر بدنامی ہوئی اور غیر احمدیوں نے یہ کتناثر دے کر کیا کہ احمدی حضرات مسئلہ شفاعت کے تامل نہیں۔ اس پر بعض دوستوں نے مجھے تحریک کی کہ میں بھی ان مسئلہ پر اسلامی نقطہ نگاہ سے روشنی ڈالوں تاکہ وہ غلط اثر جو جماعت کے متعلق عام ہو رہا ہے اس کا ازالہ ہو اور مسئلہ شفاعت کی اصل حقیقت واضح ہو سکے۔

چنانچہ اس کے بعد آئندہ اتوار کو جبہ تفتیل تھی میری تقریر مسئلہ شفاعت کے موضوع پر رکھی گئی میں نے اپنا مضمون قلمبند کر لیا اور اس کو قرآن کریم، کتب احادیث اور کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی روشنی میں تیار کیا مضمون مکمل کر کے جب میں رات کو سویا تو رات میں ایک ک اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے اس مضمون کے متعلق بشارت ملی تھی ہے اور مجھے الہاماً بتایا گیا کہ تیرا یہ مضمون ”بیشیر“ اور ”محمود“ ہو گا۔ چنانچہ خدا تعالیٰ کے فضل سے میرا پیکر اس روایا اور الہام کے مطابق بشارت دینے والا بھی ہوا اور احمدیوں اور غیر احمدیوں نے اس کی تعریف کر کے اس کا محمود ہونا بھی ظاہر کر دیا۔

اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے عملاً بھی مجھ پر مسئلہ شفاعت کا حقیقی راز منشاء فرمایا اور وہ اس طرح کہ مجھے ایک نظارہ دکھایا گیا کہ گویا قیامت قائم ہے اور اللہ تعالیٰ عدالت کی رسی پر انسانی تمثیل میں تشریف فرما ہیں اللہ تعالیٰ کی رسی کے ۱۰ میں طرف ایک تخت چٹا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا منہ جانب جنوب معلوم ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رسی کے سامنے اور تک ایک گدہ رگاد ہے۔ جس میں کوئی انسان اگر اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوئے کے لئے آتا ہے تو اس رستہ کی چوڑائی کے کم ہونے کے باعث ایک وقت میں صرف ایک آدمی ہی گزر سکتا ہے دو آدمی ایک وقت میں پہلو پہ پہلو اس گدہ رگاد میں سے نہیں گزر سکتے۔ میں نے دیکھا کہ تخت کے ایک طرف میں کھڑا ہوں اور دوسری طرف علیہ السلام علیہ السلام کے لئے اس اثناء میں ہم سمیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے حضور ایک ایک شخص

حاضر ہوتا ہے اور سامنے کربا لکل قریب کھڑا ہو جاتا ہے۔ تب اللہ تعالیٰ نہایت ہی رکعت اور رحمت سے ورنہ سے بھری ہوئی آواز سے فرماتا ہے۔ ”ایمان تیری نجات کس طرح کریں؟“ اس پر وہ بندہ نہایت خوفزدہ ہو کر عاجزی اور انکساری سے بھری ہوئی آواز میں عرض کرتا ہے کہ ”حضور کی شفاعت کے بغیر میرے پاس نجات کا کوئی وسیعہ نہیں۔“

میں اس وقت شفاعت کا یہ مطلب سمجھتا ہوں کہ چونکہ لوگ مجھے جانتے ہیں کہ میں حد و رس کے رسول پر ایمان لائے والا ہوں۔ میں میری یہ نسبت اور میرے متعلق یہ شہادت ہی میری نجات کا وسیعہ بنتی جائے۔ اللہ تعالیٰ اس بندہ کی عرضداشت کو سن کر نہایت ہی رحم و کرم اور رافت سے بھری ہوئی آواز میں فرماتے ہیں بہت اچھا نام تیری نجات شفاعت کے وسیعہ ہی پر ایسے ہیں۔“

گو اس اشارہ میں مجھے ایک شخص کا واقعہ بھی کہلایا گیا۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جن افراد کے متعلق شفاعت کا قبول کرنے کا ”ن“ یا جاتا ہے وہ افراد ایک ایک کر کے حضرت رب العالمین کے حضور پیش ہوتے ہیں اور حسب الفاظ آیت کُلُّهُمْ آتِیْہِ یَوْمَ الْقِیَمَہِ فَرْدًا ﴿۱۸﴾ فرود آکر حاضر ہوتے ہیں۔

اس اشارہ کے ساتھ ہی سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ”ل“ اللہ تعالیٰ کے رباری میں میرے قریب ہو کر میرے مضمون کی طرف اشارہ کر کے فرماتے ہیں کہ اس مضمون میں صحیح بخاری کی مندرجہ حدیثیں بہت سی تھیں یا یہ کہ صحیح بخاری سب کتب حدیث سے زیادہ صحیح ہے۔ حضور کے فرمودہ الفاظ اب میرے حافظہ میں پورے طور پر محفوظ نہیں کہ آیا حضور نے پہلا فقرہ فرمایا یا دوسرا۔ بہر حال اس وقت سے صحیح بخاری کی قدر و منزلت میرے دل میں بہت بڑھ گئی۔ میرا یہ قیمتی مضمون اسوس ہے کہ نساوات ۱۹۴۷ء میں دوسرے نواور کے ساتھ ضائع ہو گیا۔

## (۲) شیخ محمود احمد صاحب عرفائی کے متعلق روایا

ایک دفعہ میں نے خواب میں دیکھا کہ کافران مقدس میں مسجد مبارک کے چوک کے اندر لوگوں کا ایک اجتماع ہے جس کے وسط میں اللہ تعالیٰ، حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت

سیدنا مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت سیدنا محمدؐ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ وافرہ ان چاروں کے قریب عزیزم  
مکرم شیخ محمود احمد صاحب عرفانی فصیح و بلیغ عربی میں تقریر کر رہے ہیں۔

میں نے یہ رویا حزیر موصوف کے مصر جانے سے بہت عرصہ قبل دیکھی تھی اور اس وقت یہ قطعاً  
خیال نہ تھا کہ ان کے لئے مصر جانے کا موقع پیدا ہوگا۔ لیکن بعد میں وہ مصر گئے اور وہاں تبلیغ کا سلسلہ  
ایک عرصہ تک جاری رکھا اور سب مصر سے واپس مریض میں آئے تو آپ نے مسجد اقصیٰ میں فصیح و بلیغ  
عربی میں تقریر فرمائی جس سے سامعین بہت متاثر ہوئے۔

میں نے اپنی ربیہ کی اطلاع جناب شیخ ابو زاب یاقوت علی صاحب عرفانی کو اسے دی تھی اور  
حزیرم شیخ محمود احمد صاحب کو بھی۔ چنانچہ ربیہ کے عین مطابق حزیر موصوف کو سیدنا حضرت المصلح  
موعودؑ کی نیابت میں آپ کے ارشاد سے تبلیغ کی غرض سے مصر جانے اور وہاں پر عربی زبان کی تحصیل  
کرنے کا موقع ملا اور یہ ایسا کام تھا جو اللہ تعالیٰ اور سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا  
حضرت مسیح موعودؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خوشنودی کا باعث تھا۔ والحمد للہ علی ذالک

### (۳) میری شدید علالت اور رویت الہی

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیحؑ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ضاد کے عہد سعادت میں خاکسار  
ایک ہند میں شامل ہو کر برہمن بن گیا۔ اور نکال کے دوسرے علاقوں میں بغرض تبلیغ گیا۔ اس وفد میں  
حضرت مولوی سید محمدؒ، مرثاد صاحبؒ، حضرت خانوہ رشتہ علی صاحبؒ، حضرت میر قاسم علی صاحبؒ  
اور جناب مولوی مبارک علی صاحبؒ سیالکوٹی مرحوم بھی شامل تھے۔ شب و روز کی محنت و زحمت اور  
شب و روز کی مومنیت کی وجہ سے میں شدید بیمار ہو گیا اور فالج کی علامات کا آغاز ہونے لگا  
اور مجھے یہ احساس ہوتا تھا کہ دوبارہ سے لے کر پاؤں تک میرے بدن کے اعضاء ہیں۔ میں نے  
جب اس حالت کا کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیحؑ اول سے یا تو حضورؐ نے انشت بدہن ہو کر  
افسوس کا ظہار فرمایا اور میرے لئے فجر اٹھایا، یہ ایک اور سلسلہ یہ آپ استعمال کرنے کا حکم  
فرمایا۔ اس کے بعد میں اپنے سرال کے داؤں پر کوٹ شائع کوٹہ انوال میں چلا آیا۔ وہاں اپنے  
برہمنی حکیم محمد حیات صاحب مرحوم کے زیر علاج عرصہ تک رہا۔ لیکن اچھا نہ ہو سکا۔

اس دوران میں جب ایک وفد میری حالت شدت مرض کی وجہ سے مازک ہو گئی اور

جسمہ متعلقین نے مایوسی کے آثار دیکھے تو میری اہلیہ نے جو اس وقت صرف ایک لڑکے اور لڑکی کی والدہ اور بالکل جوان تھیں۔ پریشانی اور گھبراہٹ کے عام میں رقت قلب سے میری مستیابی کے سے دعا کی۔ اس میں یہ خوبی ہے کہ وہ حد تعالیٰ کے حضور نشت سے اعانہ کرنے والی ہیں اور حد تعالیٰ سے رابطے صادق اور الہامی بشارت سے بھی بعض خاص مواقع پر نواری جاتی ہیں۔ چنانچہ اس موقع پر بھی جب انہوں نے نہایت تہن اور خشوع سے دعا کی تو حد تعالیٰ کی طرف سے اس کو بشارت دی گئی کہ مولوی صاحب ایک چٹا (یا) ہیں اور یہ چٹا بھج جائیں تو حد تعالیٰ تمہیں کافی ہوگا۔ اس پر میری اہلیہ نے حد تعالیٰ کے حضور عرض کیا کہ حضور! ہمارے حال پر رحم فرما میں اس چٹا کو بھی جلا دے دیں اور آپ کو بھی ہمارے لئے کافی ہوں۔ چنانچہ حد تعالیٰ کی طرف سے اس کے جواب میں ان کو بشارت دی گئی کہ مولوی صاحب نہیں مریں گے جب تک اس کے ہاں اس بچے پیدا نہ ہو جائیں۔ اس الہی بشارت کے مطابق ہمارے ہاں اس بچے ہی پیدا ہوئے اور اس کے بعد اور کوئی اولاد نہ ہوئی۔

### ایک اور بشارت کا ذکر

نئی دہلی میں اپنی مارک حاست کے پیش نظر جب میں نے اپنی بیوی اور بچوں کی ہیکسی اور بے بسی پر نظر کر کے حاس طور پر دعا کی تو مجھے الہامی حکام میں بشارت دی گئی کہ اپنی بیوی اور بچوں کے متعلق یہ وصیت کر دی جائے کہ اگر میں وفات پا جاؤں اور انہیں کسی قسم کی ضرورت حقہ پیش آئے تو اس کو پورا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور ان ماموں کے ساتھ دعا کر لیا کریں

یا رزاق، یا رحمن، یا وھاب

لہذا حد تعالیٰ اپنے خاص نصل سے ان کی اس ضرورت کو پورا فرما دے گا۔ چنانچہ میں نے اپنے اہل و عیال کے لئے اس بار دہ میں وصیت کر دی اور ان الہامی ماموں کے ساتھ دعا کرنے کے متعلق میرے دل میں بطور اتقاء یہ تنبیہ ہوئی کہ وہ بیوہ و یتیم بچے جن کے ہر مریوں کا سایہ نہ رہے۔ ان کا ان مبارک ماموں کے رحم و حد تعالیٰ کے حضور نشتی رزق کے لئے دعا کرنے کے لئے دعا کرنا اللہ تعالیٰ کو خاص طور پر ان کے لئے تکفل بنا دیا ہے۔ ان تینوں اسماء پر غور کرنے سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ

یہ بنیاد حقہ صادق اس مقصد کے لئے غیبی کفالت کا راز اپنے اندر رکھتی ہے۔

انعام کی تشریح

پہلا نام جو رزاق ہے وہ بھیغہ مباحفہ ہے۔ جو بیوہ اور یتیموں کی بے سروسامانی اور  
خردمی سب کے اعتبار سے میں مناسب ہے اور بے سروسامانی کی حالت میں غیب سے نئے سامان  
اور سب کی تخلیق کا اثر و پیش کرنے والا ہے۔ ان طرح ام رحمان اور اسم و ماب بھی رحمانیت اور  
مہربت کے فیض کو ظاہر کرتے ہیں، کو ان میں یہ فرق ہے کہ رحمانی فیض بغیر دعا اور درخواست کے  
بقوت میں آتا ہے مین فیض مہربت کے لئے دعا اور درخواست بھی ضروری ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم  
میں وارد ہے کہ ۔

(١) رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَخُرُجِنَا فَرَّةً اَعْيُنَ. 10

(۲) رَبِّ هَبْ لِي مِنْ تِلْكَ حُرَّةً حَسَنَةً 11

(۳) رَبِّ هَبْ لِي مَلِكًا لَا يَنْفَعِي لِأَحَدٍ مِّنْ بَعْدِي. ۱۲

میں نے بارہا ان اسماء مبارکہ سے استفادہ کیا ہے ایک دفعہ ایک مجلس میں میں نے اسماء مبارکہ کی تشریح کرتے ہوئے اس بات کا ذکر کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں جن اسماء سے کوئی شخص یا ہے۔ اس کی غرض ایک تو معرفت الہی حاصل کرنا ہے اور دوسرے اللہ تعالیٰ سے ان اسماء کے توسط سے دعا کرنا ہے۔ اس مجلس میں مولوی محمد سلیم صاحب فاضل مبلغ سلسلہ بھی بیٹھے تھے۔ سوں نے بھی توجہ سے میری تقریر کو سنا۔ اس کے کافی عرصہ بعد جب ان سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے بتایا کہ ایک دفعہ میں سخت مالی مشکلات میں مبتلا ہوا اور انیس سے کوئی آمد کی صورت نظر نہ آئی، طبیعت سخت بے چین اور پریشان ہوئی۔ میرے بہن میں اس میں میری فی حاضرت میں بارہا راقی یا رحمان یا ماب کے اسماء سے جو پے پے تھے استفادہ کرنے کا خیال آیا اور میں نے پے کے رشتہ کے مطابق بچہ کے حساب سے جتنے اسماء ان کے جتنے میں ان کے ساتھ اپنے نام کے اسماء شامل کر کے حتیٰ بارتخیکہ اور جنگل میں محضر بانہ حالت میں دعا کرتی شریعت کر دی۔ ابھی میں نے "وہ حدیث کے قریب ہی ان اسماء کو پڑھا ہو گا کہ ایک آدمی میری تلاش میں اس الگ تھلک جگہ پر نکلا اور بتایا کہ یہ کسی صدر و پید کی رقم میرے گئے رنجوی اور قبول کرنے کی درخواست کی۔

### زیارت حضرت باری تعالیٰ

بیاری کے ان ہی ایام میں جب شدت مرض سے میری حالت بہت مازک ہو گئی اور میرے معالج پر حکیم محمد حیات صاحب بہت گھبرائے اس وقت مجھے داد بخار کے اعصابی دردوں کا عارضہ اس قدر شدت اختیار کر گیا کہ زمان سے بات کرنا مشکل ہو گیا اور راتہ رات سے ہر وقت زبوں کے مختلف حصوں میں خطرناک کیفیت نمایاں تھی۔ حکیم صاحب نے میری حالت کو دیکھتے ہوئے مدد دینا چاہا کہ میں چوبیس گھنٹہ سے زیادہ زندہ نہ رہ سکوں گا۔ یہ رائے قائم کرنے کے بعد میرا حکیم صاحب ایک فوری ضروری کام کے لئے ہوتا ہوا چلے گئے اور مجھے خدا تعالیٰ کے سپرد کرتے ہوئے اس بات کا اظہار کرنے لگے کہ اب انسانی کوششیں بے کار ہیں۔

رات میری اسی حالت میں گزری۔ جب دوسرا دن آیا تو نماز ظہر و عصر کے درمیان مجھ پر شفیق حالت طاری ہوئی۔ میں نے دیکھا کہ میں تیر کی نماز اور راتہ راتوں اور اللہ تعالیٰ ماں حبیب الرحمنیں اور حبیب الرحمنیں اللہ میرے سامنے معلوم ہوتے ہیں۔ اسی حالت میں میں نے معایک اور نظارہ دیکھا کہ ہر انداز میں (جہاں پر انگریزی عدوت عمر قیدیوں کو بھیجا کرتی تھی) میں قیامت قائم ہوتی ہے اور میں بھی میدان قیامت میں کھڑا ہوں اور میرے اور اور چند قدموں کے فاصلہ پر لوہے کے تین سنگل مجھے لیے ہوئے ہیں۔ اتنے میں میں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ وہاں تشریف لے آئے ہیں۔ میں نے اللہ تعالیٰ کے قریب آئے ہیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ صاحب سابقہ سنگل (مرحوم مغفور) کی اصل پر متسلک پایا۔ اس وقت مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ میری تکلیف اور شدت مرض کے پیش نظر جذبہ رحمت اور شفقت سے میری طرف متوجہ ہیں۔

میں نے اپنے محسن اور رفیق مریم مولیٰ کے حضور ہایت عاتری اور مسکین کے بچوں میں عرض کیا کہ حضور میرے اور میرے تین سنگل مجھے لیے ہوئے ہیں اور باہر نہیں نکلنے دیتے۔ حضرت رب العالمین میری اس عرضداشت سے اور بھی ریا اور رحمت اور شفقت سے میری طرف متوجہ ہوئے اور نہایت ہی لطف و نرم سے فرمایا۔ ہم ابھی ان سنگلوں کو پکڑ رہے ہیں۔ چنانچہ چاروں میں میرے رفیق مریم حدانے ان سنگلوں کو اور چھینک دیا اور فرمایا، کچھ ہم نے نہ

سنگوں کو اور چٹنگ دیا ہے۔۔۔ پھر اللہ تعالیٰ نے وہ شیشیاں لے کر ایک شیشی میرے پیٹ پر ناف کی ایک جانب لگا دی جس کا ایک حصہ میرے پیٹ کے اندر معلوم ہوتا ہے اور دوسری شیشی میرے گلے کی ہسلی کے پاس لگا دی۔ مجھے اس وقت یہ احساس ہوتا ہے کہ اگر ہسلی وہی شیشی منہ میں لگا دی جاتی تو ریدہ مناسبت ہوتا۔

### ایک اور نظارہ

میں نے کے معابد نظارہ دہلا اور میں نے اپنے تئیں قادیان مقدس کی مسجد اقصیٰ میں دیکھ کر میں نے دیکھ کر حضرت سیدنا محمود، امیر دہلا، کھڑے ہو کر مسجد میں قرآن کریم کا درس دے رہے ہیں۔ میں نے کشف میں ہی حضرت کے حضور میں انہیں ان کا تمام واقعہ جو میں نے دیکھا تھا عرض کیا۔ جب میں نے شیشیاں لگانے کا واقعہ بیان کیا اور یہ کہا کہ اگر ہسلی کے قریب وہی شیشی منہ میں لگا دی جاتی تو زیادہ اچھا ہوتا تو سیدنا محمود، امیر دہلا نے اس شیشی کو جو ہسلی کے قریب تھی ہونی چاہی وہاں سے نکال کر میرے منہ میں لگایا اس کے بعد میری کئی حالت جاتی رہی ”میں نے دیکھ کر میں چار پانی پرتا میں مصروف ہوں۔“

### قادیان میں ملاقات

میں نے کے پیر، دن بعد بیچ کوٹ میں سیدنا حضرت علیہ السلام علیہ السلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ، رضاد کا خط مجھے ملا۔ جس میں حضور نے تحریر فرمایا تھا کہ ہم آپ کے دوست ہیں۔ آپ ہمارے پاس ”کر ملاقات کر انہیں ہم آپ کا ملاقات بہت ہماری اور توجہ سے کریں گے۔ اسی طرح حضور نے عزیز مہرم مولوی فضل، بن صاحب آف مانگت اونچے حال مبلغ حیدر آباد کو بھی ارشاد فرمایا کہ آپ اپنے استاد صاحب کو انہیں کہہ دے قادیان ”کر ہم سے ملاقات کر میں۔ چنانچہ خاکسار چیر کوٹ سے قادیان آ گیا۔ جب سیدنا حضرت علیہ السلام علیہ السلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے دیکھا تو بہت ہی خوش ہوئے اور گھر جا کر حضرت اماں جی صاحب (والدہ ماجدہ صاحبہ اور عبدالحی صاحب مرحوم) کو لے کر میں نے ان کو ملاقات کے لئے خود بلایا ہے۔ ان کے لئے میری طبیعت ہدایت کے ماتحت کھانا گھر میں تیار کیا جائے۔ چنانچہ حضور کی ہدایت کے ماتحت اس بار دین میں اپنی کھانا حضرت کے گھر میں تیار ہوتا رہا۔ بعد میں حضرت اماں جی کی طبیعت ماسار ہونے کی وجہ سے حضور نے سیدنا حضرت محمود

امید اللہ تعالیٰ کو بلایا جو اس وقت خیر خانہ کے افسر تھے اور یہاں نوازی کے کام کے منتظم تھے۔ آپ نے میری طرف اشارہ کر کے حضرت سیدنا محمود کو فرمایا کہ ”ان سے مجھے محبت ہے یہ بہار ہیں۔ میں نے طاق کے لئے انہیں اپنے پاس بلوایا ہے ان کے پرہیزی کھانے کا انتظام میں نے گھر پر کیا تھا یمن و لد و عبدالحی کی طبیعت کی ماسازی کی وجہ سے اب گھر میں انتظام مشکل ہے۔ اس لئے آپ خیر میں ان کے لئے پرہیزی کھانے کا انتظام کریں۔ چنانچہ ایک عرصہ تک میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زیرِ حاکمیت رہا۔ میری قیام گاہ ان دنوں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پرانے مہمان خانہ کا وہ سرد تھا جو مغربی کوچہ کے بالکل متصل ہے اور جہاں ایک مساعری صاحب حضرت اقدس علیہ السلام کے زمانہ میں عبدالحی صاحب عرب، سید عبد اللہ صاحب عرب اور ابو حید صاحب عرب انٹھے رہا کرتے تھے۔ اور اس وجہ سے وہ عربوں والے کمرہ کے نام سے شہرت پائی تھا۔

### سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح اولؑ کی وفات

میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح اولؑ کے زمانہ طاق میں تھا کہ حسنہ راہی شری پوری میں مبتلا ہوئے اور وہ ”سم شفت“ اور ”یا کا بہت برائے“ اور ”ان اور عظیم الامتہ“ وفات پائی۔ انا لکھ و انا البہ و احفون۔ حضور کی وفات حضرت نواب محمد علی خاں صاحب کی کوٹھی میں ہوئی۔ مجھے اس وقت شدید عسائی اور دھماکہ ایک دہائی کی وجہ سے جو راتوں پہ نکلا ہوا تھا چلنے پھرنے سے معذور تھا۔ اس سے اس موقع پر بوجہ مجبوری کوٹھی دار السلام نہ پہنچ سکا اور اکیلا ہی مہمان خانہ میں رہ گیا۔

اس تنہائی کی حالت میں جب میں غزوہ اور لشکرا تھا تو اچانک میرے کمرہ کی دہلیز میں طرف سے ”رہبر“ کی آواز آئی کہ ”مولوی محمد علی بھی مر گئے“ یہ الفاظ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے تھے مولوی محمد علی صاحب کی اس بغاوت اور غدارانہ کارروائی کے متعلق تھے جو اسوں نے سیدنا حضرت خلیفہ مسیح رضی اللہ عنہ کی وصیت کی مخالفت اور خلافتِ مانیہ سے انکار کی صورت میں کی اور یہ ان کی روحانی موت کے اظہار کے لئے تھے جو سیدنا حضرت خلیفہ مسیح اولؑ کے سال کے ساتھ مقدمہ تھی۔

### سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؑ کی طرف سے تسلی

حضرت خلیفۃ المسیح اولؑ کی وفات کے بعد جب حضرت سیدنا محمود تختِ خلافت پر مندرشیں ہوئے



تو آپ نے اپنی دعوات خاصہ کے بعد د کے ساتھ مجھے بہت تسلی ملی کہ اللہ تعالیٰ سے بہت امید ہے کہ آپ صحتیاب ہو جائیں گے ان ہی ایام میں میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے سامنے ایک سمندر حائل ہے جس کو میں عبور کرنا چاہتا ہوں۔ لیکن کوئی صورت دے رہا ہے۔ زمر نے کانٹیں ملنے میں ایتر د میں ہوں کہ اچانک میرے سامنے سیدنا حضرت بنو کریم صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر ہوئے جس جگہ حضور مجھے نظر آتے ہیں وہ سمندر کا دہرا کنارہ معلوم ہوتا ہے اور میں پہلے د لے کرے پر ہوں۔ اس وقت میرا دل سخت صلی اللہ علیہ وسلم کا فائدہ بہت تھوڑا معلوم ہوتا ہے مین مجھے اس کو عبور کرنے کی ہمت نہیں پڑتی۔ اس حالت میں آیا، یکتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دوا کو آگے بڑھا کر میرے قریب پہنچا اور مجھے دہرا سے دونوں مار دوں سے پکڑ کر سمندر سے پار کر دیا۔ یہ بشارت مجھے سیدنا حضرت حلیفہ المسیح الثانی ایہ اللہ تعالیٰ کی دعوات خاصہ د تسلی لانے کے بعد مجھے نصیب ہوئی اور اس کے بعد میری حالت جلد جلد رو بصحت ہوتی تھی۔

### خاموشی کا روزہ

اس سے پہلے ہی بیماری کے دوران میں ایک دن سیدنا حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام نے ایک شخص کے ہاتھ اس عاتق کو جوڑ کا پکا ہوا گوشت بھجوا دیا۔ جس کے کھانے سے مجھے خاص طور پر فائدہ ہوا دوسرے دن حضور نے عند الملاقات مجھے فرمایا کہ میں نے کچھ جوڑ شہار کے درمیان پکڑے تھے۔ سب میں کھانا کھانے بیٹھا ابھی ایک لقمہ ہی اٹھایا تھا کہ آپ یا آگے اور اس خیال سے کہ جوڑ کا گوشت آپ کے لئے مفید رہے گا۔ میں نے وہ کھانا آپ کو بھجوا دیا۔ حضور کی اس شفقت اور غریب نوری سے میرا قلب بہت متاثر ہوا۔ اللہ تعالیٰ میرے پیارے محسوس کو ایسی مہربانیوں کا بہترین اثر عطا فرمائے۔

اسی طرح ایک دن آپ نے ارادہ فرمایا کہ میں کچھ دن بالکل خاموشی اختیار کر دوں شاید اس سے بیماری میں اتفاق ہو۔ اسی رات میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک فرشتہ مجھے کہتا ہے کہ آپ میں رو رہے ہیں یعنی سکوت کے روزے دھیں تو بہت مفید ہوگا۔ میں نے اس روئے کا کربھی حضور کی خدمت میں دیا۔ حضور نے فرمایا کہ اگر آپ پچھلے روزہ رکھ سکتے ہیں تو اس میں کیا حرج ہے۔ چنانچہ میں نے اپنی قیام گاہ پر سکوت کے روزے شروع کر دیے اور حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے دروازہ پر ایک اعلان بھی لکھا دیا کہ مولوی صاحب سے کوئی شخص گفتگو نہ کرے۔ میں نے

سکوت کا روبرو رکھا ہوا ہے۔ ان ایام میں صرف بعض تار اور دست لھانے اور دوا مالش کرنے کے لئے خاموشی سے آتے اور کوئی بات کامل اظہار ہوتی تو میں بذریعہ تحریر اس کا اظہار کرتا۔ عزیر مملووی ظفر الامام صاحب ان دنوں مجھے بات کا دوا مالش کرتے تھے حد تقاضا سب کو جزائے خیر دے۔

### شہد کا تحفہ

اسی بیماری کے ایام میں حکیم غلام محمد صاحب امرتسری جو حکیم قطب دین صاحب کی طرح حضرت حکیم لامہ کے پاس بطور کمپوٹر خدمات بخالاتے تھے۔ مجھے اپنی پلانے کے لئے باقاعدہ تے۔ ایک دن آپ تشریف لائے تو ایک بہت بڑی بوتل جو طوطے کی طرح ہنر رنگ کی شہد سے بھری ہوئی تھی میرے لئے لائے اور کہا کہ نجیب آما سے ایک دست تین بوتلیں ہنر رنگ کے شہد کی پیدا حضرت علیہ السلام کے حضور تحفہ لایا تھا اس نے بتایا تھا کہ یہ شہد نیم کے درختوں پر سے اتاری گئی ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ یہ شہد مولوی راجہ کی صاحب کے لئے مفید ہے اور آپ کے سے بھی ہوگی۔ میں نے یہ شہد استعمال کیا اس کا ہدف کسی قدر کئی لئے ہوئے تھا۔ اس کے استعمال سے بھی مجھے سی قدر فائدہ ہوا۔

جب میں نے تیس روزے مکات کے ختم کر لئے تو میں نے احداں یا کہ میں نے اس وقت مسجد قسطنطنیہ میں اپنے صوم سکوت کو سورۃ فاتحہ کی تلاوت سے افطار کروں گا۔ چنانچہ میں نے وقت مقررہ پر مسجد قسطنطنیہ میں سورۃ فاتحہ کی تفسیر پر تقریر کی۔ اسی رات مجھے ایک فرشتہ ملا اس نے بتایا کہ میرا نام محمود ہے اور میں آپ کو دینی بتائے آیا ہوں اور یہ کہ آپ موتی کا استعمال یا کریں۔ میں نے دوسرے دن حضرت علیہ السلام کے حضور اپنی روایا کر یا۔ حضور نے تمام فرمایا اور رشتہ فرمایا کہ اب تک جو مانتا ہم نے یا ہے معلوم ہوتا ہے کہ وہ صحیح عمل معاف ہے۔ آپ کی اس روایا سے ہمیں معلوم ہوا ہے کہ فرشتہ کا موتی بتا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ موتی جس مرض کا مانتا ہے اس مرض کے متعلق وجہ کی جائے ایسا مانتا انشاء اللہ مفید و قابل تحریف ہوگا (محمود) ہوگا۔

چنانچہ حضرت نے قراباؤین کاہری نگوار موتی کے نسخے دیکھے اور ان میں سے ایک نسخہ تجویز

کیا اس سے بھی میری بیماری کو کافی آرام ہوا۔

### سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت

ایسی بیماری کے ایام میں میں نے خواب میں دیکھا کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میری عیادت کے لئے تشریف لائے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ میں حضور کے مہمان خانہ میں ایک چارپائی پر بیٹھا ہوں اور حضور میرے پاس آکر بیٹھ گئے ہیں اور فرماتے ہیں کہ آپ کی طبیعت بکسی ہے۔ میں نے عرض کیا کہ حضور کی دعا کا محتاج ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ آپ کے لئے دعا کریں گے۔ دوسرے دن بعد نماز فجر اسی طرح چارپائی پر بیٹھا تھا کہ حضرت سیدنا محمد، ایہد اللہ تعالیٰ تشریف لائے اور حضرت اقدس علیہ السلام کی طرح میرے پاس چارپائی پر بیٹھ گئے اور فرمائے گئے کہ "آپ کی طبیعت بکسی ہے" سب میں نے عرض کیا کہ حضور کی دعا کا محتاج ہوں تو آپ نے فرمایا کہ ہم آپ کے لئے دعا کریں گے۔

اور حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کی رمہانی کے شری ایام تھے آپ نے مجھے فرمایا کہ آپ کو کوئی رویا تو نہیں ہوئی۔ میں نے عرض کیا کہ ایک تو آج رات میں نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو دیکھا کہ حضور عیادت کے لئے تشریف لائے ہیں اور صبح آپ اسی طرح عیادت کے لئے تشریف لائے، دوسرے چند دن جوشتر میں نے خواب دیکھا کہ ایک چاند طلوع ہوا ہے۔ چاند، پتہ تو کامل اور پر رنای کی شکل میں ہے۔ لیکن زمین سے اس قدر زبردست غبار تھا ہے کہ وہ چاند اچھی طرح نظر نہیں آتا۔ اس وقت ہم جو مجلس انصار اللہ کے محلہ (یہ وہاں ہے جو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے زمانہ میں سیدنا حضرت محمد، ایہد اللہ نے قائم فرمائی تھی) میں نہیں حکم ملا ہے کہ سرور غبار کے ارالہ کے لئے سورہ الفلق اور سورہ الناس نثار سے پڑھیں۔ میں نے جب رنایانی تو حضور میں کر اور اچھا السلام علیکم کہ تشریف لے گئے۔

بعد میں سیدنا حضرت محمد، ایہد اللہ تعالیٰ حضرت اقدس مسیح موعود کی جانشینی میں مسند خلافت پر بیٹھے اور غیہ مباہیس کا فتنہ سرور غبار کی طرح اہل احمدیت پر طاری ہوا جس کے ارالہ کے سے انجمن انصار اللہ کے محلہ ان کو بھی کوشش کرے کاموقع ملا۔

یہ ضمنی باتیں تحریر کر رہی تھی جو ضروری اور مفید ہیں اس مرض سے جو بہت خطرناک قسم کا

اعصابی مرض تھا اور فالج کے مقدمات ظاہر ہو گئے تھے۔ آخر اللہ تعالیٰ نے شخص اپنے فضل سے اس کے مقدسوں کی دعاؤں اور توجہات کریمانہ کی برکت سے اس عارضہ حقیر کو شفا دی اور آج تک اس مرض کے تباہ کن اثرات سے بچایا۔ **الحمد لله على ذلك**

### (۴) جنگ عظیم کے متعلق رونت الہی کا واقعہ

یورپ کی جنگ عظیم شروع ہونے سے پہلے مجھے رویا میں دکھایا گیا کہ اللہ تعالیٰ کی قدس ہستی ایک جگہ ٹال کی جانب منہ کر کے کھڑی ہے اس وقت اللہ تعالیٰ کا قدم کھامت اتار دیا اور وہی معلوم ہوتا ہے کہ باوجود انسانی تمثال میں ہونے کے قدر میں سے بے تر آسمان تک ہے۔ اس رویہ میں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ایک قدم سمندروں پر ہے اور وہ اپادوں خششکیدیوں پر اور جماعت احمدیہ کے جملہ افراد اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے چپے ہوئے ہیں جیسے کسی رست کے ساتھ چلنے والے ہوئے ہوتے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ میں بھی قریب ہی کھڑا ہوں۔

اس وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعلان عام فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ اس وقت کھام فرمانے لگتے ہیں سب لوگ اس کو توجہ سے سیکھیں۔ چنانچہ ہم سب احمدیہ اور اللہ تعالیٰ کا کلام سننے کے سے ہمتیں کوش ہو گئے۔ رست کے بل میں بہت بری مسرت کا احساس ہے کہ ہمیں بھی کھام لگنی سننے کا موقع ملے گا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس میں مندرجہ ذیل کھام فرمایا۔

”سب ہم دنیا میں سے انتساب پیدا کرنے کے لئے نئے حوادث ظہور میں لائیں گے“

اس مقدس کھام کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے اس قدم کو جو سمندروں پر تھا جنبش دی۔ تب سمندروں میں موج اور طالم پیدا ہو گیا۔ اس کے بعد دوسرے قدم جو خششکیدیوں پر تھا اللہ تعالیٰ نے اسے جنبش دی۔ تب خششکیدیوں پر زلزلوں کے حادثات شروع ہو گئے اس پر میری آنکھ کھل گئی۔

اس رویہ کے کچھ عرصہ بعد سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیان فرمودہ پیشگوئیوں کے عین مطابق جنگ یورپ شروع ہوئی۔ جس سے بحر کو اپنی پیٹ میں لے لیا اور وہ جہاں ڈالی جس کی پہلے نظیر نہ ملتی تھی۔

### (۵) رونت الہی اور عرش الہی

ایک دفعہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص مجھے کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا عرش اس طرح ہوتا

ہے؟ میں نے کہا کہ چلے آؤ آپ کو کھادوں۔ اس کے بعد میں نے اس شخص نے پہاڑ پر  
 شہر بن کر دیا۔ یہاں تک کہ ہم آمانوں سے گزر کر عرش الہی کی چٹائی کے سامنے پہنچ گئے۔ جب ہم  
 نے نیچے سے عرش کو دیکھا تو اس کا رنگ شفق کی طرح بالکل سرخ تھا۔ اس میں کوئی نہ لکھا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی  
 پر عظمت شان اور جلال ظاہر ہوتا تھا۔

اس کے بعد دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ اب عرش الہی کو اوپر سے دیکھا جائے جب ہم نے  
 یہ رو دیا تو معائنہ میں یہ نظر آیا کہ ہم عرش کے اوپر کے ایک کنارہ پر کھڑے ہیں۔ اور ہمارے سامنے  
 عرش کے وہ حصے ہیں ایک قہر نور کا نظر آتا ہے جس سے سورج سے بھی بڑھ کر روشن شعاعیں نکل رہی ہیں  
 اور جلال و عظمت نمایاں ہوتی ہے۔ ہمارے دل میں اس وقت اُلا آیا کہ یہ نورانی قہر اللہ تعالیٰ ہے  
 جو جو دنیا ہو رہا ہے۔ میں نے اپنے ساتھی کو کہا کہ اللہ تعالیٰ کو قربت سے دیکھنا چاہیے وہ شخص تو  
 کنارے پر بٹھ گیا۔ میں نے اللہ تعالیٰ کے قریب پہنچنے کے ارادہ سے آگے بڑھا۔ جب میں نے زیادہ  
 قریب ہو کر دیکھا تو اللہ تعالیٰ کو حضرت سیدنا محمدؐ ایہ دہندہ اللہ سے دامن کے تھل میں جلوہ دار لکھا۔

اس وقت مجھے یہ یقین ہو گیا کہ اس زمانہ میں آسمانی خدمت کا مائدہ اور دنیا کا فردا عظیم جو  
 اللہ تعالیٰ کا مظہر ہے وہ سیدنا حضرت محمدؐ ایہ دہندہ اللہ ہیں اللہ تعالیٰ اس مقدس جوار پر اپنی رحمتوں  
 و برکتوں کا نام اُٹھاتا رہا ہے اور اس کے مقاصد عالیہ میں اس کو نثار اور ہم کرے۔ آمین

## (۶) رویت الہی اور تاجپوشی

سیدنا حضرت علیہ السلام علیہ السلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور شاد ماساب برضی نے جب مجھے  
 لاہور کی حمیری جماعت کی تربیت و اصلاح اور تبلیغ کی غرض سے وہاں مقرر کیا تو میں نے یک رات  
 خواب میں دیکھا کہ میری تاجپوشی کے لئے ایک بہت بڑا عتبات ہوا ہے۔ جیسے کہ جشن کے موقع پر ہوتا  
 ہے۔ اس مجمع میں سٹیج پر میرے سب سے بڑا و قریب حضرت شیخ یاقوت علی صاحب عرفانی مدیر  
 اخبار الحکم ہیں اور صرف وہی اس مجمع میں میری شناخت میں آئے ہیں اور انہوں نے میری طرف  
 اشارہ کر کے اعلان کیا ہے کہ یہ مجمع ان کی تاجپوشی کے لئے بظاہر جشن منانے کے ہے۔ اس کے بعد

میرے سر پر ایک تاج رکھا گیا۔

نی طرح کا منظر مجھے دہری دکھایا گیا۔ جب مجھے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ و رصاہ کی وفات کے بعد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی مدو اللہ تعالیٰ نے دوبارہ لاہور میں حد مات دلیہ کے لئے ماسو فرمایا۔ اس دہری جشن کے موقع پر بھی میں نے مجمع میں حضرت عرفانی صاحب کو دیکھا اور وہی میری تاجپوشی کے لئے اداں کر رہے ہیں۔

اب دونوں خواہوں کی تعمیر میری سمجھ میں یہ آتی کہ صدر خلافت کی نیابت دہرنا مد کی میں حد مات دین کا بھالانا آسمانی حکومت کے نزدیک ایک ایک خام یں کے لئے تاج حرات ہے اور جہاں عتی نظام کے ماتحت ایک حقیر سے حقیر حد مت بھی دیا کے تاج دتحت سے کم نہیں۔ جب میرے جیسے عبد حقیر و ر حقیر خام کو بھی نظام ملکہ کے ماتحت حد مات بھالانے پر یہ فضل اور موبہت اور برکت مل سکتی ہے تو جو لوگ سیدنا حضرت مسیح الامام علیہ السلام کے انفس حد ام دہرنا پہ نظام میں سے ہوے ہیں نہیں حرات و شرف کا کتنا ملتی مقام حاصل ہے۔

### سلطان العارفين

یہی شارات دن کا بھی دیکر یا گیا ہے صرف میرے ذاتی انکشاف دیکر سے ہی مخصوص نہیں بلکہ زرہے حد مت ہی الموس بری و بری لہ 13 بعض سلما کو بھی میری نسبت یہی شارات کا طم دیا گیا۔ چنانچہ ایک دفعہ قادیان کے مہمان خانہ میں میں حلقہ احباب میں قرآن کریم کے بعض حقائق و معارف سار با تھا۔ اس کے بعد بعض احباب نے ان حقائق و معارف کے تحقق کچھ تحریفی کلمات کہے تو میں نے عرض کیا کہ ہم بھی دہریہ احمدیوں کی طرح جہل السجہ ہلاہ تھے دہرنا نت اور جہات میں جہا تھے۔ میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فیضان محبت سے یہ سب کچھ حاصل ہو گیا۔ نہ یہ باتیں میری طبیعت میں دہریہ میری استعداد ناقص کی پیدا کرتیں۔

جب میں نے یہ الفاظ کہے تو حضرت حافظ محمد ابراہیم صاحب رضی اللہ عنہ نے جو پرانے صحابہ میں سے تھے اور اس حلقہ احباب میں موجود تھے فرمایا کہ واقعی سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شان افاضہ بہت ہی بلند مرتبہ رکھتی ہے۔ اس وقت تو آپ اور آپ کے صحابہ علماء سوء کے فتاویٰ اور

تلفیہ و تکذیب کے چپے ہیں اور اہل زمین ان کو نہیں پہچانتے لیکن اہل سماء کے رویہ ان کی شان بہت ہی بلند ہے۔ اس پر حضرت حنفیہ صاحب نے اپنا رویا بتایا کہ انہوں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کا دربار ہے اور اس میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ اور سلسلہ کے خدام اور کارکنوں کو خطاب دے رہے ہیں جب اس تعلق میں مولوی غلام رسول راجیکی دربار الہی میں پیش ہوئے تو آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ”سلطان العارفین“ کا خطاب دیا گیا۔

اس رویہ کو سن کر میں نے عرض کیا کہ چونکہ رویہ تعبیر طلب ہوتی ہے اس لئے میری فہمید کے مطابق غلام رسول سے مراد رسول کا بیٹا یعنی حضرت سیدنا محمد ہیں۔ اور سلطان العارفین کا خطاب آپ پر ہی چسپاں ہوتا ہے اور آپ کے سخی افاضہ اور معارف سے ہمیں بے حد فائدہ پہنچتا رہتا ہے اس ممکن ہے کہ کسی بڑی مناسبت سے بشارت کسی پہلو سے مجھ پر بھی اطلاق پاتی ہو۔ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بالصواب

### شمس العارفین

یہ طرح ایک دفعہ جب میں لال پور شہر میں رہا ہوا تو چودہری عبداللہ صاحب پروفیسر زمرہ فنی کا جی مجھے مل کر بہت خوش ہوئے اور مجھے اپنے گھر لے گئے کھانا کھانے کے بعد دو تین گھنٹہ تک چودہری صاحب مجھے اپنی بعض رویا سناتے رہے جس میں ایک یہ بھی تھی کہ میں نے دیکھا کہ میں ہشت کے ایک کمرہ میں ہوں۔ جہاں ایک بہت بڑا درجہ رکھا ہے اس درجہ میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کے امام مہدی ان کی تصاویر کے آئینے میں اور ساتھ ہی ان کے خطابات بھی نگاہِ مرآت کے طور پر مرقوم ہیں۔ چنانچہ میں نے علم اشتیاق اس درجہ کو دیکھا۔ تاہم یہ مختلف صحابہ کے ناموں اور ان کی تصویروں کو دیکھا۔ آئینے آئینے ایک صفحہ پر شمس العارفین مولوی غلام رسول راجیکی کے الفاظ دیکھے اور آپ کی تصویر بھی دیکھی۔ اس کے بعد میں خواب سے بیدار ہو گیا اور اس وقت سے آپ کو ملنے کا بہت اشتیاق میرے دل میں پیدا ہوا۔

میں نے پروفیسر صاحب سے یہ رویا سن کر عرض کیا کہ ”ایار قد رنوا شناس“ کے معقولہ کے مطابق مجھے اپنی قدر اور حیثیت معلوم ہے۔ کہاں میں اور کہاں شمس العارفین کا خطاب۔ اگر اس خطاب کا حقیقی مصداق اس زمانہ میں کوئی ہے تو وہ حضرت امام وقت امیر اللہ دہریہ ہیں۔ ہاں

ظہور پر بعض مناسبتوں کی وجہ سے ہوتا ہے کہ کوئی خام بھی اس ثناء و ثناء سے حصہ پالے۔ حضرت مسیح پاک فرماتے ہیں۔

”اچھا اثر زمانہ نثر نور“

شہدائے مہم زخورتاں تیرے 14

## (۷) روایت الہی و روایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

ایک دفعہ میں نے رویا میں، لکھا کہ میں ایک ایسے مکان میں داخل ہوا ہوں۔ جس کے آگے نہایت خوبصورت اور مزین شکل کا دروازہ ہے۔ وہ دروازہ کافی وسیع معلوم ہوتا ہے اس دروازہ میں چار کرسیوں پر چار اشخاص مجھے نظر آئے اور مجھے بتایا گیا کہ اس چار ہستیوں میں سے ایک ہستی اللہ تعالیٰ ہے اور نکلاں سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ دوسری اور چوتھی ہستی کو میں نے خود پہچان لیا وہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت میاں چٹا دین صاحب لاہوری رضی اللہ عنہ تھے۔ اس مختار دکو، سمیٹنے کے بعد میں دوسری حالت میں منتقل ہو گیا۔

اس رویا کے بعد حضرت میاں چٹا دین صاحب کے مقام کے تعلق مجھے خاص طور پر ہرگز م ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ یہ بات بھی آتی کہ سیدنا حضرت المصلح الموعود کے الہامی ماموں میں سے ایک مام ”چٹا دین“ بھی ہے پس ہو سکتا ہے کہ چوتھی ہستی کے وجود سے سیدنا حضرت المصلح الموعود اپنے والد اللہ تعالیٰ مراد ہوں۔

یہ بھی امکان ہے کہ حضرت میاں چٹا دین صاحب کسی فطری مناسبت سے اللہ تعالیٰ کی رحمت کے حاسن فیضان کے ماتحت اس سعادت عظیم سے بہرہ ور ہوئے ہوں۔ و ما دالک علی اللہ بعزیز۔ و بقول رقم۔

چوں کہ خدائے رب العطاء

سمیٹتی سلیمان مہر را آراء عطاء



## (۸) رویت الہی کا آٹھواں واقعہ

جس سال نبی فی اللہ مکرم جناب سید زین العابدین علی اللہ ثناء صاحب معہ اپنی نیکم صلا کے ملک شام سے واپس آئے تو خاکسارانِ نبویں جماعت احمدیہ کراچی کی درخواست پر سیدنا حضرت علیہ السلام علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے ماتحت کراچی میں متعین کیا گیا۔ اس وقت اس جماعت کے میر ایک اچھ پولیس تھے۔ وہ میرے متعلق ایک عرصہ سے حسن ظن رکھتے تھے اور زیادہ تر سببی و تحریک سے مجھے جماعت کراچی کی تربیت و اصلاح کے لئے بھجوا دیا تھا۔ میرے وہاں پہنچنے پر انہوں نے ایک تقریر کی اور میرے متعلق بہت کچھ نیک خیالات کا اظہار بھی کیا۔

جب میں نے کچھ عرصہ وہاں قیام رکھا تو مجھے بعض معزز افراد نے مثلاً یہ طاعات دیں کہ امیر صاحب جماعت مرزا کے مآثران اور کارناموں کے متعلق سخت اہم اضافات درج فرمائی جتنی کرتے رہتے ہیں اور اس طرح جماعت کے افراد میں مرزا سلمہ کے متعلق بدظنی اور انتشار پیدا کرنے کا موجب ہو رہے ہیں چنانچہ انہوں نے اس ضمن میں بہت سی دلائل پیش کیں۔

میں نے اس خیال سے کہ جب مرزا سلمہ نے اس کو امارت کے عہدہ پر مقرر کیا ہے تو اس کو اس کا اہل سمجھ کر ہی یا ہے باقی کمزوریاں اور نقائص عام طور پر انسانوں میں پائے جاتے ہیں۔ پس میں نے انہیں باب کو جو فراموش کر دیا۔ میرے پاس آئے اچھی طرح سمجھا دیا کہ اگر وہ کسی بھائی کی کمزوری دیکھیں تو دل تو دکھائے مگر تصور مرزا کے بدظنی سے بچیں اور ان کو بغیر تجسس کے تحقیق علم حاصل ہو تو کم از کم اس کی اصلاح کے لئے چالیں دیں تاکہ انہیں کمزوری والے بھائی کی کمزوری اور نقصان نہ ہو۔ اور اپنے آپ کو بدظنی سے بچا میں تاکہ ان بغض النفس الیہ 15 کے ارشاد سے خود ہی گناہگار نہ ہو جائیں۔ یہ بتایا کہ کسی بھائی کی کمزوری اور عیب کی اشاعت کرنا بہت ہی معیوب ہے کیونکہ یہ غیبت ہے اور بعض روایات میں العیبة المسلم من الزنا 16 یعنی غیبت کا گناہ زنا کے گناہ سے بھی بعض اوقات سخت ہوتا ہے کیونکہ زنا کے الفاظ بھی آئے ہیں یہ گناہ زنا انسان حتی الوسع چھپ کر کرتا ہے۔ میں غیبت سے ایک شخص کے متعلق تمام سوسائٹی میں بدظنی پھیل کر اسلامی جماعت کی روحانی و روحانی و نہت پارہ پارہ ہو جاتی ہے اور سلمہ حقہ لی بدنامی ہوتی ہے۔ میرے اس طرح سمجھانے کے باوجود بعض افراد نے اصرار کیا کہ امیر صاحب جماعت میں مرزا کے متعلق عیب چینی کی

عادت ابھی تک پائی جاتی ہے اور اس کی اصلاح ضروری ہے۔

چونکہ میر جماعت محکمہ پولیس کے ایک ہوشیار افسر بھی تھے انہوں نے اپنی خدمت عملی سے بدلتی خیال سے جس کی تہ میں مسن ہے نکلی ہو ایک ان اتو کو مجھے دعوت پر بلایا بسبب کھانا کھانے چھتے تو انہوں نے سلسلہ کھام کا رخ مرز سلسلہ کے افسر ان اور کارکنان کے خلاف پھیرا اور وہ تمام شکایت جو میں بعض دوستوں کی رہائی ان کے متعلق سن چکا تھا۔ اسوں نے وہ اپنی شہرت کریں۔ میں نے س کو درمیان میں رہنا پسند نہ کیا تاکہ وہ اپنے دل کا خیال نکالیں۔ چنانچہ جب وہ سب کچھ کہہ چکے تو میں نے س کو بطور ہمدردی اور خیر اندیشی سے کہا کہ آپ اپنے خیالات سے بچے دل سے تو بہتر ہیں س قسم کی بد نظریاں انسان کے ایمان کو فنا کر دیتی ہیں اور خیر مبایعین کا بد انجام بھی اسی ہے۔ ہو ہے۔ وہ آپ نے پیڑ کی جگہ سے اور لمبے عرصہ تک محکمہ پولیس کی ملازمت کی وجہ سے اپنی عادت تجسس اور بد نظریاں بنا چکے ہیں اور آپ کے محکمہ کا کام اسی تجسس اور شبہ پر چلتا ہے۔ لیکن شریعت اللہ جس نعمتی کی تعلیم دیتی ہے وہ بد نظری کو تقویٰ کے خلاف قرار دیتی ہے۔

### بد نظری کے متعلق ایک واقعہ

چنانچہ میں نے اپنے بیان کی تشریح میں یہ واقعہ بھی عرض کیا کہ ایک دفعہ ماہ رمضان میں ایک روز وہ شخص ہمارے کام کر کے آیا اور شدت جو کہ اور پیاس کی وجہ سے کھانا کھانے بیٹھ یا اس نے جوں کر کھانا بھی کھایا اور پانی بھی پیا اور اسے روز کا مطلق خیال نہ آیا۔ اس کو اس حالت میں بعض دوسرے اشخاص نے دیکھ کر لوگوں میں مشہور کرنا شروع کر دیا کہ فلاں شخص روزے نہیں رکھتا۔ بعض اور لوگوں نے جو اس کے اخلاص اور پابندی شریعت کو جانتے تھے اس کی تردید کی اور کہا کہ وہ روزے رکھتا ہے اور آج بھی اس نے روزہ رکھا ہوا تھا اس کے جواب میں ان مقلد صیغہ نے قسمیں کھائی کہ ہم نے اس کو سو دن کے وقت کھانا کھاتے اور پانی پیتے دیکھا ہے۔ وہ دن قطعاً روزہ رکھتا تھا۔ یہ سب رشتہ رنجو غامض ریلوے محکمہ میں امام صاحب کے پاس پہنچے اور متنازعہ امر کا کر کیا بھی وہ اس بات کو بیان ہی کر رہے تھے کہ میں نہیں جس کے روزہ اور ہونے یا نہ ہونے کے متعلق بحث ہو رہی تھی اتفاق سے مسجد میں آگیا اور مسجد کے امام کی خدمت میں عرض کرنے لگا کہ میں ایک مسئلہ دریافت کرے آیا ہوں میں حدائے فتنل سے روزہ رکھتا ہوں اور آج بھی روزے سے تھا۔

ہیں جب باہر سے کام کاج کرتے ہوئے آیا تو آتے ہی بوجہ بھوک اور پیاس کے مٹکی سے صوف کر کھا مایہ نیر دکھایا مجھے اس وقت روزہ قطعہ یا نہ تھا بعد میں مجھے یاد آیا کہ میں تو روزہ دار ہوں اور مجھ سے یہ مٹکی ہونی ہے اب شریعت کی رو سے جو تو کئی ہو اس سے مطلع کیا جائے۔

اس شخص کی یہ بات سن کر وہوں فریق جو اس کے متعلق جھگڑا کر رہے تھے حیران ہمشہد روزہ گئے اور وہ لوگ جو اس کے متعلق مٹکی میں جتا تھے بہت ہی شرمندہ ہوئے۔

اس قسم کی بہت سی مثالیں، بے کر میں نے جناب امیر صاحب پر بدظنی اور نکاتہ چنی کرنے کی عادت کی شناسیت کو، افصح کیا اور مزید کارکنوں کے روزہ اور مقام کے متعلق روشنی ڈالی کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اہل بیت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا قرب دیا ہے۔ مقدس مرکز میں قیام کی توفیق دی ہے اور خدمت راشدہ حقہ کے فیوض سے براہ راست مستفید فرمایا ہے۔ امیر صاحب اس پر چپ ہو گئے اور دعا کے بعد مجلس پر خاست ہوئے۔

میں نے اس کے بعد اپنی مایہ اور رپورٹ میں دفتر نظارت دعوت و تبلیغ میں اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایہ اللہ تعالیٰ بہہ دالہ برائی خدمت میں جماعت کرچی اور اس کے امیر صاحب کے حالات اور خیالات کے متعلق بھی ذکر کر دیا اور جماعت کی اصلاح کے لئے درخواست دعا کی۔ ان دنوں جناب پورہ ری فتح محمد صاحب سیال ماظر دعوت و تبلیغ رخصت پر تھے اور کرم مولوی عبدالرحیم صاحب نے رضی اللہ تعالیٰ عنہ صاحب ماظر دعوت و تبلیغ اس کی جگہ پر قائم مقام تھے۔ میری رپورٹ کے مرکز میں پہنچنے کے کچھ عرصہ بعد مجلس مشاورت کے موقع پر امیر صاحب جماعت کرچی تالیان آئے اور دفتر میں آکر میری رپورٹ بھی ملاحظہ کر لی (مختصر یہ صاحب نے مٹکی سے بیس ایک ملی سے یہ رپورٹ ان کو دکھائی۔ جس پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی یہ اللہ تعالیٰ بہہ دالہ برائی کاروائی بھی فرمائی)

جب امیر صاحب مجلس مشاورت سے فارغ ہو کر واپس کراچی پہنچے تو مجھے ملے اور کہنے لگے کہ میں آپ کی رپورٹ مرکز میں جائز پڑھا گیا ہوں جو کچھ آپ نے میرے متعلق لکھا ہے اس سے مجھے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کس طرح کے آدمی ہیں پھر غضب آلود ہو کر اسوں نے بہت سے مامناں اور ماریاں ظلمات میرے متعلق استعمال کئے حتیٰ کہ غصہ کی حالت میں شیطان کا لفظ بھی اسوں نے مجھے کہا۔

خیر جو کچھ انہوں نے کہا میں خاموشی اور تجھ سے منکار اسباب و دہنا غبار خاطر نکال چلے۔ تو میں نے عرض کیا کہ میری نسبت جو الفاظ آپ نے استعمال کئے ہیں ان کی حقیقت میں ایسا ہوں تو آپ نے ایک بُرے کو بُرا کہہ کر امر و اقعہ کا اظہار کیا ہے لیکن ان میں ایسا نہیں جیسا کہ آپ نے میری نسبت کہا ہے تو آپ یاد رکھیں کہ آپ دنیوی حکومت کے معزز کارکن ہیں اور میں بظاہر حقیر ہستی ہوں۔ لیکن سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لشکر کا سپاہی ہوں اور آسمانی حکومت کا فرماندہ ہو کر رچی میں آیا ہوں۔ آپ نے میری نسبت سخت الفاظ استعمال کر کے میری توہین کی ہے اور مجھ پر ہی نہیں بلکہ آسمانی حکومت پر بھی حملہ کیا ہے آپ نہیں مریں گے جب تک کہ آپ اس توہین کا ضیاع نہ جھٹکتے ہیں۔

میں قنا کہہ کر اپنی قیام گاہ پر پلا آیا اور میرے صاحب کی اس کارروائی سے حضرت سیدنا خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ مددہ مت میں ایک خط کے ذریعہ اطلاع کر دی۔ میں تقریباً چھ ماہ تک رچی میں رہا۔ لیکن اس کے بعد میرے صاحب میرے ساتھ بے اعتنائی ہی رہتے رہے۔ اس کے بعد مرکز کے حکم سے میں واپس قادیان آ گیا۔

ازاں بعد میرے صاحب جماعت کراچی کے متعلق تینا و قدر نے اطلاع کی خطرناک صورت پیدا کر دی۔ اس کی ابتدا اس طرح ہوئی کہ ایک مذہبی چور کے مرید نے ایک عورت کو اغوا کر لیا اور مغویہ عورت کو چور صاحب کے ہاں روپوش کر دیا۔ اس کی اطلاع ملنے پر میرے صاحب جماعت جو انسپلر پولیس بھی تھے وہ پولیس کارڈ کے چور صاحب کے گھر جرح قضیت پیش پہنچے اور خانہ تماشائی کی بے حد کوشش کی۔ میں چور صاحب اور ان کے مریدوں سے خانہ تماشائی نہ ہونے دی۔ "شرائک نسا دیک ٹوہٹ چٹھی۔ جس میں سپہ صاحب اور سپاہیوں کو شدید ضربات آئیں۔ مغویہ عورت تو مکان سے ابھر ابھر کر دی غیورانہ پولیس پہ گھر کی پر دو فٹین مستورات کی توہین کا مقدمہ دائر کر دیا گیا۔

اس مقدمہ میں ٹان، درٹان، بی الزامات بنالے گئے اور سپہ صاحب پولیس پر ۱۴ مقدمات مختلف لوگوں کی طرف سے دائر کرے گئے اس اور ان میں ان کو معطل کیا گیا اور کچھ عرصہ بعد انسپلر سے سب انسپلر بنا دیا گیا۔ اب سپہ صاحب کو اپنی مطلبی کا احساس ہوا اور انہوں نے مجھے نہایت دردمندانہ خط لکھا کہ مجھے خوب معلوم ہو گیا ہے کہ یہ مصائب در مصائب اور آتلاء پر آتلاء مجھ پر یہ

آ رہے ہیں۔ یقیناً یہ آپ کی تائید اور آپ کے متعلق ورثت کلامی کا نتیجہ ہے جو مجھ مالائکت اور  
عاصی سے سرور ہوئی۔ آپ خدا کے واسطے مجھے معاف فرمائیں اور میرے حق میں دعا فرمائیں۔  
اس کے بعد تادیان مقدس میں بھی آئے اور مجھ سے نہایت عاجزانہ طور پر معافی و درخوست  
و دعا کے ملتی ہوئے۔

میں نے ان کو کہا کہ میں تو آسمانی سرکار کا ایک حقیر غلام ہوں۔ آپ اللہ تعالیٰ کے اور اس کے  
پاک خلیفہ حضرت امیر المومنین ایہ اللہ تعالیٰ سے معافی طلب کریں اور اس کو راضی کریں تاکہ  
اللہ تعالیٰ بھی آپ کو معاف فرمائے۔ چنانچہ انہوں نے حضور اقدس ایہ اللہ تعالیٰ کے حضور بار بار  
معافی و دعا کے لئے عرض کیا اور مجھے بھی متواتر توجہ دلاتے رہے۔ اس کی بار بار کی عزائی اور  
کساری سے اس خیال سے کہ ان کا ایسا اور مصائب ثبات اللہ کا باعث بن رہے ہیں اور  
جہنمی بدنامی کا موجب ہو گئے ہیں۔ میرا دل رقت اور درد سے بھر گیا اور میں نے اللہ تعالیٰ کے حضور  
سب کی غلطی کی معافی اور ان کو ہر ملہ مصائب سے نجات بخشنے کے لئے بہت دعا کی۔

### رؤیت باری تعالیٰ

ایک رات جب میں اسی طرح دعا کرتا ہوا سویا تو مجھے اللہ تعالیٰ کی زیارت نصیب ہوئی اور میں  
بے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ ایک ایسا عظیم کے سامنے ایک بہت بڑے تخت پر جلوہ فرمادیں۔ میں اس مجمع  
میں اپنے صاحب موصوف کو لے کر اس غرض کے لئے چلا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کی غلطی کو معاف فرما  
دیں۔ جب میں اور اپنے صاحب اللہ تعالیٰ کے قریب پہنچے تو حضرت رب العالمین نے ہمیں دیکھ کر  
درجہ ہوئے کی غرض بھی معلوم کر لی اور بلند آواز سے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ اس کی خطا کی اس  
صورت میں معافی ہوسکتی ہے کہ وہ ان الفاظ میں ہم سے معافی طلب کرے۔ پھر جو الفاظ اللہ تعالیٰ نے  
تمام مجمع کے سامنے فرمائے اور سب نے سنے وہ مندرجہ ذیل تھے:-

(۱) ”اے خدا تجھے تیری رحمت کا واسطہ ہے جس کی تحریک سے تو نے اپنے نبیوں اور رسولوں کو  
بھیجا تا وہ لوگوں کو تیرے فیض سے مستفیض ہونے کے لئے دعوت دیں تو مجھے معاف فرما“  
پھر دوسری دفعہ پہلے فقرہ کے بعد یوں فرمایا:-

(۲) ”اے خدا تیری اس رحمت کا واسطہ ہے کہ جس نے تجھے اس بات کا مستحق بنایا ہے کہ

ساری مخلوق مستفیض ہونے کے لئے تجھ سے ہی دعا کرے۔ تو مجھے معاف فرما۔“

میں نے صبح ہی اپنے صاحب موصوف کو بلا کر یہ دعائیہ کلمات ان کو سکھا دیئے اور ساتھ ہی بشارت دی کہ یہ سب مصائب اور ابتلاء اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلد ہی دور ہو جائیں گے چنانچہ کچھ عرصہ کے بعد ایسا ہی ہوا اور وہ جملہ مقدمات سے باخبر ہوئے اور غزالی کے بعد اپنے آپ میں کے عہد پر وہ بار بار غارِ یوگ گئے اور پھر انی عہد سے پیش پر آئے۔

میں نے اس کا امامِ علم نہیں ٹھہرایا کہ استغفار کی کوئی صورت پیدا ہو۔ نہ حادی س کو جانتے ہیں۔ س کی موجودہ زندگی بہت ہی ظلمناںہ اور صالخانہ اور مجھ سے بھی وہ بہت محبت رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ س کا اور ہم سب کا خاتمہ الائان و العرفان و الرضوان فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

نوٹ۔ افسوس ہے کہ اس کتاب کی کتابت کے وقت کتاب اپنے صاحب موصوف وفات پا چکے ہیں۔ اب للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ ان کی معذرت فرمائے اور ان کو اپنی جو رحمت میں جگہ دے اور ان کی اولاد اور لواحقین پر بھی اپنا فضل و کرم فرماتا رہے۔ آمین

### خلافت حقہ کے متعلق آخری وصیت

(مورخہ ۱۲ مئی ۱۹۵۱ء کو حضرت مولوی صاحب نے اپنے ایک خط بنام اپنے فرزند مولوی بہ کات احمد صاحب بنی۔ اے، اتف رحمہ کی میں مندرجہ ذیل وصیت نامہ (منظوم) اپنی اولاد کے لئے تحریر فرمایا۔ اس میں ایمان، ارشاد، خلافت حقہ احمدیہ کے متعلق ایک دریں اصل بھی یا سزا دیا ہے لہذا اس منظوم حصہ کو اس خط میں سے شائع کیا جاتا ہے)۔

اے میرے محسن، میرے پیارے خدا	میرا ہر اک ذرہ ہو تجھ پر فدا
یہ کرم اور فضل تیرا بار بار	تیرے احسانوں کا ہو پیونگر شمار
نعمتیں انہوں ہیں اور حد بیاں	شکر نعمت کی ہمیں طاقت کہاں
کھول کر تو نے یہ در فینان	کر دیا ممنون ہے حسن کا
ب محبت، عشق کا اک جام بخش	اور اپنے بصل کا نعام بخش
جان و دل ہر دم رہے تجھ پر ہمار	اور تیرے پر فدا ہوں ہر بار

سارے خوبوں سے ہے تو ہی خوب تر  
 عشق تیرا جان کی اک جان ہے  
 فضل سے اپنا ہمیں عرفاں بخش  
 عشق سے یو تے رہیں تجھ پر فدا  
 جو میری اولاد اور اولاد ہو  
 عشق سے تیرے رہیں سرشار وہ  
 ہر طرف وہ دین پھیلاتے رہیں  
 بخشش کو دولت و اقبال بھی  
 تیرے فضلوں سے بخش متاں سب  
 سارے خادم ہوں تیری رفقا کے  
 سارے ہی احمد نبی پر ہوں شمار  
 آلِ حمد سے محبت عامہ اس  
 جب جماعت میں کبھی ہو اختلاف  
 آلِ حمد سے وہ مل جائیں جی  
 ہے یہی میری وصیت آخری  
 یہ رکھا تفرق ہو جب عیاں  
 آلِ حمد اور خلافت ہو جدھر  
 ہے مدیت کا یہی معیار ایک  
 ہوتا ہوں رخصت پیار، آپ سے

اور محبوبوں سے ہے محبوب تر  
 اس سے ہی دنیاں اور بھلا ہے  
 اور اپنے عشق کا اٹھان بخش  
 جو رضا تیری ہو ہو پٹی رضا  
 اور دنیا میں نہیں تہود ہو  
 اور ایں کے ہوں ملبر اور وہ  
 لوگوں کو تیری طرف لاتے رہیں  
 ایں دنیا میں ہوں مالا مال بھی  
 صاب محمد، جانا، عزیر سب  
 اور مالی ہوں تیرے گلزار کے  
 آل احمد سے رہے سب کا پیار  
 ہے ہدایت اور ایمان کا نشان  
 میرے بچو مجھ سے من لو صاف صاف  
 اس سے کراہی نہ پائیں گے کبھی  
 ہے عمل کراہی پر بہتری  
 ہے خلافت ہی مدیت کا نشان  
 سب میری اولاد ہو جائے ادھر  
 میرے پیارے اس سے ہو گئے پاک و نیک  
 یاد رکھنا بات اپنے باپ سے

### سانچوں سے حفاظت کی دعا

ی طرح سیدنا حضرت قدس مسیح موعود کے عمدہ معائنات میں ایک دفعہ جب یہ ناکسار بھی  
 حضور کی بارگاہ قدس میں حاضر تھا تو حضور قدس لی خدمت میں فریقہ کے بعض حمدی صاحب کا

مکتوب پہنچا جس میں یہ ذکر تھا کہ جس خطہ میں ہم رہا کرتے ہیں وہاں پر سانپوں کی بہت کثرت ہے جس کے باعث تکلیف کا سامنا ہے۔ اور یہ وقت خط ولاحظہ رہتا ہے اس کے لئے حضور کی خدمت میں درخواست دعا ہے اور یہ بھی عرض ہے کہ اس خطہ سے حفاظت میں رہنے کے لئے کوئی دوا یا وظیفہ تحریر فرمایا جائے۔ اس درخواست کے جواب میں میرے سامنے حضور اقدس نے حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کو فرمایا کہ انیس لکھ دیا جائے کہ ”ہو“ ”قال“ یعنی قرآن کریم کی تشریح سورتیں صبح و شام پڑھیں۔ یہ دونوں سورتیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے باعث حرر و حفاظت ہوں گی (حضور کے الفاظ کا مفہوم عرض کیا گیا ہے) چنانچہ خدا تعالیٰ کے فضل سے اس دعا یہ وظیفہ سے جماعت کے ”باب خطہ“ سے مسنون رہے اور بہت سے دوسرے احباب نے بھی اس وظیفہ سے فائدہ اٹھایا ہے اور اب تک انھارہے ہیں۔ ﷻ الحمد للہ علی دالک

### مالی مشکلات سے نجات

ایک دفعہ خاکسار اور مولوی عبداللہ صاحب سنوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایمان دار اہل ایمان میں کھارے کا موقع ملا۔ ایک دن وہ ”ان“ سنگو میں نے عرض کیا کہ آپ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا کوئی خاص واقعہ بتائیں۔ حضرت مولوی صاحب نے حضرت اقدس کی خاص برکات کا ایک واقعہ سنا۔ آپ نے یہاں یاں میں ایک عرصہ تک مالی مشکلات میں مبتلا رہا اور اپنی ذرہ پے کا مقصد حاصل ہو گیا۔ میں نے مالی مشکلات سے نجات پانچویں کی حالت میں حضرت اقدس علیہ السلام کے حضور نہایت عاجزی سے اپنی مالی مشکلات کے ازالہ کے لئے درخواست دعا کی۔ اس پر حضور اقدس نے فرمایا میں عبداللہ ام بھی دیتا ہوں آپ کے لئے دعا کریں گے میں آپ اس طرح کریں کہ فرسوں کی نماز کے بعد تیار دو ”نہ“ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم کا وظیفہ جاری رکھیں۔ چنانچہ حضور اقدس کے ارشاد کے مطابق میں نے کچھ عرصہ اس وظیفہ کو جاری رکھا، رخصت حضور نے بھی دعا فرمائی۔ خدا کے فضل سے تھوڑے ہی عرصہ میں میرا سب قرض اتر گیا۔ اس کے بعد جب کبھی بھی مجھے مالی پریشانی ہوتی ہے تو میں یہی وظیفہ کرتا ہوں۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ میرے لئے کشمکش کے سامان پیدا فرما دیتا ہے۔ یہ وظیفہ میں نے بار بار پڑھا ہے اور اس سے بہت فائدہ بخا رہا ہے۔



حضرت مولوی صاحب کی یہ بات سن کر میں نے عرض کیا کہ سیدنا حضرت اقدس علیہ السلام تو بے حساب وصال فرما چکے ہیں اور حضور اس دنیا میں ہوتے تو آپ کی طرح ہم بھی حضور سے اس وظیفہ کی اجازت لے کر اس سے قلمداد کرتے۔ کیا اب یہ ممکن ہے کہ ہم بھی اس وظیفہ سے کسی صورت میں آپ سے اجازت حاصل کر کے قلمداد کریں۔ اس پر حضرت مولوی صاحب نے قسم فرماتے ہوئے فرمایا کہ میں نے اب تک اور کسی شخص کو اس کی اجازت نہیں دی تھی۔ مگر آپ کی خوشنہی پر آپ کو اس کی اجازت دیتا ہوں۔ چنانچہ آپ نے اس ماموریت کی مجھے اجازت فرمائی۔ خاکسار بھی بے پنی زندگی کے آخری ایام میں ہے۔ بعد ازیں اس احمدی کو جو میری اس تحریر سے آگاہ ہو سکے اور اس وظیفہ سے قلمداد اٹھانا چاہے اپنی طرف سے اس وظیفہ کی اجازت دیتا ہوں۔

### مختصر دعائے استخارہ

ایک دفعہ تادیان دارالامان میں خاکسار کی ملاقات ایمہ نسل ہوشیار پور کے ایک دوست سے جو سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خیال سے رشتہ دار تھے ہوئی۔ میں نے اس سے دریافت کیا کہ آپ کوئی خاص بات حضرت اقدس علیہ السلام کی بات میں تو اسوں نے یہ بیان کیا کہ میں نے ایک دن حضور اقدس سے دعائے استخارہ کے تعلق دریافت کیا تو حضور نے فرمایا کہ شر مسوں دعائے استخارہ دیا نہ ہو۔ تو ان الفاظ کے درمیان استخارہ نہ کیا جائے۔ ”ہاں جیسا کہ میں نے یہاں بصیرت بصیرت یا علیم علیمی“۔ ان صاحب نے بتایا کہ میں استخارہ حضرت اقدس کے بتائے ہوئے نئی الفاظ میں کرتا ہوں۔

### سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وظائف

ایک دفعہ میری موجودگی میں ایک شخص نے سیدنا حضرت علیہ السلام کے وظائف اور ریت کیا کہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے مریدوں کو کون سے وظائف اور کار بتاتے تھے۔ حضرت خلید اول نے جواب فرمایا کہ حضرت اقدس علیہ السلام عام طور پر ”وہ شریف، استغفار، لا حول، سورہ فاتحہ، قرآن کریم کی تلاوت کا ارشاد فرماتے تھے۔“

## یونس نبی کی دعا

ایک دفعہ میں قصورث میں ایک تبلیغی جلسہ کی تقریب پڑیا۔ وہاں ایک دوست نے مجھ سے کہا کہ میں ان دنوں مشکلات اور مصائب میں گمراہ ہوا تھا۔ اس لیے میں نے سیدنا حضرت علیہ السلام علیہ السلام کے حضور امداد دعا کی اور یہ بھی عرض کیا کہ دعا کے طور پر کوئی وظیفہ بھی بتایا جائے۔ جسے میں پڑھا کروں حضور امداد اللہ تعالیٰ نے مجھے فرمایا کہ ”پس آیت ریمہ لا الہ الا انت سبحک انتی کھٹ من الظلمین“ 17 آیت سے پڑھا کریں اور اس کا وظیفہ اس طرح کریں کہ رات کے وقت اگر موسم سرد ہو تو منہ ٹاف یا چادر میں ڈھاپ کر یہ آیت شریفہ پڑھیں اور پڑھتے پڑھتے سو جائیں۔ اس طرح کے عمل سے اللہ آپ کی ”تایف“ اور ہر حاجت میں۔

میں نے کہا یہ وظیفہ اس شان کا ہے کہ اگر انسان دریا کے اندر پھنسی کے پیٹ میں بھی بھوس ہو جائے تو اس ابتلاء سے بھی اللہ تعالیٰ اس دعا کی برکت سے اسے نجات دے گا اور پتا ہے قرآن کریم میں حضرت یونس علیہ السلام کے واقعہ سے ظاہر ہے کہ اس دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں نجات دے فرمائی۔

## میرا واقعہ اور یونس نبی علیہ السلام کی تسبیح

ایک دفعہ میں سخت بیمار ہوا یا اور میری حالت مارک ہوئی باوجود یہ طرح کی کوشش کے کوئی علاج کارآمد نہ ہو سکا۔ مگر ”معلق یاس“ کو دوائے کا اظہار کر دیا۔ اس بہت ہی خطرناک اور نازک حالت میں مجھے الہام ہوا۔

”یا ۱۰ یا میکہ یونس ۱۰ امداد وظیفہ جوت“

میں نے اس الہام کے ”معلق یاس“ نہ رگ نہ تپوں سے مطلب دریافت کیا۔ مین کوئی توجیہ نہ ہو سکی تب میں نے اللہ تعالیٰ کی جناب میں اس کی تسبیح کے لیے توجیہ کی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے سمجھایا گیا کہ اس الہام کا یہ مطلب ہے کہ جو شخص کسی ایسے سخت ابتلاء میں پھنس جائے جس سے بچنا حالات نجات پانا نہایت دشوار ہو (جیسے حضرت یونس علیہ السلام کے وہ پیام تھے جو آپ کو

چھیلی کے ہیٹ (یعنی حوت) میں گزارنے پر اے جو ابتلاء کے لحاظ سے اس قدر سخت تھے کہ ان سے نجات ناممکن نظر آتی تھی) تو ایسے شخص کو لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ مَبْحُوكٌ اَللّٰہی تَحْتَ مِنَ الظَّالِمِیْنَ کے مبارک لفظ میں تسبیح کرنی چاہیے۔ اس سے اللہ تعالیٰ کا خاص فضل نازل ہو کر ایسے ابتلاء سے نجات ملتی ہے۔

چنانچہ اس تسبیح کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے بہت جلد مجھے بظاہر اس مایوس کن مرض سے شفا عطا فرمائی۔ لا الحمد لله علی دالک

## سفر اور روحانی زندگی

مجھے اپنی زندگی میں کثرت کے ساتھ سفر اختیار کرنے پر اے میں۔ ”و تبلیغی افراش کے ماتحت میں نے ہندوستان کے طول و عرض میں ہر علاقہ اور ترقی یافتہ شہر کی طرف سفر کیا ہے۔ یہ مدت میرے تجربات میں آئی ہے کہ سفر اور غریب الوطنی کی روحانی خشوع و خضوع اور توجہ کی اللہ چاہے کرنے کے لئے بہت مفید ہوتی ہے اور رب مازائیس اور قسامت قلبی کی اصلاح کے لئے بہت مہم ہے۔ میں س بارہ میں مصروف رہا اور اللہ عظیم کا مندرجہ ذیل کلام بہت ہی سوزوں اور مناسب پایا ہے۔

نَعَزَتْ عَنِ الْاَوْطَانِ اِنْ تَبَعِيَ الْعِلَاءُ

وَمَسَافِرُ قَمِي الْأَشْمَارِ حَمْسَ فَوَانِدِ

نَفْرُجُ هِمٍّ وَ اَكْنَابُ مَعِيشَةٍ

وَعِلْمٌ وَ آدَابٌ وَ صُلَحَةٌ فَاحِدِ

یعنی اگر تجھے اس بات کی ضرورت ہے کہ علمی زندگی سے نجات حاصل کرنے کے مرتبہ عالیہ تجھے نصیب ہوں تو غریب الوطنی اور مسافرانہ زندگی اختیار کر یوں کہ سفر اختیار کرنے سے تجھے پانچ قسم کے فوائد حاصل ہوں گے۔

۱۔ طبیعت بن ہجوم، تنگرائی کے باجم کے پیچھے بنی ہوئی ہے ان سے ملکی ہو جائے گی۔  
۲۔ ہرے روری مائے لی کوئی صورت پیدا ہوئے گی۔ تیسرے حصول علم کا نام و پہنچ ہوئے گا۔ چوتھے مختلف قسم کے ”اب“ اور تہذیب و تمدن کے طریقوں سے واقفیت حاصل ہو جائے گی۔ پانچویں اس سے ہر رنگ ترین ہستیوں کی صحبت کا نام و بھی پہنچے گا۔

## ایک تادیب نما واقعہ

۱۹۱۳ء میں خاکسار سیدنا حضرت علیہ السلام مسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه کے ریڈیو تھا ایک دن سب میں اپنی طبیعت کا حال بتانے اور اپنی لینے کے لئے حضور کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس وقت اور بھی بہت سے لوگ حضور کے گرد حلقہ نشیں تھے۔ اور آپ یاروں کا حال دریافت کرنے اور ان کو "وہ یہ بتانے کی طرف متوجہ تھے۔ ان اثنا میں ایک صاحب سندھوتوں کے سی دور کے طاق سے آئے وہ اپنے ساتھ پھلوں کا ایک ٹوکرا حضرت کے حضور پیش کرنے کے لئے لائے تھے۔ نبی نے ٹوکرا حضور کے قریب رکھ دیا اور پھر بار بار حضور کی خدمت میں عرض کرنے لگے کہ جناب میں آپ کے لئے ٹوکرا پھلوں کا لایا ہوں۔ حضرت چونکہ یاروں کی طرف متوجہ تھے اس لئے ان کو جواب نہ دے گئے سب آپ فارغ ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ میں پیاروں کے طاق معانہ میں مصروف تھا اور چونکہ وہ میری انتظار میں تھے اور مزید روکنا ان کے لئے باعث تکلیف تھا اس لئے میں نے ان کو پہلے فارغ کر لینا مناسب سمجھا۔ پھر آپ نے ایک نہایت ہی پر حکمت اور معرفت بات بیان فرمائی جو ہمیشہ مجھے یاد رہتی ہے اور میرے دل پر اس کا بہت گہرا اثر ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس میں کچھ شک نہیں کہ جو شخص محنت سے کسی کے پاس کوئی تحفہ پیش کرتا ہے وہ دل میں یہ خیال کرتا ہے کہ میرا یہ تحفہ کسی معانہ کے طور پر نہیں بلکہ بطور احسان کے ہے۔ لیکن اس خیال کے ساتھ ہی وہ یہ بھی سمجھتا ہے کہ جس طرح میرا تحفہ پیش کرنا تحفہ قبول کرنے والے پر احسان ہے اسی طرح تحفہ قبول کرنے والے کا تحفہ پیش کرنے والے پر بھی احسان ہوتا ہے مثلاً یہ صاحب جو ۱۰۰ روپے سے ہمارے لئے بطور تحفہ پھلوں کا ٹوکرا لائے میں اگر ہم اس تحفہ کو رد کریں تو اس سے ان کو اس قدر تکلیف پہنچے گی۔ اور اگر ہم اس کو قبول کریں تو اس سے ان کو خوشی و مسرت حاصل ہوگی۔

اس نکتہ معرفت و حکمت سے مجھے بہت ہی فائدہ پہنچا۔ اس کے بعد جب مجھے کسی بزرگ ہستی کو ظہر عقیدت کے لئے کوئی تحفہ یا نہ رائے پیش کرنے کا موقع ملا ہے اور وہ تحفہ قبولیت کا شرف حاصل کر جاتا ہے تو بجائے اس کے کہ میں اپنے خیال میں اپنا احسان محسوس کروں میں تحفہ قبول کرنے والے بزرگ یا دوست کا اپنے آپ کو زیر احسان سمجھتا ہوں کہ اس نے میرے حقیر تحفہ کو رد نہ کر کے

مجھے نہ مت اور تکلیف سے بچایا۔

حضرت کا یہ ملنے معرفت اپنے ماحذ کے لحاظ سے قرآن کریم سے ہی یا گیا ہے۔ قرآن کریم میں حضرت مہدیہ السلام کے وہ میٹوں کے قربانی کرنے کا ذکر ہے لیکن ان میں سے صرف ایک بیٹے کی قربانی پوچھتوئی شکاری کے قبول ہوئی اور دوسرے کی قربانی رائیائی تھی۔

### مباحثہ مانگٹ اونچے

سیدنا حضرت حلیۃ السلسلہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه کے عہد سعادت میں جب میں لاہور میں جماعت کی تعلیم و تربیت اور تبلیغ کے لئے مقیم تھا تو چندوں کے لئے مجھے اپنے سرس موضع پیرکوٹ تحصیل حلیہ تبا، ضلع کوٹہ، انوالہ خانے کا اتفاق ہوا۔ پیرکوٹ سے تقریباً ایک میل کے فاصلہ پر ایک بڑا گاؤں مانگٹ اونچے واقع ہے جہاں حدائے فضل سے آج کل بہت بڑی جماعت ہے۔ عین ان ایام میں صرف چند افراد احمدی تھے جو بہت ہی خلص اور پرجوش تھے۔ ان میں سے چوہدری ماسرہ دین صاحب پوہدری جہاں خاں صاحب، میاں محمد دین صاحب مانگٹ اور پوہدری جہاں خاں صاحب۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ میں سے تھے اور پوہدری جہاں خاں صاحب کے ملا و سب کے سب حضرت مولانا عظیم جہاں دین صاحب پیرکوٹ کے تعلق اور تبلیغ سے حمدی ہوئے تھے۔

### آخری صحابی

چوہدری جہاں خاں صاحب نے اس وقت بیعت کی جب سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام آخری اندلا ہوئے تھے۔ حضور اقدس کے وصال سے ایک دن قبل میں نے حضور کی خدمت میں چوہدری جہاں خاں صاحب کو پیش کر کے ان کی بیعت کروائی اور میرے علم کے مطابق ان کے بعد اور کسی شخص کو حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست مبارک پر بیعت کرنے کا موقع نہیں ملا کیونکہ حضور اقدس اس کے بعد اچانک بیمار ہو گئے اور پھر حضور کا وصال ہو گیا۔ لہذا میری دانست میں چوہدری جہاں خاں صاحب حضرت اقدس کے آخری صحابی ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

### مولوی ایمانیم صاحب سیالکوٹی سے مناظرہ

جب میں پیرکوٹ آیا تو اونچے مانگ کے احمدیوں اور غیر احمدیوں کے درمیان مناظرہ کرانے کی تحریک ہو رہی تھی۔ غیر احمدیوں نے مولوی ایمانیم صاحب سیالکوٹی کو منتخب کیا اور احمدیوں کی طرف سے مجھے مقرر کیا گیا۔ چنانچہ مقررہ تاریخوں پر میں لاہور سے اور مولوی ایمانیم صاحب سیالکوٹ سے اونچے مانگ پہنچ گئے۔ یہ مناظرہ ۱۹۱۰ء کا واقعہ ہے اس بحث کے موقع پر لوگ دور دراز سے جمع ہوئے۔ حضرت حنفیہ غلام رسول صاحب وزیر آبادی رضی اللہ عنہ ویر آباد سے پہنچ گئے حضرت مولوی غوث محمد صاحب سعد اللہ پور سے آئے اور مولوی غلام رسول صاحب لنگہ ضلع کجرات سے آئے۔ یہ مناظرہ ۱۰ ماہ کے مجمع میں ۱۰۰۰ تک جاری رہا، مابین بحث و مناقشہ مسیح اور اسلام ختم نبوت اور صداقت مسیح مولود قرار پایا۔

جب بیت یساعیسیٰ انبیٰ متوفیک و دافعک الیٰ 18 کے تعلق بحث شروع ہوئی تو مولوی محمد ایمانیم صاحب نے کہا کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو یا عیسیٰ کہہ کر ہی طبع یا تو عیسیٰ کے مفہوم میں عیسیٰ مع جسم اور روح مراد تھا، ان دونوں کا مجموعہ متعین اور دفع کی ضمیمہ ہی طبع میں بھی پایا جاتا ہے کیونکہ ضمیمہ مخاطب کا مریع عیسیٰ ہی ہے۔ اور جب دفع کی ضمیمہ ہی طبع کا مریع عیسیٰ ٹھہرا تو رفع بھی روح مع جسم دونوں کا قیاس میں آیا، اس سے ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ مع جسم کے مرفوع الی السماء ہو گئے۔

اس کے جواب میں جو کچھ میں نے عرض کیا وہ خلاصہ یہ تھا کہ :-

(۱) دافع سے پہلے متوفیک کا اطلاق ہے اور متوفیک کے لفظ کا دافع سے پہلے ہونا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ دفع جو نوعی کے قیاس کے بعد ہو، روح کا رفع ہے نہ کہ جسم مع روح کا۔ اس لئے مولوی صاحب کا استدلال درست نہیں۔

(۲) دافع الیٰ کے فقرہ میں دفع سے دفع الی السماء مراد نہیں یا جائے گا۔ یہاں پر رفع الی اللہ کو پیش کیا گیا ہے اس سے مراد لفظاً قرب الیٰ رفع درجات ہے اس کی مثال قرآن کریم میں یرفع اللہ النبیؐ امواتکم و النبیؐ یتوالعلمہ درجۃ 19 اور ولوشنا لرفعہ بہا و نکہ اخلد الی الارض 20 ہے ان دونوں آیات میں رفع سے مراد روحانی رفع

بھی ظر رفع درجات ہی ہے اور دوسری آیت میں اُخْلِدَ اِلَى الْاَرْضِ کے الفاظ بھی موجود ہیں۔ جس کے مقابل ۴ مانی رفع اور جسمانی رفع کی طرف اشارہ پایا جاسکتا ہے۔ پھر بھی یہاں پر رفع جسم مراد نہیں یا جاتا بلکہ رفع درجات سمجھا جاتا ہے۔ آخوند تہی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہوں عبادوں کے درمیان کی دعائیں و ادعائیں کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں اس میں بھی رفع سے مراد رفع درجات ہی ہے۔

اسی طرح حدیث اذا سوا صاع العبد دفعه الله الى السماء السابعة میں ساتویں آسمان تک کے رفع کا ذکر ہے پھر بھی اس سے مراد روحانی اور درجات کا رفع یا جاتا ہے۔

۵ آیات اور احادیث سے استدلال کرتے ہوئے میں نے بیان کیا کہ جب اللہ تعالیٰ قائل ہو کہ انسان مفعول ہو اور فعل رفع ہو تو اس سے مراد رفع درجات ہی ہوتا ہے۔

### مولوی ابراہیم صاحب کی طرف سے تردید

میرے اس بیان پر مولوی ابراہیم صاحب نے دو مائیں طور پر ایہ پیش کیں۔

یک یہ کہ مٹھیک ۱۰ راصل دھمک کے بعد بصورت مقدم ہو کر پایا جاتا ہے اس کی تائید میں انہوں نے سورۃ نمل کی آیت وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِنْ بُطُونِ اُمّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُونَ شَيْئًا وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْصٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ [21] پیش کی۔ جس میں ان کے خیال میں قدیم مانعے پانی جاتی ہے۔ دوسری بات انہوں نے یہ پیش کی کہ آخوند تہی صلی اللہ علیہ وسلم شب معرۃ میں مع جسم کے آسمان پر گئے تھے جو قرآن کریم میں بھی مَسْحُ الْاُذُنِ اسری بعدہ [22] سے ثابت ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رفع جسمانی اور صعود الی السماء انسان کے سے ممکن نہیں۔

### میرا جواب

پہلی بات کے تعلق میں بے جواب۔ یا کہ قرآن کریم کی کسی آیت یا لفظ کو مقدم ہو کر کرنا یہ وہی تحریف ہے جو یہودی یا کرتے تھے۔ اور جس کی قرآن کریم میں مذمت لی گئی ہے باقی رہا مولوی صاحب کا سورۃ نمل کی مذکور بالا آیت سے استدلال تو یہ بالکل ماریست ہے اس میں مقدم نہ تو معنی وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِنْ بُطُونِ اُمّهٰتِكُمْ معانی کے اعتبار سے اور آخوند بھی مقدم ہے۔ چونکہ

اللہ تعالیٰ نے موثر فقرے میں یہ نہیں فرمایا کہ وجعل لکم الاذن والمعین والقلب بلکہ جعل لکم السمع والبصر والافئدة فرمایا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ سمع یعنی سننے کا عمل اور بصر یعنی دیکھنے کا فعل اور فؤاد یعنی سمجھنے کا فعل ماں کے پیٹ سے نکلنے کے بعد پچھ کو میسر آتا ہے نہ کہ ماں کے پیٹ کے مدار لعلکم بشکروں کے فقرے سے مگر اس کی تائید ہوتی ہے یہ تاکہ شکر و رقتہ رانی کی نعمت تو یہی بات پر موقوف ہو حتیٰ ہے کہ حکم ماں سے نکلنے کے بعد پچھ کے سننے دیکھنے اور سمجھنے کے ذریعہ سے اس وقتوں کے شکر کا موقع ملے ورنہ خالی ظرف کے طور پر اس ہو بین اس میں امت نہ ہو۔ بین یعنی تکرار ہو بین اس میں بصارت نہ ہو۔ قلب ہو بین اس میں امانت اور حس نہ ہو۔ تو یہ کوں را شکر کا کل ہے میری اس تشریح پر بھی طے کے سب لوگ جو مجلس مناظرہ میں موجود تھے کہنے لگے کہ مولوی ابراہیم صاحب نے مقدم و موزون کی مثال ایسی پیش کی۔ کہ ہم نے سمجھا کہ اس کا جواب غلام رسول رانگی سے نہ بن آئے گا۔ لیکن اسوں نے اس آیت میں اس کا جواب نکال کر لوگوں کو حیران کر دیا۔

ملاحظہ اس جواب کے میں نے تقدیم کے متعلق ردیاد یہ امر بھی پیش کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں جو ترتیب قائم فرمائی ہے اس ترتیب الفاظ میں ایک ایسا بخاری نظام پیش فرمایا ہے کہ کوئی شخص ان الفاظ کی ترتیب کو نہ مانتا چاہے تو اس سے معنوی ترتیب میں اختلاف اور بگاڑ واقع ہو جاتا ہے اور اسے اس لازم سے متنب ہو جاتی ہے۔ مثلاً اسی فقرہ میں متوفیک کو اُتر رہا ہے کہ بعد رکعہ جاتے تو اس کے یہ معنی ہوں گے کہ مدد دہمیر اور ملہ قمعین سے پہلے وفات کا ہونا ضروری ہے میں تیرے کا وعدہ تو پورا ہو چکا۔ اُتر متوفیک کو مطہرک کے بعد رکعہ جاتے تو اس کا یہ مطلب ہو گا کہ بھی غلبہ قمعین نہیں ہوا حالانکہ فسارکلی کو یہود پر بالبدست غلبہ حاصل ہو چکا ہے اُتر متوفیک کے لفظ کو وحاعل الدین تبعوک ہوق الدین کمرؤا الی یوم القیامۃ کے بعد رکعہ جاتے تو اس کے یہ معنی ہوں گے کہ ملہ قمعین کی بشارت اور وعدہ جو قیامت تک ہے اس وقت تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات نہ ہوگی بلکہ وہ قیامت تک زندہ رہیں گے۔ اب یہ عجیب بات ہے کہ قیامت تک تو حضرت عیسیٰ کی وفات نہ ہوگی اور قیامت قائم ہونے پر جب سب لوگوں کا شر بشر ہو گا تو عیسیٰ کے متعلق وعدہ نہو فی پر راہو کا یہ سب شراہی ترتیب الفاظ کی تقدیم مانا نہیں ہے، نفع ہوتی



ہے جس کے لئے قرآن کریم کے معجزانہ کلام میں کوئی گنجائش نہیں۔

### دوسری پیش کردہ بات کا جواب

دوسرے مولوی ابراہیم صاحب نے رفع جسم کے ثبوت میں واقعہ معراج کو پیش کیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ شب معراج کا واقعہ اس ناکہ جسم کے ساتھ نہ تھا بلکہ ایک خاص نورانی وجود کے ساتھ تھا جو ہل شفق یا اہل اللہ کو حالت شفق و ربیاء میں اٹھایا جاتا ہے۔ چنانچہ اس کا ثبوت یہ کریمہ وما جعلنا الرؤیا الّٰی ادرٰیک الاٰ فُتۡنَہ ۲۳ سے ملتا ہے اور اسی طرح سورہ نجم کی یہ ما کذب البواء وما دای سے بھی۔ ان دونوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ معراج کا واقعہ ایک روحانی اور قلبی و روحانی کیفیت تھی پھر صحیح بخاری میں واقعہ معراج کی تصریح میں فاسبقط وھو لسی المسجد المحرام ۲۴ اور ہر ی قرأت میں فاستیقظت واما فی المسجد المحرام ۲۵ کے الفاظ وارد ہوئے ہیں اور حضرت عائشہ صدیقہؓ نے بعض صحابہؓ کی روایت سے نقل ہو کر یہ نکتہ بھی فرمایا ہے کہ ما فقد جسد رسولی اللہ اسی طرح حضرت شادولی اللہ محدث دہلوی و آپ کا خادم ان روحانی معراج کا ہی قائل تھا۔ چنانچہ حضرت شاد عبد القادر صاحب نے اپنے قرآن کے حاشیہ میں وما جعلنا الرؤیا سے معراج کا واقعہ ہی لیا ہے اور ما کذب البواء سے بھی کشفی نگارہ مراد لیا ہے۔

ایک جواب میری طرف سے یہ بھی دیا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ الصلوۃ معراج المؤمن ۲۶ یعنی مومن کا معراج ہے اب اگر کسی مومن کے لئے ما معراج نہ بھی ہو تو کم از کم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تو ضرور معراج ہونی چاہیے۔ وہی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں جسمانی طور پر مسجد میں اور زمین پر ہی موجود رہتے اور روحانی مقام کی بلندی حاصل ہوئے کی وجہ سے آپ کی یہ حالت معراج کہلاتی تھی۔ اسی طرح آپ کے دوسرے معراج اور اسراء کی کیفیت بھی روحانی صورت رکھتی ہے۔

اس مناظرہ کا خدا کے فضل سے سامعین پر بہت اچھا اثر پڑا اور اس موقع پر پچاس آدمیوں نے بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں شمولیت اختیار لی۔ ان کے نام اخبار پر ریش بھی ان دنوں شائع ہو گئے تھے۔

### ایک لطیفہ

اس بحث کے اختتام پر مولوی امیر ایم صاحب نے اٹھ کر تمام حاضرین کے سامنے کہا کہ یہ بحث دین کے مسائل کی تحقیق کے لئے تھی جو اب ختم ہوئی ہے۔ مولوی غلام رسول صاحب رنجیٹی میرے دوست ہیں اور ان سے بار بار مجھے مناظرہ بحث کرنے کا موقع ملا ہے۔ اگر وہ احمدی میں یا میں اہل سنت و جماعت سے تعلق رکھتا ہوں تو یہ اپنی اپنی مرضی ہے۔ ”موسیٰ بہ“ میں خود۔ میں بہ دس خود۔ جب یہ فقرہ مولوی امیر ایم صاحب کے منہ سے نکلا تو جن لوگوں نے اس کو بخوت دے کر جیاد ہو تھ۔ نبیوں نے اپنی جماعت کی مدد سے یہ سمجھا کہ مولوی صاحب نے حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ کو بے دین (بدین) کہا ہے۔ چنانچہ اسوں نے شور مچا دیا اور زے سے کہ یہ مولوی تو احمدیوں سے بھی زیادہ بدین اور گمراہ ہے کہ ۱۰۰ رگ نیوں کو بے دین کہتا ہے اور بحث کا نتیجہ بھی حقیقوں کے حق میں اچھا نہیں نکلا کہ ہمارے پیاس آدمی ہم سے نکل کر احمدیوں میں شامل ہو گئے ہیں۔

چنانچہ جب مولوی امیر ایم صاحب نے واپسی کے لئے ان سے گھوڑی اور یک آدمی گھوڑی کو واپس لانے کے لئے مانگا اور سیالکوٹ جانے کے لئے کرایہ طلب یا تو بلانے والوں نے مارا ض ہو کر کہا ”یہ شخص کو جس نے حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کو بے دین کہا ہے ہم ساری کے سے گھوڑی“ اور کرایہ کے لئے رقم نہیں دے سکتے۔ مولوی امیر ایم صاحب نے اس کو بہت کچھ سمجھا دیا کہ انہوں نے ان کے فقرے کا مطلب غلط سمجھا ہے۔ لیکن یہ باتی لوگ بدچشم سنیں اس کی بات کو تسلیم کرے کے لئے تیار نہ ہوئے۔ اور مولوی صاحب کی تذلیل پر آمادہ ہو گئے۔

اس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس مناظرہ میں سلسلہ حق کو بہت بری کامیابی نصیب ہوئی اور حق کا بول بالا ہوا۔ **والحمد للہ علیٰ ذالک**

### چک لوہٹ ضلع لدھیانہ میں مباحثہ

چک لوہٹ کے احمدی امام کی درخواست پر ایک دفعہ وفد کی صورت میں جس میں حضرت حافظ روشن علی صاحب بھی تھے، گئے۔ ۱۰ ماہ ۱۰۰ دن تک یہاں ایک صاحب نے میرے پنجابی رسالہ

الموسومہ ”جھوک مہدی والی“ کے ایک شعر کے تعلق سوال کیا۔ جس کے جواب دینے جانے پر خدا تعالیٰ کا ایسا فضل ہوا۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان جوابات کو ایسا مؤثر بنایا کہ پچاسی افراد بیعت کر کے سلسلہ میں داخل ہو گئے۔

پھر اسی گاؤں میں وہاں کے احمدی، دہشتوں کی ارٹھ است پر ایک دفعہ خاکسارہ حضرت میر تقاسم علی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں گئے اور باب جماعت کی خوشنمائی کی ہم کچھ اس ماہ قیام کر کے تقاریب کریں اور درس و تدریس کے ذریعہ جماعت کی تربیت و اصلاح کریں۔ چنانچہ میں نے ہر روز صبح کے وقت وہاں درس دینا شروع کر دیا۔ اس درس میں بعض غیر احمدی بھی شامل ہوتے رہے۔

ایک دن گاؤں کے بزرگ و بزرگ خاں محمد صاحب بھی حلقہ درس میں شامل ہوئے درس سننے کے بعد کہنے لگے کہ آپ دونوں کو یکطرفہ درس سنا رہے ہیں۔ جب تک ہماری طرف سے بھی کوئی عام بات نہ ملے آپ کی باتوں کا جواب نہ دے۔ ہمیں حقیقت کس طرح معلوم ہو۔ جب ہماری طرف سے ہر طرح آمادگی کا اظہار کیا گیا تو چوہدری صاحب روپوش خلیع اقبال میں جا کر اپنے ساتھ آٹھ غیر احمدی علماء دین میں سے آٹھ مولوی فاضل تھے لے آئے ان میں سے سب سے بڑے عام مولوی محمد عبداللہ صاحب فاضل تھے جو تمام ملاقاتی میں خاص شہرت رکھتے تھے۔ یہ سب ملا اپنے ساتھ مدد، کتب بھی بحث کے لئے لائے تھے۔

تیسرے دن بارہ بجے دوپہر سے تین بجے بعد دوپہر تک مناظرہ کا وقت مقرر ہوا۔ احمدیوں کی طرف سے خاکسارہ مناظرہ حضرت میر تقاسم علی صاحب مدد مقرر ہوئے اور غیر احمدیوں کی طرف سے چوہدری خاں محمد صاحب مدد اور مولوی محمد عبداللہ صاحب فاضل مناظرہ مقرر ہوئے۔ بحیثیت مدعی پہلی تقریر آدھ گھنٹے کی میری تھی جس میں میں نے صداقت مسیح موعود کے دلائل مع دلائل وقات مسیح یوں کیے۔ ”رحمۃ اللہ علیہ“ علم کے خاتم الہدیں ہونے کے تعلق بھی متذکر کی۔

جناب مولوی صاحب نے اپنی جوابی تقریر میں یہ فرمایا کہ چونکہ ”رحمۃ اللہ علیہ“ علم خاتم الہدیں ہیں۔ اس لئے آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ جو بھی آپ کے بعد دعویٰ نبوت کا کرے وہ دجال ہے۔ ”رحمۃ اللہ علیہ“ علم نے فرمایا کہ میرے بعد تمیں دجال ہوں گے۔ پس مراد صاحب کو اگر احمدی، جالوں کی فہرست میں شامل کریں تو خیر۔ ”رحمۃ اللہ علیہ“ چچہ نبی، ”رحمۃ اللہ علیہ“



حوالے پیش کئے اور حدیث لا مبی بعدی 28 کی بھی تشریح کی۔

میری اس تقریر کے جواب میں غیر احمدی مولوی صاحب نے فرمایا کہ ہم سو، عظیم میں، جس پر لوگوں کی، شہادت مشفق ہو وہ ہدایت ہی ہوتی ہے۔

اس کے جواب میں میں نے بتایا کہ قرآن کریم میں مانتا کثرتہم قومیں 29 لکھتا ہے یومئذ 30 کے فقرات وار، ہوئے ہیں یعنی مومن جوڑے۔ ہوتے ہیں پھر قرآن کریم میں یہ بھی ہے کہ ان مطع، کثرت من فی الارض یصلو ک عن سبیل اللہ 31 پھر ”نحوہ“ سے صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے کہ امت محمدیہ کے متفرق فرقتے ہو جائیں گے۔ جن میں سے سوائے ایک فرقتے کے سب دوزخی ہوں گے۔ غرض میں نے اکثریت کی حقیقت کو اچھی طرح واضح کیا۔

میرے مقابل پر مولوی محمد عبداللہ صاحب کے علاوہ دوسرے علماء بھی باری باری بولتے رہے اور محمدیوں کی طرف سے خاکسار اکیلا ہی اللہ تعالیٰ کی توفیق، نصرت اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی برکت سے جواب دیتا رہا۔

بھی بحث کے مقررہ وقت سے آدھ گھنٹے کے قریب باقی ہی تھا کہ جناب چوہدری خان محمد صاحب جو ان غیر احمدی علماء کو دعوت دے کر روپا سے ان کو ساتھ لائے تھے اور ان کے جلسہ کی صحت رست کر رہے تھے اپنی جگہ سے اٹھ کر دونوں فریق کے مناظر میں کے درمیان کھڑے ہو گئے اور اپنی ”وہ“ سے کہنے لگے کہ میں علماء کو روپا سے حوالا دیتا ہوں اس کی غرض مارہیت یہ تھی اور یہ کوئی تعصب و بغض تھا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میری اصل غرض حق ہونی اور حق ظاہر تھی۔ اس وقت تک جس قدر بحث ہو چکی ہے اس کے سننے سے میرا مقصد بخوبی حاصل ہو گیا ہے اور میں نے منصفانہ طریق پر سمجھ لیا ہے کہ حق کس طرف ہے اور باطل کس طرف، میں اپنے علماء کو عام اور خاص سمجھ کر لایا تھا میں اب اس بحث کے بعد میرا حسن ظن ان کے متعلق بدل گیا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ علماء نے احمدی عالم کے سامنے دھوکا اور فریب کی باتوں کو پیش کیا ہے اور بدکامی اور بدتمیزی سے کام لیا ہے۔ ان کے مقابل پر احمدی مناظرے نہایت شرافت اور تندہیب کا نمونہ اور عالمانہ شان دکھائی ہے۔ جس سے میرے دل پر گہرا اثر پڑا ہے جس میں علی صبر الصبر سے اپنے احمدی ہونے کا عدل کرنا

ہوں۔ اس کے بعد مجھے کسی بحث کی ضرورت نہیں۔ جن علماء کو میں لایا ہوں وہ اب میری طرف سے رخصت ہیں اور میں ان سے صلح کی کا اظہار کرتا ہوں۔ چوہدری خان محمد صاحب کے اس اعلان پر کئی اور افراد نے بھی احمدیت کو قبول کرنے کا اعلان کیا اور غیر احمدی علماء چار بجے سے پتلے چپ لوہٹ سے بہت حسرت اور بے تیرہنی سے رخصت ہو کر واپس چلے گئے۔

حد تعالیٰ کی خاص نصرت اور فضل سے میں اس موقع پر آٹھ افراد نے بیعت کر کے سلسلہ حق کو قبول کیا۔ ۱۔ الحمد للہ علی دالک

### موجودہ زمانہ میں مناظروں کا طریق اور ان کی قباحت

میں جب عام شباب میں تھا اور احمدیت کے قبول کرنے پر ابھی چند سال ہی گزرے تھے تو میرے مدرسہ حنفی قوت کا شدت سے متوجہ محسوس ہوتا تھا۔ خدا کے پیارے نبی و رسول یعنی سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا زمانہ حیات قیامت و وحی کے تازہ و تازہ انوار و یوش ویرکات کی عظیم وارث ہوتی تھی ایک طرف وحی کی بشارت سن رہے ہیں اور دوسری طرف نئے نئے نشانات اور خوارق رونما ہو رہے ہیں۔ انظر من دورمانہ حد تعالیٰ کی نعمتوں اور برکتوں کا عظیم الشان زمانہ تھا۔ روزِ مہد کی مہر و مخلوق کے قلوب اور ارواح کو طہارت اور نور کے پانی سے غسل دیا جاتا تھا۔

میں جب سے سلسلہ مناظرات اور مباحثات کا شروع ہوا اور مجھے باہر محبوبی میں حصہ لینا پڑا تو میری اس روحانی حالت کو بہت نقصان پہنچا۔ ان مباحثات اور مناظرات میں ہومو جو زمانہ میں ہوتے ہیں غیروں کی طرف سے شامی تحقیق و حق اور حق ہونی کا مقصد مہ نظر رکھا جاتا ہے اور مناظرے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشاء کے ماتحت کئے جاتے اور ان میں دعویٰ اور اس کے دلائل اپنی اپنی الہامی کتاب سے پیش کئے جاتے اور صرف مذہبی محاسن اور خوبیوں کے ظاہر کرنے تک بات رہتی تو یہ قباحتیں اور فساد لازم نہ آتے جو اب دیکھنے میں آتے ہیں۔

### مناظروں میں قباحت کی وجہ

مناظروں میں ان برائیوں کے رائج ہونے کی بڑی وجہ یہ ہے کہ جب یہابی پادریوں اور سرپرستوں اور پندتوں نے یہ دیکھا کہ قرآن کریم کی دلیل اور کامل تعلیم کے کسی حصہ کا بھی وہ مقابلہ

نہیں کر سکتے۔ اور عقائد، اعمال، اخلاق، حقوق اللہ، حقوق العباد یا تعظیم لامر اللہ، شفقت علی خلق اللہ کے متعلق اسلام کی تعلیم سب پر فائق ہے۔ قوتوں کو ٹکڑا کرنے کے لئے انہوں نے سوائے اس کے کوئی دیرینہ سمجھا کہ مذہبی محاسن اور خوبیوں کے بیان کو چھوڑ کر، ایات پر ہتھکنیں اور سامانِ اہل اسلام، اہل عہد اے اسلام اور پیغمبر اسلام پر گند اچھانا اور ان کو گائیاں دینا اور سب و شتم کرنا شروع کر دیا۔ ان گائیوں اور احمقہ اشخاص کی بوجھاؤ کرنے سے ان کی غرض یہ بھی ہوتی ہے۔ مسلمانانِ متمدن حضرات اور جذباتی کے جواب، اپنے میں الجھ جائیں۔ اور اسلامی محاسن کو پورے طور پر پیش نہ کر سکیں اور نہ ہی دھرم سے مذہب کے تقاضے اور بیوپ کو اجاڑ کر سکیں۔ ان احمقہ حضرات کا موقع بہت حد تک غیر احمدی ملاؤں نے، یا۔ جن کے عقائد اور اعمال ہر طرح سے بگڑ چکے ہیں۔

سپاہیوں، پندتوں اور یہ مسلمانوں کو دیکھ کر اور ان کے بد اثر سے متاثر ہو کر غیر احمدیوں نے بھی مناظروں میں بجائے قرآن اور احادیث اور عقل و نقل کے دلائل و براہین پیش کرنے کے ہمارے پیشوا، سیدنا حضرت مسیح موعود، علیہ السلام اور آپ کے مقدس خانہ پر ذاتی حملے اور ان کے خلاف گالی گلوٹی کا طریق اختیار کیا اور اسی طرح غیر مبایہین نے بھی حضرت سیدنا محمود ایدہ الودود اور مہاشین بزرگوں کے خلاف گند اچھانا شروع کر دیا۔ اب ایک احمدی بالخصوص احمدی مناظر کے لئے یہ بات کس قدر تکلیف دہ اور سخت آلود ہے کہ ان کو مجبور یہ بے ہودہ بکواس سنی پڑتی ہے۔ اور میت و دلائل الہیہ بحیثیتوں ہی ابتداء عرض علیہ حتی بحیثیت حلیہ غیرہ۔ و اما یسئسک الشیطان فلا تفعل بعد الذکر مع القوم القلمس 32 کے عہد کے ماتحت نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود، علیہ السلام نے بھی جب دیکھا کہ اس زمانہ میں غیر احمدیوں اور غیر مسلمانوں کی روش مناظروں میں تسوہ میرہ اور شرارت آلود ہے اور ان کا مقصد بالعموم سوے بدگمانی اور سب و شتم کے اور کچھ نہیں تو ایک عرصہ کے بعد آپ نے اپنی کتاب انجامِ شتم میں یہ عہد یہ کہ آپ آئندہ ایسے مناظرات سے کنارہ کش رہیں گے اور حضور اقدس کا یہ عہد اسی میت شریفہ کے حکم کے مطابق ہے جو ”پر تحریری جا چکی ہے۔

حضرت علیہ السلام علیہ السلام النبی ایہ واللہ تعالیٰ بہ دالعیز نے بھی باہر مجبوری، مصلحت

مناظرات و مباحثات کی اجازت دی لیکن ان کو پسند نہیں فرمایا۔ بلکہ ایسی بحثوں میں شامل ہونے کو بہت الجھاء میں جانے سے تشبیہ دی ہے۔

### تخلیج تجربہ

مجھے بیعت کرنے کے بعد سے ان تین سالوں میں نہ صرف مناظرات اور مباحثات کا موقع ملا ہے اور باوجود اس کے کہ دل میں اس امر کے تعلق ہمیشہ ہی تربیت رہی ہیں مگر مجبوری غیر مسموں، غیر احمدیوں اور غیر مبایعین کے ساتھ بحثیں کرنی پڑیں۔ میں نے اس بے عرصہ میں یہی تجربہ کیا ہے کہ سوائے معدودے چند مناظرات کے غیر مسلم، غیر احمدی اور غیر مبایعین کے مناظرین نے ہمیشہ ہی گندے اور ذاتی حملوں اور جھگڑائی پر بحث کا کام کر لیا۔ اور صحت نیت اور حقائق حق کے سے شادی ہی بحث میں حصہ یا۔ ان حالات میں میرے لیے بہت ہی دشواری کا سامنا کرنا پڑا۔ کی دتوں کو نہ سننا تو ان کی ترویج اور اب اس طرح کرنا۔ اور ان باتوں کو سننا تو قیامت کریمہ کے وعید کی زد میں میرا آنا ضروری ہو جاتا۔ اگرچہ میری نیت صاف کی وجہ سے اس جہاد میں اس وعید کے نہ سے اثر میں کسی قدر کمی واقع ہو جاتی لیکن بعض اوقات شدید گندے اعتراض اور حملہ کی وجہ سے جمیعت بہت ہی متنبہ ہوئی۔ اور یہ بات کے تقاضا سے ایسی مجلس میں بیٹھنا سخت معیوب اور بہت ناگوار ہو جاتا ہیں مگر مجبوری بحیثیت مناظر کے اس گندے سڈاں سے ایمان کو متنبہ کرنا ہی کرنا پڑتا۔ اور اس سے روحانیت کو بہت ہی نقصان پہنچتا۔

### نبوت کا عہد سعادت

سیدنا حضرت قدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ حیات میں جب کہ خدا تعالیٰ کی مقدس وحی کا نزول بارانِ رحمت کی طرح ہو رہا تھا۔ اس عہد میں جو بات بار بار میرے تجربے میں آئی یہ تھی کہ: ”عائزے“ زمانہ پڑھنے کی سمجھ اور لذت ان ماریوں کے رعبہ میں جو حضور قدس علیہ السلام کی معیت میں پڑھی گئیں۔ سبحان اللہ وہ کیسا ہی مبارک زمانہ تھا کہ مار کے وقت ماریوں کے خشوع، خضوع، رقت قلب اور شکبار غفلتوں کے ساتھ رزق آنے اور بارگاہِ کائنات کا شور مسجد مبارک میں بلند ہونا تھا لوگ؟ تانہ الہی پڑھتے ہوئے اور مسجد مبارک مسجد نبوی صدوں سے گونج رہی تھی۔ بیا وقت کی پاک صحبت اور بارگاہِ رحمت روحانی توجہ کا یہ اعجاز ماثر جب بھی یاد آتا ہے تو اس



پر خاص کیفیت جاری ہو جاتی ہے۔ حضرت اقدس علیہ السلام کے زمانہ میں حضور کی معیت میں تاویلات میں شاید ہی کوئی نماز پڑھی ہو لی جو رقت قلب اور انگھار گھبوں سے "نہ کیئی ہو۔ جلد و س کے وعائر نے پر جواب بھی فرما لیا جاتا۔ خواہ رات کو یا سہرے میں یا کبھی طور پر یا بذریعہ بہام کے۔

### سلام کا تحفہ

میں نے نماز کی حالت میں بھی کبھی غارے دیکھے ہیں ایک دفعہ جب میں اتنیات پڑھ رہا تھا تو جب میں نے السلام علیک ایہا النبی ورحمہ اللہ وبرکاتہ پڑھا۔ تو تحفہ سے صلی اللہ علیہ وسلم شہ میرے سامنے متکلی ہو گئے۔ اور میرے امام اور رحمت کا تحفہ چھوٹوں کا امام بن کر تحفہ سے صلی اللہ علیہ وسلم کے گلے میں جا پڑا۔ اور پھر حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ایک مار کر میرے گلے میں پڑا۔ "کی طرح یہ سلسلہ دیر تک جاری رہا۔ پھر جب کبھی حالت جاری رہی تو میں نے تحفہ دے دیا۔ "میرے تعلق سے وہ پڑھیں اور آئندہ یہی امام پیچھے رہے۔

اس زمانہ میں انشاء عام میں قبولیت کا ثبوت حاصل کرتی تھیں اور اس کے قبول ہونے یا نہ ہونے کے متعلق قبل از وقت اطلاعات ملتی تھیں۔ اور جب سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق کوئی غیرت ناموقع پیش آتا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے فوراً اس کی جاہلی شاں اپنا جلوہ دکھاتی۔

ان فیوض کا سلسلہ تو اب بھی بند نہیں۔ لیکن اسے چر بھی بوت ہی ہے اور خلافت خلافت ہے اس حدوت کا یہ زمانہ بھی اپنی شان اور نہایت میں زمانہ بوت کے بہت حد تک مشابہ ہے۔ اور وہ لوگ بہت ہی مبارک ہیں جن کو اس عہد سعادت میں سلسلہ تحفہ کی خدمات انجام دینے کا موقع ملا ہے۔

### کلام قدسی

مکنہ سر ازل بجلوہ اعلیٰ و اجل

بدقی ہستی لی چلے سے جبکہ کچھ پیدا نہ تھا

اے خدا تیرے سوا سزا ازل اصلا نہ تھا

علم و قدامت کی تجلی سے ہے نقش کائنات  
 صفت ایجا، کا قبل اس کے راز افشا نہ تھا  
 کاف و ذون اصل ہے محتاج ان اسرار کی  
 کون جانے لیں ہوا پیدا کہ جو پیدا نہ تھا  
 کسٹ کسرا کی حقیقت و محبت سے ملی  
 لیک :؟ اپنے خدا تو غیر پر ٹید نہ تھا  
 قدسیوں کا نخلہ ہے قدس کے اسرار سے  
 راز پنہاں کہ تماشا منظر اخفے نہ تھا  
 جلوہ نگوین سے عالم تماشا گہ بنا  
 منظر تخلیق بن منظر کوئی اچلے نہ تھا  
 حسن ہی تھا کہ جہاں میں ۔ طرف طود ما  
 ایک سوز عشق شمع سے جدا پر وہ نہ تھا  
 ہو گئے جب عزم رینے معرفت کے خلق میں  
 آ گیا خالق نظر ایسا کہ کچھ پر وہ نہ تھا  
 معرفت و عشق و منوں پر تھے اس پر وہار کے  
 اس سے بہ حذر یہ قدسی کے لئے نہ تھا  
 جذبہ احسان سے محسن کے عاشق ہو گئے  
 ہاں شناخت کر یا محبوب ہوا خفے نہ تھا  
 شمر نہ مل گیا ہم کو بھی مقسمہ حیات  
 ورنہ میرے جیسا کوئی احقر و ادنیٰ نہ تھا

### حضرت اقدس علیہ السلام کی نوٹ بک

ایک دفعہ حضرت علیہ السلام صبح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ایک مجلس میں جس میں  
 نہ کس رہی موجود تھا۔ بیان فرمایا کہ ایک دن میرے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ میں

حضرت قدس مسیح موعود علیہ السلام کی نوٹ بک، لکھوں کہ اس میں س قسم کی باتیں نوٹ کی گئی ہیں۔ چنانچہ میں نے باوجود حضور اقدس کے احترام کے حضور سے اس بات کی درخواست کر دی کہ میں حضور کی نوٹ بک دیکھنا چاہتا ہوں۔ حضور نے بلا تامل اپنی نوٹ بک بھجوادی۔ جب میں نے اسے ملا دیکھا تو اس کے پہلے ہی صفحہ پر اھلدا الصراط المستقیم صراط الدین انعمت علیہم ولا الضالین کی دعا لکھ کر اس کے نیچے حضور نے یہ نوٹ دیا ہوا تھا کہ ”اے خدا تو مجھ پر راضی ہو جا اور راضی ہونے کے بعد پھر کبھی مجھ پر ناراض نہ ہوا۔“

میں نے سب یہ نوٹ پڑھا تو مجھے بہت ہی فائدہ ہوا اور میں، عمارتِ فائقہ کے پڑھنے وقت ہمیشہ ہی اس نکتہ کو ملحوظ رکھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ مجھ سے راضی ہو جائے اور راضی ہو کر پھر کبھی مجھ پر ناراض نہ ہو۔

### احمدیہ مساجد کی بنیاد

اس عہدِ فقیر پر خدا تعالیٰ نے سیدنا حضرت مسیح مہدی علیہ السلام کے طفیل بے شمار انضال و برکات نازل کی ہیں۔ ان میں سے بعض مساجد احمدیہ کی بنیاد رکھنے کی سعادت بھی ہے جو مجھ کو حاصل ہوئی۔ ۱۹۱۹ء میں جب میں لاہور کے علاقے میں عزمِ ہمت مہم شیخ محمود احمد صاحب عرفانی کی معیت میں تبلیغی انجمن کے لئے آیا تو وہاں پر ایک تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے باوجود میری مدد کے پچیس افراد کو بیعت کر کے احمدیت میں شمولیت کا موقع ملا اور اسے ایک صاحب عالم کی الدین صاحب کنہی مرحوم جو مخمس اور مسودہ حال احمدی تھے نے شہین گاہی میں ایک موقع کی جگہ دکھا کر مجھ سے کہا کہ میں یہ جگہ مسجد کے لئے دینا چاہتا ہوں اور آپ چونکہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ میں سے ہیں اس لئے اس مسجد کا سنگ بنیاد آپ کے ہاتھ سے رکھنا چاہتا ہوں چنانچہ بہت سے افراد کی معیت میں بفضلہ تعالیٰ عین گاہی کی اس مسجد کا سنگ بنیاد میں نے رکھا اب اس علاقہ میں خدا کے فضل سے بہت سے مخمس اور بیہی جماعت پائی جاتی ہے۔

یہی طرح ایک نذرِ دیرودہن کی جماعت کی طرف سے سیدنا حضرت علیہ السلام کی دعا پر یہ اللہ تعالیٰ کے حضور درخواست کی گئی کہ وہاں کی احمدیہ مسجد کا سنگ بنیاد رکھنے کے لئے حضور اقدس

خوشہ فلاح میں یا ان صحابی کو اس غرض کے لئے بھجوا میں۔ چنانچہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے ماتحت خاکسار کو ڈیرہ وین کی احمدیہ مسجد کا سنگ بنیاد رکھنے کے لئے بھجوا دیا۔ اور میں نے بہت سے صاحب کی معیت میں اس مسجد کی سنگ بنیاد رکھی۔

پشاور کی جامع مسجد احمدیہ جو کوارروں میں عظیم الشان عمارت تعمیر ہوئی ہے اس کی ابتدائی تحریکات بھی میں نے کیں اور اباب نے نہایت اخلاص اور فرائض سے اس کے لئے چند دفرام بنیاد رکھنے کے فضل سے ہمارے احمدی اباب پشاور کی معیت میں مجھے ہی اس مسجد کا سنگ بنیاد رکھنے کی توفیق ملی۔

یہی مسجد احمدیہ وین وٹلی دروازہ لاہور جو حضرت میاں تہاں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حاضری میں تعمیر کی گئی اس کی ابتدائی تحریکوں اور کوششوں میں ہمارے حضرت قریشی خلیفہ محمد حسین صاحب موجد مفرح غیری کے خاکسار نے بھی خاص طور پر حصہ لیا۔ میں جب اس مسجد کو انکیت ہوں تو مجھے اس سے خاص طور پر مسرت حاصل ہوتی ہے

الحمد لله على ذلك والثناء كما هو امله وكما يحب و يرضى

### بالاکوٹ میں ورود

صدف ۴۰۰ کے ابتدائی ۱۰۰ میں صوبہ سرحد کے شہر بالاکوٹ کے رئیس حیات علی صاحب نے سیدنا حضرت طلحہ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں درخواست کی کہ میری بڑی اور بڑے کی شادی ہے حضور قدس کی خدمت میں اس تقرب سعید میں شمولیت کی درخواست ہے۔ حضور اس دعوت کو قبول فرمایا اور شرف بخش۔ حضور نے ان کو ہوا تاخیر فرمایا کہ میری طبیعت ماسر ہے اس لئے اس تقرب میں شریک نہیں ہوسکتا۔ لیکن اپنی مائندگی میں حضور نے حضرت مولوی سرور شاہ صاحب رضی اللہ عنہ اور خاکسار کو اس تقریب میں شمولیت کے لئے بھجوا دیا۔ ۱۰ ماہ پر ہم دونوں کا ایک ہفتہ تک قیام رہا اور خدا تعالیٰ کے فضل سے تبلیغ کا اچھا موقع ملا۔ چنانچہ مسلسل تینوں کے تقریب افراد بیعت کر کے سلسلہ حق میں داخل ہوئے۔ فالحمد لله على ذلك

## خیر الرسل کے اعضا

دہلی اور شملہ کی جماعت تقسیم ملک سے پہلے اپنا سالانہ جلسہ باقاعدگی کے ساتھ کیا کرتی تھی۔ اس میں ماہ دو ماہ کے علماء و مبلغین سلسلہ کے خاکسار کو بھی بارہا شامل ہونے اور قاری کرنے کا موقع ملا۔ ایک دفعہ ایک انیسویں قریب پر میں حضرت عبدالرحیم صاحب رحمہ اللہ عزہ و عزی پر مہرم مولوی ابو الطیب رحمہ اللہ صاحب جائیداد کی کیسیت میں دہلی آیا۔ ایک دن حضرت نظام الدین صاحب کے مزار کی زیارت کے لئے گئے اس کے سوا، دشین جناب خاندان حسن نظامی صاحب سے بھی ملاقات ہوئی۔ وہ رات شکو میں نظام صاحب میرزا، کے متعلق بات چل پڑی۔ تو خود صاحب نے بتایا کہ ہم لوگ تو پہلے ہی حضرت علی کی اولاد میں سے ہونے کی وجہ سے ۱۲ ہجری شیعہ ہیں، ورم زکم تفسیری شیعہ توضحہ دہوتے ہیں۔ بین اب معلوم ہوا ہے کہ نظام کن نے بھی تفسیریہ قسم کی شیعیت اختیار کر لی ہے۔ یعنی وہ اگرچہ اصحاب ائمہ کی خلافت کو بھی مانتے ہیں لیکن حضرت علی کو سب صحابہ سے افضل سمجھتے ہیں جب نصیحت کی بات چلی تو میں نے خوبہ حسن نظامی صاحب سے کہا کہ میں بھی کچھ عرض کر سکتا ہوں۔ نبیوں نے کہا شوق سے فرمایا۔ اس پر میں نے عرض کیا کہ تفصیل کے لحاظ سے جو کچھ ہمارے سید مولیٰ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے اپنی کتاب سرالکھافہ میں تحریر فرمایا ہے وہ بہت ہی موزوں اور قابل قدر ہے۔ حضور علیہ السلام صحابہ کرام کی شان میں فرماتے ہیں۔

فَرْدٌ كَرِيمٌ لَا مَرْزُؤَ بَيْنَهُ

کاسوا حیر الرسل کالاعضاء 33

یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے سب ہی بزرگ اور قابل عزت و احترام تھے جن کے درمیان فرق کرنا ہمارا کام نہیں۔ کیوں کہ وہ سب کے سب ہی حضرت خیر الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کے جوہر کے لئے اعضاء بنی ماند تھے۔ چونکہ آنحضرت کے مطہر اور مقدس جوہر کے کسی حصہ پر عصا کو بھی نہ تھی نہ بجا جاسکتا۔ اس لئے یہ سب اعضاء ہی یعنی تمام صحابہ ہی اعلیٰ اور اطہر ہیں۔

جب میں نے یہ شعر پڑھا تو میرا صاحب بہت ہی مسرور ہوئے اور ان پر وجد فی کیفیت جاری ہوئی اور کہنے لگے کہ اس شعر میں صحابہ کرام کی جو فضیلت اور شان بیان کی گئی ہے اس سے بڑھ کر تمس نہیں۔ پھر فرمائے گئے کہ یہ بہت ہی عجیب مدحیہ کلام اس کا ہے میں نے عرض کیا کہ میں تو شعر

پڑھنے سے پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ یہ کلام سیدنا حضرت مرزا صاحب باقی سلسلہ احمدیہ کا ہے یہ کن ریفر  
تقریف کرنے گئے اور پر جوش الفاظ میں یہ کہا کہ یہ تقریف جو جناب مرزا صاحب نے صحابہ کرام کی  
فرمائی ہے اس سے پہلے شاید ہی کسی نے کی ہو۔

اللہم صلی علی محمد و علی اصحاب محمد و علی عبدک السیاح الموعود و  
بارک وسلم انک حمید مجید

سیدنا حضرت <sup>لمصلح</sup> الموعود ایدہ اللہ تعالیٰ کی بعض اعجازی برکات کا ذکر

جب سیدنا مولانا حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو جیسے کہ پہلے  
ذکر ہو چکا ہے۔ میں اس دنوں حضور مقدس کے ہی زیر حاکم تھا۔ حضور کی وفات کے کچھ روز بعد میں  
اپنے ریل کے گاؤں پیر کوٹ تحصیل جالندھڑ، ضلع کاشمیر، ڈیرہ ذوال چٹائیہ۔

جب میں وہاں پہنچا تو شدت بیماری سے ریا، دگر حال ہو گیا۔ وہاں بیماری کی شدت اور مالی  
پریشانی کے اعتبار سے میرے لئے بہت ہی سخت تھے۔ میں نے اس تکلیف کو مثیلاً خواب میں اس  
طرح دیکھا کہ میں ایک روم کا چالہ بنی رہا ہوں اس چالہ کو خوشی کے ساتھ پیتے جانا رضا بالتضاء کے  
معنوں میں تھا۔

یہ تکلیف کی حالت میں میں نے ایک دن سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ  
کے حضور، عاصی لے کر عینہ نسا، اس میں بیماری پریشانی کی تکلیف کا اظہار کیا۔ اس کے  
جواب میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے تحریر فرمایا کہ حقیقی رقم کی آپ کو ضرورت ہے۔ وہ نکلیں تاکہ بھجوا دی  
جائے یہ حضور نے عاصی فرمائی۔ جواب میں نے عرض کیا کہ حضور روپیہ بھجوانے کی بجائے بھی دعا ہی  
فرما میں۔ حضور کی عاصی نہ تھیں ہی میرے لئے کافی ہو جائیں گی۔ اس عینہ کے نکلنے پر بھی چند  
دن ہی گزرے ہوں گے کہ ایک احمدی دوست نے سیالکوٹ کے ایک گاؤں سے بہت بڑی رقم  
میرے نام پر ریمیٹنسی "رہا بھجوا دی"۔ ساتھ ہی اسوں نے تحریر کیا کہ رقم مسئلہ کے تعلق کسی سے نہ کر  
نہ کرنا کہ ملاں محمدیں لے یہ رقم بھیجی ہے بلکہ یہ سمجھنا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ رقم بھیجی ہے۔ یوں کہ حد تعالیٰ  
سے مجھے خوب میں فرمایا کہ اتنی رقم مولوی غلام رسول رانیکلی کے نام ملاں پتہ پر جلدی بھجوا دوں۔  
"پ" کا پتہ بھی مجھے جواب میں ہی بتایا گیا۔

### ایک اور برکت

بھی اس رقم کے پہنچنے پر ایک ہفتہ ہی گزر رہا ہو گا اور میں بستر علالت پر ہی تھا کہ اچانک میری ہدیہ مکرّمہ کے ایک بھائی صاحب نے بتایا کہ آپ کی ملاقات کے لئے لاہور سے تین چار احمدی دوست آئے ہیں ان کے لئے باہر رختوں کے نیچے بیٹھنے کا انتظام کر دیا گیا ہے اور وہ آپ کے انتظار میں ہیں۔

جب میں وہاں پہنچا تو، لکھا کہ حضرت قریشی حکیم محمد حسین صاحب اور میاں شمس الدین صاحبؒ تاثر مرحوم جو میرے خاص شائق ہیں میں سے تھے اور انہوں نے مجھ سے قرآن کریم کا ترجمہ مع تفسیر کے پڑھا تھا اور میاں عبدالحق صاحب نقل خلف حضرت میاں تہا نؒ، یہ صاحب جن کے مکان مبارک منزل لاہور میں مجھے ساہبا سال تک درس قرآن، اپنے کاموقع ملا اور میاں تہا نؒ ابن صاحب موچی درہ از لاہور کے تھے۔ یہ چاروں اباب میری حیات کے لئے تحفہ لائے تھے۔ انہوں نے مبلغ پچاس تین صد روپے کی رقم میرے پیش کی جب اسوں نے یہ رقم دی تو میں کھوپڑیاں یہ رقم بھی سی ہستی کی نہیں تحریک کے سلسلہ میں مجھ تک پہنچی ہے جس نے سیالکوٹ کے ایک صاحب کو رقم دیے کی تحریک فرمائی تھی اور اصل میں یہ سب کچھ سیدنا حضرت علیہ السلام علیہ السلام نے یہ وہ ہندوؤں کی برکت اور توجہ کا فیضان تھا جو قدرت کی عجیب و غریب تحریکوں کے وسیع ظہور میں آیا اللہ الحمد للہ علیہ السلام

### میری شدید علالت اور غیر مبائعین کی خواہشات

یہ دورن میں جب میری علالت زیادہ شدت اختیار کر گئی اور مولوی محمد علی صاحب کا دیان سے لاہور آکر احمدیہ لہذا کسی میں فروکش ہوئے اور جماعت احمدیہ لاہور کو بھی قندہ رتہ میں جتا کرے کی کوشش کرے گئے۔ ذہن کہ محمد حسین شاد صاحب، ان کہ مراد یاقوت بیک صاحب اور شیخ رحمت اللہ صاحب نے کہا کہ اب مولوی محمد علی صاحب لاہور میں تشریف لے آئے ہیں۔ مولوی غلام رسول راہیکی کو اب توفیق نہ دے گا کہ وہ حلقہ حلقہ بار سے صحت یاب ہو کر وہیں لاہور آئیں اور مولوی محمد علی صاحب کا مقابلہ کریں اور ایک بدست غیر مبائع عبدالحق مامی نے خسار چھ م سلسلے میں میرے متعلق یہاں تک شائع کر دیا کہ وہ ٹھیک لگتی ہے اب وہیں مفلوج ہو رہے تھے ہو گا اور

واپس لا کر نہ آئے گا۔

میں نے جب یہ ذمہ لکھوٹ انبار پیغام صلح میں پڑھا تو مجھے ان غیر مبہمیں کے تعلق بہت ہی افسوس ہوا کہ باوجود مجھ سے چار پانچ سال پڑھنے کے انہوں نے ایسے الفاظ میرے تعلق سے استعمال کرے کہ کس طرح گوارا نہ کیا۔ اور افسوس کہ طریق پر گمراہ کا حق ادا کیا۔ لیکن ان طوطا چشموں کی طرف سے جنہوں نے اپنے "تکا اور پیٹو" اور اس کے تحت جگر اور اہل بیت کے ساتھ محسن کشی کا سلوک کیا۔ میرے ساتھ ایسا کرنا کچھ بعید نہ تھا۔

مذکورہ بالا تینوں ائمہ "صدر انجمن احمدیہ کے ممبر بھی تھے اور خلافت اولیٰ کے دور میں ہی سب تک سب کو مجھ سے ترقی کریم اور "ہری مذہبی کتب پڑھنے کا موقع ملا تھا لیکن انہوں نے عداوت سیدنا محمدؐ میں سب تعذبات کو ہی نسیا ملایا کر دیا۔ وہ شخص جس نے پیغام صلح میں مجھے ڈوٹی کا مثل لکھا اور مجھے فالج زدہ قرار دیا تھا اللہ تعالیٰ نے اس کو خلافت حق کی کینہہ مخالفت کی وجہ سے ماموور کیا اور پہلے اس کو جہنم ہوا اور پھر فالج کے حملہ سے اس تمام سے کوئی نہ رہا۔ ماعینہ وایا اولیٰ الابصار

### میری اہل ہور میں آمد

مجھے خاکسار اپنے ریل کے گاؤں میں ہی تھا اور بیماری اور غنایت بھی باقی تھی کہ مجھے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایہ اللہ تعالیٰ نصرہ والعزیز کی طرف سے ارشاد ہوا کہ آپ فوراً لاہور پہنچ کر جماعت کو سنبھالیں۔ مولوی محمد علی صاحب اپنے خیالات نامدہ اور ہر لیے اثرات سے جماعت کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔ چنانچہ خاکسار فوراً لاہور پہنچ گیا اور "تے ہی جمعہ کے دن احمدیہ ہنگاموں کی مسجد میں جہاں ہم سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے عہد سعادت میں ہمیشہ نمازیں پڑھا کرتے تھے جمعہ کے لئے جانے کے واسطے تیاری کرنے لگا۔ جب غیہ مبہمیں کے سرکردہ لوگوں کو معلوم ہوا کہ میں جمعہ پڑھانے کے لئے احمدیہ ہنگاموں آ رہا ہوں تو انہوں نے محمد حسین شاہ صاحب سے مجھے نوٹس کے "رہید اطلاع" دی کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ جمعہ پڑھانے کے لئے احمدیہ ہنگاموں آ رہے ہیں۔ میں آپ کو مطلع کرتا ہوں کہ احمدیہ ہنگاموں میں کوئی مسجد میں یہ ہمارا ذاتی مکان ہے اس میں اگر آپ آئے تو مولوی محمد علی صاحب جو خطبہ جمعہ ہمارے پڑھانے میں آئے گئے ان کے پیچھے آپ ہمارے پڑھ سکتے ہیں۔ آپ کو خطبہ پڑھنے یا ہمارے پڑھانے کی اجازت نہ ہوگی اگر آپ کے اصرار



کی صورت میں اور کوئی فساد ہوا تو اس کی ذمہ داری آپ پر ہوگی۔

میں نے ڈاکٹر صاحب کے رقعہ کے جواب میں لکھا کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح اولؑ نے مجھے جماعت لاہور کا امام اور خطیب مقرر فرمایا ہوا ہے اور مولوی محمد علی صاحب کو جو خلافت کے مقرر ہوئے ہیں میرے مقابل پر کون امام مقرر کرنے والا ہے؟ میں چوتھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح کا مقرر ہو دہوں، اس لئے مجھے رہنے کا آپ کو اختیار نہیں۔ اس جواب کے بخوانے کے بعد میں مباہلۃ باب کے ساتھ خود احمد یہ بلند کس پلاٹیا۔ جب ہم وہاں پہنچے تو اکبر محمد حسین شاہ صاحب نے اپنی ورشتہ کھائی اور دہشت کا بہت برا نمونہ دکھایا اور کہا کہ یہاں کوئی مسجد نہیں۔ یہ مکاں جہاں نماز پڑھی جاتی ہے میری محشیہ و قلمیہ رہا ہے اور ہماری اپنی جائیداد ہے یہاں پر کسی خیمہ کا داخل نہیں۔ اور ہم اپنے مکاں پر ہی کونا زمینیں پڑھنے دیں گے۔

جب ڈاکٹر صاحب نے مسجد کے مسجد ہونے سے ہی انکار کر دیا۔ اور اس کو پناہ دینی سلجی مکاں قرار دیا تو مباہلۃ احباب نے بعد مشورہ یہی مناسب سمجھا کہ وہ احباب جو دامن خلافت سے وابستہ ہیں۔ مبارک منزل احاطہ میاں حضرت چرغ۔ ین صاحب میں نماز جمعہ ادا کریں۔ چنانچہ اس دن سے مباہلین نے اپنی نماز مبارک منزل میں پڑھتی شریعت اور اہل پیغام کی وہ مسجد جس کو انہوں نے اپنی مکان قرار دیا تھا۔ ایسی مشنوں کا بہت بہانی کہ خلافت کا یہ کے باغیوں، سلسلہ کے سرمد میں اور منافقوں کی پناہ گاہ بنی۔

وہ تعالیٰ کا عجیب تعریف ہے کہ وہ سب لوگ جو میرے حافظ آباد کے علاقہ میں مفلوج ہوئے انہوں نے کے متنبی تھے ایک ایک کر کے دنیا سے رخصت ہو گئے اور باوجود ہر طرح کے سامان معیشت کی فراہمی، راحت و توندی کے کوچ کر گئے سین میں جو مختلف عوارض سے ملیل اور بے سرو سامان تھا اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی علیہ السلام کی توحیات و دعوت و برکات خاصہ سے مجھے ایک لمبے عرصہ تک خدمات دینیہ کی توفیق دی۔ اور ابھی تک باوجود ضعف و بڑھاپے کے، خدمت کا قبوز بہت موقع مل رہا ہے حالانکہ اب میری عمر ۷۰ سال سے متجاوز ہے۔ واللہ الحمد للہ علی ذالک

## میری ایک کوتاہی

خواجہ کمال الدین صاحب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے وقت لندن میں ہی تھے جب واپس لاہور پہنچے تو میاں چوہدری صاحب کے مکان مبارک منزل میں جہاں ہم نمازیں وغیرہ کرتے تھے ایک دن بعد نماز جمعہ آئے۔ میں کئی احباب کی معیت میں وہاں بیٹھا ہوا تھا۔ تقریباً انہوں نے میرے ساتھ اور میرے باپ کے ساتھ مصافحہ اور معافیت کیا۔ کچھ دیر بعد بیٹھ کر رہنے لگے کہ آپ اور اہل خانہ چلتے اور باتیں کرتے چلیں۔ میں اس خیال سے کہ سب کے دل میں یہ سوچ پیدا نہ ہو کہ میاں صاحب (حضرت سیدنا محمود ایہ اللہ) نے اپنے مریدوں کے دلوں میں کسی قسم کے نفرت کے جذبات پیدا کر دیے ہیں۔ اس کے ساتھ ہو یا۔ راستہ میں خواجہ صاحب نے جماعت میں تفرقہ پیدا ہونے پر اظہارِ غم کیا۔ چلتے چلتے ہم اس کی کوٹھی پر جا پہنچے وہاں پر خواجہ صاحب کے بہت سے ملاقاتی بھی جو ان کی واپسی کی خبر سن کر آئے ہوئے تھے موجود تھے۔ سب کے بار بار کے اصرار پر میں بھی وہاں کچھ دیر کے لئے بیٹھ گیا اس خیال سے کہ وہ میرے انکار کو میری بد اخلاقی پر محمول نہ کریں بعد میں اٹھ کر واپس آنے لگا تو سب لوگوں نے مزید بیٹھنے کے لئے اصرار کیا لیکن میں نے مزید بیٹھنا پسند نہیں کیا اور وہاں سے چلا آیا خواجہ صاحب نے کہا کہ اب ضروری جانا ہے تو چلے جائیں اور پھر جب چاہیں تشریف لائیں۔ اس سے نہیں خوشی ہوگی۔ اس واقعہ کے بعد رات کو مجھے الہام ہوا کہ۔

چوں صحابہ کرامؓ یا رسول اللہؐ

میں نے یہ غنیمت غنیمت سمجھ لی

اس کے تعلق مجھے یہ تنبیہ ہوئی کہ یہ شعر غیبی مبایعہ کے تعلق ہے۔ ”ہوں نے بوقتِ مسیح موعود“ اور حدیثِ قدسہ کا تکرار کے آپ کی جنگِ اربعین کی ہے۔

اسی رات مجھے یہ الہام بھی ہوا۔

ابنی عاصم، متقصد اللہ  
توئی فریاد رس الحمد للہ

اس شعر کے تعلق مجھے یہ تنبیہ ہوئی کہ میرا خواجہ صاحب کے ساتھ اس مازک وقت میں جانا جبکہ دونوں فریقوں کے درمیان رہہ رستہ کشی جاری تھی اور مجھ پر جماعت لاہور کی ذمہ داری بھی

تھی۔ خلیفہ وقت کی مصیبت ہے۔ اور اس پر مجھے استغفار کرنا چاہیے۔

سیدنا علیہ السلام کے دو تین دن بعد حضرت قریشی خلیفہ محمد حسین صاحب کی معرفت مجھے سیدنا حضرت علیہ السلام کے ساتھ گئے اور ان کی مجلس میں بیٹھے۔ اُن کوئی اور ایسی بات نہ کرنا تو یہی بات نہ تھی میں نے آپ کو تو کلمہ داع و کلکم مسئول عن دعبہ 34 کے ارشاد ہی کے پیش نظر خاص مدداری کی وجہ سے یہ نہیں کرنا چاہیے تھا۔ اور بہت زیادہ محتاط رہنا چاہیے تھا۔

میں نے حضور کے اس ارشاد کے مطلع ہونے پر اپنی کوتاہی اور بے احتیاطی کو بہت محسوس کیا۔ اور ایک ہی دن میں طلب غوثین علیہ السلام حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں آئے اور یہ عرض کیا کہ مجھ سے یہ بے احتیاطی اس حد تک کے پیش نظر ہوئی کہ کہیں میرے انکار سے وہ حضور کی خدمت گرامی کو طعن کا نشانہ بنائیں۔ ورنہ میں۔ ورنہ میں۔ گنہگار کے ساتھ نہ جاتا۔

### پچانوے فی صدی

خلافت کا یہ دور ابتدا میں پیغمبر صلح میں یہ شائع کیا گیا کہ یہ مباحثیں کے ساتھ جہاد کے پچانوے فی صدی افراد میں اور مباحثیں یعنی حضرت سیدنا امیر ایدہ اللہ کے ماننے والوں کے ساتھ پانچ فی صدی افراد میں۔ مجھے اس دعویٰ کو سن کر بہت ہی قلق اور رنج ہوتا ہے کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سالہا سال کی عبادت اور کرب و زاریوں کے نتیجے میں جو جہاد تیار ہوئی اس میں رحمت اور شفقت کے لئے خالص اور ہر اندیشوں نے اتنا بڑا طوفان نہ کیا ہے جس نے اس مصیبت عظیمہ کے پیش نظر رہا کہ اگلا سالہا سال کے بعض اوقات مجھے صدمہ اس قدر شدید محسوس ہوتا کہ میں خود بخود گھبرا کر اسی طرح وقت گزارتا تھا اور میں سیدنا حضرت علیہ السلام کے ساتھ گئے اور ان کی مجلس میں بیٹھے۔ اُن کوئی اور ایسی بات نہ کرنا تو یہی بات نہ تھی میں نے آپ کو تو کلمہ داع و کلکم مسئول عن دعبہ 34 کے ارشاد ہی کے پیش نظر خاص مدداری کی وجہ سے یہ نہیں کرنا چاہیے تھا۔ اور بہت زیادہ محتاط رہنا چاہیے تھا۔

انظر الی اس المسیح اذا جاء فی وقت المعصل

س کے بعد مجھے سلی۔ اطمینان ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ جلد حضرت سیدنا امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے دربار

سُورۂ شہدائہ اور جماعت کو واپس کھینچ کر لائے گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے میں نے وہ نگارو بھی دیکھے یا کہ خود غیر مبہمیں کے امیہ ۱۱ ستمبر ۱۹۴۹ء کے اخبار پیغام تسلیح میں اپنے ۵۱۵۱ صدی اور مبہمیں کے ۹۵ فی صدی کا اقرار کرنے پر مجبور ہو گئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے موعود خلیفہ اور المصلح الموعود کو نمایاں فتح اور کامیابی عطا فرمائی۔ اور اپنے اس وعدے کے مطابق جو آپ کے بتہ نے زمانہ خلافت میں، یا تھا ان کو موزق اور کھڑے کھڑے لایا۔ **والحمد للہ علیٰ ذالک**

### ایک کشفی منظر

بہن دونوں خوبہ مال الدین صاحب ابھی لنڈوں میں تھے اور میں لاہور میں مقیم تھا۔ خوبہ صاحب کے تعلق ذاکر مہاراجہ صاحب امرتسری اور محمد علی صاحب باورچی کے درمیان بہت سی باتیں رہا تھیں باتیں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچانی تھیں۔ میں نے اس ایام میں ایک عجیب شئی نگارو دیکھا۔ اس نگارو میں ایک ہی وقت میں چنے آپ کو لاہور میں بھی اور لنڈوں میں بھی، لکھتا ہوں۔ (ایسے شئی مناظر) روحانی دنیا میں دیکھتے جاتے ہیں۔ جو شاید مادی عقول کے راک میں نہ آئیں اور میری نظر بھی لاہور سے لنڈوں تک پہنچتی ہوئی ہے لنڈوں میں جہاں خوبہ مال الدین صاحب ہیں ان کے قریب ہی ہوں خوبہ صاحب اس وقت مجھے بالکل برعکس "رہا در" عریانی کی حالت میں نظر آتے ہیں۔ آپ کے بدن پر کوئی کچھ نہیں سوئے ایک بھائی کے جوٹھے میں لگی ہوئی ہے۔ اس وقت خوبہ صاحب شمال کی طرف منہ کر کے رکون کی حالت میں ہیں۔ میں ان کو اس حالت میں دیکھ کر بہت افسوس کرتا ہوں اور کہتا ہوں کہ اگر چہ آپ سے بھی یورپ کو حجب نہیں آیا۔ مین آپ رکون کی حالت تک تو یورپ کی طرف جھک گئے ہیں اور جوتھونی کا لباس آپ کے جوہر تھا اس سے عاری ہو چکے ہیں اس کے بعد یہ نگارو بدل گیا۔

### ایک دوسرا کشفی منظر

اس کے بعد ایک اور نگارو میں ہے اس طرح دیکھا کہ شمال جنوب ایک بہت بڑی راک ہے جس کے دونوں جانب "نچے" اور "نچے" درخت لگے ہوئے ہیں اور اس راک کی مغربی جانب بڑے فرہاد میں ہیں انہوں کا قد و قامت عام انہوں سے بہت بڑا معلوم ہوتا ہے۔ ان انہوں کی مشرقی

جانب ان کے مقابل پر ایک مینڈھا ہے۔ وہ مینڈھا مشرقی جانب کے درختوں میں نظر آتا ہے، اور  
 دوسری جانب کے درختوں میں نظر آتے ہیں۔ پھر میں نے دیکھا کہ آٹا ٹاٹا ایک تغیر رہا ہو، اور  
 وہ دوسری جانب پر اور غیم و شمیم تھے، جگے اور نئے درختوں نے شہر کو گھیر لیا تھا، بالکل اچانک  
 مشیت، تنخواں رو گئے ان کے مقابل پر مینڈھا اپنے قد و قامت اور حرکت میں بڑھنا شروع ہو گیا  
 تھا۔ اس درختوں کی چوٹی تک پہنچ گیا اور پھر اس نے اپنا اس درختوں کے اوپر سے اسے طور سے  
 نکالا کہ ساری دنیا کی توجہ اس کی طرف ہوئی اور لوگ حیرت سے اس کی طرف دیکھ رہے تھے کہ کتنا  
 عظیم شان، اور بلند قوی مینڈھا تھا کبھی، کبھی میں نہیں آیا اس ظاہر میں مجھے یہ بھی محسوس ہو کہ یہ  
 مینڈھا ایک وقت سب دنیا میں نظر آ رہا ہے اور تمام دنیا جو اس مینڈھے کو دیکھ رہی ہے مجھے بھی نظر  
 آ رہی ہے۔

### کشفی نظارہ کی تعبیر

بعد میں اس کشفی نظارہ کی تعبیر مجھ پر یہ پہلی کہ یہ مذکور کیا ہے اور درخت جو اس کے دونوں  
 جانب ہیں وہ اہل حق و باطل کے باہمی جنگ ہے۔ اور مذکور مناظرات میں اور مذکور کی مشرقی جانب جو  
 مینڈھا ہے وہ ہمارے "قاسم سید احمد" اور اللہ تعالیٰ میں "مغربی جانب جو امس ہیں یہ اہل باطل  
 ہیں۔ ان کو اللہ تعالیٰ سید احمد، اور اللہ تعالیٰ کی قوت قدس یہ "رحمہا عظیم کی برکت سے نذر ویران  
 کرتا چلا جائے گا۔" اور جب مذکور جنگی احوال پا میں گئے تو حضرت سید احمد، اور آپ کی  
 برکت و مقام "اور پھر" ابھی بلند نظر آئے گا۔ آپ کی شہادت "امام" یا کے کاروں تک پہنچے گا۔  
 اور آپ کے "رحمہ" سے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام اہل نظر مقام محمود پر جلوہ گر ہوتے  
 ہیں گے۔ وَالْوَمَانِ قُرَيْشٌ بَلْ اَقْرَبُ وَدُّنَا مَقْدَرُهُ الْعَظِيمَةُ عَحِيَّتْ بَلْ اَحَبُّ لَه  
 الْحَمْدُ وَالْمُحَمَّدُ كُلُّهُ۔

### سترھویں صدی ہجری میں

۱۹۰۹ء میں خاکسار ایک ہند کی صورت میں میرپور میں نوچندی کے میلہ کی تقریب پر غرض  
 تبلیغ کیا۔ وہاں پر میں نے بہت سی چیزیں دیکھی میں نے دیکھا کہ میں اپنے آپ کو سترھویں

صدی ہجری میں موجود پاتا یوں اس میں تمام، نیا مجھے کف است (ماتحت کی تخیلی) کی طرح ہا سے نظر آتی ہے اس وقت تمام روے زمین پر مجھے احمدی با، ثناء اور صوفیوں، لطافتی آتی ہیں۔ میری یہ رائے اخبار پر میں بھی شائع ہو چکی ہے۔ فالحمد لله علیٰ دالک

## درویشان قادیان

کلام قدسی

(۱۹۵۰ء)

زہے قسمت کہ دنیا میں فدائے قادیان تم ہو  
 میجائے محمدؐ کے نشانوں میں نشان تم ہو  
 تمہاری شان درویشی پہ قرباں تاجدار ہے  
 کہ محبوب خدا کے آستان کے پاساں تم ہو  
 خدا رکھے تمہیں راجے جہاں تک ہم، ثناء، اس  
 کہ اب، ارالاماں میں یا، کار عاشقان تم ہو  
 یہی کہتا ہے رہبر، شب ہمارا، در، مجھوڑی  
 کہ کاش ہم بھی، ماں ہو تے جہاں پر ثناء، ماں تم ہو  
 وان الوصل للمشاہد احبہ و فرحہ  
 ثناء، حسنیکہ اس نعمت سے ثناء، نامہاں تم ہو  
 نہ چھوڑا، ستان، بارہا کو ان حوادث میں  
 تیری اللہ کی شہادت کا ایک تارہ نشان تم ہو  
 تمہارے دم سے وابستہ ہے رونق اس گلستاں کی  
 زمیں پر صوفیاں تم ہو فلک پر کہکشاں تم ہو  
 نہیں سمجھے تو آثر ایک دن، یا یہ سمجھے کی!  
 کہ ایک قطرہ نہیں ہو بلکہ بحر نیکراں تم ہو

بڑھاپے نے ہمیں حسرت کی صورت میں چل ۱۵

تماری ان تبتاؤں کا عزم نو جوان تم ہو

جہاں تک بن پڑا ام نے دکھائی راہ ہدایت کی

مگر اب ، یقیناً اہل جہاں کے پاسباں تم ہو

خدا بخواتم جھٹکنے نہ پائے پرچم انیاں

مصاف زدہ فی میں اب خدا کے پہلوں تم ہو

وفا نے عہد کو رسوا نہ کرنا پیچہ ، کھلا کر

کہ میدان وفا میں یادگار دوستیاں تم ہو

میں دنیا کے بدلے میں نہ اپنا آپ کھانا

خدا کے ہاتھ جو بکٹی ہے وہ جنس گراں تم ہو

کبھی یوسف نہیں بنتا جو زندانوں سے بچتا ہے

ہوا کیا اس زمانہ میں جو وقف امتحاں تم ہو

مبارک ہو تمہیں اس منزل محبوب میں رہنا

مہی ہے تحت گاہ احمد مرسل جہاں تم ہو

طوبہ عاتقار میں حیات قدسی سے سو جانہ درخواست ہے کہ وہ عاتق کے لئے دعا کریں کہ

اللہ تعالیٰ مجھ سے "یارِ راضی" رہے کہ کبھی مارا نہیں نہ ہو۔

محمد امین فاضل ، کیل ، پاکستان

## حوالہ جات

- 1- تہذیب و تمدن ۱۶۱ طبع ۲۰۰۳ء
- 2- برائین احمد یہ چار شخص۔ روحانی خزائن جلد ۱ ص ۱۶
- 3- محمد ۹
- 4- حجۃ اللہ۔ روحانی خزائن جلد ۲ ص ۲۲۶
- 5- تہذیب و تمدن ۱۶۱ طبع ۲۰۰۳ء۔ روحانی خزائن جلد ۵ ص ۵۶
- 6- یوسف ۷۷
- 7- البقرہ ۲۶۲
- 8- تحف السادة المتقين بشرح احياء علوم الدین جلد ۸ ص ۳۵۳
- 9- المريم ۹۱۰
- 10- المرقان ۷۵۰
- 11- آل عمران: ۳۹
- 12- عن: ۳۶
- 13- السیونہ لابن ابی عاصم جلد ۱ ص ۲۱۳
- 14- برائین احمد یہ چار شخص۔ روحانی خزائن جلد ۱ ص ۱۸
- 15- الحجرات: ۱۳
- 16- تحف السادة المتقين بشرح احياء علوم الدین جلد ۷ ص ۵۳۳۔ جلد ۹ ص ۲۳
- 17- الانبياء: ۸۸
- 18- آل عمران: ۵۶
- 19- المعادلة: ۱۱۰
- 20- الاعراف: ۱۷۷
- 21- النحل: ۷۹



- 22- الاسراء: ۲۰
- 23- الاسراء: ۶۱
- 24- صحيح البخاري كتاب التوحيد باب قوله كلمه متدوي تكليما -
- 25- تفسير طبري جلد ۵ صفحہ 16 -
- 26- تفسير المكيه لامام الفخر الدين الرازي تفسير سورة النفاق القسم الثاني في اصل الاول -
- 27- تاريخ الانبياء ومسجد ي خد اثر المساجد - ص ۱۹۹ - تحاف السادة المتقين شرح حياء  
 عدم الدين جلد ۴ ص ۴۱۵ - صحيح مسلم كتاب الحج - باب فضل اسلوقة مخرى مكة ولسه -
- 28- سنن ابن ماجه كتاب مقدمه باب فضل علي بن ابي طالب -
- 29- الشعراء: ۹
- 30- البقره: ۸۹۰
- 31- الانعام: ۱۱۷
- 32- الانعام: ۶۹
- 33- سر الحلافه روحاني اثر ابن جلد ۸ ص ۳۹۷
- 34- صحيح البخاري كتاب النكاح - باب المرأة راعية في بيت زوجها



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
نَحْمَدُهُ وَنُحِبُّهُ عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ  
وَعَلَى عِبَادِهِ الْمُسْلِمِينَ الْمَوْعُودِ

# حیاتِ قدسی

حصہ چہارم  
جس کا دوسرا نام

المقالات القدسیہ فی  
البرکات الاحمدیہ

ہے

شائع کردہ

(چوہدری) محمد عبداللہ سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان دارالامان

FOA



## ارشاد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی

### ایده اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

”میں سمجھتا ہوں کہ مولوی غلام رسول صاحب راجیلی کا اللہ تعالیٰ نے جو بحر کھولا ہے وہ بھی زیادہ تر اسی زمانہ سے تعلق رکھتا ہے۔ پہلے ان کی علمی حالت ایسی نہیں تھی۔ مگر بعد میں جیسے یدم سی کو پستی سے اٹھا کر بندگی تک پہنچا دیا جاتا ہے اسی طرح خدا تعالیٰ نے ان کو مقبولیت عطا فرمائی اور ان کے علم میں ایسی وسعت پیدا کر دی کہ صوفی مزان لوگوں کے سائے ان کی تقریر بہت ہی دلچسپ، دلوں پر اثر کرنے والی اور شبہات و وساوس کو دور کرنے والی ہوتی ہے۔ نریشہ دنوں میں شملہ گیا تو ایک دوست نے بتایا کہ مولوی غلام رسول صاحب راجیلی یہاں آئے اور انہوں نے ایک جلسہ میں تقریر کی۔ جو رات کے گیارہ ساڑھے گیارہ بجے ختم ہوئی۔ تقریر کے بعد ایک ہندو ان کی مقنیں کر کے انہیں اپنے گھر لے گیا اور سہنے لگا کہ آپ ہمارے گھر چلیں۔ آپ کی وجہ سے ہمارے گھر میں برکت نازل ہوگی۔“

(خطبہ جمعہ مورخہ ۸ نومبر ۱۹۴۰ء از اخبار الفضل)



## عرض حال

حیات قدسی یعنی سوانح حیات حضرت مولانا غلام رسول صاحب فاضل راجیکی مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا حصہ چہارم تاریخین کرام کی خدمت میں خلاصہ پیش ہے۔ اس کا پہلا حصہ جناب سیٹھ علی محمد۔ اے۔ الدین صاحب ملندرا، نے ۲۰ جنوری ۱۹۵۱ء کو شائع کیا تھا جس کے متعلق حضرت صاحبہ اودم زائشہ احمد صاحبہ مدظلہ العالی نے فرمایا کہ۔۔

”اتحادات بہت پیشپ ہیں اور جماعت میں رہنائیت اور تصوف کی چاشنی پیدا کرنے کے لئے ہمارے فضل سے بہت مفید ہو سکتی ہیں۔ یہ کتاب اس مددگار کی ہے جیسا کہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہماں صاحب نجیب آبادی کو اپنے سوانح ملا دیکرائے تھے۔“

حیات قدسی کا دہوا حصہ یکم تبہ ۱۹۵۱ء کو جناب بیٹو صاحب نے شائع فرمایا۔ اس کے متعلق سیدی حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل رائے ارشاد فرمائی۔

”یہ ایک روح پرور تصنیف ہے۔ حدائق جماعت کے لئے مبارک تر ہے۔“

تیسرا حصہ جنوری ۱۹۵۲ء میں جناب بیٹو محمد عین الدین صاحب میدر آباد کن کے زیر ہتمام شائع ہوا۔ جس کے متعلق حضرت میوں صاحب دام ظلم نے اپنے خط بنام حضرت مولوی مدام رسوں صاحب راجیکی میں تحریر فرمایا۔

”نن پ کا سالہ حیات قدسی حصہ سوم مرزا بشیر احمد صاحب نے فلاں کر دیا اور میں نے پڑھنا شروع کر دیا ہے۔ مبارک ہو بہت روح پرور مضامین ہیں۔ یہی کتابوں کی احمدیوں اور غیر احمدیوں میں مکث سے اشاعت ہوتی چاہیے۔ مناظرہ باتوں کی نسبت اس قسم کے روحانی مذاکرات کا ریا دواثر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی عمر و علم میں برکت عطا کرے۔“

کتاب کے یہ حصص آخر چوتھری تعدد میں شائع ہوئے لیکن ہمارے فضل سے بہت سے غیر احمدی بابائے ان کو پڑھ کر سلسلہ حقہ کے تعلق اچھا اثر پایا اور بعض کو احمدیت کے قبول کرنے کی توفیق بھی ملی۔ اسی طرح بہت سے احمدی بابائے ان کتابوں سے روحانی فائدہ حاصل کیا۔

والحمد لله على ذلك

چونکہ ان حصص کی تدوین کے لئے کافی فراغت میں نہیں آئی۔ اس لئے خلاصہ پیش کرتے ہوئے باوجود کوشش کے بعض انماط ردائی ہیں جن کا افسوس ہے۔ امید ہے کہ ”ندویدہ“ شہوں کی طبعیت کے وقت مناسب اصلاح کر دی جائے گی۔

حصہ چہارم کی طباعت و اشاعت کا مالی بوجھ زیادہ تر جناب چوہدری محمد عبد اللہ خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی نے برداشت کیا ہے۔ اور ذاتی چھپی اور غلٹانہ تعاون سے اس مشکل کام کو آسان کرنے میں مدد فرمائی ہے۔ فحراہ اللہ احسن العجرا

اسی طرح جناب شیخ رحمت اللہ صاحب صاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی اور جناب شیخ کریم بخش صاحب کوئی نے بھی اس تعلق میں قابل قدر مالی مدد فرمائی ہے۔ فحراہم اللہ احسن العجرا

اس حصہ کے مسودہ کی درستی اور اصلاح کا کام ”میر میٹھ احمد صاحب رینگی“ نے کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سبب ”باب کو اپنی طرف سے بہترین ترادفات فرمائے۔

بھی مزید مواد بھی موجود ہے جو ”اللہ حسب توفیق“ آئندہ شائع فرمایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس تصنیف کو مفید اور بامقصد بنائے۔ آمین

کتاب کو پریس میں بچھواتے وقت میں شدید طور پر بیمار ہو گیا ہوں۔ اس لئے طبعیت کے کام کی گمرنی ملاحظہ نہیں ہو سکی، ورنہ مضامین میں ترتیب دی جاسکتی ہے۔

”باب کرام“ سے درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل سے مجھے صحت کاملہ عطا فرما کر خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

علیہ توکلت و الیہ ائیت

حاجہ عا

خاکسار

برکات احمد رینگی، وقف رمدی

کامپان، الامان



بسم اللہ الرحمن الرحیم - بحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم  
وعلی عبدہ المسیح الموعود

## حیات قدسی حصہ چہارم

### خوارق کا وجود

خوارق اور غایبات عام طور پر غیب پر نہیں ہوتے ہیں، ان میں پائے ضرور جاتے ہیں۔  
ہمارے سید و مولیٰ حضرت مسیح موعود، علیہ السلام کی وحی میں خوارق کے تعلق اس طرح مذکور ہے۔

الخوارق منحت مسیہی صلی اللہ علیہ وسلم کل للہ حبیبہا ومع اللہ حبیبہا [۱]

یعنی رسالت و خوارق اس موقع پر ظاہر ہوتے ہیں جو امتحانی درجہ صدق اقدس کا ہے۔ تو سارے خدا کے لئے ہو جا اور سب کا سب خدا کے ساتھ ہو جا۔ اس الہام سے ظاہر ہوتا ہے کہ خوارق کا ظہور اس وقت مومنوں کے ساتھ ہی ہوتا ہے۔ جب وہ اپنے مقام اور احوال اور اخلاق کو مکمل طور پر شریعت کے سانچے میں بحال میں اور نفسانیت کے مہلک پہلو سے الگ ہو جائیں۔ اس کا سارے وجود اور اس کا ذرہ ذرہ پہلو سے خدا تعالیٰ کی رضا کے ماتحت ہو جائے۔ اور اس کی رہائی کا ہر لمحہ اس قدس ذات کی معیت میں بسر ہو۔ وہ شدید سے شدید امتلا و امتحان کے وقت انتقام و انتقام و رعبہ کا کامل نمونہ دکھائیں۔ یہی صدق الاقدام ہے۔ اور اسی کو تصنیف کی اصطلاح میں غائی فی اللہ اور باقی باللہ کے نام سے موسوم یا جاتا ہے۔ کس للہ حبیبہا کے الفاظ سے صاف ظاہر ہے کہ مع اللہ حبیبہا کے فقرہ میں بقا باللہ کی طرف اشارہ دیا جاتا ہے۔

اس کا قلب جب کامل خوف اور کامل محبت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف جھکتا ہے تو یک طرفہ نہایت کے طرف کو غیر متد سے خالی یا جاتا ہے اور دوسری طرف قلب مظہر کو اللہ تعالیٰ کی قدر میں رہتی کے نور کا مسکن بنایا جاتا ہے۔

جلوت حسرت نہ محمد در زمین و سماں

در حریم سید جبرائیل کو چوں جا رہا

ہیں کامل خوف اور کامل محبت کے درمیان سب اسان اپنے ازلی محبوب کے سامنے اپنے قلب کو  
 صاف اور اظہار بخش کر دیتا ہے تو یہ حالت خوارق اور معجزات کے خیر رکابا عث بن جاتی ہے۔  
 حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

”اس کی قدرتیں بے انتہا ہیں مگر قدرتیں لوگوں پر ظاہر ہوتی ہیں۔ ان کو یقین ”رحمت و رحمت و رحمت  
 کی طرف انکسار عطا کیا گیا ہے اور انسانی عادتوں سے باہر گئے ہیں انہی کے لئے خوارق و قدرت  
 قدرتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے مگر خوارق عادت قدرتوں کے اظہار کے لئے نہیں کے لئے  
 وہ کرتا ہے جو خدا کے لئے اپنی عادتوں کو پھارتے ہیں۔ وہ خوارق عادت قدرت کی جگہ دکھاتا  
 ہے جس خوارق عادت تبدیلی ظاہر ہوتی ہے خوارق اور معجزات کی یہی جز ہے۔ یہ خدا ہے جو ہمارے  
 سامنے کی شہ ہے اس پر ایمان لاؤ اور اپنے نفس پر اپنے آرزوؤں پر اور اپنے کل تعلقات پر اس کو  
 مقدم رکھو۔ عملی طور پر یہاں رہی کے ساتھ اس کی راہ میں صدق و وفا رکھاؤ۔ دینا اپنے اسباب اور  
 اپنے حزیروں پر اس کو مقدم نہیں رکھتی مگر تم اس کو مقدم رکھو تا تم آسمان پر اس کی جماعت لکھے جاؤ۔  
 رحمت کے ساتھ رکھاؤ تا قدیم سے خدا کی عادت ہے مگر تم اس حالت میں اس عادت سے خدا لے سکتے  
 ہو کہ تم میں اور اس میں کچھ خدا ہی نہ رہے۔ ”تمہاری مرضی اس کی مرضی ”تمہاری خواہشیں اس کی  
 خواہشیں ہو جائیں۔ ”تمہارا امر ایک وقت اور ایک حالت میں ”یا نبی اور مامور کی میں اس کے  
 ”استانہ پر پڑا رہے۔ ”خدا جو چاہے سو کرے۔ ”اگر تم ایسا کرو گے تو تم میں وہ خدا ظاہر ہوگا جس نے مدت  
 سے پناہ دے چھپایا ہے۔ یا کوئی تم میں ہے جو اس پر عمل کرے اور اس کی رضا کا طالب ہو جائے۔  
 اور اس کی تشاہدہ کرے اور اس نہ ہو۔ سو تم معیت کو ”یکو کر اور بھی قدم“ گئے رکھو کہ یہ تمہاری ترقی کا  
 ذریعہ ہے۔“ [2]

## دستِ غیب

چو مدد کی اللہ ”صاحبِ ہدایت“ و ”چو ہدایتی محمد عبد اللہ صاحبِ غیب“ اور موضعِ سعد اللہ پور کے  
 رہنے والے تھے۔ خدا تعالیٰ نے ان پر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تجاری برکت سے بعض  
 نیکائے خدا فرمائے اور ان کو احمدیت کی توفیق بخشی۔ دو میری معیت میں سیدنا حضرت اقدس کے  
 سرِ حرم میں حضور کے ساتھ گئے۔ اور تبلم میں حضور کی ملاقات اور زیارت سے مشرف ہو کر صحابیت کا

مقام بھی حاصل کیا۔ وہ مجھ سے بھی بہت محبت اور حسن ظنی رکھتے تھے۔ حضور اقدس کی زیارت کے بعد میں سلسلہ حقہ کی تبلیغ کے لئے ایک خاص جذبہ اور جوش اخلاص پایا جاتا تھا۔ اس رات وہ اسی فضل میں لذت اور سرور پاتے تھے۔ اور حضرت اقدس کا نام بہ وقت بلند کرتے رہتے تھے۔

ایک دفعہ چوہدری صاحب مجھے فرمانے گئے کہ یہ جو استغیث کا مسئلہ ہے کہ بعض غلامانِ وفاق کے لئے ان کے لئے سے ہی برک کی توجہ اور برکت سے روزانہ کچھ مل جاتا ہے، یہ کہاں تک درست ہے۔ میں نے جواباً ان کو بتایا کہ بعض مقدس ہستیوں کی اعادہ برکت اور توجہ سے اللہ تعالیٰ ان کا فضل بھی فرماتا ہے۔ اس پر وہ کہنے لگے کہ میرے اخراجات میں ہیں اور بوجہ بڑا پیسے کے میں جوئی کی طرح محنت اور کام کر کے مالی منفعت حاصل نہیں کر سکتا اور خوشواری اور غیثات کے باعث دست سوال دراز رہا بھی معیوب خیال نہ رہا ہوں۔ اس کا کوئی حل ہو جائے تو میری پریشانی کا زور ہوتے۔ اس کے بعد کہنے لگے کہ استغیث کا کوئی نمونہ آپ نے اپنے تعلق بھی مشاہد کیا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ میں نے تو قبول احمدیت کے بعد سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خاندانِ شہیدین کی تحریک پر اپنی رہ کی وقف کی ہوئی ہے۔ اور آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ میرے ساتھ میرے رشتہ داروں اور میری مائیں کا ملک میں طرح معاشیاتی اور معاشیاتی رہا ہے۔ اور اب بھی یہ سلسلہ شدید مخالفت کا چل رہا ہے۔ میرے رشتہ داروں کے تعلق بھی باپناٹ کیا گیا اور ہر طرح مجھے ذلیل و ذلیل کرنے کی کوشش اور منصوبے کئے گئے۔ اور وزیر دیک سے علماء و مکتوبین کی امداد سے مجھ پر کفر کے فتوے لگا کر مجھے اپنی اور بیٹوں کی ناکامیوں میں رسوا کرنے کے لئے جدوجہد کی گئی۔ لیکن میرے رب کی مدد سے میں نے اپنے لئے کرم سے اس شانِ مخالفت اور تکلیف میں باوجود میری کم علمی، نا تجربہ کاری اور بے ہوش سامانی کے میری خاص سرپرستی فرمائی اور میری ہر ضرورت اور حاجت کو اپنے فضل سے پورا فرمایا۔ میری شادی کا انتظام بھی فرمایا، اہل بھی دی اور اب تک میرے اور میرے اہل و عیال کا تنقل ہے۔ یہ دوست کرم اور دوست غیب نہیں تو اور کیا ہے۔

سلسلہ حقہ کی خدمت کی برکت سے اکثر اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل سے نوازتا ہے اور حاجت بروری کرتا ہے۔ بعض دفعہ عبد اللہ و رت حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں اور حضور کے اور سعادت کے بعد آپ کے علما و عوام کی خدمت میں ان کے لئے عرض کرنا ہوں اور حسن

طرح بادشاہ اپنے وزراء اور ماہرین کی درخواستوں کو دوسروں کی بہت زیادہ قبول کرتے ہیں یہی طرح حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء راشدین کی دعا میں زیادہ قبولیت کا ثمر حاصل کرتی ہیں اور ہماری حاجت روائی کا باعث بنتی ہیں۔ اور مسلعین بسبب جوشِ خدس سے اللہ تعالیٰ کے مایوں کی نیابت میں خدمتِ سلسلہ بجالاتے ہیں۔ تو ان کو بھی نصرتِ الہی سے نواز جاتا ہے۔ چنانچہ میرے جیسے فقیر خام کے لئے بھی بار بار انجازی برکات کے نمونے ظاہر ہوئے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے میری مشکل کشائی اور حاجت روائی فرمائی ہے۔ میرے رب ایک بھی دستِ نسیب ہے (چونکہ وہی اللہ) ”صاحب کے تعلق ایک واقعہ پہلے حصہ میں گزر چکا ہے“

### غیبی امداد

ایک واقعہ کا ذکر ہے کہ میں قادیان مقدس میں تھا۔ اتفاق سے گھر میں اخراجات کے لئے کوئی رقم نہ تھی۔ اور میری بیوی بہہ رہی تھیں کہ گھر کی ضروریات کے لئے کل کے واسطے کوئی رقم نہیں۔ بچوں کی تعلیمی فیس بھی، انہیں بیوٹی۔ سکول، والے تقاضہ کر رہے ہیں بہت پریشانی ہے۔ ابھی وہ یہ بات کہہ رہی تھیں کہ دفترِ بنگارت سے مجھے حکم پہنچا کہ، اہلی اور سال و غیرہ میں بعض جلسوں کی تقریب ہے۔ آپ ایک وفد کے ساتھ حائے کے لئے تیار ہو کر ابھی دفتر میں آجائیں۔ جب میں دفتر میں جانے لگا تو میری بیوی نے پھر کہا کہ آپ جیسے سفر پر جا رہے ہیں۔ اور گھر میں بچوں کے گزارا اور اخراجات کے لئے کوئی انتظام نہیں۔ میں ان چھوٹے بچوں کے لئے کیا انتظام کروں؟ میں نے کہا کہ میں سلسلہ کا حکم ہال نہیں سکتا۔ صحابہ کرامؓ جب اپنے اہل عیال کو گھر میں جے رہے۔ سامانی کی حالت میں چھوڑ کر جہاد کے لئے روانہ ہوتے تھے تو گھر والوں کو یہ بھی خط دیا تھا کہ یہ معلوم ہو رہا ہے؟ تے ہیں یہ شہادت کا مرتبہ پا کر ہمیشہ کے لئے ہم سے جدا ہو جاتے ہیں۔ اور بچے یتیم اور بیویاں بیوہ ہوتی ہیں۔ میں ”مختار علیہ السلام کی بعثت مانیہ میں ہم سے اور ہمارے اہل عیال سے نرم سلوک کیا گیا ہے۔ اور ہمیں قتال اور حرب و درپیش نہیں بلکہ رمد سلامت؟ نے کے امکانات دیے ہیں۔ پس آپ کو اس نرم سلوک کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا شکر بجالانا چاہیے۔ اس پر میری بیوی خاموش ہو گئیں اور میں گھر سے نکلنے کے لئے باہر کے دروازے کی طرف بڑھا۔ اس حالت میں میں نے اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کیا۔ کہ ”اے میرے محسن خدا تیرا یہ عائد بندہ تیرے کام کے لئے روانہ ہو رہا ہے، اور گھر

کی حالت تجھ پر غنی نہیں تو خود ہی ان کا نہیں ہو اور ان کی حاجت روائی فرما۔ تیرا یہ صہو حقیر اس  
فسر دو دلوں اور حاجت مندوں کے لئے راست و سہل کا کوئی سامان مہیا نہیں کر سکتا۔“

میں دعا کرتا ہوں، بھیج دینی درود از دینک نہ پڑنچا تھا کہ باہ سے کسی نے درود پر دست دی۔  
جب میں نے آگے بڑھ کر درود از دینک لایا تو ایک صاحب کھڑے تھے۔ انہوں نے کہا کہ فلاں شخص نے  
ابھی ابھی مجھے بلا کر مبلغ یکھد روپیہ دیا ہے اور کہا ہے کہ یہ آپ کے ماتھ میں ہے۔ عرض کیا کہ جہاں سے  
اس کے دینے والے کے نام کا کسی سے ذکر نہ کریں۔ میں نے درود پیر لے کر بھی صاحب کو پ  
ساتھ لیا اور کہا کہ میں تو اب گھر سے تبلیغی غ کے لئے نکل پڑا ہوں۔ بازار سے ضروری سامان  
خور و نوش لے آیا ہے وہ آپ میرے گھر پڑنچا، یں۔ یوں کہ میرا اب دمارو گھر میں دیکھ جانا سب  
نہیں۔ وہ صاحب خوشی میرے ساتھ بازار گئے۔ میں نے ضروری سامان خرید کر اس کو گھر لے جانے  
کے لئے دیکھا۔ اور بقیہ رقم متذوق ضروریات کے لئے اس کے ماتھ گھ بھجوا دی۔ **والحمد للہ علیہ**  
**والک**

### قادیان میں مکان کی تعمیر

۱۹۹۰ء کے جلسہ سالانہ پر میرے دل میں شدید خواہش پیدا ہوئی کہ میں سیدنا حضرت  
علیہ السلامؑ کی خدمت میں قادیان میں مکان بنانے کی توفیق پانے  
کے واسطے دعا کے لئے عرض کروں۔ کو مقام میرے مالی حالات کے پیش نظر یہاں ہونا میری  
ستاعت سے باہر تھا۔ یمن اللہ تعالیٰ کے سامنے کوئی بات انہونی نہ تھی۔ چنانچہ میں نے حسرت کی  
خدمت میں دعا کے لئے عریضہ لکھا۔ اس خط کے لکھنے کے بعد میں نے رویا میں دیکھا کہ  
حضرت تبریک علیہ السلامؑ بیٹھ لائے اور آپ نے اپنے پرچہ پڑھ کر فرمایا کہ اپنے گھر کے سب افراد  
لا اس پر بھاویں۔ جب ہم سب گھر والے اس پرچہ پڑھ کر آپ نے پرچہ اور اثر و اثر کی۔ اور  
قادیان کے محلہ اور اہل خدمت میں جہاں اس وقت ہمارا مکان بنا ہوا ہے لا کر ہمیں اتارا۔ اس رویا سے  
مجھے اس مقصد میں کامیابی حاصل ہوئے لی۔ سید ہوئی۔ اس کے بعد ۱۹۹۰ء کے جلسہ سالانہ پر میں نے  
پھر حضرت علیہ السلامؑ کی خدمت میں دعا کے لئے زبانی عرض کیا۔ حضور  
نے دعا کر کے کامیاب فرمایا۔ ابھی میں جلسہ کے بعد قادیان میں ہی مقیم تھا کہ ایک شخص نے ان کا نام

رحمت اللہ تھا۔ زمین کے لئے اڑھائی صد روپیہ کی قیمتی تحریک کے ماتحت مجھے دیا۔ اس سے میں نے حضرت صاحبہؒ اور مراد شیر احمد صاحب کے قسط سے زمین خرید لی۔ آٹھ سو صد روپیہ میری بیوی نے اپنے ریورنڈ خستہ کر کے مہیا کیا۔ جس کی لکڑی اور کچھ اور ضوری سامان خرید لیا گیا۔

مستری اللہ رکھا صاحب ساکن نرگزی جو آج کل لاہور میں ٹھیکیداری کا کام کرتے ہیں۔ اس کے بہت سے لڑکے پیدا ہو کر بچپن میں فوت ہو رہے ہیں۔ انہوں نے ایک دفعہ بہت بڑا مسئلہ بھج میں دعائی درخواست کی۔ مجھے ان کے لئے دعا کا اچھا موقع ملا۔ آگیا۔ اور میں نے ان کو احاطہ دے دی کہ اب جو لڑکا آپ کے پاس پیدا ہوگا۔ وہ لمبی عمر پائے والا ہوگا۔ چنانچہ ان کو خدا تعالیٰ نے لمبی عمر پانے والا لڑکا پایا۔ جس کا نام عبدالحی ہے اور اب وہ بی۔ اے پاس کر کے لاہور میں ملازم ہے اور صاحب اولاد بھی ہے۔

مستری اللہ رکھا صاحب نے لکڑی کا عمارتی کام اپنے ذمہ لیا۔ جب مکان کی تعمیر کے لئے اینٹوں کا مسئلہ درپیش ہوا تو حضرت عرفانی صاحب کے ذریعہ سے اینٹیں بطور قرض مل گئیں اور حضرت میر ناصر و ب صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد نے اپنے انتظام و نگرانی میں مکان کی تعمیر شروع کر دی۔ مکان کی چھت پر جب مالکوں کی ضرورت پڑی اور اس کی اطلاع حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ کو ہوئی تو آپ نے مہیا فرمادیں۔ اس طرح میری غیر حاضری میں ہی مکان تعمیر ہو گیا۔

مکان قیہ ہونے کے بعد مجھے یہ فکر تھا کہ حضرت عرفانی صاحب کا قرضہ اور اس سلسلہ میں بعض دوسری رقوم کا بار جو میرے ذمہ ہے وہ جلد اتر جائے۔ اسی اثنا میں خاکسار بعض جینیف و رزہ جی ضرورتوں کے ماتحت کجرات بھجوا لیا۔ ماں میں بے مادر رمضان میں خاص طور پر قرض کے اترنے کے لئے دعا کی۔ میرے طریق ہے کہ رمضان میں اس مقدس ماہ کے بیوض و برکات حاصل کرنے کے سے کوئی خاص مقصد سامنے رکھ کر دعا کرتا ہوں۔ چنانچہ اس رمضان میں بھی جب میں نے خاص توجہ سے گراں بار قرض کے اترنے کے لئے دعا کی اور دعا کرتے ہوئے آنکھوں دن ہوا تو اللہ تعالیٰ کی قدر میں اتنے میرے ساتھ سکرام ہوئی اور اس پیارے اور محبوب مولیٰ نے مجھ سے ان الفاظ میں کلام فرمایا۔

”اگر تو چاہتا ہے کہ تیرا قرضہ جلد اتر جائے تو خلیفۃ المسیح کی

### دعاؤں کو بھی شامل کرالئے

میں نے اس کھام الٹی سے حضرت علیہ السلام اثنی عشر علیہ السلام سے درخواست کی۔ حضور نے ازراۃ ازش جناب مولوی عبد الرحیم صاحب درہ کو جو اس وقت پریوٹ سیکرٹری تھے، یکصد روپیہ لے کر فرمایا کہ یہ رقم مولوی رحیم صاحب کے گھر پہنچا دی جائے۔

حضور نے میرے عزیز کے جواب میں جو خط کجرات کے پتہ پر ارسال فرمایا۔ اس میں اس رقم کے مع فرمانے کا قہر نہ تھا۔ اس پر ارشاد تھا کہ اے اللہ تعالیٰ آپ کے لئے ضروری کریں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کا قرض جلد ادا کرے۔

اب خوش آں جو کہ اذخالت مع مال

سب بہ اظہار یارہ و پناہ بخشد

اس کے معالجہ ایک صاحب کے متعلق مجھے معلوم ہوا کہ اسوں نے کادیاں اور حمد و ثناء گاہوں میں زمین خریدی ہوئی ہے اور وہ اب وہاں مکاں بھی بنانا چاہتے ہیں۔ میں نے اس کو کہا کہ میرے مکاں ایک تنال میں تعمیر شدہ ہے۔ اگر آپ کو پسند ہو تو آپ وہی خریدا فرمائیں اس پر اسوں نے جواب دیا کہ مکاں کی قوت جو آپ کو بھی ضرورت ہوگی۔ یا سب مجبوری اور ضرورت کی بنا پر آپ اسے فرمت کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے کہا کہ اس فرمت کرنے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ اس کی تعمیر پر جو رقم خرچ ہوئی ہے اس میں سے ابھی مبلغ ۱۰۰ روپے کے قریب قرض واجب الادا ہے۔ اس اطلاع کے سننے پر اسوں نے مجھے کہا کہ میری پائیر اور پیوٹی رقم بیت المال میں جمع ہے۔ میں نے کہا کہ یہ ہے کہ حقیقی رقم آپ کو قرض کی ۱۰۰ روپے کے لئے ۱۰۰ روپے کو ادا کر دی جائے۔

چنانچہ میں نے محاسب صاحب سے رقم یا مبلغ اٹھا کر دس روپے کی رقم لے کر تمام قرضہ روپے کا حساب بے باقی کر دیا۔ اس پر ان ۱۰۰ روپے کو تمنا کہ میں نے آپ کی رقم سے متفرق رقم قرضہ کی ۱۰ روپے ہیں۔ اب حد ادا کرے کہ آپ کی رقم کو بھی جو بطل قرض میں نے یکمشت لی ہے، ادا کرنے کی توفیق ملے۔ اس خط کے جواب میں اس ۱۰۰ روپے نے مجھے تمنا کہ میں نے آپ کو یہ رقم بطل قرضہ میں دی بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور آپ کی خاطر دی ہے۔ نیز اسوں نے مجھے اپنے تئیں مقاصد کے سے دعا کی تحریک کی۔

دل یہ کہ وہ افسر مال کے عہدہ پر فائز ہیں اور باوجود اسے بننے کے اس کو ترقی نہیں ملی۔ درجنویہ  
اسر ڈپٹی مشن بن گئے ہیں۔ دوسرے ان کی خواہش ہے کہ ان کو خان بہادر کا خطاب مل جائے۔  
تیسرے ان کے ماں بڑے والا ہو۔

میں نے ان کے تینوں مقاصد کے لئے عاؤں کا سلسلہ شروع کیا۔ دوسرے کے حسن و  
حسن سوک کو پیش نظر رکھ کر وہ ملی توجہ سے ان کے لئے اعمال میں جاری رکھیں۔ یہاں تک کہ میرے  
سامنے شفقی طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک کاغذ پیش آیا۔ جس میں لکھا ہوا تھا کہ وہ اپنی مشہ  
بنائے جائیں گے۔ اور سب سے پہلے ان کا تہ رسلع کوہ انوار میں ہوگا۔ (اس کو خان بہادر کا  
خطاب ملے گا۔ اور ان کے ہاں لڑکا بھی تولد ہوگا جس کا نام مجھے احمد خاں بتایا گیا۔

اللہ تعالیٰ کی یہ عجیب قدرت احسان و فضل ہے کہ اس پیش خیری کے عین مطابق وہ اپنی مشہ کے  
عہدہ پر فائز ہو گئے۔ اور سب سے پہلے ان کا تہ رسلع کوہ انوار میں ہوا۔ انہوں نے اس تقرری کے  
بعد مجھے لکھا کہ آپ کا اطلاعی خط میرے سامنے پڑا ہوا ہے اور میں اللہ تعالیٰ کے علام الغیوب ہونے  
پر حیرت سے غور کر رہا ہوں۔ پھر ان کو خان بہادر کا خطاب سرکار کی طرف سے دیا گیا۔ اور یکم مئی  
۱۹۴۹ء کو ان کے ہاں لڑکا بھی پیدا ہوا۔ اور جس طرح بہت عرصہ پیشتر میں نے اس بچہ کا نام احمد  
حاجر دیکھا تھا۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حسن اتفاق  
سے اس کا نام احمد خاں ہی تجویز فرمایا۔ فالحمد لله علی ذالک

مجھے معلوم ہوا ہے کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بھی  
ان کے لئے خاص طور پر عافرمائی تھی اور حضور کو بھی ان کے ہاں لڑکا تولد ہونے کی بشارت ملی تھی  
اور یہ حقیقت ہے کہ خاکسار یا کسی دوسرے احمدی دوست کو اگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے کسی  
بہائی بشارت سے نوازا جاتا ہے یا کسی عافری قبولیت کا شرف حاصل ہوتا ہے۔ تو اس میں بھی ہماری  
کسی خوبی کا دخل نہیں۔ بلکہ یہ سب فیس اور نہایت ارکمال حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور  
آپ کے خاندان و خاتم رہبریت کا ہے۔

جمالِ معظیہ۔ زمینِ بشارت۔

میرزا میں ماں خاتمِ کرامت

گرچہ میرے والد محسن دوست بھی خان بہادر ملک صاحب خان صاحب نون اس قرضہ کے





کو اطلاع دے دی کہ اللہ تعالیٰ ان کے تینوں مقاصد پورے فرما دے گا۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص رحمت اور فضل سے میوں فیروزہ زہدیں صاحب کے تینوں مقاصد پورے کر دیے۔ ان کی بیوی کی بیماری ہفتہ عشرہ میں دور ہوئی۔ بیماری بھی اتنے ہی عرصہ میں جاتی رہی۔ اور ایک سال کے اندر ان کو اللہ تعالیٰ نے نرکا بھی عطا فرمایا۔ جس کا نام عبدالحمید رکھا گیا۔ جو بے شمار ثناء صاحب اہل لاہور ہے۔ واللہ الحمد للہ علیٰ ذالک

### شیخ فضل احمد صاحب بنالوی کے متعلق ایک واقعہ

مکرمی شیخ فضل احمد صاحب بنالوی جو ریٹائر ہونے کے بعد قادیان میں سلسلہ کے افاضت میں بھی ایک عرصہ تک کام کرتے رہے ہیں۔ ان کی پہلی شادی بنالہ میں ان کے رشتہ داروں میں ہوئی تھی۔ ان کے ہاں جب اس بیوی سے ایک عرصہ تک کوئی اولاد نہ ہوئی تو سبوں نے مجھ کو دعائی تحریر کی۔ سب میں دعا کرتا ہوا رات کو سویا۔ تو میں نے رات میں ایک ایک شیخ صاحب کے مکان پر حضرت بن کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چتر "بعلہ الشہداء" بندھی ہوئی ہے۔

اس خواب کی مجھے یہ تعبیر ہوئی کہ شیخ صاحب موصوف کی اہلیہ محترمہ کو بوجہ طریقی سعادت کے "محمد" صلی اللہ علیہ وسلم سے منسلک تعلق رکھتی ہیں۔ لیکن چتر کی عمومی سرشت کے مطابق ناقابل اولاد ہیں۔ چنانچہ میں نے اس روایا سے مکرمی شیخ صاحب کو اطلاع دے دی اور اس کی تعبیر سے بھی "گاہ در دیدہ" کے بعد سالہا سال گزرے کے باوجود ان کی اہلیہ محترمہ کے ہاں کوئی اولاد نہ ہوئی۔

اس صاحب بیوی کی وفات کے بعد شیخ صاحب موصوف نے عظیم برکت بحق صاحب حمدی صوفیہ دست پنیرہ کی ہفتہ سے شادی کی۔ جس سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے نئی بچے تولد ہوئے جو بچے اولادین کے لئے ترقی دہیں ہیں۔ واللہ الحمد للہ علیٰ ذالک

### موضع پریم کوٹ کا ایک واقعہ

موضع پریم کوٹ تحصیل جانیو، ضلع کوٹہ، انوار کے سیکرٹری جماعت مشی اللہ، صاحب کی پہلی شادی کو تیس سال گزر چکے تھے۔ لیکن ان کے ہاں کوئی اولاد نہ تھی۔ میں نے ان کو کہا کہ آپ دوسری شادی کریں۔ شاید اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے دوسری بیوی سے آپ کو اولاد عطا فرما دے۔ بعض

دوستوں نے کہا کہ اب مفتی اللہ داتا کی عمر ثانی کے قابل کہاں ہے؟ وہ تو پورے چھپے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ قرآن کریم سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت داتا گیلانی علیہ السلام کو وہی العظم منی واشعل الرأس شیبہ [3] کی حالت میں بھی حضرت خلیجیہ جیسا فرزند مل گیا۔ مفتی اللہ داتا صاحب تو بھی حضرت ذریعہ سے عمر میں ایک ٹکٹ چھوٹے ہوں گے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے مامیہ کی یوں ہے؟ چنانچہ میں نے بہت اصرار کیا کہ مفتی صاحب موصوف، دہریہ ثانی نہ بنیں۔ وہ اسے گئے کہ اس عمر میں مجھے رشتہ دینے کے لئے کون تیار ہوگا۔ میں نے کہا کہ آپ ثانی کا حزم نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ کوئی سامان پیدا کرے گا۔ اور میں اللہ، اللہ، اللہ کا بھی نہ رہوں گا۔

حسد سالانہ ۱۹۴۳ء میں مفتی اللہ داتا صاحب کا بیان آئے اور مجھ کو بھی ملے۔ ان کے ساتھ ایک جوڑ عورت اور ایک خوبصورت بچہ بھی تھا۔ میں نے پوچھا کہ یہ آپ کے ساتھ کون عورت ہے؟ اسے گئے کہ یہ دہریہ بیوی ہے جس کے لئے آپ نے دعا کی تھی اور کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ دہریہ ثانی سے بچے دے گا۔ چنانچہ بفضلہ تعالیٰ ایسا ہی ہوا ہے۔ اس کے بعد اس کے ماں خدا کے فضل سے اور بھی ولاد ہوئی۔ واللہ الحمد للہ علی ذالک

### دعا کے مستجاب

ایک دفعہ میں ضلع سرگودھا میں، سلسلہ تبلیغ منہ بہ تھا کہ میرا کام میرے مہتر احمد جس کی اس وقت چار پانچ سال کی عمر تھی، تپ نہرت میں جہاں ہوا یا۔ جب بیمار کو آتے ہوئے ۲۹ روز ہو گئے، وہ اس میں کچھ فائق نہ ہوا۔ اور بیمار کے ساتھ آنکھیں متورم ہو گئیں۔ اور ان میں پیپ پڑی تو حضرت ذکیر سید عبد الستار شاہ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مع اور سے: کہ میں کے جو اس کے معالج تھے سخت تشویش کا ظہار کیا۔ اور کہا کہ: دل تو بچے کی رست کی کوئی امید نہیں۔ لیکن اگر وہ جان نہ ہو یا تو بھی اس کی آنکھیں بالکل ضائع ہو جائیں گی۔

یہ ۱۰ دن میں، ذمہ بھارت، عموۃ تبلیغ کی طرف سے مجھے تار کیا کہ بچے کی حالت بہت شرب ہے۔ آپ نور کا، یان پنچیں۔ چنانچہ میں کا، یان آ گیا۔

جب میں نے بچہ کو اس تشویشناک حالت میں، دیکھا تو بہت بے چیں ہوا، اور نور حضور کے ایک عزیز حضرت علیہ السلام علیہ السلام، اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ حد مت میں دعا کے سے نکلا، اور

خود ایک کوٹھڑی میں داخل ہو کر اور اس کا رونا بند کر کے دعا میں مصروف ہوا۔ اس وقت حدیث کے فضل سے مجھے اسطرار کی حالت میں آگئی اور روج پھیل کر آستانہ الوہیت پر پانی کی طرح بہنے لگی اور مجھے محسوس ہونے لگا کہ دعا قبول ہوئی ہے۔ جب میں آٹھ یا پندرہ گز کے بعد کوٹھڑی سے باہر نکلا اور بچے کو دیکھا تو اس کا تپ اتر آیا تھا۔ **فالحمد للہ**

### آنکھوں کا علاج

اس کے بعد میں نے تین تولہ گائے کا مکھن پانی سے بیس ایکس دفعہ دھونے کے بعد یاہر توہ پر تین تولہ پسی ہوئی بھکوی کو اس کے ساتھ دائرہ کی شکل میں بچا کر اوپر چپنی اڑائی۔ اور دائرہ کو آٹے سے بند کر کے نیچے ایک گز تک گرم آگ دہانی۔ بعد ازاں عندائے اس مدبر بھکوی کو پینس ٹیشی میں ڈال یا اور یہ وہی استعمال کرنی شروع کریں۔ اللہ تعالیٰ نے محسوس اپنے فضل سے اس معمولی دوائی میں شفا رکھ دی اور چند دنوں میں بچے کی آنکھیں صاف اور درست ہو گئیں۔

**فالحمد للہ رب العلمین وحیر المحسین والمحبوبین**

### دو کامیابیاں

مرحوم ہشام احمد اور اس کے چھوٹے بیٹے عزیزم عزیز احمد نے جب نیرک کا امتحان دیا تو ان کے امتحان کے بعد میں مراد شوکت حیات خاں صاحب کے الیکشن کے سلسلہ میں امداد کے لئے کیمبل پور میں آیا۔ جب میں نے اپنے بچوں اور مراد شوکت حیات خاں صاحب کے متعلق اعلیٰ کی رٹو مجھ پر بعد نماز فجر عبود کی جاری ہوئی اور الہام ہوا کہ عزیز ہشام احمد عزیزم عزیز احمد انہوں امتحان میں کامیاب کر دیئے گئے ہیں اور مراد شوکت حیات خاں صاحب بھی کامیاب ہو کر دیئے گئے ہیں۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے دونوں بچے کامیاب ہو گئے اور مراد صاحب بھی تین ہزار روٹوں پر کامیاب ہو گئے۔ **فالحمد للہ علیٰ ذالک**

### اہانت کی پاداش

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے عید سعادت کی بات ہے کہ خاکسار موضع سعد اللہ پور میں صدقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دلائل بیان کر رہا تھا کہ وہاں چوہدری فضل داد صاحب

جو موضع چٹریاں کے رہینداروں میں سے تھے۔ آنکھ۔ ان کی طبیعت میں سرور، تحکم کا مادہ بہت زیادہ تھا۔ مجھے مخاطب کر کے کہتے تھے۔ ”تو یا مرزا مرزا کر رہا ہے۔ مرزا کے سوا تجھے کچھ سوجھتا ہی نہیں، حضرت قدس کی شان میں بہت سے تین آمیزہ الفاظ انہوں نے استعمال کئے۔ میں نے کہا کہ آپ نے حضرت مرزا صاحب کے متعلق جو باتیں کہیں وہ دشمنوں اور مخالفوں کی زبان سے سنی ہیں۔ جو حضرت مرزا صاحب سے دور رہتے ہیں اور سوائے کورانہ تقلید کے اور کچھ نہیں جانتے۔ جس طرح یہودیوں، عیسائیوں اور ہندوؤں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے غلط خیالات اور تصورات کی وجہ سے انکار کیا اور آپ کی ذات والا صفات پر طرح طرح کے اعتراضات کئے، اسی طرح میں عیوب و معائب نکالنے کا کوئی شخص آپ پر ایمان نہ لاتا ہے، یہی حاکمیت ان مخالفین کی ہے۔ حضرت مرزا صاحب کے پاس نہ گوار ہے کہ وہ لوگوں کو محبوب کر کے ایمان لائے پر مجبور کریں۔ اور نہ آپ کے پاس مال و مال ہے کہ طمع اور لالچ ہیں۔ یہیں جو شخص آپ پر ایمان لاتا ہے وہ محض علم صحیح اور جوش خالص و حسن نیت سے ایسا کرتا ہے۔ اور آپ کی جماعت کا دل بدل نہ دیتا اور باوجود اپنی مخالفت کے بدھنا آپ کی صداقت اور منجانب اللہ ہونے کا ایک بین ثبوت ہے۔

یہ سکرچوہدری فضل، ”صاحب نے بہایت ہی کبر سے کہا۔ کہ ”تمہیں مرزا کے ذریعہ سے کون سی بزرگی و رتبت ملی ہے جو ہمیں میر نہیں۔“ اور ہم اس سے خرم ہیں۔“

میں نے جواباً عرض کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب مسیح موعودؑ ظہور فرمیں گے۔ تو وہ اللہ تعالیٰ کی مقدس وحی کی روشنی میں امت کے اختلافات کا فیصلہ کریں گے، اور سب فرقوں میں سے ”عید رہیں“، ایک دل لوگ آپ کے فیصلہ کو قبول کر کے آپ کی اہمیت تسلیم کریں گے۔ پس ”مذہب اللہ تعالیٰ کے فضل سے مسیح موعودؑ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور پر جہاں بستر فرماتے، وہاں وہاں کی کورانہ تقلید سے ایمانی فیصلہ کا انکار کر رہے ہیں۔ ہمیں اللہ تعالیٰ نے توفیق بخشی کی ہم نے ایمانی فیصلہ کو قبول کیا۔ اور تمام وقت کی ہمت کر کے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو مانا۔

پس ہمیں حضرت مرزا صاحب پر ایمان لا کر علم صحیح اور عقائد حقہ کی نعمت حاصل ہوئی۔ اعمال صحیحہ لائے کی توفیق ملی۔ ہمیں آپ کے ذریعہ سے بے شمار ایمانی اور زمینی نشانات مشاہدہ کرنے کا موقع ملا۔ اور اللہ تعالیٰ کی ہستی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر یقین اور کامل یقین حاصل ہوا۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان پر عمل کر کے ہم زندہ خدا

کی تخلیقات کے مورد اور زندہ رسول کی برکتوں کے وارث بنے۔

چوہدری فضلؒ صاحب بجائے اس کے کہ میری باتوں کو سن کر کوئی انتشار کرتے۔ اپنے پہلے فقرات کو ہی وہ نے مانے گئے۔ چوہدری اللہ صاحب نے بھی ان کو سمجھایا اور بے جا کلمات کے استعمال سے روکا۔ یمن و دبا زندہ آئے۔ اور منے گئے کہ یہ "مرزا بنی میرا یا بٹا رستا ہے"۔ میں نے عرض کیا کہ چوہدری صاحب! ہمارے مقتدا پیشوا اور ان کی جماعت کا مقصد بٹا رستا نہیں بلکہ بنانا ہے۔ پس ہماری یہی خواہش ہے کہ آپ کا اور آپ کے حلقوں کا بھی کچھ نہ بڑے۔ یہ سن کر چوہدری صاحب غصہ ہوا، پھر میں نے کہا کہ ہمیں تم سے کسی قسم کا فائدہ وہی نے کی ضرورت نہیں۔ ورنہ ہی تمہارے مرزا سے کسی قسم کا فائدہ اٹھانے کی ضرورت ہے۔ تو نے ہمیں کیا سمجھا ہے؟ ہم کسی کے محتاج نہیں۔

میں نے عرض کیا کہ چوہدری صاحب! انسان اللہ تعالیٰ کا توہم وقت "مرزا" محتاج ہے۔ بلکہ عالم موجودات کا ورنہ وہ اس کا محتاج ہے۔ انسانی طور پر بھی "مرزا" فانی طور پر بھی۔ "ورس" کے قوی، حوس و رعشاء میں سے کوئی حاکم ہے یا اس میں انتقال واقع ہو جائے تو اس میں اس شخص کی فانی محض اپنے ارادہ و رفاقت سے نہیں رستا۔ اسی طرح ہوا، پانی، گگ وغیرہ کی ہر وقت انسان کو ضرورت ہے۔

یہ سن کر چوہدری صاحب نے کہنے لگے۔ "سن مرزا کیا! میں تجھے اور تیرے مرزا کو کچھ نہیں سمجھتا۔ میری گاؤں میں بڑی جائیداد ہے۔" ایک وسیع قطعہ اراضی کا مالک ہوں۔" میں نے کہا۔ "یا آپ کی جائیداد مصر کی مملکت سے بھی زیادہ ہے۔ کہنے لگے کہ اتنی نہ سہی۔ لیکن پھر بھی ایک گاؤں کے بہت سے حصہ کا مالک ہوں۔ میں نے کہا کہ اگر آپ نیوی حکومت کو لگان نہ دیں تو وہ آپ کو اس اراضی سے بے دخل کر سکتی ہے تو خداے... بجا ل کی حکومت کیا کچھ نہیں کر سکتی۔ کیا اس کے اختیار میں نہیں کہ جس کو چاہے حکومت کے تخت پر قابض کرے۔ اور جس کو چاہے حکومت سے بے دخل کر دے۔" اس پر چوہدری صاحب کہنے لگے کہ "یا ٹو اور تیرے مرزا خدا ہیں۔ جو مجھے میری مملکت سے بے دخل کر دیں گے۔"

میں نے عرض کیا کہ میں اور میرے پیشوا کسی کو جائیداد سے بے دخل کرنا نہیں چاہتے۔ بلکہ ہماری یہ خواہش ہے کہ نیوی حساسات کے ساتھ اثر و نفوذ بھی لوگوں کو حاصل ہوں۔ ہاں جو شخص

حد کے مقدس اور برتر یہ دماسورہوں کی توحین کا ارتکاب کرتا ہے۔ وہ حدائی مروت میں بھی تاتا ہے  
 ، حضرت مراد صاحب کے ساتھ توحید تعالیٰ کا خاص مدد ہے۔ کہ انہی مہیئیں میں اراد  
 ہدسک 4 یعنی جو آپ کی امانت کا اراد کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو لیل کرے گا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی  
 غیرت ہے جو وہ اپنے پاک مسیح کے لئے رہتا ہے۔

یہ سن کر چوہدری صاحب سمجھ گئے۔ کہ تمہیں کچھ حاشیت حاصل ہے تو میرے کچھ بٹا کر  
 دکھاؤ۔ میں نے عرض کیا کہ میں تو آپ کا کچھ بٹا کر نہیں سکتا۔ لیکن آپ کی یہی خوشنہل ہے تو اس  
 کو پورا کرنے والی ایک ہستی ایسی ہے جو اپنی حکمت اور مصلحت سے ایسا بھی کر سکتی ہے۔ اس پر  
 چوہدری صاحب ہنسی ماز سے، شام طرازی کرتے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے کہ ”اس میرزائی کانر  
 کو میں بیا بھکتا ہوں اور یہ یا تجی ہے۔“ ماں سے چلے گئے۔

### امانت کا نتیجہ

اللہ تعالیٰ کی عجیب قدرت ہے کہ اس امانت آمیز سنگو کے چند روز بعد چوہدری صاحب مذکور  
 لاہور گئے۔ اور ماں جاتے ہی ایک طوائف کے پھل میں پھنس گئے۔ اور اس کو طرح طرح کے  
 سزا بٹ دکھا کر اپنے گاؤں موضع چہریاں میں لے آئے۔ اور عورت کو عرصہ تک ماں ری اور  
 چوہدری فضل کی حمت اور ست نہ یاد کر کے واپس لاہور چلی گئی۔

جو خطیہ رقم اوہر اوہر سے اکٹھی کر کے چوہدری فضل داد نے اس عورت پر شرف کی تھی اب اس  
 کی واپسی کا شفا شروع ہوا۔ اور ان کے خلاف مقدمہ کی صورت پیدا ہوئی یہاں تک کہ اس ذلت  
 آمیز حالت میں ان کو اپنے آبائی وطن سے روپوش ہونا پڑا۔ اور وہ جہاں اس پر ان کو بیڑا مارتھا کچھ  
 اس سحر دے لوٹ لی۔ اور باقی مقدمات لی نہ رہوئی۔ غنیمت وہ تھوڑے ہی عرصہ میں ہر طرح کی  
 ذلت اور کجبت کا شکار ہو گئے۔ لَاعْتَبِرُوا بِأُولَى الْأَنْصَارِ

### جماعت احمدیہ کا مقام

اس کے ایک عرصہ بعد جب میں لاہور میں قیام رکھتا تھا اور ان دنوں جناب چوہدری محمد ظفر  
 اللہ خاں صاحب با آقا مجھ سے قریب قریب بیٹھائی اور حجۃ اللہ ابانہ پر حاضر تھے تو میں نے  
 ایک رات رؤیا میں دیکھا کہ حضرت شاد ولی اللہ صاحب محدث، ملکی رحمۃ اللہ علیہ مجھ سے جی قریب

نوز کبیر پڑھ رہے ہیں میں آپ کو پڑھاتے وقت کئی مقامات کی جو احمدیت کی تعلیم کے مطابق قابل اصلاح معلوم ہوتے ہیں اصلاح کر رہا ہوں۔ میرے اس اصلاحی بیان کو سن کر حضرت شاد صاحبؒ بہت ہی خوشی اور مسرت کا اظہار کرتے ہیں اور مجھے مخاطب کر کے فرماتے ہیں کہ آپ کی جہت میں جو ”اصول و وجہ کے فرق“ ہیں۔ ہم لوگ ان میں سے ہیں۔ اس وقت مجھے یہ بھی تمہیں ہونی کہ جناب چوہدری محمد ظفر رحمہ اللہ خاں صاحب اپنے دس ساتھی کے لحاظ سے حضرت شاد ولی اللہ صاحب و مدنی سے بہت مناسبت رکھتے ہیں۔

مجھے نواز علیؒ آپ کی نسبت بٹا راست ملی ہیں۔ جب آپ وائسرائے کی کونسل کے ممبر ہوئے تو اس سے پہلے مجھے بتایا گیا کہ آپ کامیاب ہو جائیں گے۔ ان طرح آپ کے فیڈرل کورٹ کے جج بننے سے پہلے بھی میں نے خواب میں دیکھا کہ آپ کے سر پر ایک ایسی کلاہ رکھی گئی ہے جس کے نی کوٹے ہیں و سب اطراف سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس روایا کا تعلق آپ کے بعد کے رفیع المصرت عہدوں سے بھی معلوم ہوتا ہے۔ ان طرح جب آپ بمبئی میں قیام فرماتے تو میں نے آپ کی کوٹھی میں خواب دیکھا کہ آپ کے والد ماجد حضرت چوہدری نصر اللہ خاں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ برآمدہ میں کھڑے ہیں اور ہاتھ میں قرآن کریم لئے برسرِ رو یوسفؑ جاہلست کر رہے ہیں اور دہر دہر یہ نثر دہر دہراتے ہیں ”میرا یوسف میرا یوسف“۔ اس خواب سے میں نے جناب چوہدری صاحب کو اطلاع دے دی تھی۔ اور مجھے یقین تھا کہ آپ وزارت کے عہدہ پر ضرور فائز ہوں گے۔  
والحمد للہ علیٰ نعمہ

### اصل واقعہ

اوپر کے حالات ضمنی تحریر میں آگئے ہیں۔ واقعہ چوہدری احمد کا شروع ہے۔ ایک دن جناب چوہدری صاحب نے اپنی کوٹھی پر بلا دیا اور باب کے مجھے بھی کھانے پر مدعو کیا۔ جب میں بہت روٹا ہوا آپ کی کوٹھی میں پہنچا تو چوہدری فضلؒ صاحب کو میں نے دیکھا کہ ایک طبقہ پر دھڑلے لوگوں کے ساتھ نہایت خستہ حالت میں بیٹھے ہیں۔ میں تواہر پچاٹا دیا۔ ”چوہدری فضلؒ جو سی مقدمہ کے سلسلہ میں مشورہ کے لئے آئے ہوئے تھے۔ باہر بیٹھے رہے۔ جب میں دعوت سے فارغ ہو کر باہر نکلا تو چوہدری فضلؒ داد مجھے ملنے کے لئے اُٹھے۔ اور کہنے لگے کہ کیا آپ کے



چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب سے تعلقات ہیں۔ میں نے کہا کہ ہاں حضرت مسیح موعودؑ کا دیالی  
عہد صلوٰۃ والسلام کی برکت سے ہم سب ایک دوسرے کے ساتھ رہ رہتے ہیں۔

اس کے بعد چوہدری فضلؒ نے مجھے اپنی بہ باوی کا طویل قصہ سنایا۔ ”رہبرِ دہلیؒ نے مجھے  
”خیر قسمت کا یہ منہوں چہرہ مجھے سب تک پیتا رہے گا“ میں نے کہا کہ

میں بھی اس سزاقتہ را کہ اگر وہ زوتاں میں  
مگر چوں حال تو تبدیل رہا، کسی بیش سوئے تبدیل گردد  
حد تو بہ + نام رہا بہ شد پس از صد عیب آید رہا بہ شد  
اس کے بعد معلوم نہیں کہ نئی اہلیت کے عہد کا یہ نتائج اس جگہ خواتین کا رہا۔  
چوہدری فضلؒ کی شدید مخالفت کے باوجود ان کے گاہوں موضع چہریاں میں اللہ تعالیٰ نے کئی  
افراد کو حمد و ثناء قبول کرنے کی توفیق بخشی۔ چنانچہ چوہدری تاج خاںؒ اور چوہدری جس محمد وزیج  
نئی کے کنبہ سے ہیں۔ اسی طرح گاہوں میں سید لال شاد صاحبؒ اور سیدہ ارشاد صاحبہؒ کی  
ولدہ وراثت کے چوہدری فضلؒ کی شدید مخالفت کے باوجود احمدی ہوئے اور احمدیت کی پیروی بھی  
ان کے لئے حسرت اور تکلیف کا باعث بنی۔

### گوجرانوالہ میں ایک واقعہ

چینیٹ کے شیخ محمد امین صاحب اور ان کے دو چھوٹے بھائی میاں احمد دین صاحب اور  
میاں احمد نسیم صاحب لاہور میں کاروبار کرتے تھے۔ ان میں سے میاں احمد دین صاحب احمدی نہ  
تھے بلکہ بھائی احمدی تھے۔ ”روپیہ احمدی ہونے کے ساتھ انوالہ اور چینیٹ کے خوشگن کا آپس  
میں گہرا تعلق اور مراسم تھے۔ میاں احمد دین کی پہلی بیوی کی وفات پر انہیں ”وتہ نوالہ کے خوشگن  
سے معلوم ہوا کہ گوجرانوالہ میں شیخ نبی بخش مرحوم کی لڑکی فارشیدہ ان کے لئے بہت موزوں ہے شاید  
تخریک کرنے پر کامیابی ہو سکے۔ چنانچہ سب نے حکیم محمد الدین صاحبؒ امیر جماعت احمدیہ  
کو ”وتہ نوالہ سے بہا کہ مویشی نبی صاحب مرحوم کی بیوی کو تخریک کریں۔“

حکیم صاحبؒ کی تخریک پر بیوہ شیخ صاحب نے جواب دیا کہ میری ایک بیٹی لڑی ہے۔ مرید رہ  
میں۔ ”روپیہ کا سارا سامان مجھے جینے میں ملتا ہے۔ میری لڑکی فارشیدہ دولے سنا ہے جو بیچیں ہر

روپیہ نقد ملے گا۔" انہوں نے کہا۔ میں احمد دین صاحب اپنی خطیہ رقم ۱۰۰ روپے کے لئے تیار نہ تھے۔ انہوں نے اپنے ۱۰۰ روپے احمدی بھائیوں کے درمیان سے مجھے عطا کر کے لئے تحریر کی۔

چنانچہ میں نے میں احمد دین صاحب کے رشتہ کے لئے دعا کی حد اتھالی کے فضل سے مجھے چھ سو قریب ملے۔ "نیا۔" اور میں نے عمارت کے لئے تین سو روپے لکھا کہ میں احمد دین صاحب کو یہ رشتہ مناسبت سے ہے۔ "یہ تقدیر کی طرح مل نہیں سکتی۔"

چنانچہ میں نے سب خواجگان اور خلیفہ محمد الدین صاحب کو بتا دیا۔ کہ لڑکی کا نکاح میں احمد دین صاحب کے ساتھ ہونا اہل تقدیر ہے۔ اس پر خلیفہ محمد الدین صاحب اور بعض اور لوگوں نے کہا کہ لڑکی ۱۰۰ روپے وراثت کے ساتھ انکار کر رہی ہے۔ "یہ روادہ ہو۔" طرح بھیجے کے کہ بات کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں۔

میں نے کہا کہ مجھے جو کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے علم ہوا ہے۔ میں نے اس کا اظہار کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے عیب تصرفات ہیں کہ ابھی ۱۰۰ تین دن نہ گزرے تھے کہ لڑکی کی والدہ نے حکیم محمد الدین صاحب کو بلا بھیجا۔ اور میں ہزار روپیہ ملے۔ "اگلی ۱۰۰ میں احمد دین صاحب کے ساتھ اپنی لڑکی کا نکاح منظور کر دیا۔"

پندرہ دن کے بعد مقررہ تاریخ پر میں احمد دین صاحب اپنی ۱۰۰ روپے کو لاہور لے آئے اور مجھے بل کر کہا کہ ہم نے دعا کا اثر اور الہامی بشارت کا ثبوت میں آمادہ کیا ہے اور مبلغ یک سو روپیہ کی رقم میرے سامنے رکھ دی۔ "اس کو قبول کرے کے لئے کہا۔ میں نے کہا کہ عمارت کے لئے میری غرض صرف احمدیت کی غباری نہ کہتے۔" درمیان آپ نے اتمام حجت کرنا تھی۔ میں احمد دین صاحب پر اس واقعہ کا بہت اثر ہوا۔ اور انہوں نے بر ملا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا اقرار کیا۔ فالحمد للہ علی دینک

## دعا کے قبول نہ ہونے میں حکمت

ایک دفعہ کاہنہ کہ میں ایک مناظرہ میں شرکت کے لئے لاہور سے غرم خانہ آؤں، (ضلع کوٹہ خواجہ) رات کے وقت روانہ ہوں۔ خانہ آباد کے لئے گاڑی سائیکل جیشن سے تبدیل ہوتی تھی۔ میرے پاس کافی سامان تھا۔ جب لاہور والی گاڑی سائیکل چننی تو تین چار بجے کا وقت تھا۔

تعلق سے کوئی قلمی نڈل کا۔ میں نے پلیٹ فارم پر اتر کر دریافت کیا کہ حائفہؒ باد جانے، لی گاڑی کب روانہ ہوئی۔ ایک شخص نے بتایا کہ دو گاڑی سامنے کے پلیٹ فارم پر تیار کھڑی ہے اور روانہ ہونے والی ہے۔ میں اپنا سامان خود ہی اسی سرافٹاں وٹیز میں پلیٹ فارم کی بیڑھیوں پر چڑھا۔ بھی دوسرے پلیٹ فارم پر نیچے اتر اسی تھا کہ گاڑی چلی پڑی۔ میں اس کام کی ادیت کے پیش نظر دہڑتا ہوا دعا کرتا ہوا گاڑی کے ڈبے تک جا پہنچا اور برائے اتفاق سے اسے کہا کہ مجھے بہت ضروری کام ہے گاڑی فرارہ کیس یا۔۔۔ میں نے اس میں سوار ہو جاؤں۔ میں اسی طرح گاڑی کے ساتھ ساتھ دہڑتا جاتا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ سے بڑے تضرع سے دعا کر رہا تھا کہ پلیٹ فارم ختم ہو گیا۔ اور گاڑی بھی زیادہ دیر ہوئی۔

میں سخت مایوس اور رنجیدہ ہوا۔ یہ کام سلسلہ کا تھا۔ مجھ سے جہاں تک ہو سکتا تھا میں نے کوشش کی۔ رہنمائی عاتزی سے اللہ تعالیٰ کے حضور بھی عرض کرتا رہا۔ لیکن اس نے میری التجا کو نہ سنا۔ اور میری دعا کو نہ ہامیت، نہ مقصد کے لئے تھی۔ منظر رنہ فرمایا۔ اب میں یا کرتا۔ مجھے سخت درد اور دکھ محسوس ہو رہا تھا۔ یہی حالت میں میں پلیٹ فارم پر بیٹھ گیا۔ ایک شخص نے مجھے اس طرح دیکھ کر فسوس کا ظہر دیا۔ اور کہا کہ آپ کو کیا ہوا تھا فسوس ہے کہ آپ گاڑی سے رو گئے۔ میں نے کہا کہ مجھے ایک نہایت ضروری کام کے لئے حائفہؒ باد پہنچنا تھا۔

میں نے کہا کہ حائفہؒ باد کی گاڑی تو دوسرا سے کھڑی ہے اور پورمنٹ میں روانہ ہوئی۔ یہ گاڑی تو لاہور جا رہی ہے۔ جونہی میں بے یہ بات سنی۔ میرے شکوہ، شکایت کے خیالات جذبات، شکر سے بدل گئے۔ میں بے حائفہؒ باد جانے والی گاڑی میں سوار ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ، شکر، کیا کہ اس طرح میں نے میری دعا کو جو میرے لئے بہت سی نقصان دہ تھی۔ اور جس کے قبول ہونے کے لئے میں تضرع سے درخواست کر رہا تھا، رد کر کے مجھے تکلیف اور نقصان سے بچا لیا۔ اگر میری دعا قبول ہو جاتی۔ اور میں اس گاڑی میں سوار ہو جاتا جو میں غلطی سے حائفہؒ باد جانے والی سمجھ رہا تھا اور جو دراصل لاہور جانے والی تھی تو میں بوقت حائفہؒ باد نہ پہنچ سکتا اور نقصان اٹھاتا۔

اس واقعہ سے مجھے اللہ تعالیٰ نے سمجھایا کہ دعاؤں کے رد ہونے میں بعض دفعہ اللہ تعالیٰ کی خاص مسکینتیں کارفرما ہوتی ہیں جو ہر انسان کے فائدہ کے لئے ہوتی ہیں جن کو انسان اپنے ناقص علم کی

ہر سے نہیں سمجھتا۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کی رحمت بہ وقت، نیا پر اپنا سایہ کئے ہوئے ہے۔ **فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ  
الْعٰلَمِیْنَ**

### حکایت عجیبہ

ایک دفعہ میں لاہور سے قادیان آنے کے لئے گاڑی پر سوار ہوا۔ حسن اتفاق سے قادیان میں  
حضرت ڈاکٹر میر محمد امجد علی صاحب رضی اللہ عنہ بھی سوار ہوئے۔ میں آپ کو، کچھ تر بہت مسرور ہو۔  
وہ آپ بھی مجھے، کچھ تر بہت خوش ہوئے۔ میں نے عرض کیا کہ عربوں کا یہ طریق تھا کہ حالت سفر میں  
سفر کو سائی سے ہانٹنے کے لئے کہتے تھے کہ **هَلْ بِحَسْبِیْ اِنَّ اَحْمَدَکَ** یعنی "یا آپ مجھے ٹھہریں  
میں یہاں آپ کو، ٹھہریں۔ اس سے ان کا یہ مطلب ہوتا کہ آپ مجھے کوئی واقعہ یا حمایت نہ میں یہاں  
آپ کو کوئی واقعہ یا حمایت نہ میں تاکہ سفر آسانی اور دلچسپی سے مت جائے۔

میری یہ بات سن کر میرے صاحب نے حکیم جمال خاں صاحب کے خاندان کا ایک واقعہ سنایا جو ان  
کے حادہ اس کی شہرت اور عظمت کا باعث بنا۔ حکیم جمال خاں صاحب کے دادا کے وقت میں ایک  
بہت بڑا مگریرہ اسر جو غانا پر کرنیل کے عہد پر تھا۔ اس وقت یہاں پر دہلی میں آیا۔ وہ اس کی بیٹی  
اس سنس کر باتیں کر رہے تھے۔ لیڈی کو آحوں میں یہاں مل کا تمام دہنتے ہنستے اچانک بے ہوش ہو کر  
زمین پر گر پڑی۔ کمرہ میں سے بعد معائنہ بالاتفاق رائے دی کہ اس کی وفات واقع ہوئی ہے۔ جب  
پہرچوں کو معلوم ہوا کہ ملاں مگریرہ اسر کی بیوی فوت ہو چکی ہے۔ تو وہ غسل اور جتارہ کو تیار کرنے  
کے لئے وہاں گئے۔ مگریرہ اسر واقع ہوا اور کفن کیا۔ غسل اور جتارہ کیسہ امیر کی بیوی تو  
بھی یہ سے ساتھ نہیں جوتی باتیں کر رہی تھی۔ دوسری نہیں بلکہ رہ رہے۔ لوگوں نے کہا جب کمرہ میں  
سے متفقد رہے۔ یہی ہے کہ ان کی وفات واقع ہوئی ہے تو اس بارہ میں شک نہ کرنا بے معنی اور  
مشتمک چیز ہے۔

اس مگریرہ اسر نے کہا کہ میں کمرہ میں رہتی رہی کہ کوئی انحال قبول کرنے کے سے تیار نہیں،  
یہاں ہی تھا، کو بلا کر بھی میں اپنا اطمینان نہ کرنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ حکیم جمال خاں صاحب کے وہاں کو  
ہو گیا۔ وہاں سے اور انہوں نے سب حالات سن کر لیڈی صاحبہ کو اچھی طرح دیکھا۔ معائنہ کے بعد  
انہوں نے وہاں سے بد و قیاس لگوا میں۔ اور حکیم صاحبہ کو چٹ تار اور منہ آمان کی طرف کر کے وہاں سے

حکم دیا کہ ایک شخص لیڈی کے دائیں کان کے پاس اور دوسرے بائیں کان کے قریب بندھ کر رہ کر رہے ہو جائے اور ان کے اشارہ پر ایک وقت فارغ ہوں،۔۔ چنانچہ ایسا ہی کیا۔۔ جوں ہی بندھیں چلیں،۔۔ اور وہ کھاک کھاک میم صاحبہ فوراً اٹھ کر بیٹھ گئیں۔ یہ کیونکر حاضرین حیران رہ گئے۔ اور وہ انگریز سرکاری مظاہرہ دیکھ کر خوشی سے اچھل پڑا۔

ذکرہ میں نے حکیم صاحب سے دریافت کیا کہ آپ کو شیخی کرنے کے بعد کیا سمجھ میں آیا۔ حکیم صاحب نے بتایا کہ سب لیڈی صاحبہ کے شہ نے مجھے بتایا کہ وہ عشق و ربات میں سرتی ہوئی چاک بے ہوش ہو کر رہ پڑی ہیں اور ان کو آخروں میں جملہ کا ہے۔ تو میرے بہن میں یہ بات سنی کہ شیخی پر بھی ماں کے جیسے تاثر پڑتا ہے۔ ممکن ہے کہ شیخی نے فرط انبساط سے حرکت کی ہو۔ ورس سے بعض تاثر،۔۔ عروق میں جن کا قلب سے تعلق ہے شدید پیدا ہوئی ہو۔ اور قلب اپنی حرکت کی وجہ سے متاثر ہو کر شیخی کا باعث ہوا ہو۔ مجھے یہ شیخی عام سکتے کے شاپ معلوم ہوئی۔ اور جب میں نے میم صاحبہ کی شکلوں کو بغور دیکھا تو ان کی چلیوں میں مجھے رمدی کی علامت معلوم ہوئی۔ معاویہ سے ذہن میں علاج کے لئے یہ تدبیر مانی کہ وہ بندھیں مگر آبرو کے حماک سے علاج یا جائے۔ ممکن ہے کہ میں کے مازک ترین خواص حماک کے اثر کے ماتحت رہا۔ اتفاق ہو کر حرکت کرتے ہوئے چاک میں ورس کی حرکت سے وہ تاثر جو قلب کے لئے باعث صدمہ ہوئے ہیں۔ اپنی اصلی حرکت پر چاک میں ورس کی درستی سے قلب کی حرکت درست ہو جائے۔ یہ خدا تعالیٰ کا فضل و احسان ہے کہ یہ طریق علاج کامیاب ہوا اور لیڈی صاحبہ کو شفا ہوئی۔

حکیم صاحب کی اس حیرت انگیز اور درت افزا کامیابی پر اس انگریز سرکاری مظاہرہ نے پے کی فضیلت ان کو بطور انعام دی۔ اور اس طرح دہلی کے اس خانہ ان کی شہادت اور مقبولیت کا آغاز ہوا۔

### کوسٹہ کا ایک واقعہ

کوسٹہ (بلوچستان) کے مشہور ریلوے کے بعد خاکسار کو تبلیغی انجمن کے ماتحت کو لے جانے اور ماہ پر کچھ عرصہ تک قیام کرنے کا موقع ملا۔

ایک دفعہ وہاں کی جماعت کے ایک غریب احمدی دوست نے جو بہت مخلص اور دیر رتھے میری دعوت کی۔ جب میں ان کے گھر پہنچا۔ اور ان کے مکان کو دیکھا تو وہ ایک چھوٹی سی کچی عمارت

تھی جس میں ہی سیارہ نبوس فرہش تھے۔ اس مکان کے ارڈر دی بنی بنی پختہ عمارتیں زلزلہ سے زمین کے ساتھ پیوست ہو چکی تھیں۔ اور ان کی اینٹیں ادھر ادھر منتشر تھیں۔ کھانے سے قاریغ ہو کر اس دوست نے مجھے اپنا کچا مکان دکھایا۔ اور ارڈر کی عظیم الشان عمارتوں کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ ہمارے اس مکان کا محفوظ رہنا خدا تعالیٰ کا عظیم الشان تصرف ہے۔ اور اس کے رد گردی سرافلک عمارتوں کا زمین کے ساتھ پیوست ہو جانا بھی کوئی اتفاقی حادثہ نہیں بلکہ ایک ہر جہت ہی نشان ہے۔

جب ہم رات کو گھر کے سب افراد صبح سویرے جورتیں اور بچے سوئے ہوئے تھے۔ تو رلزلہ کا ہی آگن جھٹکا گا۔ میں دروازے کی کھڑکڑاہٹ سے بیدار ہو گیا۔ اور میں نے خیال کیا کہ شاید کسی بیوی بکٹے نے دروازے کو ملا لیا ہے۔ اور اس سے زنجیر میں آواز پیدا ہوئی ہے۔ اس کے بعد میں پھر سو گیا۔ اور گھر کے دوسرے افراد بھی سوئے رہے۔ صبح کے وقت بیدار ہونے پر جب ہم نے گھر سے باہر نکل کر ارد گرد پر بادی دیکھی تو سخت افسوس ہوا۔ ہمارے مکان کے ارد گرد کی فلک ہوس عمارتوں میں سے کسی عمارت کا کوئی حصہ بھی جھٹکے سے ہمارے مکان کی طرف گرنا تو ہم سب ہی صبح کے نیچے اب ر مارتے۔ یمن یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ کوئی مارتہ عمارت بھی ہمارے مکان کی طرف نہیں گری۔ بلکہ مخالف سمت میں گری اور ہم محفوظ رہے۔ چنانچہ میں نے بہت سے لوگوں کو بلایا۔ اور ہمیں یہ عظیم الشان نشان دکھایا کہ کس طرح خدا تعالیٰ نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک سے دوسرے سامان غلام کو تباہی سے بچایا۔ اور ایسی عمارت میں محفوظ رکھا جب کہ طبعی سہا ب ملاکت کے لئے چاروں طرف سے منہ کھولے ہوئے تھے۔ فالحمد لله رب العلمین

### مجلس صوفیاء میں

ایک دفعہ میں نے رویا میں دیکھا کہ ایک مجلس میں مختلف صوفی بر رگ اپنا اپنا منظوم کلام پیش کر رہے ہیں۔ اسی دوران میں مجھ سے خواہش کی گئی کہ میں بھی کچھ کہوں۔ چنانچہ ذیل کا منظوم کلام ابھائی طور پر میری زبان پر جاری ہوا۔

خبرم رسید امشب کہ نگار خواہی آمد  
مرمن فدائے راہے کہ سوار خواہی آمد

ہمہ آہن صحر، سر خود نہا، بر کف  
 ہامید آنکہ روزے پہ شکار خواہی آمد  
 شے کے شوق دار نگہداشت ہر دہاں  
 پہ جنازہ گریانی پہ مزار خواہی آمد  
 یہ شعار غالب میر خستہ کے ہیں۔

میں نے یہ دیکھا حضرت حلیمہ السسیح، اثنی عشریہ اللہ تعالیٰ بنصرہ وافرہ پر کی خدمت میں کھڑی تھی حضور نے اس کو اسرارِ قاری میں شائع فرمایا۔

یہی طرح ایک اور موقع پر حاتم ربیعہ کی زبان پر یہ شعر جاری ہوا۔  
 حجر ماز سے سب متعل عاشق، یکجا  
 بہہ چلا خون میرا خون شہیداں ہو کر

### زندگی کا رستہ

ایک دفعہ میں شمشیر میں تیلی، مرد پہنچا۔ سب پر بازی سب میں جگہ جگہ نہیں ٹھیک و فرار سے  
 ہر طرف پڑا۔ تو اس وقت مجھے خیال آیا کہ مسافر کی حالتیں حال ہے کبھی عروج ہوتا ہے کبھی زوال۔  
 کبھی انسان ملندگی پہ چڑھا ہوتا ہے، کبھی پستی میں گر رہا ہوتا ہے۔ کبھی اس کی زندگی گھٹنوں میں  
 گھری ہوئی ہوتی ہے، کبھی آرام و سہولت کے میدان میں سے گزر رہی ہوتی ہے۔ اس حساس  
 کے ماتحت میں نے اس پر بازی ہنگام میں اپنے ساتھیوں کو دعا کی تحریک کی۔ اور ہم سب نے  
 شکریہ کھوں کے ساتھ بہت دعا کی۔ اس دعا کے کچھ دن بعد اس عمارت کو الہام ہو گیا۔

”کوئی رنج، ملال است جان مجنوں،  
 ملال فرقت لیلی، رنج قریب نیر“

اس لہجہ کی کلام سے مجھے یہ بات سمجھ میں آئی کہ عبد سالک پر جب وہ مجاہدات سے منہ پر محبوب  
 کے لئے کوشاں ہوتا ہے۔ ایسی حالت بھی جتنی ہے کہ ایک طرف اس کو اپنے ماکمل سلوک کی سہ سے  
 حد تک رسائی نہیں ہوتی، اور دوسری طرف، نبوی حائقی سے پورے طور پر فراغت میں نہیں جاتی۔  
 عام طور پر یہی حالت، یکسوئی میں جاتی ہے۔ اور بہت ہی قلیل تعداد میں لوگ قرب و وصال کی لذت  
 سے بہرہ ور ہوتے ہیں لیکن اس ناقص حالت کی دہرائی خود سالکوں پر ہے ورنہ۔

با، شاہوں کو غرض پراد سے کیا  
ہم نے کھینچی آپ ہی دیوار ہے!

حد تعالیٰ کی محبوب ہستی کو پردے کی کیا ضرورت ہے۔ اس کا حسن اور احسان تو ہم سب کو روکنے والی قہقہوں کے سامنے جلوہ نما ہونے کے لئے تیار ہے۔ اس کا ہمارے لئے محبت کا قوی جذبہ چاہیے۔ جو انسانیت کے خس و خاشاک کو خاک پر پاؤں کرے۔ اور سبکی زبردستی پر ایک موت و زندگی کے تار و پود انسان حد تعالیٰ کی راہ میں ہر گئی کو شیریں کر دے۔ مگر زہ کو تر یاق اور ہر موت کو بین حیات یقین کر دے۔ یہی وہ مقدس مقام ہے جو تمام سالکوں کا حقیقی مقصود ہے۔

مشتق مست کدور عشق سوزاں بہ نشاندہ  
مشتق است کدور خاک مذلت مہاندہ  
سب پرستے سرمد ہاں نہ نشاندہ  
مشتق است کدوریں کار ہمد صدق نہاندہ

### حافظ آبادی

سیدنا حضرت السید صالح المدعو، ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ، نے خلافت کے ابتدائی دنوں میں خاکسار نے کشف میں دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس کتاب مواہب الرحمن ہے جس میں جماعت کے بعض افراد کے نام درج ہیں۔ ایک جگہ پر میں نے اپنا نام بھی لکھا ہوا دیکھا۔ وہاں پر میرا نام اس طرح ہے: "مولوی محمد رسول حافظ آبادی" مجھے اپنے نام کے ساتھ حافظ آبادی پر حیرت چھو ہوئی۔ یہ کون سا نام تو رائی کی ہے۔ کہ حافظ آبادی۔ حافظ آبادی کی تعبیر بعد میں یہ ہوئی کہ سیدنا حضرت السید صالح المدعو، کے، خلافت میں جب بھی کسی جماعت میں اصداقی، مرتزقی، ضد مرتزقی، قتی، ذی اس خاکسار کو عموماً اس جماعت میں بھجوا دیا جاتا۔ اس طرح خدا تعالیٰ نے جماعت کی تربیتی خدمت کا لیے عرصہ تک موقع عطا فرمایا۔

خدمت؟ یہ کے ابتدائی سالوں میں ایک بے عرصہ تک مجھے لاہور میں تھیں مگر جو غیر مباحثیں کا مرکز ہے خدمت سلسلہ کا موقع ملا۔ یہ کام بھی جس کی توفیق بفضلہ تعالیٰ سیدنا حضرت علیہ السلام کی تھی ایدہ اللہ تعالیٰ کی زیر ہدایت مجھے ملی جماعت کی اندرونی حفاظت کا ہی تھا۔



## ایک عجیب مشابہت

خداوند تعالیٰ کے ابتدائی زمانے کی بات ہے کہ میں لاہور کی احمدیہ مسجد میں ایک دن درس سے فارغ ہو رہا تھا، باب میں بیٹھا ہوا تھا تو اچانک چودھری غلام حسین صاحب انسپٹر مدارس جو اس سے پہلے میرے واقف نہ تھے اور نہ ہی میں ان کو پہچانتا تھا، ہمیں، یکے کرشمہ ایف لے آئے۔ میں نے ایک شخص کو بھی کدو دھ لے آئے۔ جب وہ شخص کدو لایا تو میں نے اسے اشارہ کیا کہ اس کدو کو صاحب کی خدمت میں پیش کر دے۔ اور میں نے چودھری صاحب کی خدمت میں عرض کیا کہ اس کدو کو نوش فرما لیں۔ انہوں نے کدو پی یا فرمانے لگے۔ عجیب بات ہے کہ کل میں نے حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ کو خواب میں دیکھا کہ انہوں نے مجھے کدو پایا ہے۔ اور آج میرا سب کچھ سے گزر رہا تو میں نے دیکھا کہ آپ بالکل شیخ سعدی کی شکل میں ہیں۔ اور خواب کے مطابق آپ نے بغیر جاں پیچ کے مجھے کدو بھی پایا دیا۔ اس واقعہ سے مجھے تعجب ہے کہ خواب اور بیداری میں ایک ہی جیسا واقعہ ظاہر ہو۔

## مناظرہ موضع تہال

میں موضع کجرات کے شمالی علاقہ کے ایک گاؤں موضع تہال میں ایک مناظرہ کی تقریب پر گیا۔ اس وقت جہاں احمدیہ تہال کے سیکرٹری منشی حاجی محمد مدین صاحب تھے۔ جو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ میں سے ہیں۔ رہائش گاہی مقامات "اصحاب الہدیٰ" میں۔ اور تقسیم ملک کے بعد قادیان میں بطور رویش مقیم ہیں۔

مجھے تہال میں ان ہی کی درخواست پر سرگرمی سے مناظرہ کے لئے بھیجا گیا تھا۔ اس موقع پر غیر احمدیوں کی طرف سے علاقہ کے ایک مشہور عالم مولوی محمد انجمی کو میرے مقابل پر مناظرہ متعارف کیا گیا۔ ارد گرد کے دیہات سے لوگ جوق در جوق بٹھ کو سننے کے لئے تہال میں جمع ہوئے۔ میں نے مولوی صاحب مذکور کو عرض کیا کہ میں ایک خط لکھا جس میں بٹھ کے لئے ماموں کی غائب کرتے ہوئے شرط طے کرنے کے لئے کہا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان پر کچھ ایسا رعب جاری ہوا کہ وہ صرف ڈیرہ کھڑے ہوئے۔ اور اس خط میں بھی ان سے یہی عرض کیا۔ میں نے جو بوجوب میں بے غلط کو وضع کیا۔ جس پر انہوں نے ہیرا ہرارہ میں لکھا کہ اب مناظرہ شروع کرنا چاہیے۔



حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے تعلق میں نے بار بار لکھا ہے کہ اہل حضور کی خدمت میں دعا کے لئے لکھا گیا۔ اور اُدھر قدرت کی طرف سے اسباب مختلفہ کو اسباب موافقہ میں تبدیل کر دیا گیا۔

### ترینہ اولاد

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جب مجھے چلنے پھرنے کی حالت حاصل ہوئی تو میں نے مہرم سید محمد ثناء صاحب وراثت و ہدیہ کرمہ کے احسانات کے خوش نظرانہ ہونے کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے پناہ کوئی مقصد بتائیں جس کے لئے میں خدا تعالیٰ کے حضور دعا کروں۔ اس پر انہوں نے کہا کہ اب تک دعا نہ رہے۔ ماں چار لڑکیاں پیدا ہوئی ہیں۔ بین ترینہ اولاد کوئی نہیں۔ ہماری آرزو ہے کہ خدا تعالیٰ ہمیں ترینہ اولاد سے نوازے۔

میں نے ان کے احسانات کی وجہ سے دعا کے لئے خاص جوش محسوس کیا۔ اور کہا کہ یہ سب مل کر دعا کریں۔ جب میں نے دعا کی تو میں نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارت محسوس کی اور اس کو ثابت دے دی۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و احسان سے ان کو برہنہ اولاد عطا فرمائی اور اب ان کے لڑکے جوان اور برسرِ روزگار ہیں۔ اور میں بہت خوش ہوں کہ میرے محسنوں کو اللہ تعالیٰ نے ان کے مقصد میں کامیاب فرمایا ہے۔ لا الحمد لله علی ذالک

### دیگر

۱۹۴۳ء کا واقعہ ہے کہ میں تپِ عرق سے صحت بیمار ہوا تھا۔ امر حجاب کے باوجود بیمار میں ان بدنِ ریختی ہوتی تھی۔ ایک ماہ گزرنے کے باوجود میرا بیمار نہ تھرا۔ بیمار کے ساتھ سال بھی شروع ہو گئے۔ اور ضعف اور کمزوری کی وجہ سے میں اکثر بے ہوش رہتا تھا۔ یہاں تک کہ ایک دن طلحی سے میری موت کی فوہ بھی شہر میں پھیل گئی۔ حضرت میر محمد اسحاق صاحب رخصی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے کہ جب میری حالت مارک دیکھی تو آپ سیدہ حضرت حلیمہ السیدہ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ حضور اہل نبویؐ کے حضور دعا ہو کر پچھلے دنوں خاتم کے لئے درخواست دعا کی۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم سب مولوی صاحب کی صحت کے لئے دعا کریں۔

چنانچہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الٹائی ایہ دہندہ تعالیٰ اور آپ کے معیت کی دردمندانہ  
دعا میں اللہ تعالیٰ کے خاص فضل کو کھینچنے کا باعث بنیں اور میں رہ نصحت ہونے لگا۔

میری بیماری کے یام میں حضرت صاحبہ "دو میوں بشیر احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔ حضرت  
مولوی شیر علی صاحب۔ حضرت مفتی محمد سائق صاحب۔ حضرت صوفی غلام محمد صاحب" اور جناب  
چوہدری سر محمد ظفر اللہ خاں صاحب بالحقابہ کے علاوہ بہت سے "دوسرے" اب بھی عیادت کے لئے  
تشریف لاتے رہے۔ میں ان سب محسنوں کا شکر گزار ہوں۔ خدا تعالیٰ ان کو اس بہدری نہ شفقت اور  
حسان کا بہتہ بن احمد عطا فرمائے۔ آمین

### بایں کت چونہ

سب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الٹائی ایہ دہندہ تعالیٰ؛ سوزی سے کایاں تشریف لائے تو  
حنور نے ایک قیمتی چونہ صاحبہ "دو میوں غلیس احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ اس عات کو بھجوایا۔  
جس کو میں نے پہنا اور اس کی برکت سے اپنی سخت میں مایاں بڑی محسوس کی۔ یہ تحرک چونہ ہمارے  
پاس بیک محفوظ ہے "اور اس کو کچھ راپے محسن اور بے نظیر آکا کے لئے دل سے دعا میں نکلتی ہیں۔  
خدا کرے آپ کی برکات کا سلسلہ تا قیامت محمد رہے۔ آمین یا رب العالمین

### مکتوب گرامی

اس بیماری کے بعد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الٹائی ایہ دہندہ تعالیٰ نے اردو نو ریش مند جہذیل  
خط بھی بطور مبارکباد کے خاکسار کے نام ارسال فرمایا:-

مکرمی مولوی صاحب ..... السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط مورخہ ۷ مارچ ۱۳۶۶ء ملا۔ اس عمر میں اس بیماری سے شفاء واقعی فضل ہی کا ایک  
نمونہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس بیمار کی کو پہلے سے بھی زیادہ مبارک کرے۔

والسلام

خاکسار۔ مرزا محبوب احمد ۱۰/۹/۴۳

## ایک خواب

سیدنا حضرت علیہ السلام علیہ السلام نے دنیا میں دیکھا کہ  
 ام جہت احمدیہ کے شیخ احمد، لوگ نمایان کی مسجد اقصیٰ میں جمع ہیں اور حضرت علیہ السلام علیہ السلام  
 دل رضی اللہ تعالیٰ عنہ دیکھنے کے بعد مسجد اقصیٰ کے پرانے حصے سے باہر نکلے ہوئے ہیں۔  
 حضور کا قد اس وقت غیر معمولی اونچا معلوم ہوتا ہے۔ پاس ہی کامل کا ایک پہاڑ کھڑا ہے۔ اس کا قد  
 حضرت علیہ السلام علیہ السلام سے بھی زیادہ معلوم ہوتا ہے۔ وہ مکان سے کئی قدم دور رہتا ہے اور حضرت اس کو  
 اپنی بات سنا چاہتے ہیں۔ مین وہ نیچے جھک کر اور قریب ہو کر بات سننا نہیں چاہتا۔ اس میں  
 حضرت صاحب نے ایک جست لی اور آپ کا قد اس پہاڑ سے بھی ایک ہاتھ کے برابر اونچا ہو گیا۔  
 چڑھنے کے نیچے جھک کر اس کے کان میں کچھ کہا۔ جس پر اس نے چاندی کا ایک خالص روپیہ آپ کی  
 خدمت میں ڈال دیا۔ اس نے میرے مجھے یہ معلوم ہونی کہ کامل کی سرزمین میں یک لخت حمد بیت پسند۔  
 ورسدہ روح خدمت وقت سے بھی زیادہ جائے گا۔ واللہ اعلم بالصواب

## ذوالفقار علی

یہ طرح ایک دفعہ میں نے دیکھا کہ میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے والدین  
 میں داخل ہو ہوں۔ اور داخل ہوتے ہی میں نے حضرت علیہ السلام علیہ السلام علیہ السلام کے والدین کو  
 دیکھا اور چڑھنے کے ساتھ حضرت علیہ السلام علیہ السلام علیہ السلام کے والدین بھی نظر آئے۔ مجھے آپ کا قد  
 اس وقت حضرت علیہ السلام علیہ السلام علیہ السلام سے بہت اونچا معلوم ہوا۔ پھر میں مکان میں داخل ہو کر  
 تو دیکھا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام ایک چٹب پر تشریف فرما ہیں۔ اکثر خلیفہ رشید الدین  
 صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور کی پشت پر ماتھے کر رہے ہیں۔ اس وقت مجھے لگا ہوا کہ صحن کے  
 برابر کی کوٹھڑی میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی گوارہ افکار رکھی ہے۔ میرے دل میں شوق پیدا ہو  
 گیا اس مشہور گوارہ کو دیکھوں۔ چنانچہ میں اپنا گھر سمجھ کر بے تلف اس کوٹھڑی میں چلا گیا۔ وہاں مجھے  
 ایک پسند رنیا نظر آیا۔ میں نے اسے اٹھا کر گوارہ باہر نکالی تو معلوم ہوا کہ معمولی کنویر ہے۔ اس  
 وقت میں حیران تھا کہ وہ افکار تو بری مشہور گوارہ ہے۔ لیکن دیکھنے میں یہ بالکل معمولی نظر آتی ہے۔

تب ایک فرشتہ نے رہنمائی کی کہ اس کو زیاہ کو زیاہ وغور کے ساتھ اٹھنا چاہیے۔ چنانچہ جب میں نے اس کو زیاہ و توجہ سے دیکھا تو اس پر اللہ تعالیٰ کے تمام انوار نے گھسے ہوئے نظر نے اس کو انوار کے نیچے محکمہ تھاقد کی طرف سے یہ الفاظ تحریر شدہ تھے:-

اللَّهُمَّ لَا يَحْفَظُنَا إِلَّا مَنْ يَحْفَظُنَا  
وَلَا يَقْتُلُنَا إِلَّا مَنْ يَقْتُلُنَا

یعنی اے ہمارے صاحب عظمت و جبروت خدا اہم سے کوئی بھی محفوظ نہیں رہ سکتا۔ مگر وہی جس کی تو حفاظت کرے اور اہم اسی کو قتل کرتے ہیں جسے تو قتل کرنا چاہتا ہے۔

اس لمائی کلام سے جو وہ اعتقاد پکڑ گیا ہوا تھا۔ مجھے معلوم ہوا کہ وہ غفار و رحیم اللہ تعالیٰ کی صفات عالیہ کی مثل بنائی گئی ہے۔ اور اس کے کارنامے مایاں دنیا ہستی کے ساتھ تنسوس کئے گئے ہیں جو صرف نام کے لحاظ سے جلی نہ ہو۔ بلکہ

اسمہ علی

کا حقیقت میں "مینہ" رہو۔ واللہ اعلم بالسرائرہ

### مثیل ابراہیم علیہ السلام

حضرت حافظ نور محمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فیض اللہ چمک کے محاسن "رقدہ یحیٰ صحابی تھے۔ جب قادیان میں آئے تو خاکسار کے غریب خانہ پر بھی تشریف لاتے اور ہم حضرت اقدس مسیح موعود، علیہ السلام کے تعات کا مرکز کے اپنی رہن کو تار و مار کو ملک ایمان سے پر کرتے رہتے۔ یہی سلسلہ میں ایک دن حافظ صاحب نے مجھے سنایا کہ جب حضور علیہ السلام نے اپنی کتاب پر چھ جہن محمدیہ شائع فرمائی تو اس میں میں نے آپ کے الہامات پڑھے جن میں آپ کو "ابراہیم" کے خطاب سے یاد فرمایا گیا تھا۔ یہ سلسلہ میں شدید حوش بیدار ہوئی کہ جب قادیان میں اللہ تعالیٰ کا مثیل ابراہیم بنا رہا ہے تو میں اللہ چمک میں مجھے اس مقام پر یہاں فارغ نہیں کر سکتا۔ چنانچہ میں نے متواتر دعا شروع کر دی کہ خدا تعالیٰ مجھے بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مثیل بنائے۔ آخر ایک دن مجھے ایک فرشتہ سے "مینہ" سے مرہبہ۔

”حافظ صاحب! ہم اہم ظہیر اللہ کی شان کے سامنے کھجی پیئہ وہ سال بعد اور بھی ہر سال بعد بید کے جاتے ہیں۔“ اس آگاہی کے بعد میں یہ اعتراف کرنے سے رک گیا۔

### لاحول کا نسخہ

ہی طرح حضرت حافظ صاحب نے یہ بھی بیان فرمایا کہ ایک دفعہ ان کے ہونٹوں سے پیپ اور غول بہنا شروع ہو گیا۔ جب تکلیف زیادہ ہو گئی تو میں حضرت مولانا حکیم نور الدین صاحب کی خدمت میں حاضر ہو۔ آپ نے فرمایا کہ یہ بڑا یہ فحش ہے اور تکلیف دہ بیماری ہے۔ اس کے علاج کے لئے کشتہ جست و بعض اور دوا یہ آپ نے تجویز فرمائیں۔ اس کے بعد میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور اپنی بیماری کا حال اور حضرت مولانا صاحب کے تجویز کردہ نسخہ کا ذکر کیا۔ رات کو جب میں سویا تو خواب میں مجھے حضور نے فرمایا کہ آپ توحہ کے ساتھ متوہر لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم کا وظیفہ لیں۔ اللہ تعالیٰ جلد شفاء فرمادے گا۔

چنانچہ میں نے حضور کے ارشاد کے ماتحت رہہ رائے لا حول پڑھنا شروع کیا۔ ابھی اس وظیفہ پر ایک ہفتہ ہی گزر چکا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بیماری بالکل جاتی رہی۔

### سوتی جرابوں پر مسح

ایک دن کاہر ہے کہ حضور اقدس کو دلِ مُرد کے تمن میں مصروف مارا ہے تھے۔ دو تین اصحاب حضور کے پاس کھڑے تھے۔ خاکسار بھی حاضر تھا کہ ایک صاحب نے عرض کیا کہ حضور! کیا سوتی تہ بون پر مسح کرنا جاری ہے۔ حضور نے تہ بون پر مسح کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم تو مسح کر پتے ہیں اور ہمارے تہ بون پر مسح جاری ہے۔ مصو سے فارغ ہو کر آپ مار کے لئے مسجد مبارک کی چھت پر پڑھنے گئے۔ یہ جیوں پر پڑھتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ ہم کو موت کا اس طرح خیال رہتا ہے کہ ایک رپہ پر قدم رکھتے ہوئے یہ سمجھتے ہیں کہ ہوتا ہے۔ مہرے رپے پر قدم رکھنے کی نوبت بھی نہ آئے۔

### حضرت سید عبداللطیف صاحب شہید قادیان میں

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے عہد سعادت میں جب حضرت سید عبداللطیف صاحب

شہید رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ارضاء حضور اقدس کی زیارت کے لئے قادیان میں حاضر ہوئے تو خاکسار بھی وہیں قادیان میں تھا۔ اتفاقاً سٹ سے مہمان خانہ کے جس کمرہ میں میں ٹھہرا ہوا تھا۔ اسی میں میرے ساتھ حضرت شہید مرحوم فرشتہ ہوا۔ آپ حضور اقدس علیہ السلام کی مجلس اور مسجد میں نمازوں کی ادائیگی کے علاوہ اپنے رہائشی کمرہ میں اشاعت قرآن کریم میں مصروف رہتے اور لوگوں سے باتیں بہت کم کرتے تھے۔ انہی ایام میں جب حضرت اقدس علیہ السلام مرم دیں کے مقدمہ کے سلسلہ میں جہلم تشریف لے گئے تو شہید مرحوم بھی حضور کی معیت میں گئے۔ خاکسار بھی اس سفر میں حضور اقدس کے ساتھ تھا۔ جہلم میں حضور نے تقریر فرمائی: ”حضرت صاحب! وہ صاحب کی وجہ سے پینے پانی میں تقریر کی پین کی ہیں جب صاحب! وہ صاحب نے عرض کیا: کہ حضور! میں روئے جھکتا ہوں۔ حضور روئے میں تقریر فرمائی: تاکہ عام لوگ فائدہ اسی میں و حضور نے روئے میں تقریر فرمائی۔

جب سید عبداللطیف صاحب قادیان سے رخصت ہونے لگے اور حضرت اقدس علیہ السلام صاحب کی معیت میں صاحب! وہ صاحب کو رخصت کرنے کے لئے بنالہ کی سڑک کے موڑ تک تشریف لے گئے۔ وقت خاکسار بھی ساتھ تھا۔ دو دو رکعت اور روح پرور نظارہ مجھے اب تک یاد ہے کہ حضرت صاحب! وہ صاحب اس ملاقات کو آخری ملاقات سمجھتے ہوئے حضور اقدس کے قدموں پر بے اختیار گر پڑے اور حضور نے کمال شفقت اور محبت سے صاحب! وہ صاحب کو اٹھایا اور تسلی آمیز کلمات فرمائے۔

جب شہید مرحوم قادیان سے رخصت ہو کر لاہور تشریف لے گئے۔ تو آپ کئی بار رکی مسجد (جس میں حضرت مولوی غلام حسین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نام تھے) کے پاس سے گذرے۔ رسی ۱۰۰ سے آپ کو بتایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی اس مسجد کے قریب سے گذرتے تھے تو حضرت شہید مرحوم نے مندرجہ ذیل شعر اپنے خاص لہجہ میں بلند آواز سے پڑھا۔

عجب کہ احمدؑ اظہر ہے ایں گند آمد

محمدؑ بہت بکیوئے مظهر آمد

لہ تعالیٰ ان کی مقدس روح کو اعلیٰ علیین میں ہر آن درجات کی بلندی عطا فرمائے۔ آمین





وہ عورت جس کا میں گریہ کرتا تھا خواب میں نظر آئی۔ اس وقت اس کی شکل مجھے نہایت ہی ترسیدہ دکھائی دی۔ جس کو دیکھتے ہی میرے دل میں شدید نفرت کا جذبہ پیدا ہو گیا۔ سب میں یہ رویہ تو میں نے محسوس کیا کہ میرے قلب سے اس عورت کی محبت کا نقش بالکل مٹا دیا گیا ہے۔

صبح میں نے حضرت اقدس علیہ السلام کے حضور حاضری ہو کر عرض کیا کہ اب مجھے اس عورت کی خواہش نہیں رہی۔ بلکہ طبیعت میں اس کے تصور سے بھی کراہیت محسوس ہوتی ہے جس کو آپ میرے لئے بے حد عافیتیں کہہ رہے تھے۔ اس گناہ کو معاف فرما لے۔ اور اپنی پاک محبت کے سایہ میں وقت گزاریے کی توفیق عطا فرما لے۔

## احمدی نام کی شہرت

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک الگ تھلک ہستی میں مبعوث ہوئے۔ لیکن یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے کہ آپ کی زندگی میں ہی آپ کا نام آپ کی جماعت اور ماننے والوں کا نام جگہ مشہور ہو گیا۔ اور یہ شہرت باوجود شدید مخالفت کے ان بن رہنماؤں سے ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عہد سعادت میں جب جماعت بہت قلیل تھی۔ ایک دفعہ مجھے شہری آبادی سے دور ایک گاؤں کی مسجد میں جانے کا اتفاق ہوا۔ میں نے مسجد میں داخل ہوتے ہی آواز بلند امام صاحب مسجد اور دوسرے حاضرین کو ”السلام علیکم“ کہا۔ پھر ان کے دریافت کرنے پر بتایا کہ میں احمدی ہوں۔ اس پر امام مسجد نے بڑے جوش سے کہا کہ احمدی تو ہم اہل سنت والجماعت کے لوگ ہیں۔ میں نے کہا کہ آپ کا تو صرف دعویٰ ہے کہ آپ احمدی ہیں لیکن ہمارے احمدی ہونے پر دلیل بھی ہے۔ اور وہ دلیل مسند تقیہ میں سے ہے۔ اور یہ وہی طرح کہ آپ اچھی ایک رقعہ اپنے کسی شہناک کو لکھیں اور اس میں اپنے نام کے ساتھ ”احمدی“ کا لفظ بھی تحریر کر دیں۔ اور پھر مکتوب الیہ کی طرف سے جواب کا جتنی کرکریں اور یہ دیکھیں کہ وہ آپ کے نام کے ساتھ احمدی کا لفظ پڑھ کر وہ کیا سمجھتا ہے۔ کیا اہلسنت والجماعت کا ایک فرقہ یا کچھ اور۔

امام مسجد صاحب نے جلدی سے ایک رقعہ اپنی بیوی کے بھائیوں کے نام لکھا جو تھا قاسمی تقریب پر چند دن کے لئے ان کے گھر آئے ہوئے تھے۔ یہ رقعہ اسوں نے ایک لڑکے کے ہاتھ گھر بھیج دیا۔ جب یہ رقعہ امام مسجد صاحب کے ہستی بھائیوں کو پہنچا تو وہ اسی وقت مسجد میں آئے اور بتاتے

عی یہ رقعہ ان کے سامنے پھینکا اور کہنے لگے کہ ہمیں بالکل علم نہ تھا کہ آپ مرزا بنی ہو چکے ہیں۔ ورنہ ہم آپ کے گھر کا پانی پیا بھی دے دیتے۔ آخر یہ کیا مائدہ ہے اور کب سے آپ نے مرزائیت اختیار کی ہے۔

میں نے مس زبیا کو ان کے مرزائی ہونے کا وہی وقت ہے۔ جب انہوں نے یہ رقعہ لکھا تھا۔ پھر میں نے ان سے پوچھا کہ آپ نے کیسے سمجھا کہ یہ مرزائی ہو چکے ہیں۔

انہوں نے کہا کہ اس رقعہ پر ان کلام کے ساتھ احمدی لکھا ہوا ہے اور ”احمدی“ کہتے ہی مرزائیوں کو ہیں۔ میں نے کہا۔ آپ شاید غلط سمجھتے ہیں۔ امام صاحب نے تو ”احمدی“ فلسفہ و الجماعت کے معنوں میں لکھا ہے۔ وہ کہنے لگے کہ اس مات کو کون نہیں جانتا کہ ”احمدی“ (حضرت) مرزا غلام احمد صاحب قادری (علیہ السلام) کو ماننے والے کہلاتے ہیں۔

اس کے بعد میں نے امام مسجد صاحب کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ فرمائیے اب آپ کی سمجھ میں آگیا۔ کہ ”احمدی“ کس کا نام ہے وہ خفیہ ہو کر کہنے لگے کہ آپ لوگ بہت ہوشیار ہیں۔ آپ تو میرے گھر میں فتنہ و تفرقہ ڈالنے لگے تھے۔ اس پر حاضرین مجلس نے امام صاحب کو کہا کہ اس میں ان کا کوئی قصور نہیں آپ بے حویلی غلط خیال کے ماتحت غلط قدم اٹھایا تھا اور اس کی سب ذمہ داری آپ پر ہے۔

### درویش شریف کا اثر

سیدنا حضرت علیہ السلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ارشاد نے ایک دن مجھے یاد فرمایا، مرصوف کی کتاب ”کتاب النور“ ہی علم التصوف کے بڑے بڑے مایا کہ آپ کا عربی خط اچھا ہے۔ یہ کتاب غیبیہ ہے۔ اور اس کا ایک ہی نسخہ مارے پاس ہے جو کرم خورہ ہے۔ اور اس کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہے۔ آپ اس کو خوشخط بنائیے۔ اللہ تعالیٰ آپ کا دین دے یا میں دعا کرے گا۔

میں نے حسب ارشاد اس کا رٹو اب کو کرنا شروع کر دیا۔ اور اب بچے سکول سے فارغ ہو کر اچھے وقت کتابت میں صرف کرتا۔ ان دنوں میری قیام گاہ حضرت نواب محمد علی خان صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شہر والے مکان کے ایک کمرہ میں تھی۔ برابر کے کمرہ کے برآمدہ میں دو جنگلی بوتریں نے بڑے دبیے ہوئے تھے۔ ایک دن خائرمہب نے مکان کی صفائی کرتے ہوئے کچھ ایلے کو ڈر پھوڑ دیا۔ اور

بڑے گزرتے گئے۔

میں اس وقت کتابت میں مشغول تھا۔ جب بیترہوں نے گھوٹلے کو میراں اور عڑاں کو ٹونا ہوا دیکھا تو درواکے کے ساتھ چڑچڑاہٹ مٹا کر دیا۔ ان کی درواکے کے دروازے پر جیتانی نے مجھ پر شدید اثر کیا اور میں اپنا قلم روک کر ان کی طرف متوجہ ہوا۔ اور چشم انگبار ان کے غم میں شریک ہو گیا۔

میں دیر تک سوچتا رہا کہ ان بے زمان پرہوں کی الجھنی کی طرح نہ رہوں۔ مین کوئی صورت نظر نہ آتی۔ آخر مجھے یہ خیال آیا کہ درویش پوچھا۔ قبول شدہ دعا ہے۔ اس لئے اگر میں سے اس نیت سے پرہوں کہ اس کا شائبہ اللہ تعالیٰ بجائے مجھے پہنچانے کے اس پرہوں کو تسلیم کی صورت میں صحت فرمائے تو ہوسکتا ہے کہ ان بے زمانوں کی کچھ غمخواری ہو سکے۔

چنانچہ میں نے اس نیت سے درویش پوچھا۔ قبول شدہ دعا ہے۔ اس پرہوں کی جیتانی اور ہوئی۔ اور درویش کے ساتھ بیٹھ گئے۔ ان کو خاموش۔ کچھ تر میں نے اپنا قلم اٹھایا۔ اور درویش پوچھا۔ قبول شدہ دعا ہے۔ ان کے کتابت میں مصروف ہو گیا۔ مین ابھی میں نے چند طریقیں ہی دیکھی تھیں کہ پرہوں نے پھر بے چینی اور جیتانی کا انگبار شروع کر دیا۔ ان کی درواکے حالت کو، کچھ تر میں نے پھر درویش پوچھا۔ قبول شدہ دعا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ درویش سے بیٹھ گئے۔ لیکن تھوڑی دیر کے بعد جب میں نے کتابت شروع کی تو ان کی حالت پھر متغیر ہوئی۔ تین چار بعد اسی طرح قوت میں آیا۔ اس کے بعد دن ہوئے پرہوں میں کمرہ بدر کے مسجد میں پڑا کیا اور بیترہوں گئے۔

اللہ علیہ وسلم

### احتباس طمغ کا علاج

ایک اندھا کسار مرکز ہدایت کے ماتحت جھنگ شہر میں متعین ہوا۔ میں نے وہاں پہنچ کر مختلف ادب جماعت سے دریافت کیا کہ اس جماعت میں کون سے امور اصلاح طلب ہیں تاکہ میں درس دیتے وقت ان کو ٹیڑھیوں۔ چنانچہ میں قائل تربیت امور کے متعلق مدد دیتے رہتا رہا۔

یہ دوران میں ایک دن مجھے حکیم اللہ بخش صاحب نے کہا کہ آپ کے آنے سے جماعت کو بہت سے فوائد حاصل ہوئے ہیں۔ مین ایک عورت کچھ استعفاء دینے لگی۔ اور وہ میری بیوی ہے جو

بظاہر صحت مند معلوم ہوتی ہے لیکن سالہا سال سے اس کو ماہواری کا خون نہیں آتا۔ میں اس کا علاج کرتے کرتے زرتے تھک گیا ہوں۔ آپ میری اہلیہ کے لئے کوئی نسخہ تجویز کریں۔ میں نے کہا کہ آپ میرے ساتھ چلیں۔ چنانچہ باہر جنگل میں میں نے ان کو ایک جڑی بوٹی دکھائی جس کا نام ”ہاتھی سوڈی“ اور ”خرفٹومی“ ہے۔ اور پنجاب کے بعض حصوں میں اس کو ہسر ابھی کہتے ہیں۔ میں نے کہا کہ اس بوٹی کی وہ پھلیاں صبح اور دو بعد عصر پانی میں کھل کر لے کر کے مرہضہ کو پلائیں۔ امید ہے کہ ثانی مطلق پنا فضل زماؤں سے گا۔ انہوں نے تیس چار دن اس بوٹی کو استعمال کر دیا تو اس کی بیوی کا حیض اللہ تعالیٰ کے فضل سے جاری ہو گیا۔ وہ خوشی خوشی میرے پاس آئے اور میرے لئے آپ نے میرے ایک وحید بھی شریعت نہیں لرایا اور کامیاب علاج لرایا۔ حالانکہ میں نے پوری توجہ اور شفقت سے اس سال تک علاج کیا اور بہت سارے پیارے شریعت لرایا۔ لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ میں نے کہا یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ کہ اس نے ایک معمولی سی بوٹی میں برکت رکھ دی۔ **والحمد للہ علیٰ ذالک**

### الائتم ما خاک فی صدرک

ایک دہریہ کی نظر اتفاقاً حکیم صاحب کے با میں بارہ پر پڑی۔ جو بہت لاغر اور کمزور معلوم ہوتا تھا۔ میرے دریافت کرنے پر کہ یہ بازار دوسرا شکار ہوا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ مجھے ضلع جھنگ کے ایک گمرانہ سرے اپنی دہلیزیوں کو اردو پھانسی پر مقرر کیا۔ یہ بندوق کاٹکا۔ چھ تھا۔ اور شکار کا بھی شوق تھا۔ ایک دفعہ صاحب بہادر نے مجھے کہا کہ آپ میری لڑکیوں کو بندوق چاہا بھی سکھائیں۔ چنانچہ میں نے نکانہ کی مشق شروع کر دی۔

ایک دن ہم باہر شکار کے لئے گئے۔ تو قمریوں کا ایک ہوز اور رخت پر بیٹھا ہوا دیکھا۔ دونوں پرندے اس وقت آپس میں اظہار محبت کر رہے تھے۔ میں نے چاہا کہ ان پر بندوق سے فائر کروں لیکن ضمیر نے ملامت کی کہ اس حالت میں ان پر فائر کر کے ان کے عیش کو برباد کرنا درست نہیں۔ چنانچہ میں اپنے ارادہ سے باز آ گیا۔ لیکن ان دونوں لڑکیوں نے مجھے فائر کرنے کے سے کہا۔ میں نے باوجود تنہائیں خاطر کے ان لڑکیوں کے مجبور کرنے پر فائر کر دیا۔ جس سے ایک قمری تو فحشی ہو کر نیچے گر پڑی اور دہریہ لڑکی۔ لڑکیاں تو اس شکار سے بہت خوش ہوئیں۔ لیکن مجھے بہت اذہ ہو۔ اور میری ضمیر بار بار مجھے ملامت کرتی گئی۔

چند منٹ کے بعد ہم نے واپسی کی تیاری کی۔ رستہ میں میں نے بندوق ایک لڑکی کو پکڑائی اور خود کچھ دیر بہت ترپٹا بکرنے کے لئے بیٹھ گیا۔ لڑکی نے لاپرواہی سے بندوق جاکھڑ دے دی۔ ورنہ وہی میرے بائیں بازو پر پڑی۔ اور بازو سے خون کا فوارہ پھوٹ پڑا۔ لڑکیاں تو اس حادثہ سے بہت پشیمان ہوئیں۔ اور افسوس کرنے لگیں۔ لیکن میں حدیث الانتم مساحک فی صلوک [6] (تمنا وہ ہے جو تیرے سینے میں خشک) کی خلاف ورزی کو اس سب مصیبت کا باعث خیال کرتے ہوئے انا لله وانا اليه راجعون پڑھ رہا تھا۔

### ایک عبرتناک واقعہ

کڑیا نوالہ ضلع کجرات میں میاں میراں بخش صاحب، ٹیکیدار محمد بخش صاحب، ڈاکٹر سم وین صاحب، اور ڈاکٹر محمد اسماعیل صاحب چاروں بھائی حضرت اقدس علیہ السلام کے صحابہ میں سے تھے پہلے تین بھائی وفات پا چکے ہیں (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) سو غرض کہ بفضلہ زدہ ہیں۔

۱۹۰۴ء میں میاں میراں بخش صاحب نے اپنے لڑکے کی شادی کے موقع پر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو شمولیت کی دعوت دی۔ حضور ان، انوں سیالکوٹ تشریف لائے ہوئے تھے اس بات کی قوی امید تھی کہ حضور اپنے ہم کی دعوت قبول فرما کر کڑیا نوالہ تشریف لائے گئے۔ مین کسی مجبوری کی وجہ سے حضور اس تقریب میں شامل نہ ہو سکے۔

چونکہ اردگرد کے علاقہ میں حضرت اقدس علیہ السلام کی کڑیا نوالہ میں آمد کے متعلق مشہور ہو چکا تھا۔ اس لئے بہت سے علماء گدھوں پر سوار ہو کر تباہیں لائے، مباحث کے لئے آئے۔ میاں میراں بخش صاحب نے مجھے کجرات سے بلا لیا۔ چنانچہ کڑیا نوالہ میں تبلیغ کرنے کا اچھا موقع مل گیا۔

### استہزا کا نتیجہ

خطبہ نکاح پڑھانے کے بعد میں برات کے ساتھ گیا۔ واپسی پر معلوم ہوا کہ اس شادی شدہ لڑکے کے سوا میاں میراں بخش صاحب کے سب لڑکے و گائے اور بھرے ہیں۔ مجھے خیال آیا کہ یہ تلاء و بدوہ نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ میں نے میاں میراں بخش صاحب سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ میری سالی کا ایک بچہ کوٹکا اور سہرا تھا میں نے بطور تہنیت اس کو ہنا شربت بیاک اور بچہ ہنا تھا تو کوئی

بولنے سننے، لاپچہ جتنی۔ یہ یا بھر اور گنگا اور ماکارو پچہ جتا ہے۔ جب میں تمسخر میں حد سے بڑھ گیا تو میری سالی نے گئی ”حد“ سے ڈرو۔ ایسا نہ ہو کہ تمہیں انتہاء آجائے۔ اللہ تعالیٰ کی بات تمسخر کو پسند نہیں کرتی۔“ اس پر بھی میں، تہراء سے باز نہ آیا۔ بلکہ ان کو کتنا کہ، کچھ عیا میرے ماں تندرست و لا در ہوئی۔

میری یہ بے باکی اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث بنی اور میرے ماں کو گئے اور بہرے بچے پیدا ہوئے گئے۔ میں نے اس انتہاء پر بہت استغفار کیا اور سیدنا حضرت مسیح موعود، علیہ السلام کے حضور بھی بار بار دعا کے لئے عرض کیا۔ اللہ تعالیٰ نے میری عاتق کی کو قبول فرمایا اور آخری پچہ تندرست پیدا ہو۔ جس کی شادی اب ہو رہی ہے۔

نئی زمانہ میں کڑیا نوالہ میں حاجی کریم بخش صاحب جو ایک صوفی مزارع عالم تھے، جماعت کے امام اصول و فروع تھے۔ وہ تبلیغ کا بہت شوق رکھتے تھے اور حضرت اقدس مسیح موعود سے بھی پکی محبت رکھتے تھے انہوں نے ”نکل جو بانی میں تاجان میں حاضر ہو بر حسنہ“ سے برائیں احمدیہ حاصل کی اور بنی غین پر اس کتاب کے ذریعہ حجت کرتے رہے۔ وہ دیر ہوئی وفات پا چکے ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ان کے فرزند حامد محمد افضل صاحب پشہ بھی فاضل احمدی ہیں اور کتاب حیات قدسی مدہ چہارم کی کتابت انہوں نے سرانجام دی ہے۔

### موضع خون کا عجیب واقعہ

موضع خون ضلع کجرات میں ایک مستجاب الدعوات بزرگ حضرت جملے شاہ صاحب تھے۔ شریعت و پیش کے ملاقات میں ان کی بہت سی کرامات مشہور تھیں۔ میرے والد ماجد کہتے تھے کہ جب ان سے بزرگ دریافت کرتے کہ آپ کو یہ برکت اور فیض کس طرح حاصل ہوا تو وہ بیان فرماتے کہ ایک دفعہ موسم سرما میں شدید بارش ہوئی۔ میں مغرب کی مار کے لئے مسجد میں گیا۔ ماں پر ایک کتیا جس کے چھ سات بچے تھے۔ سردی اور بارش سے بچنے کے لئے ان بچوں کو مسجد کے حجرہ میں لے آئی۔ اور ان کو ایک کونے میں ڈال دیا۔ جب لوگ نماز سے فارغ ہوئے۔ تو مسجد کے ملاں صاحب نے دیکھا کہ حجرے کے ایک کونے میں کتیا کے پلے سے دی سے چیخ رہے ہیں۔ کتیا اس وقت خوراک کی تلاش میں تھیں باہر گئی ہوئی تھی۔ ملاں صاحب نے ان بچوں کو پکڑ کر باہر پھینک دیا۔ اور وہ بارش میں پلٹنے

گئے۔ اس کے بعد ملاں صاحب اپنے گھر چلے گئے۔ تھوڑی دیر میں کتیا بھی باہر سے گھوم گھام کر حجرہ میں آئی۔ اپنے بچوں کو دماں نہ پائے وہ بہت سی بے چین ہوئی۔ اور بے تابانہ ادھر ادھر پھر نے گئی۔

”خیر! کو تو شکر کے دوبارہ انی حجرہ میں لے آئی۔“  
 تھوڑی دیر میں میرا کھانا گھر سے آیا۔ جو اتفاق سے وہاں کی تھی تھی۔ میرے دل میں اس کتیا ورس کے بچوں کے متعلق بے حد شفقت پیدا ہوئی۔ اور میں نے محض خدا کی رضا کی خاطر یہ کارہن اس کتیا کے ”گے رھ دیا۔ اس نے کچھ کھا کر اور بچوں کو کھانا کر خوشی کے اظہار کے لیے ”ونچی“ ورس سے تین ہونٹیں ماریں۔ اسی وقت سے اللہ تعالیٰ کا خاص فضل و احسان اور انشراح صدر کی حالت مجھے نصیب ہوئی۔ اور مجھے یہ سب کچھ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد اذہمہ مرحومہ ۷ پر عمل کرنے کے نتیجہ میں حاصل ہوا۔

جو ہوتے ہیں مخلوق پر مہربان  
 کرے رحم ان پر خدائے جہاں

### پادری غلام مسیح کے سوالات کا جواب

۱۹۰۹ء میں خاکسار حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاءہ کے ارشاد کے ماتحت لاہور میں مقیم تھا۔ ان دنوں لاہور میں گاہے گاہے مختلف مذاہب کی طرف سے جلسے کئے جاتے تھے جن میں شہرہ رات کے ذریعہ دیگر اہل مذاہب کو بلایا جاتا۔ دوسرے اسلامی فرقوں کے علماء میں سے تو بہت کم اس طرف توجہ کرتے۔ میں ام احمدی جب بھی میسایوں یا ”ریوں“ کی طرف سے دعوت دی جاتی ان جلسوں اور مناظروں میں شمولیت اختیار کرتے۔ ۱۹۰۹ء میں میں بھی نیا یا لاہور پہنچا تھا کہ میسایوں کی طرف سے ایک ہر اپوسر شائع کیا گیا۔ جس میں ایک مرتد عیسائی غلام مسیح (اس کا پہلا نام غلام محمد تھا) نے مسلمانوں کو بحث کے لئے چیلنج دیا تھا۔ اور لکھا تھا کہ وہ قرآن کریم کے ذریعہ حضرت مسیح علیہ السلام کی فضیلت تمام امیاء پر ثابت کرے گا۔ اور مسلمانوں کو بھی بتایا جائے گا کہ وہ غلام محمد سے غلام مسیح کیسے بنا۔

پتھر کا حجام بلکہ تہہ کے پاس ایک نہرے مال میں یا گیا۔ میسایوں کے شہرہ رات اور عمارت کی مہرے مسلمان بھی شہرہ کے ساتھ اپنے علماء کو لے کر پہنچے۔ اور مال باہر جو رکائی مسیح



ہو نے کے بھر گیا۔ بہت سے لوگوں کو باپ بھی کھڑا ہوا پڑا۔ خاکسار احمدی احباب کی معیت میں مسیح کے قریب ہی بیٹھ گیا۔ جلسہ کی صدارت لاہور کے برے شپ نے کی۔ بہت سے انگریز پادری بھی روزہ نرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ صدر صاحب نے اشتہار ہاتھ میں لے کر اعلان کیا کہ پادری غلام مسیح کے پیچھے کاغذوں میں ”فضیلت مسیح برہم انبیاء از روئے قرآن“ ہے۔ جو صاحب اس مضمون پر کچھ نہا چاہیں انہیں دس دس منٹ کا وقت ملے گا۔ وہ اپنے اپنے نام ابھی پیش کر دیں تاکہ پیکر کے انتظام پر باری باری ان کو موقع دیا جائے۔

### غلام مسیح کی تقریر کا خلاصہ

پادری غلام مسیح۔ تقریر شروع کرتے ہوئے تمہید میں کہا کہ میں فضیلت مسیح برہم انبیاء از روئے قرآن بیان کروں گا۔ جو علماء اسلام میرے پیکر کی تردید میں کچھ کہیں وہ اس بات کی پابندی کریں کہ تردید از روئے قرآن کریم ہو۔ جو حوالہ یا آیت وہ قرآن کریم کے علاوہ پیش کریں گے وہ قابل قبول نہ ہوگی پادری صاحب نے مندرجہ ذیل فضیلت مسیح کے ثبوت میں پیش کئے۔

(۱) مسیح کا بغیر باپ کے ہونا  
قرآن کے روئے سے یہی فضیلت ہے جو وہاں سے نبیاء میں نہیں پائی جاتی۔ بے شک آدم کی پیدائش بھی بغیر باپ کے ہے۔ لیکن عضی آدم دُشہ دعویٰ کی آیت سے وہ ”ارمہ ارمہ ارمہ“ بتاتے ہیں۔ کہاں ”موسم مسیح“ درکہاں ”عسی درمہ“ گمراہ آدم؟

(۲) مسیح کے متعلق لکھا ہے کہ **وَ اٰتٰیْنٰہُ بُرْوٰجَ الْفُلْکِ** [۹] یعنی مسیح روح القدس سے مزین تھا۔ یہ فضیلت بھی کسی اور نبی کو حاصل نہیں؟

(۳) مسیح کی نسبت قرآن کریم میں لکھا ہے۔ علامہ ذکیا یعنی وہ چھپن سے ہی پاک درر کی تھا۔ یہ خصوصیت بھی کسی اور کو حاصل نہیں؟

(۴) مسیح کی والدہ کا نام قرآن کریم میں مذکور ہے۔ حالانکہ ”رہسی نبی کی“ والدہ کا نام قرآن کریم میں مذکور نہیں؟

(۵) مسیح کو ذریت، انجیل اور کتاب اور حمت سلطانی تھی جو کسی اور نبی کو نہیں سکھائی تھی۔

(۶) مسیح کو کلمہ اللہ کہا گیا جو کسی اور کو نہیں کہا گیا؟

جب پادری غلام مسیح کا پیچہ ختم ہوا تو مولوی محمد حسین صاحب پٹالوی۔ مولوی ثناء اللہ صاحب مرتسری۔ مولوی محمد امین صاحب وکیل لاہوری اور بعض دوسرے علماء جنہوں نے امام لکھوئے تھے۔ باری باری کھڑے ہوئے ہیں ان علماء نے پادری صاحب کے مطالبہ کے مطابق اپنے جو بات قرآن کریم سے نہ دیے۔ بلکہ قریت اور انیل کی مبارکات پڑھ کر اپنا وقت ختم کر دیا۔ اس میں سے ہر ایک کی تقریر کے متعلق پادری صاحب انھیں نہ کہہ دیتے کہ میرے مطالبہ کے مطابق قرآنی آیات کے درمیان سے کچھ نہیں کہا گیا۔ میرا یہ دعویٰ ہے کہ اگر وہ قرآن کریم حضرت مسیح کی نصیحت سب انبیاء پر ثابت ہوتی ہے۔ اگر یہ متنازعہ جو میں نے مسیح کے متعلق قرآن سے پیش کئے ہیں کسی دینی میں قرآن کے رو سے پائے جاتے تو علماء ان کو نہ درپیش کرتے۔ لیکن اس کا یہ نہ کرنا مسیح کی نصیحت پر عمل انبیاء پر ثابت کرتا ہے۔ چنانچہ پادری صاحب نے بار بار مسلمانوں کو اس کے خلاف کیس کر دیا اور اس کو واضح کیا اور ان کو ختم کر دیا۔

یہ ٹائپ میں صاحب صدر نے میرا نام بھی کیا۔ میں جیو ان تھا کہ میں نے تو اپنا نام پیش نہیں کیا۔ میرا نام کس نے لکھا۔ یا۔ میرے قلم سے۔ ست ملک عدالت میں صاحب مرحوم و مقفور نے جو قریب ہی بیٹھے تھے۔ بتایا کہ میں نے آپ کا نام لکھ کر بھیجا تھا۔ یا تھا۔ جو انہی میں شیخ کی طرف بہت حد تک سے فیہ احمدی علماء میرے اور میرے بھی اہل مرکزے ہو گئے۔ اور میری وضع اور لباس کی سادگی دیکھ کر مجھے حقارت سے کہنے لگے کہ تم نے شیخ پر جا کر یاد دلا ہے۔ اپنا وقت ہمیں دے دو۔

میں نے عرض کیا کہ دوسرے علماء جواب تک بولتے رہے ہیں۔ وہ آپ کے ہر۔ بھائی در آپ سے بڑھ کر تھے۔ انہوں نے کیا کر لیا ہے جو آپ کر سکتے تھے۔ جس وقت ان علماء کے ساتھ میری مگر ہو رہی تھی تو صاحب صدر نے خیال کیا کہ اس شخص کا دونا مارے لئے اور بھی مفید ہو گا۔ چنانچہ اس نے اونچی آواز سے دو بار دہرایا کہ پکارا اور شیخ پر بلایا۔

### میرے جواب کا خلاصہ

میں جب شیخ پر کھڑا ہوا تو میری وضع اور لباس، کچھ رولوں نے مجھے دیکھ کر پشیمان کے مقابل پر بہت ہی حقیر خیال کیا اور سمجھا کہ اس قدر ہی قدر ہے اسلام لی اور بھی رسوائی ہوئی۔ اور بہت سے مسلمان مرتد ہو جائیں گے۔

میں نے سب سے پہلے بلند آواز سے کلمہ شہادت پڑھا۔ اس کے بعد جو جوابات دیئے ان کا خلاصہ درج ذیل ہے۔ میں نے کہا کہ:-

(۱) پہلی بات جو پادری صاحب نے نصیحت مسیح کے سلسلہ میں پیش کی ہے وہ ان کا بغیر باپ پیدا ہونا ہے۔ اس کا پہلا جواب یہ ہے کہ قرآن کریم نے بغیر باپ پیدا ہونے کو ہی جگہ بھی دہ نصیحت قرار نہیں دیا۔ پادری صاحب قرآن کریم کے حوالہ سے مسیح کی پیداوار کو دہ نصیحت ثابت کریں۔ ورنہ یہ سب کا ٹوٹا شیدہ معیار ہے۔ جس کا قرآن کریم سے کوئی تعلق نہیں۔

(۲) جو امر باعث نصیحت ہوتا ہے اس کی وجہ سے کسی کی خدمت نہیں کی جاتی۔ بلکہ لوگ مراضیت کو قابل مدح قرار دیتے ہیں۔ پادری صاحب کو معلوم ہے کہ قرآن کریم کی کیمت عسی مریم بھانا عظیمنا 10 میں اس بات کا ثبوت دیا گیا ہے کہ مسیح کو بن باپ پیدا ہونے کی وجہ سے یہودی والد اترتا قرار دیتے تھے۔ اور مریم پر جہداری کا الزام عاید کرتے تھے۔ پس اگر بغیر باپ پیدا ہونا مسیح کے لئے باعث نصیحت ہے تو پھر یہ نصیحت مسیح کے لئے خدمت اور الزام کا باعث نہ ہو سکتی۔ میرے خیال میں اگر پادری صاحب کی طرف بغیر باپ کے پیدا ہونے کی نصیحت منسوب کی جائے تو وہ بھی سے نکال دیں اور اس کو پسند نہ کریں۔

(۳) مسیح کو کیمت ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل ادم 11 ایسے کی رو سے جادو پ پیدا ہونے میں آدم طیبہ السلام کا مثیل قرار دیا گیا ہے۔ اور مماثلت کی رو سے آدم کا پلہ بھاری ہے۔ یہ گناہ صرت آدم پر ماں اور باپ کے بغیر پیدا ہونے کی وجہ سے کوئی الزام نہیں لگایا گیا بین مسیح جبر باپ کے پیدا ہونے کی وجہ سے اپنے لئے بھی اور اپنی والدہ کے لئے بھی باعث الزام ہوئے۔ پس نصیحت صرت آدم کی ثابت ہونی نہ کہ حضرت مسیح کی۔

(۴) پادری صاحب نے فصی ادم و نہ فعوی پیش کر کے آدم کو گنہگار اور مسیح کو پاک ثابت کرنے کی بے سو کو شش کی ہے۔ حالانکہ حضرت آدم کے تعلق قرآن کریم میں یہ بھی رو ہے فصی ولہم بعد لہ عزمہ 12۔ یعنی آدم نے طبعی بھول کر اپنی ارادہ بندی۔ اور قرآن کریم میں یہ مذکور ہے۔ واذ فلک لملکۃ اسخلموا لادم 13 یعنی آدم کی موشان و عظمت ہے کہ حد حق نے فرشتوں کو اسے سجدہ کرنے کا حکم دیا آدم بقول پادری صاحب گنہگار ہو کر بھی اس

شان کا ہے کہ فرشتوں کو اسے مجدد کرنے کا حکم دیا گیا۔ لیکن مسیح مسموم ہو کر بھی اس ملامت تک نہ پہنچ سکا۔

(۵) "یت ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل ادم کے رہے مسیح آدم کا ٹھیک ہے۔ پس اگر آدم گنہگار ہے تو مسیح بھی گنہگار ہو گا اور بے جیب ثابت نہ ہوا۔ اس لیے مسیح کے مسموم اور بے گناہ ہونے کے باوجود انجیل کے حوالہ کے مطابق شیطان اس کے پیچھے چالیس دن تک پڑا تاکہ وہ اسے مجدّد کرے۔ پس پادری صاحب سوائز نے نہیں کہ وہ مہستی افضل ہے جس کو فرشتے مجدد کریں یا وہ جس کو شیطان کہے کہ مجھے مجدّد کر۔"

### دوسرے سوال کا جواب

دوسری بات پادری صاحب نے مسیح علیہ السلام کی فضیلت ثابت کرنے کے لیے "یت و ایلمسہ برووح القدس" پیش کی ہے یعنی حضرت مسیح روح القدس سے تائید یافتہ تھے۔ اس کا پہلا جواب یہ ہے کہ قرآن کریم میں سورہ حجر میں حضرت آدم کے تعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "وَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ لِلْعَالَمِ اَنْتَ حَالِقُ الْاَنْسٰمِ صَلَواتُ عَلَیْکَ اَمَّا سُوْرَتُہٗ وَصَحْبُہٗ فَمِنْہٗ مِنْ رُّوْحِیْ فَفَعُوْا لَہٗ سَجْدَیْنِ" [14]۔ اس سے ظاہر ہے کہ آدم کو نبی سے تیار کر کے اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنی روح نفخ کی۔ اور اس نفخ روح کی وجہ سے فرشتوں کو حکم ہوا کہ وہ اس کے سے حمد میں گر جائیں۔

تیسری حضرت مسیح کی تائید روح القدس سے لی گئی جو ایک فرشتہ ہے۔ جیسا کہ "یت فل سرلہ" روح القدس میں "رَبُّکَ مَا لَیْسَ" [15] یعنی بھلائی کا رمل روح القدس کے درمیان سے فرمایا جاتا ہے، سے ظاہر ہے۔ اب آدم "مسیح کا قرآن کریم کے زور سے مقابلہ کر کے دیکھ لو۔" آدم میں خدا تعالیٰ کی روح چوٹی گئی ہے جس کی وجہ سے فرشتوں کو اس کے لیے مجدّد کرنے کا حکم ملا ہے۔ پس مسیح علیہ السلام کو صرف ایک فرشتے یعنی روح القدس کی تائید حاصل ہوئی۔ حالانکہ "آدم کو سب فرشتوں کی تائید حاصل ہوئی۔"

(۲) پادری صاحب کا مطالبہ ہے کہ جو پہلی فضیلت مسیح میں نے قرآن کریم سے پیش کی ہے۔ وہ قرآن کریم سے ہی "اور نبی کے لیے ثابت لی جائے۔ لیکن اگر میں یہی فضیلت نبی کی جائے اس

کے قبضے کے متعلق ثابت کر دیں۔ تو انبیاء کے متعلق بدرجہ اولیٰ یہ فضیلت ثابت ہو جانے کی۔ کسی تالیف کو جو مال حاصل ہوتا ہے وہ نبی متبعین کی فضیلت اور مال کی وجہ سے ہی ہوتا ہے۔

قرآن کریم کی سورہ محملہ میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والوں کے متعلق لکھا ہے کہ اُولَئِكَ كَسَبَ لِنَا فِيْ حُرُوْبِهِمْ اَلْاِيْمَانِ وَ اَلْبَهْءَ بِرُوحِ مَنَّا 16۔ یعنی "خُفَّتْ" سے صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو جو غیر نبی تھے رُوح القدس سے بڑھ کر رُوح من اللہ کی تائید حاصل تھی۔ پس جو نصیحت پادری صاحب کے برائے مسیح کے لئے مخصوص تھی، اس سے بڑھ کر "خُفَّتْ" سے صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والوں کے متعلق ثابت ہے۔

### تیسری خصوصیت اور اس کا جواب

تیسرے پادری صاحب نے غلاماؤں کے الفاظ کو پہلی خصوصیت قرار دیا ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ مسیح علیہ السلام دائرہ جہاں بھی قرآن کریم میں آیا ہے وہ یہود اور نصاریٰ کی طرف سے بے جا مذمت اور بے جا ٹٹولنے والا ہے اور بات کے طور پر ہے۔ اس فضائل مخصوصہ کا ذکر دوسرے انبیاء کے متعلق اس لئے نہیں آیا کیونکہ ان کے متعلق اس قسم کے ثمرات نہ تھے اور نہ ان کی زندگی میں مرثیہ پڑھا۔ یہود علی مرتضیٰ بنی اسرائیل عظیمہ 17 کے رد سے حضرت مسیح کی پیروی کے متعلق الزام عائد کرتے تھے اور اس الزام کی تردید نہ مری تھی اس لئے آپ کو عام رکی کہا گیا۔ ورنہ مری بنی اسرائیل میں دلی اور پاک ہوتا ہے۔

(۲) ان الفاظ سے صرف مسیح کی پاکیزگی کا اظہار ہوتا ہے لیکن ہمارے "خُفَّتْ" سے صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت قرآن کریم میں مختلف مقامات پر سرٹکھیم کے الفاظ آتے ہیں یعنی نہ صرف یہ کہ وہ خود کی مرپاک تھے۔ بلکہ مذکور تھے یعنی آپ کی صحبت اور قربت قدسیہ سے لوگ دلی بنتے تھے۔ پس "خُفَّتْ" سے صلی اللہ علیہ وسلم بدرجہ اولیٰ مرٹکھی ہونے کے مسیح سے بدرجہ اولیٰ فصل ثابت ہوتے ہیں۔

### چوتھی خصوصیت اور اس کا جواب

مسیح علیہ السلام کے متعلق چوتھی خصوصیت پادری صاحب نے یہ پیش کی ہے کہ ان کی والدہ کا نام قرآن کریم میں مذکور ہوا ہے۔ پادری صاحب اس بات کا ثبوت دیں کہ قرآن کریم میں کسی کا نام

ہوا قرآن کریم کے رو سے اس کے لئے وجہ فضیلت ہے۔

(۲) رُپاوری صاحب کے معیار کو صحیح تسلیم کیا جائے تو فرعون، ہامان، کاروں، شیطان، ہمیس، خناس کا قرآن کریم میں آ جانے سے یہ سب فضیلت مآب ثابت ہوتے ہیں۔ اسی طرح بائبل میں سینڑوں حد کے دشمنوں کا نام آیا ہے۔ یا اس وجہ سے وہ افضل ثابت ہو جائیں گے۔

(۳) قرآن کریم فرماتا ہے اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ بَعْضُ عَلٰی سِیِّئِ اَسْرَ اَنِیْلَ الْاَشْخَرِ الَّذِیْ هُمْ فِیْہِ یُحْصَفُوْنَ 18۔ یعنی قرآن کریم میں جس شخص اور واقعات کا ذکر انجیل کے تعلق و ارتباط ہے وہ اس وجہ سے ہے کہ ان کے اختلافات کی اصل حقیقت واضح کی جائے۔ جس جب مریم اور بن مریم کے تفصیلی ذکر سے یہودیوں اور مسیحیوں کے اختلافات پر بہتر روشنی پڑتی تھی تو اس کا رُضہ وری تھا۔ ہرے انبیاء کی اہم بات کا نام لیے کی چونکا رُضہ ورت تھی۔ اس لیے اس کے نام نہ لے گئے۔

### پانچویں خصوصیت

مسیح کی پانچویں خصوصیت "رُضیلت یہوشانی" ہے کہ قرآن کریم کے بیان کے مطابق اس کو کتاب و حکمت، تورات اور انجیل کی تعلیم دی گئی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ رُسیح علیہ السلام کو تورات اور انجیل جیسی مخصوص اقوام اور مخصوص الزمان تعلیم دی گئی ہے تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید جیسی جامع اور عالمگیر کتاب عطا کی گئی ہے۔ حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ صرف بنی اسرائیل کے رسول تھے۔ لیکن حضرت کو رُحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ بنایا گیا ہے۔

(۲) جو کتاب "رُحْمَۃٌ مَّسِیْحِ عَلَیْہِ الْاٰمَامِ" ہے۔ وہی کتاب "رُحْمَۃٌ وَبُعَلْمَہُمُ الْکُتُبِ وَلِحُکْمَۃٌ" 19 کے رو سے حضرت مسیح علیہ السلام کے صحابہ نے آپ سے سیکھی۔ اس کتاب رُحْمَۃٌ کا سمجھنا کوئی فضیلت ہے تو صحابہ کرام اس میں مسیح علیہ السلام کے شریک ہیں۔ جس پادری صاحب غور فرمائیں کہ کتاب و حکمت نبینے والا افضل ہے یا اس کو علمائے دین؟

### چھٹی خصوصیت

چھٹی خصوصیت مسیح کے متعلق پادری صاحب نے ان کا کلمۃ اللہ ہونا بیان کیا ہے۔ میں نے

س کے جواب میں لڑکاں، البخرو مداد لکھت رہی 20 الخ اور آیت اِنَّمَا اَمْرُهُ اِذَا اَرَادَ شَيْئًا اَنْ يَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ 21 کی تشریح کرتے ہوئے بتایا کہ اگر مسیح کو کسمعد اللہ ہونے کی وجہ سے کوئی خصوصیت حاصل ہے تو اس خصوصیت میں کائنات کا ۱۰ روزہ شریک ہے۔ اور اس اثبات کے لیے مسیح کی کوئی خصوصیت اور فضیلت ثابت نہیں ہوتی۔

### میرے جوابات کا اثر

یہ جوابات جن کا خلاصہ اوپر بیان کیا گیا ہے میں نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے مختصر وقت میں بیان کر دیے۔ ان جوابات کا ایسا اثر ہوا کہ جو نبی میں ایک بات کا جواب ختم کرنا۔ مال خوشی کے نعروں سے گونج مٹا تھا۔ مجھ سے پہلے علماء کے جوابات سے جو مایوسی پیدا ہو چکی تھی۔ میرے جوابات سے جو پادری صاحب کے مطالبہ کے عین مطابق تھے خدا کے فضل سے دور ہو گئی۔

سب لوگوں کو معلوم ہوا کہ میں احمدی ہوں تو دلوں کو احمدیوں کو برا سمجھتے تھے اسے گتے کا اثر احمدی بھی تو ہمارے بھائی ہیں۔ ان کے جوابات سے اسلام کی خوب نصرت ہوئی ہے۔ پادری غلام مسیح تردید تو کچھ نہ کر سکتے۔ صرف اتنا کہا کہ اس عجیب نے اور رنگ میں جوابات دیے ہیں۔

جب میں مال سے باہر نکلا تو پچاس ساٹھ بوشیہ مسلمانوں نے مجھے حلقہ میں لے لیا۔ بعض نے جوش مسرت سے اپنے انھی بایاں اور بار بار تکرار کیا کہ اللہ تعالیٰ نے محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی مقرر کیا ہے۔ اب کلاس میں پڑھتے تھے۔ بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ اگر نبیؐ آپؐ جواب نہ دیتے تو مسلمانوں کو بہت مایوسی ہوتی۔ فاللحمد لله علیٰ ذالک

### ہنوبی ہند کے تبلیغی سفر کے بعض واقعات

حضرت خلیفۃ المسیحؒ اہل رنجی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد کے عہد سعادت میں ۱۹۱۱ء میں منصور کو بنگلور شہر سے جو ریاست میسور میں ہے ایک درخواست چکی کہ وہاں پر جماعت اسلامی کی طرف سے ایک جلسہ کا انتظام کیا گیا ہے اور ہلاک بہت سے مختلف مذاہب سے علماء کو شرکت کی دعوت دی گئی ہے۔ آپ بھی مرکز سے علماء کو بلوائیں۔ خاکسارانِ حقوں لاہور میں مقیم تھے حضرت کا ارشاد خواہہ مال الدین صاحب، مرزا یحیٰی صاحب، ایک صاحب اور خاکسار کے نام پہنچا کہ ہم بنگلور کے لیے روانہ ہوں۔ ہمارے ساتھ

لال شاہ صاحب برق پٹاوری بھی شریک ہند ہوئے۔

بنگور میں اس موقع پر مختلف اطراف ہند سے مشہور علماء جمع تھے۔ جن میں سید سلیمان صاحب ندوی، مولانا شوکت علی صاحب برادر مولانا محمد علی صاحب اور بعض عرب علماء بھی تھے۔

جلسہ کی ابتدا میں ایک عرب صاحب نے خوش الحانی سے سورہ بقرہ کا آٹھریں رکوع تلاوت کیا۔ جب منوں نے کُلِّ امس باللہ و ملککھ و کتبہ و دسلہ 22 تک پڑھا تو دسلہ کے لفظ پر ہتف آیا۔ اور یہ لا مفرق بین احد من دسلہ پر ہتف آیا۔ ہتخاب میں امام طور پر بعد کے دسلہ پر تو ہتف کرتے ہیں۔ یمن پہلے دسلہ پر ہتف نہیں کیا جاتا۔ اور ہتخاب کے مطبوعہ قرآن کریم آٹھ کی طرف ہیں۔ بنگور کے غ سے بہت عرصہ پہلے ایک ۱۰ جب میں نے سورہ بقرہ کا آٹھریں رکوع تلاوت کیا تو مجھے اللہ تعالیٰ نے الہام فرمایا کہ کُلِّ امس باللہ و ملککھ و کتبہ و دسلہ کے فقرہ میں دسلہ کے لفظ پر ہتف کرنا چاہیے۔ یہ نکتہ فقہ تعالیٰ کی طرف سے رسالہ و مہمنوں کے متعلق بطور حثایت فرمایا ہے۔ اور بعد کا فقرہ یعنی لا مفرق بین احد من دسلہ خود مہمنوں کی طرف سے ہے۔ اور یہ دونوں فقرے ایک دوسرے سے جدا ہیں۔

میں نے جب اس عرب صاحب کو اس طرح حثایت کرتے ہوئے سنا کہ میں نے پہلے دسلہ پر ہتف کیا تو مجھے بہت ہی حوشی ہوئی کہ مجھے جس امر کی اطلاع الہامائی تھی اس کی تصدیق ایک ہل رہاں سے ہوئی۔

اس کے بعد میں نے مختلف مقامات کے مطبوعہ قرآن بغور دیکھے تو اس میں بھی یہی اطلاع کی تصدیق پائی۔

### جلسہ بنگور میں میری تقریر

جب پرہرام کے مطابق صدر صاحب نے میرا نام تقریر کے لئے پکارا تو خوب چہاں الدین صاحب مجھے کہنے لگے کہ آپ اس وقت سورہ کوثر کی دو تفسیر بیان کریں جو ملاں موقع پر آپ نے لاہور میں کیا کی تھی۔ چنانچہ میں نے ان کے کہنے پر یہی تفسیر اپنی تقریر میں پیش کر دی۔

تقریر سے فراغت کے بعد جب میں وہاں اپنی جگہ پر آیا تو سید سلیمان ندوی صاحب نے جو خوب صاحب کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ میری طرف اشارہ کر کے ان کو کہا کہ یہ صاحب مہمنوں نے



ابھی تقریر کی ہے کون ہیں۔ ان کی بیان کردہ دقتیں نے مجھے حیرت میں ڈال دیا ہے۔ میں نے سچ تک سو کے قریب تقایید سورہ کوثر کی پڑھی ہیں اور مستشرقین نے جو عجیب و غریب حقائق و معارف اس سورہ شریف کے بیان کئے ہیں۔ ان پر آگاہی حاصل کی ہے۔ مگر جو کچھ انہوں نے سچ بیاں کی ہے یہ بالکل نیا و راجح و ثابت ہے اور ان کی تقریر سے مجھے جدید معلومات کا ذخیرہ ملا ہے۔ خواجہ صاحب نے اس کو بتایا کہ یہ میرے استاد ہیں اور انہوں نے اس وقت اختصار کے ساتھ تقریر بیاں کی ہے۔ ورنہ اس کے متعلق دولاہور میں بہت زیادہ تفصیل سے روایتی ڈال چکے ہیں۔

(پیشہ استاد اللہ ہی اور جگہ تقریر کی جائے گی۔ مرتب)

### سوئے کا پہاڑ

جب ہم بکھور کے جلسہ سے فارغ ہوئے تو نواب مام احمد صاحب نے جو اس کانفرنس کے صدر تھے۔ فرمایا کہ میں "جنگل میسور ٹریٹ کے اس محلہ میں جو پہاڑ سے سواتھ کالئے سے متعلق ہے میٹر ہوں۔" رپ کا دند اس کارخانہ کو دیکھنے کی حوصلہ دیتا ہو۔ جو عجب روزگار میں سے ہے تو میں باسانی اس کا انتظام کر سکتا ہوں۔ یہ کارخانہ بکھور سے تقریباً چالیس میل کے فاصلہ پر ہے۔ چنانچہ وہ صاحب موصوف کی دعوت میں ہم ان کی قیام گاہ پہنچے۔ "وہ ماں پکچو" پر رام کرنے کے بعد کارخانہ دیکھنے کے لئے روانہ ہوئے۔ "ماں پکچو" میں ان کی طرف سے بہت سخت پیرہ کا انتظام تھا۔ اس جگہ پر ایک وسیع سلسلہ مشینوں کا نظر آیا۔ جو سوئے سے مخلوط پتھروں کو کوئٹے اور احاطوں کو لگ لگ کر کے ان میں سے سوئے کو ملیدہ کر کے لئے کی جاتی تھیں۔ سوئے کی اقسام لگ بھگ کے یک بہت بڑے صندوق میں ڈالی جاتی تھیں۔ اس پہاڑ کے اندر لمبی ہی رہیں اور بڑکیں تھیں۔ اوپر آنے کے لئے لفٹ لگے ہوئے تھے۔ اندر روشنی اور ہر قسم کا ضروری انتظام تھا۔ اور پہاڑ کی کھدائی کا کام جاری تھا۔ اس کان میں جو کارکن اور مزدور کام کرتے تھے ان کے باہر نکلنے کے وقت بڑی احتیاط سے تماشائی لی جاتی تھی۔ عورتوں کی تماشائی لینے کے لئے انگریز عورت مقرر تھی اور مردوں کے لئے انگریز مرد۔

### رودوتی بوٹی

اس سوئے کے پہاڑ پر میں نے رودوتی بوٹی لکھی ہے۔ اس کی بوٹی لکھی ہے، نی جیسا کہ مخزن الادویہ

غیر دکتب میں لکھا ہے بہت سی مفید اور نسیہ بہن ہے۔

### بھینگی میں ورود

وہاں سے روانہ ہو کر ہم بھی پہنچے اور خواب سید رضوی صاحب کی ہفتہ عریض ہڈنگ میں فرہش ہوئے۔ خواجہ صاحب۔ ڈاکٹر یحیٰی تبیک صاحب اور سید لال شاہ صاحب برقی جب دس کے وقت یہ ہفتہ عریض کے لئے باہر چلے جاتے تو خاکسار ایک ملحد و کمرہ میں، سرور کا رٹا یا نفل پر ہوتا۔ یا تبلیغ کا موقع ملنے پر فریضہ تبلیغ کرتا۔ گا ہے گا ہے خواجہ صاحب کے ساتھ حصوں میں شمولیت اور تیسری ملاقاتوں کے لئے بھی جاتا۔ ایک دن بھینگی کے مسلمانوں کی طرف سے سید عبدلرزاق صاحب بغدادی کی آمد پر ایک عظیم الشان جلسہ منعقد کیا گیا۔ اس میں ہم بھی شامل ہوئے۔ وہاں سے فراغت کے بعد بھائیوں کے مشن ہاؤس گئے۔ اور محمد ہاشم صاحب سے جو بھی میں بھائی مذہب کے سرگرم مشنری تھے ملاقات کی۔ انہوں نے بتایا کہ اس وقت بھینگی کا موقع نہیں۔ کیونکہ ہمارے ساتھی مذہبی عبادت کے لئے جمع ہو رہے ہیں۔ جو تھلکہ میں ادا کی جائے گی۔ ہم عرض کیا کہ ہم بھی آپ کی عبادت کا نمونہ بننا چاہتے ہیں۔ لیکن اسوں نے کہا کہ ہم آپ لوگوں کے سامنے عبادت کرنا پسند نہیں کرتے۔ اس پر میں نے عرض کیا کہ اسلام تو اپنی عبادت کی طرف ان کے احکامات کے ذریعہ بلاتا ہے۔ مومن ان میں طرف منہ کر کے اصحاب یحییٰ یعنی مسلمانوں کو حسی علی المضلوفہ کے الفاظ سے نمار کے لئے بلاتا ہے۔ اور باہر میں طرف یعنی غیر مسلموں کو جو اصحاب الشمال کی نسبت رکھتے ہیں۔ ملائے اور کامیابی کی طرف بلاتا ہے۔ پس اگر آپ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا چاہتے ہیں تو لوگوں سے اس کو پوشیدہ رکھنے کے یا مسمیے۔

پس کر محمد ہاشم صاحب نے کہا کہ اگر آپ ہاشم و گنگو کرنا ہی پسند کرتے ہیں۔ تو اپنا ایڈریس دے جائیں۔ ہم مقررہ وقت پر آپ کی قیام گاہ پر آجائیں گے۔ چنانچہ خواجہ صاحب نے ایڈریس دے دیا۔

### محمد ہاشم صاحب بھائی سے گنگو

محمد ہاشم صاحب بعض اور معززین کے ساتھ چار بجے ہماری قیام گاہ پر آ گئے۔ ان کے آنے پر خواجہ صاحب مع ڈاکٹر مرزا تبیک صاحب اور برقی صاحب کے ان معزز زمہانوں کے ساتھ

گنگو کرنے کے لئے ایک وسیع و عریض میدان کے درمیان چھانری بیٹھ گئے۔ اس موقع پر خواجہ صاحب نے مجھے کہا کہ آپ اپنے سر میں تشریف لے جائیں۔ ہم ان معززین سے خود ہی گفتگو کر لیں گے۔ خواجہ صاحب نے ایسا شاید میری سادگی کی وجہ سے یا کہ میں بے باکی میں پیدا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے نام کی تبلیغ نہ کروں۔ بہر حال میں ان کے سسے پر ہاں سے ٹھہر دوسرے کمرے میں جو میری رہائش کے لئے مخصوص تھا چلا گیا۔

محمد ہاشم صاحب نے خواجہ کمال الدین صاحب سے کہا کہ وہ قرآن کریم کے تعلق کچھ متفہم رہنا چاہتے ہیں۔ اور وہ یہ کہ قرآن کریم میں لکھا ہے کہ **اِنَّ هٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْاُولٰی** صحف ابراہیم و موسیٰ 23۔ اُنہی کے قول پر رست ہے کہ قرآن کریم میں ایسی کوئی زاید بات نہیں جو پہلی کتابوں اور صحیفوں میں نہ پائی جاتی ہو۔ قرآن کریم کی یا نہ رست ہے۔ اس کی ضرورت تو صرف ہی صورت میں ہو جاتی ہے کہ اس کے بارے میں سے کوئی نہی یا ریاضتی ہوتی۔ یا کوئی ایک حکم بھی قرآن کریم میں، یا پایا جاتا ہے جو پہلی کتابوں سے راجع ہو یا پہلے حکموں کو منسوخ کرنے والا ہو۔ مجھے صرف ایک مثال ہی دی جائے اور جواب قرآن کریم سے دیا جائے۔

جب محمد ہاشم صاحب نے یہ سوال کیا۔ اور خواجہ صاحب نے محسوس کیا کہ وہ اس کے جواب سے متاثرہ عمدہ نہیں ہو سکتے۔ تو مجھے آوارہ گی کہ مولانا رشتہ یف لائیں۔ میں اس کی توجہ پر حاضہ ہو گیا۔ مول محمد ہاشم صاحب نے وہ دیا۔ میں نے جو با عرض یا کہ میں قرآن کریم سے یہی نہی مثالیں پیش کر سکتا ہوں۔ محمد ہاشم صاحب نے کہا کہ ریاہوتوں کی نہ رست میں صرف ایک مثال ہی کافی ہے۔

میں نے پہلے تو ماسیح میں آیت 24 الحج کی بحث شروع کی۔ اور پھر سورہ آل عمران کی آیت **اَلَمْ يَكُنْ اَلَّذِيْنَ اٰتٰنَا اَلْحَدٰثٰتِ اَلَا نُوْمِنُ لِرَسُوْلٍ حَتّٰی يٰۤاتٰنَا بِقُرْاٰنٍ مُّكْتٰمٍ اَلَا نَحْكُمُ اَلَّذِيْنَ اٰتٰنَا اَلْحَدٰثٰتِ** 25۔ یعنی اہل کتاب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے پر ایمان لانے کے متعلق اس بات کا مطالبہ کیا کہ حدیث کی طرف سے ہمیں اس بات کا حکم ہے کہ ہم کسی رسول پر ایمان نہ لائیں۔ ”رنہ ہی اس کے رسول ہونے کا اعتقاد کریں جب تک کہ وہ سوختی قرآنی ٹیڑھ نہ

کرے۔ اس مطالبہ کے تعلق اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ جو ابائے کبریا جائے کہ مجھ سے پہلے جو رسوں نے وہ ملود و دیگر نشانات اور بیانات ظاہر کرنے کے سوختنی قربانیاں بھی پیش کرتے رہے پھر تم لوگوں نے ان کو یوں قتل کیا۔

قرآن کریم کی بیان کردہ اس مثال سے واضح ہوتا ہے کہ اہل کتاب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سوختنی قربانی کے منسوخ کرنے کی وجہ سے اعلیٰ اشیاء پیش کیا۔ اور اس بنا پر کہ آپ نے سوختنی قربانی کو منسوخ کیا تھا۔ آپ کو قبول کرنے سے انکار کیا۔ اس کا جواب اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں دیا کہ سوختنی قربانی منسوخ نہیں کی گئی بلکہ یہ، یا کہ اس کی منسوخی کی بنا پر اس کا انکار درست نہیں۔ اور یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ماہیوں، اس کے کہ رسول سوختنی قربانی پیش کرتے تھے۔ مین س عہد کو پورا کرنے کے باوجود بھی یہاں یوں نے ان کا انکار کیا اور ان کے قتل کے درپے ہوئے۔

میں نے کہا۔ ایک مثال تو قرآن کریم سے میں نے پیش کر دی ہے۔ اور بھی بہت سی مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں۔ مثلاً توحید قلم کا مسئلہ، نبی کا مسئلہ، پھر احل لکھ لیلہ الضیاء الزلزلۃ الی ہذا سکہ 26 کا ارشاد ہے۔ اسی طرح قرآن کریم سے پہلے کتاب کی تعلیم مد بیت اور رسول کی بدعت مخصوص اقوام کے لئے اور مخصوص الزمان تھی۔ لیکن قرآن کریم، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم مد بیت تمام اقوام کے لئے اور قیامت تک کے لئے ہے۔ جو ایک راہِ خصوصیت ہے۔

یہیں کر محمد مائیم صاحب فرماتے ہیں کہ ان ہذا المی الضحیف الاولیٰ صحف ۱۱۱  
 اہل اہلہ و مؤسی 26 کے الفاظ سے تو ظاہر ہے کہ یہ قرآن کریم پہلے صحیفوں اور حضرت اہل ایم علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے صحیفوں میں پایا جاتا ہے۔ پھر کسی میثی اس طرح تعلیم کی جائے۔ میں نے عرض کیا کہ ہذا سے بعض قرآن بھی مراد ہوتا ہے جیسے ادا قرأت القرآن کے لئے سے قرآن کریم کی ایک بیت بھی مراد ہوتی ہے۔ جس ان ہذا مع کے تہذیب میں ہذا سے مراد اہل کے اشارہ علیہ مضمون کی طرف اشارہ ہے۔ اور وہ یہ ہے ہذا تکران نعمت الذکری۔ سید ذکر من یحشی و ینحییہ لافقی الذی یضلی النار الکبریٰ ثم لا یموت فیہا ولا یحییٰ قد افلح من ترککی و ذکر اسمہ فصلی بل یؤثرون الحیوة الدنیا والاخرۃ خیر و ابقی 28۔ مضمون جس میں اعمالِ قبیح اور ان کی مذممت اور اعمالِ صالحہ اور ان کی تہذیب کا ذکر کیا گیا ہے۔

یہ وہ مضمون ہے جو ایک شیعہ مذہب کے صحیفہ میں جو قرآن کریم سے پہلے نازل ہو چکا ہے، پایا جاتا ہے۔

جب میں نے یہ تشہیح کی تو خواجہ صاحب نے بلند آواز سے مجھے مخاطب کر کے عزاک اللہ کہا کہ اب میں اس جواب کی روشنی میں مزید تشہیح یا ترمیموں گا۔ اب آپ اپنے کمرہ میں تشریف لے جائیں۔ میں ڈانٹو نہ پلاؤں گا۔ میں ان وقت محمد ہاشم صاحب نے بھی جانے کی اجازت چاہی۔ خواجہ صاحب نے ان کو کہا کہ ابھی آپ کچھ میرا ترشہ پیئیں، تمہیں تاک مزید نازل خیالات ہونے۔ اس پر محمد ہاشم صاحب نے کہا کہ جو جواب مجھے ابھی دیا گیا ہے۔ اس سے زیادہ آپ یاد دلائیں گے پھر محمد ہاشم صاحب سے دریافت کیا کہ یہ کون صاحب ہیں۔ جنہوں نے ابھی جواب دیا تھا۔ خواجہ صاحب نے کہا کہ یہ میرے استاد ہیں۔ محمد ہاشم صاحب نے کہا کہ قرآن سے اچھی وقتیت رشتے ہیں اور انھیں کرمع اپنے ساتھیوں کے چلے گئے۔

### خواجہ کمال الدین صاحب کے سفر انڈین کی تقریب کا پیدا ہونا

نواب سید رضوی صاحب نظام حیدر آباد، اپنی چوتھی صاحب کی جامعہ کے منصرم تھے۔ کچھ عرصہ بعد منصور نظام کی چوتھی راء بشیر دے اپنی والدہ کی تحریک پر سید رضوی صاحب سے تاج نریا۔ جب منصور نظام کو اس کا علم ہوا تو اسوں نے اس کو سخت مانپند کیا۔ اور نواب سید رضوی صاحب کو حیدر آباد سے نکل جانے کا حکم دیا۔ پتاچی سید رضوی صاحب بمبئی چلے آئے۔ نواب رضوی صاحب وکیل بھی تھے۔ اسی طرح خواجہ کمال الدین صاحب بھی چیف کورٹ کے وکیل تھے۔ ان ہر دو نے باہم مشورہ کیا کہ پریوی کونسل میں مقدمہ دائر کر کے رضوی صاحب کی بیوی کو اس کی والدہ کی جائداد وراثت کا ورثہ دلایا جائے۔ تاکہ وہ آراء ہی سے اپنے اثر اجات چلا سکیں۔

نواب رضوی صاحب نے خواجہ صاحب کے ساتھ مبلغ آٹھ سو روپے مقرر کیا تاکہ وہ انڈین جا کر اس مقدمہ کی پیروی کریں۔ خواجہ صاحب نے یہی خوشی سے اس تجویز کو قبول کیا۔ اور اسے دن خواجہ صاحب نے آکر مجھے بتایا کہ نواب رضوی صاحب نے اس طرح آٹھ سو روپے پیش کیے کا مقدمہ لیا تھا۔ لیکن اب وہ کچھ متہ سے ہیں۔ شاید ان کو اس مقدمہ میں کامیابی نا یقین نہیں رہا۔ آپ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ سب بنا دے اور آٹھ سو روپے رقم مجھے مل جائے۔ اس طرح دنیوی فائدہ کے علاوہ

وہی فائدہ بھی ہو جائے گا اور میں وہاں جا کر تبلیغ بھی کر سکوں گا۔

خوپہ صاحب ان دنوں مجھ پر حسن ظنی رکھتے تھے اور دعا کے لئے بہا کرتے تھے۔ چنانچہ اس موقع پر بھی کہنے لگے کہ اگر مجھے یہ رہ پیر اور کام مل جائے۔ اور میں لندن چلا جاؤں۔ تو وہاں تبلیغ بھی کر سکوں گا۔ قلم پوری توجہ سے، عافریا میں۔ میں نے، عاکا وعدہ دیا۔ اور وہاں سے ساتھیوں کے ساتھ یہ ہتھیار کے لئے ہا۔ چلے گئے۔

### ایک عجیب ششقی نظارہ

میں نے ان کے جانے کے بعد خاص توجہ سے ہارگاہ الہی میں دعا شروع کر دی۔ دعا کرتے کرتے مجھ پر ششقی حالت جاری ہوئی۔ اور میں نے، کھاک خوپہ صاحب کے والد خوپہ عزیز الدین صاحب ایک پاٹ پر بیٹھ کر قضاے حاجت کرنے لگے ہیں۔ اور بجائے ہارگاہ کے ان کے اندر سے سونے کے وہ اندر سے ملے ہیں۔ ایک اندر تو بہت بڑا ہے اور دوسرا چھوٹا۔ اور ساتھ ہی خوپہ مال لدین صاحب کے لڑکے شیر احمد کو بھی دیکھا۔ مجھے اس شش کی یہ تقسیم ہوئی کہ یہ شش اس دعا کے جواب میں دکھایا گیا ہے۔ اور اس میں دعائی قبولیت کا اظہار ہے۔ خوپہ عزیز الدین صاحب سے مراد سید رضوی صاحب ہیں اور سونے کے وہ بیٹوں سے مراد رقیس ہیں۔ جن میں سے ایک بری اور دوسری چھوٹی ملے کی اور خوپہ صاحب کے لڑکے شیر احمد صاحب کو دیکھنے سے یہ مراد ہے کہ خوپہ صاحب کے لئے یہ بشارت ہے۔ اور اس کا تعلق اس کے گھر سے بھی ہے۔

میں بھی حسرت کے ساتھ اس شش کے تعلق غور کر رہا تھا کہ خوپہ صاحب مع اپنے رفقاء کے، جس سے مراد میرے سرور کا، اور دیکھ لیا۔ میں نے، اور دیکھ لیا۔ تو اندر داخل ہوتے ہی کہنے لگے کہ یا آپ نے دعا کی ہے۔ اور کوئی بشارت آپ کو ملی ہے۔ میں نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کو دو رقیس ملیں گی۔ جن میں سے ایک رقم بری ہوگی اور دوسری چھوٹی۔ جب میں نے، رقبوں کا، کر لیا۔ تو خوپہ صاحب خیرات سے پرچھنے لگے۔ رقبیں کیسی؟ رضوی صاحب نے تو ایک رقم کا وعدہ کیا تھا۔ میں اس کو بھی فی الحال ملتوی کر دیا ہے۔ آپ نے جو رقبیں بتائی ہیں اس کی مجھے سمجھ نہیں آتی۔

عجیب اتفاق ہے کہ ابھی یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ ایک آدمی سید رضوی صاحب کی طرف سے

خوبصاحب کو بلا لے گیا۔ چنانچہ خوبصاحب اس آدمی کے ساتھ چلے گئے۔ رضوی صاحب نے اس وقت خوبصاحب کے سامنے دو قمیص پیش کیں۔ ایک تو آٹھ روپے کی رقم قیمت کے بغیر وغیرہ کے لئے اور دوسری مبلغ دو سو روپے کی رقم، یہ اور کہا کہ مجھے یہ خیال آیا کہ آپ تو لمبے عرصہ کے ولایت جا رہے ہیں۔ آپ کے اہل و عیال کے اخراجات کے لئے بھی کوئی رقم ہونی چاہیے۔ لہذا یہ دو سو روپے اس شخص کے لئے دیا ہے۔

خوبصاحب خلاف توقع ان دو رقموں کے ملنے پر بہت ہی خوش ہوئے۔ اور بازار سے ایک قیمتی کپڑا میرے لئے خرید لایا۔ اور ایک خوبصاحب اور ایک بیک صاحب اس شرف کے عجب رنگ میں پورا ہونے کا دہرائتے رہے۔ اور میرے پاؤں حقیقت کے ظہار کے سے دہرائتے رہے۔ میں نے عرض کیا کہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی برکت اور افاضہ سے ہمارے ایمانوں کو برحانے کے لئے دکھایا ہے۔ ورنہ میں تو ایک فقیر وریز شخص ہوں۔ جس میں کوئی بھی خوبی اور قابلیت نہیں۔ والک فصل اللہ یومہ من یشاء

### کرشن جی کے متعلق نظارہ

ایک دن باپ سید رضوی صاحب مجھے مولے میں ساحل سمندر پر یہ کے لئے لے گئے۔ اور وہی پر کہنے لگے کہ آج سینما میں کرشن جی مبارک کے حالات زندگی کے متعلق فلم دکھانی جائے گی۔ آپ کو عام واقفیت کے لئے ضرور فلم دیکھنی چاہیے۔ میں نے اس وقت تک ابھی سینما دیکھا تھا۔ ان کے اصرار کرنے پر رضامند ہو گیا۔

جب فلم میں یہ نظارہ سامنے آیا کہ حضرت کرشن جی کے والدین ایک لاکرے میں اس مہسوم بچہ کو بچہ کر قتل کے مارے رہے جاتے ہیں۔ اور اسی خوف کی حالت میں مدی کو عبور کرتے ہیں تو امیاء کے مصائب اور مشکلات اور اللہ تعالیٰ کی عجیب و غریب نصرت اور تائید کا تصور کر کے مجھ پر رقت جاری ہوئی۔ اور میں فلم کے ختم ہونے تک انگھار رہا۔ اس وقت بار بار میری زبان پر یہی الفاظ تھے کہ ”اے خدا! اپنے نبیوں اور رسولوں کی پیروی اور نصرت اور حفاظت کرنے والے خدا تیری شان کتنی بلند و مرتبہ کی ہستی کتنی اعلیٰ ہے۔“ اللہم صل علی جمیع الانبیاء والموسلین لا سیما علی سیدہم محمد و احمد و الہم الطیب الطاہرین

### حضرت سیٹھ حاجی عبدالرحمن صاحب مد راقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ہمارا ہندو بھی ہے روانہ ہو کر مد راس میں دوارا ہوا۔ وہاں پر حضرت سیٹھ حاجی عبد الرحمن اللہ رکھ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ماں قیام آیا۔ حضرت سیٹھ صاحب کے متعلق حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو الہام ہوا تھا کہ

قادری ہے وہ بارگاہِ نوٹا کام بناوے

بنا بنایا توڑا۔ کوئی اس کا جید نہ پاوے۔ 29

چنانچہ اس الہام کے پہلے مصرعہ کے مطابق ان کا کاروبار خوب چکا۔ لیکن بعد میں دوسرے مصرعہ کے مطابق ان پر اتنا آیا۔ اور فارش الہالی کے بعد آپ امتحانی مالی مشاطات کا شکار ہوئے اور آپ کی حالت بالکل فقیرانہ ہوئی۔ ان کی یہ امتحانی حالت کی معصیت کی وجہ سے نہ تھی بلکہ یہ یک سزا ہی تھی۔ جس کو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

جب ہم حضرت سیٹھ صاحب کے پاس پہنچے تو آپ ایک خراب اور خستہ چوبارے میں ایک دریدہ چٹائی پر تشریف فرما تھے۔ لباس بھی بالکل فقیرانہ تھا۔ ہمیں دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ کھانا منگوایا۔ جو بالکل سادہ تھا۔ چائیاں اور مسور کی دال۔ اس وقت آپ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا بیان کر دیا کہ ”اتھ حضرت امام ابو حنیفہ کے متعلق سنایا کہ ایک شخص کے ماتھے جو یہ دینی مذاق جات میں تجارتی کاروبار کے لئے ان کی طرف سے گئے ہوئے تھے واپس آئے۔ تو ان میں سے ایک نے کہا کہ اس دفعہ تجارت میں اتنے ہی درہم پیو کا فٹع ہوا ہے۔ اس پر حضرت امام صاحب نے ایک دفت کے ٹکڑے کے بعد ”نہی آوار سے“ الحمد للہ ”کہا۔ پھر دوسرے کارمدوے جو کسی دوسرے ملاقات سے ”اہیں آیا تھا اظاہر کی۔ کہ اس دفعہ اتنے ہی درہم پیو کا نقصان ہو ہے۔ یہ سن کر بھی حضرت امام صاحب نے تھڑے سے توقف کے بعد ”نہی آوار سے“ الحمد للہ ”کہا۔

اس وقت حاضرین میں سے ایک شخص نے امام صاحب کی خدمت میں عرض کیا کہ فٹع کی خبر سن کر تو بے شک ”اللہ تعالیٰ کا شکر“ ابرا چاہیے۔ لیکن نقصان کی خبر پر الحمد للہ کہنا درست معلوم نہیں ہوتا۔ اس موقع پر تو ”اے اللہ و اے اللہ و اے اللہ“ ابرا چاہیے تھا۔ اس پر حضرت امام صاحب نے فرمایا



کہ میں نے نفع یا نقصان کی وجہ سے الحمد للہ نہیں پڑھا بلکہ میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر اس سے دیا ہے۔ کہ نفع کی اطلاع پر بوجہ مالی و دنیوی فائدہ کے میرا قلب مسرور نہیں ہوا۔ اور نہ ہی نقصان کی خبر سے مجھے کوئی رنج پہنچا ہے۔ دنیوی نفع اور نقصان میرے اس خلق پر اثر انداز نہیں ہو سکا جو مجھے خدا تعالیٰ سے ہے۔ یہ حالت جو مجھے نصیب ہے میرے منہ سے انہوں بار الحمد للہ کا کلمہ نکلنے کا باعث بنی۔

یہ القادریاں نے کئے بعد آپ نے فرمایا کہ حضرت اقدس علیہ السلام کی صحت سے اللہ تعالیٰ نے میرے قلب میں بھی ایسی روحانی کیفیت پیدا کر دی کہ سب میں لگے پڑے تھے۔ اس وقت بھی ایک تنعنائی کیفیت میں تھی۔ اور اب اس عسرت کی حالت میں بھی خیر اللہ سے مستفی ہوں۔

سب حضرات یٹھ صاحب نے یہ القادریاں یا قنادریاں قلوب اس سے بہت متاثر ہوئے۔ اور

”کھیں شکلا رہوئیں۔“

### بنگال کا تبلیغی سفر

حضرت علیہ السلام علیہ السلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرمایا: ”رجائے فی اللہ العلیہ“ کے اور حدیث میں غائب ۱۹۱۲ء کی بات ہے کہ جناب مولوی عبدالواحد صاحب ساکن برہمن پڑیہ (بنگال) نے مدد کا ایک وفد عرض تبلیغ بھجوائے کی درخواست کی۔ چنانچہ حضور کی طرف سے حضرت مولوی سید مراد شاہ صاحب، حضرت حافظ روشن علی صاحب، حضرت میر قاسم علی صاحب، جناب مولوی مبارک علی صاحب سیالکوٹی مرحوم اور خاکسار کو جانے کا ارشاد ہوا۔ ہم سب کلکتہ سے ہوتے ہوئے برہمن پڑیہ پہنچے۔ کلکتہ میں جماعت کی طرف سے ایک نہی سرانے میں ہمارے قیام کا انتظام تھا۔ جب ہم وہاں پہنچے تو محکمہ پولیس کے ایک افسر بھی اس سرانے میں کسی سندھی پیر کی تلاش میں جس کے ساتھ وہ عقیدت رکھتے تھے گئے۔ چونکہ وہ تصوف کے ساتھ انجپی رکھتے تھے، علم و دست و دی تھے۔ اس لئے حضرت مولوی مراد شاہ صاحب امیر وفد کے ایما پر میں نے ان کے ساتھ تصوف کے متعلق گفتگو شروع کی اور تقریباً ۲۰ گھنٹہ تک سید صاحب نے مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کے ماتحت تصوف کے بعض نکات پر روشنی ڈالی۔ میری باتیں سن کر وہ بہت مملو ہوئے اور کہنے لگے کہ میں نے یہی عارفانہ باتیں اس سے قبل کبھی نہیں سنی۔ اس کے بعد وہ پیر صاحب کی تلاش میں چلے گئے۔ کچھ

وقت کے بعد پھر آئے اور کہنے لگے کہ مجھے میرا صاحب قریب ہی ایک کمرہ میں مل گئے ہیں اور ان کو آپ کی ملاقات کا بے حد اشتیاق ہے۔ اُس آپ تشریف لے جا سکتے ہیں۔ ورنہ میرا صاحب یہاں آپ سے ملاقات کر میں گئے۔ چنانچہ خاکسار، حائفہ رہن ملی صاحب اور مولوی مبارک علی صاحب مرحوم ان کی خدمت میں پہنچے۔ وہ بہت تپاک سے ملے اور مصافحہ کیا۔ سب دھڑپوں سے میری طرف اشارہ کر کے کہا کہ تصوف کے متعلق انہوں نے سگھو کی تھی تو وہ بہت ہی خوش ہوئے اور مجھ سے دوبارہ مصافحہ کیا۔ جب ان کو یہ علم ہوا کہ ہم ۱۴ یان سے آئے ہیں اور حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب علیہ السلام کے مرید ہیں تو انہوں نے فرمایا کہ میرے پاس بھی حضرت مرزا صاحب کا منگولہ کھام ہے۔ اس کے بعد مختلف امور کے متعلق ان سے تبادلہ خیالات ہوا رہا۔ اور خدا کے فضل سے ہمیں ایک گھنٹہ تک تبلیغ کا اچھا موقع ملا۔

کچھ دن مکات میں قیام کرنے کے بعد ہم ۱۵ ماں سے برہمن بڑے پہنچے۔ ہماری رہنمائی کے سے مکات سے حافظ محمد امین صاحب احمدی جو بہایت مخلص اور پاک یہ تہاں تھے ساتھ رہ رہے۔ وہی بہت تک کا تار تار ساتھ رہ رہے مات بجالاتے رہے۔ حافظ صاحب غالب چوہاں ضلع ہنم کے رہنے والے تھے۔

برہمن بڑے کے انیشن پر مولوی عبدالواحد صاحب، سینا میں ۱۶ باب کے ساتھ تارے۔ استقبال کے لئے موجود تھے۔ جب اس مخلص احمدی دوستوں نے ہمیں دیکھا تو اس خیال سے کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ میں سے ہیں۔ اور مرکز سلسلہ سے آئے ہیں۔ بہت خوش ہوئے اور فرط مسرت سے ۱۷ دوستوں پر رقت جاری ہوئی۔

ہم جناب مولوی عبدالواحد صاحب کے گھر پر اترے۔ ۱۸ ماں پر ایک بڑا درخت مڑاں کا دیکھا جس کو ترور چیتے بڑے چلے ہوئے تھے۔ یہ چل م نے پنجاب میں کبھی نہ دیکھا تھا۔ بہت لذیذ دیشیریں تھیں۔

برہمن بڑے میں بڑے چنانہ پر ایک جلسہ کا اتمام پایا گیا۔ جس میں بڑا مالوٹ آئے۔ اس جلسہ میں سب مجاہدین وندے تھارے کہیں۔ جب حضرت مولوی سرور شاہ صاحب کی تقریر شروع ہوئی تو وہاں کے ایک عام مولوی واعظ المدین صاحب نے تقریر کے دوران میں ہی شور و ہش اور اعتراضات شروع

روئے۔ حضرت مولوی صاحب کی آپ تہذیب و نرم از کی وجہ سے اس کو اور بھی زیادہ تہذیب ہوئی۔  
مولوی واعظ الدین صاحب کے اعتراض کا تعلق حضرت مولوی صاحب کی تقریر سے نہ تھا بلکہ  
یہ اعتراض محض احمدیوں کے خلاف فہرست چیلانے کی غرض سے تھا۔ ان کے پیش کردہ اعتراض کا  
خود مدعی یہ تھا کہ احمدی وار کھنڈ مع الزاکھیں کے خلاف عمل کرتے ہیں۔ دوسرے مسلمانوں کے  
ساتھ مل کر نماز نہیں پڑھتے اور نہ ہی ان کی اقتداء میں نماز پڑھنا جائز سمجھتے ہیں۔

حضرت مولوی سرور شاہ صاحب کی تقریر کے خاتمہ پر سب ارکان ہند نے خاکسار سے اس  
اعتراض کا جواب دینے کی فرمائش کی۔ سب میں جواب دینے کے لئے کھڑا ہوا تو مولوی واعظ الدین  
نے پھر شور مچا کہ میں نے جواب مولوی سرور شاہ صاحب سے مانگا ہے۔ مولوی غلام رسول صاحب  
رہنکی سے نہیں مانگا۔ میں نے عرض کیا کہ جب آپ کی غرض جواب سے ہے تو خواہ ہم میں سے کوئی  
اسے آپ کو اعتراض نہیں ہونا چاہیے۔ اور میں جواب حضرت مولوی سرور شاہ صاحب کے حکم سے ہی  
دے رہا ہوں۔ جو ہمارے لیے ہند ہیں۔ لیکن جب مولوی واعظ الدین بار بار اپنا مطالبہ دہراتے  
رہے۔ اور شور مچاتے رہے باز نہ آئے۔ تو بعض معترضین احمدیوں نے بھی ان کے مطالبہ کی لغویت کو  
نہ پر واضح کیا۔ تب وہ خاموش ہو گئے۔ میں نے اس اعتراض کے جو جوابات اس وقت دیے۔ ان کا  
خود مدہورق وکیل ہے۔

(۱) وار کھنڈ مع الزاکھیں کا تہذیب و نرم از دہلی پایا جاتا ہے۔ اس قیمت میں اس کے  
سابقہ سہاق میں بنی اسرائیل کو مخاطب کیا گیا ہے نہ کہ مسلمانوں کو۔ اور وار کھنڈ مع الزاکھیں  
کے حکم میں بھی بنی اسرائیل کو مخاطب ہیں نہ کہ مسلمان۔ پس جب یہ حکم بنی اسرائیل کے لئے ہے تو اس  
کی وجہ سے احمدیوں پر اعتراض کرنا درست نہیں۔

(ب) اس قیمت میں پہلے لوگوں کو حکم ہے کہ چھپے لوگوں کے ساتھ مل کر رکوع کرے۔ یعنی بنی  
اسرائیل کو حکم ہے کہ مسلمانوں کے ساتھ جو محفہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے ہیں مل کر رکوع  
کرو اور رکوع کرو۔ لیکن مسلمانوں کو یہ حکم نہیں کہ وہ دیوبندیوں یا دوسرے اہل کتاب سے مل کر رکوع  
کریں۔ اور نہ ہی کبھی مسلمانوں نے اس کو جائز سمجھا ہے کہ وہ اہل کتاب کے ساتھ مل کر نماز ادا  
کریں۔ محفہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی جب مسلمان سب سے زیادہ قرآن کریم کے

حکموں پر عمل پیرا تھے، لیکن ایسا نہیں ہوا اور نہ ہی بعد میں۔ پس جب وادکھو کے الفاظ میں پہلے لوگوں کو حکم ہے کہ وہ بعد کو آنے والے مومنوں کے ساتھ مل کر رکوع کریں تو ان اعتبار سے اب بھی دوسرے مادی فرقوں کو جو پہلے سے پاے جاتے ہیں۔ حکم ہے کہ وہ احمدی جماعت کے ساتھ مل کر جو منہاج نبوت پر قائم ہے۔ نماز، اُتریں۔ آٹھ تہ نعلی اللہ علیہ وسلم نے بھی دوسرے فرقوں کو ماری اور امام وقت کی جماعت کا ناجی قرار دیا ہے۔ پس جس طرح مسلمان یہودیوں اور عیسائیوں کے ساتھ مل کر نماز نہیں پڑھتے۔ اسی طرح احمدی دوسرے مسلمانوں کے ساتھ مل کر جو مامور من اللہ کے منکر و مکر ہیں، نماز نہیں پڑھتے۔

(ج) حدیث شریف میں آتا ہے۔ کہ من کھر احادہ المومن فیعود عبیدہ کھر ۳۰ یعنی جو شخص اپنے مومن بھائی کو کافر کہے وہ کافر ہو جاتا ہے۔ پس جب ملا۔ نے ہم پر اور ہمارے امام پر فتویٰ لکھا ہے تو ہم ایسے لوگوں کے پیچھے نماز کیسے پڑھتے ہیں۔

(د) امام اور مقتدی کے درمیان موافقت کا پایا جانا از بس ضروری ہے۔ اور سورۃ فاتحہ جس کا ہر رحمت میں پڑھنا ضروری ہے۔ اس میں اھل الصراط المستقیم صراط الدین المستقیم علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کے الفاظ آتے ہیں اور اس دعا میں معصومین کی راہ کو طلب کرے۔ تاکم یا کیا ہے۔ اور معصوب علیہم یعنی کافروں اور ضالین یعنی منافقوں سے بچنے کی دعا سمجھائی گئی ہے۔ اب اگر امام مجتہد ہے کہ مقتدی معصوب علیہم یا ضالین میں شامل ہیں یہ مقتدی سمجھتے ہیں کہ امام معصوب علیہم یا ضالین کے گروہ میں شامل ہے۔ تو کیا یہ امام اور مقتدیوں کا سورۃ فاتحہ کے اختتام پر آمین کہنا۔ اور باہر ہونا یا نہی اختلاف کے آمین پر متعلق ہونا درست اور قابل قبول ہوگا۔

میں سے مندرجہ بالا جوابات تفصیل کے ساتھ پیش ہے اور مولوی اعجاز الدین صاحب کو موقع دیا کہ وہ اگر اس جوابات پر قرآن کریم یا حدیث نبوی سے تہجیر کرنا چاہیں تو بخوشی کر سکتے ہیں۔ میں اس کو تہنیت نہ ہونی۔

جدہ میں دوسرے اجلاس میں پچھانوہوں نے حضرت مولوی مراد صاحب کی تقریر کے موقع پر ایک غیر متعلق سوال پیش کر کے شور مچانا چاہا۔ لیکن حضرت مولوی صاحب کے ایمان پر جب میں

جواب کے لئے کھڑا ہوا تو مولوی واعظ الدین جلسہ گاہ سے باہر چلے گئے۔

ہمارے مذاقہ زیارۃ دو دن تک بنگال کے مختلف مقامات کا دورہ کر کے تبلیغ حق کا فریضہ ادا کرتا رہا۔ اس سفر کے نتیجے میں خاکسار مسافر اپنی آپ و ہوا اور نشانات کار کی وجہ سے شدید بیمار ہو گیا اور عرصہ تک حضرت حلیمۃ المسیح اولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زیرِ علاج رہا۔ جس کی تمہیں پتہ نہ ہو چکی ہے۔

### تحصیل زیرہ ضلع فیروز پور کا ایک واقعہ

سیدہ حضرت حلیمۃ المسیح اولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہہ ارشاد کے بعد سعادت میں جب میں لاہور میں مقیم تھا تو حضور نبی طرف سے مجھے ارشاد پہنچا کہ آپ فوراً زیرہ پہنچ جائیں۔ وہاں کے احمدیوں نے درخواست کی ہے اور آپ کو ملایا ہے۔ جب یہ حکم پہنچا تو میں اسباب کی وجہ سے سخت بیمار و رہت کمزور تھا۔ مگر وہاں کے بھی کیا کہ آپ ریا دیار میں۔ اس حالت میں سفرِ خطِ پاک ہے۔ یمن میں نے تعمیل ارشاد میں وقف کرنا مناسب نہ سمجھا اور سفر پر روانہ ہو گیا۔

جب میں زیرہ پہنچا تو وہاں میاں محمد صادق صاحب سب انسپکٹر پولیس، حکیم مولوی عبد بخش صاحب اور دوسرے احمدی احباب سے ملاقات ہوئی۔ (میاں محمد صادق صاحب آجکل اپنی پانڈس پولیس کے عہدہ سے ریٹائر ہو چکے ہیں۔ آپ نے مع جناب ماسٹر فقیر اللہ صاحب غیر مبہمین سے سلجھہ ہو کر خلافتِ حقہ کی بیعت کی سعادت حاصل کر لی ہے)

احمدی احباب سے معلوم ہوا کہ زیرہ کے بڑے تحصیلدار مولوی جان محمد صاحب اور میاں محمد صادق صاحب احمدی کے درمیان کچھ عرصہ سے مذہبی مسائل پر بحث جاری ہے۔ مولوی جان محمد صاحب سے یہ پتہ چلا کہ وہ اپنے مفتی ملاء کو اور مفتی صاحب اپنے کسی احمدی عالم کو بلوالیں۔ تاکہ مسائل متنازعہ میں بحث کے درمیان سے حقائق حق ہو سکیں۔ چنانچہ مولوی جان محمد صاحب کی دعوت پر چند سات ملاء یہ وہاں پہنچے تھے۔ خاکسار کو مباحثہ کا قلعہ علم نہ تھا۔ اور میرے پاس اس وقت صرف ایک حامل شریف تھی۔ جس دن میں وہاں پہنچا ہی رات مفتی ملاء کا جلسہ تھا جن کے امیر لونڈ مولوی محمد عظیم صاحب تھے۔ غیر احمدی ملاء نے تقاریر سننے کے لئے ہم احمدی بھی جلسہ گاہ میں پہنچے۔ مولوی محمد عظیم صاحب نے اپنی تقریر میں اس بات پر زور دیا کہ احمدیوں کی بات سننے سے پرہیز کرنی

چاہیے۔ ان کی بات سننا کفر ہے۔ اور سخت گناہ ہے۔ احمدی لوگ اور ان کے علماء سخت جاہل اور اسلام سے ماہ تفت ہیں۔ اور عربی زبان تو بالکل نہیں جانتے۔

جلسہ کے بعد وہیں قیام گاہ پر آ کر میں نے احمدی احباب سے مشورہ کیا کہ غیر احمدی علماء لوگوں میں حمدیوں کے خلاف اشتعال اور نفرت پیدا کر رہے ہیں۔ بہتر ہے کہ ان کو مناظرہ کے سے پہنچ دیا جائے۔ تاکہ امتہ اصوات کا جواب دینے کا ہمیں بھی موقع مل سکے۔ چنانچہ میں نے شیخ مولوی جبار محمد تحصیلدار کی معرفت حنفی علماء کو عربی میں ایک خط لکھا جس میں ان کو مقابلہ کا پہنچ دیا۔ اور عربی میں مناظرہ کرنے یا قرآن کریم کی تفسیر لکھنے کے لئے درخواست کی۔ یہ خط عمری شیخ محمد صادق صاحب سب انسپشن کے ہاتھ تحصیلدار صاحب کو بھجوا دیا گیا۔ انہوں نے اس کو دیکھ کر اپنے علماء کو دیا اور کہا کہ میں بھی عربی کا جانتا ہوں۔ مین مجھ سے تو یہ خط پڑھا نہیں جاتا۔ اور نہ اس کے معنی مجھ میں آتے ہیں۔ آپ اس کو پڑھ کر ترجمہ کریں۔ چنانچہ سب علماء نے اس خط کو باری باری لے کر پڑھنے کی کوشش کی۔ مین پڑھ نہ سکے اس پر تحصیلدار صاحب نے بہت افسوس کیا۔ کہ جب تم سے احمدی عام کا عربی خط بھی نہیں پڑھا جاتا تو تم رات کو اپنی طبیعت اور تجربہ کی باتیں کیوں مارتے تھے۔

وہ سب علماء اس وجہ سے بہت پریشان اور شرمندہ ہوئے۔ اور خط اپنے ساتھ لے کر اسی میں میر وزیر پورہ نہ ہو گئے۔ فیہ مرپور پہنچ کر انہوں نے جلی حریف میں پوسر شائع کر دیا کہ احمدی علماء وزیرہ میں ہمارے مقابل میں بھاگ گئے ہیں۔ جب فیہ مرپور کے احمدی احباب کو اس پوسر کی اطلاع ملی۔ تو وہ بہت متحیر ہوئے۔ اور جناب خاں صاحب مٹھی فرزند علی صاحب امیر جماعت احمدیہ فیروز پور سے دریافت حالات کے لئے ریو پہنچے۔ اور جماعت کو اشتہار دکھایا۔ جب اس کو اصل حالات کا علم ہو تو خاں صاحب اور شیخ محمد صادق صاحب دونوں تحصیلدار صاحب کے پاس گئے۔ اور ان علماء کی طرف سے شائع کردہ اشتہار دکھایا۔ شیخ جان محمد صاحب اس درہنہ کو دیکھ کر اپنے علماء سے سخت بدظن ہوئے۔ اور ان کی اخلاقی پستی اور روحانی رراوت پر سخت افسوس کرنے لگے۔ چنانچہ رات کو احمدیوں کی طرف سے ایک جلسہ میں تملہ حالات کو اچھی طرح واضح کیا گیا۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے بارہ فرارے اس موقع پر احمدیت کو قبول کیا۔ جس میں سے ایک مٹھی فیض محمد صاحب پوری بھی تھے جو یہ ہے احمدیت کے تعلق تحقیق کر رہے تھے۔ والحمد للہ علی دالک

## مباحثہ قصور

ایک واقعہ کا ذکر ہے کہ میں کوئٹہ انوار میں مرزئی مہمیت کے ماتحت مقیم تھا۔ وہاں پر سیدنا حضرت حلیمہ السسیح الثانی امیر اللہ تعالیٰ نذر و انداز پر کی طرف سے مجھے تار پہنچا کہ قصور ٹڈ میں ایک مناظرہ ہے۔ جس کے لئے مرزے سے علماء روانہ ہو چکے ہیں۔ آپ بھی فوراً وہاں پہنچ جائیں۔ چنانچہ خاکسار کوئٹہ انوار سے روانہ ہو کر قصور پہنچا۔ حضرت جانور روشن علی صاحب نے مجھے کہا کہ چونکہ حضور امیر اللہ تعالیٰ نذر و انداز پر نے خاص طور پر کوئٹہ انوار سے بذریعہ تار آپ کو بھیجا ہے۔ اس لئے جماعت کی طرف سے آپ مناظرہ کریں۔

غیر احمدیوں کی طرف سے مولوی محمد علی صاحب فاضل الہدیٹ جو حافظ مولوی محمد صاحب ساکن لہور کے پوتے تھے، مناظرہ مقرر ہوئے۔ غیر احمدی علماء نے اس موقع پر ایک منصوبہ کے ماتحت یہ شرط رکھی کہ پہلا مناظرہ (حضرت) مرزا صاحب (علیہ السلام) کے مسلمان ثابت کرنے کے لئے کیا جائے۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ احمدی مناظرہ اسی وجہ میں جیتے رہیں۔ اور ہم یہ شور ڈالیں کہ جب مرزا صاحب کا مسلمان ہونا ہی مشتبہ ہے۔ تو ان کے ولی اللہ یا نبی ہونے کا سوا ہی پید نہیں ہوتا۔ اور ان کے دوسرے عامی پر ہم غور کرنے کے لئے تیار نہیں۔

یہ پہلا موقع تھا کہ غیر احمدی علماء نے یہ شرارت آمیز منصوبہ جین مناظرہ کے وقت پیش کیا۔ اور محمد یوں کو مجبور کیا کہ وہ اس منصوبہ پہ مناظرہ کریں۔ پہلی بحث میں احمدی مناظرہ کو ہتی بنا دیا۔ اور پہلی تقریریں دونوں طرف کی گئیں، جتنی کی مقرر رہا میں۔ اور بعد کی تقریریں اس میں منت کی۔ پہلی تقریر بحیثیت احمدی مناظرہ امیر مدنی کے میں نے کی۔ اس میں میں نے حضرت اقدس مرزا، مہم صاحب تاج، یاقی مسیح موعود، علیہ السلام کے مسلمان ہونے کے دلائل عمومی رنگ میں اور مخصوصی رنگ میں پیش کئے۔

پہلے تو ان دلائل کو پیش کیا۔ جن کی رو سے کسی شخص کا مسلمان ہونا از روئے قرآن و حدیث اور فقہ ثابت ہوتا ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ فرشتوں، اللہ تعالیٰ کی کتابوں اور رسولوں اور قد رفیر و شر اور بحث بعد موت پر ایمان لانا، ارتداد قلی کے ساتھ کلمہ شہادت پڑھنا۔ بیوقوف مار کا لہر م رہا۔ حسب نسب رکوع، اکرام۔ ماہ رمضان کے روزے رکنا اور صاحب استطاعت ہونے کی صورت میں حج

کرنا۔ کچھ نبی شراعت اور طاعات کے اعتبار سے حضرت اقدس علیہ السلام اور آپ کے مابین لوں کو مسلمان ثابت کیا۔

حضور اقدس علیہ السلام کے مسلمان ہونے کا اہم ثبوت میں نے یہ پیش کیا کہ چونکہ آپ قرآن کریم اور احادیث نبوی کے پیش کردہ معیاروں اور طاعات اور نتائج کے زوہ سے خدا تعالیٰ کے نبی مسیح موعود و مہدی معبود اور محمد و زمان ثابت ہوتے ہیں۔ اس لئے اس مقدس اور ارفع شان کے شخص کا مسلمان ہونا بدرجہ اولیٰ ثابت ہوتا ہے۔ چنانچہ میں نے وقت کا لحاظ رکھتے ہوئے قرآن و حدیث سے مدعی ثبوت و رسالت اور محمدؐ کے لئے متعدد معیار ہائے صداقت پیش کر کے اس کے مطابق حضرت اقدس علیہ السلام کی صداقت اور منجانب اللہ ہونا ثابت کیا۔

اسی سلسلہ میں جب میں نے بیان کیا کہ یہ ضروری نہیں کہ نبیوں اور رسولوں کو سب لوگ ہی مانیں جیسا کہ قرآن کریم کی سورہ شعراء میں ہے کہ قَلِيلًا مَّا يُؤْمِنُونَ [31]، قرآن کریم میں یہ بھی لکھا ہے وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ [32] اور ان ۱۰ آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ انبیا لانے والے ابتدا میں تھوڑے ہی ہوتے ہیں۔ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو رحمتہ للعالمین ہیں۔ اور صدیقین نے آپ کو تمام دنیا کے لئے رسول بنا کر بھیجا ہے۔ اور آپ قوم یہود، نصاریٰ کے موعود بھی ہیں۔ فرماتے ہیں۔ لَوْ اَنَّ مِنْ عَشْرَةِ اُمَمٍ الْيَهُودَ لَامِنْ مَنِ الْيَهُودَ [33] یعنی کاش مجھ پر اس یہودیوں کوئی زبان لانے کی توفیق مل جاتی۔ تو اس سے اکثر یہودیوں کو انبیا لانے کا موقع مل جاتا۔ اور ان کے لئے بھی مدد ایت تاریکہ مکمل جاتا۔

جب میں نے یہ حدیث بیان کی اور بتایا کہ یہ صحیح بخاری کی حدیث ہے تو غیہ احمدی منطریہ تقریر کے دوران ہی جوش سے اٹھ کھڑے ہوئے اور آواز بلند کرنے لگے کہ غلط! غلط! یہ حدیث صحیح بخاری میں نہیں ہے۔ مگر نہیں ہے۔ میں نے صحیح بخاری کو چار مقامات پر چاہا ہے، پر چاہا بھی ہے۔ یہ حدیث میں بے کلمی صحیح بخاری میں نہیں، کلمی۔ میں پیش کرتا ہوں کوئی اس کو صحیح بخاری سے نکال کر دکھا دے۔ جب انہوں نے اس طرح شور بلند کیا تو غیہ احمدی صدر مولوی عبد القدیر صاحب وکیل بھی کھڑے ہو گئے اور پیش پیش، ناٹھ مٹ کر آیا۔ ان دونوں کے شور سے عوام نے بھی میدان مناظرہ میں نکل چھاپنا شروع کر دیا۔



نی دوران میں ہماری طرف سے شیخ بخاری سے اصل حوالہ نکال یا گیا تھا۔ جو نئی شور و مدہم پر، میں نے پہلے ان کے شیخ کو حوالہ کے علاوہ بونے کے متعلق، دیا اور پھر شیخ بخاری سے جو مصر کی معبود تھی۔ اصل حوالہ پڑھ کر سنایا۔ اس کے بعد میں کتاب لے کر ان کی شیخ پر چڑھ گیا۔ مولوی محمد علی صاحب، مولوی عبدالحق، صاحب، دونوں کو مذکور حوالہ دکھایا اور پھر اعلان کیا کہ اگر کسی اور دوست نے بھی دیکھا ہو تو وہ اصل کتاب سے حوالہ کیونستہ ہے۔ بعد ازاں میں اپنی شیخ پر آ گیا۔ اور غیر حمدی مناظر اور صدر کو شرم، لاتے ہوئے کیا کہ اب ان کے لئے مناسب ہے کہ وہ اپنی غلطی کا اقرار پبلک کے سامنے اسی وقت کریں ورنہ کو شرم کے مارے ایسے بے بس ہو چکے تھے۔ دیوبند میں حالت نطق تھی ہی نہیں۔ اس موقع پر حدائے فضل سے احسن طور پر تبلیغ کا موقع ملا۔ اور سارا حلقہ کے دشمنوں کو بہت سی دمت اور بدنامی کا سامنا کرنا پڑا۔

میں جب باہر ملندہ اس تازہ نشان کا اظہار کر رہا تھا تو غیر احمدیوں نے مارے۔ اور پھر وہ انٹینس برساتی ٹرین شروع کر دی۔ ہماری شیخ کے پاس ہی ایک معزز مسکن رئیس طور صدر کے سری نشین تھے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ یہ احمدیوں کی طرف سے مکان کے اوپر سے انٹینس اور پھر پیچھے جا رہے ہیں تو وہ دھڑکے ہوئے اور اپنی آواز سے کہنے لگے کہ احمدیوں کے جواب دلائل کا جواب دینا مایوں اور دوسرے غیر احمدیوں کے بس کا رنگ نہیں۔ جس طرح تم لوگ ایٹ اور پھر سے احمدیوں کو جواب دے رہے ہو اس سے سوائے تمہارے ملائی کی دکت اور شکست کے اور کچھ ثابت نہیں ہوتا۔ دراصل علم کے نزدیک یہ فعل بہت ہی برا ہے۔ اور قصور شہر میں اس سے غیر احمدی علماء ہمیشہ کے لئے بے رحم و بے رحم ہیں۔ میں اب اس جلسہ کو برخاست کرنا ہوں کیونکہ علمی مناظرہ تو ختم ہو چکا ہے۔ اب ایٹ اور پھر ہی باقی رہ گئے ہیں۔

اس کے بعد مولانا صاحب احمد کریمیدان مناظرہ سے چلے گئے۔ اور ساتھ ہی دوسرے لوگ بھی منتشر ہو گئے۔ اور ہم احمدی بھی اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت سے خیریت اپنی قیام گاہ پر واپس آ گئے۔

### اصل حدیث کا وفد ہماری قیام گاہ پر

جب ہم اپنی قیام گاہ پر نماز مغرب سے فارغ ہوئے تو علماء اہل حدیث کا ایک وفد جس میں دس بارہ افراد شامل تھے۔ مولوی محمد بن صاحب، مولوی عبدالحق، صاحب، کیل نی قیادت میں

داماں پر پہنچا۔ امیر الموند نے کہا کہ ہم نے بعض باتیں دریافت کر لی ہیں۔ لیکن ہم مولوی غلام رسول صاحب ریکی سے شکوہ نہ کریں گے۔

جناب حافظ صاحب نے فرمایا کہ میں بھی شکوہ کے لئے تیار ہوں۔

مولوی محی الدین صاحب نے جناب حافظ صاحب سے کہا کہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ **كَلْبَسِيْ اِبْنِ اٰدَمَ وَلَمْ يَكُنْ لَهٗ دَالِكٌ وَشَسِيْ اِبْنِ اٰدَمَ وَلَسِيْكَرٌ لَّهٗ دَالِكٌ لَّا مَاتَ كَلْبِيَّةٌ اِيْمَانِيْ اَنْ يَقُوْلَ اَمْنِيْ لَنْ اَمِيْلَهُ كَمَا بَرَانَهُ وَاَقَامَ شَمَهُ اِيْمَانِيْ اَنْ يَقُوْلَ اَسْحَدُ اللّٰهَ وَلِلّٰهِ وَاَسْمَا الْمَضْمَدِ الَّذِيْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لِيْ كُفُوًا** **احمد۔ 34**

یعنی ابن آدم نے میری تکذیب کی اور اسے چاہیے نہ تھا کہ میری تکذیب کرتا۔ ابن آدم نے مجھے گالی دی اور اسے چاہیے نہ تھا کہ مجھے گالی دیتا۔ اور ابن آدم کا میری تکذیب کرنا یہ ہے کہ میں سے مرزا وہ بارہ پیدا نہ کر میں گا جس طرح کہ میں نے اسے پہلی بار پیدا کیا ہے۔ اور اس کا گالی دینا یہ ہے کہ وہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بیٹا بنالیا ہے۔ حالانکہ میں صد ہوں نہ میں کسی کا باپ ہوں۔ اور میرا کوئی بیٹا ہے۔ اور نہ ہی میرا کوئی کفو ہے۔

اس حدیث کے رو سے یہ بات کہ اللہ تعالیٰ نے بیٹا بنالیا ہے اس کو گالی دینا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کو گالی دینا شریعت اسلام کے رو سے مسلمہ طور پر کفر ہے۔ حضرت حافظ صاحب نے کہا کہ ہاں خدا تعالیٰ کی طرف بیٹا منسوب کرنا۔ واقعی اس کو گالی دینا اور کفر ہے۔

اس پر مولوی محی الدین نے کہا کہ (حضرت) مرزا صاحب (علیہ السلام) نے یہاں ہمارے اس طرح شائع کیا ہے۔ کہ **اَمْتُ مَتَّى بِمَسْرُوْلَةٍ وَلَدِيْ** **35** اور **اَلْهَامُ** یہ شائع کیا ہے کہ **اَمْتُ مَتَّى بِمَسْرُوْلَةٍ** **36**۔ جس کا یہ مطلب ہے کہ مرزا صاحب اللہ تعالیٰ کی اولاد کو تقسیم کرتے ہیں۔ اور یہ سزا عظیم غر ہے۔

جناب حافظ صاحب نے اس کے جواب میں فرمایا کہ حضرت مرزا صاحب کے الہام میں آپ کو ولد یا بیٹا نہیں بنایا۔ بلکہ بمسرولة ولد یا ہے۔ اور ولد اور بمسرولة ولد میں بہت فرق ہے۔

اس پر مولوی محمد الدین صاحب نے کہا کہ ہمارا سوال بمصر لہ کے اعتبار سے نہیں ہے بلکہ  
ولندہ اور اولاد کی ہی منظم کے لحاظ سے ہے۔ اور ان الفاظ میں یہ پایا جاتا ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ  
اپنے بیٹے یا بیٹوں کے وجود کو تسلیم کر کے مرزا صاحب کو ان کے بمصر لہ قرار دیتا ہے۔ یہی ہمام  
کے الفاظ سے یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے تسلیم کے گئے ہیں۔ اور جب اللہ تعالیٰ کے  
بیٹے قرار دیا گالی اور غم ہے تو یہ الہام جس کو مرزا صاحب (ملیہ السلام) اور آپ کے قبضے سچا  
سمجھتے ہیں ان کے غم پر دلالت کرتا ہے (خود باللہ)

جو اب حافظ صاحب نے فرمایا کہ مشنوی میں حضرت مولانا رومؒ نے فرمایا ہے

”یا اطفال حق اے اے“

اے بیٹے اولیاء اللہ کے اطفال ہیں۔ تو کیا آپ حضرت مولوی ربیع کے تعلق بھی کفر کا فتویٰ  
صادر کریں گے۔ اس پر مولوی محمد الدین آیتنے گئے کہ مولوی ربیع ہوں یا کوئی ”رہوں۔ نہیں اس سے  
غرض نہیں۔ ہم تو شریعت کے رہے ہیں۔ انہیں گئے کہ یہ قول کیا ہے۔ ”اس سے یا نتیجہ پیدا ہوتا ہے۔  
کیونکہ مولوی ربیع کا فرشتہ میں یا غم سے بچتے ہیں۔ حضرت خانہ صاحب نے فرمایا کہ مشنوی کے اس قول  
کو نہ رما۔ یا۔ اور صوفیاء ہمام۔ دست تسلیم کرتے آئے ہیں۔ یا آپ اس وجہ سے صاحب مشنوی کو  
برس بڑا۔ یا۔ انتخاب کو کافر کہنے کی بات کرتے ہیں۔ اس پر مولوی محمد الدین صاحب نے پنا  
پاؤں دے دیے۔ ”کہا کہ شریعت مقدم ہے نہ کہ مولوی ربیع یا کوئی اور برگ۔“

اس موقع پر میں نے مولوی محمد الدین کو کہا کہ اگرچہ حضرت خانہ صاحب نے آپ کے سوال کا  
ثانی جواب دے دیا ہے۔ لیکن اگر اجازت ہو تو میں بھی کچھ عرض کروں۔ چنانچہ ان کی خواندہ پر میں  
نے عرض کیا کہ جن الفاظ پر آپ نے اعتراض کیا ہے۔ وہ حضرت مرزا صاحب کے اپنے الفاظ نہیں  
بلکہ وہ الہام الہی کے الفاظ ہیں۔ ”یہ بات حضرت مرزا صاحب یا آپ کے ماننے والوں کے  
مسلمات میں سے نہیں کہ خدا تعالیٰ کا کوئی ولد ہے یا اولاد ہے۔ پس جب ولد اور اولاد کے الفاظ نہ  
حضرت مرزا صاحب کے اپنے ہیں۔ اور نہ یہ احمدیہ جماعت کے مسلمات میں سے ہے کہ خدا تعالیٰ  
سے کوئی بیٹا یا بیٹے بنائے ہیں تو حضرت مرزا صاحب یا آپ کے قبضے پر عمر کا فتویٰ کیسے صادر ہو سکتا  
ہے۔ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس الہامی کلام کی رسالہ معیار الاسماء ”حقیقتہ لونی میں  
تشریح فرمائی ہے۔ ”اس کو ارفیل قشایہات بیان فرمایا ہے۔ جیسے قرآن کریم میں یہ الفاظ ہیں کہ

فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَاءَكُمْ اَوْ اَشْدَّ ذِكْرًا 37 اور وما رُمِيتْ اذْ رُمِيتْ وَلٰكِنْ  
 اللّٰهُ رَمٰی 38 اور اِنَّ الْمَدِیْنِیْنَ یُبَایِعُوْكَ اَمَّا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ یَدُلُّ اللّٰهُ عَلٰی اَمْرِیْهِمْ 39  
 کی طرح اِنسما مَوْلُوْهُمْ وَجْهَ اللّٰهِ 40 یہ سب القاطنات کی بات کے طور پر رد ہوئے ہیں۔  
 س کوٹہ پر حمل کر کے معافی نہ کرنا، رست نہیں بلکہ ان کی تاویل کی جاتی ہے۔ ان طرح بدبودار  
 کے۔ اللہ تعالیٰ کا مٹانوں کی طرح کوئی مکان نہیں۔ اور وہ مٹائی تھ، و جدہ سے پاک اور مٹا د ہے۔  
 پھر بھی قرآن کریم میں آیا ہے کہ اِنَّ طَهْرًا بَیْنَیْ لِلطَّائِفِیْنَ وَالْعَکْفِیْنَ وَالرَّغْمِ  
 41 اس آیت میں یا لَئِنْ بَیْنِیْ کَی تَی اِن طَرَحَ وَاَرَأَیْسَ ہُوْنِیْ وَلَدَیْیْ  
 سنی شہال ہونی ہے۔

پھر صحیح بخاری میں یہ القاطنات کہ اِذَا اَخْبِیْہُ فَکُنْتَ سَمْعَہُ الدِّیْنِ یَسْمَعُ بہُ وَبَصَرُہُ الدِّیْنِ  
 یَنْصُرُہُ وَیَدُہُ الدِّیْنِ یَنْطُشُ بِہُ وَدَخَلُہُ الدِّیْنِ یَنْشِیْ بِہُ 42 یہ حدیث قدسی ہے اور اللہ تعالیٰ کا  
 الہامی کلام ہے۔ اب اگر کوئی مسلمان خدا کا ماننا نہ کرے، آئندہ کاں اور پاؤں بن سکتا ہے اور اس پر  
 خدا، ال حدیث کو کوئی اعتداف نہیں تو بمسمرۃ ولدی کے القاطنات پر یا اعتداف ہو سکتا ہے۔ اگر  
 اللہ تعالیٰ اپنے محبوب سے کاپاؤں بن جاتا ہے۔ اور اس پر کوئی اعتداف نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ  
 کی کوئی شک نہیں ہوتی تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام پر یا اعتداف ہو سکتا ہے۔ قرآن کریم  
 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ 43 اور لَا تَصْرَبُوا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ 44۔ اب حدیث  
 قدسی میں جو مثالیں دی گئی ہیں یا وہ اللہ تعالیٰ کے قرآن میں مندرج ارشاد کے بظاہر مخالف ہیں۔  
 پس اگر حدیث قدسی پر اعتداف اس کو رفع کرے کے لئے تاویل کرنے کی گنجائش ہے تو حضرت مرزا  
 صاحب کے لہام کے متعلق تاویل کیوں نہیں ہوسکتی۔

صحیح تاویل کی مثال میں قرآن کریم کی آیت فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَاءَكُمْ اَوْ اَشْدَّ  
 ذِكْرًا کو پیش کیا جاسکتا ہے۔ ایک طرف تو قرآن کریم کی حکم آیت لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُولَدْ ہے یعنی خدا  
 تعالیٰ نہ کسی کا باپ ہے اور نہ بیٹا اور دوسری طرف یہ ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے باپوں کے ذکر کی  
 طرح یاد کرو۔ اس ارشاد میں بظاہر لَا تَصْرَبُوا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ کے ارشاد سے  
 تضاد اور مخالف نظر آتا ہے۔ بین حقیقت میں نکاح اس مخالف کو تاویل صحیح سے دور کر لیتی ہیں۔ اور  
 اس کا مفہوم یہ لیتی ہیں کہ جس طرح باپ ایک ہوتا ہے اور کوئی بیٹا اپنے باپ کا شریک بنانا پسند نہیں

کرنا بلکہ یہ اشت بھی نہیں رہتا۔ اسی طرح خدا تعالیٰ کا یہ مشاء ہے کہ لوگ اللہ تعالیٰ کو واحد سمجھ رہے ہوں اور کسی کو اس کا شریک اور کفو نہ بنائیں۔

اب اس طریق پر معنی کرنے سے تضاد بھی رفع ہو جاتا ہے اور لَعَلَّہٗ یُولَدُ وَلَعَلَّہٗ یُولَدُ کی محکمیت کے خلاف بھی مفہوم نہیں رہتا۔ اس طرح مناسب تاویل سے جو مشاہدات کی آئی ہیں محدث کے مطابق مفہوم ظاہر ہو گیا اور کوئی اعتراض بھی باقی نہیں رہا۔

پس جس طرح فَادْکُرُوا اللّٰہَ کَذِکْرِکُمْ اِیَّہَا کُم کے الفاظ سے صحیح معنی کے شمار سے خالص توحید کا اظہار ہوا۔ اسی طرح اَنْتَ مَنّٰی بِسْمِلَہٗ وَلَدٰی میں بھی ان خالص توحید کا اثر ہے نہ کہ اِسَّی اللّٰہُ بَنَانٌ کا۔ اور اس کا مطلب یہ ہے کہ تو مجھ سے بڑا میرے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہے جو میری توحید کے لئے ایسی ہی غیرت رکھتا ہے جیسا ایک بیٹا اپنے باپ کی توحید کے لئے۔ یہاں فَادْکُرُوا اللّٰہَ کَذِکْرِکُمْ اِیَّہَا کُم کے ارشاد پر سب سے زیادہ عمل کر کے اللہ تعالیٰ کا ذکر و پ کی طرح کرے۔ اور اے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں ہیں۔ اور اَنْتَ مَنّٰی بِسْمِلَہٗ وَلَدٰی۔ اور صلِّ وادْعُ الرُّسُلَ اَنْتَ کی تشریح یہ یعنی آپ پر تاکہ حصری اللہ تعالیٰ حلیل الانبیاء ہیں۔ اس سے گزشتہ تمام رسول جس طرح اللہ تعالیٰ کی توحید کے لئے غیرت رکھتے تھے انہی کے بقول آپ کو پیار کر کے آپ کو اللہ تعالیٰ کی توحید کے لئے ایسا ہی غیرت مند بنایا یا جیسے اہل اپنے باپ کی توحید کے لئے غیرت مند ہوتی ہے۔ جس بسمولہ ولدی میں حضرت مراد صاحب کو تحفہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بسمولہ بیان یا یا ہے۔ اور بسمولہ اولادی میں آپ کو گزشتہ تمام رسولوں کے بسمولہ پیش یا یا ہے۔ اور یہ الفاظ اللہ تعالیٰ کی اس خالص توحید کے لئے استعمال کئے گئے ہیں جو حضرت مراد صاحب کے درمیان اناف عالم میں پھیلے گی۔ میں نے اس مفہوم کو جب تفصیل کے ساتھ بیان کیا تو مولوی محمد بن صاحب مع اپنے رفقاء کے انجھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ ہم آپ سے تشکو میں رہا چاہتے۔

یہ جو اس کے کہ کوثر اولاد میں اشت سے بولنے کی وجہ سے میرا گلا شرب تھا، درحقیقت بھی شرب تھی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت علیہ السلام علیہ السلام کی وجہ سے اس وقت مجھے خاص نور پر توفیق دی اور خدمت سلسلہ کا موقع ملا۔ فالحمد لله علی ذالک

## انصار اللہ میں شمولیت

سیدنا حضرت علیہ السلام علیہ السلام نے سیدنا حضرت محمدؐ کو اللہ کی خدمت میں جو انصار اللہ کے صدر بنے تھے۔ حضور نے اس کے جواب میں جو سورہ ۸ مارچ ۱۹۱۱ء کو مسدود میل خدا تحریر فرمایا۔

”کرمی مولوی صاحب۔ السلام علیکم۔ آپ کا فارا ملا۔ بڑا کم اللہ۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و مددگار ہو۔ بعد از ستارہ مجھے اطلاع دیں۔ آپ کا نام مجھوں میں شامل کر دیا جائے گا۔ کام بہت بڑا ہے مگر جس کی تحریک سے ہے وہ بھی بہت ہی بڑا ہے۔ السلام

مرزا محمد احمد“

چنانچہ ستارہ کے بعد حضور نے مجھے مجلس انصار اللہ میں شامل فرمایا۔ واللہ الحمد للہ علی ذالک

## مجلس انصار اللہ میں ایک علمی سوال

سیدنا حضرت علیہ السلام علیہ السلام نے سیدنا حضرت محمدؐ کو اللہ کی خدمت میں جو انصار اللہ کے صدر بنے تھے۔ حضور نے اس کے جواب میں جو سورہ ۸ مارچ ۱۹۱۱ء کو مسدود میل خدا تحریر فرمایا۔

ایک دن مشورہ کے لئے، انجمن انصار اللہ کی میٹنگ بلائی گئی۔ جب میں پہنچا تو حضرت مولوی سرور شاہ صاحب، حضرت میر محمد الحق صاحب، حضرت خانقاہ رحمت علی صاحب، حضرت پیر منظور محمد صاحب، ورنہ حضرت مولوی محمد اسماعیل صاحب، خانقاہ رحمت علی صاحب، میر محمد صاحب، غیور نام پہلے سے موجود تھے۔ اور خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم کا یہ سوال رہے غور تھا کہ اگر سیدنا حضرت محمدؐ نے مسیح موعودؑ کے ظہور کے ظہور کو اللہ تعالیٰ کی اہل سنت قرار دیا ہے تو پھر یہ کیوں تحریر فرمایا ہے کہ قدرت نامیہ کے ظہور کے بعد کے پورا ہونے کے لئے سب مل کر رہیں۔ میں نے عرض کیا کہ اس سوال کا جواب، صبح غور پر قرآن کریم میں دیا گیا ہے۔ اور وہ آیت دنا وانا ما وعلینا علی دینک ولا نعزما یوم القیمہ، انک لا تخلف المیعاد 45 میں ہے۔ ان الفاظ میں کسی ہر موعود کے متعلق جس کا حد تھا ان کے رسولوں کے رحیمہ موعود دیا گیا ہے۔ اس کے پورا ہونے کے لئے، عاصمہ نبیؑ ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کی یہ سنت ہے کہ وہ موعود کو فخر پورا کرتا ہے اور ان کے خلاف نہیں کرتا۔

اس آیت میں قوم کی طرف سے جمع کے عینہ میں، عاکا، کر یا کیا ہے نہ کہ انفرادی لحاظ سے۔  
 یہاں مدد جو قوم سے کیا جاتا ہے۔ وہ قوم کے لئے ضرور پورا ہوتا ہے۔ کو بعض افراد کی سدا کی وجہ  
 سے یہ مدد کے ضیاع میں آنے کے وقت اس کی برکات سے محروم بھی ہو جاتے ہیں۔ میں نے سب  
 مذکورہ بالا جواب دیا تو سب اکیاب بہت خوش ہوئے۔ **والحمد للہ علیٰ دالک**

### مزد عاشق رنج و غم حلوا بود

خاکسار جب واقفیں زندگی کی تعلیم کے لئے، دہرے اساتذہ کے ساتھ دوسری میں مقیم تھے۔ تو  
 ایک دن جناب نواب اکبر یار جنگ صاحب بیارنج لکھنؤ میں آئے، ان کے حضور یہ دہشتی  
 نصہ دہشتی کی خدمت میں پذیر میز مشوئی کے مندرجہ ذیل شعر کا مطلب دریافت کیا۔

مزد عاشق رنج و غم حلوا بود

لیک حلوا برساں بلوا بود

حضور نے نواب صاحب کا مدعینہ خاکسار کو بھیجا، نواب کے لئے ارشاد فرمایا۔ میں نے  
 جو بکھڑا حضور کی خدمت میں پیش کر دیا۔ وہ جواب حضور نے نواب صاحب کو بھیجا دیا۔ اس جواب  
 کے مختلف پہلو تھے۔ ان میں سے ایک پہلو یہ تھا کہ یہاں لکھا جاتا ہے۔

رضا، تنہا، کا مقام، جہنم، الہی کے حاصل نہیں ہو سکتا۔ خدا تعالیٰ کا عہد ہی وقت اللہ تعالیٰ کی  
 توفیق، قدر پر راضی ہوتا ہے جب اس کے قلب میں اپنے محبوب مولیٰ کی محبت کا شدید جذبہ ہو۔ وہ وہ  
 حسب مقولہ

چہ ارادت رمد یگواست

ہر مصیبت اور آفتاء کو جو اس کے محبوب خدا کی طرف سے آئے۔ اپنے نفس اور ذات کے سے  
 فائدہ بخش سمجھتے ہوئے، اسے خوشی سے قبول کرے۔ انہی معنوں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے  
 فرمایا ہے

لَا عُدَّ الْمَصَائِبَ بِأَحْيَايَ

وَصَلِّ لِمَا دُونَكَ وَارْتِيَاخ 46

یعنی، اے میرے پیارے، اور محبوب مولیٰ تیری طرف سے جو آفتاء اور مصائب آ رہے ہوتے

ہیں۔ اور لوگ جن کو ناقابلِ برداشت شدائد خیال کر کے ان سے تکلیف محسوس کرتے ہیں ہمارے  
سے وہ مصائب خوشی اور راحت کا باعث بنتے ہیں۔ اور ہم اپنے اندر ان کے لیے ایک وقوف و شوق  
پاتے ہیں۔

اس سے بھی نہ ہزار حضرت اقدس علیہ السلام فرماتے ہیں۔

وَأَسْأَلُ رَبِّي أَنْ يَرْفِدَ بَشَرًا 47

یعنی قرب و وصال کے مدارج طے کرنے کے لیے میں تو بارگاہِ اقدس سے یہ چاہتا ہوں کہ یہ  
بتلا، اور مصائب اور بھی زیادہ ہوں۔ یہ ناکہ نفسانیت کی اصلاح انہی شدائد کی نشت سے تعلق رکھتی  
ہے۔ جس قدر نفسانیت سے انسان دور ہوتا جاتا ہے۔ قرب کی راہیں اس پر خلتی جاتی ہیں۔ اس سے  
مہر سارک پر جوں جوں انسان اور محبتیں زیادہ ہوتی جاتی ہیں۔ وہ اتنا ہی زیادہ لذت اور سرور میں  
ترقی کرتا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حدیث شریف میں امیاء و ابرام کو شدائد اللہ تعالیٰ فرمایا ہے۔ یہ ناکہ  
وہ حد تعالیٰ کے سب سے بڑے عاشق ہوتے ہیں۔ اور اس کے راستے میں سب سے زیادہ مصائب  
برداشت کرتے ہیں۔

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى جَمِيعِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ

### مالا بار اور رکاوٹ پور میں

مورخہ ۶ اپریل ۱۹۱۹ء کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایہ اللہ تعالیٰ کا مجھے لاہور میں  
ارشاد ملا کہ آپ مالا بار جانے کے لئے تیار ہو کر قادیان آجائیں۔ چنانچہ خاکسار قادیان حاضر  
ہو گیا۔ رات کو میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک جنگل میں ہوں اور مجھے دور دور تک کانٹے کی  
کاٹے نظر آتے ہیں۔ وہاں ایک بھول کا درخت ہے جو بہت اونچا ہے۔ میں اس کے تنے پر بیٹھا  
ہوں۔ اس وقت اچانک اس درخت کے جنوب میں ایک بہت بڑا شیر نظر آتا ہے۔ اس شیر نے مجھے  
”ری۔ ری۔“ کہ ”امدی میں پڑو“ یعنی اے مادی یا میں تجھ پر حملہ کروں۔ میں اسے جواب میں  
کہتا ہوں ”چھاتیہی مرضی“ پھر بارہا اس نے وہی الفاظ کہے۔ اور میں نے جواب دیا ”اچھاتیہی  
مرضی“ اس کے بعد میں بیدار ہو گیا۔

اور اس میں خیر حضرت خلیفۃ المسیح ایہ اللہ تعالیٰ نے سفر مالا بار کے متعلق خبر دی



مدیریت میں اور بتایا کہ چرنگا ڈی اور مناؤر کے حلقہ میں ایک صاحب مولوی محمد نجفی نے میرٹھ میں سے خط و کتابت کر کے حکیم محمد حسین صاحب مرہم کو بلوایا ہے جو مالا بار بار ہے ہیں۔ لہذا آپ بھی وہاں پہنچ جائیں۔ رستہ میں ہفتہ عشرہ کے لئے کانپور میں قیام کریں۔ یونانہاں پر آج کل مختلف مذہب کے جیسے ہو رہے ہیں۔ شاید تبلیغ کا موقع مل جائے حضور نے مکرم شیخ محمود احمد صاحب عرفانی کو میرٹھ میں سہ ماہی مقرر فرمایا۔

### کانپور میں تبلیغی سررمیاں

سب ہم کانپور پہنچے معلوم ہوا کہ مختلف مذاہب کی طرف سے جلسوں کے قیام کیے جا رہے ہیں اور اہل حدیث کی طرف سے بھی بیانہ پر ایک کانفرنس کے انعقاد کا انتظام کیا گیا ہے جس میں شمولیت کے لئے پنجاب سے مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری اور مولوی ابو نعیم صاحب سیالکوٹی آئے ہوئے ہیں۔ اشتہار میں مولوی ثناء اللہ کا مضمون ”اسلام اور قادیان“ لکھا ہوا تھا یہ تقریر کانفرنس کے ”شری“ میں رکھی گئی تھی۔

### ہنڈت کالی چرن کا چیلنج

اس کے مقابلہ پر ہنڈت کالی چرن فاضل منسکرت و عربی کی طرف سے تمام علماء احناف، اہل حدیث و اہل تشیع کے نام پہنچے، یا کیا کہ جو شخص ان سے مناظرہ کرنا چاہے کر لے۔ اہل حدیث نے اپنی کانفرنس کی وجہ سے مصروفیت کا ذکر کرتے ہوئے چیلنج قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اس پر آریہ سماج کی طرف سے ایک اشتہار شائع کیا گیا۔ جس کا عنوان تھا ”آریہ سماج کی عظیم شان“ اور اہل اسلام کا کھانا اور رشتہ۔

مجھے جب اس اشتہار کا علم ہوا تو میں نے ہنڈت کالی چرن کو ایک رقعہ لکھا کہ اہل اسلام کی طرف سے مناظرہ کے لئے خاکسار تیار ہے۔ آپ مناظرہ کی جگہ اور وقت سے اطلاع دیں۔ ہنڈچہ ۹ بجے وقت مقرر ہو۔ آریہ سماج نے اپنے لئے ڈیڑھ گھنٹہ کا بیان کیا۔ آریہ سماج کی طرف سے صرف ایک چھوٹا سا میز اور ایک بری رنجہ دی۔

چونکہ شہر میں اس مناظرہ کی اچھی طرح مناوی ہو چکی تھی۔ اس لئے لوگ ابھرے جموں اور تقریبوں کو چھوڑ کر جوق در جوق میدان مناظرہ میں آنے لگے اور ہزار ہا کا اجتماع ہو گیا۔

پہلی فقہ پرچندت کالی چہن صاحب کی تھی۔ اول انہوں نے اپنی عربی، اہل کا ظہار فرمایا، اور  
پہ تفسیر زہدہ و عربی رسائل جن میں سے ایک کا نام ”تحقیق الادایاں“ تھا۔ میری طرف بھیجے۔

### روح کے متعلق سوال

و یخبر یسئلونک عن الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّیْ وَمَا أُوتِیْتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِیْلًا  
48 کی آیت پڑھ کر اعتراض شروع کیا۔ ان کا اعتراض جو انہوں نے بہت ہی تیزی سے کر کے حوالے  
پر کرنے کے بعد کیا یہ تھا۔ کہ قوم یہودی نے جب پیغمبر اسلام سے سوال کیا کہ روح کیا ہے اور اس کی  
ماہیت کیا ہے تو اس کا جواب یہ دیا گیا۔ کہ روح امر ربی سے ہے۔ اور تمہیں روح کے متعلق جو علم دیا  
گیا ہے وہ بہت قلیل ہے۔ یہ دونوں فقرے علم میں کچھ اضافہ نہیں کرتے۔ اور نہ اس جواب سے  
قرآن و پیغمبر اسلام منجانب اللہ ثابت ہوتے ہیں۔

### میرا جواب

میں۔ اول تو چندت صاحب کی عربی، اپنی پسریت کا اظہار کیا اور بتایا کہ میں بھی عربی، فارسی  
اور زہدہ کا شاعر ہوں۔ اگر چندت صاحب چاہیں تو اسی وقت عربی شریا نظم میں مناظرہ کر سکتے ہیں۔  
پھر ان کو کوچہ دلائی کہ اگر وہ میرے ”روح“ کی ماہیت بیان کر دی جاتی تو وہی کے حقائق و معارف ظاہر  
ہو جاتے۔ اور قرآنی جواب کا نقص بھی واضح ہو جاتا۔

اس کے بعد میں نے یسئلونک عن الرُّوحِ کے الفاظ کی تشریح کرتے ہوئے بتایا کہ  
یسئلونک مضارع کا صیغہ ہے۔ جو حال اور مستقبل دونوں زمانوں سے تعلق رکھتا ہے۔ اور اس  
صورت میں سوال کرے گا۔ لے بھی دونوں زمانوں سے تعلق ہو سکتے ہیں۔ ایک وہ کہ جس نے زمانہ  
حال میں یعنی جس وقت قرآن کریم کا نزول ہو رہا تھا۔ سوال کیا۔ اور وہ اہل کتاب یعنی یہودی علماء  
تھے۔ قرآنی وحی کے نزول کے وقت لوگوں کا سوال کلام الہی کے متعلق تھا۔ جیسا کہ آیت  
و کذلک اوحینا الیک ووحا من امرنا 49 سے واضح ہوتا ہے اور آیت یسئلونک  
عن الرُّوحِ کے ماقبل ”و ما بعدی“ بات سے بھی ظاہر ہے۔ اور اس سوال کا جواب خدا تعالیٰ نے یہ  
دیا کہ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّیْ یعنی کلام الہی کا نزول پر نہیں نہیں۔ اور نہ کسی شخص کا اختیار ہے کہ  
جب چاہے اپنے ”پرمارل کر لے۔ بلکہ یہ کلام جو حامل علوم الہیہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے امر اور حکم

سے نازل ہوتا ہے۔ (اللَّهُ عَلَّمَ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَهُ اس کی تصدیق تمام کتب ماویہ سے ہوتی ہے۔ یہ سب کے سب کلام منزل مایہ نبیوں کے اختیار یا ارادہ سے نازل نہیں ہوئے۔ بلکہ محض اللہ تعالیٰ کی مشیت اور امر سے نازل ہوئے ہیں۔

### علم قلیل

اس جواب کے دہرے فقرہ یعنی وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا میں اس کلام ہی کی ضرورت کو پیش کیا گیا ہے۔ کہ چونکہ دنیا کے مادی علوم قلیل اور ناکافی ہیں۔ اس لئے آسمانی علم اور معرفت کی ضرورت ہوتی ہے جو بذریعہ کلام الہی نازل ہوتی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔  
وَكَمْ أَلَمَ الْأَوَّلُونَ بِالْمِيقَاتِ وَمَا كُنْتُم بِمَلَكٍ وَلَا أَنْبِيَاءٍ  
وَلَكِنْ جَعَلْنَاهُمْ نَوْمًا يَهْدِي بِهِ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِنَا إِنَّكَ لَهْدِي الْغَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ۔ 50

دہرے الہیات کے تعلق فلسفیانہ علم ہی بہت قلیل اور کوتاہ ہوتا ہے۔ چونکہ دہرے ”ہونا چاہیے“ کے حقیقی مقام تک پہنچنا ہے۔ لیکن ”ہے“ کا حقیقی مرتبہ کلام الہی اور اس الموجود کی ”ہر“ سے ہی حاصل ہوتا ہے۔ ”ہی“ عقل میں ہی تعلق ہے جو سورج اور نگہ میں پایا جاتا ہے۔ ”نگہ“ میں ”چہ“ بیانی کا نور موجود ہے۔ لیکن یہ نور ادھیرے کی حالت میں اور تاریک رات دہرے میں کام میں نہ سکتا۔ جب تک خارجی روشنی اور نور نہ ہو۔

پھر خارجی نور اور روشنی بھی مختلف درجات رکھتی ہے۔ سورج کی روشنی میں جو کچھ نظر آتا ہے اور جس صفائی سے نظر آتا ہے۔ وہ چاند کی روشنی میں نہیں آتا۔ اور اسی طرح تاروں اور چاند کی روشنی میں درجہ درجہ فرق پڑتا جاتا ہے۔ پس جس طرح آنگھ پاؤں جو روشن ہونے کے خارجی نور کی محتاج ہے۔ اور کبھی وہر کی اشیاء دیکھنے کے لئے درمیان اور زیادہ قریبی دیکھنے کے سے خورہ میں کی محتاج ہے۔ اسی طرح انسانی عقل و علم بھی یہ البام اور کلام الہی کا محتاج ہے۔ اور اس حقیقت کو پورا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ اپنے امر سے روح یعنی کلام الہی مارل فرماتا ہے۔

اسی طرح اس فقرہ میں کلام الہی کے تعلق جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن کریم کی وحی کے طور پر نازل ہوا یہ بتایا گیا ہے کہ یہ کلام خدا تعالیٰ کے امر سے مارل یا آیا ہے۔ چونکہ اہل کتاب

کے پاس جو علم تو ریت یا انہیل کی شکل میں پایا جاتا ہے۔ وہ مخصوص الزمان اور مخصوص القوم ہونے کی وجہ سے قلیل اور محدود ہے۔ اور عالمگیر اور مستقل ضروریات کو پورا نہیں کر سکتا۔ اس لئے قرآن مجید کی کامل اور عالمگیر وحی اور حکام کو اللہ تعالیٰ کے امر سے نازل کیا گیا ہے۔

### آیت قرآنی کی تشریح موجود زمانہ کے لحاظ سے

چونکہ یَسْأَلُونَكَ عَنِ الزَّمَانِ مَا هُوَ فَالْجواب کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اس لئے دور جدید کے محققین جن میں تاریخ نامہ کے فاضل پنڈت بھی شامل ہیں روح کے متعلق جو تفصیلات پیش کرتے ہیں ان کا جواب بھی اس آیت میں دیا گیا ہے۔ اس اعتبار سے یَسْأَلُونَكَ عَنِ الزَّمَانِ میں روح سے مراد روح انسانی ہے جس کی مائیت اور مہم معلوم کرنے کے لئے زمانہ حال کے فلاسفہ و مفسرین و علم الہیات کے ماہر کوٹھاں ہیں۔

”رہیمت والوں اور اہل اسلام کا روح کے متعلق جو اختلاف پایا جاتا ہے اس کے متعلق قرآن کریم کی اس آیت میں واضح طور پر حقیقت کا انکشاف پایا ہے۔ ”رہیمت والے روح کے متعلق یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ روح ہمیشہ فی طرح غیر مخلوق اور مادی ہے یعنی جس طرح ہمیشہ ربلی ہے۔ اسی طرح روح بھی ربلی ہے۔ لیکن اس کے مقابلہ میں مسلمانوں کو یہ تعلیم دی گئی ہے کہ اللہ جل جلالہ کا روح کل شئی [51] یعنی اللہ تعالیٰ ہی ہے چنانچہ جس میں روح بھی شامل ہے پھر آئندہ لا ہے۔ اور پھر اللہ تعالیٰ ہُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ ہے یعنی وہی سب سے پہلے تھا اور وہی سب کے بعد بھی رہے گا۔ اس کے ساتھ روح کو ربلی قرار دینا درست نہیں۔ اسی طرح حدیث شریف میں آتا ہے کہ مَحْضُ اللَّيْلَةِ وَلَكِنْ يَسْكُنُ مَعَهُ شَيْءٌ [52] یعنی شروع میں صرف خدا ہی تھا اور اس کے ساتھ اور کوئی چیز نہ تھی۔ پس مسلمانوں کے عقیدہ کے رو سے روح قدیم اور ربلی نہیں بلکہ حادث ہے۔ اور ”رہیمت والوں کے روح ایک روح قدیم اور مادی اور غیر مخلوق ہے۔ اس اختلاف میں اصل حقیقت کو ”آیت رب ربحت میں واضح پایا ہے۔“

### روح کا عالم اثر سے ہونا

(۱) اَللُّهُ الرُّوحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّي کے فقرہ میں روح کو عالم امر سے قرار دیا گیا ہے۔ قرآن کریم کی رو سے اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ میں ”طرح کے عام قرار“ یہ گئے ہیں۔ ایک عام خلق اور امر

عام مر۔ عالم خلق کا تعلق ماہیت سے ہے۔ اور عالم امر کارو حایات سے اور عالم امر کی پیدائش کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّمَا اَمْرُهُ اِذَا ارَادَ شَيْئًا اَنْ يَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ [53] یعنی جو پیدائش عام مر سے تعلق رکھتی ہے اس کے متعلق یہ سخت الہی ہے کہ سب اللہ تعالیٰ کی چیز کا ردہ کرتا ہے تو اس کے لئے کس فرماتا ہے پس وہ ہو جاتی ہے۔ پس روح کی پیدائش کو اس آیت میں عام امر سے قرار دیا گیا ہے۔ سوئی ویا نند صاحب نے بھی رگہ یہ آہی بھٹا بھوٹکا میں جہاں پیدائش عام کا ذکر کیا ہے۔ وہاں مختلف زمینوں کو بیان کرنے کے بعد آخری زمین لٹھوڑکی سامر تھو یعنی قدرت کیوں کی ہے۔

(۲) منی امور دینی کے الفاظ سے اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے کہ جو کام تمام جہانوں کی رو بہت کا رب کریم ہے۔ وہی کام روح انسانی۔ انسان کے بعد جسم میں سرری ہے اور جس طرح جسم اپنے عشاء اور جواری کے لحاظ سے متحد ہے۔ اسی طرح روح اپنی قوتوں اور رنگوں میں متحد ہے۔ سوئی ویا نند صاحب نے بھی اپنی کتاب بیتار تھو پکاش میں یہ کلام کا روح کے متعلق یہی عقیدہ ظاہر کیا ہے۔ کہ اس کے گیس متحد ہیں۔ اور یہ ظاہر ہے کہ متحدہ رنگوں والی چیز بھیر کی متحدہ کے متحدہ نہیں ہو سکتی اور یہ امر روح کو حادثہ اور مخلوق ثابت کرتا ہے۔

(۳) امور دینی کے الفاظ سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ روح انسانی اور خود بخود میں بلکہ مخلوق ہے۔ کیونکہ قرآن کریم اور لغت کے زو سے رب کے معنی خالق اور پیدا کرنے والے کے بھی ہیں۔ جیسا کہ قرآن کریم میں فرمایا بِاٰیٰتِہِا السَّاسِ اعْبُدُوْا رَبَّکُمْ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ [54] یعنی لوگو اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں پیدا کیا۔ پس اس آیت میں رب کا لفظ مستعمل کر کے قریمت کے اس عقیدہ کی ترویج کی کہ روح غیر مخلوق اور مادی ہے۔

(۴) رب کے لفظ سے اس طرف بھی اشارہ کیا کہ روح کو ادنیٰ حالت سے اعلیٰ حالت کی طرف ترقی ملتی ہے۔ کیونکہ رب کے معنی اعلیٰ حالت سے حسن تربیت کے ذریعہ اعلیٰ مدارج تک پہنچانے والی ہستی کے ہیں۔ یہ معنی قرآن کریم کی آیت رَبِّ اَرْحَمُہُمَا کَمَا رَبَّیَّاسِی صَغِیْرًا [55] سے بھی ثابت ہوتے ہیں۔

پس اس بات کا سر کرنے کہ روح امر رب سے ہے۔ اس طرف اشارہ کیا ہے کہ روح کی حالت تغیر پذیر ہے اور انی حالت سے اعلیٰ حالت کی طرف ترقی کرنے والی ہے۔ پھر یہ بات

مشدد سے ثابت ہے کہ جسم کی حالت کے ساتھ ساتھ روح کی حالت بھی تغیر پذیر ہوتی رہتی ہے۔  
 ورس کے علم اور قوت میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے۔ ان طرح جسم بھی روح کے ضعف و قوت سے  
 متاثر ہوتا ہے۔ پس جب روح کا تغیر پذیر ہونا ثابت ہو گیا تو منطق کے تفسیر کے مطابق العالم متغیر  
 وکل متغیر حادث فی العالم حادث روح کا حادث ہونا بھی ثابت ہو گیا۔ دیا اس جھوٹے فقرہ  
 میں ”رہمت کے عقیدے کا نہایت مدلی سے تالان یا گیا ہے۔“

### وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا کی تشریح

سومی دیا نند صاحب نے اپنی کتاب ستیارتھ پر کاش کے شروع میں ایثار کے ناموں میں سے  
 دو نام سرب شکلیماں یعنی فاعل مطلق اور علیم کل بھی لکھے ہیں لیکن روح اور مادہ یعنی حیوان اور پرکرتی کے  
 متعلق یہ تسلیم نہیں کیا گیا کہ وہ فاعل مطلق اور علیم کل ہیں اور یہ ضرور ہے کہ ہر ہستی مادی و روحی خود بخود  
 وہ فاعل مطلق اور علیم کل بھی ہو۔ پس وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا کے فقرہ میں روح کو کمال علم  
 سے محروم قرار دے کر یہ ثابت کیا گیا ہے کہ روح مخلوق اور حادث ہے۔

(۲) وَمَا أُوتِيتُمْ کے فقرہ میں اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ جو علم قلیل روح کو حاصل  
 ہے وہ بھی اس کا اپنی نہیں بلکہ کسی اور ہستی کا عجز اور دے۔ امتعات سے بھی اس امر کی تصدیق ہوتی  
 ہے کہ انسان بغیر پڑھائے اور سمجھے کے کچھ علم نہیں رہتا۔ پس جب روح کا ناقص علم بھی اس کا  
 ذاتی نہیں تو وہ درلی مدی اور مادی اس طرح ہو سکتی ہے۔

(۳) یہی طرح فقرہ وَمَا أُوتِيتُمْ میں فعل ماضی استعمال کر کے زمانہ کی قید کا بھی روح کے  
 مادی اور درلی ہونے کے خلاف ثبوت کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ کیونکہ جس چیز پر زمانہ کی قید لگتی ہے  
 وہ درلی اور مدی نہیں ہو سکتی۔

پس جس ”حیت پر ہندت صاحب نے اعتراض کیا ہے کہ اس سے علم کی کوئی ریاہتی نہیں ہوتی،  
 اس میں نہ صرف زمانہ حال بلکہ زمانہ مستقبل کے بعد حقایق کا کافی اور ثبوتی بیان کیا گیا ہے بلکہ چند  
 نفاذ میں عظیم الشان حقائق بیان کر کے حد اعتدالی کے علیم کل ہونے اور قرآن کریم کے موجب اللہ  
 ہونے کا ثبوت مہیا کیا گیا ہے۔

میرے بن جو بات کے بعد پنڈت کالی چن صاحب نے صرف یہ کہا کہ مولوی غلام رسول صاحب نے جو تشبیح روح کے تعلق آیت سے پیش کی ہے۔ اور روح کے مخلوق اور حادث ہونے کا ثبوت دیا ہے۔ یہ استدلال نیا ہے۔ پہلی کتاب میں اس کے تعلق کچھ نہیں لکھا گیا۔ میں نے کہا کہ جس پر غلام رسولی کے متعلقہ مقام کو نکال کر دیکھو۔ اس میں صاف طور پر لکھا ہے کہ یہ آیت برہمہ مند کے عقیدہ وقت روح کی تردید کرتی ہے۔ یہ سن کر پنڈت صاحب خاموش ہو گئے۔

بھی مناظرہ کا وقت ہی قدر ماقی تھا کہ صدر جلسہ جو آریہ تھے انہوں نے یہ محسوس کرتے ہوئے کہ پنڈت صاحب نہ تو یہاں سے کچھ پیش کر سکتے ہیں اور نہ ہی قرآنی تعلیم پر کچھ متاثر کر سکتے ہیں۔ اپنی گھڑی نکالی اور کہا کہ اگرچہ وقت ابھی ماقی ہے۔ لیکن چونکہ مجھے ایک ضروری کام ہے اور مناظرہ سے چند دن فائدہ بھی نہیں ہوتا۔ بلکہ ہمارے پیدا ہوتی ہے اس لیے جس قدر بحث ہو چکی ہے۔ اس کو کافی سمجھتا ہوں۔ میں نے عرض کیا کہ بحث میں اب تک کوئی ہمارے نہیں ہوتی۔ نہایت شرف و ممانعت سے تقریریں ہوتی ہیں۔ اگر ہو سکتے تو آپ اپنی صدارت کے فرض اعلیٰ وقت تک بھی سر انجام دیں۔ ورنہ ہی اگر کو اپنی جگہ مقرر کریں لیکن صدر صاحب رضامند نہ ہوئے اور ٹھکر چلے گئے۔

مسلمانوں کو یہ امید نہ تھی کہ پنڈت کالی چن صاحب کے ہاتھوں کائنات جو بیک حمدی کی طرف سے دیا جائے گا۔ مناظرہ کے اختتام پر بعض غیر احمدی علماء ملے۔ انہوں نے آیت پر بحث کی تشبیح سننے پر بہت سی توشی کا اظہار کیا۔

### ایک عجیب لطیفہ

جب میں آریہ مان کے پنڈل سے مع اپنے باب کے باہر نکلا تو دروازہ کے باہر بعض پارسی صاحبان ملے۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے ہاں پارسی صاحب آپ سے کچھ گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے بڑے پارسی صاحب سے دریافت کیا کہ فرمایا ہے۔ اس موضوع پر آپ گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔ کہنے لگے۔ کہ آیت یسئلونک عن الذیوع کے تعلق کچھ دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ صدر المصاحب کے یہ عجیب تعارف ہیں کہ جس وقت پارسی صاحب نے یہ آیت پڑھی تو ہی وقت ایک عجیب نور معرفت میرے قلب پر مارا اور ایک نئی حقیقت کا انکشاف ہوا۔

## روح کے متعلق نیا انکشاف

میں نے پادری صاحب سے دریافت کیا کہ اس آیت کے متعلق آپ کیا انتشار فرما رہے ہیں۔ کہنے لگے۔ **یُسْلُوْنَ** میں جن سالکین کا ذکر ہے۔ وہ کون لوگ ہیں؟ **مَرْوَح** سے مراد ہے۔ میں نے عرض کیا کہ قرآن کریم چونکہ یہ زمانہ کے لوگوں سے تعلق رکھتا ہے۔ اس لیے اس وقت تو روح کے متعلق سوال کرنے والے پادری صاحب ان ہی ہوتے ہیں۔ پادری صاحب فرمانے لگے۔ پھر **یُسْلُوْکَ** میں جو "ک" خطاب کا پایا جاتا ہے۔ اس سے کون مرے گا۔ میں نے کہا کہ قرآن کریم کے نزول کے وقت وعدہ کا رسول تھا۔ اور اب وعدہ کے رسول کی نمائندگی کرنے والا کون نام رسول ہی ہوتا ہے۔ پادری صاحب کہنے لگے کہ آپ غلام رسول ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ اگرچہ میں بھی یہ غلام رسول ہے۔ مین حسن اتفاق سے میرا نام بھی غلام رسول ہے۔ پادری صاحب اس پسریت کا ٹھہار کرتے ہوئے کہنے لگے روح سے آپ کے نزدیک کون سی روح مرے گی۔

## روح حق

میں نے عرض کیا کہ میں روح جسے انجیل پر حامی روح حق کے نام سے دیکھ رہا ہوں۔ چنانچہ باب ۴ آیت ۱۶/۱ میں اس طرح مرقوم ہے۔۔

"اور میں باپ سے درخواست کروں گا کہ وہ تمہیں اور امراہ نگار تھے گا کہ یہ تمہارے ساتھ رہے یعنی روح حق جسے دنیا حاصل نہیں کر سکتی۔ کیوں کہ یہ اسے دیکھتی اور نہ جانتی ہے۔"

باب ۱۶ آیت ۷ سے ۱۲ تک یہ الفاظ ہیں:-

"میں تم سے نئی کتابوں پر اجاں تمہارے لیے فائدہ مند ہے۔ یہ نیک اگر میں نہ جاؤں تو وہ نہ گا تمہارے پاس نہ آئے گا۔ مین اگر میں جاؤں گا تو اسے تمہارے پاس بھیج دوں گا۔ اور وہ آکر دنیا کو گناہ اور راست باری اور عدالت کے بارے میں قصور وار ٹھہرائے گا۔" نیک کے بارے میں اس لیے کہ وہ مجھ پر ایمان نہیں لائے راست بازی کے بارے میں اس لیے کہ میں باپ کے پاس جاتا ہوں۔ اور تم مجھے پھر دیکھو گے۔ عدالت کے بارے میں اس لیے کہ دنیا کا یہ مجرم ٹھہرایا گیا ہے مجھے تم سے اور بھی بہت سے باتیں



کہا ہے۔ مگر اب تم ان کی بدداشت نہیں کر سکتے لیکن جب وہ یعنی روح حق نے  
 گاؤں تمہیں تمام سچائی کی راہ دکھائے گا اس لئے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہے گا۔ لیکن جو  
 کچھ وہ نہ گا وہی کہے گا اور تمہیں آندہ کی خبریں، گا اور میرا جلال ظاہر کرے گا۔“

پس یَسْأَلُكَ عَنِ الرُّوحِ میں روح حق کا ہی ذکر ہے۔ پادری صاحب نے یہ سن کر کہا کہ  
 اس آیت میں تو صرف الروح کا ذکر ہے نہ کہ روح حق کا۔ میں نے کہا کہ عربی زبان کے قواعد میں  
 یہ بھی ہے کہ مضاف اور مضاف الیہ سے بعض اوقات کو حذف کر دینا جائز سمجھا جاتا ہے۔ اور  
 بصورت نکرہ محاسن حذف اسے معرف النظام کی صورت میں استعمال کیا جاتا ہے۔ پادری صاحب  
 نے کہا کہ یہاں پر اس حذف کے لئے یا قرینہ ہے۔ میں نے عرض کیا کہ کلام سابق میں قرینہ موجود  
 ہے۔ ماقبل کی عبارت میں دُرُجَاءُ الْحَقِّ کا فقرہ ہے جس میں الحق کو روح الحق کے معنوں  
 میں استعمال کیا گیا ہے اور روح کو حذف کر دیا گیا ہے۔

پس اس فقرہ میں اس بات کا اعتبار کیا گیا ہے کہ روح حق جس کی پیشگوئی کی گئی تھی۔ اور جس  
 کے عیسائی فخر تھے، ہر ربی سے آچکا ہے اور پڑکا۔ انجیل کی تعلیم ناقص رہا ممل ہے جیسا کہ خواجہ مسیح  
 علیہ السلام فرماتے ہیں ”مجھے تم سے اور بھی بہت سی باتیں کہنا ہے مگر تم ان کی بدداشت نہیں کر سکتے۔  
 لیکن جب وہ یعنی روح حق آئے گا تو تمہیں تمام سچائی کی راہ دکھائے گا۔“ اس لئے فرمایا وَمَا  
 اَوْفَيْنَاكَ مِنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا یعنی تمہارا علم جو تمہیں انجیل کے درجہ دیا گیا ہے بہت حقیر ہے۔ چنانچہ  
 قرآن کریم نے تمام سچائی کو پیش کرنے کا دعویٰ کیا ہے۔ جیسے کہ آیات تَبَيَّنَا لَكُلِّ شَيْءٍ مَّا فَرَّطْنَا  
 فِي الْكِتَابِ مِنْ خُصًى وَغَيْرِهِ سے ظاہر ہے۔

پس اس آیت کا یہ مطلب ہے کہ وہ روح حق جس کا بعدہ آیا تھا۔ مامور رب سے  
 مارل ہو چکا ہے۔ جو کچھ انجیل کی تعلیم میں کمی رہ گئی تھی۔ خواجہ مخصوص القوم ہونے کے اعتبار سے یہ  
 مخصوص قریب ہونے کے اعتبار سے۔ وقرآن کریم کے درجہ سے اس نے اور کر دیا ہے جیسا کہ اس  
 بات کا علم ان الفاظ میں آیا۔ کہ الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَتَمَّمتْ عَلَيْكُمْ

بمعنی۔ 56

جب میں نے مذکور بالا مضمون کو شرح و بسط سے بیان کیا تو پادری صاحبان نے گئے کہ آپ

تادیبی تو نہیں۔ میں نے عرض کیا کہ حدائے فضل سے احمدی ہوں۔

یہ مسلمان جو اس آیت کے متعلق آریوں کے ساتھ مناظرہ میں بھی میری تشریح کو نہ چھوٹے  
 اپنے گئے کہ آپ نے قرآن کریم کہاں سے پڑھا ہے میں نے کہا کہ فی زمانہ قرآنی علوم کا سرچشمہ

حضرت مسیح قادیانی علیہ السلام

ہیں۔ یہ یہ علوم و فیوض مرکز قادیان سے حاصل ہوتے ہیں۔

### کانپور میں مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے ساتھ مباحثہ

۰ پریل ۱۹۱۹ء کو، اہل حدیث کی کانفرنس میں مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کی ”اسلام اور  
 تادیب“ کے موضوع پر تقریر تھی۔ ہماری طرف سے ایک پنجابی مولوی ثناء اللہ صاحب کے نام اور ایک  
 انجمن احمدیہ کے سیکرٹری کے نام لکھی تھی کہ چونکہ تقریر میں سلسلہ احمدیہ پر اہم انتہات متوقع ہیں۔  
 اس لئے ہمیں بھی ان کے جوابات کے لئے وقت دیا جائے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب نے صرف تین  
 جواب دیے کہ اس کا تعلق مقامی انجمن کے سیکرٹری کے ساتھ ہے۔ اور سیکرٹری صاحب نے جواب دیا  
 کہ آپ کو تقریر کرنی ہے۔ جواب کے لئے وقت دینے کے متعلق کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ چنانچہ ہم نے  
 مناسب سمجھا کہ ایک سو ست جلسہ سنے کے لئے چلے جائیں۔ اور بعد میں ہماری طرف سے جلسہ کر  
 کے سقہ بریکری کی تردید کر دی جائے۔

چنانچہ مکرم شیخ محمود احمد صاحب عرفانی بعض باب کی معیت میں تقریر کے نوٹ لینے کے سے  
 چلے گئے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب نے آخری فیصلہ کے اشتہار کے متعلق تقریر شروع کی۔ مدح و تحسین میں  
 آکر کہا کہ کوئی ہے جو میرے اس اہم موضوع کا جواب پیش کرے۔ پھر کہا کہ سننے میں آیا ہے کہ  
 مولوی غلام رسول صاحب راجپلی کانپور میں آئے ہوئے ہیں اور غل اسوں نے آریوں کے ساتھ  
 مناظرہ بھی کیا ہے۔ اگر وہ جلسہ میں موجود ہوں تو میں انہیں اپنے پیش کردہ اہم موضوع کے جواب کے  
 لئے وقت دیتا ہوں۔

اس کے جواب میں مکرم عرفانی صاحب نے کھڑے ہو کر کہا کہ مولوی صاحب اس وقت  
 پنج صاحب کی کوٹھی پر ہیں۔ انہوں نے آپ کو قہر بھی لکھا تھا۔ لیکن وقت نہ آیا یا اس لئے وہ نے

بغیر جو ب کے موقع پانے کے آپ کی تقریر کو سننا پسند نہیں کیا۔ مولوی ثناء اللہ صاحب نے کہا کہ جو ب کے لئے ان کو کافی وقت دیا جائے گا۔ وہ آ میں اور جواب دیں۔ اس پر عزیز موصوف نے کہا کہ حج صاحب کی کوٹھی کافی دور ہے کچھ وقت گئے گا۔ چنانچہ انہوں نے دس منٹ تک مہلت دی۔ اتفاق سے اس دن مانگوں کی ہڑتال تھی۔ سین خوش قسمتی سے عزیز موصوف کو ایک ماٹہ پنڈال کے باہر ہی مل گیا۔ اور میں اس میں بیٹھ کر فوراً جلسہ گاہ میں آ گیا۔

صدر جلسہ مولوی ایم ایم صاحب سیالکوٹی تھے۔ انہوں نے میرے پہنچنے ہی اعلان کیا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی تقریر آخری فیصلہ والے اشتہار کے متعلق تو آپ سائمن نے سن لی ہے۔ اب مولوی غلام رسول صاحب احمدی کا جواب بھی سن لیں۔

چنانچہ میں نے شیخ پر کھڑے ہو کر پہلے تو مولوی ثناء اللہ صاحب کے ”فاتح قادیان“ کے دعا کے متعلق اور پھر ان کی تقریر کے ”منسوخ“ ”امام“ ”قادیان“ کے متعلق مختصر الفاظ میں ذکر کیا اور پھر اخبار ”الحدیث“ ”مرقع قادیانی“ وغیرہ کے حوالوں سے آخری فیصلہ کے اشتہار کے متعلق اچھی طرح وضاحت کی۔ جس کے نتیجہ میں اس جگہ منجانب سے نہیں۔

چونکہ میرے پاس اخبار ”الحدیث“ کے اصل پرچہ جات ”مرقع قادیانی“ وغیرہ موجود تھے۔ اس سے مولوی ثناء اللہ صاحب کو انتہائی تسکین ہوئی۔

اس وقت اللہ تعالیٰ کی توفیق سے میرا کلمہ بہت صاف اور آواز بہت بلند تھی۔ ”شر“ میں صدر جلسہ نے ”ناظرین“ ”محاضرین“ کا شکریہ ادا کیا۔ میں نے بھی شکریہ کے طور پر چند لفظ کہے اور آخر میں یہ بھی کہا کہ میں نے سنا ہے کہ میری عدم موجودگی میں جلسہ میں ہمارے سلسلہ کے خلاف کچھ کہا گیا ہے۔ اگر کسی کو شک و شبہ ہو تو میں حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ اور دلائل کے متعلق ہر طرح سے وضاحت کرنے کے لئے تیار ہوں۔ خواہ باقاعدہ مناظرہ کی صورت میں یا سول و جواب کی صورت میں۔ اس پر صدر جلسہ نے کہا کہ اب تو کافر نس ختم ہو گئی ہے اور جو ہوا تھا ہو چکا ہے۔

جب میں شیخ سے اتر آیا تو میں چالیس کے قریب حنفی مسلمان جو مایوں کے سخت خلاف تھے۔ میرے ارد گرد جمع ہو گئے۔ اور پنڈال سے باہر نکل کر اظہار خوشنودی کے طور پر انہوں نے ہم سب احمدیوں کو دودھ پلایا۔

## خلافت ترکی کی امداد کے لئے اجتماع

ہندوستان کا فخر اس کے اختتام کے بعد بعض مسلمان لیڈروں نے کانپور میں ہرزہ تحریک کی کامیابی پر مسلمانوں پر بھی خلافت ترکی کا حق ہے۔ اس لئے ہمیں چاہیے کہ اس کی امداد کے سچے چہرے جمع کر کے بھجوا دیں۔ چنانچہ تقریباً ایک لاکھ کے اجتماع میں مختلف لیڈروں نے تقاریر کیں اور چہرہ کی تحریک دی۔ ہم احمدی، باب بھی اس اجتماع کو، لینے کے لئے واپس گئے۔ تقریباً کرنے والے جمعہ میں سے مولوی محمد ایم صاحب سیالکوٹی بھی تھے۔ انہوں نے سب مجھے اس اجتماع میں دوسرے احمدیوں کی معیت میں دیکھا تو بلند آواز سے کہا کہ ”میں مولوی غلام رسول احمدی سے دریافت کرتا ہوں کہ کیا وہ بھی خلافت ترکی کے قائل ہیں؟“ ان کا اس عظیم الشان اجتماع میں سوال کرنے سے مقصد یہ تھا کہ احمدیوں کی تہلیل اور جہد مانی کریں۔ اور یہ ظاہر کریں کہ گویا جماعت احمدیہ خلافت ترکی کی قائل نہ ہونے کی وجہ سے دوسرے مسلمانوں سے الگ اور قائل قدرت ہے۔

میں نے اس موقع پر خاموش رہنا مناسب نہ سمجھا۔ اور وہیں سے جاؤ اور بلند کہا کہ ”خلافت اسلام حقہ کا کوئی مسلمان قائل نہیں۔ میں۔ جناب مولوی صاحب! آپ اہل حدیث ہیں اور میں احمدی ہوں آپ کے نزدیک تو خلافت راشدہ کے تیس سالہ دور کے بعد حکومت کا دور شروع ہو گیا ہے۔ اور خلافت ترکی کے بولواگ قائل ہیں، وہ بھی اس کو خلافت علی منہاج الملہات میں سمجھتے ہیں۔ فرقہ بندی کے مسلمان جن میں سے مولوی محمد ایم صاحب بھی ہیں اور یہ حنفی مسلمان اور یہی اہل تشیع۔ میں سب سے یہ کہہ کر خلافت علی منہاج الملہات کے قائل تو ہم احمدی مسلمان ہیں جن کا سلسلہ آج بھی خلافت حقہ پر قائم ہے۔“

میرے اس جواب سے تمام مجمع میں خاموشی کا عالم طاری ہو گیا۔ اور بعض لیڈروں نے مولوی صاحب کو کہا کہ آپ کو یہ سوال کرے لی یا ضہارت پڑی تھی۔ ہمارا سارا بیاد بدلا کر دیا ہے۔ بعض نے کہا۔ ”ایسا جواب اتنے بڑے مجمع میں اس تہمت کے ساتھ دینا صرف احمدیوں کا کام ہے۔ یہ لوگ تنگی کھاتے ہیں۔ حق کے اظہار سے نہیں ڈرتے۔ بعض نے کہا کہ دیا میں ترقی کرنے والی قومیں ہی ہی ہوتی ہیں۔ ان کا فرقہ جس بات کو حق سمجھتا ہے اس کو بیان کرنے سے نہیں رکتا۔“

## مولوی آزاد سبانی سے ملاقات

لاہور میں مولوی آزاد سبانی صاحب مدرسہ الہیات کے انچارج تھے۔ ہم اس کی ملاقات کے لئے مدرسہ مذکور میں گئے۔ وہ اس وقت پندرہویں کے قریب طلباء کو پڑھا رہے تھے۔ ہمیں دیکھ کر دریافت فرمایا کہ آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں۔ ہمارے بتانے پر انہوں نے "نے" کی غرض پوچھی۔ میں نے عرض کیا کہ مدنی رسالت و نبوت کو قرآن کریم کی وحی کر وہ تعلیم کی رو سے ایک محقق انسان کی طرح شناسات فرماتا ہے؟ آپ نے جواب فرمایا کہ نبی اور رسول طیب کی طرح ہوتے ہیں جو لوگ ان کی طرف رجوع کرتے ہیں اور ان کی ہدایات پر عمل کرتے ہیں۔ وہ ان سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اور دوسرے فحش ہو جاتے ہیں۔ پھر کہنے لگے کہ آپ کل صبح سات بجے مجھے میرے مکان پر نہیں۔ دوسرے دن سب ہم ان کے مکان پر حاضر ہوئے تو معلوم ہوا کہ وہ پہلی جانے کے سے سٹیشن پر جا چکے ہیں۔ جب ہم اسٹیشن پر پہنچے تو معذرت کرنے لگے کہ اب میں جا رہا ہوں۔ میرے پاس وقت نہیں۔

## مالا بار کو روانگی

لاہور میں بدلتے عشرہ قیام کرے کے بعد ہم بسپن پہنچے۔ اور وہاں سے بدلی جہاز ہندو گاہ منگلور کی طرف روانہ ہوئے۔ بسپن سے ہمارے ایک ہم سفر قادیانی دکان جو اس تھے۔ وہ پہلی دکان سمندری سفر اختیار کرے کی وجہ سے ٹھہرا رہے تھے۔ جب دوسرا دن ہوا تو وہ دہ طرف پانی کی پانی دیکھ کر حد سے ریوڑ بہشت رہا ہو گئے اور خط پہ لکھا ان کی حالت شراب ہوتی تھی۔ وہ ان کے بعد سو رت غروب ہوتے ہی ان کی رمد کی کی شمع ہمیشہ کے لئے بجھ گئی۔ ان کی لاش کو حصار کے کپتان نے تیس چار پتھر اس سے بدمعہ کر نیچے سمندر میں چھینک دیا۔ اس حسرتاک اور جو اس مرگ و فانی سے سب ہمسم بہت ہی افسردہ ہوئے۔

## کشتی طوفان میں

چار دن سمندری سفر میں گزارنے کے بعد جب ساحل مالا بار ایک وہ میل کے فاصلہ پر رو گیا تو

جہاز کے کپتان کی طرف سے حکم دیا گیا کہ سب مسافر جہاز سے اتر کر کشتیوں میں سوار ہوں اور ساحل پر پہنچیں۔ چنانچہ ایک کشتی پر ہم سوار ہوئے۔ جب ہم ساحل سے نصف میل کے قریب تھے تو اچانک سمندر میں طوفان "ٹپا" اور ہماری کشتی ڈگکٹانے لگی۔ اس ہولناک منظر سے ملاح بھی خوفزدہ ہو کر چلانے لگے۔ "ورور زور" سے "یا جبر بخاری" یا جبر عبد القادر جیلانی "یا جبر خضر" کی صد میں بند ہونے لگیں۔ دیکھتے ہی دیکھتے کشتی میں پانی جرمائش وں ہو گیا اور سب سوار یوں کوسوت سر پر منڈلاتی ہوئی نظر آنے لگی۔

میری طبیعت بھی سے ہی حساسی، رگوں کی درد سے اب تھی "اور اس وقت بھی درد تھا۔ بہن جب میں نے ملاحوں کی مشرکانہ صدا میں نہیں اور کشتی کی حالت کو دیکھا تو میرا قلب غیرت سے بھر گیا۔ درمیں ہی جوش میں کھڑا ہو گیا۔ اور ملاحوں کو کہا کہ تم لوگ شرک کے کلمات کہہ کر اپنی ہی دیر بھی زیادہ قریب کر رہے ہو۔ تم ان مارک حالات میں اپنے شرکاء کلمات سے تو پروردہ صرف اللہ تعالیٰ کی جناب سے استمداد کرو۔ جبر بخاری کون ہے۔ اور جبر خضر "و جبر عبد القادر جیلانی" یا ہیں۔ یہ سب اس لاشریک "رقدہ" کے عاتق بندے ہیں "اللہ تعالیٰ کی نصرت کے بغیر کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ بدوں سے مت مانگو بلکہ رب العالمین خدا سے "طلب کرو۔ جس نے سچ میں در بدر کو پیدا کیا "ان کو در بدر کی بخشی۔" یہ سمندر بھی یا ہے۔ میرے قادر و مقتدر خدا کا ایک ادنیٰ خادم ہے۔ جو اس کے دست و تصرف کے ماتحت مذمت و رکھاتا ہے۔ پس اگر وہ چاہے تو یہ جوش تمہارے ہی وقت ختم ہو سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے عجیب تصرفات میں کہ میں نے منہ سے یہ کلمات نکالے تھے کہ سمندر کی موت ہٹ گئی اور اس کا جوش ختم کیا۔ اور کشتی آرام سے چلنے لگی۔ تب "ملاح" اٹھ جوڑ کر آئے کہ ہماری قوپا ہماری توپ! واقعی اللہ تعالیٰ ہی ہے جو طوفان سے بچا سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے عجایب ہیں کہ طوفانی لہروں کی شدت کے وقت مجھے اس قدر روحانی طاقت محسوس ہوتی تھی کہ مجھے یقین تھا کہ اگر ملاح اپنے مشرکانہ کلمات سے باز نہ آئے اور اس وجہ سے کشتی "اب بانی" میں "وزیر عرفانی صاحب" سطح آب پر چل کر بفضلہ تعالیٰ سلامتی سے کنارے پر پہنچ جائیں گے۔ کیونکہ ہم مرکز کی حمایت کے ماتحت تبلیغ حق کے لئے جا رہے تھے۔ اس وقت تاہم

مکرم شیخ محمود احمد صاحب عرفانی انجم میں شائع فرما چکے ہیں۔

### سرزمین مالابار میں ورود

جب ہم پونگاڈی کے قصبہ میں پہنچے تو میں نے رہا میں، لکھا کہ ایک خنزیر ہے جو مارے گئے  
”گئے مزاحمت کرتا ہوا ہمارے مقصد میں روک بنا چاتا ہے۔ یہ رہا غیر مبایعین کے فتنے کے متعلق  
تھی۔ جو مولوی محمد نجفی صاحب نے ہاں پر لکھا ہوا تھا۔

مولوی محمد نجفی صاحب حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ و رضوہ کے زمانہ میں  
قادیان تھے۔ اس کے بعد لاہور گئے اور مجھ سے ملے۔ وہ اس وقت حضرت اقدس مسیح موعود  
علیہ السلام و حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بہت سی عقیدت کا طہاراً کرتے  
تھے۔ انہوں نے ایک دن رہا مجھ سے کہا کہ چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت نصیب نہیں  
ہوئی۔ اس لئے حضور کے تحرکات میں سے ہی کچھ اس کو لے لیا جائے۔ چنانچہ بڑے افواج اور  
منت و حاجت سے انہوں نے مجھ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تحرکات جن میں ایک  
جائے نماز، ریشمی رو مال، اور کچھ بال شامل تھے لے لے۔ اور اسی طرح ایک قمیص ۲۰ سائٹھ شکر کا  
عربی قمیصہ جو میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حضور لیا تھا انہوں نے مجھ سے لے لیا۔

حدیث ثانیہ کے ابتدائے میں مولوی محمد نجفی نے مولوی محمد علی صاحب امیر غیر مبایعین سے رو و درم  
بہ صافی۔ اور مالابار کے علاقہ میں غیر مبایعین کے خیالات پھیلانے کے لئے حکیم محمد حسین صاحب  
مرہم عیسیٰ کولاہور سے بلوایا (حکیم صاحب موصوف اس وقت غیر مبایعین کے ساتھ تھے۔ بے عہد  
سے خلافت حقہ سے وابستہ ہو چکے ہیں)

انہوں نے میرے ساتھ بحیث حکیم محمد حسین صاحب مرہم عیسیٰ عرصہ تک سلسلہ بحث و مباحثہ  
جاری رکھا۔ اس بحث سے ہماری جماعت کے دوستوں کو بہت فائدہ پہنچا۔ اور ان کو مبایعین اور  
غیر مبایعین کے عقاید کے متعلق تفصیلی، اقصیت ہوئی۔

### پونگاڈی کے مخلصین

پونگاڈی میں ایک عالم مولوی نجی الدین صاحب تھے۔ جنہوں نے اپنے دوا لڑکے

مولوی محمد عبداللہ صاحب مولوی فاضل اور مولوی عبد الرحیم صاحب بی اے تقایات میں تعلیم کے سے  
بھجوائے۔ جو خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت مخلص خادم سلسلہ ہیں۔ اول اللہ سلسلہ کے کامیاب مقلع  
ہیں اور مالا بار میں ان کو بہت مقبولیت حاصل ہے۔

وہاں پر ایک اور مخلص شیخ احمد صاحب تھے جنہوں نے مسجد کے لئے ایک قطعہ زمین دیا۔ اور  
مجھے مسجد کا سنگ بنیاد رکھنے کے لئے کہا۔ چنانچہ بعد عامین نے پورنگاڑی کی اس مسجد کی بنیاد رکھی۔  
پورنگاڑی میں کبھی کبھی میں ایک پیرازی پر جائز خلوت میں عامین یا کرتا تھا۔ ایک دن میں نے  
فرقت باب میں اس پیرازی پر ایک قلم بھی لکھی۔ جس کے میں پچیس اشعار تھے جن میں سے دو شعر  
اب بھی مجھے یاد ہیں۔

احسنت انک من شوق علاءلا ۶۶ تیسل نفسک من ہجر عنا حولا  
لقد اصبحت فان الہجر و اہیۃ ۶۷ و علۃ ہی لافک اذی عدلا

### شہر کنانور میں

پورنگاڑی کے قصبہ میں کچھ عرصہ قیام کرنے کے بعد نادر کے احمدیوں نے درخواست کی کہ  
وہاں پر کی جماعت ہے اور یہ اشہر ہوئے کی وجہ سے تبلیغ کے لئے میدان بھی زیادہ وسیع ہے۔ اس سے  
وہاں کچھ عرصہ قیام کیا جائے۔ چنانچہ خاکسار اور عزیز م شیخ محمود احمد صاحب عرفانی کنانور آ گئے۔  
وہاں پہنچ کر میں نے دس قرص کریم کا سلسلہ شروع کر دیا جس میں بہت سے غیر احمدی بھی باقاعدہ  
شامل ہوتے۔ دس روزہ قریب میں کے وقت وہاں کے ایک بہت ہی مخلص دوست عبد القادر کنگھی  
صاحب جو وہ بھی جانتے تھے۔ ہماری ترہائی کر دیتے۔ چنانچہ خدا کے فضل سے ان دنوں شہر میں  
میں تبلیغ مساعی کے نتیجے میں پچاس کے قریب افراد سلسلہ حقہ میں داخل ہوئے۔

### مالا بار کے بعض حالات

مالا بار میں عام طور پر لوگوں کی غذا چاول اور مچھلی ہے۔ وہاں کی فصل سال میں دو بار ہوتی  
ہے۔ بعض عاتقوں میں آم کا پھل سال بھر رہتا ہے۔ بعض چیز ایسے بھی ہیں کہ ایک طرف پھل تیار  
ہوتا ہے اور دوسری طرف مور لگ رہا ہوتا ہے۔ وہاں آم کا پھل تخم میں بہت بڑا ہوتا ہے اور ریشہ دار



نہیں ہوتا۔ گھٹلی چھوٹی ہوتی ہے اور بہت لہیز ہوتا ہے۔ عام طور پر لوگ اکٹھے مل کر کھانکھتے ہیں۔ اور کھانے کے ساتھ گرم پانی استعمال کرتے ہیں۔ چائے بہت کم پیتے ہیں۔ البتہ کافی کثرت سے استعمال کرتے ہیں۔

شادی کا طریقہ مارے علاقہ کے طریق سے مختلف ہے۔ جائے لڑکی کو زیادہ رگھڑلانے کے لڑکے کو زیادہ رگھڑلایا جاتا ہے۔ خاندان کی وارث بھی عورتیں ہوتی ہیں۔ بارش موسم گرما میں چھ چھ ماہ تک گاتا رہتی رہتی ہے۔ لوگ عام طور پر پھلی کا شمار کرتے ہیں۔ اور پھلی کا تیل کمال سر باہر بھجوتے ہیں۔ کیا ماتھ ماتھ لمبا ہوتا ہے۔ اس کو بیس کا تر اور ماریل کے تیل میں گل کر کھاتے ہیں۔ ماریل بھی اس علاقہ میں بکثرت پایا جاتا ہے۔ لوگ عام طور پر خلیق، ملہ مار اور شریف طبع ہیں۔

### کنانور میں تبلیغ

کنانور میں علماء کی بہت بڑی تعداد رہتی ہے۔ اور عربی جانے والے بھی کثرت میں جو ہیں۔ کنانور میں اس وقت جو میرے نواب تھے وہ بھی عربی کے فاضل تھے میں نے اس کی خدمت میں ملکہ و تیسری حد کے ایک عربی قصیدہ بھی لکھ کر بھجوایا۔ جسے پڑھ کر وہ بہت متاثر ہوئے اور ہمیں دعوتِ دعوتِ دعوت پر مدعو کیا۔

یہ دوران میں تین غیر احمدی علماء نواب صاحب کی ملاقات کے لئے گئے۔ نواب صاحب نے یہ سبیل تذکرہ میرے عربی خط اور قصیدہ ان کو دکھایا۔ وہ اس کو دیکھ کر بہت بگڑے اور نواب صاحب کو دھمکی کی کہ اگر آپ نے کامیابی ملی تو دعوت پر بلا یا تو ہم تمام شہر میں آپ کے خلاف کفر کا فتویٰ نشر کریں گے۔ اور آپ کے مقابلہ پر تمام مسلمانوں کو تیار کر دیں گے۔ یہ سن کر نواب صاحب ڈر گئے اور معدرت کے ساتھ اس دعوت نامہ کو جو ہماری طرف بھجوایا تھا منسوخ کر دیا۔

جب مجھے اس کا علم ہوا تو میں نے ان علماء کو تنبیہ کیا کہ وہ میرے ساتھ تحریر یافتہ پر حقائق حق کے لئے مناظرہ کریں۔ تاکہ معلوم ہو سکے کہ حق پر کون ہے اور باطل پر کون۔ اور یہ بھی تھا کہ نواب صاحب بھی عالم ہیں۔ اگر پسند ہو تو ان کو ٹالٹ مقرر کر لیا جائے۔

میرے اس چیلنج کا تمام شہر کے علمی طبقہ میں خوب چرچا ہوا۔ اور ان علماء کی جو چالنامہ میرے لئے مقابل پر نہ آنے کی وجہ سے بہت بدنامی ہوئی۔ اور وہ کنانور سے جلدی کی اور جگہ چلے گئے۔

## مالا بار میں درس القرآن

جب میں نے مالا بار کی سرزمین میں درس القرآن شروع کیا تو احمدی احباب سے کہا کہ میں وہ طریق پر درس دے سکتا ہوں۔ ایک عام فہم طریق پر سچی خیال کے لوگوں کے لئے اور دوسرے خاص لوگوں کے لئے جو سیدنا حضرت قدس سرہ سے ملے۔ اسلام کی روحانی برکات و برکات فاضلہ کے ماتحت مجھے معارف حاصل ہوئے ہیں۔ سب احباب نے کہا کہ وہ موخر الذکر طریق کو پسند کرتے ہیں۔

چنانچہ میں نے درس القرآن کا سلسلہ شروع کر دیا۔ آپس میں ایک تفسیر آیت استعاذہ جاری رہی۔ اور ادا قرآن فاستعذ باللہ من الشیطان الرجیم 57 کے زور سے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کے مطالب بیان سے گئے۔ پھر آیت مسحیہ کی تفسیر کا سلسلہ سوا مہینہ تک جاری رہا۔ اور الحمد للہ رب العلمین کی تفسیر ۱۰۰ ماد تک کی تھی۔ یہ سلسلہ درس چھ ماد تک چلتا رہا۔ اور میں ابھی اھلنا الصراط المستقیم کی تفسیر تک پہنچا تھا کہ شدید بیمار ہو گیا۔ جو درس میں نے کٹاؤر میں کیا۔ اس کا پچہ پاشہ کے سہی طبقہ میں ہونے کا۔ چنانچہ بہت سے غیر احمدی علماء بھی میرے درس کے حلقہ میں شامل ہوتے رہے۔

## میری علالت

مجھے یہی دوران میں بخار ہونے لگا اور ایک دن بل پیٹاب کی مالی کے اوپر مقدمہ اور فوطوں کے درمیان نمودار ہوا۔ جو نہ جتے نہ جتے شلغم کے نہ اہ ہو گیا۔ اس شدید تکلیف میں مجھے درس اور تبلیغ کے کام میں ماز بھی کرنا پسند نہ تھا۔ بعض احباب خصوصاً میرے رفیق سفر شیخ محمود احمد صاحب عرفانی بار بار مجھے گرم کامشورہ دیتے۔ میں ان کی شفقت سے متاثر ہو کر کہتا کہ مقدمہ نہیں کہہ سکتی رہی باقی ہے یہ شری محات تو اس مقدس فریضہ کی ادائیگی میں گزارنے کے لئے جا میں۔ یہ بخار اور دہل، انوں مجھے پیغام بھل کے لئے ہوشیار کر رہے ہیں ایسی حالت میں تغافل شعاری اچھی نہیں۔

مقامی احباب نے یہ نہیں قوم کے ایک ماہر ڈاکٹر کو میرے علاج کے لئے بلوایا۔ انہوں نے میرے دہل کو پچھڑا کر یہ رائے دی کہ اس کا آپریشن کرنا ضروری ہے۔ چنانچہ مجھے ایک تختہ پر لٹا کر

کلورہ فارم سوگھنا چا ماتا کہ اپریشن کے وقت زیا، و تلیف نہ ہو۔ میں نے کہا کہ کلورہ فارم سوگھنے نے  
کی ضد ہوتی نہیں۔ آپ اس کے بغیر ہی اپریشن کریں۔ میں اس تلیف کو برداشت رکھوں گا۔ چنانچہ  
اپریشن کرنے پر اس دہل سے بڑا ہوا، چیپ اور خون کا نکالا۔ جس سے ایک بڑا دم تن بھر گیا۔

اپریشن کرنے کے بعد ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ امسوس ہے کہ نمل نے پیٹاب کی مالی کا وہ حصہ  
جوس کے سامنے تھا، کھایا ہے۔ اور مالی میں نیچے کی طرف سوراخ ہو گیا ہے۔ سونوں جب میں  
پیٹاب لڑتا تو مجھے سخت تکلیف ہوتی۔ اور میں لرزدہ ہوا ہوا ہوتا۔ اور پیٹاب بجائے صل رہتا  
کے ہی سوراخ سے نکل جاتا۔

ڈاکٹر صاحب نے میری بیماری کے پیش نظر بعض ادب کو کہا کہ اس مریض کا علاج بہت مشکل  
ہے اور یہ بچتا نظر نہیں آتا۔

### لوہ مزار

ڈاکٹر صاحب کی اس رائے کا ایک دوست کے درمیان مجھے بھی علم ہو گیا۔ اور میں نے سمجھا کہ  
بمیر کی موت ایسی غریب الوطنی میں مقدر ہو چکی ہے۔ چنانچہ میں نے اپنے ادب کی خدمت میں  
عرض کیا کہ شریہ کی وفات ایسی زمین میں واقع ہو جائے تو مجھے کسی نیلہ کے پاس دفن کر کے میری  
لوہ مزار پر صرف یہ شعر لکھ دینا:-

شر نہا شد پہ دوست درد مند

شر طر عشق است و طلب مراد

یعنی شرمجوب تک پہنچنا ممکن نہیں تو اس کی تلاش میں مر جاوے عاقل کے لئے بہتر ہے۔

### ایک خواب

جب میں نے یہ بات کہی تو اب جماعت بہت ہی غمزدہ ہوئے اور میری شغلانی کے لئے  
عام میں گئے۔ جب میں رات کو سویا تو میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک بازار میں سے  
گدہ رہا ہوں جو مشرق سے مغرب کی طرف ہے۔ اور جس میں مقتول انسانوں کے عشاء کائے کائے

کر پھینکے ہوئے ہیں۔ میں چلتے چلتے ایک جگہ پہنچا جہاں مجھے ایک قصاب نظر آیا۔ اس وقت یہ معلوم ہوتا ہے کہ میں فوجی لباس میں ہوں۔ اور ایک بری مم پر جا رہا ہوں۔ سب میں قصاب کے قریب پہنچا تو مجھے اتفاقاً ہوا کہ یہ قصاب، راصل ملک الموت ہے۔ اس کے ماتھ میں ایک ساطورہ ہے۔ وہ اس ہتھیار سے۔ اس شخص کے ماتھ پاؤں اور دوسرے اعضاء کاٹ کر پھینک دیتا ہے۔ جو اس کے پاس آتا ہے۔ جب میں اس کے پاس پہنچا تو میں نے نہایت عازلی سے کہا کہ۔ ”میں آپ کی منت کرتا ہوں کہ آپ مجھے آگے گزرنے سے نہ روکیں۔“ میرے یہ الفاظ سن کر موت کے فرشتے نے اشارہ کیا کہ آپ گزر سکتے ہیں۔ میں نے آگے بڑھنے کے لئے قدم اٹھایا تو میری آنکھ کھل گئی۔ مجھے اس رویا کی یہ تفسیر ہوئی کہ میں اس بیماری سے شغلیاب ہو جاؤں گا۔ چنانچہ میں نے اس خواب اور اس کی تعبیر سے اس باب کو اطلاع کر دی۔

### خواب کی تعبیر

سفر مالابار سے پہلے میں نے رویا میں دیکھا تھا کہ ایک جنگل میں جس میں سرکنڈے ہی سرکنڈے نظر آتے ہیں، میں ایک بول کے رحمت کے منے پر پہنچا ہوں۔ اسی حالت میں رحمت کے جنوب کی طرف سے مجھے ایک شیر نظر آیا۔ جو مجھے کہتا ہے کہ ”اے مہدی میں تجھ پر حملہ کر رہا ہوں۔“ میرے نزدیک اس رویا کا لے شیر سے میری بیماری تھی جو پیشاب کی مالی پر بصورت ذہل ظاہر ہوتی اور ساتھ بیمار بھی تہ جسے انکا۔ یہی مسلک بیماری شیر کی شکل میں مجھے دکھائی گئی اور اس رویا میں جنگل و صحرا سے میری غریب الوطنی کی حالت تھی۔ اور شیر کا مجھے مہدی ہونا اس طرف اشارہ کرنا تھا کہ میں اپنے باپ کی عزت علیہ السلام کی امانتی پر دہندہ تعالیٰ سے دعا کروں کہ میری مددیت کے ماتحت تہیغی سفر پر ہوں گا۔ میرا جواب کہ ”اچھا تیری مرضی“ رضا و بالتقاء کے معنوں میں تھا۔

### ایک علمی سوال

نانور میں بہت سے علماء اپنے شانزروں کے ساتھ ملاقات کو آئے اور میرے گرد حلقہ بنا کر بیٹھ گئے۔ ان میں سے ایک بڑے عالم نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے کہا:-

اِي لَفْظِ يَا سَحْلَةُ الْحَلَّةِ  
حَرْكَةً قَامَتْ مَقَامَ الْجُمْلَةِ

یعنی اے ملت کے نچوڑاؤ کو کونسا لفظ ہے جو صرف حرکت ہے اور جملہ کے قائم مقام ہے۔ میں نے عرض کیا:۔

اِنَّ هٰذَا الْمَلِيحَةَ الْحَنَنَاءُ  
وَاِيَّيْهِ مِنْ اَصْمَرْتُ لِحَبْلٍ وَهَلَاءُ

یہ اس کرایک صاحب بولے کہ اِنَّ حرف ماضیہ ہے اور اس کا عمل اسم ہند کو منصوب کرنے والا ہے۔ نہ کہ مرفوٹ۔ اس کے جواب میں ابھی میں نے کچھ نہ بابتقا کہ سوال کرنے والوں میں سے ایک نے عام بول اے کہ آپ کا لفظ اِنَّ، درست نہیں۔ یہاں نصب کی جائے رفع ہی درست ہے۔ اور اِنَّ اس جگہ ماضیہ نہیں بلکہ فعل امر کا صیغہ ہے۔

اس کے بعد متذق باتیں ہوئی رہیں۔ اور بعض نے کہا کہ جو شعر جواب میں پیش کیا ہے۔ اس کی سمجھ نہیں آتی۔ اور بعض نے کہا کہ یہ مسئلہ راصل بہت مشکل ہے، حل نہیں ہوتا۔ لیکن راصل نے کہا کہ جو شعر پڑھا تھا ہے۔ اس میں اس سوال کا جواب آیا ہے۔ اس پر حاضرین نے کہا کہ اس جواب کی تشریح کر دی جائے۔

میں نے پہلے اس شعر کا ترجمہ کیا کہ:

”اے بہنو جو ملاست اور حسن والی ہے۔ مہر دوہا بھی لیا کر۔ ہاں اس محبوب کی وعدہ وفا کی طرح جو اپنے بھروسے کے حق میں ہمہ وفا کو حرم محیم ال میں جانے ہوئے ہے۔“

اس کے بعد میں نے جو تشریح کی۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اس شعر میں اِنَّ جو پتی فعل کے ساتھ سے حرف ماضیہ اور فعل امر کے صیغہ میں مشتبہ کے طور پر ہے۔ وہ اس جگہ اِنَّ ماضیہ کے طور پر استعمال نہیں ہوا۔ بلکہ فعل امر کے صیغہ احمد۔ مونث۔ حاضر کے طور پر استعمال ہوا ہے۔ اور اس کا ہ سے وائی مصدر سے ہے جس کے معنی ہیں۔ اے بہنو دوہا وفا کر۔ اور بہنو بوجہ حذف حرف مہر منافی ہوئے کے مرفوٹ ہے۔ جیسے یا اللہ باد بدیدہ وغیرہ اور وائی ماضی سے مضارع یعنی ہے سے مضارع یعنی ہے۔ اور صیغہ احمد مذکر حاضر فعل امر مبتا ہے۔ اور بصورت امر حاضر و عد

ندہ میں قس کی طرح تھی۔ امر کا صیغہ بنانے کے لئے منہارت کی مدامت حرف ث جو منہارت میں صیغہ حاضر، شغال ہوتی ہے۔ اور امر کے صیغہ میں دو مدامت حذف کر دی جاتی ہے۔ اور ث کا حرف ی بھی بوجہ حذف ملتا ہے۔ صیغہ حذف کر لیا جاتا ہے جیسے۔ مدعو جو منہارت ہے۔ س میں ذاع صیغہ امر میں ث کا حرف و جو ملتا ہے اسے حذف لیا جاتا ہے۔ اور صرف حرکت ضمہ یا فتح یا مدح کو تخفیف کے وقت حذف ملتا ہے کی قائم مقامی میں کافی سمجھ لیا جاتا ہے۔ ق اور ا دونوں امر حاضر کے، حد نہڑ مبعے ہیں۔ اور جب ان کو مؤنث کیا جائے تو کسی اور ای بن جاتے ہیں۔ اور جب ای کو غرض انگار مبعے تاکید نون ثقیلہ سے منضم کیا جائے تو ای کا حرف ی بوجہ الفاعل سائیں گر گیا۔ اور موقوفی سے باقی ان رہ گیا۔

جب میں نے یہ تشریح کی تو ایک صاحب سوال کرنے لگے کہ ای سے نون ثقیلہ منضم کرنے سے حقائق میں کی صورت اس طرح قوت میں آتی۔ یہ تاء نون ثقیلہ و مشدہ اور منسوب ہوتا ہے۔ میں نے جو با عرض یا کہ آپ حالت ہیں کہ نون ثقیلہ سے پہلا حرف وہی صورتیں رکھتا ہے۔ مثلاً وہ حرف ملت میں سے ہو۔ یا حرف ملت میں سے نہ ہو۔ نون ثقیلہ دراصل ایک نون میں بلکہ دونوں ہیں۔ اور پہلا نون ساکن اور دوسرا مفتوح ہے۔ اور ان اپنی وضع داخل میں اس ہے۔ جنوں کے مشدہ ہو۔ کی وجہ سے ان ہو گیا۔

پ جب کہ نون کے ثقیلہ کے مشدہ نون میں دراصل دونوں ہیں۔ اور پہلا نون ساکن ہے تو ث س سے پہلے کوئی حرف ملتا آجائے۔ اور وہ جیسے کہ ای میں ”ی“ ساکن ہے ساکن ہو تو بوجہ الف ساکنیں کے وہ حرف ملتا گر جائے گا۔ کیونکہ اجتماع ساکنیں محال ہے۔

جب میں نے اس حد تک تشریح کی تو بعض علماء نے کہا کہ اب ہم اس مسئلہ کو بخوبی سمجھ گئے ہیں۔ اس پر میں نے کہا کہ ابھی سوال کا جواب پورے طور پر نہیں آیا۔ ابھی مزید تشریح کی ضرورت ہے۔ چنانچہ میں نے عرض کیا کہ سال کا سوال و حرکت فاصم للمقام الجملة کا نثر دے۔ اور میں نے بھی تک جو تشریح لی ہے۔ وہی اور ان کے متعلق ہے۔ نہ حرکت کے متعلق جو جملہ کے تمام مقام ہے۔ کو یہی مندرجہ بالا تشریح سے اصل سہل کا جواب غور کرنے پر مل بھی سکتا ہے۔

میں نے مزید تشریح کرتے ہوئے کہا کہ حرف ملت لی طرح حرف مزد کے متعلق بھی علماء نے

حذف و تغیر کے قواعد زبان عرب سے اخذ کئے ہیں۔ مہوز التاء کی مثال اَصْرَ یَاَصْرُ میں پائی جاتی ہے۔ اور اَصْرَ کے واحد صیغہ حاضر فعل مضارع سے فعل امر مَصْرُ بتایا جاتا ہے اور ہمزہ جو اَصْرُ میں تھو حذف کر دیا جاتا ہے اسی طرح مہوز الحین کی مثال سئل سئل میں پائی جاتی ہے۔ اور س سے صیغہ مرسل اور اسئل بخدم حذف ی و جا حذف ہمزہ استعمال نہیں ہوتا۔ بلکہ جَاءَ یا جِئْتُ حذف حرف ی یا تھیں مقدم ہو کر استعمال یا جاتا ہے۔

ب و ی اگرچہ مثال واوی بھی ہے۔ اور ناقص یانسی بھی۔ لیکن حاء و ثاں و زائے کے ہمت تمام میں سے مہوز الحین بھی ہے۔ اب مہوز الحین کے متعلق سسل کے صیغہ امر کی مثال سے واضح کیا جا چکا ہے۔ کہ اس کا ہمزہ فعل امر کے صیغہ میں گر جاتا ہے۔ اس سے ظہر ہے کہ مہوز الحین کا ہمزہ جو واوی سے لی صورت میں صرف الف مکسورہ رو یا تھا۔ پھر مہوز الحین ہونے کے گر گیا۔ اور جیسے صیغہ واحد مذکر میں ہمزہ زبانی طور پر تاقی حرکت سر و جو ہمزہ مکسور کے نیچے پائی جاتی ہے رہ گئی۔ اور جس طرح فعل امر کے صیغہ واحد مذکر حاضر کے لئے اس حرکت کے سے ہمزہ اصلی کے گرے کے بعد ہمزہ پہلی حرکت کے لئے بطور حامل ضروری حرکت تھا۔ سے ستموں میں لاوا کیا۔ اور یہ صیغہ واحد مؤنث کے لئے بھی استعمال ہوا۔ اب نون ثقیلہ کا انضمام ہمزہ اصلی سے تو نہیں۔ البتہ مرد پہلی سے ہے۔ اور ان جو واوی سے بندہ کو بصورت منادی بے صیغہ خطاب استعمال ہوا ہے۔ ان معنوں میں ہے۔ کہ اے بندہ تو مددہ و تاقی کر۔ اور یہ ان دراصل واوی سے بے صیغہ واحد مؤنث فعل امر سے پوچھ مہوز الحین ہونے کے ہمزہ اصلی گر ادیا گیا ہے۔ اور باقی صرف حرکت اعرابی رہ گئی ہے۔ جو بحالت تجر و قائم نہیں رہ سکتی کیونکہ حرکت حرف متحرک کی مقتضی ہوتی ہے۔ اس لئے ہمزہ اصلی کے حذف ہونے پر ہمزہ و اصلی کو بطور حامل حرکت کے استعمال میں لا کر ضروری تھا۔

اور تملہ چونکہ فعل۔ قابل۔ در زمانہ سے تعلق رکھتا ہے۔ اور ان میں قابل مصدر ہے۔ اور فعل مر ہے۔ اور فعل۔ قابل۔ مل کر حملہ معلیہ بنا۔ اور یہ حملہ معلیہ باء جو حملہ ہونے کے پی صلیت کے رو سے جو حرکت ان کی ہے۔ اور مہوز الحین سے وای کے امر کے ہمزہ کے گرنے سے صرف حرکت ی رہ گئی ہے۔ وہی حرکت جملہ کا قائم مقام بن گئی۔

جب یہ جواب میں لے کر تشریح کے ساتھ پیش کیا تو سب علماء اس سے بہت محظوظ ہوئے اور

جز کم اللہ کی صدا میں بلند ہونے لگیں۔

## پٹھانکوٹ میں یہی سوال

نئی طرح میں ایک وفد ڈھوڑی سے واپس مرکز میں آرہا تھا۔ رستہ میں پٹھانکوٹ تر۔ بھی گازی نے میں کافی دیر تھی۔ میں نشیمن کے قریب ہی ایک مسجد میں نماز پڑھنے کے لیے چلا آیا۔ وہاں پر ایک خفی المذہب مولوی عبدالکریم صاحب مع اپنے ۱۰ باب کے گئے منہوں نے مجھ سے یہی شعر پڑھ کر سوال کیا۔ اور میں نے اپنی بیان برداشت کے مطابق جو میں نے خودی مشہور کتاب ”مغنی المذہب“ سے احمد کی تھی۔ ان کو جواب دیا۔ جس سے وہ بہت ہی خوش ہوئے۔ اور اسے گئے کہ میں نے یہ سوال بہت سے علماء سے کیا ہے۔ لیکن کوئی جواب نہیں دے گا۔ آپ کے جواب سے تسلی ہو گئی ہے۔

جب وہاں شیگوان کو علم ہوا کہ میں احمدی ہوں تو اسوں نے کہا کہ جب میرے پاس کا جو ب بہت سے علماء نے گئے تو اسوں نے کہا کہ احمدیوں میں ایسے عالم ہیں، جو اس عقدہ کو حل کر سکتے ہیں۔ اور یہ عجیب بات ہے کہ آج آپ کے ذریعہ سے ہی یہ عقدہ حل ہوا۔ اس کے بعد بعض مسائل کے تعلق ان سے تبادلہ خیالات ہوتا رہا۔ اور انہوں نے کافیاں جلسہ پر گئے کا مدد دیا۔ اور ماہرہ میں مع ۱۰ باب تبادلہ آئے۔ اور بفضلہ تعالیٰ احمدیت میں داخل ہو گئے۔ بیعت کے بعد وہ مجھے ملے۔ قبول احمدیت کی وجہ سے بہت ہی خوش تھے۔ والحمد للہ والشکر لہ عسی ما ولفہ بقبول الحق وتسلیم الحقیقۃ

## مدرسہ کوروانگلی

مکرم شیخ محمود احمد صاحب عرفانی نے جب میری مہارت کے تعلق مسائل طاعت سیدنا حضرت علیہ السلام علیہ السلام اللہ تعالیٰ بہرہ دہانہ کی خدمت میں محمودی تصور نے جو ہائے مایہ کے مدرسہ میں ایک بہت بڑا امریکن ڈاکٹر ہے جو ایسے ملکوں کے حالات کا ماہر ہے بہتر ہے کہ حالات وہاں سے کروایا جائے۔ چنانچہ احباب مالا بار سے رخصت ہو کر مکرم شیخ کے رستہ مدرسہ پہنچے۔ اور وہاں چوہدری ڈاکٹر محمد سعید صاحب کے ہاں فروکش ہوئے۔ عزیز عرفانی صاحب اس امریکن ڈاکٹر سے



ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ علاج اس شرط پر کیا جائے گا کہ مریض کے پاس کوئی بیمار دار نہ رہے۔ جب اس شرط سے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کو بذریعہ اطلاع دی گئی۔ تو حضور نے جارت نہ دی۔ اور فرمایا کہ یہ امریکن ڈاکٹر پہلے پاری رو چکے ہیں۔ اور یہ لوگ جہاں جاتے ہیں ان کو اس ملک کے حالات اور اہل مذہب کے تعلق و اقلیت ہم پہنچانی جاتی ہے۔ اور امریکن مشنریوں کو حمد یہ جماعت سے بخوبی واقفیت ہے۔ ایسا نہ ہو ہی اڑ کے ماتحت احمدی مبلغ کے علاج میں کسی قسم کی کوتاہی کریں۔ لہذا حضور نے ارشاد فرمایا کہ پانی پت آکر حضرت ڈاکٹر میر محمد امجدیل صاحب سے علاج کروایا جائے۔

جب ہم مدراس میں مقیم تھے تو مہرم ہمتہم جناب کلیم ظلیل احمد صاحب جو ان دنوں بمبئی میں مبعوث تھے کا خط آیا کہ بمبئی میں ایک فاضل یہودی آیا ہے جس کو تمہیں کے قریب زبانوں کی واقفیت ہے۔ اور عربی زبان کا بھی ماہر ہے۔ اس نے بعض سوالات قرآن کریم کے تعلق ملاوہام سے کئے ہیں۔ میں مدائن کے اس کو جواب نہیں دیا۔ بلکہ سب مشتم سے کام لے کر اس کو اسلام سے بدظن کر دیا ہے۔ شجر میں اس فاضل یہودی کے سوالات اور ملاوہام کی مایوسہ پرورش کا عام چرچا ہے۔ اس لئے آپ پانی پت جاتے ہوئے چند روز بمبئی میں قیام کر کے اس یہودی فاضل کے سوالات کے جواب دیتے جائیں۔ چنانچہ ہم مدراس سے بمبئی کے لئے ڈاک گاڑی پر سوار ہوئے۔

### مسیح پاک کے نام اور پیغام کی برکت

جب ہم کالج سائنسین پر پہنچے تو اچانک ہمارے ڈپ میں ایک ایم۔ ٹیم۔ ڈی۔ "تسار" اس کے سرپرست اور مہیب چوکو کیجی کر صیت جاری ہوتی تھی۔ میں بوجہ مہارت صیا ہوا تھا اور سارے دوسری صیت پر عرفانی صاحب بیٹھے ہوئے تھے۔ جب دو شخص اندر داخل ہوئے تو حزیر موصوف ٹھہر کر میری صیت پر آئے۔ "ارکان میں کہنے لگے کہ آپ کی طبیعت بہت ملیل ہے۔ اور ہم سفر کی حالت میں ہیں۔ آپ کی عادت تبلیغ کرے کی ہے اس شخص کو تبلیغ نہ کرنا ایسا نہ ہو کہ ہمیں احمدی ہونے کی وجہ سے نقصان پہنچا دے۔ اسے یہی ہے کہ ہم خاموشی کے ساتھ وقت کاٹ لیں۔

میں نے عرض کیا کہ حزیر میں اگر آپ اس بات کا اظہار کرتے اور ہم تبلیغ کے بغیر وقت گزر لیتے تو اور بات تھی۔ لیکن اب تو ہماری خاموشی مخلوق کے ڈر کی وجہ سے ہوئی۔ میں تو ہرگز ایسا نہیں کر

ستار۔ میرے والد ایک اسی شخص سے دار تبلیغ نہ کرنا شرک کی ایک قسم ہے۔ اگر ہم اس شرک کی حالت میں مر گئے تو ہماری عاقبت تباہ ہوئی۔ لیکن اگر ہم تبلیغ کرتے ہوئے مارے گئے تو ہمارا خاتمہ بلائیاد ہوگا۔ اور ہماری موت شہادت کی موت ہوئی۔ پس آپ بیشک خاموش رہیں۔ میں تو اپنے یار و رفیقین کی بنا پر کہہ سکتا ہوں کہ حضرت اقدس مسیح موعود، علیہ السلام کا نام اور پیغام تمام برکتوں کا باعث ہے۔ میری یہ بات سن کر عزیز موصوف خاموش ہو گئے۔

وہ مہیب گل جی جو یہ کہہ کر بیٹ پر اپنا سامان رکھنے کے بعد بیٹھ چکے تھے۔ مجھے غی طرب کے تھے گئے کہ آپ نماں سے آئے ہیں۔ میں نے عرض کیا ہم مالا بار سے آرہے ہیں۔ آج صبح مدراس سے گاڑی میں سو رہے تھے۔ انہوں نے دریافت کیا کہ آپ مالا بار کس عرض کے لئے گئے تھے۔ میں نے عرض کیا۔ کہ ہم مالا بار عرض تبلیغ گئے تھے ہر اصل وطن مالا بار تارکایاں مقدس صوبہ پنجاب میں ہے۔ جس میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب تارکایاں مبعوث ہوئے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت اور خلافت میں منصب امامت و رسالت عطا کیا ہے۔ اس زمانہ میں مسیح موعود اور مہدی معبود کے مقام پر قیام کیا ہے۔

انہوں نے دریافت کیا کہ مالا بار میں آپ کی تبلیغ سے کوئی احمدیت میں داخل ہوا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ حد کے فضل سے چچاس کے قریب افراد داخل سلسلہ ہوئے ہیں۔ یہ مالا بار میں سینکڑوں کی تعداد میں جماعت موجود ہے۔

پھر میں نے پوچھا۔ یا آپ ریاست حیدرآباد کے رہنے والے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ دراصل میں یوپی کا رہنے والا ہوں۔ مالا بار نظام میں تحصیلدار کے عہدہ پر فائز ہوں یہ اقلہ کاہرہ کے قریب پر تارکایاں ہے۔ اس لئے میں عرس میں شامل ہو کر خدمت ریاست مقامات میں حصہ لیتا رہا۔ اب میں رخصت پر اپنے وطن جا رہا ہوں۔ اس کے بعد معذرت کرتے ہوئے انہوں نے اپنی جیب سے پانسویس کے شیعہ نکال کر وظیفہ کرنا چاہا۔ میں نے عرض کیا کہ یہ شغل ہامیت ہی باہرکت ہے۔

فرمے باغلق باند فرمے باخانلے

اس چنیں زیارہش باشد چنہ عا شقے

اس پر کہنے لگے۔ پھر فرمایا ہے گا۔ میں نے شعر کو... دیا۔ اور عرض کیا کہ انسان کے وجود کے...

عی جسے ہیں۔ ایک جسم۔ دوسرے روح۔ جسم کا تعلق خاں سے ہے اور روح کا باطن سے۔ مخلوق خاں ہے ورفاق باطن۔ امام کی تعلیم بھی بلی من اسلمہ وحبہ لله وهو محسن [58] کے ارشاد کے ماتحت وہی حصوں پر مشتمل ہے۔ اول یہ کہ انسان اپنے خالق کے لئے مسم اور فرمانبردار ہے اور اس و مخلوق کے ساتھ جمائی اور احسان کرے۔ یعنی ایک طرف مخلوق کے ساتھ حسن کا تعلق رکھے۔ دوسری طرف مسم کی اشیئت سے اللہ تعالیٰ کا دُروہا کار و رہبات کرے اور فرمانبردار رہے۔ اور اس طرح حسنات، نیا اور حسنات آخرت کو حاصل کرنے والا ہو۔ المختصر انسان کی زندگی کے ہم مقصد وہی ہیں۔ کبھی وخلق کی خدمت میں کا ہوا ہو اور کبھی خالق کے سامنے جھکا ہوا ہو۔

”کفایت صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ بھی انہی دونوں مقاصد کو لئے ہوئے تھا۔ کبھی فصلی لربک کے ارشاد کے ماتحت ورائی کے لئے نار پڑھتے اور کبھی ولفجر کے ارشاد کے ماتحت بوجد تعالیٰ کی طرف سے انہی اور فانی حافیتیں اور قوتیں حاصل تھیں انہیں مخلوق خدا کی تعلیم و تربیت اور اصلاح و ترقی کی غرض سے قربان کرتے۔

میری باتیں سن کر وہ بہت مسرور ہوئے۔ اور کہے گئے آپ کی باتیں بہت ہی دلچسپ ہیں۔ اور معرفت کا رنگ رکھتی ہیں۔ پھر فرمانے لگے کہ آپ چونکہ طیل ہیں اس لئے آپ کے رفیق سفر ترمیزی سین پر کر رہیں تو آپ کو آرام رہے گا۔ اس کے بعد انہوں نے تین گھنٹے تک وظیفہ کیا۔

بہت سے انیشوں کو چھوڑے کے بعد جب گاڑی پھری تو اس وقت ارحانی جگہ پہنچا۔ وقت تھا۔ صبح سے کچھ نہ کھایا تھا۔ گاڑی رکھتے ہی مزید عرفانی صاحب نور تر گئے۔ تا کچھ کھانے کے لئے لائیں۔ جب مزید موصوف گاڑی سے اتار کر پلیٹ فارم پر گئے۔ تو وہ انہی مجھ سے دریافت کرے گئے کہ آپ کے ساتھی کہاں گئے ہیں میں نے کہا کہ وہ کھانا لیے کے لئے گئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ کھانا تو میرے پاس باظراط موجود ہے جو وہ دن کے لئے کافی ہو سکتا ہے۔ میں نے شکریہ کرتے ہوئے کہا کہ اب تو دو جا چکے ہیں۔

ابھی یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ مزید موصوف انہیں آئے اور کہنے لگے کہ انیش پر بہت سے نوبی سپاہی اترے ہوئے ہیں جس کی وجہ سے کھانا ختم ہو چکا ہے۔ یہ سن کر وہ صاحب بہت خوش ہوئے۔

اور کہا کہ اب مجھے خدمت کا موقع مل گیا ہے۔ کچھ گم سے بہت سا کھانا لٹکر کے منتظرین نے میرے ساتھ رکھ دیا تھا۔ وہ آپ کے لئے غر میں کفایت کرے گا۔ چنانچہ انہوں نے وہ پر تکلف کھانا بہت سا چل مارے سامنے رکھ دیا۔

ہم یہ خیال بھی نہ کر سکتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت ہمارے لئے اس مسببِ اعلیٰ اور ربِّ العظیم شخص کے ذریعہ ایسی لذیذ عورت کا انتظام کرے گی۔

جب ہم کھانا کھا چکے تو ان صاحب نے کہا کہ اب میری منزل قریب آگئی ہے۔ میں گھر نشین پر تر جاؤں گا۔ باقی کھانا آپ ساتھ رکھ لیں۔ اچھی یہ اچھی حالت میں ہے۔ آپ کا سفر مس ہے۔ شاید اندر بھی کھانا آپ غشاء نہ ملے۔ چنانچہ وہ تو اگلے نشین پر اتر گئے اور کھانا عرفانی صاحب نے رکھ دیا۔

اس موقع پر عرفانی صاحب نے بار بار اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے مسیح پاک پر ابراہیمیتے اور اس وقت کا ظہار فرماتے کہ کاش آج خوب مال ملیں صاحب آپ کے مسد ہوتے۔ اور یہ بھاری برکت دیکھ لیتے جو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھی ہے۔ "راہ کو معلوم ہو جاتا کہ مسیح پاک کا نام ہم قاتل نہیں بلکہ تمام دکھوں اور دردوں کے لئے تریاقِ اکبر ہے۔"

اللہم صلی علی عبدک المسیح الموعود و علی مطاعہ محمد و آلہما اجمعین

### بہیمی سے پانی پت کوروانگی

بہیمی میں چند دن قیام کر کے فاضل بیوی کے سولات کا جواب دینے کے بعد ہم پانی پت کے سے رہ نہ ہوئے۔ پانی پت میں ہمیں ایک میر محمد منتیل صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی کوٹھی کے ساتھ ہی مکان میں ٹھہرانے کا انتظام کیا۔ اور جب آپ کو معلوم ہوا کہ میں سیدنا حضرت علیہ السلام مسیح ثانی پر اللہ تعالیٰ رحمہ و احسانہ کے ارشاد کے ماتحت غرض جاننا ہوا ہوں تو آپ نے بہت ہی مسرت کا ظہار فرمایا اور کہنے لگے

### حیات کی روحانی فیس

چونکہ اب آپ ہمارے رہنما بن گئے۔ اس لئے ہم نے آپ سے فیس بھی لیتی ہے۔ میں سے عرصہ کیا کہ جو فیس آپ فرما میں انشاء اللہ پیش کرادی جائے گی۔ آپ نے فرمایا کہ ہمیں روزانہ

ایک رکعت قرآن کریم کا جہاں سے ہم چاہیں، تفسیر کے ساتھ تلاوت کریں۔ میں نے عرض کیا کہ مجھے اس خدمت کے بجائے میں کیا مذہب ہوتا ہے۔ چنانچہ آپ کے ارشاد کے مطابق ہر روز ایک رکعت کا میں درس دیتا رہا۔

حضرت میر صاحب میرے رُخم کافی دن تک معائنہ فرماتے رہے۔ اور آپ نے میرے قائم کی کئی کئی پریشانیوں بہت قابلیت سے کیا ہے۔ لیکن چونکہ نفل میں پیپ پڑنے سے پیٹاب کی مالی کا نیچے کا حصہ کھایا جا چکا ہے۔ اور اس میں سوراخ ہو گیا ہے اس لیے پیٹاب بجائے صل رستہ کے اس سوراخ سے بہہ جاتا ہے۔ چونکہ یہ رُخم اور سوراخ ایسی جگہ ہے۔ جو بہت مازک ہے۔ اس لیے نہ تو یہاں تکے کاٹے جاسکتے ہیں۔ اور نہ ہی رُخم کے اند مال کی کوئی اور تدبیر کی جاسکتی ہے۔ اور فرمایا کہ اس رُخم کوئی حاست پر چھوڑیں۔ شاید کوئی صورت اصلاح کی اللہ تعالیٰ پیدا فرمادے۔

اس وقت میری حاست یہ تھی کہ پیٹاب چونکہ اصل رستہ سے نہیں آتا تھا۔ اس لیے رُخم میں شدید درد ہوتا تھا۔ جو یہ داشت سے باہر تھا۔

جب ہم نے وہاں سے حضرت صاحب کی خدمت میں تمام کوائف بھیجے تو حضور نے ارشاد فرمایا کہ آپ قادیان آجائیں۔ چنانچہ ہم قادیان کے لئے روانہ ہو گئے۔ انٹیشن تک میر صاحب بھی ساتھ آئے۔ اور جب گاڑی چلنے لگی تو آپ نے میرے ماتحت میں ایک لپٹی ہوئی چیز اے کر فرمایا کہ اس کو دھو، انٹیشن گزرے کے بعد تحول کر دیجیے۔ جب میں نے وہ انٹیشنوں کے بعد اس کا اند کو کھولا۔ تو اس میں ایک رقم تھی اور ساتھ رقم تھا کہ آپ میرے بعد گھر جا رہے ہیں۔ میری طرف سے گھر میں بچوں کے لئے کوئی تحفہ لے جائیں۔

حضرت میر صاحب رضی اللہ تعالیٰ کے اس اخلاص اور بے ریاہت فقت کا میرے قلب پر بہت بڑا اثر ہوا۔ انھیں اللہ احسن الحوائی

### حضرت ام المؤمنینؑ کی طرف سے ضیافت

جب ہم پانی پت سے روانہ ہوئے قادیان مقدس پہنچے تو عرفانی صاحب تو اپنے گھر چلے گئے اور خاں کبر رسید حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمان خانہ میں ٹھہرا۔ حضرت مقدسہ مطہرہ ام المؤمنین (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) اور صاحبہا ہلو حاتھا الرقیعة فی الجنة العالیة العلیہ) نے فرمایا کہ

مولوی راجیکی صاحب کی پہلی ضیافت میرے ماں تیار ہوئی۔

میں چونکہ بچہ وہاں زیادہ چل پڑ نہ سکتا تھا۔ اس لئے حضرت ام المؤمنینؓ نے کھانا تیار کر کے صحن خانہ میں بھجوادیا۔ بوتر کا کاشت اور سات کے قریب چھوٹی چھوٹی چپاتیاں تھیں۔ میرے لئے ویسے تو وہ چپاتیاں ہی کافی تھیں۔ میں نے اس خیال سے کہ حضرت محمدؐ کے ہاتھ سے یہ رشہ کھانا میرے لئے باعث عطا ہو گا یہ سب کھانا کھالیا۔ چنانچہ ائمہ میرے لئے برکت کا باعث بنتا ہوا اور مجھے محسوس ہونے لگا کہ اس سے میری طبیعت پر اچھا اثر پڑ رہا ہے۔

بھی وہ تیس دن تخت گاہ رسول میں گزرے تھے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی علیہ اللہ تبارک و تعزیز نے فرمایا کہ چونکہ آپ کے اہل و عیال لاہور میں ہیں۔ اس لئے آپ لاہور چلے جائیں۔ چنانچہ میں لاہور چلا گیا۔

### ایک عجیب رؤیا

لاہور میں پہلی رات ہی میں نے خواب میں دیکھا کہ میں درس قرآن کریم دے رہا ہوں۔ ہر حلقہ درس میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام بھی تشریف فرما ہیں۔ اس وقت میں انعامی لہجہ لبردادو انعامی 59 کی تفسیر بیان کر رہا ہوں۔ اور یہ کہتا ہوں کہ لہجہ میں حرف لام ناوا دکا ہے۔ ہر لبردادو میں حرف لام غایت اور انجام کا ہے جسے لام الحاقہ بھی کہا جاتا ہے۔ اس حقیقت کے یہ معنی ہیں کہ ہم بہت تو ان لوگوں کو فائدہ پہنچانے کی غرض سے دیتے ہیں لیکن نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ بجائے نیک اعمال کے گناہوں میں بہتے جاتے ہیں۔ میری اس تفسیر کو سن کر حضرت اقدس علیہ السلام بہت ہی خوش ہوئے اور مجھے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا مَنْ دَعَا إِلَى اللَّهِ فَقُلْ هُدًى إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ کی طرف لوگوں کو بلائے۔ اس کی راہنمائی کامیابی کے سیدھے راستے کی طرف کی جاتی ہے۔

اس رؤیا کی تعبیر مجھے یہ معلوم ہوئی کہ جو شخص اپنی زندگی سے نیکی کا فائدہ نہ لے سکتے بلکہ گناہوں میں بہتتا چلا جائے۔ اور اس کے لئے ہدی سے باز آنا مشکل ہو جائے، اس کی ہدایت کے لئے یہ نسخہ بہت مفید ہے۔ کہ تبلیغ کا کام شروع نہ کرے۔ یہ ناکہ تبلیغ ایک ایسا مجاہد ہے کہ اس سے بڑے بڑے

کافر اور فاسق بھی اپنی حالت بدل لیتے ہیں۔

### روحانی علاج

مجھے یہ بھی خیال آیا کہ مہیشور کو بھی تعمیر حق سے مہیشور بنانا نصیب ہوتا ہے۔ چنانچہ دہرے دن جب حضرت قریشی حکیم محمد حسین صاحب خطبہ جمعہ پڑھتے تھے تو میں نے س کی خدمت میں عرض کیا کہ یہ طمان ترہ یا جائے ک کل ہفتہ کے روز سے میں منشاء اللہ درس القرآن کا سلسلہ شروع کروں گا، باب شامل ہو رہا ہے دہرے دن میں۔ جناب حکیم صاحب موصوف نے فرمایا کہ ہم تو آپ کی شدید اور پیچیدہ بیماری کے علاج کے لئے آپ کو میوہ ہسپتال میں داخل کرنے کا انتظام کر رہے ہیں۔ اور آپ درس دینے کی خواہش رکھتے ہیں، جو آپ کی بیماری کے پیش نظر سخت مضمر ہے۔ میں نے عرض کیا کہ میرا علاج درس کے درمیان سے ہی ہو سکتا ہے کہ میں ہسپتال میں داخلہ سے۔ اور یہ مدت میں نے اپنی ریا کی بنا پر کئی۔ اور میں نے دہرے دن درس جاری کر دیا۔

یہ اللہ تعالیٰ کی عجیب قدرت ہے کہ اچھی محنت سے درس دیتے ہوئے ایک ہفتہ ہی گزر گیا تھا کہ چیٹاب صلیبی رست سے ٹکرائے ہوئے تھا۔ اور ایک مہینہ کے اندر وہ دھڑلے سے زخم بھی ابھی تھکات کے ماتحت مندمل ہو گیا۔ واللہ الحمد للہ علی ذالک

### رسالہ اب یارب

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ارشاد کے عہد خلافت میں میں نے ایک رسالہ تصنیف کیا تھا۔ جس کا نام اب یارب رکھا۔ حضور نے جب اسے پڑھا تو بہت پسند فرمایا۔ اور مجھے ایک رقم بطور انعام کے عطا فرمائی۔ اور اس رسالہ کے بہت سے نسخے مطبع سے شریہ کر پڑے۔ بڑے عیسائیوں اور پادریوں کے نام ارسال فرمائے۔

یہ رسالہ میں نے ایک پادری کے رسالہ کے جواب میں لکھا تھا۔ جس میں انہوں نے انجیل اور قرآن کا مقابلہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کو اب کہنے کی نصیحت رب پر ظاہر کرنے کی کوشش کی تھی۔

### وفد علماء شام

ایک عرصہ کی بات ہے کہ علماء شام کا ایک وفد قادیان میں آیا۔ اور حضرت میر محمد سحاق

صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس ہند کو اپنے گھر مدغور فرمایا۔ اور اس موقع پر حضرت میر صاحبؒ نے مجھے فرمایا کہ اپنا کوئی عربی کلام مہماؤں کو سنا میں۔ چنانچہ میں نے اپنے اس عربی قصیدہ کے چند اشعار سنائے جو میں نے دہلی میں لکھا تھا۔ وہ اشعار یہ ہیں:-

اقول الحق تصديقاً بى الى	لمن يسعى الى تحقيق حالى
الا انى القول ولا ابالى	لمن يابى ويرغب عن مقالى
وقلت مبشراً من قبل هذا	وبلغت الهدى ممّا بدالى
فبا تسليع بعد الجهد حفا	قلوب اهدت بعد الصلال
وامى مسلمة والسلم ديسى	وان هدى الاله هو الهدالى
وامى احمدى ذو نصيب	ودو حظ عظيم بالموال
وجدت زمان موعود عظيم	رسول الله احمد ذى المعالى
مسيح الخلق مهدى و هاد	بى الله حقاً بالكمال
هو الموعود ذو قدر رفيع	هو المعهود ذو مجد و عالى
هو المطلوب منتظراً البرايا	هو المحبوب فى ذى الجمال
وهينى قدرات حنا بديفا	واحسن منه لم ارم من مثال
وان الشمس قد طلعت علينا	وقد كشم بها ظلم البىالى
وللاملام ايام لى لى	واقبال له بعد الروال
اتى الموعود فصلا القصايا	ليحكم بى بالاعتدال
وليس له الى السيف احتياج	لا اصلاح و رفع الاحتلال
وقد كسر الصليب بهر حرب	وقد هزم الحشوش بلا قتال

اس قصیدہ کے تقریباً چالیس اشعار تھے۔ لیکن اس موقع پر چند اشعار ہی میں نے پڑھ کر سنائے۔

دہلی میں میں نے اسی کے ساتھ ایک غید مثنوی قصیدہ بھی لکھا۔ وہ مقام ملارہ دہلی کوٹلیج، پاکوہ احمدیت کی صداقت کے متعلق عربی علم و شری میں یا قرآن کریم کے اسی مقام کی تفسیر میں جس پر ان کو



زیادہ عجیب رہو۔ مقابلہ کریں۔ عین حد کے فضل سے سلسلہ حقہ کا ایسا رعب قائم ہوا کہ کوئی عام  
مقابلہ کے لئے نہ آ سکا۔ یہ فقیر قصیدہ کے ابتدائی شعر یہ ہیں۔  
یہ قصیدہ عربی رسالہ ”الہدٰی“ میں بھی شائع ہو چکا ہے۔

الاحلام والہ وعد موکدا      لہ حل موعود و ارسل موعودا  
امام مصلح و معلم      رسول و مامور و داع الی الہدا  
ولاہ لاهل العصر طوماس مظلوما      واکرمہ المولیٰ عدوا و سوددا

### سہارنپور میں

حد تحوں کے فضل سے مجھے رندستان کے نول معرض میں تبلیغی خدمات سر انجام دینے کا موقع  
ملا ہے۔ یہی سلسلہ میں سہارن پور (یو۔ پی) میں بھی بنی مار جانے کا موقع ملا ہے۔

۱۹۴۵ء میں جناب نواب مال خاں صاحب رئیس شریکی رخواست پر حضرت خلیفۃ المسیح اٹلی  
میر اللہ تھان نے دعوتِ یارے خاکسار کو ملاں بھیج دیا۔ ملاں پر ملا سے فی مقابلہ ہوئے۔ مندرجہ ذیل مضمون  
شہر (جو تھان سے دستیاب ہوا ہے) ملاں کے ایک عام جناب ماللی صاحب کے پتہ تک کے جواب میں لکھا  
گیا۔ ماللی صاحب اس کے بعد مقابلہ نہ کرے۔ (تخلی مطابق اصل جواب پتہ ماللی صاحب)

### ہلالی صاحب کا چیلنج مناظرہ منظور

بسم اللہ الرحمن الرحیم      ندماء و نسطر علیٰ رسولہ الکریم

ان کتب در معب النصال قاسا      بقی کما بقی لصید صیعم

مردوں کے مقابلہ میں بے کی غنائی ہے تو ہم بھی مقابلہ کے لئے آئے ہیں گے جیسے شیر شکار کے سے  
مالی صاحب نے اپنے ٹریم میں مجھے ایک چیلنج دیا ہے۔ جس کے الفاظ حسب ذیل ہیں۔  
”وہ تیری مناظرہ کے لئے بھی تیار ہو جائیں۔ تاکہ مصلح علم کا پتہ خوب ہو جائے۔“ میری  
طرف سے اس کا جواب یہی ہے کہ تحریری اور تفریقی دونوں طرح کا مناظرہ ہو جائے۔ یعنی جو کچھ  
پہلے تحریری صورت میں مناظرہ ہو۔ اسی تحریری مناظرہ کو بعد میں مجمع میں سنایا جائے۔ تو یہ صورت

فریقین کے لئے مساوات بھی رخصتی ہے۔ اور اگر بلائی صاحب کا مقصد مبلغِ علم کا معنوم کرنا ہو جیسا کہ نمونوں نے اس کے متعلق خود تحریر فرمایا ہے تو بخیریت ثنائی عالمانہ و فاضلانہ عربی زبان میں تحریری و فقہی مناظرہ کی صورت سے اپنی معنی کا بیت کا جوہر اور مبلغِ علم کا کمال پبلک پر عیون فرمائیں۔ راقم مذکور اس طرح کے مناظرہ کے لئے بھی تیار ہے اور حاضر ہے۔ اور اگر عربی میں تقابلی نوآوری کے مقابلہ کے لئے بھی تیار ہوں تو راقم اس مقابلہ کے لئے بھی حاضر ہے۔ اور اگر عربی زبان میں تحریری مناظرہ یا تقابلی نوآوری سے وہ عاجز اور تہیدست ہوں تو ہم انہیں اردو زبان میں تحریری و فقہی مناظرہ کے لئے بھی موقع دینے کے لئے تیار ہیں۔

تحریری مناظرہ میں نواہد ہیں۔ (۱) سب سے بڑا فائدہ تحریر میں یہ ہے کہ کوئی فریق غلط بیانی نہیں کر سکتا۔

(۲) یہ کہ تحریر کے بعد ہی فیصلہ نہیں ہو سکتی۔

(۳) یہ کہ ملاوہ حاضرین کو پانچ رستوں کے جو لوگ حاضر نہ ہوں تحریر سے وہ بھی فائدہ نہ سکتے ہیں۔

(۴) یہ کہ تحریری مناظرہ میں دو وقت اور مذاہن کی صورت جو صرف تحریری مناظرہ میں بعض دفعہ قیام میں آتی ہے اس سے امن رہتا ہے۔

(۵) یہ کہ تحریری مناظرہ حکومت کے لئے بھی باعث تشویش نہیں ہو سکتا جیسا کہ صرف تحریری کے وقت ممکن ہے کہ باعث تشویش ہو۔

(۶) یہ کہ تحریری مناظرہ کے پچھلے جمع میں سناے جانے سے تحریری مناظرہ کے ساتھ تحریری مناظرہ کا فائدہ بھی ملے سکتے ہیں۔

(۷) یہ کہ تحریری مناظرہ بعد کی لسٹوں کے لئے بھی بلا رسمی یا کارآمد پیش ہو سکتا ہے۔

(۸) یہ کہ بلائی صاحب کا یہ علمی کارنامہ جو تحریری مناظرہ کی صورت میں سمار پور کی پبلک اور بعد کی لسٹوں کے لئے قابلِ فخر کارنامہ ہے ہو سکتا ہے۔ فقہی مناظرہ کی صورت میں ناممکن ہے۔

م. عربی اور اردو دونوں طرح کے تحریری اور فقہی مناظرہ کے لئے حسب صورت قیام کر رہا ہوں ہیں۔ ماں باکل تیار ہیں۔ اب اس کے بعد بھی مالی صاحب اپنے خطے فرارہ اپنی مستحق خدمت ملامت

تخت کو ہماری طرف منسوب کریں تو ان کی یہ غلط بیانی اور مذہب آلود لاف زنی سہارن پور کے ہر شریف و راجہ اور صاحب علم کے نزدیک بامٹ صد ملامت و افسوس ہوگی۔

ملائی صاحب کو اپنے چیتخ مناظرہ کے مطابق ہماری پیش کردہ صورت جو تحریر کی وقت پر یہ مناظرہ کی مشق کی صورت ہے منظور ہو تو ۹ مئی ۱۹۳۵ء کی تاریخ تک ہی وقت ہم سے شریک حاضر ہو یہ مناظرہ بصورت تحریر طے کریں اور ۹ مئی ۱۹۳۵ء تک ان کی طرف سے صورت پیش کردہ کے مطابق کوئی کاروائی عمل میں نہ آئی۔ تو سہارن پور شہر کی پبلک کے نزدیک ایک ان کے چیتخ مناظرہ کی حرمت کے بعد یہ کام نہ ہو سکے گا۔

ہمارے کسی ماقداغتہ کار  
ہمیں چونکتی پلٹیں یا

مفتی

ابوالبرکات راجہ جلی زبیل سہارن پور شہر

## رسالہ تصدیق المسیح (پنجابی)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں میں نے پنجابی زبان میں ایک رسالہ ”تصدیق مسیح“ نامی لکھا۔ جس کو سید عبدالحی صاحب عرب مرحوم نے شائع کیا۔ اس رسالہ کے بعض اشعار درج ذیل کرتا ہوں:-

وے ساقی اک ساغر بھر کے اس عرفان شایوں  
جس کی محدث رہیں مطالعہ نشین  
نہو کر کے نئے مینوں جوئی تمام دنیا سے  
محویت و اشد تہننا کے مست است بنا سے  
تاں مہل میں کے شمع چمن ایہ گراں عرفانی  
مت سرور جہد اللہ و ملا دیکھاں حسن نورانی  
ایہہ قرآن دلاں دی عینک جو کوئی آگے ڈھروا  
نہر غباروں جوتا پکے دو تھنڈا بہرہ

## آگیا ہادی امتاں وا

مندرجہ ذیل اشعار میں نے مسجد مبارک قادیان میں سیدنا حضرت علیہ السلام مسیح شافی  
یہ اللہ تعالیٰ نعم و احسان کی مجلس میں سنائے۔ اور حضور کی توجہ سے مجھ پر ایک خاص وجدانی کیفیت

۲ ٹھہر دین تک رہی۔ فالحمد لله علیٰ ذالک

### (الف)

”نیا مادی امتاں، احمد کل رسلاں، ای عثمان و  
منہ خاص جمال مال ربی احمد عربی، حسن احسان و  
جس، ہی مال آمد آگے نبی سارے جینی از آیا آماں و  
جس، بے بے زنجیں کھلے بیہ مارے کھانا ب عجب عرفاں و

### (ب)

بہت مارے ہندے سخت مشکل دیہے نبی احمد کے گل سے  
گل گل احمد رچے دل آماں دل اس نے آ کے دل سے  
زور غر غار، توڑے سینے مودیاں، بے مٹی سُل سے  
بیجا ہر سب شک تے بدعتاں نوں کم متاں، بے مشکل سے

### دَاصِیۃُ مُرْضِیۃُ کے متعلق ایک لطیفہ

سلسلہ کے ایک بزرگ کی خدمت میں ایک صاحب حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میرے سے اے  
فرما میں کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے راضی ہو جائے۔ انہوں نے جواب میں فرمایا کہ اگر آپ یہ چاہتے ہیں  
کہ اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے تو آپ اللہ تعالیٰ پر راضی ہو جائیں۔ کہنے لگے کہ میں تو اللہ تعالیٰ پر راضی  
ہوں۔ انہوں نے فرمایا کہ اگر آپ احکام شریعت کے لحاظ سے اور احکام تشاء و قدر کے متہار سے  
اللہ تعالیٰ کے حکم کو دل و جان اور رضا و رغبت سے قبول کر کے اس کی تعمیل میں کوشاں رہتے ہیں تو  
اللہ تعالیٰ بھی آپ پر رضا و راضی ہوگا۔ یوں کہ آیت یا بھیا النفس المطمئنة ارحمى الی ربک  
دَاصِیۃُ مُرْضِیۃُ 60 میں راضیہ کو مرصیہ پر مقدم رکھا گیا ہے۔ یعنی نفس مطمئنة پہلے اللہ تعالیٰ پر ہر اعتبار  
سے راضی ہونا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ کی رضا بھی حاصل ہو جاتی ہے۔

اس نکتہ کے سننے پر سائل نے عرض کیا کہ قرآن کریم میں ”وہی جلد رضى الله عنهم و

دُصُوا عَنْهُ 61 کے الفاظ آتے ہیں۔ جن میں اللہ تعالیٰ کی رضا کا ذکر پہلے ہے، مومنوں کی رضا مندی کا ذکر بعد میں۔ اور آگے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ذالک لِحُسْنِ خُشْيٍ رَبِّهِ 62 یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا اس شخص کے لئے پائی جاتی ہے جس کے دل میں اپنے رب کی خشیت ہو۔

اس کے جواب میں وہ برکت فرمانے لگے کہ اللہ تعالیٰ کے کلام میں تقاض نہیں ہوتا۔ لہذا دوسری پیش کردہ آیت کا مطلب ماہر اور مادیوں کے یہ بھی ہے کہ اس میں دُصُوا عَنْهُ کی وجہ یہ ہے۔ اور اس آیت کے یہ معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ مومن بندوں سے راضی ہوا۔ اس حالت میں کہ وہ اس سے راضی ہو گئے۔ اور وہ بات جس کی وجہ سے مومنوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہوئی۔ وہ اللہ تعالیٰ کی خشیت اور اس کی عظمت کا احساس ہے جو خدائی اور خدائی کے قیاموں کو اٹھا دیتا ہے۔ پس اس معنوں کے وہ ہے وہوں آیات میں کوئی اختلاف باقی نہیں رہتا۔

### وصال الہی

ایک دفعہ ایک مجلس میں میں تصوف کے متعلق بعض باتیں دیاں کر رہا تھا کہ یہ سوال پیش ہوا کہ وصال الہی کے مسئلہ کی حقیقت کیسے سمجھیں؟ حتیٰ ہے۔ اور عام لوگ اس عبادت سے شناخت کر سکتے ہیں کہ نفل شخص کو اللہ تعالیٰ کا وصال حاصل ہو چکا ہے۔ جب میں رات کو سو یا تو مجھے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی ریاست نصیب ہوئی اور مجھ پر یہ مسئلہ مناشط فرمایا گیا۔ جسے مختصر طور پر یہاں درج کرو دیتا ہوں۔

وصال الہی کے لئے دو قسم کی حالتیں کا ہونا ضروری ہے۔ ایک وہ قسم جو اصل و اللہ میں پائی جاتی ہے۔ اور دوسری وہ قسم جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے اصل بندے کے لئے ظہور میں آتی ہے۔ مہد سالک کے لئے شریعت اللہ کی پیش کردہ تعلیم پر پوری طرح عامل ہونا اور اسوۂ رسول کے مطابق چلنا بہت ضروری ہے۔ اس کے لئے تمام عقائد، اعمال اور اخلاق تعلیم شریعت اور اسوۂ رسول میں دیکھے ہوئے ہوئے چاہئیں۔ اس کو تقویٰ الی باریک سے باریک رہوں سے، تقویٰ اللہ تعالیٰ کی تمام جمالی اور جمالی صفات سے آگاہ ہونا چاہیے۔ اس کی عملی زندگی میں تقا کا اثر نمایاں ہونا چاہیے۔ اور اس کو معرفت کے باب کے متعلق وسیع معلومات رکھنی چاہئیں۔ اور اس

کے یہاں نرود حقائق کی روح القدس کی طرف سے تائید ہوئی چاہیے۔ اور وصال الہی کی وہ سب علامات جو قرآن کریم سے ثابت ہوتی ہیں اس میں نمایاں طور پر پائی جاتی چاہئیں۔ فرض ایک اصل بولہ پنی جان، مال، عزت و وقت غریبہ تیز کی قربانی اپنے محبوب مولیٰ کے حضور پیش کر دیتا ہے۔ اور اس قربانی میں امتحانی لذت محسوس کرتا ہے۔ انی طرح جیسے ایک مرد مخصوص تعلقات کے وقت انسانی جوہ کو جو اس کے وجود کا خلاصہ ہے امتحانی لذت کے ساتھ قربان کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے جن علامات کا حضور اس کے اصل بندے کے لئے ہوتا ہے۔ اس میں سے سب دعاؤں کی قبولیت، دشمنوں کے مقابل پر خدا تعالیٰ کی نمایاں نصرت اور تائید، ثیب پر طاعت و رٹ فرب مکالمہ، مخاطبہ کا حصول ہے۔ موجودہ زمانہ میں ہم نے اصلان خدا کا نمونہ حضرت اقدس مسیح محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام، حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی امیر اللہ تعالیٰ رحمہ اللہ کے بارگاہت و جوہوں میں خاص طور پر شاہدہ کیا ہے۔

### قلندر اور اس کی تشریح

ایک قلندر کے لفظ کے تعلق مجھ سے دریافت کیا کہ اس کی اصلیت کیا ہے۔ میں نے کہا کہ مشہور تو یہ ہے کہ قلندر فقیروں کی ایک قسم ہے۔ جو مقام روح پروردہ رکھتے ہیں۔ درباغین میں محبت ہی سے سوختا اور قلب صافی کے حامل ہوتے ہیں۔ بندہ تان میں حضرت شاہ شرف ہو علی قلندر مشہور ولی اللہ ہوے ہیں۔ جن کا حراز پانی ہت میں ہے۔ پانی ہت کے تعلق ایک مرمرہ کھام بھی مشہور ہے۔ جو حضرت شاہ شرف قلندر کے کسی سیالگوٹی مرید نے کہا ہے اور وہ یہ ہے کہ

یار من در آب عزت مانده است

من غریبم در زمستان حصار

یعنی میرا محبوب تو آب عزت یعنی پانی ہت میں رہتا ہے اور میں زمستان حصار یعنی سیالگوٹی میں رہتا ہوں۔

میرے خیال میں لفظ قلندر کا ماخذ عربی ہے۔ اور لفظ قلل اور فذل سے مرکب معلوم ہوتا ہے۔ اس کے معنی ایسے فقیر اور ولی اللہ کے ہیں جس کا جو دنیا میں بہت قلیل اور نادار ہو۔

### ملا متی فرقہ

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی زبان مبارک سے میں نے سنا ہے کہ انیما میں صل ملا متی فرقہ تو خدا تعالیٰ کے نبیوں اور رسولوں کا ہے۔ جو شریعت کی صحیح تعلیم پر قائم ہوتے ہیں۔ ورنہ حق سے مضبوط اور پاک تعلق رکھتے ہیں۔ وہ مخلوق خدا کے محسن اور بہادر ہوتے ہیں۔ اور نبی نوح کی صلاح و ترقی کے لئے محنت شاقہ برداشت کرتے ہیں۔ لیکن پھر بھی اپنا بے عظمت اور فرزدادہ سادمت کی طرف سے ان کو گالیاں اور تنقیہ کے فتاوے سننے پڑتے ہیں۔ ایسی ملا متیں شاید ہی ”ملا متی“ کو بدو کو بدو شت نہ رہتی پڑتی ہوں گی۔

حضور یہ بھی فرماتے تھے کہ عام طور پر ملا متی فقیروں کا ملا متی ہوا محض نمائش اور تکلف کے طور پر ہوتا ہے۔ مثلاً روزہ دار ہوتے ہوئے ہی مسجد میں جائے خیر یا عصر کے وقت لوگوں کی موجودگی میں بندہ روز سے شدت پیاس کا اظہار کر کے پانی طلب کرنا۔ تاکہ لوگ سن کر ان کو محنت ملامت کریں۔ یہ مثلاً ایک مسجد میں باجماعت نماز اور کے بعد ہی مسجد میں جین باجماعت نماز کے وقت نام کے مصلے کے ”پر لٹ جانا۔ تاکہ لوگ اس بے جا حسرت پر ملامت کریں۔ لیکن ایسی ملا متیں جو نفس کے پرہیزگار اور نمائش کو پورا کر کے لئے اپنے ”اپنا“ کی جاتی ہیں، ان سے نفس کی اصلاح نہیں ہوتی بلکہ تھساہیت کی فریبی پیدا ہوتی ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ کے نبیوں اور ماموروں اور ان پر ایمان لائے۔ لوں کے تعلق ملا متیں ان کے نفس کے پرہیزگار سے تعلق نہیں رکھتیں۔ بلکہ محض خدا تعالیٰ اور دین حق کے لئے ہوتی ہیں۔

”پرچہ ملامت کا تلخ پیالہ چہا؟ سان نہیں۔ لیکن ان کے لئے جو اس مقدس رُوح سے تعلق رکھتے ہیں۔ آسان کیا جاتا ہے۔“

در کوئے تو آئرم عشاق راز نند

بول کیلکہ لافِ عشقِ زند منم 63

حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بلند مقام

جب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلے بارہ قرآن کریم کا ترجمہ





## سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح اولؑ کے متعلق ایک روایا

حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ ساعات میں میں نے روایا میں دیکھا کہ ایک سالہ مکانات کا ہے۔ جو امریکی امریکا اور ٹیک پلاٹا ہے۔ میں ان مکانات کو دیکھنے کی غرض سے مدر دخل ہو۔ پہلے ایک مکان میں پچہ، دوسرے مکان میں پچہ تیس۔ مکان میں یہاں تک کہ ستر مکانات کو عبور کیا۔ اور آخر میں ایک مکان میں پہنچا جو بڑا بڑا تھا۔ اس میں میں نے دیکھا کہ ایک بڑی میز چمکی ہوئی ہے جس پر بہت سے انبیاء کے مجسمے پڑے ہوئے ہیں۔ جو لوگوں نے حرف و مہربان کر دیے ہیں۔ اس میز کے ساتھ ایک عظیم الشان کرسی بھی ہوئی ہے جس پر سیدنا حضرت نور الدین خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹھ فرماتے ہیں۔ آپ ان مجسموں کو سامنے رکھ کر قرآن کریم کے درمیان سے اس الفاظ کو جو چاہے بیٹھ ان میں داخل ہوتی ہیں، درست کر رہے ہیں۔ اس راوی کے دیکھنے سے میرے قلب پر خاص اثر ہوا۔ اور میرے قلب میں حضرت سیدنا خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظمت بہت بڑھ گئی۔

مجھے اس روایا سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت خلیفۃ الامۃ مہ لانا نور الدین کو حضرت قدس سیدنا مسیح موعود علیہ السلام کے فیوض کاملہ سے، جسور اقدس کی یاہت اور خلافت پر فائز ہونے سے مدد تھیں۔ تمام میوں، صدیقیوں کے فیوض سے بہرہ فرمایا۔ چنانچہ آپ نے ہی فیض رسالتی کا ذکر ان الفاظ میں فرمایا ہے۔

واللہ مدد لا قوتہ زادسی الہدی      و عرفہ من تمہیم احمد احمد  
و کہ من عویص منکب غیر واضح      اسار علی قسرت مہ مسہدا

## غیر مبائع ایڈروں کی بعض خواہیں

جب میں حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور شاہ ولی مدایت کے ماتحت لاہور میں تبلیغ و درس و تدریس کے لئے متعین ہوا تو صدر انجمن احمدیہ قادیان کے چاروں نمبر جو لاہور میں رہتے تھے، مجھ سے قرآن و حدیث اور بعض دوسری کتب پڑھتے تھے۔ خصوصاً خواجہ مال الدین

صاحب قرآن کریم کے طاہرہ کتاب زرۃ المعاد، مصنفہ حضرت امام ابن قیمؒ، رنحو کار سالہ ضریری بھی پڑھا کرتے تھے۔ ان دنوں خوبصورت صاحبہ اشہ یہ شکایت کرتے کہ مجھ پر رات کے وقت مندرخوبوں کے دیرینہ عتاب نازل کیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ باہر جو انجمن کا ممبر ہونے کے تو خلاف فتویٰ کام کرنے سے باز نہیں آتا۔ بعض مندرخوبائیں انہوں نے مجھے تنبیہ بھی تھیں۔ دن کا، رات میں نے ایک خط میں جو حصارِ غسل میں شائع ہو چکا ہے، لکھا تھا۔

### منہ سے چوبے نکلتا

مثلاً ان میں سے ایک یہ رہا بھی تھا کہ خوبصورت نے، لکھا کہ ان کے منہ سے چوبے نکلے ہیں۔ اس خوبصورتی تعمیر یہ بھی کہ چونکہ چوبے کو عمرانی زمان میں ”دار“ اور ”فندیستہ“ بھی کہتے ہیں، خوبصورت خلافتِ حقہ سے تعلق تو زکریا اختیار کریں گے۔ اور منہ سے چوبے نکلنے کا یہ مصیبت بھی تھا کہ آپ نے ان باتوں سے جو آپ کے منہ سے نکلیں۔ یہ اثر ”اثر ہو رخلفت کے ما فرماں ہو حاکم میں گئے۔“ قرآن کریم کے مفید ومن کفر بعد الذلک لاولئک ہم المفسقون ۱۶۶ کے مطابق چوبوں کی طرح فعل اختیار کریں گے۔

### ریل گاڑی چاٹا

یہی طرح خوبصورت صاحبہ نے ایک دفعہ اپنا یہ رہا بھی بتایا کہ ایک ریل گاڑی اپنی پڑی (ریلے۔ لائن) پر صفائی پر تیزی سے جا رہی ہے۔ اور اسوں نے ایک ایسی زمین پر جس میں ہل جوتا ہو ہے، رہا ہوا ہے، بغیر پڑی کے ایک ریل گاڑی چاٹنی شروع کر دی ہے جس سے ساریوں کو بہت تکلیف اور نقصان پہنچا ہے۔

اس رہا کی توجیہ بھی صاف تھی کہ خلافتِ حقہ کی ریل گاڑی جو منہاں ہوتے کی پڑی پر تیزی سے چلتی ہے چل رہی تھی اس کے مقابل پر خوبصورت صاحبہ نے ایک ”گاڑی شری منہاں“ اور رستہ کو چھوڑ کر چلائی۔ اور اس طرح بعض احمدی ائمہ کے ایمان اور ان کو نقصان پہنچایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

### گاڑی کا کامیاب ڈرائیور

یہی طرح، الم سید محمد حسین شاد صاحب نے رسالہ ”طریق فلاح“ لکھ کر شائع کیا۔ جس میں

نہوں نے خلافت حقہ کو گندی قرار دے کر بعض باغیانہ خیالات کا اظہار کیا۔ ایک دفعہ جب وہ ریاست بیاہ پور میں جہاں ان کی اراضی تھی اس کی، کچھ بھل اور نگرانی کے لئے گئے تو وہاں سے واپسی پر نہوں نے مجھ سے دکر کیا کہ وہ ان عہد میں میں نے بہت سے مسز رہا، لیکن۔ جن میں مجھے بارہا تجزیہ ہوئی کہ میں میاں محمود، احمد صاحب کی مخالفت نہ کروں۔ پھر انہوں نے مجھے پناہ ایک خواب سنا کہ میں نے دیکھا کہ ایک گاڑی اپنی لائن پر نہایت سرعت اور عمدگی سے چلی جا رہی ہے۔ اس وقت میں اس گاڑی کو، کچھ ترختہ کر رہا ہوں کہ اس گاڑی کا ڈرائیور کون ہے۔ تو مجھے بتایا کہ اس کے ڈرائیور میاں محمود احمد صاحب ہیں۔ پھر مجھے الہام ہوا۔ والعصر ان الانسان لفسی حسر الا المدین اموا و عملوا الصلحت و مواصوا بالحق و مواصوا بالقدر۔ اور مجھے اس کا مطلب یہ سمجھایا گیا کہ جو لوگ مر رہا محمود، احمد کی گاڑی پر سوار ہوں گے۔ وہی یہاں عمل صالح والے ہوں گے۔ اور جو ان کی معیت اختیار نہ کریں گے۔ وہ خسار اور گناہ پانے والے ہوں گے۔

یہ خواب اور الہام سارے کے بعد مجھے سننے گئے کہ آپ وہ دور میں کہ میں آئندہ میاں محمود، احمد صاحب کی مخالفت نہ کروں گا۔ چنانچہ اسی اثر کے ماتحت اسوں نے اخبار پیغام صلح میں یہ حد بھی کرا دی کہ بعض اباب مارے متعلق یہ بدگفتی رکھتے ہیں کہ دایا ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا راجہ کم کرتے ہیں، یہ درست نہیں۔ ہم لوگ جن کا پیغام صلح سے تعلق ہے آپ کو خدا تعالیٰ کا نبی اور نجات دہندہ یقین کرتے ہیں۔

میں افسوس ہے کہ باوجود اسے احادیث کے کچھ عرصہ بعد انکم صاحب ان سب تنبیہات اور مندرجہ ذیل کو بھول گئے۔ اور حضرت سیدنا محمود، ایہ دامتہ تعالیٰ کی مخالفت اور بدعت میں پڑھتے ہی چلے گئے۔ تاکہ ان کا خاتمہ نہ ہو ان "رگھنائے کی حالت میں ہو گیا۔

نہیں، انوں، انکم مر رہا، تنوہ بیک صاحب اور انکم سید محمد حسین شاہ صاحب نے جو خطوط میرے حاشیہ صاحب کو سیا لکھتے میں لکھے۔ ان میں آداب خلافت کو قطعاً ملحوظ نہ رکھا، اور حضرت علیہ السلام کے خلاف کلمہ غیرہ کے الفاظ بھی استعمال کئے۔ میں نے جب ان کے متعلق دکر کیا تو انکم مر رہا، تنوہ بیک صاحب نے میرے خلاف اخبار پیغام صلح میں ایک بہتان دیا

تردید کے عوا ان سے مضمون شائع کیا۔ لیکن بعد میں جب میر حامد شاہ صاحب نے بیعت کر لی۔ اور یہ خط و کتابت سیدنا حضرت علیہ السلام علیہ السلام اثنی عشریہ و اللہ بنصرہ و اعزیز کے حضور پیش کر دی۔ تو اصل حقیقت ظاہر ہو گئی اور جوابات میں نے بیان کی تھی اسی کی تصدیق ہو گئی۔

### ایک اہم واقعہ

حضرت علیہ السلام علیہ السلام اثنی عشریہ و اللہ بنصرہ و اعزیز کی بیعت خلافت بعدیت حضرت قدس مسیح موعود علیہ السلام بمبہ ان صدر انجمن احمدیہ اور حاضہ الوقت احمدیوں نے مستحقہ طور پر کی۔ اور اس کو ”فوصت“ کی حمایت کے مطابق قرار دیا۔ لیکن کچھ عرصہ بعد شیطان نے بعض لوگوں کو جن کے دلوں میں کین تھی۔ برکایا یا خصوص لاہور کے بمبہ ان انجمن نے خلافت کے خلاف ریشہ و نیل شہادت کر دیں۔ اور یہ سول انجمن یا ک آ یا صدر انجمن احمدیہ خلیفہ کے ماتحت ہے یا خلیفہ انجمن کے ماتحت ہے۔ اس سول پر حضرت علیہ السلام علیہ السلام اثنی عشریہ و اللہ بنصرہ و اعزیز نے جماعت کے بائیں اور چیدہ پیچیدہ کتاب کو مقررہ تاریخ پر مہر میں جمع ہونے کی دعوت دی۔ اس ایام میں خواجہ صاحب الدین صاحب۔ لاہور کی جماعت کے سب اور ان کو ایک جگہ جمع کر کے اور الگ الگ بھی سمجھانے کی کوشش کی کہ صدر انجمن احمدیہ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قائم کیا ہے اور خلیفہ کو صدر انجمن نے۔ لہذا خلیفہ وقت صدر انجمن کے ماتحت ہونا چاہیے۔ اور خواجہ صاحب نے جملہ افراد جماعت سے اس بات کے حق میں دستخط بھی لئے۔ سوائے ۱۰۰۰۰ ستوں کے سب جماعت لاہور نے اس کاغذ پر دستخط کر دیئے۔ ۱۰۰۰۰۰ دست حضرت عظیم محمد حسین صاحب قریشی اور حضرت بھائی غلام محمد صاحب نورین تھے۔ جو حضرت قدس مسیح موعود علیہ السلام کے پرانے صحابہ میں سے تھے۔ انہوں نے اس موقع پر نہایت ہی عمدہ جواب دیا کہ خلافت کے قائم ہونے کے بعد اور پھر خلیفہ وقت کے ماتحت ہونا باقر صحت بیعت کر لینے کے بعد ایسا سول انجمن یا جماعت کا طریق ہے اور اس سے ہر بچے حمدی کو پختہ چاہیے۔ چنانچہ ان دونوں نے دستخط کر کے سے انکار کر دیا تو حضرت میں چرائی دین صاحب اور ان کے خاندان نے بھی جو اس سے پہلے دستخط کر چکے تھے۔ اپنے دستخط واپس لے لئے۔ اور قریشی صاحب اور بھائی غلام محمد صاحب کے قول سے پورے طور پر اتفاق کا اظہار کیا۔ اس کے بعد تقریباً سب مخلصین جماعت نے اپنے اپنے دستخط واپس لے لئے۔ اور سوائے خواجہ صاحب کے چند

ہموں کے سب نے ایسے خیالات سے بیزاری کا اظہار کیا۔

جن احمدیوں نے پہلے دستخط کرے، یہ تھے۔ دو محض غلط فہمی اور دوسرے کی وجہ سے تھے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام کے مطابق کہ ”دوسرے نہیں رہے گا“ [67]۔ اس کا دوسرہ جلد دہرا ہو گیا۔ ورنہ کا تالیف ہوا۔ یعنی اباب کی فطرت کا عید اور پاک ہونا بھی ثابت ہو گیا۔ اے اے محمد لے علی دالک

## تعلیم الاسلام ہائی سکول میں

خاکسار سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد اپنے وطن واپس چلا آیا تھا۔ وہاں سے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بذریعہ خط مجھے قادیان جلیہ۔ و تعلیم الاسلام ہائی سکول میں پانچویں سے لے کر سہویں تک قرآن کریم اور عربی کتب نصاب کی تعلیم پر مقرر فرمایا اس وقت حضرت صاحبہ اولاد میں تھے احمد صاحب سلمہ اللہ علیہ السلام جماعت میں اور حضرت صاحبہ اولاد میں تھے خیف احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ انہوں نے جماعت میں پڑھتے تھے۔ کئی دنوں میں جب میں قادیان میں مقیم تھا۔ ۱۹۰۹ء کے ابتدائے میں حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمارے ”باب جماعت کو قادیان میں عورتوں کے اس کے سامنے ہدایت پر مقرر فرمایا۔ و تو پہنچا مال اللہ بن صاحبہ اور انکم مرانہ تقویٰ ایک صاحبہ تھیں ہمارے دور و ہیئت لی۔ اس مجلس میں جس کی تفصیل حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ و اللہ تعالیٰ ہمہ و اللہ تعالیٰ نے اپنی معرکہ کار، نصیب ”میں صد اوقات“ میں درج فرمایا ہے میں بھی موجود تھا۔

## حج کعبہ

ایک دفعہ جلسہ سالانہ کے موقع پر جب میں فلسطین مسائل حج کے موضوع پر تقریر فرما رہا تھا تو مندرجہ ذیل شعار خدہ پر نقش پیر منہ میں کہے گئے۔

بجذب القلوب الی دیار حبیبنا      و شد الرحال لحج عشاق منہ  
و کعبتنا بیت لیلۃ سرمد      و منزل محبوب احب احبہ  
لے کل قیس العشق یسعی سافرة      تحلی لہم نور الحمال شدہ

توهم العام ان لیلی تبرقعت      و للمخاص جلوة حس لیلی یرویتہ  
 بصادی العشاق و فی کل جانب      معالوا الی المحبوب حثا لکعبہ  
 و ان من الحجاج من دار بلیہ      و ان رار رب الیت فار بحضہ  
 و من یصبر بصبغہ اللہ یغفرہ      فمدحج مرور ا بیل حقیقہ  
 یری کل قدسی جمال حیہ      و مثلی لیحی حسرہ عدد فرقہ  
 الہی بوجہک اعطی من محبہ      الا مال عبدک من مقدر حیہ  
 سائک عشقک مرہ بعد مرہ      فایس الہی و لیت بیل محبہ  
 و انی غلام للرسول محمداً      و خادم احمد احمدی بنسبہ  
 و داعی بمصلک طالب النور رحمة      فیل للسلول من العطا یا برحمہ

### علاج بالامثال (ہومیو پیتھی)

جب میں لاہور میں مقیم تھا تو ایک دفعہ ایک انکم صاحب نے ہومیو پیتھی کے حلقہ درس میں مہ جو  
 تھے۔ بتایا کہ ”ق ق ق“ مرید، مالوں کے معانیات میں بہت بڑی کی ہے۔ اور انسان کے مہضو کے  
 مقابل پر علاج بالامثال کے طور پر کامیابی حاصل کی ہے۔ یعنی اس کی قمیص کا امانت کمزور ہے تو اس  
 کے لئے کسی جوں اور تندرست پرے کا مغز استعمال کر دیا جاتا ہے۔ یہ نیرہ نیرہ

میں نے عرض کیا کہ مرید، مالوں کو تو آج ہر امر لاجات کے بعد یہ طریق علاج معلوم ہو ہے  
 میں قرآن کریم میں یہ طریق علاج یہ دو سال سے بھی پہلے بیان کیا ہے۔ مجھ سے یہ سن کر انکم  
 صاحب تعجب ہوئے۔ اور فرمائے گئے کہ ہم نے تو بار بار قرآن کریم پڑھا ہے ہمیں تو اس میں کبھی اس  
 طریق علاج کا بیان نظر نہیں آیا۔ میں نے کہا جس طرح احمدیت سے پہلے آپ کو یہ نظر نہ آتا تھا کہ  
 وفات مسیح کا، کر بھی قرآن کریم میں ہے اور اب سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی برکت، رفیع  
 سے جا بجا قرآن کریم میں وفات مسیح کی آیات نظر آتی ہیں۔ اسی طرح قرآن کریم میں بہت سی غنی  
 صداقتیں، و حقائق ہیں جو دیکھ کر کے مطالبہ اور اللہ تعالیٰ کی تائید سے ظاہر ہوتے ہیں۔

چنانچہ میں نے بیان کیا کہ قرآن کریم میں آیت **فَلِکُلِّ نَفْسٍ مِّنْکُمْ شَکَکَہُ** 68 میں  
 علاج بالامثال کی حقیقت کو واضح کیا گیا ہے۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ اس بات کا ظہار کر دیا جائے کہ

ہر چیز پٹی شاکسہ کی مناسبت سے اپنا عمل خراب کرتی ہے۔ اس آیت سے پلے حد تعاقب فرماتا ہے  
 وَمَسْرُورٌ مِّنَ الْفُرَّانِ مَا هُوَ شَعَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ وَلَا يَرْبُدُ الظَّالِمِينَ إِلَّا خَسَارًا [69]۔  
 نفاظ میں قرآن کریم کے ایک حصہ کو شفاء اور رحمت قرار دیا گیا ہے۔ شفاء کے معنی زہ پیلے اور  
 نقصان دہ مواد کا وجود سے خارج ہونا اور رحمت کے معنی ناز و نرمی کو اور کرنے کے ہیں۔ کوہ رحمت  
 بطور نمک ہے۔ اور قرآن کریم کی ہدایت کو قبول کرنے سے انہوں طرح کا یعنی روحانی اور جسمانی  
 طب کا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ ہاں جو لوگ ظلم کیش ہیں۔ یعنی فراطہ تقریباً کر کے بد پر مینا بن جاتے  
 ہیں ان کو قرآنی ہدایت جسمانی اور روحانی اعتبار سے کوئی فائدہ نہیں دے سکتی۔ وہ بھی بڑے خسارہ  
 میں پڑتے ہیں۔

پس کُلُّیٰ یفعل علیٰ ما کلہ میں علاج بالامثال کے عظیم الشان طریق کا کر دیا گیا ہے جس  
 کو آج۔ رماشم کے تجربات کے بعد مغربی، یا نے اپنایا ہے۔

### علاج بالامثال کے متعلق ایک عجیب واقعہ

مکرم میوں فضل الہی صاحب احمدی آف لالہ مہی نے ایک دفعہ مجھ سے ڈاکریا کی بیماری  
 بطن سونی امراض میں مبتلا ہوئی۔ ایام ماہوار کی بے قاعدگی۔ یڈوریا۔ قنات ام مہیہ و بیماریوں  
 سے کوشش کیا۔ جب بیماریوں نے نال سمجھتی تو میں نے بہت سے ماہر ڈاکٹروں اور لیڈی ڈاکٹروں  
 سے علاجیات کرایا مین اتفاق نہ ہوا۔ بطن لیڈی ڈاکٹروں نے معائنے کے بعد یہ بتایا کہ میری اہلیہ  
 کے رحم (بچہ دہنی) میں نقص واقع ہو گیا ہے۔ اس بات کا حد شدہ ہے کہ "شد و سلسلہ تو سید ہند ہو  
 جائے گا۔ میں نے اس فکر میں سیدنا حضرت علیہ السلام علیہ السلام نے یہ واقعہ تعاقب سے دیکھ کر  
 خدمت میں متواتر دعا کے لئے خط لکھے اور جو علاج کیا جا رہا تھا اس سے بھی دستور نور کو طاعت دی۔  
 ان خطوط کے جواب میں حضور نے ازراہ شفقت تحریر فرمایا کہ ہم "شاء اللہ" عا کریں گے۔ مین "پ  
 بچہ دہنی کی اصلاح کے لئے جو ان بکری کی بچہ دہنی کی بچہ دہنی کی بچہ دہنی کی بچہ دہنی کی بچہ دہنی کی  
 استعمال کرائیں چنانچہ میں نے حضور علیہ السلام تعالیٰ سے دعا کی کہ ہدایت کے مطابق استعمال کرائی۔  
 اس کے بعد جب لیڈی ڈاکٹر کو معائنہ کرایا تو وہ دیکھ کر حیران ہوئی کہ بچہ دہنی بالکل درست  
 و صحیح ہے۔ اس میں کوئی نقص باقی نہیں رہا۔

اس علاج بالامثال میں اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت مصلح موعود، علیہ السلام، پر کی دعا  
و توجہ سے خاص طور پر یہ نکتہ رہا ہے۔ اور اس کے بعد میں فضل الہی کی اہلیہ صلابہ کے گھری  
تندرست بنے تو کہہ رہے۔ **فالحمد لله على ذلك**

### بعض نسخہ جات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام

۱۹۴۱ء میں خاکسار بغرض تبلیغ سرینگر کشمیر گیا۔ ایک دن خلیفہ نور الدین صاحب جموں نے  
حضرت اقدس علیہ السلام سے حاصل کر، بعض نسخہ جات بیاں فرمائے۔ جو میں نے نوٹ کر سے  
تاریخ کرام کے استفادہ کے لئے وہ درج ذیل ہیں۔۔

#### (۱) نسخہ برائے مرضِ دق

طباشیر ۷ ماشہ۔ تمغ عربی ۷ ماشہ۔ شاستہ ۷ ماشہ۔ گل سرخ ۱۲ ماشہ۔ رب السوس ۲۱ ماشہ۔ مغز  
جیم کدو ۴ ماشہ۔ مغز جیم خیاریں ۴ ماشہ۔ رزم ان ۲ ماشہ۔ سب کو بار یک چیں کر رکھ لیں۔ خوراک  
۲ ماشہ مع کافور ایک رتی۔

#### (۲) ایضاً برائے تپِ دق

کشتہ امروک سیاہ ایک رتی۔ سفٹ گلو ۲ ماشہ۔ متواتر استعمال کریں

#### (۳) ایضاً برائے تپِ دق

مصر ۱۰۰ رات کو ۱۰۰۰ جھ میں بھگور جیس۔ صبح صاف کر کے نہ یک چیں لیں۔ ۱۰۰ رات کھائے میں  
بھون لیں۔ پھر کوزہ مصری پر املا کر دن میں تین بار استعمال کریں۔

#### (۴) ایضاً برائے تپِ دق

کد کو گل خنت کر کے رات تیر میں رحیں۔ صبح اس کا پانی کمال لیں ۱۰ رات کو کھولہ پانی میں  
خوب بکھاں بھگور رحیں۔ اور صبح کو کھالیا کریں۔

#### (۵) نسخہ برائے مراق و امراضِ معدہ (سفوفِ فسفین)

سفین ۳ ماشہ۔ گل سرخ ۱۶ ماشہ۔ گل کاؤ رہان ۱۶ ماشہ۔ عود ۴ ماشہ۔ مصطکی ۴ ماشہ۔ طباشیر



۲ ماشہ۔ نہ لاجب کھاں ۲ ماشہ سب کو باریک چس کر بقدر دو ماشہ ہر دو پانی صبح اور عصر کے وقت استعمال کریں۔ یہ نسخہ حضرت علیہ السلام کے معمولات میں بھی تھا۔

(۶) مندرجہ ذیل نسخہ مجھے بھیرہ کے قیام کے دوران میں عظیم عبد المجید صاحب سے ملا۔ ایک واقعہ حضرت قدس مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت کے لئے گایان حاضر ہوئے۔ اور حضور سے برص کا نسخہ دریافت کیا۔ جس پر حضور نے مندرجہ ذیل نسخہ عطا فرمایا:-

### نسخہ برائے برص

تیرہ تولہ۔ پانچ تولہ۔ پواں بلدی ۸ تولہ۔ سر کو الگ الگ چس کر پھر نسخہ چس لیں اور جامہ پیر کریں۔ اس خوف لی ۱۴ پڑیاں بنائیں۔ اور ایک پڑیہ روز کا نچی کے پانی کے ساتھ جو ڈیرہ چھ تک ہو استعمال کریں۔ کچھ خوف اس میں سے چار روز لیں۔ اور پانی کے ساتھ خاکی طرح برص کے داغوں پر لگا میں پڑیوں کے ختم ہونے تک دتاء اللہ دانی کا شہدہ میں جاے گا

مندرجہ ذیل نسخہ بیان فرمودہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مجھے کھارہ کے ایک صحابی سے حاصل ہوا۔

### (۷) نسخہ کسیری

برائے اوجاع المفاصل و اوجاع رمگی اہل ان دخت مقتوی اعصاب و مہکی و عجیب الاثر برائے بلع ماری۔

تکلیا ۰۰ رقی۔ مشک ابض دورقی۔ مصلی ایک تولہ۔ مال کھانا ایک تولہ سب کو چس کر شہد سے خوب بقدر روانہ ماش بنائیں۔ ایک کو لی بعد تندرہ ۰۰ پیر اور ایک بعد غذا شام استعمال کریں۔ یہ ہے۔

### (۸) نسخہ الہامی

یاب فرمودہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نہ اسے اختناق الرحم۔ سیر یا (۰ کا پس مرقی) جو کن ۰ لی ایک تولہ۔ یہ ایتک ایک تولہ۔ ۰ نون کو عرق کلاب میں چس کر خوب بخودی پ

سنا رخصتی بنائیں۔ ایک صبح اور ایک صبح عصر کے وقت عرق کلاب کے ساتھ استعمال کریں۔ عجیب الاثر ہے۔

(۹) منہ رچھیلنے کا نسخہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تجربات میں سے تھا۔

### بال پیدا کرنے کا نسخہ

روغن چینیلی ۵ تولہ۔ ہمال شتی اماشہ۔ روغن کوبوعل میں ڈال کر اوپر ہمال شتی پتوں سے روغن لیں۔ دوسرا تہ زنگ، صوب میں رکھیں بعد روغن کو تار لیں اور تار کے پورے سوپ ہو اس کو پھینک دیں۔ جہاں بال اگائے ہوں یہ روغن ملیں۔

(۱۰) نسخہ مولد خون از حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام

کشتہ نولا، کی سیادکیں انگریزی، کانوں سے ملتی ہیں۔ حسب ضرورت او سے چارنگ، دوتین کھوس پانی میں گھول میں اور روغن یوں جو کھانا کھانا روغن تریں۔ کھانا کھانے کے بعد اوپر سے نولا، جل شدہ پانی پی میں۔ پھر روغن میں شات سے خون پیدا ہو کر چھ و کارنگ سرخ ہو جائے گا۔

### (۱۱) نسخہ دافع نزاع و زکام

فرمودہ حضرت اقدس علیہ السلام۔ لعاب یہ اندر میوں میں بعد ایک تولہ مصری سے بیٹھا کر کے پانی میں ۱۰ روغن میں ۱ سے قدرے نرم کر کے پانی میں۔ خوب ہے۔

### (۱۲) طریق استعمال زنجبیل (سوٹھ)

(مولد حرارت غریزی بقوت بدن) فرمودہ حضرت اقدس علیہ السلام

ایک پاؤ آنا سوچی کا کھی میں سرخ کریں۔ اس کے فوراً بعد آرد زنجبیل (سوٹھ) چھ ماٹھ ڈال کر تار لیں اور چھ سے اچھی طرح ملائیں۔ پھر اس میں ۱۰ روغن اور اٹھ سے جو لے ہوئے ہوں ڈال دیں۔ مناسب مقدار میں بھجائی ۱۰۰ روغن میں ملایا ہو ۱۰۰ پاؤ سوچی کے لئے آٹھ روغن ۱۰۰ روغن چار روغن پیسہ مرغ۔ اگر صفر ۱۰۰ یا نرم مزاج ہو تو زردی کے ساتھ سفیدی بھی شامل کر لیں۔ خوراک ایک تولہ صبح۔ ایک تولہ عصر کے بعد۔ حسب ضرورت آہستہ آہستہ خوراک بڑھاتے جائیں۔

## ہڑتال ورقیہ کا نہایت مفید کشتہ

مندرجہ ذیل کشتہ مجھے ناس خور پر سیدنا حضرت علیہ السلام علیہ السلام نے  
 بھیجا تھا۔ جو لقمہ۔ قالج۔ نزار۔ مرلی۔ کھانسی۔ امہ۔ رول۔ زکام۔ بنیہ المفاصل۔ درد کمر۔  
 ضعف ہود۔ بخار مزمن وغیرہ کی بیماریوں میں کام آتا ہے۔ میں نے خواہی اس کو زمانا ہے، بہت  
 مفید پایا ہے۔

تدبیر عمل: ایک کے دو صاف ورق جو ممکن، ارنہ ہوں۔ اور کف است کے بہت چور۔ ہوں  
 لے کر ب کے اندر میں ہونی بہ تال بچانی جائے۔ اس طریق پر کہ نصف انچ تک تاروں کے در  
 رہے۔ پھر ایک کے ورقوں کو لوہے کی مارک تاروں سے خوب پیوستہ کر دیا جائے۔ اور کپڑے کے  
 کوٹے (یا ہی "رنگڑی کے کوٹے) سے گانہ اور ان کی طرح، اندر کے دو ورق چمے سے حقیقہ کے  
 ساتھ ب پر دھوپے جائیں۔ ایک "منٹ میں بہ تال پھیلی ہونی اور نظر آئے۔ پھر نیچے کی طرف  
 دہر کر کے "پ کے ورق کو کوٹوں پر رکھا جائے۔ اور "تین منٹ کے بعد "گ سے نیچے تار د  
 جائے۔ اور ہونے پر ورق الگ کریں۔ اور سے سرش رنگ کا کشتہ بہ تال تیار ملے گا۔ اس کو کسی چاقو  
 سے دھجھ کر علیحدہ کر یا جائے۔ اور چپیں کو محفوظ کر یا جائے۔ عند اللزوم رتی سے "ورقی تک یہ  
 تدبیر قاج کی حالت میں تین رتی تک بھس یا ملائی میں استعمال یا جائے۔ عجیب العوید ہے۔

## دخت کرام حضرت سیدہ امۃ الحفیظہ بیگم صاحبہ کا نکاح

میں تجدید ملت کے طور پر اس سعادت "طیبہ کا "کراراً مناسب سمجھتا ہوں جو مجھے  
 سیدنا حضرت قدس مسیح موعود علیہ السلام کی بنت "نیک اخت "دخت کرام سیدہ امۃ الحفیظہ بیگم صاحبہ  
 سلمہا اللہ تعالیٰ کا خطبہ نکاح پڑھنے کی صورت میں حاصل ہوئی۔ حضرت قدس علیہ السلام کے سب  
 صاحبہ "وں "رسمانہ "کی حضرت سیدہ و نواب مبارک بیگم صاحبہ کے نکاح حضور قدس کی رمدن میں  
 ہی ہو گئے تھے۔ صرف ایک "ساتھ "کی سیدہ امۃ الحفیظہ بیگم صاحبہ سلمہا اللہ تعالیٰ کا نکاح حضرت قدس  
 کی وفات کے بعد ۱۹۱۵ء میں حضرت نواب "ادہ میاں محمد عبد اللہ خان صاحب سے ہوا۔

### میر کی روایا

مجھے اس نکاح سے پہلے جب میں لاہور میں مقیم تھا، ایک روایا ہوئی۔ جس میں میں نے دیکھا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھے فرط مسرت سے حضرت سیدہ امتہ اخیہا بیگم صاحبہ کے نکاح کی مبارکباد دیتے ہیں۔ میں صبح بخیر و رات کے تعلق غور کر رہا تھا کہ محترم بھائی عبدالرحمن صاحب کا یانی آگے اور مجھے مبارکباد دے کر کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایہ اللہ تعالیٰ بصرہ العزیز نے مجھے کایاں سے آپ کو ساتھ لائے کے لئے بھیجا ہے اور فرمایا ہے کہ مزید امتہ اخیہ کے نکاح کی تقریب ہے۔ اسی نکاح مولوی غلام رسول صاحب راہنگی کریں گے۔ اس لئے ان کو لاہور سے اپنے ساتھ لے آئیں۔ یہ سن کر مجھے اپنی راہ کی قیہ معلوم ہوئی۔

چنانچہ میں تیار ہو کر محرم ہجری ۱۳۱۵ء کے ساتھ کایاں پہنچا اور مسجد اقصیٰ میں مورخہ ۱۷ جون ۱۹۱۵ء کو بعد نماز عصر سیدہ امتہ خلیفۃ المسیح الثانی ایہ اللہ تعالیٰ سے دائمہ یز، حضرت نوب محمد علی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سے یہ رگان سلسلہ کی موجودگی میں خطبہ نکاح پڑھا۔ یہ خطبہ عطل مورخہ ۱۷ جون ۱۹۱۵ء میں شائع ہو چکا ہے۔

وان اللہ ذو فضل عظیم      فیعطی من یشاء وما یشاء  
لانا عجب لمثلی حظاً فصل      الا ما فوقہ برزخی القطاء

### جلسہ سالانہ کے موقع پر امامت

ماہ ۱۹۱۹ء کی بات ہے کہ میں جلسہ سالانہ کی تقریب پر کایاں پہنچا۔ رات کو میں نے رات دیکھی کہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے گھر میں رہتا ہوں۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت امیر ایم ملیہ السلام کی قیام گاہ بھی دارالاستخاری ہے۔ اس وقت حضرت امیر ایم ملیہ السلام نے مجھے پکارتے ہوئے لکھنؤ مشک سے بھری ہوئی تھیں عافرانہ۔ میں نے اس میں سے کچھ مشک کھالی۔ اور پھر اس سے کو بیب میں ڈال دیا۔ یہ مشک بہت ہی عمدہ اور خوشبو آتی تھی۔

اس کے بعد میں حضرت امیر ایم ملیہ السلام کے سامنے آیت اسی جامعہ ک لکھنؤ اماما 70

پڑھ کر عرض کرتا ہوں کہ مصعب امامت کا حاکم تھا تو اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ اس وقت جب میں نے زیادہ توجہ سے دیکھا تو حضرت امیر ایمان علیہ السلام کی جگہ مجھے سیدنا حضرت محمود علیہ اللہ تعالیٰ نصرہ و اعزاز نظر آئے۔

دہرے دن جلسہ سالانہ میں حضرت سیدنا علیہ السلام (الشیخ الثانی علیہ اللہ تعالیٰ نصرہ و اعزاز) کا پرمعروف پیچہ جو ”عرفان الہی“ کے مضمون پر تھا، ہوا۔ نماز صبح و عصر کے بعد حضور کا پیکر شروع ہوا۔ و عشاء کے وقت تک جاری رہا۔ سب تقیرتے رہے۔ تو حضور نے اونچی آواز سے میرا نام لے کر رشتہ فرمایا کہ ”مولوی غلام رسول صاحب راہیکی نماز مغرب و عشاء پڑھا میں۔ میں لوگ تھے ہوئے ہیں اس لئے نماز پختہ پڑھانی جاوے۔“

چنانچہ خاکسار نے حضور کے ارشاد کے ماتحت ہر ماہ کے مجمع کو نماز مغرب و عشاء پڑھانی اور اس طرح حضور کی نیابت میں مجھے امامت برائے کاموقع ملا۔ اس واقعہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ہر سہ ماہی کلام اپنے محل و روز، محل مصداق کے لحاظ سے اور افراد عمل کے اعتبار سے مختلف حیثیتوں میں ظہور پذیر ہوتا ہے۔ جیسا کہ رات کے وقت عمارت رہا اسی حاکمک للناس امام کا ہونترہ سہ ماہی کی زبان پر جاری فرمایا گیا۔ اس کا مطلب صرف جلسہ کے حاضرین کی امامت نہ تھا۔ بلکہ یہی سہ ماہی جب حضرت امیر ایمان علیہ السلام کے ہاتھ سے اتر کر حضرت امیر ایمان علیہ السلام پر نازل ہوا تو اس کا ظہور بلحاظ وسعت مکان و زمان و افراد و اقوام بہت ہی وسیع رنگ رکھتا ہے۔

حضرت امیر ایمان علیہ السلام نے اپنی کتاب الہدیٰ و نبصیرۃ لیس فیہ میں بھی اس بارہ میں تشریح فرمائی ہے۔ ”تحریر فرمایا ہے کہ بادشاہ اور معمولی فرد کی ایک ہی روایا کی تعبیر مختلف ہوتی ہے۔“

اس واقعہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا حضرت المصلح الموعود علیہ اللہ تعالیٰ کے بظاہر معمولی واقعات اور حالات بھی بسا اوقات اللہ تعالیٰ کی خاص مشیت اور تصرف کے ماتحت وقوع میں آتے ہیں۔ خدا تعالیٰ آپ پر اپنی جے مار رہے ہیں فرماتے ہیں کہ ”مقام عالیہ کو پورا فرماتے۔“

”میں“

## اصحابی کالنجوم

میں نے وہ دفعہ شف میں دیکھا ہے کہ میں ایک مجلس میں بیٹھا ہوں۔ جہاں حضرت نئی الدین بن عربی کے اس شف کا ذکر ہو رہا ہے۔ جو آپ نے اپنی کتاب فتوحات مکیہ میں درج کیا ہے۔ اور جس میں آپ نے دیکھا کہ آپ نے آسمان کے ستارے کے ساتھ جہاں کیا اور جب اس کے متعلق کسی معجزہ سے دریافت کیا تو اس نے یہ تعبیر کی کہ ایسا شفی ظاہر ہے، یعنی وہ عالم نجوم میں مہارت حاصل کرتا ہے۔

نئی دوران میں میں حاضرین مجلس کو مخاطب کر کے کہتا ہوں۔ کہ حضرت نئی الدین صاحب کے اس شف کا صحیح مصداق میں ہوں۔ یہ نیک آختہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اصحابی کالنجوم بانہم اہلسینہ 71 یعنی میرے صحابہ ستاروں کی طرح ہیں۔ اس میں سے جن کی پیروی کرو گے وہ نیت پا جاو گے۔ پس اس حدیث کی رو سے ستاروں کی تعبیر نبی کے صحابہ ہیں۔ اور حوری اللہ فی حلیل الانبیاء کے صحابی کے اور تمام نبیوں اور رسولوں کے صحابہ کی ثواب پائی جاتی ہے۔ پس کوکب کے ساتھ جماعت سے مراد تمام صحابہ کی جامع ثواب ہے۔ اور اس سے میری طرف اشارہ ہے۔ اور میں حضرت ابن عربی کے اس شف کا مصداق ہوں۔ یہ نیکہ میں حضرت محمد مرسل کا جو حوری اللہ فی حلیل الانبیاء ہیں صحابی ہوں۔

یہ شفی ظاہر دفعہ میں نے دیکھا اور دونوں دفعہ میں نے اس مجلس میں حضرت نئی الدین بن محمد سہاق صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی دیکھا۔

دونوں دفعہ میں نے اس کشف کی تجزیہ کو نہ بجا لیا اور جوش سے بیان کیا۔ اور اس کے بعد کشفی حالت جاتی رہی۔

## عہد شباب اور خدمت دین

ایک دفعہ اپنے بڑے چاچے اور شف کے پیش نظر میں نے سیدنا حضرت السید سلیم بن موعود پر وہ لکھ لکھ کی خدمت باہر گت میں لکھا تھا کہ میں اب بڑھا ہو چکا ہوں۔ اور قوی تر ہو چکے

ہیں۔ یہ حسرت ہے کہ کاش! جوان ہوتا تو خدمت دین احسن رنگ میں بجالاتا۔ اس عریضہ میں میں نے اپنی ایک عربی رباعی بھی تحریر کی۔ جو یہ ہے۔

وَلَوْ عَادَ الثَّيَابُ وَصُرْتُ شَابًا  
لَا ذُرْكُثُ الصَّلَاحِ وَحُبْرُ مَا هَابَ  
وَلَكِنْ لَمْ مَصِي مِنْ غَيْرِ عَوْدٍ  
فَمَلَيْتُ مَهْمَا هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ

حضور ید اللہ تعالیٰ رحمہ والاعزیز نے اس عریضہ کے جواب میں فرمایا کہ  
ہم آپ کے لئے، عائنہ کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو لمبی  
عمر دے گا۔ ”رہی زیا، وہ آپ، میں کی خدمت بریں“

### ایک دلچسپ انٹرویو

ایک مجلس میں ایک میر احمدی مولوی صاحب نے تقریر کی، ”کہا کہ مرزا اب لوگ حضرت مسیح کی نسبت کہتے ہیں کہ وہ مر گئے ہیں۔ اگر وہ اچھا مر گئے ہیں تو عربی زبان میں مسات عیسیٰ کا انترہ قرآن کریم سے لکھا میں۔ اگر اگر ایسا نہ لکھائیں۔ تو تمام مسلمان یا، زمین کہ مرزا اب اپنے دعوے میں جھوٹے ہیں۔“

میں نے جو با عرض کیا کہ مولوی صاحب! کیا آپ کے رہ ایک پہلے نبیوں اور رسولوں میں سے کوئی بنایا رسول فوت بھی ہوا ہے یا نہیں۔ کہنے لگے۔ حضرت مسیح کے سوا سب نبی اور رسول فوت ہو چکے ہیں۔ میں نے کہا۔ جس معیار کو آپ بے چسپ یا ہے۔ اس کے رہ سے تو کوئی نبی، نجات یافتہ ثابت نہیں ہوتا۔ یا آپ قرآن سے لکھاتے ہیں کہ مسات ادم یا مسات نوح یا مسات ابراہیم یا مسات موسیٰ کے الفاظ اس میں فرمائے گئے ہوں۔ اگر ایسا نہیں تو کیا آپ کے رہ ایک یہ سب نبی بھی تک فوت نہیں ہوئے۔ ”رہ دہیں اگر آپ ان کو فوت شدہ تسلیم کرتے ہیں تو بتائیں کہ مسات کے الفاظ کے استعمال کے بغیر کوئی دلیل آپ کے نزدیک ان نبی، نجات کو ثابت کرتی ہے۔ تا میں ہی معیار کے ”رہیجہ سے حضرت مسیح علیہ السلام کی ”نجات“ ثابت چسپ رکوں۔ یہ سن کر مولوی صاحب کچھ کھپا لے سے ہو گئے ”فرمائے گئے کہ ”وَالْعَكَّ الْيَوْمَ رَأَيْتُكَ اللَّهُ الْيَوْمَ“ کے الفاظ سے

حضرت مسیح علیہ السلام کا آسمان پر جانا ثابت ہوتا ہے۔ میں نے کبار رفع کی نسبت مانوں کی طرف نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہے۔ آئے گئے کہ اللہ تعالیٰ بھی تو آسمان پر ہی ہے۔ یا آپ دکھا سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ زمین پر بھی ہی آیت سے ثابت ہوتا ہے۔ میں نے کہا ماں۔ سورہ انعام کے شروع میں ہی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَهُوَ اللَّهُ فِي السَّمَوَاتِ وَفِي الْأَرْضِ [72]۔ یعنی اللہ تعالیٰ مانوں میں بھی ہے اور زمین میں بھی۔ پھر میں نے کہا کہ آیت ہو مَعَكُمْ إِيمَانُكُمْ [73] سے بھی اللہ تعالیٰ کی معیت انسانوں کے ساتھ جگہ ثابت ہوتی ہے۔ اور اسان زمین پر ہی ہوتے ہیں۔ پھر قرآن کریم میں یہ بھی مذکور ہے کہ جہاں تمیں آئی اکتھے ہوں۔ وہاں پورا خدا تعالیٰ ہوتا ہے۔ اور جہاں پاؤں ہوں وہاں پورا خدا تعالیٰ ہوتا ہے۔ اس سے بھی خدا تعالیٰ کا زمین پر ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اس پر مولوی صاحب نے بالکل خاموشی اختیار کر لی۔

### علماء کی طرف سے افسوسناک تحریف

فیہ احمدی علماء نے علماء نصاریٰ کی تائید میں حیات مسیح کو ثابت کرنے کے لئے تحریف لفظی و معنوی کے افسوسناک نمونے دکھائے ہیں۔ سیالکوٹ کے مجتہد ”مفتاح راضی“ کے مرید امام حسین و مرید امام حسن جو دنیا میں قوم کے معزز و زکین تھے۔ جب اہل حدیث سے احمدی ہوئے تو مولوی محمد امجد علی صاحب سیالکوٹی کو جو خود بھی اہل حدیث تھے، اس اطلاع سے بہت متحیر ہوئے۔ وہ انہوں ہی یوں کے پاس گئے۔ اور انہیں مرتد کرنے کے لئے ان کے مکان کی چھت پر چڑھ کر آیت ہَا عِيسٰی اِنْسٰی مَثْوٰیکَ وَ دَافِعْکَ کی تائید کرتے ہوئے بجائے دَافِعْکَ اِلٰی کے دَافِعْکَ اِلٰی السَّمَاءِ پڑھنے لگے۔ جب انہوں ہی یوں نے کہا کہ مولوی صاحب آقا یوسف کا نمونہ نہ لکھاؤ۔ اور اِلٰی کو اِلٰی السَّمَاءِ نہ پڑھو تو مولوی صاحب نے کہا کہ مجھے تو آپ کے مریدان ہوئے سے بے حد صدمہ ہوا ہے۔ آپ میرے پرے سے ”مست“ و ”محب“ تھے۔ بے شک میں نے جگہ اِلٰی السَّمَاءِ پڑھنا تحریف ہے۔ لیکن میں نے معنوں کو واضح کرنے کے لئے ایسا کیا ہے تاکہ آپ مراد آیت سے ثابت ہوئے اور وہیں فرقہ اہل حدیث میں آج ہیں۔



## تخریف اور خدا کی گرفت

نئی طرح کا ایک واقعہ ضلع سیالکوٹ تحصیل پرہر کے ایک گاؤں کا ہے۔ وہاں پر عظیم مولوی نظام الدین صاحب ایک احمدی رہتے تھے۔ انہوں نے چند املاکات مجھے سنایا کہ میرے رشتہ داروں میں سے نئی طاقت کے ایک گاؤں میں ایک مولوی صاحب رہتے تھے جو وہاں بھی تھے۔ ”رحیمت مسیح کے عقیدہ کے اس قدر حامی تھے۔ کہ شب و روز ان کی بحث اور وہاں ان موضوعات پر ہوتا تھا۔

جب ان کی خدمت میں آیت یا عیسیٰ انی مسوفیک و راجعک فتح یشرا کے تدارک پیدا ہوتا۔ تو وہ نہایت جوش سے قدیم ہاتھ کے ساتھ فقرہ منسوفیک کو و حاسل العین انصوبک فوق العین کثروا الی یوم النیمة 74 کے بعد رکھتے۔ کچھ عرصہ تو وہ اپنے جذبہ جوش میں مسوفیک کو زبانی موثر کرتے رہے۔ پھر اسوں نے اسی جذبہ کی شدت سے علماء سے یہ مشورہ سراٹھایا کہ یہاں نہ قرآن کریم کے تازہ ایڈیشن میں اس فقرہ کو موثر طبع یا جائے۔ علماء نے کہا کہ بے شک یہ لفظ بے مؤثر لیکن اگر اس کو طباعت میں پیچھے کیا گیا تو لوگوں میں شور مچ جائے گا۔ ورنہ سخت اعتراض ہو گا اس پر مولوی صاحب نے کہا کہ کچھ بھی ہو۔ میں یہ کام خود کروں گا۔ چنانچہ انہوں نے علماء کے بہت سارے پیچھے کیا۔ اور امر تر پیچھے لیکن وہاں تمام مطبع والوں نے اس طرح تخریف کرنے سے قرآن کریم کو طبع کرنے سے انکار کر دیا۔ اس پر وہ ایک سکھ مطبع والے کے پاس گئے اور بہت سارے پیچھے اس غرض کے لئے پیش کیا۔ لیکن اس نے بھی مسلمانوں کے ذہن سے تہمت نہ کی اور انکار کر دیا۔

مگر مولوی صاحب مذکور کے رہ میں کچھ ایسا جنون مایا ہوا تھا کہ اسوں نے اس غرض کے سے مطبع کے پتھر وہاں سے خرید لئے۔ اور یہاں ”دنیا کہ“ وہ اپنے گاؤں میں طباعت کا انتظام کر کے تخریف کے ساتھ قرآن کریم طبع کرائیں گے۔ لیکن ان کے گھر پہنچنے پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے عجیب پُرہیت نثار ہوا۔ مولوی صاحب اور ان کے اہل عیال یا ایک طاعون کی پڑت میں آ گئے۔ اور ایک ہی رات میں گھر کے سب نفوس موت کی نذر ہو گئے۔

صبح جب لوگوں کو معلوم ہوا تو شور قیامت مچا ہوا۔ مولوی نظام الدین صاحب نے بتایا کہ ہم بھی عزیمت کے لئے ان کے گھر گئے۔ وہاں بہت سے لوگ جمع تھے گھر میں جہاں کے لئے پتھر پڑے

ہوئے تھے۔ اور لوگ باتیں کر رہے تھے۔ کہ مولوی صاحب اور ان کے اہل و عیال کی تباہی دراصل  
 اس بے دینی کی وجہ سے ہوئی ہے کہ انہوں نے مرزا صاحب کی مخالفت میں قرآنی آیات کو گچھے  
 کر کے چھاپنا چاہا۔ مولوی نظام الدین صاحب نے بتایا کہ سب میں نے یہ بات سنی تو میرے دل  
 میں بہت خوف اور تربت پیدا ہوئی۔ اور اس ہونا ک اور اشت انگیزہ واقعہ سے حد تعالیٰ نے میری  
 سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف رہنمائی کی۔ اور آپ کو قبول کرنے کی توفیق دی۔  
 اس واقعہ سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ حد تعالیٰ قرآن کریم کی حفاظت کا وعدہ اس س رنگ میں  
 پورا فرما رہا ہے۔ اور اس کی حفاظت کے لئے کتنی نیت رختا ہے۔

یہ طرح معوی غریف کے نمونے بھی بڑے بڑے علماء سے ظاہر ہوئے۔ چنانچہ موقیسی کے  
 معنی دفعسی لے گئے۔ اور دوح کو اسمانی رفع کے معنوں میں یا یا اور یہ مخصوص معانی بھی  
 صرف حیات مسیح کے ثابت کرنے کے لئے لے گئے۔ ورنہ قرآن کریم میں ہی جگہ لفظ موعود اس  
 کے مشتقات مختلف معنوں میں استعمال ہوئے ہیں۔ لیکن ماں پر اور معنی سے جاتے ہیں۔ خواہ  
 محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت اَوْتَوْا لَكَ اَوْ تَوَلَّوْا لَكَ کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ اور  
 ورفعالک کے الفاظ بھی۔ اور ہوئے ہیں۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلق توفی کے لفظ  
 سے سوائے وفات کے اور کچھ نہیں یا یا۔ ورنہ دفع سے "رفع الی السماء" لیا جاتا  
 ہے۔ صرف حیات مسیح کے عقیدہ کو ثابت کرنے کے لئے ہی ایسی اور حقیقت مایہیں کی جاتی ہیں۔

### بعض متبرک خطوط

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام۔ حضرت غلیۃ المسیح اہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت  
 غلیۃ المسیح الہی ایدہ اللہ تعالیٰ، سرور العزیز کے تبرک خط و طے میں سے نئی ایک غیر معمولی حوالہ  
 کی نظر ہو گئے۔ جو میرے پاس محفوظ ہیں ان میں سے چند ایک ذیل میں درج کرنا ہوں۔

(۱)

خط حضرت غلیۃ المسیح اہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو حضرت نے مجھے احمدیہ ہائیکس لاہور  
 کے پتہ پر ارسال فرمایا۔

”السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔“

اللہ تعالیٰ آپ کا خاندان و ماضی ہو۔ میں آپ پر بالکل خوش ہوں۔ والسلام

نور الدین۔ ۲۴ ستمبر ۱۹۱۲ء

پتہ: بخدمت شریف مولوی غلام رسول صاحب راجپلی

احمدیہ لجنہ کس۔ ۱۰ اک خانہ نکلا۔ لاہور

یہ خط حضور نے مجھے اس وقت تحریر فرمایا۔ جب ذاکر سید محمد حسین عابد صاحب اور المرمز یہ قطب دیکھ صاحب میرے خلاف حضرت کے حضور شکایت لے کر گئے کہ میں اپنے خطبات میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے درجہ کے انکبار میں ٹلوتا ہوں۔ حضرت خلیفہ اہل نے اس کو یہ جواب دیا کہ جو درجہ حضرت صاحب کا مولوی دیکھتے ہیں میں ان سے زیادہ سمجھتا ہوں۔ اور میرے خط کے جواب میں یہ قطب بطور خوشنودی کے رقم فرمادے۔

(۲)

خط حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو حضور نے مجھے لاہور احاطہ میاں تہ شائین صاحب کے پتہ پر ارسال فرمایا۔ میں اس وقت بیمار تھا۔ اور حضور کی خدمت میں قادیان جانے کی اجازت کے واسطے عرض کیا تھا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

”آپ کو اختیار ہے چاہیں تو بے شک تشریف لا میں۔ یہاں

”آپ کا گھر ہے اور ہم آپ کے دوست ہیں

والسلام

نور الدین ۲۶ مئی ۱۹۱۲ء

پتہ: بخدمت شریف مولوی غلام رسول صاحب راجپلی۔

احاطہ میاں تہ شائین صاحب۔ شہر لاہور

(۳)

مندرجہ ذیل خط سیدنا حضرت صاحبہ " و مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب مدد اللہ تعالیٰ کی طرف سے میرے نام تجہ ۱۹۱۳ء میں پیرکوٹ تحصیل جانیو آباد ضلع کوٹہ انوار کے پتہ پر جہاں میرے سرال ہیں موصول ہوا۔ اس وقت میں یہ تھا۔ (اس یادری کا ذکر اس وقت کے مقام پر چکا ہے)

دکتر می مولوی صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

"پاپ کا کارڈ ملا۔ میں آپ کے لئے بہت دعا کرتا ہوں۔ اور ایک عرصہ سے براہِ سرِ رہا ہوں۔ قریباً پانچ ماہ۔ اور اللہ تعالیٰ سے بہت کچھ امید رکھتا ہوں۔ لاہوری فتنہ بیدار ہو رہا ہے اور آگے سے بہت زیادہ سختی سے۔ گویا کوشش کی جاتی ہے کہ اس کام کو مایا میٹ کر دیا جائے۔ جو حضرت صاحب نے شروع کیا تھا۔ آہ۔ آہ۔ آہ۔ اللہ تعالیٰ ہی رحم کرے اور فضل کرے۔ اب کے جماعت کا کثیر حصہ ان کے ساتھ ہے۔ میری نسبت طرح طرح کی افواہیں مشہور کی جاتی ہیں۔ کہتے ہیں سلسلہ کا سب سے بڑا دشمن ہے کم سے کم رانی معک ومع اہلک 75 کا الہام ہی یاد رکھتے۔ پیغام صلح نے الفضل پر اعتراض بھی شروع کر دیے ہیں۔ حلیۃ المسیح کے حکم سے ان سے جواب بھی مانگا ہے۔ مداح اور مع سازی کو کام میں لایا جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ رحم کرے۔ میں ایک کمزور انسان ہوں۔ اس قدر فساد کارو کنا میرے اختیار سے باہر ہے۔ خدا کا ہی فضل ہو تو فتنہ دور ہو۔ یہ وقت ہے کہ جماعت کے مخلص و مادیوں سے کام لیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل کے طالب ہوں۔ شاید الفضل کا اس طرح اچانک بکھلا ہی ان حکمتوں پر مبنی تھا۔ میاں عبدالرحمن صاحب کو بھی میری طرف سے السلام علیکم ورحمۃ اللہ پہنچا دیں (میاں عبدالرحمن صاحب سے مراد میرے برادر سہتی ہیں)۔ والسلام

خاکسار مرزا محمود احمد

(۴)

بسم اللہ الرحمن الرحیم محمد و پھلی علی رسولہ الکریم

ہام ملکم، رمتہ اللہ یرکاتہ

آپ کا خط آیا۔ حضور فرماتے ہیں:-

”میں آپ کے لئے دعا کرتا ہوں۔ اور آپ سے خوش ہوں۔ دفتر سے جواب طلب کیا گیا ہے کہ یوں جواب نہیں دیا۔ اور کانفرنس کے وقت بھی، افسران کو تنبیہ کی گئی تھی کہ یوں آپ کو نہیں بلایا۔ والسلام

اربعہ ۱۱ اک قادیان۔ مورخہ ۱۹ اپریل ۱۹۲۳ء

رحیم بخش۔ خادم اک

(۵)

عریفہ از طرف خاکسار و جواب سیدہ حضرت علیہ السلام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ و العالیہ  
سیدہ حضرت اقدس صلوات اللہ علیہم السلام رحمۃ اللہ علیہم کا کہ۔

غیر ہمت مطلوب۔ خاکسار ضلع جالندھر اور ضلع بہاولپور سے فارغ ہو کر مکرانا حضرت ماطر صاحب کے حکم سے ۳ رات یعنی ۳ اپریل کی شام کو، ایس۔ اے۔ لاہور میں کچھ دنوں کے لیے محصور رہے۔ گھر میں تشریف لائے ہیں۔ اور میں نے چار روپے نہ رخصت ہو کر رخصت سے پیش کرتے ہیں۔ ۳ تنخواہ ملتی تھی۔ میرے دل میں خیال آیا کہ روپے پیش کرنا تو خوب کام دہندہ ہے۔ جو میرے اختیار میں ہے۔ دو سو روپے، اربوں باقی حصہ اللہ تعالیٰ کے تصرف اور قبضہ میں ہو جس کے روپے اور منشاء عنایت اور توجہ اور شفقت کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ اور میرے اختیار سے بڑھتا ہے۔ یہ حقیر رقم مبلغ چار روپے محسور کی خدمت میں ارسال ہے۔

۱۔ قبول اقتدر ہے عزتہ ف۔

(خاکسار غلام رسول راجپوت) ۲۲/۳/۲۳

حضور کا جواب جو آپ نے اسی عریضہ کے اہر قلم مبارک سے تحریر فرمایا۔

”مکرمی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بجز اللہ احسن الجزاء۔ اللہ تعالیٰ اس کے روحانی پہلو کو بھی پورا

کرے۔ اور چاروں اطراف عالم میں آپ کے ذریعہ سے احمدیت کا

اعلیٰ اور مصطفیٰ بچ بویا جائے۔ والسلام

خاکسار مرزا محمود احمد

(۶)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایہ وہ اللہ بندہ والہ عزیر کامند درجہ ایل ارشاد مجھے جھنگ مہدیانہ

میں معرفت بابو محمد اسماعیل صاحب نشن مارہ موصول ہوا۔

زوفۃ ۲۰۱۰ء تا ۲۰۱۱ء

”مکرمی مولوی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

موری ۲۷/۷/۸۰۔ آپ کا خط حضرت اقدس کی خدمت بابرکت میں پہنچا۔

حضور نے خوشی کا اظہار فرماتے ہوئے فرمایا۔ کہ ”ہم آپ کے کام سے

خوش ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی زبان میں تاثیر اور کام میں برکت دے۔“

(یوسف علی پرائیویٹ سیکرٹری)

(۷)

خاکسار نے ایک جواب دیکھا تھا کہ میری وفات ہوئی ہے اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح

ثانی یہ وہ اللہ بندہ والہ عزیر ہے۔ میں نے اس بارہ میں حضور ایہ وہ اللہ تعالیٰ کی

خدمت بابرکت میں عریضہ لکھا۔ جس کے جواب میں حضور کامند درجہ ایل ارشاد موصول ہوا۔

۲۷ موری ۱۳۲۹/۵/۹۰ مکرمی حضرت مولوی صاحب۔

اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آپ کی چٹھی موری ۳۲/۸/۲۲ حضرت

خلیفۃ المسیح الثانی کے ملاحظہ میں آئی۔ حضور نے دعا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ

خوابوں کو مبارک کرے۔ روپیہ مل گیا ہے۔ جزاکم اللہ۔ وفات تو  
 اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ کون پہلے پا جائے۔ لیکن آپ میری زندگی میں  
 فوت ہوں تو اللہ شہ و ر خود جتنا زور دے ہوں گا کہ آپ صحابی، سلسلہ  
 کے مبلغ، و مخلص خادم سلسلہ ہیں۔ والسلام

خاکسار قمر الدین  
 برائے پراویہ بیکری

### اعلان مصلح موعود اور میرا عریضہ تہنیت

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الہی اے واللہ تعالیٰ نصرہ العزیز نے جب مصلح موعود ہونے کا  
 مان فرمایا تو خاکسار نے حضور کی خدمت میں ایک خط لکھا جو حضور کے قلمی جواب کے ساتھ میل میں  
 دیا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم محمد و مصلی علی رسولہ الکریم و آلہ مع تسدیم و  
 مسیح الموعود و آلہ الموعود

سیدنا حضرت اقدس صلوات اللہ علیکم مع البرکات کذبها و افارکم اللہ لودا  
 فوق کل فوز عظیم۔ آمین  
 ثم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ خیریت مطلوب۔

الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ حضور اقدس کا خطبہ جمعہ جس میں حضور نے ”مصلح موعود“ کی بشارت طیبہ کا  
 الہام الہی اور اعلام خداوندی کی بنا پر اپنے تئیں مصداق قرار دے کر اعلان فرمایا ہے۔ مجھے بھی سر  
 میں پڑنے کا موقع ملا۔ یہ اعلان خدا تعالیٰ کی مہلی شہادت اور امتعات کی تصدیق ہے ”نور علی نور کی  
 شان رکھتا ہے۔“ رجمہ افرات جماعت احمدیہ کے لئے یہ اعلان خلافت مانیہ کے ”میں عید جہاد کی  
 حیثیت رکھتا ہے خدا تعالیٰ اس فرخندہ اعلان کو حضرت مہدی، جماعت احمدیہ اور رجمہ قوم عام کے  
 سے برکت بناے

پہ فصل حضرت رب تبارک  
 مبارک ہو۔ مبارک ہو۔ مبارک ہو





بات عجیب معلوم ہوتی ہے کہ ایک طرف ان کے مکان الگ الگ بھی ہیں اور پھر دارالسمیح کا حصہ بھی ہیں۔ چنانچہ میرا مکان بھی انی طرح دارالسمیح کا حصہ بنایا گیا۔ پھر مجھے دارالسمیح کے امیر ایک لکاکہ کے نہایت ہی معتمد پانی سے غسل کر دیا گیا۔ غسل کے بعد میں یہ رہا ہوا گیا۔ شاید اس رہا کی تعبیر کا خلق تحریک جدید کے چہرہ دینے سے ہو۔ واللہ اعلم باسرارہ۔ حضور قدس کی دعاؤں کی برکت سے۔ اللہ تعالیٰ اپنے اس عہد حقیر کو ان برکات کے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت مسیح موعود، علیہ السلام اور آپ کے خانا، آئے ہیں، وہ سب نصیب فرمائے۔ اور مع اہل و عیال و سلسلہ اولاد نصیب فرمائے۔ بلکہ تمام افراد جماعت کو نصیب فرمائے۔ ورحمہ تعالیٰ شہید محبت ہم سب کو اس قدر نصیب ہو کہ اس کی راہ میں قربانیاں کرنے میں ہمیں اہل سے اعلیٰ لذت محسوس ہوں، اور اللہ تعالیٰ حضور قدس کے اس ورحمہ کی برکات سے ہمیں بھی کامل طور پر متعین فرمائے۔ آمین ثم آمین

مازیم پہ ایں دور کہ از خیر کثیر است	شامیم کہ بر وصل عمر وصل بھر است
آں مودہ کہ دادست بہا احمد مرسل	ارہتی حدائے کہ طیم است و نخب است
یک مصلح موعود ز اولاد من آید	ایں امر و تقدیر حدیث قدیر است
آں مظہر آیات جمال است و جمال است	آں خز رسل پنج شیر است و نذیر است
حد شکر کہ دیدیم رخ مصلح موعود	با حلود فزوں تر شد و مہر منیر است
ور دنی مسیحا ہمہ اوصاف او مذکور	ہر وصف عجب معجزہ از رب نصیر است
چوں مہر جہاں تاب دریں عالم تاریک	ارہام لای و اتنا و خسیر است
از کلمہ تجید بعد مجد و علایافت	آں رجب و توقیر کہ از خیر کثیر است

جواب خط از طرف سیدنا:-

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایہ دلائل تعالیٰ شہد و العزیز نے اس خط کے جواب میں اس کے حاشیہ پر اپنے دست مبارک سے مندرجہ ذیل الفاظ تحریر فرمائے:-

میری مولوی صاحب کا اللہ معک

اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا خط مع ایک سوریہ کے ذیل کے شریح

تفصیل ملا۔ جزاکم اللہ حسن الجزاء۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے فضل سے مقررہ  
ذمہ داریوں کو ادا کرنے کی توفیق بخشے اور نصرت اسلام اور اعدائے اسلام کی قوت  
بخشے۔ والسلام

(خاکسار مرزا محمود احمد)

## نصرت الہی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں ایک دفعہ جب میں ٹرانسواچ کے دیہات میں تبلیغ  
کے واسطے رہا، ایک تپا۔ تو بعض احمدیوں نے شکایت کی کہ جب ہم مسجد میں نماز کے سے جاتے ہیں  
تو میوں غلام حسین صاحب اور میاں فضل حسین صاحب ہمیں ڈال اور کورہوں کو ماتھ کاٹنے سے منع  
کرتے ہیں اور کہتے ہیں تم کافر ہو اور تمہارے آنے سے مسجد پاک ہو جاتی ہے۔ میں نے کہا کہ نبی  
کے ماننے والوں کے ساتھ یہی سلوک ہوتا ہے۔ آپ کچھ دس صبر کریں۔ میں کجرات جا کر چوہدری  
نواب صاحب تحصیلدار سے جو مخلص احمدی ہیں مشورہ کروں گا کہ غیر احمدی کس طرح شرارت  
سے رک سکتے ہیں۔

یہ بات جب میوں غلام حسین اور میاں فضل حسین تک پہنچی تو میاں فضل حسین نے فوراً ایک  
درخت کجرات کے اپنی مشن کی خدمت میں بھیج دی کہ وہ موضع راہیکی میں کچھ نہایت ہی مفید مرزائی  
رہتے ہیں جن سے ہمیں قتل کا خطرہ ہے۔ آپ ہماری حفاظت کا انتظام فرمائیں۔ اپنی مشن نے اس  
درخواست کو پاہڑیاں والی کے قنایدار کے پاس پیش کے لئے بھیج دیا۔

لہذا ان کی نصرت کے ذمہ بھی برالے میں۔ مجھے کچھ روز مشترکہ قصبہ منگووال کے ایک رئیس  
میوں پیر بخش صاحب نے بلا کر کہا کہ میرا بچہ جس کی عمر سات آٹھ برس کی ہوئی۔ اچانک فوت ہو گیا  
ہے۔ جس کا مجھے شدید صدمہ ہے۔ آپ اس کا مرثیہ لکھ دیں۔ جس میں بچہ کی تاریخ وفات بھی  
آجائے۔ چنانچہ میں نے وہاں بیٹھے بیٹھے قاری اور اراکین میں، نظمیں لکھیں۔ ان میں ان کی خوشامد  
کے مطابق تاریخ وفات بھی آگئی جسے میاں پیر بخش صاحب نے بہت پسند کیا۔

انہیں دنوں پاہڑیاں والی کے قنایدار جوہنہ کے نام سے مشہور تھے۔ کجرات سے آتے ہوئے  
کچھ دیر کے لئے منگووال ٹھہرے۔ عصر کا وقت تھا۔ میاں پیر بخش صاحب نے رات قیام کرنے کے

لئے اصرار کیا۔ مہتہ صاحب نے کہا کہ موضع را جلی کے غیر احمدیوں کی طرف سے ڈپٹی کمشنر کی خدمت میں درخواست دی گئی ہے کہ ہمیں احمدیوں کی طرف سے قتل کا خط دے۔ اس لئے مجھے قہر ہی پاتا ہے۔ لیکن چنانچہ ہے۔ تاکہ تحقیق کر سکوں اس پر میں پیر بخش صاحب نے مہتہ صاحب سے کہا کہ موضع را جلی میں ایک احمدی مولوی غلام رسول صاحب بھی ہیں جو میرے دوست ہیں۔ آپ سنا ہوا خیال رکھیں۔ چنانچہ مہتہ صاحب میرا نام نوٹ کر کے پابریاں دہلی چلے گئے۔ اور کچھ دن بعد صبح تھوکر صاحب کا پرہیز گار گھرا کر فریقین قحانے میں حاضر ہوئے۔

چنانچہ احمدیوں کی طرف سے میں اور میرے بھائی میاں شرف الدین صاحب اور میاں غلام حیدر صاحب رضی اللہ عنہ اور خیر احمدیوں کی طرف سے میاں غلام حسین صاحب اور میاں فضل حسین صاحب پابریاں دہلی پہنچ گئے۔ تھوکر صاحب نے سب سے پہلے پوچھا۔ تم میں مولوی غلام رسول صاحب کون ہیں؟ میں نے کہا فرمایا ہے۔ سنئے گئے۔ آپ کبھی پریشانی نہیں۔ پھر خیر احمدیوں سے دریافت کیا۔ آپ کی تعداد کتنی ہے۔ انہوں نے جواب دیا ان چند احمدیوں کے سوا باقی سارا گاؤں ہمارے ساتھ ہے۔ اس پر تھوکر صاحب کا پیرہیز گار ہوا۔ ”رہنمایت درشت لہجے میں کہنے لگے۔ ”یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ سارے گاؤں کو چند احمدیوں سے قتل کا خط دے دو۔ یہ شخص جھوٹا رہتا ہے۔ بہر حال میں غمی کے کاغذات ڈپٹی کمشنر کے لئے عدالت میں بھیج دوں گا۔ وہاں سے ہفتہ عشرہ تک نمن جا میں گئے فریقین مقررہ تاریخ پر کجگاہ حاضر ہو جائیں۔“

کچھ دنوں کے بعد ہمارے تمام نمن آگئے اور ہم ڈپٹی کمشنر کے ساتھ عدالت میں حاضر ہو گئے۔ ڈپٹی صاحب نے فرمایا۔ ”میں احمدیوں کو خوب جانتا ہوں وہ امن پسند لوگ ہیں، ہم ہمیشہ مفید نہ کارہ یوں سے مجتنب رہتے ہیں۔ بہت سی جگہوں پر انہوں نے فریقہ صلیح کر لیں۔ اور یہ وہاں کی ضمانت دینی پڑے گی۔“ اور جو فریقہ ضمانت پیش نہیں کرے گا میں اس کو حوالہ میں ڈال دوں گا۔“ جب ہم عدالت کے سرے سے باہر چلے تو ملک عنایت اللہ صاحب احمدی مجھے میاں غلام حسین اور میاں فضل حسین کی موجودگی میں کہنے لگے مولوی صاحب انکر کی کوئی بات نہیں ضمانت جتنی بھی دینی پڑے گی، میں دے دوں گا۔ انہوں نے دیکھا کہ احمدیوں کی مدد کے لئے تو کجگاہ سے ہی لوگ پہنچے ہیں۔ تو انہوں نے مجھے بہانہ صلیح کر لیتی چاہئے۔ چنانچہ صلیح نامہ لکھا گیا اور فریقین کے دستخطوں

کے ساتھ عدالت میں پیش کر دیا گیا ۔

مراخواہ کی وخواہ ام آمدی

نظر پختہ تر کن کہ خام آمدی

## جھوک مہدی والی

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عند سعادت میں میں نے ایک روحانی تصنیف  
”نظم“ ”جھوک مہدی والی“ کے عنوان سے منظوم کی تھی۔ اس کو حضور قدس نے من کر پسند فرمایا۔ یہی  
طرح حضرت حلیفہ المسیح اولؑ حضرت حلیفہ المسیح الثانیؑ امیر و قائد تعالیٰ حضور و اعجاز نے بھی من کر  
پسند فرمایا۔ اس نظم کا کچھ حصہ ذیل میں طور انتخاب کے رت کیا جاتا ہے ۔

### انتخاب

شیبہ فی سیول مای جے یے مسیح فی	چھوڑ مہدی آ گئے ساڈے۔ اس فی
بنا محمد ہوئے مہدی ۔۔۔ بھیس فی	جھوک سج مہدی والی ہوئی منظورے
قادیسیں دیا احمد نبیؑ نورے	مام مولا دے مقول رسولؐ نوں
پاک مسیح احمد مہدی مقبول نوں	
جھوک مہدی	والی
سُلیاں فی سینے مہدی آیا جہان دے	پتے تے خبر اں عید ۔۔۔ کھئے قرآن دے
آہیت حدیثاں دیکھو ایس دی شان دے	جھوک مہدی والی ہوئی منظورے
قادیسیں دیا کل نمایاں دا نورے	مام مولا دے مقول رسولؐ نوں
حضرت امام مہدی عیسیٰ مقبول نوں	
جھوک مہدی	والی
”کہیں نماں“ بھیس کھل قرآن نوں	سمجھ کے دتیں ذرا ایس بیان نوں
کیویں توں ”میں چنے“ آیا ؟ مان نوں	جھوک مہدی والی ہوئی منظورے
قادیسیں دیا کل نمایاں دا نورے	مام مولا دے مقول رسولؐ نوں

چھوڑ دیکھئے سے من کو مقبول نوں

جھوک ہادی والی

سارے نشانِ جبر سے بچے قرآن و حق ایسے دے وقت ظاہر ہوئے جہان و حق  
وئی کوئی سبھاں ایس دی شان و حق جھوک مہدی والی ہوئی منظورئے  
تاہیں دنیا کل نبیاں نور سے نام مولا دے منوں رسول نوں  
منوں امام مہدی عیسیٰ مقبول نوں

جھوک ہادی والی

چن تے سورج امدے ہوئے مائی نے زمین آسمان بڑی و حق غلامی اے  
و حق جسب شامد ایس دے عائی نے جھوک مہدی والی ہوئی منظورئے  
تاہیں دنیا احمد عربی دا نورئے نام مولا دے دیکھو رسول نوں  
منوں امام مہدی عیسیٰ مقبول نوں

جھوک ہادی والی

تھل کے اکھاں دیکھو دنگاں باراس نوں دھیاں دریاواں مالے نکلیاں شہراں نوں  
ڈاک بھی دیکھو مالے ریاں تے تاراس نوں جھوک ہادی والی ہوئی منظورئے  
تاہیں دنیا کل نبیاں نور سے نام مولا دے دیکھو رسول نوں  
منوں امام چھوڑو بحث فضول نوں

جھوک ہادی والی

دیکھو طوفان مالے دیکھو بھونپالاں نوں پھڑپھڑائے ہویا ملک سبھاں دبالاں نوں  
پکڑے نے ظالم اپنے برے اعمالاں نوں جھوک ہادی والی ہوئی منظورئے  
تاہیں دنیا کل نبیاں دا نورئے نام مولا دے منوں رسول نوں  
منوں امام مہدی عیسیٰ مقبول نوں

جھوک ہادی والی

کھڑے رہی موئے مارے حاکم دے مال بھونپالاں دے بہن سنے خون دے



وہ وہ وہ لوگ میرے تادم میں جا رہے تھے  
 روئے نے بیعت جا ماں گھول رہا ہے نے  
 تادم میں دنیا کل نبیاں اور نور  
 نہ نہ پلو مومنوں میں مقبول نوں

جھوک ہادی والی

مہدی امام اساتذہ ابویں ہی آیا ہے  
 قد میونہ گندی رنگہ سولیا ہے  
 تادم میں دنیا احمد عربی اور نور  
 مام سولا دے متوں رسول نوں

مہدی ہے چشمہ کوئی حسن جمال اور  
 رہش پیرانی دے حسن مال اور  
 تادم میں دنیا کل نبیاں اور نور  
 متوں مسیح احمد مہدی مقبول نوں

جھوک ہادی والی

تک نہ اپنا سہے دل نکلتا  
 تک کے چلے سوئی چال جہاں جانا  
 تادم میں دنیا احمد نبی دا نور  
 نہ نہ پلو مومنوں میں مقبول نوں

جھوک ہادی والی

مہدی دے گھے چکے نور رسول دا  
 راہ دکھایا میں اصل اصول دا  
 تادم میں دنیا کل نبیاں دا نور  
 مام سولا دے متوں رسول نوں

دیکھو امام مہدی جیسے مقبول نوں

جھوک ہادی ہادی والی

تیرے مہدی مال ہتے اقبال دے  
وین دی حالت چو نچنی نال تے  
تادہیں ونیا فل نہیاں دا نور تے  
پاک مسیح احمد مہدی مقبول نوں

جھوک ہادی ہادی والی

اُس گے دشمن سارے چھوڑ میدان نوں  
بیٹا کئے مہدی فتح جہان نوں  
تادہیں ونیا فل نہیاں دا نور تے  
مہدی امام احمد جیسے مقبول نوں

جھوک ہادی ہادی والی

ہادی ہے آیا سر تاج رسولان دا  
زندہ اس کیتا نام سب مقبولان دا  
تادہیں وسیا احمد عربی دا نور تے  
مرا نہ بولو مومنوں ایس مقبول نوں

جھوک ہادی ہادی والی

رحمت دے مہینہ کوئی دتھلے جناب تھیں  
فضل ہے ہويا کوئی باجھ حساب تھیں  
تادہیں وسیا احمد عربی دا نور تے  
مرا نہ بولو مومنوں ایس مقبول نوں

جھوک ہادی ہادی والی

کھئے عجیب مسئلے عشق دے باب تھیں  
عاشق پئے تھیں تھوے باجھ ثواب تھیں



حسن دے جلوے اٹھتے چمک تباب تھیں جھوک ہادی والی ہو گئی منظور ہے  
 تادہیں دنیا کل نمایاں دا نور ہے امام مولا دے دیکھو رسول نوں  
 منوں مسیح احمد مہدی مقبول نوں

جھوک ہادی والی

کھول گھماوے اپنی جان پیارے توں مہدی امام احمد نور سہارے توں  
 لعل یہ پتالہ جا جگ ہے سارے توں جھوک مہدی والی ہو گئی منظور ہے  
 تادہیں دنیا کل نمایاں دا نور ہے امام مولا دے حقوں رسول نوں  
 مندا نہ ہو لو مہسوں ایس مقبول نوں

جھوک ہادی والی

دیکھو فی سبوت لگے بھگ جہان نوں تارو دے بیجا مولا باٹ یدیاں نوں  
 نور نمایاں بھریا زمین آسمان نوں جھوک مہدی والی ہو گئی منظور ہے  
 تادہیں دنیا کل نمایاں دا نور ہے امام مولا دے حقوں رسول نوں  
 منوں امام پختہ دہاں مقبول نوں

جھوک ہادی والی

خو حرج و کرہ توپ اتار تھیں مہ نہ موڑو ایس نبی دے یار تھیں  
 ہو نہ مکر حام قوم کفار تھیں جھوک ہادی والی ہوئی منظور ہے  
 تادہیں دنیا کل نمایاں دا نور ہے امام مولا دے حقوں رسول نوں  
 مہدی امام احمد عیسیٰ مقبول نوں

جھوک ہادی والی

کرو کوئی حیلہ پاس ہادی دے جان دا مہیا نہ ایہہ عظمت چنگ گنوں د  
 سکھ لو دل رٹھڑے یار منان دا جھوک ہادی والی ہوئی منظور ہے  
 تادہیں دنیا احمد عربی دا نور ہے امام مولا دے دیکھو رسول نوں  
 پاک مسیح احمد مہدی مقبول نوں

جھوک ہادی والی



مہدی امام چنے احمد مقبول نوں

جھوک مادی مادی والی

بوہڑ کھان مادی کدی سار لے میری دے چنگی یا مندی عاتز بندی ماں تیری دے

مٹی میں چٹھی مہدی تیری ماں ڈسیری دے جھوک مادی مادی والی ہوئی منظور دے

تادہیں وٹیا کل نبیاں دا نور دے نام مولا دے متوں رسول نوں

چھڈو بکھیرے من لاو مقبول نوں

جھوک مادی مادی والی

سب شایاں وٹوں ہڈی جہار میں حال نہ کوئی یوں نگھاں دی پار میں

بوہڑ آ کدے ہادی ہوئی خوار میں جھوک مہدی والی ہو گئی منظور دے

تادہیں وٹیا کل نبیاں دا نور دے نام مولا دے متوں رسول نوں

مہدی امام چنے احمد مقبول نوں

جھوک ہادی ہادی والی

روداں میں مٹی لکھتے عیب میں بھارے نے وچہ گناہاں دن رات گزارے نے

فضل میں منکاں فضلوں پار اتارے نے جھوک ہادی والی ہو گئی منظور دے

تادہیں وٹیا احمد عربی دا نور دے نام مولا دے متوں رسول نوں

چھڈو بکھیرے مالے نکشاں فضل نوں

جھوک مادی مادی والی

کون فی سیو میرے دکھڑے منڈے فی دریاں لے ہل نکشاں دے کڈے فی

کس نوں میں کھاں میری بستی کندے فی جھوک مادی والی ہوئی منظور دے

تادہیں وٹیا کل نبیاں دا نور دے نام مولا دے متوں رسول نوں

مہدی امام چنے احمد مقبول نوں

جھوک ہادی ہادی والی

کوکاں پناہتسی میں تاں کڈھی اراردی ہوئی اداسن جویں کوچ پہاڑ دی



پوچھ لکھوں مادی عرصوں میں اساتذہاں      جھوک مہدی والی ہوئی منظور ہے  
 قادیانیں و سیاں احمد عربی دا نور ہے      امام مولا دے ستوں رسول نوں  
 پاک مسیح احمد مہدی مقبول نوں  
 جھوک مادی والی  
 صد تے میں جاواں میری جان قربان دے      گھول گھما پے تےھوں سارہ جہاں دے  
 بخش جے بھٹی ہوئی بے فرمان دے      جھوک مہدی والی ہوئی منظور ہے  
 قادیانیں و سیاں کل نبیاں دا نور ہے      امام مولا دے ستوں رسول نوں  
 پھندہ بھیسے میں مولا مقبول نوں  
 جھوک مادی والی  
 میں کی نہ چلی سچوں چلیاں پتیکہ یاں      بخش چا فضلوں نصیراں جو میریاں  
 پتلی یا مندی جو کچھ بدی میں تیریاں      جھوک مادی والی ہوئی منظور ہے  
 قادیانیں و سیاں کل نبیاں دا نور ہے      امام مولا دے دیکھو رسول نوں  
 نہ نہ بولو موسیوں ایس مقبول نوں  
 جھوک مادی والی  
 من لے عرض بخش لے گناہیاں نوں!      روداں میں دیکھ تیریاں بے پرواہیاں نوں  
 رحم کماویں دھوویں گل مہاہیاں نوں!      جھوک مادی والی ہوئی منظور ہے  
 قادیانیں و سیاں احمد عربی دا نور ہے      امام مولا دے ستوں رسول نوں  
 مہدی امام احمد چنے مقبول نوں  
 جھوک مادی والی  
 امام خدا دے کدے من لے ہاڑے نوں      بخش علام رسول دے چارے نوں  
 جھڑک نہ دیویں ایس او گہارے نوں      جھوک مہدی والی ہوئی منظور ہے  
 قادیانیں و سیاں کل نبیاں دا نور ہے      امام مولا دے ستوں رسول نوں  
 نہ نہ بولو موسیوں ایس مقبول نوں  
 جھوک مادی والی

صد تے میں جاواں تھیں جاواں میں داری دے رکھاں امید تیرے کرم دی بھاری دے  
 کرم چارم میں ہاں دکھاں دی ماری دے جھوک مہدی دلی ہوئی منظور نے  
 قادیں ویا فل نبیاں ۱۰ نور دے نام مولا دے مقول رسول نوں  
 مندا نہ بولو مہسوں ایں مقبول نوں

جھوک ہادی دلی

عشق شراہوں کرو مست فقیراں نوں نشہ پاو حاسب عشق ناشریاں نوں  
 کرو خلاص بندوں لہیاں اسیراں نوں جھوک ہادی دلی ہو گئی منظور نے  
 قادیں ویا احمد عربی دا نور دے نام مولا دے مقول رسول نوں  
 پاک مسیح احمد مہدی مقبول نوں

جھوک ہادی دلی

میں ہاں سلام رسول دی دات ۱۰ راجہ کسی پنڈ امیر ۱۰ شائع گجرات ۱۰  
 نفل میں منکاں لوڑاں فیض نجات ۱۰ جھوک مہدی دلی ہو گئی منظور نے  
 قادیں ویا احمد عربی ۱۰ نور دے نام مولا دے مقول رسول نوں  
 مندا نہ بولو مہسوں ایں مقبول نوں

جھوک ہادی دلی

۱۳۲۴

تیرے سو پڑی ہی تاریخ رسول دی جد میں ایہہ نکھی جھوک مہدی مقبول دی  
 رکھاں مہیہ فضلوں شرف قبول دی جھوک مہدی دلی ہو گئی منظور نے  
 قادیں ویا احمد عربی دا نور دے نام مولا دے مقول رسول نوں  
 مہدی امام عینے احمد مقبول نوں

جھوک ہادی دلی

### ایک روکیا

حضرت علیہ السلام علیہ السلام کے زمانہ خلافت میں بعض مہر ان صدر نجمین حمد یہ نے جو  
 حد فٹ دے کے ۱۰۰ میں غیہ مہا عین کے ایڈر سے، یہ سوال اٹھایا تھا کہ چونکہ صدر نجمین حمد یہ کو

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مقرر فرمایا ہے۔ اور حضرت علیہ السلام نے انجمن کو انجمن نے قائم کیا ہے اس لئے علیہ السلام انجمن کے ماتحت ہیں نہ کہ انجمن علیہ السلام کے ماتحت۔ جب صدر ہی اندر اس سوال کی جماعت کے با اثر لوگوں میں اشاعت کی گئی تو حضرت علیہ السلام نے جنوری ۱۹۰۹ء میں جماعت کے خاص لوگوں کو مرکز میں بلایا۔ اور صبح کے وقت مسجد مبارک کی چھت پر حضور نے تقریر فرمائی۔ جس میں نظام خلافت کے فیوض اور برکات نہایت ہی مؤثر رنگ میں بیان فرمائے۔ میں نے اسی رات روپا میں دیکھا کہ بعض لوگ حضرت علیہ السلام اول کو مخاطب کر کے کہتے ہیں کہ آپ بڑے سخی لیکن میں تو ہاتھی۔ حضور اس کے جواب میں فرماتے ہیں کہ بے شک میں پیٹے تو ہاتھی تھا مین اب شیر ہوں۔

### ایک استخارہ

جب مجھے حضرت علیہ السلام اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جماعت احمدیہ لاہور کے لئے مقرر فرمایا۔ تو میں۔ عرض کیا کہ اگر حضور پسند فرمائیں تو میں استخارہ کر لوں۔ حضور نے فرمایا کہ ہاں ضرور استخارہ کر لیا جائے۔

جب میں نے استخارہ کیا تو جواب میں، یکناک میں لاہور آیا ہوں۔ اور جماعت کی خدمت میں مصروف ہوں کہ اچانک حویدہ مال الدین صاحب اور ان کے بیانی حویدہ جمال الدین صاحب نے احباب جماعت کی دعوت کی ہے۔ جب کھانے کے لئے احمدی احباب ملفوں میں بیٹھ گئے تو اس وقت معلوم ہوا کہ دعوت میں عبد اللہ نام ایک بزرگ بھائی کا گوشت پیش کیا گیا ہے۔ اس پر میں یہ کہتے ہوئے کہ انسان کا گوشت کھانا قطعاً حرام ہے۔ اٹھ بیٹھا۔ میری آواز سن کر اور بھی بہت سے لوگوں نے کھانا کھانے سے انکار کر دیا۔ اور میرے ساتھ ہی اٹھ کھڑے ہوئے۔

میں نے جب صبح حضرت علیہ السلام اول کی خدمت میں یہ رپا لکھ کر پیش کی تو حضور نے فرمایا کہ ”یہ تو ہم آپ کو لاہور بھیج رہے ہیں“۔ چنانچہ اسے ان میں شیخ رحمت اللہ صاحب کی معیت میں لاہور بھیج دیا۔

کچھ دنوں کے بعد صدر انجمن کے لاہوری ممبروں نے مجھے خلوت میں بلا کر کہا کہ رسالہ الوصیت میں یہاں لکھا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد صدر انجمن کے علاوہ بھی کوئی جانشین ہوگا۔ میں

نے کہا۔ ”صدر انجمن علی حضرت قدس کی جانشین تھی تو اس نے الوصیت کی تعلیم کے خلاف حضرت علیہ السلام کی بیعت میں کی؟ اور، ”میرا کو بیعت کی تحریر کے مرادویوں کیا؟“  
 اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ انجمن نے پہلا قدم ہی غلط اٹھایا ہے اور اگر یہ غلطی نہیں تو سے غلطی نہایت سب سے برآمد ہے۔ اور کیا آپ کو معلوم نہیں حضرت قدس نے رسالہ الوصیت میں صاف قدرت کا یہ نرا کیا ہے۔ اور حضرت ہدایتی مثال، ”خلافیت کے مسئلہ کو، ”بھی، ”صحیح تر دیا ہے۔ میری ان باتوں سے وہ لوگ بہت مایوس ہوئے۔“

### قبول احمدیت

مہ توح کے فضل سے اس حقیر غلام سادہ کو لمبا عرصہ سے تبلیغی خدمات بخالانہ کی توفیق مل رہی ہے۔ ”اور، ”میرا ان مساعی کے ضمن میں بفضلہ تعالیٰ اللہ اللہ صدر حاصل کر کے حمدیت میں داخل ہو چکے ہیں۔ موضع فیض اللہ چک شائع اور، ”اس پر سزے تعلق اس تعلق میں ایک شہرہ کی ہوئی ہے جو تفاق سے میری نظر سے گذری۔ وہ دہل میں افضل ماری، ۲۰ جولائی ۱۹۲۳ء سے ارت کی جاتی ہے۔“

”۵۸۔ افراد داخل احمدیت ہوئے“

”جناب مولوی غلام رسول صاحب راجیکی بھگم ناظر صاحب تالیف و اشاعت فیض اللہ چک و پہل چک متصل قادیان ایک کام کے لئے گئے۔ جہاں ان کے، ”غذا، ”سناج سے ۵۸ مر، ”میں غور توں نے بیعت کر کے احمدیت میں داخل ہونے کی سعادت حاصل کی۔ ان کے نام نہ ست نو مہا نہیں میں شامل ہوں گے۔“

### ایک قابل قدر علمی تذکرہ

سیدنا حضرت علیہ السلام ”اللہ ربی اللہ تعالیٰ عنہ“ ارشاد کے عہد خلافت میں ایک واقعہ کا کسار بھی حضور کی مجلس میں پیشا ہوا تھا۔ حضور نے جانشین مجلس کو مخاطب کر کے فرمایا کہ جب ہمیں دو چہ اہل حدیث ہوئے گئے، ”وہ سزے فرقوں کے علماء سے بحث کا موقع ملتا تو ہمیں حضرت سعید صاحب شہیدؒ ہو حضرت سید احمد صاحب بریلویؒ محدث، ”صدی ۱۰ء کے طیفہ تھے، ”میں کتاب ”مستقیم



کے ایک حوالہ سے بہت سی خط و محسوس ہوتا کہ فریق مخالف آپس یہ حوالہ ہمارے خلاف نہ پیش کر دے۔ پوچھ مل حدیث ہونے کے (حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت سے پہلے۔ مرتب) ہم اس مسئلہ الحمد للہ کتاب سے گریز نہ کر سکتے تھے۔ اور نہ کوئی معقول اور اطمینان بخش توجیہ سمجھ میں آتی تھی۔

وہ حوالہ اس مفہوم کا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی نسبت یہ بتانا کہ وہ نہ جوہ ہے نہ عرض یہ بھی بدعت ہے اور "اب الویث کے خلاف ہے۔ بین حکمت اور فلسفہ کی کتابوں میں مسلمانوں نے جو "اب الویث کے یہی نظر یہ پیش کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ہستی ایسی باتوں سے بالا ہے کہ اس کے تعلق جوہ یا عرض کی نسبت دی جائے۔ یہ نکتہ نہ وہ جوہ ہے اور نہ عرض ہے۔ اس کی ہستی اس باتوں سے قدس اور بالا ہے۔ سید معیل صاحب کا یہ ماننا کہ اللہ تعالیٰ کے تعلق یہ بتانا کہ وہ نہ جوہ ہے اور نہ عرض بدعت ہے اس سے یہ خطا ہوتا ہے کہ دیا اس کے خلاف صورت درست ہے۔ اس حوالہ کو مٹا لینا حدیث نے ہی داندہ پیش کیا لیکن اس کا کوئی تسلی بخش جواب ذہن میں نہ آیا۔

حضرت علیہ السلام علیہ السلام "اب الویث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ایک عمرہ کے بعد مجھے ایک کتاب ملی جس کا نام "صل" خطاب تھا۔ اور جو حضرت سید محمد غوث صاحب کی تصنیف تھی اور اس میں بہت سی لطیف تحقیق و معارف بیان ہوئے تھے۔ جن میں ایک نکتہ معرفت "اب الویث کے تعلق بیان کیا تھا۔ جس سے حضرت سید معیل صاحب شہید کے بیان کردہ حوالہ کا جوہ تسلی بخش صورت میں ذہن میں آیا۔ آپ اس کتاب میں تحریر فرماتے ہیں کہ بعض معزز ہستیوں کے تعلق جوہ، وہ جوہ حاکم اعلیٰ ہوں اور خاتم الیٰ لغاظ سے بھی نجیب اور فین ہوں۔ یہ بتانا کہ وہ بھٹی، خا کر وہ بڑھ چکا نہیں۔ ان کے واسطے بات حرات و علم نہیں۔ وہ اتنی لغاظ سے یہ درست ہے۔ لیکن پھر بھی کسی معزز ترین ہستی کی طرف سے، لعل یا مہر کو نسبت دینا خواہ وہ نسبت نلی میں ہی ہو اس معزز ترین ہستی کی سر عثمان کے متعلق ہے۔ حضرت خلید "اب الویث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مجھے اس نکتہ کے مطالعہ سے بہت سی لطیف آئی۔ اور اس سے "وہ حوالہ اس جو ایک مدت سے دل میں غلط پیدا کر رہا تھا، عمل ہو گیا۔ اس نکتہ کی روشنی میں یہ بتانا کہ اللہ تعالیٰ کی قدس ہستی نہ جوہ ہے اور نہ عرض۔ کو حقیقت نفس لامری کے لغاظ سے درست ہے۔ لیکن جوہ اور عرض کی نسبت اللہ تعالیٰ کی بزرگ ہستی کی طرف دینا کوئی میں ہی ہو مناسب نہیں بلکہ بدعت ہے۔ اور یہ ایسی ہی بات ہے کہ کوئی فائر عقل

آدابِ الوہیت کو نہ جانتے ہوئے اللہ تعالیٰ کو ان التماظ میں پکارے کہ

یا خالق الخاریق و یا رب القردة والكلاب

یعنی اے خدایہوں کے خالق اور بندہوں اور کتوں کے رب۔ یہ التماظ اگرچہ حقیقت نفس لامری کے لحاظ سے درست ہیں۔ لیکن حضرت رب العالمین کی قدس اور منہ و ہستی کی شان الوہیت کے منافی ہیں۔

پس یہی وجہ ہے کہ سیدنا عیسیٰ صاحب شہید نے اس قسم کی ننگواہ و فست کو بدعت قرار دیا۔

## معجون القرآن

ایک دفعہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بحیثیت مہیب صادق اور رئیس الاطباء کے قرآن کریم کی روشنی میں ایک دوائی تیار کروائی جس کا نام ”معجون القرآن“ تجویز فرمایا۔ قرآن کریم میں جن ثمرات کا ذکر آیا ہے ان کو اس میں شامل کیا ”وہوہ محمد میں جن چار سم وہاں کر ہے۔ یعنی نہر من ماء غیر آسن۔ نہر لبین خالص۔ نہر عسمر للذی الشاربین۔ اور نہر عسل مصلے ان چیزوں کو بھی اس دوائی کے اجزاء میں شامل کیا۔ یہ معجون بہت سے مریضوں کو استعمال کرنا فی۔ عجیب الخواص و المہرکات تھی۔

## بنارس میں ایک لیکچر

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں ایک دفعہ خاکسار حضرت مفتی محمد صادق صاحب، حضرت میر تقی علی صاحب، حضرت خاندانہ روشن علی صاحب، اور خواجہ مال الدین صاحب مرحوم بصورت مند شہ بنارس میں بیچے گئے۔ جس دن مفتی صاحب کا پتھر صوبان فتحہ بنارس تھا۔ اور ہم سب ناگہ میں جلسہ گاہ کی طرف جا رہے تھے، مفتی صاحب نے اپنے پتھر کی کامیابی کے سے سب احباب سے درخواست، عاکی۔ پتا پتھر ہم سب دعا کی طرف متوجہ ہو گئے۔ دعا کرتے وقت مجھے کشتی حالت جاری ہوئی۔ ”ار میں ے، یکھا کر؟ مان سے انوار کارول ہو رہا ہے۔ اس کی تعبیر ہمیں یہ سمجھ میں آئی۔ کہ ”نکاح“ اللہ پتھر کامیابی سے بنایا، اور بنا جائے گا۔ اور لوگوں کے دلوں پر اس کے سننے سے سعادت، راہمینان مارل ہوگا۔ اس کشتی بخار سے میں نے اسی وقت وفد کے احباب کو اطلاع

وے دی۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ پیکر حسب بشارت بہت ہی کامیاب رہا۔ اور مفتی صاحب نے اس کے طبعِ کُر نے پڑھنے میں میرے اس کشف کا بھی ذکر کر دیا۔ **والحمد للہ علیٰ دالک**

### علمِ تعبیر

یہ خدا تعالیٰ کا خاص فضل و احسان ہے کہ اس نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی برکت سے اس عاجز کو علمِ تعبیر عطا فرمایا ہے۔ چنانچہ بسا اوقات خاکسار کو خوابوں کی صحیح تاویل اور تعبیر اللہ تعالیٰ کی طرف سے تفہیم ہو جاتی ہے۔ انشاء اللہ روزِ ایک سے اسباب اپنی خوابوں کی تعبیریں مجھ سے دریافت کرتے رہتے ہیں۔ یہی رویا کی صحیح تعبیر تو خدا تعالیٰ کے فضل سے ہی سمجھ میں آتی ہے۔ اس لئے کہ میں نے خواب میں جانبِ اللہ ہو اور روح القدس کے نتیجے سے تعلق رکھتی ہو۔ اللہ تعالیٰ کے قول کے نامقام سمجھی جا سکتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے قول کی تصدیق اس کے فضل سے ہی ہوتی ہے۔ پس قبل از وقت ہی خواب کی تعبیر پلا تاویل اور حیرے میں یہ چلانے کے مترادف ہے جو کبھی نشانہ پر لگ جاتا ہے اور کبھی خطا ہو جاتا ہے۔

### ایک مثال

ایک دفعہ ایک مجلس میں ایک مدرس نے مجھ سے کہا کہ میں نے رویا میں دیکھا ہے کہ میرے سامنے کے دو دانت گر گئے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ آپ کیا کام کرتے ہیں۔ کہنے لگے کہ میں مدرس ہوں۔ سکول میں لڑکوں کو تعلیم دیتا ہوں۔ میں نے پوچھا کہ آپ کے والدین رہ دیں یا فوت ہو چکے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ فوت ہو چکے ہیں۔ یہ سن کر میں نے کہا کہ آپ کا ہنر جب سکول کے معاش کے لئے لے گا تو دور وہی آپ کو تہ مانہ رہے گا۔ اس طرح وہ رہ پیہ کے نقصان و مضر سے یہ رویا پورا ہو گا۔ اس پر اس نے کہا کہ دو دانت رہیں پڑنے کے بعد پھر میں نے یہ لئے ہیں۔ اور ان کی جگہ پر رکھ لئے ہیں۔ میں نے کہا کہ وہ رہ پیہ کی کوتاہی اور تنزل کے بعد اس کو پھر یہاں کر دیا جائے گا۔

ابھی چند دن ہی گزرے تھے کہ افسرِ محکم نے بعض غلطیوں کی بنا پر اس مدرس کو دور رہ پیہ تہ مانہ کیا۔ یلین پھر اس کی درخواست معافی پر تنزل کی صورت کو بحال کر دیا۔ چنانچہ وہ مدرس صاحب اس

کے بعد مجھے ملے اور کہنے لگے کہ آپ کی تعبیر بالکل درست نکلی۔ مجھے اس طرح ٹھکانہ انسر نے بطور جہ مانہ ہمزہ کے میری تحوٰۃ میں سے دورہ پیا یا ہوا کم کروئے لیکن دورہ سے واپسی پر جب پھر اس انسر سے ملاقات ہوئی۔ اور میں نے معافی چاہی تو انہوں نے مجھے معاف کر لیا۔ اور اندوختہ کرنے کی تاکید کی۔

تمام احباب مجلس نے اس تعبیر کے صحیح ہونے پر خوشی کا اظہار کیا۔ اور بعض نے دریافت کیا کہ انہوں نے کئے گئے کی تعبیر تو عام طور پر رشتہ داروں کی موت ہوتی ہے۔ آپ نے بجائے موت کے جہ مانہ کی رقم اس طرح بھیجی۔ میں نے عرض کیا کہ بعض حالات میں انہوں نے کئے گئے سے رشتہ داروں کے مرنے کی تعبیر بھی لی جاتی ہے۔ لیکن مدرس صاحب کے والدین تو فوت ہو چکے تھے۔ اور ان کے بیوی بچے بھی نہ تھے۔ بلکہ وہ اکیلے ہی تھے۔ اور معلم اور مدرس کی حیثیت سے ہر روز گزارتے تھے۔ چونکہ کھانا منہ اور انہوں سے کھایا جاتا ہے۔ اور جس طرح رزق کمانے میں مدد و معاونت دیتے ہیں۔ اسی طرح مدد اور انہوں کے درمیان سے مدرسہ میں تعلیم دینے سے تمہارا بھی حاصل ہوتی ہے۔ لہذا میرے دہن میں یہ تعبیر آئی کہ آپ کے انہوں میں سے کوئی کڑما۔ اور وہ پیا کا تحوٰۃ میں تھزل ہے۔ اور پھر انہوں کا اپنی جگہ پر ٹک جانا بحالی کی علامت ہے۔ چنانچہ اس تعبیر کے مطابق ہی قرآن میں آیا۔ والحمد لله علیٰ دالک

### عشق مجازی و حقیقی

جن دونوں خاکسار بوجہ علامت حضرت غلیبہ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد میں علامت کے لئے اور الامان میں مقیم تھا۔ اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمان خانہ میں ہی رہتا تھا اور علاوہ بعض دوسرے بزرگان اور احباب کے حضرت میر ناصر نواب صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تیسرے دن میرے پاس عیادت کے لئے تشریف لائے۔ اور آٹھنہ آٹھنہ اور کبھی آٹھنہ سے بھی رامہ خاکسار کے پاس تشریف رکھتے۔ اس وقت میں مجھ سے لڑی و تعات اور حالات سننے بھی کرتے تھے۔

ایک دفعہ آپ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان مبارک سے سنی ہوئی یہ

حکایت سنائی کہ ایک بزرگ کے پاس جب کوئی شخص تعلق ارادت کی غرض سے بیعت کرنے کے لئے آتا تو اس سے یہ دریافت فرماتے کہ کیا آپ کبھی کسی پر عاشق ہوئے ہیں۔ اگر وہ یہ کہتا کہ ہاں میں عاشق ہوا ہوں تو فرماتے مجھے اپنے عشق کے حالات نہ دے۔ تب جو شخص اپنے حالات کے ضمن میں ہمت عاشقانہ کی داستان میں تکایف اور لوگوں کی ملامتوں اور اپنی استقامت اور استقلال کا ذکر سنا تو اس کی بیعت لے لیتے اور جو شخص یہ کہتا کہ میں عاشق نہیں ہوا یا یہ کہتا کہ عاشق تو ہوا تھا مگر مجھے جب لوگوں نے گایاں دیں اور ملامتیں کیں اور مارا تو میں نے عشق بازی سے توبہ کر لی۔ تو یہ شخص کی بیعت نہ لیتے اور فرماتے ہمیں اپنے ارادت مند چاہئیں جو عاشق ہو کر ملامت خلاق اور تکایف کے وقت استقامت اور استقلال دکھاتے ہوئے عشق و وفا کی منزل میں آگے آگے قدم بڑھانے والے ہوں۔ اور اگر اس راہ میں عزت، مال، وقت اور وجاہت بلکہ جان بھی قرباں کرنے کی نوبت پیش آئے تو وہ حق و عزت سے بغیر ہی رہتا۔ اور مثال کے قریب قرباں کر لیں۔ اور اس وفا و محبت کو ماتمہ اور منصور پر چڑھا جائے۔ یہاں پایہ ثبات اور قدم استقلال میں ہی قسم کی غواش وقوع میں آئے۔

اس میں شک نہیں کہ حد اتقائی کے خیوں اور رسولوں کی بیعت ایک ہی عبادت سے تعلق رکھتی ہے۔ اور حد تعالیٰ بھی "بیت ان الله اشترى من المؤمنين انفسهم و اموالهم بان لهم الجنة" کے روئے مومنوں سے جو "وَالَّذِينَ امنوا اخلصنا لله" کی ثناء میں رکتے ہیں۔ ۷۶ کرتا ہے۔ اور اپنی محبت کے متوالوں سے ان کی جان و مال پر یہ قربت دیتا ہے۔ وہ جنت یا ہے وہی جس کی نسبت حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

الہی فذلک الممکن انک حسی 77

یعنی اے خدا امیرے مطلوب میرے محبوب میرے مقصود اور میرے محبوب میری جان تجھ پرند ہو تو ہی میری جنت ہے۔ دیا بتایا ہے کہ اصل جنت حد اتقائی کی محبوب ترین ہستی ہے اور وہی ہدی جنت ہے کیونکہ جنت بھی جمع اپنی ایک نعمت کے ہی سے ظاہر ہوتی ہے۔ اور اس کا ظہور ہے۔ اور جان و مال کی محبت کا جذبہ اور "شش" و اصل ہی کے لئے ہے۔ اور اس کی محبت کے لئے یک پیمانہ ہے۔ جس سے مومن "سد حساسہ" کی ثناء میں محبت کا "آن" اور "میزان" سے مدد و لگاؤ رہتا ہے کہ اس محبوب کا پلڑا بھری ہے۔ آیا جان اور مال کی محبت کا یا اللہ تعالیٰ کی محبت کا۔ اگر جان و مال کی

محبت سے اللہ تعالیٰ کی محبت بڑھ جائے تو اس صورت میں جان اور مال کی قربانی اس بڑے محبوب کی  
 رومیؒ کا مٹاؤ لذت و مسرت ہوتی ہے۔ جیسے کہ لَنْ سَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِنْهُ نَحْوُ ۷۸  
 کے فرماں میں اپنی محبت کی طرف اشارہ دیا گیا ہے۔ لیکن اس آیت میں السَّوْءِ کی نیکی الف لام کے  
 حقیقی اثر سے تعین کے سبب اشارت پر مشتمل پائی جاتی ہے۔ ان نبیوں کی محبت اعلیٰ درجہ کی بڑے  
 ولایت کرنے والی ہے۔ اور اس کے بعد صدیقیوں کی۔ اس کے بعد شیعہ اہل کی۔ اس کے بعد صلیبی کی۔  
 علیؑ قدر مرتبہ ایک کی قربانی اپنی محبت کے مرتبہ سے مناسبت رہتی ہے۔

### دو عاشقوں کا افسانہ

حضرت میر صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضرت اقدسؒ نے اس بزرگ کے متعلق یہ  
 بیان فرمایا کہ یہی سلاسل بیعت میں ایک نفع شمس اس بزرگ کی خدمت میں بیعت کے لئے حاضر  
 ہوئے۔ آپ نے اس دونوں سے بھی جب دستور سابق دریافت فرمایا۔ ان میں سے ایک نے اپنا  
 واقعہ اس طرح بیان کیا کہ میں ایک نیچ قوم کی عورت پر عاشق ہو گیا تھا۔ پہلے تو حسبِ تصور  
 کی عشق آساں نموداؤں

آزادانہ طور پر میل ملاپ کا موقع ملتا رہا لیکن جب اس عورت کے وارثوں اور تعلق کو معلوم ہوا  
 کہ میرسن کے ماں کا ماں اس عورت کے لئے ہے تو اسوں نے مجھے منع کیا کہ ”نہ وہ تم اس طرف  
 سے قوم بہت حق کے ساتھ پیش آئیں گے۔ چند روز کے عہد کے بعد پھر میں اس کے ماں یا۔ تو  
 انہوں نے مجھے گایاں دیں۔ ”مارا بچا۔ اس وقت اور تکلیف و اذیت کے احساس پر میں نے عشق  
 دہری سے تو پھر کر لی۔ اس ابتداء کے بعد اس دشمن عزت و جان محبوبہ کا کبھی نام تک نہ لیا بھی پسند نہیں  
 آیا۔ اور مایوس ہو کر اس خیال کو چھوڑ دیا۔

جب وہ اپنا واقعہ مذکور بالا سن چکا تو آپ نے اس سے شمس سے فرمایا کہ ”آپ نے بھی  
 کسی سے عشق کیا تو اس کا واقعہ سنیں۔ اس نے بیان کیا کہ میں ایک ان ایک مبارک کے محل کے  
 پاس سے گزر رہے تھا۔ میری نظر اس محل کی طرف اتر چکی تو مجھے ایک حسین شکل نظر آئی جو پنی  
 مشکیں رنگوں کو بھیرے ہوئے ہام رفعت پر ٹہل رہی تھی۔ میری نظر جب اس کے دلکش اور بوسین  
 چہرہ پر پڑی۔ ”رہ گئیں چار بویں تو آن لی آن میں اس سینہ کا بھرا اور کھیل مار حسن بن گیا۔ اور

س کی محبت کے شمار سے مخمور اور مست ہو کر وہاں اس محل کے نیچے ہی ڈیرہ لگا دیا۔ چند روز تو میری حالت عشق سے بوجہ عدم واقفیت لوگوں کو کچھ توجہ نہ ہوئی۔ لیکن آثر شدہ شدہ میرے وہاں قیام رکھنے اور ڈیرہ جمانے سے میرے متعلق چہ چاڑھن ہو گیا۔ کوئی میری محبت یہ کہتا کہ یہ مسافر ہے۔ بوجہ بے وطنی کے پچا روہیاں ہی بیٹھ گیا ہے۔ کوئی کہتا مست معلوم ہوتا ہے۔ چہنی اور بھنگی اور شرابی ہو گا۔ ابھی اس طرح مدہوش پڑا رہتا ہے۔ کوئی کہتا کہ فقیر سا میں ہے۔ خدا کے ذکر میں عشق الہی کی مستی میں مخمور رہتا ہے۔ اور اسی میں مست و مجذوب ہو چکا ہے۔ بعض یہ بھی کہتے کہ اس بات کا پتہ نہیں چلتا کہ کس نے شامی مٹھلات کو اپنے قیام کے لئے اور ان کے پاس ڈیرہ جمانے کے لئے یہاں انتخاب کیا۔ بعض تیز نگاہوں نے یہ بھی بھانپ لیا کہ شاہزادی جو مٹھلات پر بھی کبھی ادھر ادھر پہنچتی ہوئی دکھائی دیتی ہے یہ شخص اس پر عاشق ہے۔ اور ان کے عشق میں شامی مٹھلات کے نیچے دھوئی رہا کر بیٹھ گیا ہے۔ اور یہی "شری خیال عام لوگوں میں شہرت پائی۔ چنانچہ اس واقعہ کے ثبوت پانے پر بہت سے لوگ میرے پاس آتے اور مجھے دیکھتے کہ میں مٹھلات کے نیچے بیٹھا ہوں۔ "شرمکاری آدمیوں اور پوہیں وغیرہ کو بھی علم ہوا۔ اور انہوں نے آکر مجھے محنت سست کہا اور حکم دیا کہ یہاں سے ڈیرہ نہ دھو اور کسی اور جگہ چلے جاؤ۔ شامی مٹھلات کے پاس تمہارا بیٹھنا مناسب نہیں۔ میں شرمکاری آدمیوں کی اس بات کا کچھ جواب نہ دیتا اور نہ ہی وہاں سے اٹھتا۔ آکر مہاراجہ نے اس کو کہا کہ سے کچھ کٹائیں چاہیے اور نہ ہماری یہی شہرت سارے شہر بلکہ سارے ملک میں پھیل جائے گی۔ ماں سے اس حکم سے کسی دھرمی جگہ پہنچا دینا چاہیے۔ چنانچہ پولیس نے مجھے پلڑے ایک اور جگہ پر لے جا کر چھوڑ دیا۔

میں وہاں سے رات کے وقت پھر مٹھلات کے پاس آ بیٹھا۔ یہاں سے سلاسلہ چلتا رہا کہ پوہیں کے "دی" مجھے وہاں سے کھینچ کر لے جاتے اور میں پھر لوٹ کر مٹھلات کے پاس آ کر ڈیرہ جمانا۔ کچھ عرصہ تک یہاں سے سلاسلہ جاری رہا۔ شامی شہر سے باہر ایک بہت خانہ میں ساروں کی پوجا پاٹھ کے سے دن کو مقررہ وقت اپنی خطیوں کے ساتھ نہہر جاتی۔ جب وہ جانے لگتی میں بھی اس کے درشن کے لئے اس کے پیچھے ہو لیتا۔ جب میرے متعلق اس محل سے بھی تصدیق ہوئی کہ واقعی یہ شخص شہر دی کا عاشق ہے اور جب ہی رہ رہ کر میں شاہ دی کے عتب میں خدا۔ عشق نکل رہا تھا تو شہر دی کو اس کے وقت غم نہہر سے اس میں جائے سے روک دیا گیا۔ اور حکم ملا کہ بجائے دن کے دورے کو جب لوگ سو جائیں۔ یعنی ۱۱-۱۲ بجے کے قریب ٹھا کروں کے درشن اور پوجا پاٹھ کے لئے جایا

نرے۔ چنانچہ میرے عشق کے سامنے طاووس کے خود شاعری محلات میں شاعری خاندان کی عورتوں مردوں میں بھی شہرت پانے لگے۔ بعض نے میر کی مہبت یہ بھی کہا کہ بچا رہ معذور ہے کسی کو کچھ کہتا تو ہے نہیں۔ یعنی صرف مہبت کا دیوانہ ہے اور بچہ ساتھ ہی یہ بھی کہا جاتا کہ یہ تو مہبت ہی چیز نہیں قابل قدر چیز ہے مہین کم بہت دنیا کی ملامت اور بد کوئی سے عزت کا نر ہے اور شاعر دی کی ماں اور باپ باوجود حکومت اور فرمانروائی کی شان شانمانہ رہنے کے بہت ہی شریف اور حلیم طبع تھے۔ وہ پولیس کو دیر سے دہرے ارکان حکومت کو بھی کہتے کہ اس دیوانہ خیال مہبت کو کوئی کچھ نہ کہے نہ کوئی اسے مارے نہ اسے گالی دے۔ ہاں رنی سے سمجھنے تو سمجھایا جائے ورنہ اسے کچھ نہ کہا جائے۔ جب مجھے معلوم ہوا کہ شاہزادی کا دن کوئی نر، وارے جانا مسموم ہو گیا ہے تو میں رات کو کھانا کھا کر صاف نرنا سب مجھے معلوم ہوا کہ شاہزادی رات کو تھپیوں کے ساتھ بہت خانہ کی طرف نکل کر چلی ہے تو میں بھی کوشش کرتا کہ کسی طرح مجھے بھی موقع مل سکے تو میں اس کے پیچھے پیچھے جاؤں۔ ایک دفعہ ایک تجویز میرے دماغ میں آئی کہ میں صبح نر وارے کے مہبت سے مل کر دوا و رسم پید کر دوں اور پھر مہبت صاحب کے دیر کوئی صورت ملاقات کی بیداری جائے۔ چنانچہ میں پیٹائی پر تلک لگا کر گلے میں زینتی جینو ڈال کر بہت سادہ راند لے کر شام کے بعد مہبت صاحب کے تہنوں میں پہنچا۔ در عرض کیا کہ میں نے ایک منت ماں رکھی ہے کہ آج رات کو نر وارے کی خدمت پوجا پانچو آپ کے بجائے میں بھالوں۔ معلوم نہیں رات کو پوجا کرے، الے بیماری اس وقت آتے ہیں۔ در آپ کے ضعیف اعتر ہوئے کے باعث یہ رات کی بیداری کی تکلیف آپ کے لئے مشکل ہے۔ اس سے آج رات آپ آرام فرمائیں، در آپ کا یہ اس آپ کی جگہ رات بھر جاگ کر یہ دیوانی بھالائے گا۔ مہبت صاحب نے جب مجھے دیکھا کہ میں تلک لگایا ہوا ہوں۔ اور راند کے نشان سے بھی صدمہ پرستوں کی طرح ٹھا کر داس بنا ہوا ہوں اور دھوئی پکین رکھی ہے اور ہاتھ سے مالا کا منکا بھی چایا جا رہا ہے اور میں سے پھس کے دھرے کی پیشکش اور نہ راندھی مہبت صاحب کے چہنوں کے پاس جا رکھا اور ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ آپ اس حقہ پیشکش کو جو نہ گناہت فاقہ مہبت پریم ہے قبول فرما کر میری دلی تمنا کو بھی جو عرض کرتا ہوں قبول فرما میں۔ چنانچہ مہبت صاحب نے میری درخواست کو قبول کیا اور کہا کہ ٹھا کر وارے میں رات کے پیار دے کبھی بار دے کبھی ایک جے تک بھی داری شادی کی سہیلیوں کے ساتھ بھانروں کی پوجا پانچو کے لئے تشریف لایا رتی ہیں۔ جب وہ میں



تو نہیں یہ سمجھا دیا جائے کہ سب کی سب اکٹھی ٹھا کر ہوں کے مقام، عہد میں نہ تھیں بلکہ شست گاد میں  
 بیٹھیں۔ "اور ایک ایک کر کے معبد اہنام میں تشریف لا میں اور عمل پر تیش کو بجالا میں۔ میں نے عرض  
 کیا بہت چھا ایسا کیا جائے گا۔ اور جو آپ کی ہدایت ہے ان کے مطابق عمل ہوگا۔ میں نے  
 ساتھ ہی یہ بھی عرض کیا کہ جناب مہنت صاحب یہ شام "ی صلاہ رات کو یوں پوجا پڑھ کے سے  
 تشریف لائی ہیں۔ ان کو یوں تشریف نہیں لائیں۔ اس پر مہنت صاحب نے مجھے فرمایا اسے کی بات  
 نہیں یہ بات دل میں مجید کے طور پر رکھو کہ ایک مسلمان ہے وہ یہ تو شریف ہے "وہ شریف نہ رہا  
 سا جاتا ہے وہ اس شام "ی پر عاشق ہو چکا ہے۔ اور یہ بھی سنا ہے کہ شاہزادی کو بھی اس مسلمان سے  
 بے حد پریم ہے۔ جس طرح وہ مسلمان چاہتا ہے کہ شاہزادی مجھے ملے وہ ایسے ہی شاہزادی بھی چاہتی  
 ہے کہ وہ مسلمان مجھے ملے۔ میں نے جاہل عارفانہ کے طور پر عرض کیا کہ ایک مسلمان کے ساتھ ہندو  
 شہزادی کی یہ خواہش کہ مسلمان مجھے ملے۔ مہنت صاحب یہ یا مات ہے "اس کی سمجھ میں نہ آئی۔  
 مہنت صاحب نے فرمایا۔ بابا یہ پریم نگری کی باتیں اور یہی ہیں۔ پریم "وہ عشق کے مذہب میں عاشق  
 کاندہب مشوق ہوتا ہے اور مشوق کاندہب عاشق ہوتا ہے۔ اور عشق دنیا کے سب مذہبوں سے فرالا  
 مذہب رکھتا ہے۔ پنجاب کے "میں کا ایک مشہور اشوک ہے۔ جو عام لوگ بھی جانتے ہیں۔

ہندو نہ ننگے سانا مشق نہ پہنتے رات ☆ نیند سوخت نہ منگدی مری سکھ و ہائی رات  
 ہی طرح کی باتیں یہ تک ہوتی رہیں۔ "اور شام "ی اور مسلمان کی محبت کا تذکرہ... ہوتا  
 رہا۔ اور عجیب عجیب چہ ایوں میں میں نے شاہزادی کی محبت کا کھوج نکالنے کے لئے مہنت صاحب  
 سے "تعمات سے۔ میں نے یہ بھی کہا کہ جناب مہنت صاحب "شام "ی کا یہ رومجبت جو آپ نے  
 دیکر یا ہے یا یہ شام "ی صلاہ کی تحلیلوں کو بھی معلوم ہے۔ تو مہنت صاحب فرماتے گئے آپ تو  
 بھولے ہی ہیں جب یہ باتیں شہر کے محلوں کو چوں اور بازاروں تک پھیل چکی ہیں۔ تو کیا "ہیویں  
 شام "ی کے اس پریم کہانی "وہ فسانہ عشق سے ابھی تک بے خبر ہی ہوں لی۔ اس کے بعد مہنت  
 صاحب فرماتے گئے۔ میں تو اب سو جاتا ہوں اب آپ کے "وہ بھائی "وہ ارے کی خدمت ہے۔  
 چنانچہ وہ تو لیٹ گئے اور میں انتظار کی گھڑیاں شمار کرنے میں لگ گیا کہ کب شام "ی تشریف لاتی  
 ہیں۔ "ی انتظار میں وقت گزر رہا تھا کہ گیارہ بار بجے کے قریب وقت پہنچ گیا۔ "مستے میں کچھ فاسد  
 سے "وہ رات "ی۔ میں نے بھائی "وہ ارے کی طرف جا کر نشست گاؤ گاؤ دروازہ کھول دیا۔ روشنی کا

تکمیل تو اس میں اور گھٹ کر وہاں سے رات بھر کے لئے پہلے سے ہی مہیا کیا ہوتا تھا۔ جب میں نے دیکھا کہ شام وہی پہنچ گئی تھی تو میں نے ہاتھوں میں شمعیں لئے ہوئے قریب پہنچ گئی تھی۔ تو میں بھی خدمت کے لئے حسبِ ہمت بہت سانسب نشست گاؤں کی طرف پکا اور ان کے پہنچنے پر نہیں نشست گاؤں میں گھبراہٹ نہ ہو کر عرصہ کیا کہ آپ اپنی جگہ تشریف رکھیں اور باری باری صوفیوں کے درشن اور پوجا پڑھ کے لئے گھر سے تشریف لائیں۔ میں گھر سے نکلا اور رات گزارنے لگا۔ پہلے شام ہی نے ہاتھوں کو باری باری بھیجا کہ تم جا کر درشن کر آؤ۔ میں بعد میں جاؤں گی۔ چنانچہ ہاتھوں میں سے ایک باری باری سے پہنچ گئی اور میں ایک ایک وقت میں اس کو جگتا کر رہا تھا۔ چونکہ شینک ہاؤس کے قریب ہی تھا وہاں سے ان کی آواز سنائی دیتی تھی۔ جب کوئی ٹیلی فونک میں پہنچتا تو شام ہی سے عرض کرتی کہ آج درشن کرنے والے بڑے بہت نہیں۔ کوئی ان کی جگہ دوسرا بہت ہے۔ بڑے بہت تو بہت بڑھے ہیں۔ مگر یہ بہت تو بالکل بڑے ہیں اور بڑی سندرشل صورت کا ہے۔ اس نے تو بہت سی قوجہ اور پریم کے ساتھ گھر میں کے درشن کر رہے ہیں۔ اس کی یہ بات میں بھی سن کر جاں۔ "شرب" بلیاں جب ایک ایک کر کے درشن کر کے نشست گاؤں میں رہیں چلی گئیں تو میری محبوبہ اور جان کی جان شام "ی بھی تشریف لے آئیں۔ میں نے محنت بھر لے کر آپ کے ساتھ "داب" بھال کر عرض کیا کہ اگر پہلے چار منٹ میری عرض بھی شام "ی سن سکتے تو میں کچھ عرض کر دوں۔ شام "ی نے فرمایا میں یہی خوشی سے آپ فرما میں۔ میں سن لیتی ہوں۔ اس پر میں نے عرض کیا کہ آپ کو معلوم کیا ہے کہ میں کون ہوں۔ شام "ی نے کہا فرما یہ۔ اس پر میں نے مجد بہ عشق شکوہ انگلیوں کے ساتھ عرض کیا میں یہی ہوں جس کا "یا میں آپ کے سوا کوئی محبوب نہیں۔ پھر میں یہی ہوں۔ جس کے عشق کے نساے گھر گھر شربت پاتھے ہیں۔ اور میں طوفانی جذبات کے برہنہ ہوئے پر شامی محلات کے پیچھے آپ کے اس محض آپ کے درشن اور دیدار کے سے وہاں دھونی رہا ہے بیٹھا رہا۔ آپ کے عشق کے محبوب دلوں میں ہیں ہر قسم کی ملامتوں اور طعنونوں اور بدنامیوں سے جذبات عشق کی آپاچی رہا رہا۔ پھر میں یہی ہوں کہ ان بھر میں اس شام میں رہتا کہ جب بھی آپ گھر سے نکلتے ہیں اس کی طرف ہمیں ہمیں حد۔ عشق آپ کے قدموں کے کھونچ سے چنے اس کو جو آپ کی مجبوری سے نہ لھو بے قرار رہتا۔ سرور اور اپنی آنکھوں کو آپ کے جمال کی مسرت اور فرحت سے منور ہوں۔ پھر میں یہی ہوں کہ جب آپ کو دن میں ٹھٹھا ممنوع ہو گیا تو رات کو نکلنے پر

ط. ٹپا تے ہی اس نغمہ نرودارے کے مہنت مناسب کی خدمت میں نذرانہ لائے پیش کیا، اسے آپ کے  
 ورن کے لئے مسلمان ہوتے ہوئے ماتھے پر تلک لگا کر گئے میں جنجو بھی ڈال لیا۔ اور دھوتی بھی پس  
 لی۔ اور نگرہوں کی خدمت کے لئے نغمہ نروداں نام بھی رکھ لیا۔ اور اس طرح آج آپ کے قدموں  
 میں پختے کا موقع حاصل کیا۔ اس بیان سے شامہ ایسی قدر متاثر ہوئی کہ تہدید و ہراسے کی کتنی  
 آپ کے عشق کی منزل ختم اور میرے عشق کا آغاز ہے۔ آپ نے میرے عشق میں تلک لگایا، اور گلے  
 میں جنجو ڈال کر میری خاطر بندہ بنے اب میں آپ کی خاطر کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوتی ہوں۔ اور کل  
 پرسوں تک میرے عشق کا فسانہ بھی سن یا کہ عشق و وفا کی منزل کیسے طے کر کے دکھائی جاتی ہے۔ اس  
 کے بعد وہ دونوں عاشق و معشوق اس قرب و وصال کی آثری گھڑی کے بعد ہیشیم انگبار بھد مجبوری ایک  
 دوسرے سے باحسان صدمہ وقت بھد حسرت ملکہ دیوے اور شامہ راوی واپس سٹیوں کے پاس  
 پہنچی۔ اور در عشق کے "سو پونچھتی ہوئی سننے کی اب چلیں۔ چنانچہ شامہ ای صاحب مع سٹیوں کے  
 گھر کو "پس" کے لئے چل پڑی۔ سٹیوں نے دریافت کیا کہ شامہ ای صاحب آپ نے تو  
 نھ کروں کے درشنوں میں بہت وقت لگایا، اور جتنا وقت ہم سب سٹیوں کا ورن اور پوجا پٹھ میں  
 صرف ہو اس سے بھی آپ کا وقت ریا، دگنرا، یا آج کوئی خاص بات تھی اس سے پہلے تو آپ نے  
 اتنا وقت کبھی نہ لگایا تھا۔ شامہ ای صاحب نے فرمایا ماں سارے دن "ساری راتیں اور سارے  
 وقات یک جیسے نہیں ہوتے۔ اور نہ ہی تم اور حوشی اور وقت اور قرب کی گھڑیاں ایک جیسی ہوتی  
 ہیں۔ جب شامہ راوی واپس گھر پہنچی تو والدہ نے دریافت کیا کہ بیٹی آج بہت دیر لگی ہے اس کی کیا وجہ  
 ہوئی۔ بیٹی نے کہا میری محبت اور عشق کے فسانے تو نغمہ نرودارے کے مہنت تک شہت پانچے ہیں کہ  
 جس طرح "مسلمان مجھ پہ بندہ ہے" یہ ہی میں بھی اس مسلمان پر فریفتہ ہوں۔ معصوم میں شامی  
 مخلات کے اندر سے میرے عشق کے فسانے کس طرح سے باہر چلیے اور پھیلائے گئے۔ اب میں نے  
 تہیہ کر لیا ہے کہ اب جس کے عشق کی بدنامی میرے متعلق اتنی ہو چکی ہے۔ میرے لئے یہی مناسب  
 ہے۔ اپنی زندگی کے باقی ایام اسی کے ساتھ گنداروں اور جو میرا ہو چکا ہے اور میرے لئے ملا متوں  
 اور لوگوں کے طعنوں کی تکلیفیں اٹھاتا رہا ہے میں بھی اس کی ہو رہی ہوں۔ جس سے میری مانتا اب میں  
 شادی اسی سے کروں گی۔ آپ کی مانتا سے مجھے پیار کے طور پر اندامل تے تو میں اس طور پر ہر  
 چاہتی ہوں کہ چنانچہ سے "پس" کی شادی میرے اس بدنام عاشق سے ہو، میں جس کے عشق میں

میں بھی ہر نام ہو چکی ہوں۔ اُس ایسا نہ یا گیا تو پھر میں مجبور ہو کر بہت نمکین ہے کہ پٹی جاں پر ہیں جاؤں۔ والدہ نے جب اپنی بیٹی سے ایسے حیران کن خیالات سنے تو آغوش پر مددیں ہو کر ورطہ حیرت میں پڑ گئی کہ یہ کیا ہونے لگا ہے اور رُش فلک کیسے تغیرات اٹھانے لگی ہے۔ وہ حیران تھی کہ بس مہطات کو جو رہنا ہونے والی ہیں یہ ظہور کر رہی ہیں۔ اور نہ صرف اپنے تئیں بلکہ اپنی پیاری بیٹی اور اس کے والد کو جو ملک بھر میں شامانہ جادو و حلال کا مالک ہے ان مصائب سے سزا دہ سے نجات دلاؤں۔ ورنہ بیٹی کے خلاف یہ خیالات کا اس کے والد کے سامنے س طرح ورنہ رہیں۔

شامہ بی کی والدہ نے مہاراجہ کے حضور مناسب موقع پر اور سوزوں الفاظ میں بیٹی کے خیالات کی ترجمانی کر دی۔ مہاراجہ کے ماں و ایک ہی بیٹی تھی اور بے حد ماز و فہم و محبت سے پالی ہوئی تھی۔ مہاراجہ کو بیٹی کی والدہ سے بیٹی کے متعلق کیا کہار خیالات سن کر بہت محسوس ہو یہیں صبر و تحمل سے طبیعت کو ضبط میں رکھتے ہوئے صرف اتنا کہا کہ لڑکی بھی بوجہ شہیدیت محبت مجبور ہو چکی ہے۔ بس حالات میں اس پر تشدد کرنا یا اس سے سختی سے پیش آنا مناسب نہیں۔ میں اس وقت یہی تدبیر ہو سکتی ہے کہ بری و محبت سے آپ بھی اور بیٹی کی سمجھداریاں بھی اس کو سمجھ میں۔ نمکین ہے کہ وہ سمجھ کر خیالات اور جذبات طبیعت پر قابو پالے۔ اور میں اپنے خاص وزراء سے مل کر مشورہ کرتا ہوں۔ کہ بس حالات پیش آمد کی صورت میں یا کرنا چاہیے۔ چنانچہ بادشاہ نے وزراء سے مشورہ طلب کیا۔ بعض نے کہا کہ اس مسلمان کو قتل کر دیا جائے۔ بعض نے مشورہ دیا کہ اسے قید و بند میں محبوس کر دیا جائے۔ بعض نے کہا کہ لڑکی کو تشدد کی راہ سے سختی سے روکنا چاہیے۔ بعض نے کہا کہ سب طریقے شامہ بی کی مزید جرمی کا باعث ہوں گے۔ بعض نے کہا کہ جب شامہ بی کا نکاح و شادی بہر کیف کی جانی ہے تو وہ جس سے ہو بخیر و شادی کرنا پسند کرتی ہے یہاں نہ اس سے شادی کر دی جائے۔ بعض نے کہا کہ لڑکی بہت اہم رکھتی ہے اور لڑکا مسلمان ہے۔ اگر تو لڑکا اور لڑکی دونوں ہم مذہب ہوتے تو کوئی بات نہ تھی۔ مگر مذہبی اختلاف کی سخت ماکو اور صورت حد برداشت سے باہر ہے۔ بعض نے کہا کہ سنا ہے کہ لڑکی کا۔ پڑاؤ مسلمان ہو چکی ہے اور اس طرح سے دونوں ہم مذہب بھی ہو چکے ہیں۔ جب باؤ شاد نے دریافت کر لیا کہ کیا یہ درست ہے کہ لڑکی مسلمان ہو چکی ہے تو دریافت کرے کہ اس بات کی تصدیق بی بی کوئی الوداعہ لڑکی مسلمان ہو چکی ہے۔ اس پر سب مجلس کے ائمہ و غصب سے برافروختہ ہو کر کہنے لگے کہ لڑکی کا یہ فعل مذہبی لحاظ سے سخت تکلیف دہ اور

ناگوار ہے۔ کاش وہ ایسا نہ کرتی۔ رعبہ یہ معلوم ہونے پر کہ لڑکی مسلمان ہو چکی ہے بہت ٹپٹپا دہشت محسوس کرنے لگا اور اس نے کہا کہ لڑکی اور لڑکا دونوں اپنی مرضی کرنے سے باز نہیں آتے تو ملک سے باہر جان کر جہاں چاہیں شادی کر لیں۔ مارے شہر اور تارے ملک میں انہیں رہنے کی جازت نہ ہوئی۔ اس پر سب وزراء چلا آئے کہ مبارک ایسا بڑ نہ کرنا۔ ورنہ مبارک اور سب شادی خدوں کی عزت برباد ہو جائے گی۔ پہلے تو صرف اپنے شہر اور ملک میں بدنامی کی ہوا پھیل چکی تھی پھر ملک سے باہر جب لوگوں کو معلوم ہو گا کہ یہ لڑکی ملاں، شاد کی بیٹی ہے جو اس مسلمان سے بیاہی گئی ہے تو نہ صرف دنیاوی لحاظ سے دہشت ہوگی بلکہ مذہبی لحاظ سے بھی بدنامی ہوگی۔ اس پر رعبہ نے کہا کہ پھر ورنہ تدبیر ہو جس کا عمل میں لانا مفید ہو سکے۔ اس مارو میں وزراء نے کچھ سوچ بچار کرنے کے لیے بہت حاصل کی۔ مبارک نے سب مختلف میں آکر مبارک کو وزراء کے مشورہ سے اطلاع دی اور والدہ کے وزیر لڑکی کو بھی علم ہوا تو لڑکی اس طبیعت کے ساتھ چھت پر چڑھ گئی اور اپنے آپ کو جو بے شک کی بے مانی کے جذبہ اشت سے باہر ہونے لگی۔

و ر ر تے ہی اس کا حار روح قفس حسی سے پرواز کر گیا۔ اور شہر میں جا بھاچہ چاہنے لگا کہ شاید وہی نخل خاص سے رزمی اور مر کر اپنی منزل عشق کو ختم کر گئی۔ جب عاشق کو معلوم ہوا تو وزیر گیا اور جب اسے یقین ہوا یا شاید وہی کے مرنے کی خبر غلط نہیں بلکہ ہر واقعہ ہے اور وہ اپنے آپ کو قربان کر رہی ہے تو شاید وہی کے عاشق راز نے کہا کہ جس خداوند قدوس کے پاس میری پیاری شہم وہی پہنچ ہے۔ اس پیارے اور محبوب ترین خدا کے قرب۔ سال کے لیے کوشش کرنا چاہیے۔ اس مقصد و امید کی تلاش میں وہ نکل پڑا۔ پھرتے پھرتے اور تپتے ہوئے اس بزرگ اور ہادی و رہنما کے حضور پہنچا۔ اس کے فرمانے پر اپنے عشق کا فسانہ ماں عجیب اور نپ فسانہ سنایا۔ جب اس بزرگ پر و مرشد و مرسلہ در سماعے انہوں قسم کے عاشقوں کا بیان سن کر فرمایا کہ آپ انہوں صاحبوں سے مجھے اس طرح کے اہتمام سننے کی ضرورت اس لیے ہوئی کہ میرا سلسلہ بیعت خداوند کے نبیوں اور رسولوں کے طریق پر تبلیغی سلسلہ ہے اور میں اسلامی تبلیغ کے مجاہد کو بیعت کے بعد ترکہ نفس اور صدقہ حال کے لیے ضروری سمجھتا ہوں اور اعلیٰ کلمہ اللہ کی راہ میں شیاطین مقابلہ کے سے جبلاء و رہنما سے دنیا کو خوب برا سمجھتے رہتے ہیں۔ اور اسی کشاکش میں سعید و صل اسلام کی صداقت کو قبول کر جاتی ہیں۔ اور منافقوں کے جوش اور شور و شر سے ایک طرح کا اعلان اور شہرت ہو جاتی ہے۔ اور اس

طریق تبلیغ سے ایک طرف ترکیہ نہیں اور تحفہ قلب کا فائدہ حاصل ہوتا ہے اور دوسری طرف حق تعالیٰ و معارف جدیدہ کا نئے سرے سے درہ ازد کھلتا ہے۔ اور ربایاے صالحہ اور معجزات اور کشف و بہات کا فیضان جاری ہو جاتا ہے۔ نیز شفقت علی خلق اللہ کا بہترین موقع مل جاتا ہے اور طبیعت میں صبر و تحمل و قوت ضبط کا ملکہ پیدا ہو جاتا ہے۔

پھر اس برگ نے فرمایا کہ چونکہ تبلیغی سلسلہ میں سلیعین کے لئے ملامتوں اور مغلطوں کا ہونا ایک لاہری امر ہے۔ اس لئے مبلغ وہی ہوتا ہے جو خدا تعالیٰ کی راہ میں لوگوں کی ملامتوں اور مغلطوں کو برداشت کرے اور تبلیغ سے نہ رکے۔ اور ممکن طریق سے علم و حکمت اور صبر و تحمل کے ساتھ تبلیغ کا کام کرتا پڑ جائے۔

سب کوئی شخص بیعت کرے کے لئے آتا ہے تو میں اس سے پہلے یہی دریافت کرتا ہوں کہ اگر اس نے کبھی کسی سے عشق یا ہو تو اس کی حیثیت اور استقامت ہے۔ اور جس نے اس عشق کی راہ میں لوگوں کی مغلطوں اور ملامتوں کے درمیان صبر و تحمل کی مشق کی ہوتی ہے ایسا شخص ہماری تبلیغی مساعی کے لئے بہت مفید ہوتا ہے اور بیعت تو یہ بھی ہوسکتی ہے۔ لیکن بیعت کے بعد اطاعت کا ہر پہلو بطور مقبول ہوتا ہے۔ جس سے ساتھ ساتھ پتہ لگتا رہتا ہے کہ بیعت کنندہ کہاں تک اطاعت کا پکا گروہ پر غمخوار ہے۔ اس وقت میں آپ دونوں عاشقوں میں سے صرف شاہزادی کے عشق کی بیعت لوں گا۔ جس سے شاہزادی کے عشق میں ہر طرح کی مخالفتیں اور ملامتیں سہہ کر صبر و تحمل کا بہترین نمونہ دکھایا ہے۔ یہ ہے کہ ایسا تجارتی عاشق یعنی محبوب یعنی اللہ تعالیٰ کی غیر اچھا بین ہستی کی راہ عشق میں بھی تبلیغی جدوجہد کر کے کامل نمونہ عشق کا فائدہ اٹھائے گا۔ اور ہمارے صاحب ہونا طریق اور عشق کی راہ میں جدوجہد کا کوئی انجام دینے سے قاصر ہیں۔ ملامت ہونے پر اس سلسلہ جدوجہد سے دستبردار ہوئے کے لئے تیار ہیں ہمارے کام کے نہیں اور یہی تبلیغی سلسلہ میں ان کی ضرورت ہے۔ ہمارے کام وہی آسکتا ہے جو عشق کا قانی منارل کو حسب فرمان لایحاصلوں لومۃ لاسہ [79] طے کرنے والا ہو اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہر قسم کی قربانی بخوشی ادا کرے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

## خدائی انصاف

ایک دن حضرت میر ناصر آباد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت قدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیاں فرمودہ مندرجہ ذیل حفاظت سنائی۔

حضرت دوا علیہ السلام کے زمانہ کی بات ہے کہ ایک درویش حجر و شیش جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا رہتا تھا، و رخلوت نشینی اس کا محبوب شغل تھا۔ ایک دن جب وہ ویرانی میں مشغول تھا۔ اس کے دل میں یہ شدید خواہش پیدا ہوئی کہ اگر تم اتر آئے تو میں کہاؤں۔ چنانچہ یہ خواہش جب شدت کے ساتھ اسے محسوس ہوئی تو ایک قریب البلد گائے کا بچہ اس کے حجر و شیش کے آگے آگھسا۔ اور اس کے گھسے کے ساتھ ہی اس کے دل میں یہ خیال آیا کہ یہ گائے کا بچہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور میری خواہش پر یہاں حجر و شیش آگھسا ہے۔ اس نے اس کو دنگ یا ناک اس کا وشت کھانسی پر پٹی خواہش کو پورا کر لے۔ جب بھی دنگ یا ناک کا کہہ پر سے ایک شیش آگیا۔ اور یہ دیکھ کر کہ اس درویش نے پتھر دنگ یا ناک ہٹا دیا کہ یہ میرا جانور ہے تو نے اسے دنگ یا ناک یا تو اس جانور کو یہاں چوری کر کے لے آیا اور پھر دنگ کر یا۔ یہ حجر و شیش ہے۔ میں اس پر مدد میں مبتلا ہوں اور کروں گا۔ چنانچہ اس شیش نے بحیثیت مدعی حضرت دوا علیہ السلام کی عدالت میں دعویٰ کر دیا۔ عدالت سے ملزم کو طلب کیا۔ اور حضرت دوا علیہ السلام نے اس درویش سے پوچھا کہ یہ شیش جو بحیثیت مدعی تجھ پر الزام لگاتا ہے کہ تو نے ایسا ایسا فعل کیا ہے اس الزام کا تمہارے پاس کیا جواب ہے۔ اس کے متعلق اس درویش نے بیان کیا کہ میرا والد بکند میں چھوٹی تجارت کے لئے کسی ملک میں گیا اس کے بعد میں جوان ہوا۔ اسے عرس دار گذر چکا ہے۔ میں نے کچھ تعلیم حاصل کر کے بعض اہل اللہ سے تعلق پیدا کیا۔ روشہ نشینی کو اختیار کر یا۔ اسی اثنا میں جب کہ میں ویرانی میں مصروف تھا میرے دل میں شدید خواہش حم البند کھانے کے متعلق پیدا ہوئی۔ اس خواہش کی حالت میں ایک گائے کا بچہ میرے حجر و شیش آگھسا۔ میں نے یہی سمجھا کہ اللہ تعالیٰ نے میری خواہش کو پورا کرنے کے لئے یہ گائے کا بچہ میرے حجر و شیش بھیج دیا ہے۔ اس لئے میں نے اسے دنگ کر یا۔ یہ شیش اوپر سے آگیا اور منہ بنا کہ ہو کر بلا کہ تو میرا جانور ہے اور لایا ہے اور پھر دنگ کر یا ہے میں عدالت میں مقدمہ دائر کرتا ہوں۔ چنانچہ اس بناء پر اس نے مجھے ملزم قرار دے کر دعویٰ دائر

ر دیا ہے۔ اب جو فیصلہ عدالت کے نزدیک مناسب معلوم ہو، وہ کر سکتی ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے دل پر اس درویش کے بیان سے لحاظ اس کی پارسائی اور عابدانہ حالت کے خاص اثر ہو۔ آپ نے فرمایا کہ اچھا اس وقت جاؤ اور فلاں تاریخ کو، دونوں مدعی اور مدعا علیہ حاضر ہو جاؤ۔ تا فیصلہ سنا دیا جائے۔ جب وہ مدعی اور ملزم دونوں عدالت سے رخصت کئے گئے تو حضرت داؤد علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حضور بہت دعا کی کہ اے میرے خدا! میری عدالت سے کسی ایسے کے متعلق ماروا فیصلہ ہونا جو تیرے نزدیک اپنے اور ظلم کا ثبوت رکھتا ہو۔ میں قطعاً پسند نہیں کرتا تو اس مقدمہ میں میری رہنمائی فرما، اور اصل حقیقت جو بھی ہے، مجھ پر مشعشع فرما، ہے۔ جب حضرت داؤد علیہ السلام نے نہایت تھکن سے دعائیۃ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بتایا کیا کہ جو کچھ درویش نے بیان کیا ہے وہ بالکل درست ہے، اور درویشی حالت میں اس درویش کے دل میں یہ خواہش ہم نے ہی ڈالی تھی۔ اور گارے کا پتھر، بھی مارے ہی تھوڑے کے ماتحت، درویش کے حجرہ میں لایا گیا تھا۔ اور پھر اس کا رخ کیا جاتا بھی مارے ہی منشاء کے ماتحت ہوا۔ اور یہ سب کاروائی ہمارے ہی خاص ارادہ کے ماتحت قوت میں تھی۔ اور اصل حقیقت یہ ہے کہ اس درویش کا والد جو بہت بڑا تاجر تھا اور مدت تک باہر تجارت کرنے کے بعد اس نے لاکھوں روپیہ کی مالیت حاصل کی۔ اور کئی ریوز بھی وہں اور بکریوں کے، اور سی گئے گائیوں اور اونٹوں کے اس کی طبیعت میں تھے۔ وہ واپس وطن کو آ رہا تھا اور یہ مدعی تک حرام اس درویش کے باپ کا قاتل تھا۔ جب والد نے اپنے شر کے قریب ایک میدان میں تر و ریت کو سوایا تو اس تک حرام توڑے اپنی چھری سے جس کے اوپر اس کا نام بھی کندہ ہے، اس تاجر کو قتل کر دیا۔ اور اس میدان کے ایک گوشہ میں معمولی سا زخا خندہ، اس میں گھسیٹ کر ڈال دیا۔ اور اس پر مٹی ڈال کر اسے دفن کر دیا۔ چنانچہ حضرت داؤد علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ہر مدت آشفتہ وہ میدان میں زخا حساب کچھ کھائی۔ اور وہ چھری جس سے تاجر قتل کیا گیا اور بعد خون آلود کپڑوں کے ڈال دیا گیا بھی کھائی۔ اور بتایا کہ ہم نے یہ سب کاروائی اسی لئے کروائی کہ اس قاتل کے پاس جس قدر مال، مویشی، اور روپیہ ہے یہ سب درویش کو جو مقتول تاجر کا بیٹا ہے اور اصل وارث ہے دلا دیا جائے اور مدعی کو جو درویش کے تاجر باپ کا قاتل ہے قساس کے طور پر قتل کی سزا دلائی جائے۔

جب حاضری کے لئے تاریخ مقرر ہو گئی تو دونوں مدعی اور ملزم عدالت میں حاضر ہوئے تو حضرت داؤد علیہ السلام نے اس مدعی کو کہا کہ تم اس درویش کو معاف کر دو، تو تمہارے سے چھ



ہوگا۔ اس پر مدعی نے عدالت کے کمرہ میں شور ڈال دیا کہ دیکھو جی! کیا یہ عدالت ہے؟ کیا عدالت یوں ہی ہوتی ہے کہ مجرم کو بجائے رزاکے مدعی سے معافی دلوائی جائے۔ ایسا عدل نہ کبھی تہ و نہ دیکھا۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے بار بار سمجھانے پر بھی سب مدعی نے عدل عدل کی رٹ لگائی تو آپ نے فرمایا کہ بہت اچھا ہم عدل ہی کریں گے اور سپاہی کو حکم دیا کہ اس مدعی کو جھکڑی لگالی جائے۔ اور فلاں میدان کی طرف کوچ کیا جائے۔ وہاں پہنچ کر فرمایا کہ یہ قبرستان کی ہے اور اس کا قاتل کون ہے۔ آپ نے چہری جس پر مدعی کا نام بھی لٹھا اور ناتہ کے خوب لوہا پڑے جو ساتھ ہی مدعوں تھے کے متعلق سب کچھ کڑھا کھودنے سے قتل ہی بتا دیا اور یہ بھی بتا دیا کہ یہ مدعی س ناتہ کا جو ورہیش کا باپ ہے، قاتل ہے۔ جسے اس مدعی نے اپنی چہری سے ۲۷ بولے کو قتل کر دیا اور عد نے مجھے سب کچھ بتا دیا اور دیکھا دیا اور جیسے بتایا اور دیکھا دیا ہی کے مطابق قبر سے چہری بھی نکل گئی اور خوب لوہا پڑے بھی۔ اور جس طرح دیکھا دیا یا قاتل کی طرح برآمد ہوا۔ چنانچہ جب حضرت داؤد علیہ السلام نے مدعی قاتل کو قصاص کے طور پر قتل کی رزاکا حکم سنایا تو اس پر مدعی سے لگا کتاب میں ملزم کو معافی دیتا ہوں اور مقدمہ کو واپس لیتا ہوں آپ بھی مجھے معاف فرمائیے۔ حضرت نے فرمایا اب معافی نہیں دی جا سکتی اب وہی عدل جس کے متعلق ”دل“ ”دل“ کے لفظ سے تو شور مچاتا تھا اب ہرے ساتھ لیا جائے گا۔ اور اسی کے مطابق عدالت کی کارروائی ہوئی۔ اس کے بعد قاتل مدعی کو اور ورہیش کے ناتہ باپ کے قصاص میں قتل کا حکم سنایا۔ اور جس چہری سے ناتہ کو قتل یا قاتل ہی سے بعد اتر رہیم قاتل قتل کر دیا۔ اور جو کچھ مال و متاع اور مویشی اور روپیہ اور جائیداد وغیرہ تاجر کی چیزیں اس بے غصب کی ہوئی تھیں۔ سب کی سب اس ورہیش کو بناتہ کا بیٹا اور حقیقی وارث تھا، دیکھیں۔ اس طرح باوجود اس معاملہ میں انتہائی پیپیڈی کے اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام پر حق کھول دیا۔ اور اپنی طرف سے صحیح انصاف فرمایا۔ اور ایک عابد زاہد مظلوم کی حق رسی فرمائی۔

### فریضہ کی تارک

پاکستان امامان حضرت میر ناصر نواب صاحب رضی اللہ عنہ نے مجھے بھی تحریک فرمائی کہ میں کوئی حفاظت آپ کو نہ دوں۔ چنانچہ آپ کے فرمانے پر میں نے بھی ایک حفاظت طبع کے طور پر

سنائی۔ جسے سن کر آپ بہت غصے اور اس کو گنہگار بھی بنایا کہ مولوی راجپلی نے ملائی نہیں کے متعلق یہ واقعہ بطور مثال کے سنایا ہے۔ آپ نے اسے بہت ہی پسند فرمایا۔ اور پھر کئی جگہ اس لطیفہ کو ٹکڑا کر کے ساتھ لیا۔ وہ لطیفہ حضرت اقدس سیدنا المسیح ﷺ اور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مخالف ملائے سوء کی صافست و حماقت کی ایک مثال ہے۔ میں نے بیان کیا کہ ایک مولوی صاحب نے ایک مجمع میں وعظ کیا اور فرمایا کہ افسوس ہے کہ ہمارے مسلمان بھائی اور سہیلی معمولی معمولی مسائل سے بھی وقفیت نہیں رکھتے۔ چند ہی روز کی بات ہے کہ ایک میوں بیوی جو نیک اور نمازی مسلمان میں نبیوں نے مجھ سے یہ مسئلہ دریافت کیا کہ حضرت رسول خدا کی سنت کے رو سے تقبی اور کون کونسی سواری کرنا مسلمان کے لئے منسوب ہے۔ میں نے انہیں بتایا کہ حضرت رسول خدا نے گھوڑی کی سواری فرمائی ہے۔ عرب کے گدھے پر جو عام طور پر سواری کے لئے استعمال سے جاتے ہیں بوقت ضرورت اس پر بھی سواری فرمائی ہے۔ اور انہوں نے سواری کا تو عربوں میں ترویج ہے۔ آپ نے اب اس سواری بھی دہرایا ہے۔ جب مولوی صاحب نے ایک اجتماع میں جس میں علماء و مسلمان بھائیوں کے مسلمان نہیں بھی وعظ کرنے کے لئے آئی ہوئی تھیں یہ بیاں یا اور ایک مسلمان عورت نے یہ وعظ مسلمانوں سواریوں کے متعلق سنا تو وہ مری ہوئی۔ اسے کئی حد اتفاق کا شہر ہے کہ وہ سواریوں کی سنت پر عمل کرنا تو مجھے نصیب ہوا ہے۔ گھوڑے کی سواری کی سنت پر عمل کرنا بھی اور گدھے پر سواری کرنے کی سنت پر بھی۔ اب اب اس سواری کی سنت پر عمل کرنا باقی رہ گیا ہے۔ اللہ کی ذات ہے کہ اب اب اس سنت کے متعلق بھی مرثیہ نبی نصیب فرمائے۔ چند دن بعد اس عورت کے شوہر کے حقیقہ کی شادی کی تقریب پیش آئی۔ اس تقریب میں شادی پر بہت سے رشتہ دار اور تعلقات محبت و لے آئے۔ اس طرح ایک بہت بڑے مجمع کی صورت ہوئی۔ اس عورت نے جس عمل سنت کو اس کے شوہر نے کہا کہ یہ ہے کپڑے کچھ میلے سے ہیں۔ جو یہ جہاں میں۔ عورت نے کہا بہت اچھا کپڑے تارہیں میں بھی جو ہر پر جائزہ لاتی ہوں۔ چنانچہ اس سے جو ہر پر کپڑے جو کر سونے کے لئے اھوپ میں ڈال دیے۔ اور خود اھباب کے پانی میں غسل کرنے لگی۔ اتفاق سے ایک اب شادی لے گھر آیا اور اچھا چہ تا ہوا اس اھباب سے پانی پی کر وہاں اھباب کے کنارے پر ہی بیٹھ گیا۔ وہ عورت بھی غسل کر رہی تھی۔ بحالت غسل اسے اب کو دیکھتے ہی دل میں خیال آیا کہ اس اب کا اس وقت

ڈھاب کے کنارے آکر بیٹھ جانا میری سنت کی خواہش کو جو اہمیت دہلی سنت پر عمل کرنے کے متعلق  
 میرے دل میں پائی جاتی تھی پورا کرنے کے لئے ہے۔ اب میں اہمیت کی سواری کی سنت پر عمل  
 کرنے کے ڈھاب سے غم نہ رہوں گی۔ ساتھ ہی اس کے دل میں یہ خیال بھی آیا کہ اس وقت کوئی  
 آدمی تو قریب نظر نہیں آتا اور اس سواری سے مجھے اور زیادہ غرض بھی نہیں سوانے سنت کے پور  
 کرنے کی خواہش کے، اس لئے میں جلدی سے اہمیت پر بیٹھ بیٹھ اتر آؤں گی اور یہ بھی خیال آیا کہ  
 غسل کے بعد کپڑے پہننے لگ جاؤں تو شاید اہمیت ہی اٹھ کر چلا جائے۔ اس لئے غسل کرنے کے بعد  
 بغیر لباس بحالت عریانی ماتھ میں کپڑے، صحنے والا سونا لے یا کہ اہمیت اٹھنے لگا تو سونا مار کر بیٹھا  
 لوں گی۔ یہی حالت میں وہ اہمیت پر سوار ہوں۔ اس کا سوار ہونا ہی تھا کہ اہمیت اٹھ بیٹھی اور جب  
 عورت نے ہنٹ کو اٹھانے کی غرض سے سونا مارا تو بجائے بیٹھنے کے اہمیت اوڑ پڑا اور سیدھا شادی  
 والے گھر جا بیٹھا۔ جہاں کئی اتحاد، لوگوں کا مجمع تھا۔ اب لوگ یہ اس تھے کہ یہ یا مادہ ہے کہ اہمیت  
 پر مادرزاد عریانی کی حالت میں ایک عورت سوار ہے۔ جب اس کے شہ نے جوہاں مجمع میں ہی  
 موجود تھا، یکھا کہ عریانی کی حالت میں اس کی بیوی اہمیت پر سوار ہے تو وہ شرم کے علاوہ غیرت اور  
 غیظ و غضب سے بھر گیا۔ اس کو ناگ سے پکڑ کر اہمیت سے پیٹے پر آیا۔ اور وہی سونا جو عورت کے ماتھ  
 میں تھا لے کر عورت کو مارا شہ میں کر آیا۔ اور مکان کے اندر لے گیا اور اہمیت پر پڑا، اہل سرس کا ستر  
 ڈھانپا۔ وہ عورت ماری مہ سے بے تاب ہو کر چلائی اور چیختی تھی۔ جب اہمیت اہمیت کی ہمسایہ عورتیں  
 بھی یہ خبریں کر اس کے ماں بچیں اور دریافت کیا کہ یہ یا معاملہ ہے اور تمہارے شہ نے اس قدر  
 شدید رد کو بے یوں کیا ہے۔ تو وہ سادو مزاج عورت روتی ہوئی بیان کرتے گئی کہ میں ظلم نہ اندہ نے  
 مجھے محض سنت رسول پر عمل کرنے سے مار مار کر مجھ میں اور رنجی کر دیا ہے۔ اور میری بدویوں تو زانی  
 ہیں۔ میں پر ہمسایہ عورتوں نے اس کے شو سے کہا۔ بھائی آپ نے اتنا ظلم اور اتنی سختی کی۔ وہ  
 بھاری اہمیت کی سواری کی سنت پر عمل کرنے کی خواہش کو پورا کرنے لگی تھی۔ آپ نے سنت رسول کی  
 مہ سے اتنے تھکے۔ سے کام لیا کہ اسے رنجی کر دیا۔ خامد نے جواب میں کہا کہ یہ اہمیت عورت، سادہ  
 مزاج اور بے وقوف، بار بار سنت سنت کا نام لے کر مجھے بدنام رتی ہے اور پوچھنے والوں سے بیان  
 کرتی ہے کہ میں نے سنت کی مہ سے اس کو مارا ہے۔ اسے پوچھنا چاہیے کہ اس اہمیت کو سنت پر عمل کرنا

یاد رہا۔ اور اپنی ٹمگائیوں کو اٹھانچا جو فرض تھا اور سنت سے بھی زیادہ ضروری تھا۔ وہ یاد نہ رہا۔ سو میں نے جو کچھ نئی کی ہے وہ سنت کی وجہ سے نہیں کی۔ بلکہ فرض کے ترک کرنے کی وجہ سے کی ہے۔ میں اور پر کی مثال جو سادہ مزاج عورت نے ترک فریند کے ساتھ عمل سنت کے متعلق دکھائی موجود زمانہ کے علماء مخالفین پر چسپاں کیا کرتا ہوں۔ جو اسلامی تعلیم کے خلاف محتاجہ اور غرض اور خلاق کا نمونہ رکھتے ہوئے احمدیہ جماعت کے مین مطابق اسلامی تعلیم نمونہ کے متعلق لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں۔ اور احمدیوں کو کافر اور کفر اور اتر دیتے ہیں۔ چنانچہ اس بارہ میں بارہ علماء سے مناظرات اور مباحثات ہوئے اور مختلف مجالس میں ان سے گفتگو کرنے کا موقع ملتا رہا۔ وہ اپنی کورانہ تھلید اور خیالات فاسدہ اور اوہام باطلہ کی وجہ سے قرآن کریم کی صحیح تعلیم کے خلاف لوگوں سے غلط باتیں منواتے اور عمل کراتے ہیں۔ غور کرنے سے ان علماء کا حال بد اس سادہ مزاج عورت سے بھی بدتر ہے۔ یہ کہ اس عورت نے تو سنت پر عمل کرنے سے مرض پر عمل کرنے کو جو ستر اور پردہ سے تعلق رکھتا تھا ترک کیا۔ لیکن یہ علماء جو خیالات فاسدہ اور اوہام باطلہ جو قرآن کریم کی تعلیم کے صریح خلاف اور قبیح الحوج کے تاریک دور کی پیداوار ہیں۔ ان کی وجہ سے اسلام کی مقدس اور مطہ تعلیم کو ترک کرنے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت کے قبول کرنے کی توفیق دے۔ آمین

### نسخہ اکسیری

ایک عرس کی بات ہے کہ میں مسجد میں سلسلہ تبلیغ مقیم تھا۔ ماں پر حادہ اور سنہ ریس اور تعمیری۔ راجہ جی مجالس کے مختلف محلہ جات میں تبلیغی جلسے بھی کئے جاتے۔ جن کا اعلان ہزار ہر ہر منادی کر دیتا تھا۔

ایک دن ہم پر اچھ قوم کے محلہ میں بغرض جلسہ جمع ہوئے۔ میری نئے یر نماز عشاء کے بعد تین گھنٹہ تک ہوئی۔ جب نئے سے فارغ ہو کر میں اپنی قیام گاہ پر جانے لگا تو ایک لوجوان میرے ساتھ ہو گیا۔ اور قیام گاہ پر پہنچ کر میرے پاؤں دبا دے لگا۔ پہنچا مجھے اس سے تعارف نہ تھا۔ اس سے میں نے یہی سمجھ کر وہ احمدی ہے۔ اور بوجہ عقیدت جس نطفی خدمت کر رہا ہے۔ جب میں نے دریافت کیا کہ آپ کب سے احمدی ہوئے ہیں۔ تو اس نے بتایا کہ میں احمدی نہیں بلکہ سنی خیالات کا مسلمان

ہوں۔ اور میرا ایک خاص کام ہے، جس کے لئے آیا ہوں۔ جب میں نے اس سے غرض دریافت کی تو اس نے بتایا کہ مجھے یہ ایسی شے ہے جس سے ایک نسخہ ملا تھا۔ جس کی وہ یہ اور ترتیب یہ ہے۔

”عبدیعی نظام عربی معصی۔ ڈیڑھ تولہ۔ طلق سو، ڈیڑھ تولہ۔ وہیوں کو روغن حب السلاطین میں، دھنسنے سے حقیق کریں۔ پھر چار گھنٹے روغن عتاب آتش کی کھل کریں۔ اور دہت مدور بنا کر محفوظ کریں۔ بعد اذیل کے نگدہ میں رہ کر چار یہ پانچ کی آگ محفوظ ہو جائے گی، یہ بعد سر د ہونے کے طرح۔ برص یا مث یا فلک رابع یا اول پر کریں۔ بعد طرح بطریق معروف۔ رابع کا صاحب نظام نیز التہار نمایاں، درختاں ہوگا۔

نگدہ جس میں کتب مدور رہ کر تھوڑا سا ہے۔ اس کی حسب ذیل وہ یہ ہیں۔  
فلک ابیض و احمر مسکد ایک تولہ۔ سین الخمر میں احمر و ابیض مسکد، تولہ۔ اس وہ یہ مسکد کو دہت قلب، تولہ میں طار سے حقیق کیا جائے اور تولہ اور نگدہ بنا کر اس میں دہت مدور عہد و طلق کی رہ کر آگ دی جائے۔

یہ نسخہ بتا کر اس نے جو ان کے کہا کہ میں نے یہ نسخہ بعض اطباء اور علماء کو دکھایا۔ اور مذکورہ وہ یہ وہ اس کی ترکیب کے متعلق دریافت کیا۔ لیکن ان سب نے معذوری کا اظہار کیا۔ اور کہا کہ ہمیں اس معذرت کا ایسی ہی حالت نہیں۔ جب میں ایک عرصہ تک اس تک وہ میں رہا۔ تو کسی بزرگ نے مجھے استخارہ کرے کا مشورہ دیا۔ چنانچہ میں نے چالیس دن استخارہ کیا۔ تو مجھے خواب میں ایک فرشتہ نے بتا دیا کہ اس کے وہی جمع است کو پہنچا قوم کے عہدہ میں ایک صاحب بعد ماہر مشائخہ بر کریں گے۔ آپ ان سے ملیں۔ وہ اس نسخہ کو عمل کریں گے۔ چنانچہ آج میں نے آپ کی تقریر سننے کے بعد آپ کی خدمت میں اس نسخہ کے عمل کرے کے لئے درخواست کرنا مناسب سمجھا ہے۔

میں نے نسخہ کچھ کر بتایا کہ یہ نسخہ ایسی ہیوں کی اصطلاح میں تحریر کیا گیا ہے۔ عہد و عدم عربی سے مراد سیما ہے۔ عتاب سے مراد ڈھادر اور فلک ابیض و احمر سے مراد سفید اور سرخ سمجھا ہے۔ طلق سو کے معنی برق سیاہ اور دہت انقلاب سے مراد سورج ہے۔ فلک اول سے مراد چاندی مفہوم ہوتی ہے۔ اور فلک ثالث سے مراد سورج و ارض یعنی مائے ہے۔ اسی طرح فلک چہارم سے مراد شمس یا دھب یا سونا ہے۔ فلک ہفتم زحل، اُسرب یا سیہ۔ کو کہتے ہیں۔

جب میں نے ان اکسیری اصطلاحات کی تشریح کی تو وہ نوجوان بہت خوش ہوا۔ اور بار بار جز کم اللہ کہنے لگا۔

اس موقع پر حدائقِ اقصیٰ کے فضل سے اس کو تبلیغ کرنے کا بھی موقع ملا۔ ”یا۔ والحمد للہ یہ رُہوں کی اسی قسم کی اصطلاحات میں مغرب گندھ کو کہتے ہیں۔ طلوع حیوانی زردی پسند کو شمس المی قمر زردی مع غیدی پسند کو کہتے ہیں اور مرتضیٰ سے مراد لولہا ہوتا ہے اور مشتی سے رزیر یعنی قلعی مراد ہوتی ہے۔ اسی طرح سب لفظوں میں اتنا ہی سرخ و سفید کو کہتے ہیں

## خوش بختی

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عہد سعادت میں ایک دفعہ میں نے رُہوں میں ایک ک سید لائیا، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خاکسار تینوں ایک جگہ کھڑے ہیں۔ ”حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک سورت کی طرح تاباں ہے اور ”پیشہ شرقی کی طرف منہ کئے ہوئے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا چہرہ مبارک چاند کی طرح روشن ہے۔ اور ”پیشہ مغرب کی طرف منہ کئے ہوئے ہیں۔“ اور خاکساروں، دونوں مقدس ہستیوں کے درمیان میں کھڑا ن کے روشن چہروں کو دیکھ رہا ہے۔ ”اپنی خوش بختی اور سعادت پر مازاں ہو کر یہ فقرہ کہہ رہا ہے۔“ ”ام کس قدر خوش نصیب اور بلند بخت ہیں کہ ہم نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی پایا“ اور حضرت امام محمد مہدی علیہ السلام کو بھی پایا“

32

اس وقت جب میں نے ان دونوں مقدسوں کے چہروں کی طرف نگاہ کی تو مجھے یہ نظر آیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا چہرہ مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کے نور سے منور ہو رہا ہے۔

میں روایا کے بعد جب میں ۱۰۰۰ری رات سویا تو خواب میں مجھے حضرت شیخ سعدی شیرازی نے دیکھ دیا کہ ”پلوگ کہتے خوش نصیب ہیں کہ آپ نے امام مہدی علیہ السلام کا زمانہ پایا ہے۔“ پھر فرمایا کہ ”میر کی طرف سے حضرت امام مہدی علیہ السلام کے حضور السلام بیکم عرض کر دینا۔“

میں اس دن اپنے بلن موضع راہیکی میں مقیم تھا۔ اس وقت تک جماعت امام احمدی نہ رکھا تھا۔ میں جب صبح بیدار ہوا تو حضرت شیخ سعدی شیرازی کی خوش بختی کے مطابق ایک عرصہ حضرت قدس مسیح موعود علیہ السلام کی

خدمت عالیہ میں لکھ کر آپ کا تحفہ سلام حضورؐ کی خدمت میں عرض کر دیا اور اپنی رہنمائی بھی بیان کر دی۔ اس کے چند روز بعد مجھے مجھے رابا میں حضرت شیخ صاحبؒ کی زیارت ہوئی۔ آپ نے سلام پہنچانے پر بہت ہی مسرت کا اظہار کیا۔ اور میرے ہاتھ میں ایک کتاب، ”سراج الاسرار“ لکھا ہوا تھا۔ ”الحمد لله على ذلك“

### برکت کا نشان

جو لوگ اللہ تعالیٰ کے مقرب ہوتے ہیں ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے عظیم شان نشان پائے جاتے ہیں۔ میں نے اس قسم کے برکت کے نشان بارہا سیدنا حضرت مسیح موعودؑ علیہ السلام، آپ کے خاندان، اور اہل بیت کے وجود میں ملاحظہ کیے ہیں۔ مثال کے طور پر ۱۱ واقعات یہاں پر درج کرتا ہوں مرنہ واقعات تو بہت ہیں۔

ایک دفعہ سب میں لاہور میں مقیم تھا۔ ”مرسید احمد“ یہ میں منجما ہوا تھا تو چانک حضرت ام موسیٰ، امت پر کا تھا، رضی اللہ تعالیٰ عنہا مسجد، کھینے کے لئے ”ماں شریف“ میں۔ حضرت قدسیہ کی ”مد پر مجھے تحریک ہوئی کہ آپ کی خدمت میں کچھ رقم بطور نذرانہ پیش کروں۔ لیکن اس وقت میری جیب میں صرف تین روپے تھے۔ مجھے یہ رقم بہت حقیر اور قلیل معلوم ہوئی۔ لیکن مجبوراً اسی کو حضرت محمدؐ کی خدمت بابت میں پیش کر دیا۔ آپ نے اس کو خوش سے قبول فرمایا، مرتبہ ”محمّد حسن“ فرمایا۔

مسجد دیکھنے کے بعد آپ حضرت میوں تہا، ”ان صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ“ کے گھر ”شریف“ لے گئیں۔ ابھی آدھ گھنٹہ گزرا تھا کہ ایک ”مہر احمدی“ نے اپنا ملازم ”محمود“ لایا۔ ”محمود“ ان کی کمر میں کے گھر جا کر چائے پیوں۔ جب میں چائے سے فارغ ہوا، ”مہر احمدی“ آئے لگا تو انہوں نے میری جیب میں کچھ کاغذ ڈال دیے۔ میں نے خیال کیا کہ شاید ان کا کے لئے اسوں نے کچھ لکھ کر میری جیب میں ڈالا ہے۔ ”مہر احمدی“ کو رہائی بیان کرنا اسوں نے مناسب نہیں سمجھا۔ لیکن جب میں نے ”محمود“ کاغذ نکال کر دیکھے۔ تو میں اس کے میں ڈالے یعنی مبلغ میں روپیہ تھے۔

”مہر احمدی“ نے بتایا کہ ”محمود“ میرے دل میں شدید خواہش پیدا ہوئی کہ آپ کو چائے پر بلادوں اور آپ کی خدمت میں کچھ رقم پیش کروں۔ میں نے یقین کر لیا کہ یہ حضرت

ام المؤمنین اعلیٰ اللہ درجہ کی باہر کت توجہ کا نتیجہ ہے۔

## ایک اور واقعہ

عرصہ کی بات ہے کہ میں نے کام کے لئے گھر سے نکالا۔ بار بار میں مجھے فتنہ کا شہسہ ملا۔ اس سے بتایا کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو سر خلافت میں یا فرمایا ہے۔ میں سیدھا فتنہ پر، یوینٹ سیکرری میں پہنچا۔ اور اپنے حاضر ہونے کی اطلاع حضور سید اللہ تعالیٰ کی خدمت میں بھیجی۔ اتفاق سے اس وقت میرے پاس کوئی رقم نہ تھی۔ میرے دل میں حضور کی خدمت میں خالی ہاتھ جانے سے احتیاط محسوس ہوا۔ چنانچہ میں نے فتنہ پر یوینٹ سیکرری کے ایک کارکن سے مبلغ ۱۵ روپے بطور قرض لئے۔ اور منہ الامانات حضور کی خدمت میں یہ رقم پیش کر دی۔ جو حضرت نے زبردستی و اذیت سے قبول فرمائی۔

جب میں ملاقات سے فارغ ہو کر نیچے فتنہ میں آیا تو اتفاق سے ایک معزز احمدی وہاں آئے ہوئے تھے۔ انہوں نے مجھے، کچھ بہت خوشی کا اظہار کیا اور کہا کہ میں نے آپ کے گھر ملاقات کے سے حاصل کیا۔ یہ خوشی کی بات ہے کہ میں نے ملاقات ہوئی۔ اور ایک ہندو لٹافہ میرے ہاتھ میں دیا۔ جس میں مبلغ پانچ سو روپے کے نوٹ تھے۔

یہ رقم سید احمدی حضرت خلیفۃ المسیح الہی نے ایہ اللہ تعالیٰ کے باہر کت۔ جو ان کا نشان تھا۔

اللہ تعالیٰ سب امیاء، حناء، اور انبیاء، یا، اور ان کی قبلہ، اور اپنی بے شمار رحمتیں اور فضل و کرمات سے ہمیں

## عیدی

۱۹۶۹ء میں ایک تبلیغی سفر کے سلسلہ میں مختلف مقامات سے ہوتا ہوا مردان شہر میں جو سرحدی علاقہ ہے پہنچا۔ اس سے دن عید الاضحیٰ کی عید کا مبارک دن تھا۔ مجھے وہاں جانے سے ایک دو دن پہلے میری قبائلی احمدی طرف سے ایک خط ملا تھا کہ آپ سنا پر ہیں اور مجھے کالج کی تعلیمی کتب، ریفیس وغیرہ شرجات کے لئے اس وقت کم از کم ایک سو روپے جلد اور جلد ملنا درپیش ہے۔ میرا درود مراد میں اس موقع پر پہلی دفعہ تھا۔ وہاں لی جماعت احمدیہ کے احباب اور افراد سے قبل ازیں میرا



پیداں تعارف اور شناسائی نہ تھی کہ کسی دوست سے قرض حاصل ہو سکتا۔ صرف اللہ تعالیٰ  
 خیر برکتیں اور خیر بخشیں اور وہ سب اسباب و اسباب پر کچھ دہرہ تھا۔ اور سے ان احباب کی فرمائش پر  
 میں نے نماز عید پڑھائی۔ جب میں جماعت مجددہ کا کمرہ تھا تو مجھ پر رقت جاری ہوئی، رقت کا  
 باعث یہ امر ہوا کہ نماز سے پہلے بعض احمدی بچے جو اپنے باپوں کے ساتھ مسجد میں آئے ہوئے تھے۔  
 اپنے اپنے باپ سے عیدی کے لئے کچھ طلب کرتے تھے اور ان کے باپ اپنے بچوں کو قدر من سب  
 عیدی دے رہے تھے۔ مجھے جماعت مجددہ کا کچھ ایک انہی بچوں کی عیدی طلب کرنے پر ہوئی اور  
 میں نے اپنے مولیٰ کے حضور عرض کیا کہ میرے ۱۰ لاکھ عید کا ان ہے، بچے اپنے اپنے والدین سے  
 عیدی طلب کر رہے ہیں۔ اور میرے اچھے بھی مجھ سے بذریعہ خط ایک سورت پیر کی ضرورت پیش کر چکا  
 ہے۔ سو میں اپنے بچے کے لئے حضور کی خدمت میں اس رقم مطلوبہ کے متعلق ماتھو پیش کرنا ہوا کہ  
 میرے بچے کی شدید ضرورت کو پورا کرنے کے لئے کوئی صورت محض اپنے فضل و کرم سے مہیا فرما  
 دے۔ تا اس پر یثانی سے مخلصی حاصل ہو۔ نماز عید کھانے اور مارضہ سے فارغ ہونے پر ہم نے  
 مردان سے چار سدہ جانے کے لئے تیاری کی۔ یہ تین چار سدہ میں جماعت احمدیہ کے ماں جانا بھی  
 تھے۔ پر کرم میں داخل تھا۔ جب ہم مردان سے باہر نکلے پر سوار ہونے کے لئے احباب سے  
 رخصت ہوئے تو ہی احباب ہماری مشابعت کے لئے اڈانک آئے۔ ان میں سے اچانک ایک  
 صاحب جن کو اس وقت میں قطعاً نہ جانتا تھا، میرے پاس سے گزرے اور گزرتے ہوئے کوئی چیز  
 میرے کوٹ کی بیوٹی بیب میں ڈال دی۔ جب ہم مردان سے سوار ہو کر چار سدہ پہنچے اور میں نے  
 بیب میں ماتھو ڈالا تو مجھے ایک ٹافہ ملا۔ جس میں کوئی کاغذ ملفف تھا۔ جب میں نے ٹافہ کو کھولا تو اس  
 میں ایک صدہ پیر کا نوٹ تھا جس کے ساتھ ایک رقعہ بھی تھا۔ جس میں یہ لکھا ہوا تھا کہ آپ جب نماز  
 عید پڑھا رہے تھے تو میرے قلب میں رہ رہے تحریک ہوئی کہ میں سورہ پیر کی رقم آپ کی خدمت میں  
 پیش کروں۔ لیکن اس طریق پر کہ آپ کو یہ پتہ نہ لگ سکتے کہ یہ س نے دی ہے۔ اس لئے میں نے سو  
 رہ پیر کا نوٹ آپ کی بیب میں ڈال دیا ہے۔ اور پتہ اور نام نہیں لکھا۔ تا میرا عمل بھی محسنانہ محض  
 اللہ تعالیٰ کے علم تک رہے۔ اور آپ کو بھی اس سورہ پیر کی رقم کا عطیہ اللہ تعالیٰ کی معافی و رحمت کی  
 طرف سے ہی محسوس ہو۔

یہ وہی عید تھی جو بحالت جد و نام عید میں نے اپنے بچے کے لئے اپنے محسوسوں سے مانگی تھی۔ اور جو حضرت خیر المومنین اور خیر المسئین مولیٰ کریم کی فیاضانہ نوازش سے مجھے عطا فرمائی گئی تھی۔ اس رقعہ کے پڑھنے سے مجھے اور بھی اس بات کا یقین ہوا کہ واقعی یہ رقم مجھے حد تعالیٰ ہی کی طرف سے بغیر کسی کے منت و احسان کے عطا ہوئی ہے۔ اور میری روح جذبہ تشکرات سے بھر کر اپنے محسن حد کے حضور ایک وجد ناجوش کے ساتھ جھکتی۔ میرے قلب میں اس مخلص دوست کی اس نیکی کا بھی بہت احساس ہوا اور میں نے اس کے لئے دعا کی کہ مولیٰ کریم اپنی کریمانی سے سے جزیئے خیر دے۔ اور اس کی آل اولاد اور نسل کو اپنے فیوض خاصہ سے نوازے۔ میں نے وہ رقم عزیز اقبال احمد سلمہ کو بھجوا دی۔

یہ سیدنا حضرت مسیح پاک کی انکار نامہ کت ہے کہ ایک طرف میرے جیسے حقیر خادم کو حضور کے روحانی و رہبر کت تعلق سے دعا۔ ماں قبول ہونے والی دعا کی توفیق نصیب ہوئی۔ اور پھر اس دعا کی تہنیت کا اثر یہ طور سے نمایاں ہوا۔ جو احقیت خلق سے مالا نظر آتا تھا۔ اس قسم کا محسنہ عمل جس میں نمود و نمائش کا کوئی ٹماپ نہیں پایا جاتا، یا بجز میں مشغول سے مل سکتا ہے اس صرف حمدی جماعت کے فرد میں پایا جاتا ہے یہاں تک کہ تحریک اخلاص و لائیت رقم کے عطیہ کے ساتھ رقعہ میں نام و پتہ تک کا نہ مناسدہ رہے۔ اخلاص ہے۔ لیکن یہ اخلاص کسی کی قوت قدسیہ اور روحانی کشش و موثر قوت سے پیدا ہوا۔ میں حد تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ایسا اخلاص اور بے ریا عمل میرے پیارے و پاک مسیح ماں میرے مولیٰ کے محبوب اور مصلح عام مسیح محمدی کی بیکاری و کات کا نمود ہے اور یہ نمونے جماعت احمدیہ میں کثرت پائے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اباب جماعت کے خلاص و رہبان میں برکت پر برکت دے۔

ان کی زندگی اور موت رضا الہی کے ماتحت ہو۔ اور ان کے ذریعہ سے اسلام اور احمدیت کے قیام کی غرض پوری ہو۔ آمین یا رب العالمین

### ایک مندرالہام

ایک دفعہ خاکسار مرکزی ہدایت کے ماتحت اسلئے سیالکوٹ میں تبلیغ کی غرض سے مقیم تھا۔ دوران قیام میں ایک خط حضرت نیرم مجتہد مہدی فی اللہ مراد شہ احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کی طرف

سے آیا۔ جس میں لکھا تھا کہ سیدہ حضرت ام طاہرہ غزیمہ ثالثہ حضرت سیدنا خلیفۃ المسیح الثانی علیہ السلام اللہ تعالیٰ عنہ واپس لے گئے، عا کی جائے کہ اللہ تعالیٰ ان کو مستجاب فرماوے انہیں لاہور کے ہسپتال میں غرض طاق داخل کیا گیا ہے۔ نیز ان کی صحت کے تعلق استکارہ کرنے کی فرمائش تھی۔ دعا تو خدا کسار اہل بیت کے لئے ان کے ہمراہ ان تعلقات کی وجہ سے پہلے ہی سرور تھا۔ عین حضرت سیدی میوں شیر احمد صاحب کی تحریک پر پہلے سے بھی زیادہ وقتہ عائد دعا میں شروع کر دیں۔ ان سلسلہ میں یک دن دعا کرتے ہوئے مجھ پر شفی حاست جاری ہوئی۔ اور میرے سامنے یک ہاندہ پیش کیا گیا جس پر قضا و قدر کے احکام میں سے آشی حکم کے خلاف کے تعلق ایک نظم میں اطلاع دی گئی تھی وہ ساری نظم توجہ میں مجھے یا نہ رہی صرف ذیل کا الہامی حکام یا راہ

کے نماز پڑھنا ہے نہ خواہد مادہ بحمد اللہ باقی مادہ خواہد مادہ

اس کی دوسری قرائت بجائے ”کے نماز پڑھنا“ کے ”کے نماز پڑھنا“ کا فقرہ تھی۔ چنانچہ خدا کسار نے اس مندر الہام سے حضرت محمد مراد شیر احمد صاحب مدظلہ العالی کو اطلاع دے دی۔ اس مندر الہام میں ملاوہ حضرت سیدہ ام حاتمہ کے حضرت میر محمد اسحاق صاحب رضی اللہ عنہ کی وفات کی تعلق بھی اطلاع دی گئی تھی اور دونوں کی وفات کے درمیان چند ہی روز کا وقفہ مقرر تھا۔ دونوں کی وفات سلسلہ احمدیہ کے لئے شدید نقصان کا موجب تھی۔ اس لئے کہ دونوں مقدس ہستیاں مسیحت کے اثر سے تھیں۔ اور اس لئے بھی کہ سلسلہ احمدیہ کی پیش ہادہات کی انجام دہی ان دونوں کے ساتھ بہت تھی۔ اس حالات میں دونوں مقدس ہستیوں کی وفات کا حادثہ کوئی معمولی حادثہ نہ تھا۔ اور یہ دونوں مقدس وجود آسمان رفعت کے کوکب وری اور ملت بیضا کے درخشین تھے۔ اور دونوں کی وفات کا ذکر اس مندر الہام میں بطور اطلاع پیش کیا گیا تھا۔ چنانچہ یہ فقرہ کہ کسے نماز پڑھنا۔ اس سے حضرت ام حاتمہ کی وفات کی طرف اشارہ تھا۔ اور یہ فقرہ کہ کسے خواہد مادہ اس میں حضرت میر صاحب کی وفات کی طرف ایما کیا گیا تھا۔ میں نے ان دونوں کی وفات پر ایک مشترک مرثیہ بھی کہ تھا جو افضل میں شائع ہو چکا ہے۔ اس کے ابتدائی شعر مندرجہ ذیل تھے۔

اسی ذکر مجدک ام طاہرہ ایسی القوم حبراً مثل اسحق  
و کئی مہمہ فدعاش ساراً باصلاح و انوار و اشماو

وَمِنْ حُرُومِهِ التَّادَاتِ بِلَا      وَالْمَحْمَدِ مَحْبُوبِ حَلَاقِ  
وَكُلِّ مَهْمَا قَدَمَاتِ شَابًا      وَمَوْتَ الشَّابِ فَاجِعَةَ لَأَهْلَاقِ  
لَقَدْ فَرَعْتَ قُلُوبَ عَدَمِي      وَلَقَدْ فَجَعْتَ بَعُوسَ بَعْدِ أَطْرَاقِ  
بَحْرُ الْوَقْلِ تَدْمَعُ كُلِّ عَيْنٍ      وَلَوْ عَصَى فَرْقَةُ سَارٍ لِأَحْرَاقِ

## ہمارا محبوب

ہی طرح سب حضرات میر محمد اعلیٰ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضوا کایاں میں شیعہ طور پر  
میل ہوئے تو میں ان دنوں پٹنہ میں مقیم تھا۔ ان کی حاضرت کی اطلاع ملنے پر میں نے متوجہ رہی کی۔  
وہی دن تک جاری رکھی۔ شہر مجھے اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں مخاطب فرمایا۔

”میر محمد اعلیٰ ہمارا محبوب ہے ہم خود اس کا مداح ہیں“

اس کے چند روز بعد حضرت میر صاحب منات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔ اللہ تعالیٰ  
آپ پر اور آپ کی آل و اولاد پر اپنی رحمت اور فضل کا اہوار مل فرماتا رہے۔ آمین۔ آپ کی وفات پر  
میں نے فارسی زبان میں ایک مرثیہ لکھا جس میں اپنے جذبات غم اور آپ کے مناقب جدید کا ذکر کیا۔

## چچی مرگ (کشمیر) میں

۱۹۳۱ء میں میں ”رحمۃ مہر مولوی محمد الدین صاحب مبلغ ارباب“ تبلیغ کی غرض سے مدینہ کشمیر میں  
گئے۔ سرینگر میں حضرت مسیح احمد اعلیٰ علیہ السلام کے رحمہ مبارک واقع محلہ خان یار کی زیارت  
اور اس پر دعا کی توفیق ملی۔ نیز بہت سے تبلیغی جلسوں میں شمولیت اور تربیتی اور اصلاحی امور کی  
سرانجام دہی کا بفضلہ تعالیٰ موقع ملا۔

اسی سلسلہ میں جب ہم لڈرون پہنچے تو وہاں پر حضرت مولانا سید محمد شاہ صاحب رضی اللہ تعالیٰ  
عنہ کے بڑے بھائی سید محمد علی شاہ صاحب سے ملاقات ہوئی۔ ایک دن آپ نے سیدنا مولانا حضرت  
علیہ السلام علیہ السلام کے مولوی نور الدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تعلق مذاہب کہ جب  
منصور مبارک کشمیر کے شاہی طبیب تھے تو ایک دفعہ مبارک صاحب کے ساتھ سرینگر تشریف لائے۔  
آپ کی شہرت سن کر وہاں سے لوگ آپ کی ملاقات اور مداحی برائے کے لیے حاضر ہوتے۔ میں

بھی زیارت کے شوق میں سری نگر پہنچا۔ اور حضرت حکیم الامتہ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ سے مصافحہ کیا۔ آپ نے مجھے فرمایا کہ کیا کوئی دینی دریافت کرنی ہے۔

- سفید اور سیاہ بھنگرہ

میں نے عرض کیا کہ سفید اور سیاہ بھنگرہ کے درمیان ماہہ امتیاز کے تعلق دریافت کرنا ہے۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ یہ سوال بہت ضعیف ہے۔ عام لوگ اس فرق کو نہیں جانتے۔ اور سفید اور سیاہ بھنگرہ کو شناخت نہیں کر سکتے۔ دونوں بھنگروں کے چوہوں کا نام سفید ہوتے ہیں اور پٹے یا ماتھ پر بننے سے سیاہ رنگ دیتے ہیں۔ اس لیے چوہوں سے ان میں امتیاز برنامن نہیں۔ اس سفید بھنگرہ کے پٹے ملنے سے ہزرنگ دیتے ہیں پس چوہوں کے ذریعہ سے ہی دونوں بھنگروں میں فرق کیا جاسکتا ہے۔

### چچی مرگ کو روانگی

علاقہ کشمیر میں ہماری جانے کی ایک بری غرض یہ تھی کہ مرکز میں یہ اطلاع ملی تھی کہ بعض غیر احمدی علماء کی ہوسہ امداری سے چند کفر و رافضی ائمہ اختیار کر گئے ہیں۔ عمری چوہدری رحیم صاحب ہمیں چچی مرگ لے جائے کے لیے وہاں سے لہروں آئے اور ہم ان کے ساتھ چچی مرگ پہنچے۔ ان دونوں کشمیریوں کے لیے اس علاقہ میں سری نگر اور چوہدری رحیم صاحب کے گھر، لے شدت گرام کے احساس سے اونہ کے سرد پھاڑوں میں جا چکے تھے۔ صرف ان کی ایک بہو گھر میں رہ گئی تھیں اور کھانا پکانا اور گھر کا دھرا کام انہی کے سپرد تھا۔ کوہارے لئے وہاں کا موسم اتنا سرد تھا کہ ہم رات کو ناف اڑھے بغیر نہ سو سکتے تھے۔ لیکن چوہدری صاحب کی بہوتہ اثر اس سردی تھیں کہ شدت سری کی وجہ سے وہاں نہیں ٹھہر سکتیں اور سرد پھاڑ پر جانا چاہتی ہیں۔ چوہدری رحیم صاحب نے اس کو سمجھایا کہ مرکز سے مہمان بھی آئے ہوئے ہیں ان کے کھانے وغیرہ کا انتظام بھی اس کے سپرد ہے اس لئے وہ نہ جائے۔ لیکن وہ اپنے اصرار پر قائم رہی اور مزید ٹھہرنے کے لئے تیار نہ ہوئی۔ آخر چوہدری صاحب نے مجھے کہا کہ آپ بھی اس لڑکی کو سمجھائیں۔ شاید آپ کے احترام کی وجہ سے بات مان جائے۔ میں نے اس کو سمجھایا لیکن وہ اپنی عہد سے باز نہ آئی۔ اس پر میں نے اس کو کہا کہ

”جو جائزہ لے لے کہ اللہ تعالیٰ تجھے کیسے دیکھ لیتا ہے“

نہ ۱۰ دہندہ میں کوس کے قریب ۱۰ پر سر، پیاز پر چلی گئی۔ وہاں پہنچنے کے دوہرے دس دس کو سامپ نے ڈس یا۔ وہ دور سے پہنچتی اور بار بار کہتی کہ مجھے دیکھو ایسا بیچنا ۱۰۔ سولوی جی کی بد دعا کی وجہ سے مجھے سامپ نے کاٹا ہے۔ چنانچہ وہ اپنے ایک رشتہ دار کی معیت میں گھوڑی پر تیسرے دس دس آگئی۔ وہ عاجزی کے ساتھ پہرے لگتی۔ میں نے کہا کہ ہم مرکز کی ہدایت کے ماتحت یہاں آئے ہیں، حضرت خلیفۃ المسیح ایہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی تعمیل کرتی ہے۔ سامپ کی ٹال میں تیرے نفس کی سرشتی نے تجھے ڈسا ہے۔

اس کے بعد میں نے حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مندرجہ ذیل نسخہ جو سامپ کے زہ میں خراب ہے اس کو استعمال کرایا۔

### نسخہ پرانے زہر سامپ

۱۔ نسخہ کے چھکے کا سفوف تین چار، نوزم پانی سے استعمال کرنے سے تھے واسہال سے زہر کا اثر دور ہو جاتا ہے۔ جب زہر دور ہو جاتا ہے تو ۲۔ نسخہ کے چھکے کی نوزم ۱۰ ہٹ معلوم ہونے لگتی ہے۔ جب تک زہر حارت نہیں ہوتا اس کی کئی میٹھی معلوم ہوتی رہتی ہے۔ یہ نسخہ میں نے اس کو استعمال کرایا۔

### ایک اور نسخہ

سامپ کے زہر کے اثرات کے لئے مندرجہ ذیل نسخہ بھی بار بار ماحرب ہے۔ نرسی یعنی جدہ رستم عمدہ۔ سفید کھنٹی۔ ریوہ حصارہ۔ بچہ برس۔ چاروں ۱۰۰۔ یہ زہر ن لے کر سفوف بنائیں۔ بتدریج چار ماشدہ پانی سے استعمال کرائیں۔ ایک خوراک سے بفضلہ تعالیٰ آرام ہو جاتا ہے اور دھری یہ تیسری خوراک کافی ہوتی ہے۔

۳۔ نسخہ استعمال کرائے سے اللہ تعالیٰ نے اس لڑکی کو آرام دیا۔ اور وہ خوشی پنی مرگ میں رہ کر ہمارے وہاں قیام کے دوران میں چودہری صاحب کی زیر ہدایت خدمت میں مصروف رہی۔

لحمہم اللہ احسن الجراء

## ایک عجیب منظر

ایک دفعہ میں نے رویا میں دیکھا کہ زمین سے آسمان کی بلندیوں تک ایک نہایت خوبصورت درختیں بڑک ہے (ایسی بڑک جس کا ذکر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب ”نزہۃ المجالس“ میں حضرت مراد ایوب ایک صاحب کی وفات کے ضمن میں فرمایا ہے) جس پر مجھے فرشتے و پر کی طرف لے جا رہے تھے۔ سب ہم پانچویں آسمان پر پہنچے تو فرشتوں نے کہا کہ اس کا مقام اس بلندی سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ سن کر میں نے ان فرشتوں سے عرض کیا کہ ”میرا خداوند قدوس کہاں تشریف فرما ہے۔ میں تو اپنے مولیٰ کریم کے پاس جانا چاہتا ہوں۔“ اس پر انہوں نے پارگاہ اقدس کے انشاء پر مجھے ایک خاص مقام پر اتار دیا۔ ”و میری انوی حات کے لباس کو اتار کر مجھے ایک اور لباس پہنایا۔ جس سے میری بدنہی میں ایک خاص آفتاب و قلع ہو۔“ اور مجھے انوی حات سے اترنے کی حات میں تبدیل کر دیا گیا۔ اس کے بعد میں نید سے بید رہ گیا۔

ناحمد لله

الحمد لله الذي وفق عبده الضعيف لا تمام الحلد الرابع من السقالات القلمية لي

الافاضات الاحمدية

بھکر حضرت پیر محمد گارے قدا باشد الم جانم مارے  
 بہ نعلش ختم شد ایں جلد چارم بتو متش حیاں شد کارہورم  
 ہر دم تو متش  
 ہم در متش بہ شہرہ تمید

## خاتمہ کتاب جلد چہارم

لہ تعالیٰ کے فضل و احسان سے ”حیات قدسی“ یعنی سوانح حیات حضرت مولانا غلام رسول صاحب فاضل راجیکی کی جلد چہارم مکمل ہوئی ہے۔ حضرت مولوی صاحب (مطعنہ اللہ بطول حیاتہ) کے تحریر کردہ مسودہ میں ابھی بہت سا علمی روحانی و تربیتی مواد باقی ہے جو امید ہے کہ توفیق الہی دی آئندہ جلدوں میں شائع ہو سکے گا۔

لہ تعالیٰ اس کتاب کو سلسلہ حقہ کے لئے مفید و رہبر کت بنائے۔ آمین ثم آمین

حاکم سار۔ مرتب

موریہ ۱۵ اکتوبر ۱۹۵۵ء



## کلام پاک سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

### حمد باری تعالیٰ

وہ دیکھتا ہے غیروں سے عیوں دل نکالتے ہو  
 جو کچھ نبیوں میں پاتے ہو اس میں وہ یائیں  
 سورج پہ غور کر کے نہ پانی وہ روشن  
 سب چاند کو بھی دیکھتا تو اس یار سائیں  
 وہ ہے لائٹ ایک ہے اور لازہ دل ہے  
 سب موت کا شمار ہیں اس کو فنا نہیں  
 سب فتنے ہیں اسی میں کہ اس سے کاواں  
 حویضہ اسی کو یارہ نبیوں میں فنا نہیں  
 اس حلقے پر مذاہب سے عیوں دل نکالتے ہو  
 دوزخ ہے یہ مقام یہ گستاخ سرا نہیں

## حوالہ جات۔ حصہ چہارم

- 1۔ تہِ ردس ۱۵۶ طبع ۲۰۰۳ء
- 2۔ مفتی نوح۔ رہ حافی ثرا بن طرد ۱۹۔ ص ۳ ۱۱
- 3۔ مہریم: ۵
- 4۔ تہِ ردس ۲۷ طبع ۲۰۰۳ء
- 5۔ محمد بن احمد یہ۔ رہ حافی ثرا بن طرد ص ۶۶۶
- 6۔ مفتی مسیح مآب البر والصلۃ والآداب باب تفسیر البر والائمه۔
- 7۔ حلیۃ الاولیاء۔ جلد ۲۔ ص ۶۷ طبع ۱۹۹۰ء
- 8۔ طہ ۱۲۲
- 9۔ البقرہ ۸۸، ۵
- 10۔ النساء ۱۵۷
- 11۔ آل عمران: ۶۰
- 12۔ طہ ۱۱۶
- 13۔ الاسراء: ۶۴
- 14۔ الحجر: ۲۹
- 15۔ النحل: ۱۰۳
- 16۔ المعادلة: ۲۳
- 17۔ النساء: ۱۵۷
- 18۔ النمل: ۷۷
- 19۔ المائدہ: ۱۱۱
- 20۔ الکہف: ۱۰۰
- 21۔ یسین ۸۳
- 22۔ البقرہ ۲۸۶



- 46- تحفہ بغداد - روحانی خزائن جلد ۷ ص ۳۷
- 47- کرامات اسماعیلین - روحانی خزائن جلد ۷ ص ۹۵
- 48- بنی اسرائیل: ۸۶
- 49- الشوریٰ: ۵۳
- 50- الشوریٰ: ۵۳
- 51- الرمرم: ۶۳
- 52- مصنف عبدالرزاق جلد ۲ ص ۱۶۱ - کان اللہ ولم یکس معہ شیء۔
- 53- یسین: ۸۳
- 54- البقرہ: ۲۲
- 55- بنی اسرائیل: ۲۵
- 56- المؤمنہ: ۳
- 57- النحل: ۹۹
- 58- البقرہ: ۱۱۲
- 59- آل عمران: ۱۷۹
- 60- الحجج: ۲۸-۲۹
- 61- المیمنہ: ۹
- 62- المیمنہ: ۹
- 63- آئینہ مالک و اسلام - روحانی خزائن جلد ۷ ص ۶۵۶
- 64- البقرہ: ۷۳
- 65- الانعام: ۱۳۷
- 66- النور: ۵۶
- 67- تذکرہ ص ۳۲۸ طبع ۲۰۰۳ء
- 68- بنی اسرائیل: ۸۵

69۔ بی اسرائیل: ۸۳

70۔ البقرہ: ۱۲۵

71۔ مقلوۃ المساج باب مناقب الصحابہ ص ۵۵۳ طبع آرام باغ ترائی۔

72۔ الانعام: ۴

73۔ الحنید: ۵

74۔ آل عمران: ۵۶

75۔ تذکرہ ص ۲۵۷ طبع ۲۰۰۲ء

76۔ التوبہ: ۱۱۱

77۔ ربہا لیسح۔ رہا فی ثر ابن بلدہ ص ۱۵۹

78۔ آل عمران: ۹۳

79۔ المائدہ: ۵۵

۲۵۲



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ      نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

# حیات قدسی

حصہ پنجم

یعنی

سوانح حیات حضرت مولانا غلام رسول صاحب قدسی راجیکی  
جس کا دوسرا نام

الْمَقَالَاتُ الْقُدْسِيَّةُ

فِي الْبَرَكَاتِ الْأَحْمَدِيَّةِ

ب

طابع و ناشر - حکیم محمد عبداللطیف شاہد ۱۴ - مین بازار گوالمنڈی لاہور

ملنے کا پتہ :- قریشی محمد اکمل - افضل جنرل سٹور گول بازار

بلدہ طیبہ خلیفۃ المسیح، ربوہ شریف

٢٥٢





## ایک تازہ غیر مطبوعہ عارفانہ نظم

عزیز مكرم جناب حكيم شاہ صاحب۔ السلام عليكم۔ ذیل کے چند اشعار جو فی البدیہہ موزوں ہو گئے ہیں۔ حیات قدنی حصہ پنجم کے آغاز میں یا جہاں مناسب معلوم ہو طبع کر کے موصوں پر مشور فرمادیں۔

### نظام رسالہ راجیکی قدنی

رودہ عمل کہ جس کی جزا میں خدا ملے	ہمت بلند کر کہ یہی مدد ملے
گر مل گیا خدا تجھے سب کچھ ہی مل گیا	باقی وہ کیا رہے گا جو رب الغلے ملے
گر ذوق دید و وصل خدا چاہے تجھے	کوشش سے بردنا تجھے عشق خدا ملے
جب تک کسی کو بھوک نہ ہو اور پیاس ہو	کھانا لذیذ بھی ہو نہ اس سے مزا ملے
ہر اک مرض کے واسطے خالق ہے خود دوا	اے کاش اس علاج سے تجھ کو شفا ملے
دنیا بدل رہی ہے تیرے روز و شب	جو بے بدل ہے کاش وہ عین البقا ملے
جو کچھ بغیر حق کے ہے باطل ہے جان من	طالب تو حق کا بن کہ تجھے حق نما ملے
نام ہے مثل حینہ رب جہان کا	حب آئینہ ہو صاف تو عکس صفا ملے
بے وجہ الوجود ازل سے ابد تک	ممكن بھی ہے وجوب نما گر ہدا ملے
دنیا میں یہ نظام شریعت جی راز ہے	قدرت کا ہر نظام بھی اس سے ہی آ ملے
انسان ہے خلاصہ سبھی کائنات کا	سے سز کائنات جو عقدہ کشا ملے
اک دائرہ کی شکل میں ہستی کا دور ہے	جیسے کہ سز قدس سے قدوس آ ملے

قدنی درجہ ہستی اقدس کا ہے ثمر

نقطۂ انہما سے ہی ہر ابتدا ملے



بسم اللہ الرحمن الرحیم      نحمده و نصلی علی رسولہ الکریم

## عرض حال

حیات قدسی یعنی سوانح حیات حضرت مولانا غلام رسول صاحب قدسی راجیکی کا حصہ پنجم تارمین رومن خدمت میں خلافت پیش ہے۔ اس کا پہلا حصہ ۴۰ جنوری ۱۹۵۱ء کو دہلی، دہلی حصہ یکم تبہ ۱۹۵۱ء کو جناب بیٹھ علی محمد اے لاء، ابن صاحب ایم۔ اے نے ملند رجا، سے شائع کیا تھا۔ تیسرا حصہ جنوری ۱۹۵۲ء میں جناب بیٹھ محمد عین الدین صاحب چنت ملہ (حیدر آباد، کن) کے زیر اہتمام شائع ہو۔ اور چوتھا حصہ ۱۹۵۴ء کے آخر میں شائع کیا گیا۔ کتاب کے یہ تمام حصے بفسدہ تعالیٰ سیدنا حضرت قدس مسیح موعود علیہ السلام کے اور آپ کے خاندانے حمام کی برکت سے بہت مقبول ہوئے اور مابود باب جماعت کے بہت سے دہریہ مسلمانوں اور غیر مسلموں نے اس سے فائدہ اٹھایا۔ یہی باب دہریہ بزرگاں سلسلہ نے اس کتاب کے متعلق اپنے قیمتی خیالات کا اظہار فرمایا ہے۔ بحرف ثلوت یہاں پر صرف سیدی حضرت مراد شیر احمد صاحب ایم اے مدظلہ العالی کی نہایت قیمتی اور موثر ریکورڈنگ یا جاتا ہے۔

## حصہ اول

کے متعلق آپ تحریر فرماتے ہیں:-

”اتحادات بہت دھپ ہیں اور جماعت میں روحانیت اور تصوف کی پوشی پیدا کرنے کے لئے حد کے فضل سے بہت امید ہو سکتے ہیں۔ یہ کتاب ہی امر کی ہے جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آبرخاں صاحب نجیب آبادی کو اپنے سوانح املاء فرماتے تھے۔“

## حصہ دوم

کے متعلق آپ نے مندرجہ ذیل الفاظ میں اپنی رائے کا اظہار فرمایا:-

”یہ ایک رومن پرور تفسیر ہے۔ حد تعالیٰ جماعت کے لئے مبارک کرے۔“

### حصہ سوم

کے متعلق آپ اپنے خط بنام اپنی انکسزم حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجپوری کی تحریر فرماتے ہیں۔

”ج آپ کا رسالہ حیات قدسی حصہ سوم مرزا عزیز احمد صاحب نے لکھا ہے اور میں نے پڑھا ہے اور کیا ہے۔ مبارک ہو۔ بہت روح پرور مضامین ہیں۔ ایسی کتابوں کی احمدیوں اور غیر احمدیوں میں کثرت اشاعت ہونی چاہیے۔ مناظرانہ باتوں کی نسبت اس قسم کے روحانی مذاہرات کا زیادہ اثر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی عمر و علم میں برکت دے۔ آمین“

### حصہ چہارم

کے مطالعہ کے بعد سیدی حضرت میاں صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل رائے فرمائی کہ اس کے نام رشتہ فرمائی۔ پیرائے دراصل مجموعی طور پر سب حصوں کے تعلق ہے آپ فرماتے ہیں:-

”حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجپوری کی یہ تصنیف ضخیم کتاب کے بعض اقتباسات حضرت مولوی صاحب کے بعض عزیزوں اور دوستوں نے شائع کئے ہیں جو حیات قدسی حصہ اول تا حصہ چہارم کی صورت میں چھپ چکے ہیں۔ یہ سلسلہ حصہ کے فضل سے بہت مفید اور روحانی اور تہذیبی تربیت کے لحاظ سے بے حد فائدہ مند ہے۔ خشک منطقی اور فلسفیانہ لائل کی نسبت جو ناثیہ حصہ اے روحانی لوگوں کے قابل اور انتہائی عمدہ اور مکاشفات میں رکھی ہے۔ دیمتاج بیان نہیں۔ حضرت مولوی راجپوری صاحب کی یہ تصنیف بھی ایسی میل میں آتی ہے۔ تخلصیں جماعت کو چاہیے کہ اس کتاب کو نہ صرف خود پڑھ کر فائدہ اٹھائیں بلکہ دوسرے لوگوں میں بھی اس کی زیادہ سے زیادہ تحریک کریں۔ روح کو جلا دینے کے لئے ایسا لٹریچر نہایت درجہ مفید ہوتا ہے۔“

لہذا حضرت مولوی صاحب کے علاوہ اس مفید سلسلہ کو شائع کرنے والوں کو بھی جزائے خیر دے اور حسنت و ابرین سے نوازے۔ آمین

کتاب مذکور کا اصل سنہ ۱۰۷۰ حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجپور نے الہامی تحریک کے ماتحت رقم فرمایا ہے جو بڑی تقطیع کے چند سات ہزار صفحات پر مشتمل ہے جس میں علاوہ دوسراں افراد سے سورج حیات کے قرآن کریم کی مختلف آیات کی تفسیر اور روحانی حقائق و معارف پر مشتمل بہت سے اُردو قد مضامین ہیں۔

جو مقالات اس حصہ میں تاریخین حضرات کی خدمت میں پیش کئے جا رہے ہیں یا کتاب کے پائے شخص میں شامل کئے جائیں گے۔ یہ مربوط اور مسلسل مضامین ہیں سے بعض اقتباسات ہیں جو بغیر کسی ترتیب کے شائع کئے گئے ہیں۔ ترتیب کا کام اللہ تعالیٰ آندو ایہ۔ شہوں کی خدمت کے وقت ہو جائے گا۔ بہت سے ان و انتہات و کاشیات اور شہری مضامین کو محفوظ کرنا مد نظر ہے۔ یہ مقالات اصل مسودہ سے خلاصہ شائع کئے جا رہے ہیں اس لئے ہوتا ہے کہ اس کی تسمین و ترمیم کرتے ہوئے بعض خامیوں رہتی ہوں یا کم از کم اصل مسودہ میں جو غلطیاں تھیں ان کو قائم نہ رکھا جائے۔ مگر پھر بھی کوشش کی گئی ہے کہ اصل مقالات کا صحیح مفہوم تاریخین قرآن کے سامنے پیش ہو جائے۔

### معاونین حضرات

- حصہ پنجم کی اشاعت میں علاوہ دیگر قلمی احباب کے مندرجہ ذیل دوستوں نے خاص طور پر مالی اعانت کر کے اس اہم کام کو آسان فرمایا ہے۔
- (۱) جناب چوہدری محمد عبداللہ خان صاحب۔ امیر جماعت احمدیہ راجپور۔
- (۲) جناب شیخ رحمت اللہ صاحب نائب امیر۔ جماعت احمدیہ کراچی۔
- (۳) جناب چوہدری اسد اللہ خاں صاحب بار ایٹ لاہ۔ امیر جماعت احمدیہ لاہور۔
- (۴) جناب چوہدری مقبول احمد صاحب انجینئر۔ شیخوپورہ۔
- (۵) جناب چوہدری محمد ثناء اللہ صاحب کراچی۔

بعض دیگر حضرات نے بھی اس کار خیر میں قابل قدر مالی اعانت فرمائی ہے اور وہ قابل شکر یہ کہ اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کو قبول فرمائے اور ان کے پاس شدید علالت کے ایام میں

محفوظ نہیں رہ سکے اس لئے اس ایڈیشن میں ان کا ذکر کرنے سے کاسریوں۔ حواہم اللہ احسن  
الجرء

اس حصہ کی طبیعت و اشاعت میں کئی حکیم مولوی محمد عبداللطیف صاحب شاہد نے بڑی قدر  
خدمات سر انجام دی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو اس محبت اور خلوص کی جزا دے یہ دعا فرمائی۔ میں  
اس کتاب کی اشاعت کا سب سے بڑا مقصد حقانیت امام اور سیدنا سید ولد امام حضرت محمد مصطفیٰ  
صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے مابین وہ حضرت اقدس مسیح موعود، جمدی معبود علیہ السلام اور آپ کے  
خاندان و مقام کے بعض یوش ویرکات کا اظہار ہے اللہ تعالیٰ اس مقصد کو اس حالات کے درمیان سے پور  
فرمائے و ہم سب کو اپنی رضا کے راتوں پر پائے اور جان و مال سے ہو۔

سیدی حضرت مرزا شیخ احمد صاحب مدظلہ العالی نے ازراہ نرم فرمائی اس کتاب کی اشاعت  
میں و فی وچھی کا اظہار فرمایا ہے اور باوجود حالات طبع کے آسب زکات کے و اتفاقات کے تحقق یک  
یقینی نوٹ تحریر فرمایا ہے۔ جو اس حصہ میں شائع یا جارہا ہے۔ معجزا ہم اللہ احسن الجراء  
شر میں قارئین حضرات سے درخواست ہے کہ عامر مائیں کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو سید اللہ  
کے لئے زیادہ سے زیادہ و مید بٹائے اور اناقب عام میں امدیت کا نور جلد از جلد پھیلے۔ آمین

حاکسار

برکات احمد راجکی۔ بی۔ اے

دائف زندگی۔ قادیان و اراکمان

مورخہ۔ ۲۰ مئی ۱۹۵۷ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم      نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم  
و علی عبدہ المسیح الموعود

## حیاتِ قدسی حصہ پنجم

### احسانِ خداوندی

سیدنا حضرت قدس مسیح موعود، علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روحانی توجہات اور خاص برکات سے حضورِ قدس کی بیعت کے بعد اب تک ایسا اور مجھ پر گزر رہا ہے کہ میں اپنی کسی نیکی کو بھی خود و محتاجانہ قد سے تعلق رکھنے والی ہو یا امثالِ صالحہ سے اور ثلوث و اخلاقِ حست سے تعلق ہو یا اہل بیتِ محسوب سے، آپ سے دوستی یا امید و رجاء کرنا اپنے سے سخت شرم محسوس کرتا ہوں۔ میرے دل پر یہ اثر ہے کہ میرے وجود کا دزد و دزد اور میرے قوتی اور میرے حواس مع اپنے تعلقات کے میرے محسن اور خیر بر تمیں حد کے احاطات اور احسانات میں سے ہیں اور میرے لئے حد اتقان کے حضور سب نعمتوں کے لئے شکر بجالانا واجب ہے۔ اس نے مجھ پر یہ برم یا کہ مجھے اپنے عطاء کردہ سائنات اور حقائق کے واسطے ایک کام بجالانے کی توفیق دی۔ جس میں اس نیکیوں کی عبادت میں میری کوئی ذاتی ثواب نہیں۔ بلکہ یہ میرا حد اتقانی کا فضل و احسان ہے۔

اس نظر سے بفضلِ تعالیٰ مجھے یہ فائدہ پہنچا کہ کتبہ غرہ اور محبت کی رگیں جو میرے سے توجہ پیدا کرے، ملی تھیں، اسٹاکٹ کس۔ اور حضرت قدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم اور روحانی تربیت سے مجھے نفسِ متارہ کے بہت سے گندہوں سے آگاہ کیا گیا۔ اور جیسا کہ حدیثِ انبیاء معلوم میں ہے ادا اراد اللہ بعد حیروا مضرہ عیوب بنفسہ [۱] یعنی جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کے تعلق جلالی کا رد فرماتا ہے تو اسے اس کے نفس کے عیوب دکھاتا ہے۔ مجھ پر بھی خودی، خود رومی، خود گرائی، خود ستانی، خود زمانی کے عیوب ظاہر کئے گئے اور ملکہ ہو، نفس اور ظلماتِ حسرت پر مجھے آگاہ کیا گیا۔ اور محسنِ نیاز حد کارِ شمن چہ و جو تکبر اور سر کے پرہیزوں کی وجہ سے مستور تھا، مجھ پر ظاہر ہو۔ اور گہری نظر سے دیکھنے سے مجھے ایسا معلوم ہوا کہ کتبہ غرہ کا خیال باطل رہی کے تمام پہلوؤں پر شاخ و رشخ پھیلا ہوا ہے۔ حضرت قدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تعلقات اور روحانی فیوض سے

جب میری عارفانہ نگاہ تیز ہوئی تو میرے اندر یہ احساس پیدا ہوا کہ میں اپنی ہستی کے مسئلہ کو سمجھوں اور پیدا کھوں کہ میرے وجود کی اصل حقیقت کیا ہے۔ تب میں نے اپنے جسم کے زوہ زوہ روح کی ہر قوت اور حس کو گہری نظر سے دیکھا اور مجھے معلوم ہوا کہ انیا کے بہت سے عیوب اور مآذات تلبہ اور نخوت سے پیدا شدہ ہیں۔ اور سوچو، اب عام کی بہت سی نیکیاں ہر فرد کے نجابات کے پیچھے چھپی ہوئی ہیں۔ اور جب تک خدا تعالیٰ کو جو تمام جہانوں کا پیدا کرنے والا اور ربوبیت کرنے والا ہے۔ کامل معرفت سے نہ پہچانا جائے اور انیا کا وجود اللہ تعالیٰ کے آئینہ میں نہ دیکھا جائے۔ انسان اس ظہیر و نخوت کی نجاست سے نہیں بچ سکتا۔ اور خدا تعالیٰ کی معرفت کاملہ اس کے مقدس نبیوں کی تقسیم کے ذریعہ سے جو وحی الہی سے حاصل ہوتی ہے اور زہد اور تازہ دلتانوں سے جو انبیاء کے ذریعہ دنیا پر ظاہر ہوتے ہیں حاصل ہوتی ہے۔ نئے انبیاء کے اسوہ حسنہ کتریب سے دیکھنے سے بھی انسان کی بہت سی "لوہیوں" اور مآذ صاف ہو جاتے ہیں۔ قانون طبعی، عقلی قیاسات اور خنک منطق، معرفت کاملہ کو پاب کے لئے قنعا مافی ہے۔ بلکہ اس کے ذریعہ سے انشا جہاں سے مدایت کے سرعی حاصل ہو جاتی ہے۔ اور جس طرح سورج کی روشنی کے بغیر آنکھ کی چٹائی کام نہیں آتی اور نہ ہونی کے جھیر کا کی شہوانی مافی ہے۔ اسی طرح انسانی عقل اور انش آسانی جی کے بغیر کچھ اور بے کار ہے۔

جس طرح دریا کے قریب کی زمین نرم ہوتی ہے اور اس کو آسانی سے کھدائی پانی نکالا جاسکتا ہے، اسی طرح نبیوں کے تعلق اور قربت سے اس کی تقسیم اور اسوہ حسنہ پر عمل کرتے ہوئے انسان آسانی و دلوک طے کر لیتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی معرفت، اس کی محبت اور قرب کو حاصل کر لیتا ہے۔ انبیاء و رسل کے مہوٹ کرے کا سلسلہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے ہی جاری فرمایا ہے۔ اور اپنے حلیوں کی مدایت اور آسانی کے لئے خود ہی سامان مہیا فرمائے ہیں۔ اس تعلق میں مجھے مولانا حالی کا یہ شعر جو بظاہر عذوب سے کسی قدر رگرا ہوا ہے، حقیقت کو ظاہر کرنے والا معلوم ہوتا ہے یعنی۔

قد ائے آں ت شوقم کہ نو... ت وصال      مرا طریق مس و پوسہ... تار موخت

حقیقت یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو پانے کے لئے سب سے زیادہ اسی کی مدد و نصرت درکار ہے۔ ورنہ انسان مجر و عقل اور اپنی جدوجہد سے اس وراہ الوری ہستی کی معرفت اور قرب، انسان نہیں پاسکتا۔ اس راہ میں وہی کامیاب ہو سکتا ہے۔ جس کے دل کی گہریوں سے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یہ الفاظ نکلتے رہیں۔



در ... عام مرا عزیز تویی

و آنچو می خوانم از تو نیز تویی **2**

انسان اپنی مجر و عقل سے کام لے رہا اور اپنی سے اپنی علوم کی ڈگریاں حاصل کر کے سونے جذبات نفس سے کھیلنے اور فطری شرافت سے دور ہونے اور تباہ کن اپنی ایجادات کا جال پھیلانے کے در کچھ ترقی نہیں کر سکا۔

بین حمدی جماعت کے اثر، سو جو، وہ زمانہ کے مرسل و مادی پر دنیاں لائے اور اس کی تعلیم و نمونہ پر چل کر اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کر چکے ہیں۔ اور قہد جب نفس، علم صحیح اور اخلاق فاضلہ کی وجہ سے دنیا میں شہرت رکھتے ہیں۔ ان کے مقابل پر خدا تعالیٰ نے اس لوگوں کو جو بد فتنی میں مبتلا تھے یا حکومت و قومیت کی برائی یا خام اپنی حمایت یا اپنی تفوق کے غرور و تکبر میں مبتلا تھے، مدد وقت کو قبول کرنے سے غرور ہم رو کیا۔

فرض جب تک انسان کو یہ معرفت حاصل نہ ہو کہ وہ اپنی ذات کے علاوہ ذاتی ملک کو بھی جو لامحدود وسعت تک چھایا ہوا ہے، آمینہ ہو، مینی بنانے کی بجائے آمینہ حد اپنی قرارے اور اس کے زیر حد حق کی صفات اور اعمال کی برکت شمس کو شاید درے۔ اس کی نفسانیت کا جواب اور نہیں ہوسکتا۔

اس مقصد کے حصول کے لئے میں نے نار و مرد کے مجاہدات اور خلعت کی دعاؤں سے بہت فائدہ اٹھایا ہے۔ خصوصاً سورۃ فاتحہ کے الفاظ میں بار بار غور کرنے سے میری روح و قلب و دھوس کو بہت ہی جام حاصل ہوا ہے۔ علاوہ مسنون دعاؤں کے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ صلوٰۃ و سلام کی برکت سے مجھے بہت ہی عامی روح القدس کی رہنمائی سے سکھائی گئیں۔ جن میں سے بعض کا ذکر پہلی جلد میں کیا جا چکا ہے۔ بعض دعاؤں کا معہم نمونہ کے طور پر ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ یہ دعائیں سورۃ فاتحہ کے الفاظ سے مقہس ہیں:-

## دعائیں

(۱)

سے میرے سر و جسم و جہت جس طرح تو نے اپنی کامل حمد اور ربوبیت سے اپنی رہنمائی و رہنمائی

”رمالک یوم الدین“ کی شان سے اور اپنی ایاںہ صفات اور معما نہ افاضات سے اپنے تمام منعم بندوں کو شیطان کی قسم کی شیطیت اور رحمت سے اپنی کامل پناہ اور حفاظت میں رکھا ہے۔ اور ان کو منسوبیت اور ضالیت سے بچایا ہے، ان طرح تو اپنے اس مہد حقیر کو بھی کامل طور پر اپنی پناہ میں لے کر ہر تک محفوظ رکھ۔ تاکہ تیرا یہ بندہ حقاً صحیح، اعمال صالحہ اور اخلاق حسہ کی رو سے شیطان کی شیطیت اور رحمت کے چار اثرات سے بچ سکے اور منسوبیت اور ضالیت میں مبتلا نہ ہو جائے۔ جس طرح تو نے اپنے فضل سے محبوب الدعوات ہونے کے اعتبار سے اپنے منعم بندوں کو مستفیض فرمایا ہے اپنے اس مہد حقیر کو بھی مستفیض فرما۔ آمین

## (۲)

اے میرے ازلی، ابدی الوہیت کی شان والے اللہ! تیری ہر دو حمد جو تو نے اپنی رحمانیت کی بے انتہا تجلیات سے ”ردت العالین“ کے فیضانِ احم ”والرحمن“ کے فیضانِ عام سے اس دنیا کی تعمیر میں نمایاں فرمائی ہے۔ ”الرحمن“ کے فیضِ خاص ”رمالک یوم الدین“ کے فیضِ اخلاقی سے عالمِ اثرات کی اعجب العجائب تجلیات سے خلودمانی بنی ہے۔ اپنی اس بے نظیر حمد سے جو ہر طرح کے حسن، احسان، کامیابی، رفیع ہے۔ اس عید حقیر کو بھی بے نظیر حسن، احسان کے خلوص سے متاثر ہونے والے کامل حواسِ عارفانہ۔ جس طرح تو نے اپنے عبادِ معصومین کو سبب و خلق میں عارفانہ بنائے ہیں۔ آمین

## (۳)

اے ازلی ابدی حمد اور شان الوہیت والے میرے بے نظیر اللہ! جس نے میری ہستی کے قیوم، عارفانہ کے لئے ”س مخلوقات“ کے ”رد کو تعالیٰ طور پر میری تعمیر اور تکمیل کے لئے نکال رکھا ہے۔ اور یہ سب کچھ خیر میری ہی تحریک یا درخواست کے اپنے فضل، احسان سے میری ربوبیت کے سے فرمایا ہے۔ درپنہ فیوض کے بحر بے پایاں کو ہر لمحہ متوجہ نما کیا ہے۔ جس طرح تو نے اپنے فیوض سے تمام منعم بندوں کے عقائد صحیح اور اعمال صالحہ اور اخلاق حسہ سے ان کی روحانیت کی عمارت کو کامل بنایا

ہے۔ اور ان کو اپنے ازلی نوروں سے غسل طہارت کاملہ عطا فرمایا ہے۔ تیرا یہ بہتیر بھی تجھ سے یہ  
درخوست کرتا ہے کہ اپنے ان معصوم بندوں کی طرح مجھ پر بھی اپنا فضل فرما۔ آمین

(۴)

سے زلی ابھی اور بے نظیر و بے پایاں حسن و احسان والے محبوب خدا جس نے اپنی عنایت  
بے انتہا و ارشاد بریںانہ سے اپنے عاشقان و محبہ اللہ کی رو بہ قلب اور حواس کو اپنے جذبات حسن  
سے متاثر فرمایا۔ اور انہیں اپنی طرف بے انتہا جناسی ششوں سے کھینچ کر اپنی حالت ہلا سے عشق  
کے طوفانی جوش سے بیدار شدہ نے احساسات کے ذریعہ اپنے قرب و وصال کی رفعت پر پہنچایا ہے۔  
اور اپنے عشق کی لذتِ ثواب کے پے پے ساغر میں سے انہیں ابدی وصال کی مستی سے اس طرح  
مذہوش یا ہے کہ ان کے منہ سے بے ساختہ یہ الفاظ نکلتے ہیں کہ :

شربتِ الحمر کاساً بعد کاس

فما بعد الشراب وما دویب

سوائے میرے بے پایاں حسن و احسان والے خدا اپنے اس بہتیر کو بھی اپنی نوازش کریمانہ  
اور شانِ معمانہ کے انعامات خاصہ سے نواز دے۔

ولیس فناء للذی عند ربنا

وللہ بحر موصیہ ینموج

أحب لوجه اللہ عشقاً بشاقہ

وما زال یحرق غمرہ اذا تأنجج

(۵)

اے میرے وحید فرید اور یکاخذ اور واحد لا شریک مولیٰ احسن طرح تو نے محض اپنے کرم سے  
تمام معصومین کے عقائد اور اعمال اور اخلاق کو اپنی وحید کے رنگ سے رنگین فرمایا، انہیں کامل  
عباد موصدین ہونے کی شان بخشی۔ اپنے اس بہتیر کو بھی ان تمام موصد معصومین کی موصد نہ شان کی  
مظہر بیت کا علی مقام، ”مررتہ نصیب فرما۔ آمین

(۶)

اے میرے ازلی ابدی و احد لاشریک اور سیوح و قدوس خدا جس طرح تو نے اپنے تمام  
معمیں کے عقائد اعمال اور اخلاق کو ہر طرح کے شرک سے پاک کیا ہے۔ اور ہر طرح کی نفسانیت  
اور ہوا نفسانیہ و مخلوق کے خوف طمع اور اسباب پر بھروسہ اور توکل کے متعلق جال سے پاک ہے۔  
اور تو ہمت باطلہ کے مٹھلانہ اثرات سے محفوظ رکھا ہے۔ اسی طرح اس عہد حقیر کی بھی اس حفاظت  
فرما۔ آمین

(۷)

اے میرے اللہ! اے میرے احد اور وحدہ! جس کامل ثناء احدیت کے ساتھ تو نے پٹی  
لوہیت اور احدیت کی تزئینی صفات کو جلوہ نما کیا۔ اور اس کا اجمالی نقش تو نے سورہ اخلاص کے  
ذریعہ سے ظاہر فرمایا اور تیری تمام تھیں صفات جن کا اجمالی ذکر تو نے سورہ فاتحہ میں فرمایا۔ اس  
دو قسم کی صفات سے تو نے جس طرح تمام معصیں کی روح، قلب، دماغ اور حواس پر تخلیق فرمائی۔  
اس عہد حقیر کی روح، قلب، دماغ اور حواس پر بھی اسی طرح جلوہ نما فرما۔ تاہم اے ازلی ابدی  
حسن بے پایاں سے میری روح، اعضاء اور حواس متاثر ہو سکیں اور ابد تک تیرے قرب و وصال اور  
مظہر ہمت کاملہ کے افادہ سے مستفیض ہو سکیں۔

(۸)

اے میرے اللہ! تمام نبیوں اور رسولوں کے روحیہ شاد و سوز ایمان، گناہ سوز یقین اور گناہ  
سوز تقویٰ عطا کرنے والے اور تمام قسم کی حسات کے لئے اعلیٰ نمونہ ظاہر کرنے والے خدا! اس  
عہد حقیر کو بھی گناہ سوز ایمان، گناہ سوز یقین اور شاد و سوز تقویٰ اور اعلیٰ ایمان، عرفان اور اپنی رضوان  
عطا کر تا کہ یہ عہد حقیر اپنی زندگی تیرے پاک نبیوں اور رسولوں کے پاک نمونہ کے مطابق گزار سکے۔  
اور ہر طرح کی شیطانی اور رجمیہ کے بد اثرات سے جو اس وقت امیاء و مسلمین کی تبلیغ و ہدایت کے  
رستہ میں رختہ انداز ہیں، محفوظ رہ سکے۔ آمین

(۹)

۱۔ قرآن کریم کو مازلً کرنے والے حد اور تمام معتمدین کو قرآن کریم کی کامل تعلیم سے اہلی علم، عرفان، اور اہلی محبت و رضوان کی برکات بخشے والے۔ اور روحانی مردوں کو زندہ کرنے والے۔  
 ۲۔ مجھے قرآنی تعلیم کی کامل برکات کا اہلی نمونہ بنا۔ اور معتمدین اور ضالین کی رُح بھی رہوں سے محفوظ رہ۔ آمین

(۱۰)

۱۔ اے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی العالمین اور احمد رسول اللہ کو مسیح العالمین بنا کر بھیجئے۔ اے حد اور قرآن کریم کی جس اہلی تعلیم کے سانچہ، یا کی تمام قوموں کی ہدایت کے سے تو نے نہیں مبعوث فرمایا ہے۔ ۲۔ یا کی قومیں غرہ شرک سے بچ کر تیری توحید، تسبیح، تقدیس، تحمید و تہجد کی کامل معرفت سے تجھے قبول کریں اور معتمدین اور ضالین سے بچ جائیں۔ تو محض پہ نفل سے س محبوب ترین میوں اور رسولوں اور ان کے حناء اور اتباع کی تبلیغی مساجد اور ان کے تبلیغی سلسلہ میں کامل برکتیں حاصل فرما۔ تا اسلام اور احمدیت کے ذریعوں سے تیری مخلوق مبرا ہو۔ اور وہ اہلی مقاصد جو محمدیت اور احمدیت کے عالمگیر بوعث سے تعلق رکھتے ہیں۔ تیری صفات کی اہلی تحویات سے پورے ہوں۔ اپنے اس عہدِ حقیر کی دعاؤں اور عرضوں کو اپنے تمام معتمدین، امیہ، مرسلین اور ان کے تابع کاملین کے اغراض مقاصد کے ماتحت قبولیت کا شرف عطا فرما۔ آمین

### کلام والہام الہی سے محرومی کا سبب

۱۔ ایک دفعہ میں اس سوال پر غور کر رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے کلام والہام سے محرومی کے کیا سبب ہو سکتے ہیں۔ اس دوران میں مجھ پر شعلی حامت جاری ہوئی اور میرے سامنے ایک کاغذ پیش آیا۔ جس پر انیسویں پارہ کی پہلی آیت

وَقُلِ الْمُؤْمِنِينَ لَا يَرْحُونَ لِقَاءَ مَا لَوْلا تَقُولُ عَلَيَا الْمَلَائِكَةِ أَوْ مَرِي رَسَاطَ لَهْدِ اسْكَبُوا فِي أَنْفُسِهِمْ وَتَتَوَعَّتُوا كَيْبَرًا ۝

خوشحالی کے ساتھ لکھی ہوئی تھی۔ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ وہ لوگ جو ہماری ملاقات سے ناامید ہو رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ فرشتے ہم پر یوں نہیں اتارے جاتے۔ یا ہم اپنے رب کو یوں نہیں دیکھ لیتے۔ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان وہنوں باتوں کا حاصل ہونا ناممکن نہیں۔ اگر موانع ہر رکوں کو اٹھا دیا جائے جو درمیان میں حائل ہیں۔ ایسے لوگ جن کی طبائع میں سرور، غرور ہے، ان کی زندگی خودی، خود روی، خود بینی اور خود نمائی کے جذبات میں گنڈ رہی ہے۔ اور وہ اپنے نفس کی مجبوریات میں مبتلا ہیں۔ ان پر فرشتوں کا نزول نہیں ہو سکتا۔ اور نہ ہی ان کو درجہ تعبیبہ میں رہ بہت، اور ثناء حاصل ہو سکتی ہے۔ جب انسان خدا تعالیٰ کی ربوبیت کو جس کا وہ ہر دم محتاج ہے اپنے تمام اعضا، قوتوں اور حواس کی پرورش اور ترقی میں شامل نہ کرتا ہے، اور اپنے بے نظیر خدا کے حسن و احسان کے جلوہ کو دیکھتا ہے۔ اور اپنی خودی، خود روی کو مانتا، نفس نشین فتنہ کرتا ہے۔ تو وہ مہارنگر میں شامل ہو جاتا ہے۔ اس پر ملائکہ کا نزول ہوتا ہے اور اسے اپنے قدموں پر ملا کر اور آقا کا دیے ارنصب ہوتا ہے۔ اور وہ اپنے عقائد، صحیح، اعمال، ساتھ، اخلاق، حس کے، رویہ سے ہی ترقی کرتا جاتا ہے۔ اس کے روحانی حواس تیز ہوتے جاتے ہیں۔

## فردوس کی آگ

جن ہوں حضرت مفتی محمد صادق صاحب، عرض تبلیغ امریکہ کے لئے رحلت سفر باندھ رہے تھے تو آپ بعض ضروری سامانوں کی خریداری کے لئے لاہور تشریف لائے۔ اس ایام میں خاکسار حضرت میر تقی میر، دین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، رئیس لاہور کے مکان 'مبارک منزل' میں قرآن کریم کا درس دیا کرتا تھا۔ ایک دن جب میں درس دے رہا تھا۔ اور حضرت مفتی صاحب بھی حلقہ درس میں شامل تھے تو آپ پر کشفی حالت طاری ہوئی۔ اور آپ نے، یکہنگام حضرت امیر اسیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی درس میں شامل ہیں۔ اور نہ ہی وجہ سے درس من رہے ہیں۔ اس کشف کا، اور حضرت مفتی صاحب سے یہ وقت، اب کے سامنے فرمایا تھا۔

جب حضرت مفتی صاحب امریکہ جاتے ہوئے رستہ میں لندن قیام پذیر ہوئے تو آپ نے وہاں پر ایک رہنما، یکمھی اور آپ کو عجیب الہامی الفاظ سے نوازا گیا۔ آپ نے وہ روایا اور الہام مجھے تحریر فرمایا۔ اور اس کی تجزیہ بھی، ریافتی۔ اور روایا تو اب مجھے موصول ہی ہے سین الہام پر ہے

جو یہ تھا۔

”آگ از فروہں دلی دلدار را“

یعنی دلدار کے دل کے لئے فروہں سے آگ کا ہوا ضروری ہے۔ آپ نے تحریر فرمایا کہ اس کا ترجمہ تو بظاہر ”سان ہے۔“ مین فروہں کے ساتھ آگ کی نسبت عجیب معلوم ہوتی ہے۔ میں نے اس بہام کی جو تشریح حضرت مفتی صاحب کی خدمت میں بھیجی وہ یہ تھی۔

”آگ وہ قسم کی ہوتی ہے ایک، وزخ کی آگ جو کفر و شرک اور فسق و فجور کی سزا میں ملتی ہے۔ دوسری فروہں کی آگ جو اللہ تعالیٰ کی محبت و عشق اور مخلوق خدا کی ہمدردی اور شفقت کے شدید جذبات سے تعلق رکھتی ہے۔ خدا تعالیٰ نے وَالْمَلِئِیْنَ اَمْوَا شِدَّ حَیْاً لِلّٰہِ [یعنی مومن اللہ تعالیٰ کے ساتھ شدید محبت کا تعلق رکھتے ہیں کے الفاظ میں اس کا نقشہ کھینچا ہے۔ اسی طرح مخلوق کی ہمدردی اور شفقت کے ضمن میں ”خدا تعالیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلق اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے عَسْرَۃَ عِیْہِ مَا عِیْہِمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ“ [یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ بات بہت گراں گزرتی ہے کہ لوگ تکلیف میں مبتلا ہوں اور آپ لوگوں کی بیوفائی اور بد رفتاری کے لئے بے حد حرص میں ہیں۔ نیز خدا تعالیٰ ”خدا تعالیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ

لَعَلَّکَ بِاِحْوَ تَقْسِکَ اَنَّا یُکُونُوْا مُوْمِنِیْنَ

یعنی یا تو اس غم و فکر میں اپنی جان کو ہلاک کر دے گا کہ لوگ ایمان میں لاتے۔ یہی وہ آگ ہے جو شیخ توہارن اور اعتدال کی صورت رکھتی ہے۔ اور جو حرص نفس اور یا طبع کی آگ سے اور ہے۔ جو آگ حرص دنیا اور ارتکاب شرع کی لذت کی آگ ہوتی ہے وہ انسان کو جہنم میں بھیج دیتی ہے۔ چنانچہ میں نے اس تشریح کے ساتھ حضرت مفتی صاحب کو لکھا کہ آپ چونکہ تبلیغی حمار پر چارہ ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس بہام کے رعب کا میوہ کا ایک عظیم الشان رتایا ہے۔ یعنی فروہں والی آگ جو دل دلدار کے لئے ضروری ہے۔ اس کو اپنے دل میں مشتعل کر کے تبلیغ کا کام شروع کریں۔ یعنی ایک طرف اللہ تعالیٰ کی شدید محبت کا شعلہ دل میں مشتعل ہو۔ اور دوسری طرف مخلوق خدا کی ہمدردی اور شفقت کا شدید جذبہ جوش نہا ہو۔ اس طریق پر انشاء اللہ آپ کو ضرور کامیابی حاصل ہوگی۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے کئی سال کی کامیاب تبلیغی جدوجہد کے بعد حضرت مفتی صاحب  
مرکز مقدس میں واپس تشریف لائے۔ اور ایک خوبصورت چاندنی طور پر محبت مجھے بھجوا دیا۔

فجر اہم اللہ احسن الحرائق الدیاء والعفی

## ایک خواب کی تعبیر

میری حمدیت کے ابتدائی زمانہ کی بات ہے کہ ابھی میں اپنے گاؤں موضع راجکی میں ہی  
مکونت پذیر تھا۔ اور ایک دن مسجد میں بیٹھا ہوا ایک کتاب کا مطالعہ کر رہا تھا کہ ایک احمدی دوست  
میوہ بریم اللہ صاحب ساکن حارہ وال تحصیل کوٹلی میرے پاس آئے۔ اور میرے گئے گئے میں تحصیل  
پچلیہ میں اپنے بعض رشتہ داروں کے ماں یا ہوا تھا۔ وہاں ہی ان تک مقیم رہا۔ گزشتہ رات ایک  
متواضح خواب کی وجہ سے میری طبیعت بہت پریشان ہوئی ہے۔ اور میں آج صبح سویرے پے گاؤں  
جانے کے لئے روانہ ہو رہا ہوں۔ آپ کے پاس اس غرض سے حاضر ہو ہوں کہ آپ سے  
اس خواب کی تعبیر دریافت کروں احمدتہ کہ آپ کی ملاقات ہوتی ہے۔

اس کے بعد انہوں نے اپنی روایت کی کہ:-

”میں نے دیکھا کہ موضع حارہ وال میں میرے گھر کو آگ لگی ہوئی ہے۔ اس آگ  
کے نیچے ٹھٹھے بھر رکھے ہیں۔ اور ٹھٹھوں کے اوپر کی طرف گہرا دھواں اٹھ رہا ہے۔ اور یہ  
دھواں ہوا کے دھبے سے مقابل کے ایک مکان میں جا رہا ہے۔ یہ مندر نظر دیکھ کر میں  
تھکے ہوئے تھا اور پریشانی کی وجہ سے فوراً روانہ ہو گیا۔“

میرے بہن میں اس خواب کی جو تعبیر آئی۔ وہ میں نے ان الفاظ میں ان کو بتا دی۔

”آپ کے خواب کی تعبیر یہ معلوم ہوتی ہے کہ آپ کی اہلیہ صاحبہ کا کسی عورت  
سے لڑائی ہو رہی ہے۔ جو نیلا۔ غضب سے نہ ہتے نہ ہتے بدکامی اور نایاب تکلیف ہو  
رہی ہے۔ آپ کے مکان سے مراد آپ کی اہلیہ ہیں۔ اور آگ کے ٹھٹھے جو نیچے کی طرف ہیں وہ  
دل کے اندر کے نیلا۔ غضب کو ظاہر کرتے ہیں۔ اور دھواں کے ”پر“ کی طرف سے نیچے کا  
مطلب بدکامی اور گالی گلوچ ہے۔“



یہ قہر سن کر وہ دوست کہنے لگے۔ یہ بات تو کوئی زیادہ خوفناک نہیں۔ میں نے تو یہ سمجھا تھا کہ دفع میں میرا مکان چل گیا ہے۔

جب وہ گھر پہنچا تو کیا دیکھتے ہیں کہ ان کی اہلیہ ایک ہمسایہ عورت سے لڑ جھگڑ رہی ہے۔ وہ ایک دوسری کو ہرکھائی "رگالی کھونچ" کی جارہی ہے۔ اور یہ سلسلہ اب وہاں سے جاری تھا۔ اور بعض ہمسایوں کے روکنے سے نہ رکا تھا۔ نیز ان کے بچے سے یہ معاملہ رفع دفع ہو گیا۔ اس کے چند دن بعد میں کریم اللہ صاحب میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ آپ کی بیان کردہ تعمیر حرف بحرف پوری ہوئی ہے۔ اور مجھ سے دریافت کیا کہ آپ کو تعمیر سے کس طرح سمجھ میں آئی۔ میں نے عرض کیا کہ قرآن کریم کی آیت کَلِمًا أَوْ هَدًى أَوْ صَادِقَ الْحَدِيثِ أَوْ آيَةً أَوْ إِسْطِطَاعًا ۖ هَٰذَا اللَّهُ [7] کی رو سے لڑنی کو بونیہ و غضب کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہے۔ آگ قرا لیا گیا ہے۔ اور جب نیط و غضب کی آگ دل کے اندر جو نیچے ہے مشتعل ہوتی ہے تو اس کی طرف دامن کی ہرکھائی "رگالی کھونچ" اس آگ کا جھوٹ ہے جو دامن کی طرف پھیل کر تکلیف دلا دیتا ہے۔ اس کا علاج وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ [8] کے روشا پر عمل کرنے سے ہی ہوتا ہے۔ میری یہ قہر و تشویش سن کر میں کریم اللہ صاحب بہت منظور ہوئے۔

### خواجہ کمال الدین صاحب کی ایک روایت

حضرت قدس سرہ موعود علیہ السلام کے ممد سعادت کے شہری بام میں بندہ حسرت نے لاہور میں تین چار دن تک کمر سید محمد حسین شاہ صاحب کے مکان میں قیام فرمایا۔ ایک دن خواجہ مال الدین صاحب سے میری موجودگی میں حضور قدس علیہ السلام کی خدمت وائے مدت میں اپنی روایت لائی کہ "میں نے دیکھا کہ ہم جماعت کے کچھ بھائی تھکڑیوں کے ساتھ ایہ ان سلطانی کی حیثیت سے یک مد مدت میں بیٹھ گئے تھے۔ جب ہم کمرہ مدت میں پہنچے۔ اور نظر اٹھا کر دیکھا تو سامنے کرسی مدت پر حضرت مولانا اور الدین صاحب بطور حاکم کے تشریف فرما ہیں" حضرت قدس علیہ السلام نے یہ خوب سن کر فرمایا کہ خواب میں قید کو ثبات فی الدین کے معنوں میں یا جانا ہے۔

حاشیہ: خواجہ مال الدین صاحب نے اس خواب کا رد جناب چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب باقاپہ کے تفصیل کے ساتھ رسالہ "فرقان" کے خاص نمبر میں جو انہی کے مضمون پر مشتمل ہے فرمایا تھا۔ (خاسار مرتب)

اس سے پہلے خواجہ صاحب نے حضرت اقدس علیہ السلام کے حضور اپنا یہ خواب بھی بیان کیا تھا کہ ان کے منہ سے بہت سے چو بے نکلے ہیں۔

چو ہے کو عربی زبان میں حلاز اور قُوسِفَةُ کہتے ہیں۔ اور فسار کے معنی بھاگنے والا اور قُوسِفہ کے معنی چھوٹا قاسق بھی ہوتا ہے۔

پہلی خواب کی تعبیر یہ تھی کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے بعد حضرت مولانا نور الدین صاحب بطور خلیفہ کے جماعت کے حاکم ہوں گے۔ جن کی دلی خلوص سے اطاعت جماعت کے ہر فرد پر واجب ہوگی۔ لیکن خواجہ صاحب اور ان کے رفقاء انشراح صدر سے آپ کی اطاعت کرنے والے نہ ہوں گے۔ بلکہ خلیفہ وقت کے نظام کے ماتحت جماعت میں اس کی شمولیت اور اطاعت اسیران سلطانی کی طرح ہوگی۔ اور وہ کرباً نظام کی پابندی اور اطاعت کرتے رہیں گے۔ چنانچہ حضرت علیہ السلام صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد یہ یہ سلسلہ سلطانی اطاعت و نظام کی پابندی سے آزاد ہو کر خلافت مانیہ کے کھلے کھلے باغی ہو گئے۔ اور تخت گاہ رسوں کو چھوڑ کر لاہور میں اپنا مرکز اور مولوی محمد علی صاحب کو اپنا امیر بنا لیا۔ اور پھر ان عقائد کو بھی جن پر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں وہ کام تھے، ترک کر دیا۔ یہاں تک کہ مولوی محمد علی صاحب ربیعہ عرف ریشمیر کے ایڈیٹر کی حیثیت میں حضرت اقدس علیہ السلام کے "تعلق" اپنی "شر" "روان" "بنی قاریں الاصل" مانیہ کے الفاظ تحریر میں لاتے رہے۔ لیکن بعد میں حضرت کے بہام سِقْفُون الْعُقُودُ لِنَسَبِ مُوسَلَاہَا کے ماتحت آپ کی بات سے انکار کر کے آپ کے دشمنوں کی صف میں جا بیٹھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاٰعِعُونَ

## اصحاب الیمین والشمال

حضرت علیہ السلام صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے "شری" یوم میں خاکسارے ریا میں دیکھا کہ سیدنا مولانا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم احمد یہ بلذکر کی مسجد کی مشرقی جانب تشریف فرما ہیں۔ اور حوالہ مال الدین صاحب مع چند رفقاء کے "نخنہ" سے صلی اللہ علیہ وسلم کی "میں جانب بیٹھے ہوئے" ہیں۔ پھر وہ "میں جانب سے انھو" آپ کی بائیں طرف جا بیٹھے۔ مجھے اس پر بہت تعجب ہوا۔ اس وقت اس کی تعبیر سمجھ میں نہ آئی۔ لیکن بعد کے واقعات نے بتا دیا کہ

یہ لوگ بوجہ صدر انجمن احمدیہ کے مجاہد بننے کے اصحاب الیسیس کی شان رکھتے تھے۔ بین خلافت ثانیہ حقہ کے دور میں خلافت کے انکار و بغاوت اور مخالفانہ خیالات رکھنے والے بوجہ سے اصحاب الشمال (یعنی بائیں جانب والے) بن گئے۔ یہ واقعہ حدیث شریف میں بیان کردہ واقعہ سے مشابہت رکھتا ہے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک سے بیان فرمایا کہ جب میں حوض کوثر پر ہوں گا۔ تو میرے بعض صحابہ کو فرشتے، دوزخ کی طرف جانب شمال لے جائیں گے۔ جب میں ہوں گا کہ اے میرے رب یہ تو میرے اصحاب ہیں۔ تب مجھے جواب دیا جائے گا۔ ایک لا مددی ما احدثوا بعد انہم لا یزالون مریدین علی اعضابہم مد ہمار فہم 10۔ یعنی آپ نہیں جانتے کہ ان لوگوں نے آپ کے صحابہ ہونے کے باوجود آپ کی وفات کے بعد کیا کیا۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ سب وفات کے ذریعہ آپ ان سے جدا ہوئے تو یہ مرتد ہو کر اپنی ایڑیوں پر پھر گئے۔ یہی حال ان لوگوں کا ہوا جنہوں نے خلافت ثانیہ کے وقت اپنے عقائد بدل کر اور بغاوت کا راستہ اختیار کر کے اصحاب الیسیس کو چھوڑتے ہوئے اصحاب الشمال کا راستہ اختیار کیا اور حد تعالیٰ کے خلاف انعامات سے محروم ہو گئے۔

### ایک غلط فہمی

شعنا یہ تحریر کرنا بھی مناسب ہے کہ منشی نور احمد صاحب (جو خوبہ کمال اللہ بن صاحب کے کلرک تھے۔ "ان کی بعثت پر مسجد، کنگ میں سوڈان بھی مقرر ہوئے) نے میرے خوب نہار پیغام صبح میں شائع کر لیا۔ میں اصل حقیقت کو چھپانے کے لئے صرف خوب کے پہلے حصہ کا حصہ میں خوبہ صاحب وغیرہ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں جانب بیٹے کا ذکر ہے بیان کیا۔ حالانکہ اس کے دوسرے حصہ میں ان کے دائیں طرف سے اٹھ کر بائیں جانب بیٹھ جانے کا ذکر تھا۔ اور یہ حصہ خوبہ صاحب وغیرہ کی بعد کی حالت کے متعلق تھا جو خلافت ثانیہ کے انکار کی وجہ سے ان کو لاحق ہوئی۔ میں اس کا ذکر چونکہ ان کے لئے مفید تھا اس لئے انہوں نے اس کو حذف کر دیا۔

### مکرم قاضی اکمل صاحب کی روایا

سیدنا حضرت علیہ السلام علیہ السلام رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد کے "خلافت کے "شر میں

جب ایک دفعہ خاکسار حضورؐ کے درس قرآن کریم کو سن کر مسجد اقصیٰ سے باہر نکلا تو مکرم قاضی محمد ظہور لدین صاحب اہل مجھے ملے اور فرمانے لگے کہ میں نے قریب کے ایام میں آپ کے تعلق ایک مندر خوب دیکھا ہے۔ اور وہ یہ کہ آپ کا ایسا بازو ٹوٹ گیا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ خوب کی اصل حقیقت حد کو ہی معلوم ہے۔ بہن جہاں تک اس خواب اور موجودہ حالات کا تعلق ہے۔ یہ خوب میری دست سے تعلق معلوم نہیں ہوتی۔ بلکہ سلسلہ کے حالات سے تعلق رکھتی ہے۔ میں نے عرض کیا کہ میرا نام ”غلام رسول“ ہے۔ اور میرے گاہوں کی نسبت سے ”راہیکی“ کا لفظ بھی میرے نام کا جزو بن گیا ہے۔ جو اپنے اندر راق اور حکومت کا معنی رکھتا ہے۔ اور ایسے ”غلام رسول“ بن کا تحقق حکومت اور نظام سے ہے وہ سیدنا حضرت محمود ایمہ اللہ الوہابی ہیں۔ یہ ناکہ غلام کے معنی بیٹا کے بھی ہوتے ہیں۔ جس طرح قرآن کریم میں حضرت جی اور حضرت جیٹی کے تعلق غلام کا لفظ بیٹا کے معنی میں ہی استعمال کیا گیا ہے۔ یہی حضرت اس رسول سیدنا محمود ہی ”غلام رسول“ ہیں۔ اور آپ کو سیدنا حضرت علیہ السلام مسیح اہل کی طرف سے جو صدر انجمن احمدیہ کی انتظامی مجلس کا پرنسپل مقرر کیا گیا ہے۔ اور خلافت کی نیابت میں سلسلہ کے نظام کی نگرانی سونپی گئی ہے اس کی طرف ”راہیکی“ کے الفاظ اشارہ کرتے ہیں۔ اور اس بارہ کے نوٹنے سے یہ مراد ہے کہ صدر انجمن احمدیہ کے بعض ممبر جو خلافت کی نیابت میں پرنسپل انجمن کے لئے بطور دست تعاون کے ہیں۔ ٹوٹ کر سلجھ رہے ہیں۔

سیدنا حضرت علیہ السلام مسیح اہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بعد جب صدر انجمن احمدیہ قادیان کے بعض ممبر جو پہلے مال لدین صاحب اور مولوی محمد علی صاحب کی قیادت میں حضرت ابن رسول سیدنا محمود ایمہ اللہ تعالیٰ کی خلافت کے نگران ہوئے اور سلسلہ کے مقدس مرکز کو ہمیشہ کے لئے چھوڑ کر صدر انجمن احمدیہ قادیان سے بھی الگ ہو گئے تو اس تعبیر کا درست ہونا ثابت ہو۔ اب اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق خلافت حقانہ کی مدت اتر اور عظیم نصرت و تائید فرمائی۔ اور اعلا کلمۃ اللہ کے لئے سلسلہ کو نئے اور مختلف ممبر اور کارکن عطا فرمائے اور وہ اب تک اپنے برحق حلیہ درس کے خدائیوں پر اپنی بے شمار رحمتیں اور فضل نازل فرما رہا ہے۔ فالحمد لله رب العالمین

## ایک عجیب واقعہ

حضرت قدس مسیح موعود علیہ السلام نے سب رسالہ الوصیت شائع فرمایا۔ اس میں پٹی وقات کے متعلق الہامات کے اندراج کے علاوہ جماعت کے لئے ضروری نصاب اور مدد یات بھی تحریر فرما دیں تو اس میں حضور نے ایک یہ بات بھی تحریر فرمائی کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنی سنت کے مطابق وہ قدرتیں دکھاتا ہے۔ ایک قدرت نبی کے درمیان اور دوسری قدرت مانیہ نبی کی وفات کے بعد خلافت کے درمیان۔ آپ نے جماعت کے قلمبازوں کو یہ نصیحت کی کہ اولاً رعائت میں کہ اللہ تعالیٰ اس قدرت مانیہ سے جماعت کو مستفید اور متمتع فرمائے۔

الوصیت کے شائع ہونے کے بعد حضرت میرا سرنوب صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ معمول تھا کہ مسجد مبارک میں قیام۔ روز نماز کے بعد قدرت مانیہ سے مستفید اور متمتع ہونے کے لئے صابن سے غسل کر دیا کرتے۔ ایک دن خواجہ کمال الدین صاحب، ذاکر مراد صاحب، شمس الدین صاحب، سید محمد حسنین شاد صاحب چاروں جو صدر انجمن احمدیہ قادیان کے ممبر تھے۔ اور لاہور میں رہتے تھے۔ انجمن کے اجلاس میں شرکت کے لئے حسب دستور لاہور سے آئے۔ اور مسجد مبارک میں حضرت قدس مسیح موعود علیہ السلام کی موجودگی میں نماز باجماعت ادا کی۔ نماز کے بعد جب حضرت میرا سرنوب صاحب حسب معمول قدرت مانیہ کے لئے اجتماعی دعا کرانے لگے کہ اللہ تعالیٰ قدرت مانیہ کے ظہور کے وقت اس کی برکات سے ہمیں مستفیض کرے تو یہ چاروں صاحبان مسجد سے ٹھوکر جاتے۔ حضرت میرا سرنوب صاحب نے فرمایا لاہوری بھائیو! ”اولاً“ کہ قدرت مانیہ کی برکات سے فیضیاب ہوئے کے لئے دعا کریں۔ اسوں نے جواباً کہا کہ حضرت میرا سرنوب صاحب! قادیان والوں کو دعا کے لئے ہی اللہ تعالیٰ نے موقع دے رکھا ہے۔ آپ دعا فرمائی کریں، ہمیں تو اور بھی کام ہیں۔ ہم سے سب کو انجام دینا ہے۔ میرا سرنوب صاحب نے فرمایا کہ دعا کا کام سے تو میں رکمتی۔ چند منٹ صرف ہوں گے۔ ہفتی سارا دن کام ہی کے لئے ہے۔ لیکن دو ممبران ہستے ہوئے مسجد سے باہر چلے گئے۔ اور دعا میں شریک نہ ہوئے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے بعد جب قدرت مانیہ کا ظہور ہو تو افسوس ہے کہ یہی ممبران اور ان کے ساتھی حضرت خلیفۃ المسیح الرابعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقام خلافت کے متعلق فیہ تخلصانہ کارروائیوں کے مرتب ہوئے اور بعد میں خلافت مانیہ سے کٹے

بندوں بغاوت نہ کر کے قدرتِ مہربانہ کی برکات و فیوض سے محروم ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

## امراضِ خبیثہ کا علاج

مدتِ مدیر کی بات ہے کہ میں ایک "عدوِ زیرِ آبا" آیا۔ وہاں پر ایک احمدی دوست نے مجھے ضیافت پر مدعو کیا۔ جب ہم ان کے مکان پر پہنچے تو اس مکان کے بالفاظِ اہل "ہرے مکاں" میں ایک شخص کے "دوہ کا" اور "چچہ" کی آواز سنائی دی۔ میں اس شدید ترابنے کی "وازن" نہر احمدی دوست کے مکان میں داخل ہونے سے پہلے اس تکلیف میں مبتلا شخص کی طرف متوجہ ہو "ورس" سے ہچہ و ریفت کی۔ وہ نہایت عاجزی سے ماتھو جوڑ کر آتے نکلا کہ میں اس زہلی میں "تشنہ" میں جل رہا ہوں۔ "ورپنی" جہلیوں اور جہکاریوں کی سزا بھگت رہا ہوں۔ پہلے مجھے سوزاک ہو۔ "ورپھر" تشک کی موزی بیماری سے پالا پڑا۔ اب میری آتشک کی بیماری تیرے "ورچہ" پر ہے۔ سارے جسم میں سوزش اور طس کا ایک طوفان برپا ہے۔ "عدو" مجھے جلد موت "تے" تا میں اس اذیت سے نجات پا جاؤں۔

سب سے معلوم ہوا کہ میں طبابت سے بھی کچھ واقفیت رکھتا ہوں تو "دوہ" کے علاج اور عیاضی سے کہنے لگا کہ مجھے "دوہ" کی جانے "ورمیرے" لئے بارگاہِ ربانیت میں دعا بھی کی جائے۔ میں نے کہا کہ آپ سچے دل سے توبہ کریں تو ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ جو غفور و رحیم ہے آپ کو اس تکلیف سے نجات دے دے۔ امراضِ خبیثہ کا علاج میں سچی توبہ کی شرط پڑتا ہوں۔ اگر آپ سچی توبہ کریں تو میں آپ کو نجر پ نسخہ لکھ کر دیتا ہوں۔ چنانچہ اس کے توبہ کرنے پر میں نے اس کو مندرجہ ذیل نسخہ بات جو سوزاک اور آتشک کی بیماریوں میں مفید اور نجر پ ثابت ہوئے ہیں۔ "ورمیں" نے ان کو نجر پ مرینوں پر استعمال کر کے مفید پایا ہے، لکھ کر دیئے۔

## نسخہ برائے سوزاک

مازوہنر ایک تولہ۔ طباشیر ایک تولہ۔ دانہ ملاچی کھاں ایک تولہ۔ روغنِ صندل ایک تولہ۔ روغن کے "دوہ" سب "تے" کو بار یک میں "وران" میں روغن ملائیں اور سات "دوہ" پڑایا بنائیں۔ ترکیب، شمال۔ ۵ تولہ کورد مصری یا "دوہ" مصری رات کو چینی کے پیالہ میں ایک پاؤ پانی

ڈال کر نئے مہمان کے نیچے محفوظ رکھیں۔ صبح قبل از طلوع آفتاب ایک پڑیا منہ میں ڈال کر اوپر سے  
ثابت لپی میں۔ منہ صرف دودھ چا مل باقی اشیاء سے پرہیز۔ اس سے نیا اور پرانا سوزاک رفع ہو  
جاتا ہے۔ بلکہ پہلی خوراک سے آرام شروع ہو جاتا ہے۔

نوٹ۔ یہ نسخہ دہری ہے کہ مصری رات کے وقت پانی میں بھگو رکھیں۔ یہ ترکیب نہ کا جزو ہے۔

### نسخہ برائے آتشک

نسخہ بیض (سُخیا غید)۔ کچھ غید۔ انہ ملا تین خورا۔ کھڑیا تین ہموں عرق کلاب بد پانی  
میں چھپ کر دھوا کر کے نہ اندہ کیاں بنائیں۔ مار دھون تک ایک کو لی روزانہ ملائی کے ساتھ استعمال  
کریں۔ اگر ضعف ہو تو ایک دن کا نام نہ لیا جائے۔ منہ اے نلیکا راوی اور گوشت چار پائیہ وترشی  
سے پرہیز دہری ہے۔ تک بھی کم کھا میں۔ رہنی گندم مع گھی، دل مونگ استعمال کی جائے۔  
یہ دواؤں سے استعمال کرنے سے حد اتقانی کے فضل سے اس شخص کو شفا ہوگئی۔ آتشک کا ایک  
دو مرتبہ رہنمائی ممد نسخہ جو بفضلہ تعالیٰ بغیر کسی قسم کی دوائی اور تکلیف کے باعث شفا ہوتا ہے۔  
احباب کے فائدہ کے لئے ذیل میں لکھتا ہوں:-

### نسخہ ۲۔ برائے آتشک ہر قسم

سُخیا سفید۔ عاقر قرح۔ کچھ سفید۔ چکنی چھالیہ۔ بھنگرہ ہموں چھ رکھو (پنے) کے برابر  
کویاں بنالیں۔ ایک کو لی صبح ایک شام استعمال کریں۔ وترشی، تک اور گوشت سے پرہیز کریں۔  
ایک ہفتہ یا بارہ روز تک کھا میں اگر دہریہ اور تیسرے درجہ میں بیماری ہو تو دواؤں میں روز تک  
استعمال کریں۔ اس نسخہ کو استعمال کرانے سے پہلے بھی تو پھر کریں۔ اور چکاری اور بد عملی سے بچنے کا  
اعہدہ دیں۔ یہ تو پہلی بیماری کو دہریہ میں نہ ہوئی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

### محترم نواب اکبر یار جنگ صاحب بہادر کی طرف سے ضیافت

وزراء عامہ اور روسائے حیدرآباد کا اجتماع

محترم نواب اکبر یار جنگ صاحب بہادر سابق جج مانی کورٹ حیدرآباد دکن کی ملازمت میں

توسیع کے متعلق ایک اعجازی نشان کا ذکر اس کتاب کی جلد سوم میں گزر چکا ہے۔ جناب نوب صاحب پو۔ پی کے ضلع فرخ آباد، کے قصبہ حمان گنج کے اصل باشندہ اور افغانوں کے تفریحی قبیہ کے ایک معزز فرد ہیں۔ اور ایک عرصہ سے حیدرآباد میں سلسلہ ملازمت اقامت گزریں ہیں۔ آپ کی قانونی قابلیت مسلم ہے۔ قانون، ان ہونے کے علاوہ آپ، نئی ملہم کے ماہر، اخلاق فاضل نمونہ کے انسان اور مخلص خادم سلسلہ ہیں۔

۱۹۳۵ء کے قریب جب میں حیدرآباد میں تبلیغی و ترجمانی اخراج کے ماتحت نوب صاحب محترم کے ماں گھر ہو تھا۔ ذائقہ بن آپ نے ریاست کے معززین کو مدعو فرمایا۔ چنانچہ مبارکہ شرکت پر شاہ وزیر، مظہم حیدرآباد اور بہت سے دوسرے وزراء و امراء دعوت میں شریک ہوئے۔ جناب نوب صاحب نے سب معززین سے جن میں شاہی طبیب جناب حکیم مولوی مقصود علی صاحب بھی تھے۔ میرا تعارف کیا، میرے متعلق یہ فرمایا کہ میں بناب سے آیا ہوں، ”قرآنی حقائق، معارف کے تحقق چھٹی، قیت رکھتا ہوں۔“ اگر کوئی دوست قرآن کریم کے متعلق کوئی استفسار کرنا چاہیں تو فرمائیں۔

### ایک علمی سوال

اس موقع پر حکیم مولوی مقصود علی صاحب نے کفرے ہوئے سوال یا کہ سورہ ارحم میں فسائی الاء دنگمانکمان کے تکرار میں یا خلقت ہے۔ سب حاضریں نے اس استفسار پر خوشی کا اظہار کیا۔ حاکم نے اللہ تعالیٰ کے حضور جواب کے لئے توجہ کی اور اس سوال کا جواب حاضریں کے سامنے پیش کیا۔ ذیل میں اس جواب کا خلاصہ تحریر کیا جاتا ہے۔

### میرا جواب

قرآن کریم خدا تعالیٰ کا کلام ہے۔ اور قانون قدرت اس کا فعل ہے۔ کو یا قرآن کریم خدا تعالیٰ کی قوی کتاب ہے۔ اور قانون قدرت اس کی فعلی کتاب اور قول کی صداقت کے ثبوت کے لئے بہتین ثبوتات فعل سے ہی پیش کی جاسکتی ہے۔

جب ہم قرآن کریم کی قوی کتاب کے مقابل پر خدا تعالیٰ کی فعلی کتاب پر ٹکاؤ ڈالتے ہیں۔ اور اس پر غور کرتے ہیں تو ہمیں صفات، افعال، الہیہ کے حضور میں ہر آن تکرار کا سلسلہ نظر آتا ہے، اور



اس نکر رکھنا اس فرض کیا جائے تو سلسلہ موجودات کا عقد ان لازم آتا ہے۔ اور فنا اور عدم کا تصور پیدا ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر انسانی وجود کی تخلیق میں تکرار کے مسلسل قطارے سامنے آ رہے ہیں۔ ہر پھر انسانی جسم کے اندر بھی باتوں کا بار بار تکرار صفت خلق کے ذریعہ سے ظہور میں آیا ہے۔ یہی انسانی جسم میں دانتوں، پٹیلیوں، آنتوں اور انگلیوں وغیرہ کا بھی تکرار ہے۔ اسی طرح انسان کی ہر قوت و حس اپنے ہیچہ کو تکرار کے ساتھ عمل میں لاتی ہے۔ یہ تکرار بے قاعدہ اور عبث نہیں بلکہ اپنے ہر بے شمار فوائد اور حسن کے پہلو رکھتا ہے۔ رشتوں کے پتوں، پھولوں اور پھلوں کے تکرار سے یہ کیا اس میں نفع اور خوبصورتی کی زیادتی ہوتی ہے۔ گلاب کے پھول کی ایک ایک پتی اپنے نکر کی وجہ سے ہی خوشما اور قریب نظر آتی ہے۔

پس سب حمد و تعالیٰ کی فعلی کتاب میں تکرار سے انوار و اقسام کے محاسن پیدا ہوتے ہیں۔ ہر جس جگہ ہی مضویا حصہ میں تکرار نہیں پایا جاتا۔ اس کے فعل میں تکرار ضرور پایا جاتا ہے۔ مثلاً انسانی جسم میں بالوں، دانتوں، دیم و دیم میں تکرار ہے۔ مگر منہ، رباں، سر، دل، دھڑکے، عضو میں تکرار نہیں پایا جاتا۔ بین غور و زری سے معلوم ہوتا ہے کہ ان اعضاء کے افعال میں تکرار پایا جاتا ہے۔

”سورہ رحمان“ نیز غور و زری سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں بھی آلاء و نیکمات تکمیل کے لحاظ سے نیک و نیک و نیک و نیک ہیں۔ یہ سورہ شریفہ اس آیات سے شروع ہوتی ہے۔

الرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ  
بِحُسْبَانٍ ۝ وَالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدَانِ ۝ وَالسَّمَاءُ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيزَانَ ۝ اَلَّا تَعْلَمُوْا اَنِّیْ  
الْمِيزَانَ ۝ وَوَضَعْنَا الْمَوَازِنَ بِالْقِسْطِ ۝ وَلَا تَحْسُرُوا الْمِيزَانَ ۝ وَالْاَرْضُ وَضَعْنَا لِلْاِنَامِ فِيْهَا  
فَاَكْهَةً ۝ وَالْجِبَالَ دَاتٍ ۝ وَالْاَنْهَارَ ۝ وَالْحَبَّ وَالْعُصْفَ ۝ وَالرِّيحَانَ ۝ الْاَنْهَارَ ۝ وَتَبَكُّمَ  
تَكْمِلَانِ ۝

آیات سے ظاہر ہے کہ اس سورت کا آغاز خدا تعالیٰ کے صفاتی ناموں میں سے اسم الرَّحْمٰن سے فرمایا گیا ہے۔ اور رحمن کا اقاہ اس رحم اور رحمت کے فیوض سے تعلق رکھتا ہے جن کا ظہور بغیر ہی محنت، درخواست اور دعا کے خود بخود بلا کسی معاوضہ اور مبادلہ کے ہوتا ہے اور اگرچہ

صفتِ رحمانیت کا ظہور انوار و انقسام کی مخلوقات میں ہو رہا ہے۔ لیکن اس سورۃ میں رحمانیت کے اس فاضلہ کا ذکر خاص طور پر کیا گیا ہے۔ جس کا تعلق انسان سے ہے۔ اس افاضلہ کے ذریعہ سے اس کو قانونِ شریعت کا علم دے کر اسے قانون کا حامل بنایا گیا ہے۔ تا ایک طرف اسے اللہ تعالیٰ کی کامل معرفت حاصل ہو۔ اور دوسری طرف مخلوقات کے ساتھ اس کے تمدنی و معاشرتی اور خدائی تعلقات متوارس ہو سکیں۔ اور وہ خدا تعالیٰ کی کامل محبت اور اطاعت اور عبادت سے اس کی خلافت سیرت کی منصبِ جلیل پر فائز ہو۔ اور مخلوق کا ہمدرد و محسن ہونے سے مخلوق کی فائدہ دہی اور نیکیت میں خدشتہ صفت کی عزت و برتری بھی حاصل کرے۔ اور آیت **بَلِّغْ مَن أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ ۖ ۱۱** کی رو سے اپنے خالق کا مسلم اور الٰہی فرمانبردار اور مخلوق کے لئے محسن اور الٰہی خیر خواہ بنے۔ انسان کو محمد و مہدی میں اسی صورت میں حاصل ہوتا ہے۔ کہ وہ معبودِ عالمین حد کو اس کی شانِ الوہیت کے ہر مرتبہ میں واحد لا شریک یقین کرے۔ اور اعتقادی اور عملی لحاظ سے اس یقین پر استوار ہو۔ اور نفسی اور فاعلی طور پر اللہ تعالیٰ کی بے نظیر اور بے ہمتا ذات کے ساتھ کسی چیز کو بھی شریک نہ سمجھے۔

انسان کے غرور و شرک یا مسق و تجور میں مبتلا ہونے کا اصل باعث اس کی علم صحیح سے محرومی ہے۔ اور یہی جہالت کی ظلمت و تاریکی ہے۔ جس سے انسان اپنی ہوا و ہوس میں مبتلا ہو کر غلط فہمی و تاریکی اختیار کر جاتا ہے۔ اور اعتدال سے بھٹک جاتا ہے۔ پس انسان کو الٰہی استعدادیں عطا کرنے کے سے اللہ تعالیٰ نے اپنے رحمانی فیض سے علم صحیح اور اس کے حصول کے سامان عطا فرمائے۔ ایک طرف اس میں علم حاصل کرنے کی قابلیت۔ دوسری طرف مظالم کی حیثیت میں اسے قوتِ یدنیہ اور منہ تقیر عطا کیا۔ یہ انسان کا ہی خاصہ ہے کہ وہ جو کچھ سمجھتا ہے۔ اپنی قوتِ یدنیہ سے ہر زمانہ ہرے لوگوں کو سکھاتا ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ کے امیاء و نبی الٰہی سے جو کچھ حاصل کرتے ہیں وہ ہرے لوگوں کے سامنے بیاں کر دیتے ہیں۔ اور اسی طرح وہ لوگ بھی علم صحیح سے شناسا ہو جاتے ہیں۔

سورۃ رحمان میں اللہ تعالیٰ کی صفتِ رحمانیہ کے افاضات کو نمایاں طور پر پیش کیا گیا ہے۔ انسان کی بتدنیٰ ضروریات عمومی رنگ میں چھبکھی جاتی ہیں۔ یعنی ماکولات، مشروبات، بول و ہر اور، ہو و ریند، ریاضات کے چراند ہوئے یہ انسان تکلیف محسوس کرتا ہے۔ بلکہ انسانی زندگی کا قیام ان

چیزوں پر ہے۔ اور ان کی بار بار حاجت اور ضرورت پیدا ہوتی ہے۔ اور دوستی جوں ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے ابتدائی طور پر مسبب الاسباب ہے۔ ہم شکر یہ کی مستحق ہے۔ اور تمام اسباب نسبت پر غور کیا جائے تو اوہ اسباب عناصر میں سے ہوں یا سوا الہیہ میں سے۔ یا جسمانی یہ میں سے تو معلوم ہوتا ہے کہ مخلوقات کا یہ تمام سلسلہ ان معنی سے نکلا ہے جو اس باری تعالیٰ ہے۔ اور کائنات کی اصل علت اور سبب ہے۔ انسان جوں جوں معرفت کی نگاہ سے ان چیزوں پر غور کرتا ہے۔ اس پر یہ راز منکشف ہوتا جاتا ہے کہ علل و معلولات کا تمام سلسلہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر ہی منتہی ہوتا ہے۔ اور عین کا وہ زود اللہ تعالیٰ کی ربوبیت، رحمانیت، رحیمیت اور مالکیت کی شان کا آئینہ ہے۔ محبوب ذاتیں اللہ تعالیٰ کے فیوض کے بے پایاں سمندر کو اس طرح بھی دیکھ سکتی ہیں کہ مثلاً ایک مخیر و مرہرہ کی لوگوں کو ایک عام ضیافت پر مدعو کرے۔ اور اپنے سینکڑوں خدام کے ذریعہ دستر خوان پر دعوت و انتظام کے کما لے پئے جانے کا انتظام کرے۔ اس وقت بے شک دسترخوان پر کھانا خدام کھلا میں گئے۔ اور مختلف نعماء سے مدعوین کو یہ خبریں گئے۔ اور ہر نبی کا احسان مہمانوں پر ہوگا۔ اور وہ قائل شکر یہ بھی ہوں گے۔ لیکن اصل میں ماں جو مہمانوں کو بلانے والا ہے دعوت کا انتظام نہ کرتا۔ اور ان سینکڑوں خدام کو کھانا کھلانے پر مقرر نہ کرتا تو کوئی مہمان بھی کھانا نہ کھا سکتا۔ اس صورت میں اگر ضیافت کھانے والے صرف خدام کا شکر یہ ادا کر کے ہی چلے جائیں اور اصل محسن اور میزبان کا شکر یہ نہ ادا کریں تو یہ طریقہ فقیرانہماں شناسی کے متناقض ہوگا۔

پس کامل درجہ معرفت کا یہ ہے کہ ہم خدام، محسن اور احسانات، منعم اور نعماء میں فرق کو شناخت کیا جائے۔ اور ان فیوض کو بھی جو اللہ تعالیٰ کی صفت رحیمیت کے ماتحت حاصل ہوتے ہیں۔ اور ان کے حصول میں بہت سے دینی اسباب و وسائط اور کوشش اور جدوجہد کا دخل ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یقین یا جائے۔ اور اپنی ننگد کو اسباب قریب سے آگے لے جا کر خالق الاسباب کی طرف اٹھایا جائے۔

سورہ رحمان میں قرآنی سلام میں سے اس حدیثی طرف جو روحانی فیوض سے تعلق رکھتا ہے خاص طور پر توجہ دلائی گئی ہے۔ "وہیہ عجیب بات ہے کہ اس میں آیت الشمس والقمر بحسبان 12 میں شمسی اور قمری مہینوں کو بطور متعاقب اور حساب کے ذریعہ کے پیش کیا گیا ہے۔ جس کی

مزید تشریح سورہ یونس کی آیت **هو الذي جعل النفس صیاء** 13 [۱۳] میں کی گئی ہے۔ قمری مہینے ۲۹ یا ۳۰ دن کے ہوتے ہیں۔ اور ٹخن میں ۳۰ یا ۳۱ دن ہوتے ہیں۔ گویا نکتی کے اعتبار سے صیاء کی تکمیل ۳۱ کے مد سے میں ہے۔ اور آیت **هبانی الاء ربکما نکلباں** بھی اس سورہ شریفہ میں ۳ بار وہ آئی گئی ہے۔ یہ تعدا، اس طرف اشارہ کرتی ہے کہ اس سورہ میں اللہ تعالیٰ کے رحمانی فیوض کا جو انسان کو متاثر اور بار بار حاصل ہوتے ہیں۔ نمایاں طور پر، کرنا یا گیا ہے۔ اور انسان کو اس طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ وہ خدا جس نے اپنے رحمانی افاضات سے یہ نعماء تمہارے سے پیدا کی ہیں۔ جو تمہارا محسن "تاکا" و رب العالمین ہے اور اس نے تمہارے لئے جہانوں کے، رود کو طور فیوض رہو بیت تمہاری پرورش ترقی اور تکمیل کے لئے لگا رکھا ہے۔ یا اس کی نعمتوں کی ماحولگرذری کر رہ گئے۔ اور اس کو بھلاو گے یہ نعمتیں تمہیں، آن مستفید اور متبع کر رہی ہیں۔ اور برکت و فیوض کے بار بار انہوں کے بد ہونے سے تمہاری زندگی ایک لمحہ کے لئے بھی کام نہیں روکتی۔ یہ حالات میں تمہاری نعمتوں کو جہنما مارا اور مجنونا نہ فعل ہے۔

**هبانی الاء ربکما نکلباں** کے بار بار کے تکرار سے اللہ تعالیٰ نے انسان کی اذیت کو بیدار کر دیا ہے۔ یہ گویا تکرار میں بھی ایک قوت موثر و پانی جاتی ہے مصلے پانی کا کتا اس پانچ شہدہ کالئے کے سے کبھی پانچ یا اس ماحول کھدائی کرتی پاتی ہے۔ کبھی ہندو دیا میں ماحول کھدائی کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہی طرح انسان کی اذیت کو بیدار کرنے کے لئے کبھی ایک وعدہ کی تلقین کافی ہو جاتی ہے۔ کبھی "وعدہ" کبھی بار بار تکرار کی ضرورت پاتی ہے۔

لہذا ہم نے اس سورہ شریفہ میں اس آیت کا اتنی وعدہ تکرار کر کے ماہ کامل کے یا مکی طرح مکمل طور پر اذیت انسانی کو ابھارنے کا طریق اختیار کیا ہے۔ اور انسان کو رحمانی فیوض کے ماتحت نعماء کے لئے شہداء کرے کی طرف توجہ دلائی ہے۔

اس موقع پر میں ے **دث المشرقین و دث المغربین** کی تشریح کرتے ہوئے اس بات کا بھی، کرنا کہ، "مشرقوں" و "مغربوں" سے اخذ سے **صلی اللہ علیہ وسلم** کی بھٹ "ہی" و "بعثت ہانیہ" شیعہ "نیوی" شاعر "اب بھی نظم و نثر میں بعض فقرات اور اشعار یا مصرعوں کو بار بار دہرتے ہیں۔ تاکہ کوئی خاص مضمون مؤثر رنگ میں ڈھین نشین ہو جائے۔

کے زمانہ کے مشرق اور مغرب کی طرف بھی اشارہ پایا جاتا ہے۔

میرے اس جواب پر عظیم مقبولی صاحب نے اطمینان اور ہرے حاشیوں نے مسرت کا ظہار کیا۔ اور مجلس کھانے کے لئے یہ خواست ہوئی۔ کھانے کے بعد نواب صاحب محترم کی کوٹھی کے ہمراہ میں مہاراجہ پرکاش پرثا صاحب وزیر اعظم نے سورۃ المرسلین کی آیت ان مع العسور یسور ان مع العسور یسور میں تکرار اور العسور کو دونوں افعال اللہ! مر کے ساتھ دینسور کو بغیر مر کے دکر کرنے کے متعلق بھی استفسار کیا۔ جس کا تعیلی جواب یہ کہ مر نے حاضرین مجلس کے سامنے عرض کیا (اس سوال کا جواب دہری جلد تحریر میں لایا جائے گا۔) کہ مر مرتب (☆)

### محترم چوہدری محمد عبداللہ خان صاحب کے متعلق ایک واقعہ

یہ سال کی بات ہے کہ خاکسار ایک تبلیغی وفد کے ساتھ صوبہ اڑیسہ میں آیا۔ اس وفد میں میرے ملاوہ کمری مولوی محمد سلیم صاحب فاضل، کمری مہاشہ محمد عمر صاحب فاضل شکرک اور گیارہ عباد اللہ صاحب بھی شامل تھے۔ ہم کلکتہ سے ہو کر کلکتہ، بھدرک، کیرنگ، سائزہ اور جگن ناتھ پوری وغیرہ مقامات میں گئے۔ اس سلسلہ میں ہم جمشید پور اور ماناگر (جہاں لوہے کا عظیم الشان کارخانہ ہے) بھی گئے۔ ان دنوں جناب چوہدری محمد عبداللہ صاحب نے اور جناب سر چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کا لقب اس کارخانہ میں سراہلی تھے۔ آپ کے اس پسند و نیک نام اقامت نامہ ماناگر میں ہمارے پھروں کا بہت عمدہ انتظام کیا گیا۔

جناب چوہدری صاحب نے جو ہدایت مختص نام سلسلہ میں۔ بہت اخلاص اور محبت کا ثبوت دیا۔ میں یہ دیکھ کر مجھے بہت اندہ ہوا کہ آپ کی ایک مانگ ضما کے اندر نہ کی طرف ایک عصبی مردم کے باعث شدہ یہ مردم میں چماتھی۔ اور باوجود ہی سال جان کرانے کے شغلایابی کی کوئی صورت پیدا نہ ہوتی تھی۔ اس تکلیف کی وجہ سے بلاشبہ اکثروں نے مانگ کائے کا مشورہ دیا تھا۔

چوہدری صاحب نے مجھ پر حسن ظن رکھتے ہوئے مجھے بار بار دعا کے لئے کہا۔ میں جمشید پور کے قیام ☆ اس مجلس میں حضرت مولوی عبدالرحیم صاحب قمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی موجود تھے۔

کے دوران میں بھی دعا کرتا رہا۔ اور جمشید پور سے روانگی کے وقت سب احباب جماعتِ دین میں جناب چوہدری صاحب بھی تھے، ہمیں رخصت کرنے کے لئے انٹیشن پر موجود تھے۔ میں نے سب صحت یابی کے لئے خاص طور پر دعا کی۔ اس دعا کا خاص موقع اس لئے بھی پیدا ہوا کہ چوہدری صاحب نے ہمارے قیام جمشید پور کے دوران میں بہت اخلاص اور محبت کا ثبوت دیا۔ اور پھر باوجود معذوری کے تکلیف اٹھ کر انٹیشن پر بھی احوال سننے کے لئے تشیف لائے۔ میری طبیعت اس حسرت سے بہت متاثر ہوئی۔ اور عائر نے کی طرف خاص طور پر توجہ پیدا ہوئی۔ چنانچہ میں نے جتنا دعا کے لئے مانجا تھا اُسے اور احباب کو بھی دعا کے لئے خاص طور پر توجہ دلائی۔

بھی دعا ہو رہی تھی کہ مجھ پر شفی حیات جاری ہوئی۔ اور میں نے دیکھا کہ چوہدری محمد عبد اللہ صاحب کی ٹانگ بالکل درست حالت میں ہے۔ دعا کا سلسلہ ختم ہونے پر میں نے اس شیف کا ہار احباب کے سامنے رکھا۔ اور اس ہار پر مرم چوہدری صاحب کو خاص طور پر امید دلائی کہ ہوسکتا ہے کہ زحمر مرزحمیں حد آپ پر فضل فرمائے۔ اور عمالیاتی کی کوئی صورت پیدا فرمائے۔

کچھ عرصہ کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ سامان ہوا کہ جناب چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب (جو ان دنوں لندن میں تھے) نے چوہدری محمد عبد اللہ خاں صاحب کو علاج کے سبب سے مندرجہ ذیل دروازا پر بفضلہ تعالیٰ آپ کا کامیاب علاج ہو گیا۔ اور حالت صحت میں آپ جس تشیف لائے۔ واللہ الحمد لله علی دالک

احمدی جماعت خوش قسمت ہے کہ قبولیت دعا کے یہ شیریں اور تار و پال سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برکت سے ان کو پہنچیں۔ اور ان پر آسمانی فیوض کی بارشیں ہوتی رہتی ہیں۔

### ایک مندرکشی نظارہ

میں پشاور میں سلسلہ تبلیغ مقیم تھا کہ اچانک مجھے کشفی طور پر دکھایا گیا کہ محترم نوب کبریاں جنک صاحب بہار جج ہائیکورٹ حیدرآباد (جو میرے نہایت ہی قلم احباب میں سے ہیں) کے مکان کو آگ کے شعلوں نے اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے۔ اور آپ کے مکان کے متصل درساتھ کے صحن میں یک بہت بڑی۔ چمک وشت کی پک رہی ہے۔ جس کے نیچے گیا ایندھن جل رہا ہے۔ اور بہشت مھوں اٹھ رہا ہے اور وہ وشت پختہ نہیں بلکہ کافی وقت گزرنے کے باوجود کچھ ہی معلوم ہوتا

ہے۔ اس کے چند دن بعد مجھے حضرت نواب صاحب موصوف کی طرف سے خط ملا کہ س کا ٹکا  
عبد الحمید صحت یابی ہے۔ اس کو شدید درنہ چشم اور درہر کا عارضہ لاحق ہے۔ اور باوجود علاج معالجہ میں  
حتیٰ مقدمہ و کوشش کے صحت نہیں ہوتی۔ مگر نواب صاحب حاد ویدنا حضرت علیہ السلام صلیح  
اشافی ید اللہ تعالیٰ کی خدمت بامست میں درخواست مانے، عائنہ نے کے اس حقیر خدام کو بھی بار بار  
دعا کے لئے لکھتے رہے۔ میں نے نواب صاحب کے اخلاص و محبت کے پیش نظر بالائے ام دعا میں  
کیں۔ جب بھی زیادہ توجہ اور خشونت سے دعا کا موقع ملتا۔ اور مجھے نہ تسلی ہوتی۔ اس کے نتیجے میں  
عزیز کو عارضی اتفاق ہو جاتا۔ لیکن پھر حالت بیماری کی شدت کی طرف غور کرتی۔

نئی دہلی میں میں نے رزیا میں، لکھا کہ نواب صاحب موصوف کے ماں یک ٹکا ہے جس  
سے صاف و شفاف پانی نکل رہا ہے۔ اس کے بعد مجھے ایک دہری رزیا لکھائی گئی۔ جس میں میں نے  
دیکھی کہ محترم نواب صاحب کی عظیم صلاحاتی باس پہنچے ہوئے چھوٹے قد و قامت کے ساتھ غمزدہ  
حالت میں ہیں۔ اور ایک خراب و خستہ چارپائی پر کمر زرخیزی ہوتی ہیں۔ اور نواب صاحب کے مکان  
کے دروازہ ایک لوہے کی باز ہے۔ جس کے اندر کی طرف ایک جگہ میں تری پر بیٹھ ہو ہوں۔ اس  
لوہے کی باز کے باہر کی طرف مزید عبد الحمید آکر کھڑا ہو گیا۔ اس وقت اس کا جسم نہایت تندرست اور  
توانا نظر آتا ہے۔ اسے اس حالت میں، کچھ دیر میں بہت جب رزنا ہوں کہ وہ تو بہت بیمار نہ جاتا تھا۔  
لیکن اب تو بالکل تندرست اور منہو نظر آتا ہے۔

اس کے چند دن بعد مجھے اطلاع ملی کہ مزید عبد الحمید فوت ہو گیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ

راجعون

مجھے اپنے خواب کی تعبیر یہ معلوم ہوئی کہ انا کے مصنفے پانی کے نواب صاحب کے ماں چلنے سے  
یہ مر جی کہ نواب صاحب اور ان کے گھر والوں کو عبد الحمید کی شدید عداوت اور وفات کا اتنا پیش  
آئے گا۔ اور اس اتنا، اور تقدیر برہم کے امتحان کو صبر سے برداشت کرنے سے ان کو روحانی فائدہ  
تعمیم و تقویت ایمانی نصیب ہوگی۔ اور عبد الحمید صاحب کو لوہے کی باز سے باہر کی طرف تندرست  
توانا دیکھنے سے یہ مر جی کہ وہ قید حیات اور غصہ قفس سے آزاد ہو کر اس بیماری اور کمزوری سے  
نجات پائیں گے۔

تعبیر کی کتابوں میں اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی یہ لکھا ہے کہ مریض کو حالت صحت میں دیکھنے سے بعض امداد بجاے صحت کے اس کی وفات مراد ہوتی ہے۔ یونکہ وفات کے ورید بھی انسان با حصوص ایک نیک اور پاک باز انسان اپنی جملہ یاریوں اور اقام سے نجات پا رہا ہے۔

میر چنا بھی واقعی تجربہ ہے کہ خواب میں کسی بیمار کو صحت یاب دیکھنے سے بعض امداد اس کی موت بھی مراد ہوتی ہے چنانچہ ایک دن میر کی اہلیہ کی بری پیشبرد مریدہ راہدہ بنی صاحبہ سخت بیمار ہو گئیں۔ بیماری نے شول پکڑا۔ اور وہ بہت لاغر اور کمزور ہو گئیں۔ میں نے حالت سفر میں خواب میں دیکھا کہ ہمیشہ و صلابہ بہت نر ہے اور مضبوط اور صحت مند ہیں۔ انہی دنوں مجھے بذریعہ خط گھر سے اطلاع ملی کہ ہمیشہ و صلابہ وفات پائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے اور اعلیٰ علیین میں جگہ دے۔ آمین

### مکرم خادم صاحب گجراتی کے متعلق کشفی نظارہ

خواب میں مریض کو تندرست و توانا دیکھنے کی تعبیر صحت بھی ہوتی ہے۔ ۱۹۴۵ء میں جب خاکسار و اقلین تحریک جدید کی تعلیم کے سلسلہ میں سیدنا حضرت علیہ السلام اللہ تعالیٰ اعزہ اللہ بنہ و اعزہ کے ارشاد کے ماتحت دوسری میں تقیم قاتو مزیدی مرم ملک عبدالرحمن صاحب خادم گجراتی کی شدید ملازمت کی اطلاع اخبار میں شائع ہوئی۔ خادم صاحب سلسلہ کے بستہ بین خدم میں سے ہیں، بہت اعلیٰ مناظر ہیں۔ اور جو داور جو زبان دشمنوں کو مسکت ہو اب اسے میں مہارت رکھتے ہیں۔ سلسلہ کے علمی و خارجہ معلومات کو آپ نے اپنی مشیہ تبلیغی پاکٹ بک میں جمع کر کے سلسلہ کی اہم خدمت سرانجام دی ہے۔ میں ان کے اخلاص خدمات ارفع مندہ جوہر کا خیال کرتے ہوئے ان کی شفا دہی کے لئے بہت توجہ سے عائد ہوں۔

ایک دن اخبار الفضل میں خادم صاحب کی مارک حالت کا بیان شائع ہوا۔ تب میں نے اس خیال سے کہ یہ جو ان سلسلہ حق کے بستہ بین خدم میں سے ہے اور اچھا کام کرنے والا ہے۔ اور سلسلہ کو اس وقت ایسے خدمات کی بہت ضرورت ہے۔ ان کی صحت کے لئے بہت قصرت سے دعا کی۔

تہجد کے وقت جب میں دعا کر رہا تھا تو مجھ پر کشفی حالت جاری ہوئی۔ اور میں نے دیکھا کہ



عزیز مکرّم خادم صاحب نہایت ہی عمد و صحت کی حالت میں میرے سامنے آ گئے ہیں اور مجھ سے بہت اہم مس مس باتیں کرتے ہیں۔ چنانچہ میں نے صبح انھوں نے ان کی خدمت میں ایک اطلاع کارڈ لکھ دیا۔ اس میں کچھ دعائیہ شعر بھی لکھے۔ اور کشف سے اطلاع دیتے ہوئے صحت کی امید دلائی۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کے بعد ان کو یوماً فیوماً صحت ہوئی تھی۔ اور پھر کارڈوں میں پوری صحت کے بعد مجھے ملے۔ **فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ**

اسی طرح غائبہ ۱۹۴۹ء میں جب میں پٹنہ میں مقیم تھا۔ عزیز خادم صاحب کی بیماری کی اطلاع اخبار میں شائع ہوئی۔ ایک دن دعا کرتے ہوئے میں نے اس خیال سے کہ میں بودہ ضعیف عمری کے ب زیادہ کام نہیں کرتا۔ بین عزیز خادم صاحب جو ان بہت اور سلسلہ کے لئے مفید ہو رہے ہیں۔ اس لئے میری زندگی کے بقیہ ایام بھی خادم صاحب کو دیدیئے جائیں۔ تاکہ وہ زیادہ سے زیادہ خدمات دینیہ بجالائیں۔ (اہل بیت سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں سے اگر کوئی مقدس وجود خلیل ہوں تو میں دعائے صحت کرتے ہوئے اکثر اسی طریق کو اختیار کرتا ہوں۔ اور اس امر کا سہہ اللہ تعالیٰ کے حضور دیتا ہوں کہ اگر اس کی عام قدر میں مستیابی ممکن نہیں تو اس حقیر غلام کے بقیہ ایام زندگی ان کو دے کر صحت عطا فرمائی جائے۔ اور اس سب کچھ دراصل انجیل پاک و جو دوں کی برکت سے ہے) اس موقع پر بھی پڑھو۔ عا کرتے ہوئے میں نے شی طور پر خادم صاحب کو بالکل صحت مند اور تندرست دیکھا۔ اور اس کشفی بشارت سے صبح انھوں نے ان کو اطلاع دے دی۔ چنانچہ برگاہ سلسلہ خصوصاً سیدنا حضرت امیر المومنین المصلح الموعود ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعوت خاصہ سے خدا تعالیٰ کا فضل مارل ہوا۔ خادم صاحب تھوڑے ہی دنوں میں بالکل شفا پا کر ہو گئے۔ اور اس کے بعد صرف سالانہ رپوڈ میں شیخ پر صحت کی حالت میں مجھے ملے۔ میری طبیعت آپ کو بحالت صحت دیکھ کر بہت ہی مسرور ہوئی۔ **فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ وَ الشُّکْرُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ**۔

### نواب احمد نواز جنگ صاحب کے متعلق واقعہ

غائبہ ۱۹۵۰ء کے اپریل کے مہینہ میں محترم نواب احمد نواز جنگ صاحب (جو حضرت سیدنا مہدی اللہ الدین صاحب کے چھوٹے بھائی ہیں) کے متعلق اطلاع شائع ہوئی کہ ان کو سرکار کی طرف سے حراست میں لے لیا گیا ہے۔ یہ خبر پڑھ کر مجھے خاص طور پر دعا کے لئے تحریک ہوئی۔ بالخصوص اس

ے بھی کہ نواب صاحب حضرت بیٹھ صاحب کے بھائی ہیں۔ اور بیٹھ صاحب اپنے خلاص، تقویٰ و روایتی خدمات کی وجہ سے سلسلہ کے ایک ممتاز رکن ہیں۔ میں نے متواتر ان تک نواب صاحب موصوف کے لئے دعا کی۔ اور بچہ تعلق محبت اور بہدراۓ شفقت کے مجھے دعا کی بھی توفیق میسر ہوئی۔

مئی کے پہلے ہفتہ میں میں نے شیخی طور پر، یکھا کہ جناب بیٹھ عبداللہ الدین صاحب مع جناب سہیل یار جنگ صاحب کے میرے سامنے کھڑے ہیں۔ اور میں ان کو مخاطب کر کے کہہ رہا ہوں کہ نواب احمد نواز جنگ اور ان کے ساتھ "و" (ان کے ساتھ) "بے بھی ان کے ساتھ ہی رہ کر مست تھے) کے لئے دعا کی گئی ہے۔ وہ منتہی رب راہ، یہ جا میں گئے۔ میں نے دوسرے دن اس کشف سے پتا دیا کہ میں ہی وہ ستوں کو اظاہت بھی، یہی۔

چنانچہ ۱۸ مئی کے انجمن میں حرم و کمرہ سب حسن صلابہ "رز" ای نواب احمد نواز جنگ صاحب کی طرف سے نواب صاحب کی رمانی کی اظاہت ثانی ہوئی۔ واللہ الحمد للہ علی ذالک یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل و احسان ہے کہ اس نے اپنے اس مدد حقیر کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے مقدس خاندان کے اقارب سے یہ نہیں اظاہت "رز"۔ واللہ الحمد للہ علی ذالک

### قبولیت دعا کے متعلق میرا تجربہ

فاکسار حقیر خادم سلسلہ، سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ، درخشاں کے رشاد کے ماتحت جماعت احمدیہ لاہور کی قیمتی تربیت اور تبلیغ کے لئے مامور ہو کر لاہور میں مقیم ہوئے۔ ابتدا میں میرے قیوم کا نظام، کہ سید محمد حسین شاد صاحب نے اپنے مکان پر کر دیا۔ جو پہلی نوبت کے لئے "نار" پر منع ہے۔ ملا دو عام درس کے خواجہ مال الدین صاحب اور "اکم سید محمد حسین شاد صاحب مجھ سے قرآن کریم، "ربیع کتب" دینیہ متفرق اوقات میں پڑھتے۔ اور "اکم مر" یعقوب بیگ صاحب صحیح بخاری پڑھتے۔ احمدیہ انڈیکس کی مسجد میں باجماعت "نار" کی جاتی۔ اور "عصر" یا "مغرب" کے بعد "قرآن کریم" یا جاتا۔

ڈاکٹر سید محمد حسین شاد صاحب ابتدا میں میرے متعلق بہت حسن ظن رکھتے تھے۔ اور "مجھ سے

دعا میں کرتے تھے۔ اور جب میں بعض امور کے متعلق الہام، شرف یا روایا کے ذریعہ کوئی اطلاع اس کو دیتا، وہ وہی طرح پوری ہو جاتی تو وہ بہت تعجب کا اظہار کرتے۔ جس کے جواب میں میں یہی کہتا کہ اس میں میری کوئی خوبی نہیں۔ بلکہ یہ سب کچھ سیدنا حضرت مسیح موعود، علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روحانی برکات و رفعتوں کی وجہ سے ہے۔

جمالِ بے مثلیں در حسنِ بزرگ  
ہر نہ میں مانِ خاتمِ کرم

اسی طرح خواجہ جمال الدین صاحب اور مرزا ابوبیک صاحب بھی حسن ظن رکھتے تھے۔ اور دعا کے لئے کہتے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے سب میں خاص توجہ سے دعا کرتا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے جواب مل جاتا کہ یہ کام ہو جائے گا۔ یا اس طرح ہو جائے گا۔ یہ تقدیر میرم کی وجہ سے اس کا ہوا ممکن نہیں۔

اور میرا یہ ایسا ہے کہ میں ایک ایسے شخص سے اس عقیدہ پر کام ہوں کہ دعا کا جواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہ ملتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے حضور چالیس دن تک متواتر توجہ سے دعا کرنے سے ضرر ہی جواب ملتا ہے۔ خواہ جواب اس کی رحمت کے نشان کے طور پر اثبات میں ملے۔ یا حکمت کے نشان کے طور پر نفی میں ملے۔ اور قرآن کریم میں اذْعُوْا لَیْسَ اَسْتَجِبْ لَکُمْ ۝۱۴ اور احیٰ دَعْوَةُ الْمَدْعٰۤی ۝۱۵ کا وعدہ بالکل سچا اور کلامِ واثق ہے۔

اور حضرت نبلی اللہ علیہ السلام نے جو طریق استخارہ سکھایا اس پر عمل کرنے سے یہ بھی جواب مل جاتا ہے۔ اور بسا اوقات جن لوگوں نے یہ فیضانِ بندہ ہوا ان پر بھی الہام شرف یا روایا سے سادہ کافضات دعائے استخارہ کی برکت سے مکمل جاتا ہے۔

### فیضانِ خداوندی

میں اس بارہ میں خود صاحبِ تجرِبہ ہوں۔ یہ ناکہ میں وہ ہوں کہ باوجود صد ہا کمزوریوں، کوتاہیوں، رنجشوں کے حضرت مسیح موعود، علیہ السلام کے فیض سے مجھے یہ برکت بھی عین ہوئی ہے کہ میں سے بارہا اللہ تعالیٰ کی قدرت کو دیکھا اور اس کے دیدار کے علاوہ اس کے کلام کو بھی سنتا۔ اور بارہا اس شیریں اور رمد کی بخشش کلام کو سنا اور پھر اس کے ملائکہ کو دیکھا اور ان کے کلام کو بھی سنتا۔

و بعد اتقانی کے بی اہلواہزم نہیں کو دیکھا۔ اور ان کے کلام کو سنا۔ اور ان سے ملاقات کی۔ بلکہ حضرت سرور کائنات خرمو جو اسات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی بار بار زیارت نصیب ہوئی۔ و حضور کا مقدس کلام سنا۔

میں نے عالم ملکوت کی یہ بھی کی۔ اور مجھے فرش سے عرش تک جانے کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔ بلکہ و مرد خلق سے اوپر اور وراء الوراہ سے لامکان کہتے ہیں و وہی میری سیرگاہ میں شامل کیا گیا۔ یمن باوجود اس بلند پرہیزی کے عالم لاہوت کے بحر محیط اور عمیق سے جو کچھ مجھے ملا وہ ایک قطرہ سے بھی زبردیں و درجہ کم محسوس ہوا۔

میں و عبادوں کا سلسلہ اس حد تک جاری رکھنا ضروری سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے و عباد جو سب مل جائے۔ اور میرے و ایک عباد کے لئے یہی حد ہے کہ سب تک جو ب نہ ملے و عباد کا سلسلہ جاری رکھا جائے۔

مسلمانوں میں حقیقی اسلام کے ماتے والوں پر یہ حد اتقانی کا عظیم اثاثہ فضل ہے۔ میں نے سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسباب و اسباب و اسباب حضرت احمد علیہ السلام کے فاضلات و برکات سے ان کو تالیف و عباد کی حمت عظمیٰ جہان مانی۔ جو لوگ اس نعمت کو نہیں سمجھتے۔ و اس کی قدر نہیں کرتے یا وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ امت محمدیہ کے ائمہ و سر اعلیٰ مرادوں و عورتوں سے بھی گئے گزرے ہیں کہ اسریلوں کو تو اللہ تعالیٰ کا مکالمہ مخاطبہ ہوا۔ لیکن امت محمدیہ جیسی حیرت انگیز امت اس سے محروم ہے۔

ہاں یہ نہایت ہی ضروری ہے کہ و عبادوں کی عبادت و اہل جائے۔ و اس سلسلہ کو بھی منقطع نہ کیا جائے۔ و عبادوں کے و میرے سے ہی اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی طرف خاص رحمت و رزق سے متوجہ ہوتا ہے۔ اس تعلق میں مجھے اللہ تعالیٰ کی صفت رحمانیت کے وسیع ترین بلا مبادلہ اور بلا معاوضہ فیوض کی بارشوں پر غور کرنے سے بہت ہی فائدہ ہوا۔ جو محسن اور فیاض ہستی از خود ہمارے وجود کے و رد و رد کو و اس کے و حصہ و رزق و اس کو پیدا کر کے اس کے قیام و بقا کے انتظام کے سے تمام عا مین کو ہمارے تعاون میں لکھا ہے جو ہے۔ و اس لئے و ہر آن اپنی رحمتوں کی بارشیں ہمارے و پر ہمارے ہیں۔ اس کے تعلق یہ سو فیض کہ اس کو ہماری پیانہ واد ہے۔ و ہر دو ہماری لقا میں یونکر

نے کی، ایک شیطان ہوسہ ہے۔ بے شک خدا تعالیٰ نئی ہے اور اس کوئی کی پرہ او نہیں۔ بین و دنی ص  
فی صندہ او محسنانہ شان رختا ہے۔ اور اس میں نکل کا کوئی شا پہ نہیں ہوستا۔ یونکہ سنا، می تعلیم کی رو  
سے جسکی البحیل عدو اللہ کے ارشاد کے ماتحت نکل محسن خدا کی شاں نہیں۔ بلکہ اس کے دشمنوں کا  
طریق ہے۔

### ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب کے بچہ کو معجزانہ شفا

میں سٹو ریلا میں ڈاکٹر سید محمد حسین شاد صاحب کے تعلق و سرور تھا کہ اس کو مجھ پر ہند و میں  
حسن ظن تھا۔ بلکہ قابلیت و عا کے متعدد، انتہات، کیونکہ ان کی اہلیہ صلا بھی جو شیعہ مذہب رکھتی تھیں  
مجھ پر حسن ظن کرتی تھیں۔ اور اسی عا کے لئے کہتی تھیں۔ ایک وفد اس کا چھوٹا لڑکا شیر حسین مرچہ  
سات سال سخت بیمار ہو گیا۔ ڈاکٹر صاحب خود بھی خاص توجہ سے اس کا علاج کرتے۔ اور اور  
بہم ڈاکٹر وہ اور طبیعوں سے بھی اس کے علاج کے لئے مشورہ کرتے تھے۔ بین بچہ کی بیماری اس  
بہم برہمتی چلی گئی۔ یہاں تک کہ ایک دن اس کی حالت اس قدر مازک ہوئی کہ ڈاکٹر صاحب اس کی  
صحت سے بالکل مایوس ہو گئے۔ اور یہ کہتے ہوئے کہ اس کا وقت مران پہنچا ہے۔ کورنٹس کو قبر  
نحوہ کے لئے کہنے کے واسطے اور مرے انتظامات کے لئے باہر چلے گئے۔

اس مازک حالت میں ڈاکٹر صاحب کی اہلیہ نے نہ۔ مجھ کو انکسار اور چشم انگہار سے مجھے بچہ  
کے لئے دعا کے واسطے کہا۔ میں ان کے الفاظ اور عاتری اور بچہ کی مازک حالت سے بہت متاثر ہو  
اور میں نے پوچھا کہ یہ دعا کی آہا کہاں سے آ رہی ہے۔ اسوں نے بتایا کہ بعض رشتہ اور عورتیں  
میرا "شیر" کی مایوس کن حالت کے ڈش نظر اظہار غم، ام کر رہی ہیں۔

میں نے کہا کہ میں عا کرتا ہوں۔ بین اس شرط پر کہ آپ سب شیعہ کی چار پانی کے پاس سے  
اور سے کمرے میں چلی جائیں۔ اور بجاے روے کے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا میں لگ جائیں۔ اور  
شیر حسین کی چار پانی کے پاس جائے نماز بچھا دیا جائے۔ تا میں نماز اور دعا میں مشغول  
ہو جاؤں۔ والدہ صاحبہ شیر حسین نے اس کی تعمیل کی۔ مجھے اس وقت سیدنا حضرت علیہ السلام مسیح  
اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان فرمودہ قابلیت دعا کا یاد آیا۔ اور میں کمرہ سے باہر نکل کر پہلی نالی  
مڑک کے کنارے جا کھڑا ہوا۔ اور ایک صغیف اور بوجہ عورت کو جو ماں سے گدہ کر رہی تھی آواز

دے کر بلایا۔ اور اس کی جھولی میں ایک روپیہ ڈالتے ہوئے اسے صدقہ کو قبول کرنے اور مریش کے لئے جن کے لئے صدقہ دیا تھا، عا کر نے کے لئے درخواست کی۔

اس کے بعد میں خود مریش کے مرد میں وہیں آکر نماز، عا میں مشغول ہو گیا۔ اور سورہ فاتحہ کے لفظ لفظ کو حد تعالیٰ کی خاص توفیق سے حصول شفا کے لئے رقت اور رقت سے پڑھا۔ اس وقت میری آنکھیں، ہنکرا، اور دل رقت اور خوش سے بھر ا ہوا تھا۔ اور ساتھ ہی مجھے محسوس ہوا تھا کہ اللہ تعالیٰ اپنی شان ربیہ کا فضل و جلوہ دکھائے گا۔ پہلی رعت میں میں نے سورہ میں پڑھی۔ اور رکوع و سجود میں بھی دعا کرتا رہا۔ سب میں ابھی بعد میں ہی شفا کے شیر حسین چار پانی پر اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اور سینے لگا کر میرے شہوتی کس میں میری ماں کہاں ہے۔ میں نے اس کی آواز سے کچھ یا کہ عا کا تیر تانہ پر لگ چکا ہے۔ اور بقیہ نماز اختصار سے پڑھ کر مام پیچا۔

میں نے شیر حسین سے پوچھا کہ یا مائے ہے۔ اس نے کہا کہ میں نے پانی پیا ہے۔ مائے میں شیر کی والدہ آئیں۔ اور کمرے سے باہر سے ہی آئیں کہ مولوی صاحب آپ اس سے باتیں کر رہے ہیں۔ میں نے کہا کہ آ کر دیکھو۔ جب وہ دوا کے مرد میں آئیں تو یا، کھینچتی ہیں کہ مزید شیر چار پانی پر بیٹھا ہے۔ اور پانی مانگ رہا ہے۔ جب انہوں نے اللہ تعالیٰ کا بہت بہت شکر یہ کیا اور بچے کو پانی پلایا۔

ابھی چند من ہی گزرے تھے کہ ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب بھی آگئے اور یہ نظارہ دیکھ کر حیران رہ گئے۔ جب گھر والوں نے پوچھا کہ کہاں گئے تھے۔ تو قہر کا انتظام کار و تول میں رکھا۔ اور خدا تعالیٰ کا شکر یہ ادا کیا۔

والدہ صاحبہ شیر حسین لے ڈاکٹر صاحب کو کہا کہ آپ کی ڈاکٹری کا امتحان کر لیا ہے جو کچھ اہل اللہ کی عا میں کر سکتی ہیں۔ دوا، فین، ڈاکٹر میں اور طبیوں سے نہیں ہوتا۔

افسوس ہے کہ حالات ثانیہ کے بعد معافات میں ڈاکٹر صاحب اور ان کے دھرمے ساتھی عدوت سیدنا حضرت محمود علیہ اللہ کے باعث خلافت کے ساتھ وابستگی سے محروم ہو گئے۔ ان، تعاف کا تفسیلی، سر میں دھرمے مقام پر چرچا ہوں۔ خلافت جماعت کے لئے ایک عمت عظمیٰ ہے۔ اور اس کے ساتھ حد تعالیٰ کی خاص برکتیں اور انعامات وابستہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کا مورد بنائے۔

در شمع حدیقت حقہ احمدیہ کے ارشاد پر وہ انوں کی طرح قربانی دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

## کامیابی کے گر

سیدنا حضرت حلیمۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دفعہ بعد نماز عصر قرآن کریم کا درس فرما رہے تھے۔ آپ نے سورہ بقرہ کے پہلے رکوع کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ قرآن کریم سب کا سب ہی اپنے اندر فیوض و انوار رکھتا ہے۔ انے رختا ہے۔ اور اس کے گمانات کی کوئی حد نہیں لیکن انہوں نے کہ مسلمان اپنی ماہاری اور بے نی کا ازاد اور اس سے تپاش کرتے پھرتے ہیں۔ اور قرآن کریم کے بیان فرمودہ اصولوں کی طرف توجہ نہیں کرتے۔

سورہ بقرہ کے پہلے رکوع میں کامیابی کا مفہوم درخشاں حاصل کرنے کے لئے تین امور پیش کئے گئے ہیں۔ اس میں متقیوں کے لئے مفلحون یعنی ”کامیابی حاصل کرنے والے لوگ“ کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ اور متقیوں کی تین صفات بیان کی گئی ہیں۔ اول یؤمسون بالغیب یعنی جب وہ کسی کام کو شروع کرتے ہیں تو اس کے انجام کے متعلق متدب اور شک میں نہیں ہوتے۔ بلکہ یہ یقین رکھتے ہیں اور اس پر بیست سے قائم ہوتے ہیں۔ کہ انجام کار وہ کامیاب و باہر ہو جائیگا۔

دوسری صفت یقینمون الصلوٰۃ ہے۔ یعنی وہ کامیابی حاصل کرنے کے لئے صرف اپنی کوشش و جدوجہد پر انحصار نہیں کرتے۔ بلکہ قادر مطلق اور مسبب الاسباب خدا کے آستانہ الوہیت پر جھکتے ہیں۔ اور مقصد بہ جہری کے لئے اس کی تائید و نصرت کے خاکار ہوتے ہیں۔ اور وہ رحیم و کریم خدا جس نے اپنی شان اقدس یحییٰ المصطرٰدا دعا و یكشف السوء 16 کے الفاظ میں بیان فرمائی ہے۔ یعنی خدا تعالیٰ ہی وہ قدوس و رحیم ہستی ہے کہ جب کوئی مسیبت روا ہو۔ مصلحت انسان اپنی تکلیف کا ظہار اس کے سامنے کرتا ہے تو وہ اس کی التجا کو مستجاب و جواب دیتا ہے۔ اور اس کی تکلیف کو مشکل کو دور کر کے اس کو کامیابی کے دروازے کی طرف لے آتا ہے۔ ایسے متقیوں کو خدا و کامیابی عطا فرماتا ہے۔

تیسری صفت کامیاب ہونے والے متقیوں کی و مسدد فہمہ بمعنوں بیان فرمائی گئی ہے۔ یعنی جو کچھ مال و دولت وغیرہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو دی ہے اس میں سے خدا تعالیٰ کے لئے شرف کرے۔ مخصوص غریب و محتاجوں کو صدقات اور فیہ امت کے طور پر حسب توفیق کچھ سے ارمیظات انسان کے بعض سنا ہوں





یعنی اے اللہ ان بیعت کرنے والوں کو بخش دے اور ان پر رحم فرما۔ اور ان کو دنیا میں ثابت قدمی عطا فرما۔ آمین

بیعت کے بعد سیدنا حضرت قدس علیہ السلام کی توجہات گریبانہ، دعوت خاصہ اور ان کی قدسیہ کی برکت سے میری تجویزاً حالت اصلاح پذیر ہوئی تھی۔ اور میری حالت جو مرد زمین کی طرح تھی۔ مٹی بارش سے اس میں قوت مایہ پیدا ہوئی۔ اور اللہ تعالیٰ نے مجھ پر اپنے فضل و کرم اور نور و برکت کی بے شمار بارشیں نازل کیں۔ واللہ الحمد للہ علی مولیہ

### بلدہ سہرام میں توحید الہی پر تقریر

ایک عمر کی بات ہے کہ ایک تبلیغی وفد جو حضرت علامہ مولوی محمد مراد صاحب و حضرت علامہ صاحب روٹش علی صاحب اور خاکسار پر مشتمل تھا۔ مختلف مقامات سے گزرتے ہوئے سہرام شہر میں پہنچے۔ اس شہر میں شیر شاہ سوری کا عظیم الشان مقبرہ ہے۔ شاہی مسجد میں ہماری تقریر کا انتظام کیا گیا۔ مجھے توحید باری تعالیٰ کے موضوع پر تقریر کرنے کے لئے ارشاد فرمایا گیا۔

میں نے "یت فاذکروا اللہ کد شکرکمہ اباءکمہ او اللہ کد شکرکمہ" یعنی "اللہ تعالیٰ کو اس طرح یاد کرو جس طرح تم اپنے باپوں کو یاد کرتے ہو بلکہ اس سے بھی بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے لئے غیرت کا جذبہ رکھتے ہو" اس کا ذکر یا کرنا اسے استدلال کرتے ہوئے تفصیل سے بیان کیا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی توحید کا مسئلہ سمجھانے کے لئے باپ اور بیٹے کے رشتہ کی مثال بیان کی ہے۔ بیٹا ہمیشہ مومنہ ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ اپنے لئے ایک ہی باپ میں اپنی اور اپنی ماں کی عزت سمجھتا ہے۔ اور اپنے باپ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانے کو اپنے لئے اور اپنی والدہ کے لئے باعث توہین اور شک سمجھتا ہے۔ اسی طرح عورت کے لئے شوہر بھی ایک ہی ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فاذکروا اللہ کد شکرکمہ اباءکمہ کے ارشاد میں اسی طرح کی غیرت چنے متحقق پیش کی ہے۔ کہ انسان جس طرح اپنے باپ کو اللہ قرار دیتے ہیں اپنی عزت سمجھتا ہے۔ اسی طرح وہ اپنے اللہ کو بھی ایک ہی قرار دے۔ اور اس کی توحید میں ہی اپنی سب عزت سمجھتے۔ بلکہ باپ سے بھی بڑھ کر اپنے خدا کی توحید کے لئے غیرت اٹھانے والا ہو۔ کیونکہ باپ مخلوق ہے۔ اور

اللہ تعالیٰ خالق ہے اور باپ کے تعلق شرک کو جس طرح گندی گالی اور قائل نفرت اور کراہت سمجھتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کو بھی قائل نفرت اور کراہت یقیناً کرے۔

اور جس طرح شوہر والی عورت کے لئے کسی غیر آدمی سے تعلق قائم کرنا یا زنا کرنا شوہر کے نزدیک قائل بدداشت اور قائل خروجِ م نہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی شرک کو قائل بدداشت و ترویتا ہے۔ یہاں جس طرح عورت کے لئے شوہر ایک ہی ہوتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ (الہ) معبودِ واحد ایک ہی ہے۔

اس مسئلہ کو میں نے قرآنی آیات و احادیث سے تشبیح کے ساتھ بیان کیا۔ جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے حاضرینِ مجلس کے لئے مسرت کا باعث ہوا۔

### شہر اٹاوہ میں

اسی طرح سیدنا حضرت علیہ السلام مسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد سعادت میں علماء کی طرف سے اٹاوہ شہر میں کانفرنس کا انعقاد کیا گیا۔ حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بھی منتظمین نے احمدیہ جماعت کا وفد بھیجے کی درخواست کی۔ حضور نے اس تقابلیہ میں شمولیت کے لئے خواہہ تمنا لے کر دین صاحب مرحوم، ڈاکٹر صاحب مرحوم، شیخ محمد تیمور صاحب، ورنہ کراہ کو رٹ دے فرمایا۔ اس موقع پر بہارستان کے شامل عرض سے علماء کا عظیم الشان اجتماع ہوا۔ اعلیٰ سے جناب مولوی عبد حق صاحب مولف تفسیر حقائق تبارس سے جناب مولوی ابو القاسم صاحب، مولف تفسیر سے جناب سید جلال حسین صاحب مجتہد اعظم مشہور علماء میں سے شامل جلسہ ہوئے۔

پھر انہی جناب صاحب تفسیر حقائق کی زیر صدارت ہوا۔ اس میں مطبوعہ پر وگرام کے ماتحت میری تقریر ”توحید الہی“ کے موضوع پر رکھی گئی۔ میں نے اس وقت جو تقریر کی اس کا کچھ خلاصہ دیں میں درج کیا جاتا ہے۔

”ایسا میں جب سے انسان پیدا ہوا ہے۔ اور تعلیم و تعلم کے درمیان سے اور جیاء کرم کی وحی کے درمیان سے اس کی رہنمائی کی گئی ہے۔ ہاں جو صدائیں کے اختلاعات کے حد اتنا ہی ہستی اور توحید کے عقیدہ کے متعلق اصولی طور پر اتفاق پایا جاتا ہے۔ اور تاریخی طور پر یہ مقدم ہوتا ہے کہ نبی اور رسول اللہ تعالیٰ کی ہستی اور اس کی توحید ہی تعلیم کو مقدم اختیار کیا ہے۔ اور جب بھی اس عقیدہ میں

نفس و فساد پیدا ہوا خدا تعالیٰ کے انبیاء بطور مصلح کے مبعوث ہو رہے۔ وہ بیت اور شرک کا قلع قمع کرتے رہے۔ اور لوگوں کو سراط مستقیم کی طرف رہنمائی کرتے رہے۔

۲۔ وہ بیت کا عقیدہ تکبر، غرور، خودی اور خود پسندی سے پیدا ہوتا ہے۔ اور شرک کا عقیدہ مخلوق کی بے جا محبت، عدم معرفت اور جہالت کی تاریکی سے پیدا ہوتا ہے۔

قرآن کریم میں وہ بیت کا نمونہ وہ اور فرعون مصر کے دُتر سے پیش کیا گیا ہے۔ اور شرک کا نمونہ قوم نوح، قوم عاد اور مشرکین مکہ و عرب کے دُتر سے پیش کیا گیا ہے۔

۳۔ توحید کی تعلیم کو خدا تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور عقلی استدلال کے بشیر اور نذیر کی حیثیت میں پیش کی اور انہی علامات کے درمیان بھی لوگوں کو سچے اور مومنوں کے ایمانوں کو زندہ رکھنے کی ہستی کے متعلق مضبوط کرتے۔ اور منکرین اور کافروں پر انہی علامات سے اتمامِ حجت کرتے ہیں۔ اس طرح مومن اور کافر میں فرق قائم ہو جاتا ہے۔ اور مومن کامل توحید پر قائم ہو جاتے ہیں۔ اور اس طرح توحید الہی، یا میں پھیلتی ہے۔

قوم نوح، قوم ہود، قوم صالح، قوم لوط اور فرعونوں کو اتمامِ حجت کے بعد ہی مائیک یا گیا۔ وہ فرعون جو اس وقت تکملاً اٹھلی [18] اور لیس اٹھلیت الہا عبیری لا حعدک من الممشجوش [19] کے بلند بانگ، عاصی رہا تھا۔ اور نگہ اور غرور سے سرشار تھا۔ اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عجائبات و آیاتِ نبیات کے درمیان سے اتمامِ حجت کی۔ اور جب اس نے پھر بھی سرکش و کفاری نہ ہو تو نوحانؑ جب اس پر مسلماً یا گیا۔ جس کی شدت اور تہائی کو سامنے دیکھتے ہوئے جب وہ غرق ہوئے گا۔ تو اس وقت خدا تعالیٰ کی توحید ہو اس سے پہلے اس کو سمجھ نہ آتی تھی۔ سمجھ نہ آتی تھی۔ اور اس کی ہر بات کی گہرائی سے یہ آہنگی کہ اے لا الہ الا اللہ امست بہ ہو اسرائیل [20] یعنی میں ایمان لاتا ہوں کہ اس خدا کے سوا جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں۔ اور کوئی معبود نہیں۔ گویا اس وقت جب موت اس کو چاروں طرف سے گھیرے ہوئے تھی اس نے اقرار کیا کہ نہ میں خدا ہوں۔ نہ میرے سوا مخلوق سے کوئی اور خدا ہے۔ ہاں سچا خدا وہ قدوس ہستی ہے جس پر بنی اسرائیل حضرت موسیٰ علیہ السلام کے درمیان ایمان لائے ہیں اور میں اس پر ایمان لاتا ہوں۔ تا کہ اس موت اور عذاب سے نجات پاسکوں۔

وہ اگر چہ غرق ہونے سے بچ نہ سکا۔ اور مع اپنے لشکر کے غرق ہو گیا۔ لیکن اس کے جسم کو کتابِ حیات کے طور پر اب تک محفوظ رکھا گیا۔ تاکہ یہ خاتم ہو کہ جس حد کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پیش کیا تھا۔ وہی سچا اور کیا جدا ہے۔ اور اس کے ساتھ کوئی اور اس کی حدائی میں شریک نہیں۔ اسی طرح حضرت سرور کائنات، خرمو جوات محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مشرق میں مکہ اور عرب کے لئے توحید کا پیغام لائے۔ اور عجائبات اور آسمانی نشانوں سے آخر عرب کی اسنام پر قیتم ہوئی۔ اور بہت پرست تائب ہو کر حد اپست بن گئے۔ اور مثیل موئی کے درمید سے توحید کا صحیح عقیدہ پائے عرب میں اور پھر وہاں سے اکنافِ عالم میں قائم اور شائع ہوا۔

۴۔ اس امر پر پیش کردہ کے علاوہ خاکسار نے آیتِ فاد کروا اللہ کد کمر کما اباء کما او اسد کمر سے توحید کا وہ استدلال پیش کیا جس کا بیان لمبہ و بہرام کے واقعہ کے ضمن میں گذر چکا ہے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کی توفیق سے سامعین پر اس قدر اثر ہوا کہ جب صاحبِ صدر نے میرے وقت کے ختم کا اعلان کیا۔ تو ہی علماء حاضرین میں سے کفر سے ہونہر عرض کرنے لگے۔ کبھی اس تقیر کو بند نہ کیا جائے۔ جب صدر صاحب نے طے شدہ پر بہرام کے مطابق مرید وقت ایسے سے معدوری خاتم کی تو علامہ سچا نہیں صاحب مجتہد لکھنؤ نے کفر سے ہونہر کہا کہ اگر ان کا وقت ختم ہو چکا ہے تو میں ان کو اپنا وقت دیتا ہوں۔ اس تقیر کو بند نہ کرنا یہ گائین صدر صاحب نے کہا کہ اس وقت شائع شدہ پر و گرام پر عمل کرنا ہے۔ اگر ممکن ہو گا تو یہ تقیر برسی و سرے وقت میں بھی کی جاسکتی ہے۔ اس پر لوگ خاموش ہو گئے۔

جناب مولوی عبدالحق صاحب مفسر تفسیر حقانی نے کہا کہ جو تفسیر آیت فاد کروا اللہ کد کمر کما الخ احمدی مولوی صاحب نے کی ہے وہ اس سے پہلے میں نے پڑھی یا سنی نہیں۔ کئی علماء نے میرا ایڈریس نوٹ کیا۔ اور خوش حال خاتم کی کہ اگر ہم آپ کو اپنے ماں جلسوں پر بلائیں تو آپ ضرور آئیں۔

حضرت سید سابق حسین صاحب جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ میں سے تھے۔ دربارِ اہل حق کے مشہور خاندان کے علاوہ اہل علم اور اطباء کی اہلاد میں سے ایک معزز بزرگ تھے۔ اور سلسلہ کے ساتھ نہایت اخلاص رکھتے تھے۔ اور انہی کے گھر ہمارا وفد بھر رہا ہوا تھا۔ بہت ہی مملو ہوئے۔ اور بار بار مسرت کا اظہار فرماتے اور احمدیت کی روشنی میں بیان کردہ مسائل کی فوقیت پر

شادان و فرحان ہوتے۔ **فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ**

## میں شیطان سے حفاظت

ایک واقعہ یہ ہے کہ خاتم بارگاہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں حاضر تھے، حضور کے اصحاب بارگاہ حضرت مولانا نور الدین صاحب حضرت مولوی عبدالکریم صاحب، جناب مولوی محمد حسن صاحب وغیرہم بھی موجود تھے۔ اور احادیث نبوی کے متعلق گفتگو ہو رہی تھی۔ اس دور میں بخاری کی کتاب التفسیر کی اس حدیث کا ذکر آیا کہ **یُوْصٰی اَبُوْہَا مَرْثَدَہُ الْاَوَّلٰی وَالشَّیْطٰنُ بِمُسْتَحْسِنِ یُوْلَدِہٖ** **21** صحیح کے الفاظ میں مذکور ہے۔ یعنی جو کوئی نومولود پیدا ہوتا ہے اس کو بوقت پیدائش شیطان ملتا ہے۔ جس سے وہ بچتا رہتا ہے۔ اسے مریم اور اس کے بیٹے کے۔

حضرت اقدس علیہ السلام نے اس کے متعلق فرمایا کہ اس حدیث کے الفاظ کو حقیقت پر محسوس کیا جائے۔ ”صرف حضرت مریم اور ابن مریم علیہما السلام کو شیطان سے پاک سمجھا جائے تو اس سے بہت بڑی قباحت لازم آتی ہے۔ اور تمام امیاء، معصومین، نصوص، سید المعصومین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی جنگ لازم آتی ہے۔ اور ان کی مقدس مملکت پر سخت حملہ ہوتا ہے۔ پس ہم اس حدیث کو ظاہری معنوں میں ہرگز قبول نہیں کرتے۔“

حضور قدس۔ اس حدیث کی صحیح تاویل اور تفسیر اس طرح فرمائی کہ اس حدیث میں مریم اور ابن مریم علیہما السلام کے الفاظ استعارۃً بلفظی معنوں میں استعمال ہوئے ہیں۔ ”وہ دو مقدس ہستی جو مریم اور ابن مریم کی صفات رکھتی ہے اور ان وجودوں کی دلیل ہوتی ہے۔“ دو مسل شیطان سے پاک اور محفوظ ہے۔ اور قرآن کریم کی نصوص صریحہ سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ ”پہلے سورہ بی سرائیل کی آیت **اِنَّ عِبَادَیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْہِمْ سُلْطٰنٌ** **22** میں اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص بندوں نبیاء و رسل اور صدیقین، شہداء اور صالحین کو شیطان کے تسلط سے محفوظ فرمایا ہے۔“ ”دوسری جگہ جہاں شیطان کے قول کا ذکر فرمایا گیا ہے۔ ”ماں بھی الا عبادک مہم المخلصین“ **23** کا استثناء ہے۔ یعنی مخلص بندے شیطان کے تصرف و تسلط سے محفوظ رہیں گے۔“

اس تعلق میں حضرت اقدس علیہ السلام نے بعض مسرے کے قول کو بھی بطور استشہاد کے فرمایا۔

چنانچہ علامہ رشتہ کی تقریر کا حوالہ دیا۔ اور ان کی بیان کردہ تاویل کا، نہ فرمایا۔ حضور علیہ السلام نے مولوی محمد حسن صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اس کے تعلق ایک رسالہ بھی لکھنا چاہیے۔ چنانچہ جناب مولوی صاحب نے حضور اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد کی تعمیل میں اس موضوع پر ایک رسالہ تصنیف کر کے شائع کیا۔ حضرت اقدس علیہ السلام کی اس مجلس میں خاں سار کو بھی حاضری کی توفیق ملی۔ اس لئے اس واقعہ کا ذکر کر دیا ہے۔ **فَاللّٰهُ حَمْدٌ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ**

### فیروز پور میں عیسائیوں سے بحث

ایک دفعہ خاں سار تبلیغی سلسلہ میں فیروز پور شہر میں مقیم تھا کہ وہاں عیسائیوں نے ایک جلسہ منعقد کیا۔ اس جلسہ میں ملک کے مشہور پادریوں کا اجتماع ہوا۔ پادری عبدالحق صاحب جو دراصل موضع چرتیاں (متصل مدرسہ چٹھہ) ضلع کوٹہ انوالہ کی مسجد کے ملاں محمد حیات صاحب کے لڑکے ہیں۔ اور ایک ماہند یہ دھنل کے قصبہ میں ملے چھوڑ کر چلے گئے۔ اور عیسائی ہو کر اس کے مشہور رہتا ہے۔ انہوں نے اس موقع پر میر احمدی ملائے اسلام کو پیش کیا کہ وہ ان سے قرآن کریم اور بائبل کی بہامی تعلیم کے تعلق بحث کریں۔ باوجود بار بار کے پیش کش کے میر احمدی ملاؤں کے مقابلہ کی تہمت نہ ہوئی اور انہوں نے بحث سے اعراض کیا۔ آخر مجمع کے سب مسلمانوں نے اسلام کی طرف سے مقابہ کرنے کے لئے مجھ سے حواشی کی اور مجھے بحث کے لئے اپنا مائدہ مقرر کیا۔ مین پادری صاحب نے مجھ سے تبادلہ خیالات کرنے سے انکار کر دیا۔ آخر بہت دیر میں ان کے بعد اور لوگوں کے مجھ سے کرنے پر پادری صاحب بحث کے لئے تیار ہو گئے۔ میں نے ان کی تقریر پر جو قرآن کریم کے باقاعدہ دلیل کی البہامی کتاب اور البہامی تعلیم کے تعلق تھی۔ علاوہ اور باتوں کے یہ اصرار کیا کہ اگر بائبل کی تعلیم البہامی ہے تو یہ البہامی تعلیم کس کی طرف سے مارل ہوئی ہے یا تثلیث کے مجموعہ کی طرف سے یا قیوم ثلاثہ میں سے کسی ایک فرد کی طرف سے۔ اور یہ امتیاز کس طرح کیا جائے کہ یہ بہامی تعلیم باپ سے ماری ہے یا بیٹے یا روح القدس نے یا تینوں نے یا ایک نے۔ پھر یہ عرض کیا کہ کس طرح تثلیث کیا جائے کہ یہ تعلیم ثلاثوں کی طرف سے مارل ہوئی تھی اور ثلاثوں کی طرف سے مارل نہ ہوئی تھی۔

۱۔ سوالات کو سن کر پادری عبدالحق صاحب سخت گھبرائے۔ اور بجائے جواب دینے کے غیر احمدی علماء کو کہنے لگے کہ میں نے اشتہار اور مناوی میں کتابائی علماء کو مخاطب نہیں کیا۔ بلکہ مسلمان علماء کو مخاطب کیا ہے۔ اور چونکہ مسلمان علماء میرے مقابل پر نہیں آئے۔ اس لیے ہوشیاری سے خود ہتھیار لگائے ہیں۔ اور فتح اور غلبہ مجھے نصیب ہوا ہے۔ لہذا اب بحث کی ضرورت نہیں۔ جس پر خوش ہو گیا ہے۔

ہم نے بار بار یہ نتیجہ دیا ہے کہ عیسائی احمدیوں کے مقابل پر آنے سے گھبراتے ہیں۔ بالکل ہی طرح جیسے غیر احمدی علماء اپنے ضد اور زنجب آلود لالچ کے ساتھ پادریوں کے مقابل پر آنے سے ریزہ ریزہ ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے احمدی جماعت کے پاس سیدنا حضرت مسیح مہدی کے سیدنا نہ کے تیز و تند تمبیاریں۔ اور یہی برے سے بڑے عیسائی پادری کو یہ تہمت نہیں۔ کہ وہ مسیح مہدی کے پیروں کے تمبیاریں کا مقابلہ کرتے۔ اس زمانہ میں یہ مظلوم لالچ صرف اور صرف سیدنا حضرت مسیح مہدی علیہ السلام کے خدام کو محاسنہ کئے ہیں۔ اور عیسائی اور اہل بدعت و بدعتین اسلام پر روز مقابلہ کے میدان میں پیچھے ہٹ رہے ہیں۔ اور وہ انہیں نہیں جب اسلام کا سرچشمہ ایک اللہ چہرہ پر درخشاں رہتی ہے اتنا فہم عام کو مہر کرے گا۔

ان الضلّٰب سیکسرن و بدلفقن

حاء الحیاء و دھو و قلب انابہم

### سری کرشن جی کے سوانح پر تقریر

۱۹۴۱ء میں خاکسار مع عزیز محرم مولوی محمد الدین صاحب مبلغ البانیہ سرینگر گیا۔ ان دنوں کشمیری پندتوں نے سری نگر میں سری کرشن جی کے متعلق ایک جلسہ کا انعقاد کیا۔ جس میں علاوہ ہندوؤں کے دوسرے مذاہب کے علماء کو بھی قنیرہ کرنے کی دعوت دی۔ احمدیہ جماعت کی طرف سے خاکسار نے قنیرہ کے لیے متر رہوا۔ عین غیر احمدی علماء کی طرف سے کوئی قنیرہ نہ ہوئی۔

جلسہ کے مہتممین نے پرہرام اس طرح وضع کیا کہ غیر مذاہب کے متر رین کی تقاریر پہلے رکھی گئیں۔ تاکہ اس تقاریر میں اگر کوئی حصہ قابل اعتراض ہو یا لائق جواب ہو تو بعد میں متناقی ہندوؤں کی طرف سے اس کا جواب دیا جائے۔

میری تہ پر سب سے پہلے رکھی گئی۔ جب میں اپنی نشست گاہ سے اٹھ کر سٹیج کی طرف آیا تو میری  
سہوگی بائیں کوہ کی تہ پر متعین جلسہ نے بہت فکر محسوس کیا۔ کیونکہ مسلمانوں میں سے صرف میری ہی  
تہ پر تھی، میری وضع قطع سے بظاہر جلسہ کی کامیابی نظر نہ آتی تھی۔

میں نے سٹیج پر پہنچ کر اونچی آواز سے کلمہ شہادت اور سورہ فاتحہ پڑھا، اپنی تہ پر شروع کی۔  
شروع میں بعض تمہیدی باتیں بیان کیں اور پھر کرشن جی مبارک کے روحانیات کے خواہی و تمناات  
کے متعلق جو اعتراض کی صورت پیدا ہوتی ہے اس کے جواب دیے۔

مثلاً یہ بتایا کہ کرشن جی امشور کے مقدس اوتار اور مقدس ہستی تھے۔ ان کی طرف بعض باتیں  
منسوب کر کے جو اعتراض ان کی ذات اور اخلاق پر لگے جاتے ہیں۔ وہ حقیقتاً قابل اعتراض نہیں۔  
محبوب نگاہ میں ان کو قابل اعتراض سمجھتی ہیں۔ راسل ایس۔ اتھامات اپنے اندر معرفت اور حکمت رکھتے  
ہیں۔ کرشن جی مبارک کا گائیوں کو چہانا اور ہنسی بھانے کا یہ مطلب ہے کہ گائیوں سے مراد مفید،  
دارآمد، مرغیب طبع لوگ ہیں۔ اور کرشن جی ایس لوگوں کی رکھشایا کرتے تھے۔ اور ان کی  
پرورش کی وجہ سے وہ پال کھاتے ہیں۔

کرشن جی کی ہنسی سے مراد ان کی الہامی کتاب گیتا ہے۔ اور ہنسی بھانے سے مراد اللہ تعالیٰ  
کا کلام معرفت لوگوں کو سماتا ہے۔ گیتا کا انوکھیت سے ہی ہے۔ یعنی ایسا کلام جو سریلی آواز سے گایا  
جاتا ہے۔ جیسے حضرت مولانا علیہ السلام کی الہامی کتاب مام رہا رکھا گیا ہے اور رہا رہا گیتا کا ایک  
یہ مفہوم ہے۔ ”قرآن کریم میں آیت ماسطو علی الہوی ان ہوا لا وخی یوحی“ [24] میں ہی  
طرح شدہ پایا جاتا ہے۔ کہ جس طرح ہنسی میں سے ہی سر نکلتی ہے جو ہنسی بھانے والا نکالتا  
ہے۔ یہی طرح خدا کے نبی بھی کلام کرتے ہیں جو خدا تعالیٰ ان کی زبان پر جاری کرتا ہے اور اپنی وحی  
سے ان کو تعلیم کرتا ہے۔

اسی مضمون کو حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مثنوی میں اس طرح ادا کیا ہے کہ۔

شوار لے چوں حکایت مے کند

واژ جدائی با شکایت مے کند

یعنی خدا کے اوتار اس کی ہنسی بھاتے ہیں۔ جن میں خدا تعالیٰ اپنی آواز پھونکتا ہے تا جو لوگ خدا کے



وصال کے صاحب ہیں اس کی آواز کو سن کر اس کی طرف چلے آئیں۔ اور بھر اور جدائی کی تکلیف سے بچ جائیں۔

کرشن جی مہاراج کی کوپیوں کے متعلق میں نے یہ بیان کیا کہ یہ اعتدالیں بھی ٹھیک خیوں کے لوگ کرتے ہیں کہ کرشن جی مہاراج نے بری قعدہ میں کوپیاں رکھی ہوئی تھیں۔ حالانکہ یہ ستعاروں کی ربوب ہے۔ مہینہ "ریٹیو" اپنے ماننے والوں پر اثر ڈالتا ہے۔ اور اس کی جماعت کے فرد اس کا اثر قبول کرتے ہیں۔ اور اس افاضہ اور استغاضہ کو استعارہ کی زبان میں مختلف الفاظ میں بیان کیا جاتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی جماعت کو انبیاء قرار دیا گیا ہے۔ اور حضرت مسیح کو انجیل میں خدا کا پردہ و قوم اور انجیل کو اس کی بھیجی بنا دیا گیا ہے۔ اسی طرح قرآن کریم میں حضرت بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سورہ تحریم میں استعارہ شہ کی مثال سے اور تمام مومنوں کو عورتوں کی مثال سے دیکھا گیا ہے۔ پس کوپیاں آپ کے متعلق مومنین ہی تھے۔ جو ہم آپ کے نور و برکت سے استفادہ کر رہے تھے۔

اور یہ قعدہ جو سری کرشن جی کے سوانح میں مذکور ہے۔ کہ آپ کو پیوں کے نہاتے وقت ان کے کپڑے غبار، ریت پر تپا ہ گئے اس میں ایک عارفانہ حقیقت بیان کی گئی ہے۔ کرشن جی نے اپنے مریدوں کو یہ سمجھایا کہ تمہارا اصل لباس جس سے گناہوں کو اٹھایا جاسکتا ہے۔ وہ تقویٰ اور نیکی کا لباس ہے۔ جو آسمان سے خدا تعالیٰ کے اوتار کے ذریعہ سے مائل ہوتا ہے خواہ جو تمہارے سے مومن نہیں کہ تم اس کو حاصل اور اختیار کر سکو۔

قرآن کریم میں بھی "لباسِ اللہ" کا محاورہ استعمال کیا گیا ہے۔ اور ذی البلق حنجر کے الفاظ میں اس کی خوبی کا اظہار کیا گیا ہے۔ اور اس واقعہ میں پانی میں نہانے کا جو ذکر ہے اس میں یہ حقیقت ہے کہ جس طرح پانی بدن کی ظاہری میل پکھیل کو صاف کرتا ہے۔ اسی طرح روحانی پانی یعنی کلام الہی اور وحی آسمانی قلوب اور باطنی کدورت کو پاک و صاف کرتی ہے۔ اور یہ پانی خدا کے اوتار یعنی نبی کے ذریعہ سے ہی حاصل ہوتا ہے۔ کو یا اس واقعہ کے ذریعہ سے یہ بتانا مقصود ہے کہ گناہوں کو ڈھانکنے والا لباس تقویٰ اور گناہوں سے پاک کرنے والا آپ حیات مومنوں خدا تعالیٰ کے اوتاروں کے ذریعہ ملتے ہیں۔

یہ ٹرم جو سری کرشن جی پر لکایا جاتا ہے کہ کیا آپ نے مکھن چاہا۔ یہ آپ کے غی میں کی طرف سے جو دیوہوں کے ماتے والے تھے لکایا گیا ہے۔ اور یہ بھی ایک مذہبی استعارہ ہے۔ جس کی رو سے اس علم کو جو خدا تعالیٰ کی کتاب شریعت میں ملتا ہے۔ اس سے تشبیہ دیتے ہیں۔ اور ”طریقہ“ کی مثال دی ہے دیتے ہیں۔ اسی طرح ”حقیقت“ مکھن اور ”معرفت“ خالص گھی کہلاتی ہے۔ اور یہ سب اس سے ہی حاصل ہوتے ہیں۔ جس طرح طریقہ حقیقت اور معرفت سب شریعت سے ہی ملتی ہیں۔

جب کرشن جی مہاراج نے دیوہوں کی تعلیم کا خلاصہ گیتا کی شکل میں پیش کیا۔ تو دیوہ کے پڑتوں نے نہ کہ گیتا کا اعلیٰ عرفانی کھام جو لوگوں کو دل پسند اور انکس معلوم ہوتا ہے۔ اور لوگ دیوہوں کو چھوڑ کر گیتا کی طرف متوجہ ہو رہے ہیں۔ یہ دراصل دیوہوں کا مکھن ہی ہے۔ جو دیوہوں سے تپ کر لوگوں کے سامنے پیش کیا گیا ہے۔ اس طرح کرشن جی نے مکھن چاہنے والے کا دل ہم کاہیا یا گیا۔ لیکن اس سے مراد خدا کی مکھن کی چوری نہ تھی۔ بلکہ دیوہوں کی تعلیم کو اخذ کر کے گیتا میں شامل کرنا تھا۔

کرشن جی کو راجا پال کے صفاتی نام بھی ایسے گئے ہیں۔ راجا کے معنی راجوں کو قتل کرنے والا، اور راجا پال کے معنی راجوں کی پالنا اور رکھنا کرنے والا ہیں۔ اس الفاظ سے بدھوں اور برہمنوں کو قتل کرنے والا۔ اور ایک اور قاعدہ مند دیوہوں کی مخالفت اور پرورش کرنے والا مراد ہے۔ اور گیتا میں کرشن جی نے ایک پیشگوئی بھی فرمائی ہے۔ کہ جب بدھ کی نیستی اور بدھ کا دور دورہ ہوتا ہے۔ تو میں اس کو لیتا ہوں۔ اصل شلوک کا ترجمہ علامہ فیضی (جو بادشاہ کبر کے درباری تھے) نے فارسی کے اس شعر میں کیا ہے۔

چو بنیادیں ست سُرورے  
نہا تم جو را بھل گئے

جس طرح کرشن جی مہاراج نے پہلی دفعہ اصالت اس دنیا میں آکر نیکیوں کی رکھا اور بدھوں کا ماتہ کیا ہے۔ اور بدھ کو تمام کیا ہے۔ اسی طرح اس زمانہ میں جب ”ہم“ راجا پال کی مثال میں دنیا پر چھانی ہوئی ہیں۔ کرشن جی صفاتی طور پر حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مدظلہ العالی کے روپ میں قادیان میں شریف لائے۔ اور گیتا میں مذکور دھرم پورا ہوا۔

کرشن جی مہاراج کے مدد و اہل بھیل بھی وہی کام کر رہے ہیں۔ جو کرشن جی خود بیان کرتے تھے۔  
 اور ان کے ذریعہ سے پر ماتما کا سچا احرام، یا میں قائم ہو رہا ہے۔ اور پاپ اور اہم مرتبہ ہیں۔  
 یہ تقدیر حدائق کی خاص تائید و نصرت سے بہت مقبول ہوئی اور حاضرین نے اس قدر تقییر  
 میں بار بار جتنے روئے اور مسرت کا اظہار کیا۔ اور وہ لوگ جو میری ساودہ شمع اور باس کو دیکھ کر مایوسی  
 کا اظہار کر رہے تھے۔ احمدیہ جماعت کے ایک حقیر خام کی کامیاب تقییر سے حیرت میں آ گئے۔  
 لا سحمد لہ رب العالمین

## ایک مشرودہ

بعض مقامات ایک معمولی سی بات بہت بڑے فضل کا موجب بن جاتی ہے۔ ۱۹۲۰ء میں نیکسار  
 لاہور سے مرکز مقدس میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایہ دہندہ داعم یر کی خدمت میں  
 حاضر ہوا۔ میں اپنے ساتھ مولوی محمد علی صاحب امیر غیر مباحین کا ایک ٹریکٹ بھی لے آیا۔ جو  
 دوں تازہ شائع ہوا تھا۔ اور حضور ایہ دہندہ تعالیٰ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ حضور نے ارشاد فرمایا کہ  
 اب اس ٹریکٹ کا جواب بھی طبع ہونے پر لے جائیں اور مولوی محمد علی صاحب کو پہنچا دیں۔ چنانچہ  
 حضور نے اس ٹریکٹ کے جواب میں اپنی گراں قدر کتاب ”ہدیۃ المبتدئ“ تصنیف فرمائی۔ طبع آراء  
 کریمہ مولوی محمد علی صاحب کو پہنچانے کے لئے آئی۔ اس کتاب کو جب نیکسار نے کمال کر، یکم تو  
 صفحہ نمبر ۹ پر اس عبارت: حقیر خام کا نام بھی نہیں لانے کے متعلق مذکور تھا۔ اور حضور نے ازراہ تواضع  
 کر، نہ نیکسار کے ساتھ حبس فی سب کے الفاظ تحریر فرمائے تھے۔ اس عبارت کے لئے  
 تواضعی فی سب کے الفاظ بھی نہ درج کی مسرت اور عزت کا باعث تھے۔ مین جب میں نے  
 حبس فی سب کے الفاظ اپنے نام کے ساتھ لکھے ہوئے دیکھے تو میرے قلب نے سبائی خوشی اور  
 مسرت محسوس کی۔ اور اب تک میں ان الفاظ کو خوشی اور مسرت کا موجب سمجھتا ہوں۔

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا تعالیٰ نے کہا۔

اِنْسِیْ مَعْکَ وَ مَعَ اَهْلِکَ وَ کُلِّیْ مِنْ اَحْبَابِکَ [25] یعنی میری معیت تجھے حاصل ہے اور  
 تیرے اہل کو حاصل ہے۔ اور اس خوش نصیب شخص کو بھی حاصل ہے جو تیرے ساتھ محبت رکھتا ہے۔

اس کام الہی سے جب محسوس اسد کے الفاظ کے مستحق اشخاص کو بھی اللہ تعالیٰ کی معیت حاصل ہے تو محسوس اسد کے مستحقین کے لئے درجہ اولیٰ معیت کا اشتقاق ہے۔ اللہ تعالیٰ محض اپنی فضل سے اس معیت خاصہ کی برکات حصہ سے عوام و جماعت کے مخلصین نہیں کے اس کی کپانے مقدسین کو بھی نوازے۔

ثامان چہ عجب گر نوازند گدا را

یہاں حضرت مسیح موعود، علیہ السلام کا ایک الہام یہ لکھا ہے۔ کہ اَلْاَرْضُ وَالسَّمَاءُ مُعَکَ کَمَا هُوَ مَعُی ۚ [26] یعنی زمین اور آسمان انی طرح تیری معیت میں ہیں۔ جس طرح او میرے ساتھ ہیں۔

اس الہام کو جب اس سے پہلے دُرُود الہام کے ساتھ تلاوت کیا جائے تو حضرت مسیح پاک علیہ صلوٰۃ و السلام کے سوا حق نہیں کے لئے بہت ہی عظیم الشان مژدہ نظر آتا ہے کیا آسمان و زمین کی نصرتیں اور برکتیں اور فیوض و بَرَکات ان جس طرح اللہ تعالیٰ کی معیت میں ہیں۔ اسی طرح حضرت اقدس علیہ السلام پر آپ کے مقدس اہل بیت اور آپ کے پیس کے ساتھ ہوتے ہیں۔ موجود اور میں مجاہد حضرت مسیح الا سلام کے لئے یہ عظیم الشان مژدہ ہے جس پر جتنا بھی اللہ تعالیٰ کا شکر بجالایا جائے کم ہے۔

اس الہام میں مجاہدوں کا نمبر تیسرا رکھا گیا ہے۔ اور اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ معیت و راصل وہی ہے جو ولی خلوص اور محبت کے تعلق سے ہو۔ ورنہ ایک دشمن بھی ظاہری اعتبار سے معیت اختیار کر سکتا ہے۔ اور پہلو نشین ہو سکتا ہے۔ لیکن یہ نفس قمار کی معیت بھائے فتنہ رسا ہوئے کے نقصان و ممانعت ہوتی ہے۔ اصل معیت محبت کے تعلق پر موقوف ہے جو محبت محبوب سے بظاہر و باطن کوں ہو۔ پھر بھی قریب ہی محسوس ہوتا ہے۔ اور بہ وقت اپنے محبوب کے رنگ میں رنگین۔ اس کی محبت کے شے میں شمار ہوتا ہے۔

دین عاشق میں معشوق است . بس

مشتق خالق میں مخلوق است . بس

## حضرت اقدس علیہ السلام کی بارگاہ میں نظم خوانی

نرم دین ۱۹۰۱ء کے مقدمہ میں سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام جلم تحریف لے گئے۔ تو اس موقع پر خاکسار کو بھی حضور اقدس کی بارگاہ میں جلم حاضر ہونے کی توفیق ملی۔ حضور علیہ السلام کی ایک مجلس میں حضرت مولوی محمد علی صاحب نے جوہانی کے شاعر تھے۔ پتی یک نظم جو کاموں کے طرز پر کہی تھی۔ سنائی۔ اس نظم میں یہ فقرہ تکرار کے ساتھ آتا تھا۔

ہے مالک جیاں مال دلا میں

یعنی ہے ہمارے مالک ہاتھ انہیں بچے لوگوں کے ساتھ لانا۔ اس نظم کے پڑھنے کے بعد میں نے حضرت مولوی صاحب سے عرض کیا کہ آپ تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت اقدس علیہ السلام کی بیعت کر کے بچے لوگوں کے ساتھ مل بیٹھے ہیں۔ اس صورت میں اس دعا یہ فقرے کی ضرورت نہیں۔ یا آپ کو کوئی شبہ معلوم ہوتا ہے۔ حضرت مولوی صاحب نے فرمایا کہ آپ کے خیوں میں کس طرح سمجھا چاہیے۔ میں نے عرض کیا کہ ایک احمدی کو جو انہما کی نعمت سے مراد ہو چکا ہے، یہ مذہب کرنا چاہیے کہ مسیح موعود اور امام مہدی آچکے ہیں۔ میں سب لوگوں کو بشارت دیتا ہوں کہ آؤ ہر مسیح کو قبول کرو۔

اس کے بعد میں نے ہاں جلم میں ہی اس مضمون کو نظر رکھ کر ایک نظم لکھی۔ ۱۹۰۳ء میں قادیان مقدس میں سیدنا حضرت اقدس علیہ السلام کے حضور بعد نماز مغرب سنائی۔ اس میں مندرجہ ذیل مصرعہ تکرار ہوتا تھا۔

آیا فی آیا مہدی جینے محمدی آیا

اور غائب ایک بد اس طرح تھا۔

باپ تے "ے ساڑے چٹک چٹکے

مہدی "یلدیاں لہے سویرے

جینے نوں نکدے مے عظیم

کے ایہ وقت نہ پایا

آیا فی آیا مہدی جینے محمدی آیا

جب خاکسار نے یہ نظم سننی تو اس مجلس میں حضور اقدس علیہ السلام کے قریب حضرت مولیٰ نور الدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت مولیٰ عبدالکریم صاحب، حضرت مولیٰ فضل دین صاحب بھی وہی وغیرہم برنگانہ ملے بھی موجود تھے۔ نظم سنانے کے بعد حضرت نقی محمد فضل صاحب یزدی اشعار الہیہ نے وہ نظم مجھ سے لئے ”کائن احمدی“ کلام سے شائع کر دی۔ اور ریاست میں احمدی مستورات و خواتین ایک عرصہ تک اس کو گائے پر چڑھتی رہیں۔ اور اس سے تبلیغی فائدہ پہنچتا رہا۔

## خدا تعالیٰ کے الہام

بعض واقعہ خدا تعالیٰ اپنی حکمت کے ماقبہ گزشتہ زمانہ کے معروف اشعار مصرعے مقولے بطور بہام نازل فرمادیتا ہے۔ قرآن کریم کی آیت التَّسْوِیْتُ السَّاعَةَ وَالشَّقِیُّ الْقَصِرُ [27] کے تعلق میں یوں نے بے سمجھی سے اس مصرعے سے اقتباس کیا ہے کہ یہ کسی سابقہ زمانہ کے شاعر کے کلام کا حصہ ہے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود، علیہ السلام پر خدا تعالیٰ نے یہ الہامات دینے نازل فرمائے ہیں جو کسی گزشتہ شاعر یا نثر نگار کے کلمات کا حصہ ہیں۔ مثلاً حضور اقدس علیہ السلام کا الہام عَفَّتِ النَّبَارُ مَعْلُهَا وَمَقَامُهَا [28] مشاعر علیہ کے ایک قصیدہ کا (جو سچے تعلقات میں شامل ہے) کا مصرعہ ہے۔

یہی طرح حضرت مولیٰ نظامی تجویزی کی کتاب خسرو شیریں کا ایک شعر ہے۔

جہیں امید باے شاخ در شاخ  
نرم باے تو مارا کر گستاخ

اس شعر کا مصرعہ حضرت اقدس علیہ السلام کو الہام ہوا [29]۔ حضرت شیخ سعدی کے مندرجہ ذیل اشعار بھی حضور پر الہام نازل فرمائے گئے۔

۱۔ دلم سے بلرزو چو یاد آورم

مناجات شوریدہ اندر حرم [30]

۲۔ انجام جاہل جنم پور

کہ جاہل کج عاقبت کج سم پور [31]

۳۔ مکن تکبیر عر ما پیدار 32

مباش ایس از بازی و روزگار

نی طرح حضرت امیر خسرو کا شعر۔

وہ۔ خسرویم شد بلند

ز لڑو در کور طائی قلند 33

بھی حضرت قدس علیہ السلام کے الہامات میں شامل ہوا۔ نیز حضرت طائی تنجوی کا منظوم کلام

پر ہم تو مایہ خویش را

تو ای حساب کم و بیش را 34

بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہام ہوا۔

میں نے ”پہلی کتابیں اس لئے تحریر کی ہیں۔ کہ یہ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ وہ گندہ بے کلام و کبھی کبھی اپنے الہام میں شامل فرماتا ہے۔ اور یہ سنت الہی امیاء کے ساتھ غصوس نہیں۔ بلکہ اس کے ہاتھ و لوہے اور پیچہ ہوں کے ساتھ بھی بعض اوقات اللہ تعالیٰ اپنی اس سنت کو اختیار فرماتا ہے۔ چنانچہ حاکم سارے ”پرہیز“ جس نظم کا ”تریا ہے۔ اس کے تعلق یہ واقعہ ہوا کہ جب میرے رشتہ داروں اور گاہکوں و لوہے میری بیعت کے بعد سخت مخالفت کی اور بار بار یہ اعتراض کیا کہ اگر حضرت مرزا صاحب مدیہ السلام امام مدنی اور سچے ہیں۔ تو حضرت ”مہاں علم دین صاحب“ (جو میرے چچا تھے۔ اور ان کے تعلق نبی و ائمہ کی پہلی جلدوں میں مرقوم ہو چکے ہیں) کو حدائق نے کیوں نہیں بتایا۔ یا اس کی اطلاع میں غلام رسول کوئی ملتی تھی چنانچہ میں نے قبول حق میں حضرت مہاں علم دین صاحب کے جو کورک محسوس کرتے ہوئے ان کے لئے متواتر دعا کی۔ اور ان سے مختلف مسئلہ پر گفتگو بھی کرتا رہا۔ ”میرا نہیں بے اختیار دیا اور اللہ تعالیٰ اور حضرت سیدنا مولانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حضرت قدس مسیح موعود علیہ السلام کی سچائی پر آکا دیا۔ اور انہوں نے بیعت کر لی۔ بیعت کے بعد ان کو میری نظم کا انگریزی مصرعہ یعنی۔

یا فی کیا مدی جیسے محمدی یا

ہام ہوں جس کا ”میرا نہیں بے عام لوگوں میں فرمایا۔ اور ان کے بیعت نہ کرنے کی وجہ سے

جو روک تھی اللہ تعالیٰ نے اس کو اٹھا دیا۔ فَاَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ

## ہم کون ہیں (نظم)

مندرجہ ذیل نظم خاکسار نے فارسی میں پٹا ور میں لکھی تھی۔ جو اپنا راضی ۱۹۳۷ء میں بھی شائع ہوئی تھی۔ جناب چوہدری سر محمد اختر اللہ خاں صاحب باقائدہ کو یہ نظم بہت پسند آئی۔ اور ایک انجمن تالیف میں نمونوں نے اپنی کوٹھی پر مجھے یہ نظم زبانی سنائی۔ جو انہوں نے حفظ کی ہوئی تھی۔ جب مئی میں نے بورڈر چیتھی دیا اور احمدیت کی تحصیل اور تہ لیل کی کوشش کی۔ تو میں نے احمدیت کی کتاب کے خبر کے سے یہ نظم لکھی تھی۔

ما غمہ خوریم بعد شورش محو	ما جلوہ خوریم بعد منظر موسیٰ
ما قند شرم و غار مہرے حیدر	ما نئی اصحاب قوریم پڑھتیں
ما ز پے اشیاء جہاں جان نثاریم	ما جاں جہانم و فدائیم پنداریہ
ما ز پے ایں دور جدیدیم اس سے	ما دست قناتیم پند قناتیم
ما رسم قلبیہ اس محبت کہ من گشت	ما تارہ عیم از سر نو اور رن
ما سر ل خوبار کہ شد مشکل عفاق	ما مقصد ما بہت بعد جوش تن
ما بہر رفتے غارہ رخنابہ عشق است	ما رفت کہ نہ زرام تنی ست قلم
ما جا کہ جویم فن بست جہشیم	ما خوش مسلک خوئیں است پے عاشق شید
ما مرگ ست پے اشیاء سے مدید عفاق	ما ایں موت جیاتے است دریں رسم و قنات
ما ز کہ سے نہ نہاں جوش پے عارف	ما امروز عیاں گشت بہر عقل اعداء
ما ہار نویم و سخن مسم نویم	ما از پے ہر باطل و ظہیم تراشا
ما سر نہایم بعد پند و ظلمات	ما نور عیانیم بہ منظر سے
ما در منزل غایم و کم از خاک و حقیریم	ما مسد اطلاق بعد اوقات عکلا
ما ساکی عہدیم و ہم دست الستیم	ما جام بدستیم بہر طالب مولا
ما ز پے رہشند لب آب حیاتیم	ما آب حیاتیم بعد حق صہبائ
ما ز پے ہر درہ و نیم و شقایم	ما فصل خدائیم پے چارہ مرھے



۱۔ منجہ سے خریدے ہوئے ہوائی ٹائلم  
 ۲۔ صاحب بنی احمد سوغو، حدائیم  
 ۳۔ بکت سفیم بھد جذبہ جاتگیر  
 ۴۔ کار حنام و صلیبیم بہجت  
 ۵۔ قاتل خنزیر و شیریم بہجت  
 ۶۔ صحت بہ علم و ہدائیم بہ تقدیس  
 ۷۔ مطہر تیاتو ہمایم و ہلالیم  
 ۸۔ سز و جوہ از پے سکون حدائیم  
 ۹۔ منزل ما منزل صد ہائی ایمن  
 ۱۰۔ سائک سرزم، دریں منزل آواب  
 ۱۱۔ شق نوچیم دریں نیل باد  
 ۱۲۔ ترب حدائیم پے شوت طہ  
 ۱۳۔ جمع نسیم از رہے مرغاب حرم  
 ۱۴۔ ذات نسیم چو صد نر بیضا  
 ۱۵۔ مانع بہ نقتہ و خزیم زہر جا  
 ۱۶۔ قوت تقدس حدائیم بہ دنیا  
 ۱۷۔ لای و نوریم دریں حد صماء  
 ۱۸۔ نور شہوایم بہر مشد صے  
 ۱۹۔ ہیکل ما ہیکل قدس است چو اہلی  
 ۲۰۔ ہمدار کہ ایں رہ دم تیغ است نہ صبرا

قدی تو بایں طلق بگو محرم اسرار  
 کایں صحت لایوت زنا خرے انخ

### سورج کا سٹم بدل گیا

۱۹۲۷ء کا واقعہ ہے کہ میں لاہور میں احمدیہ مسجد کی چھت پر سویا ہوا تھا۔ اور میں محمد حیات صاحب (جو قیب مسجد تھے) بھی میرے قریب ہی چار پانی پے لیٹے ہوئے تھے۔ رات کو میری زبان پر بار بار یہ الہامی الفاظ جاری رہے کہ۔

”سورج کا سٹم بدل گیا“

میں چونکہ انگریزی زبان سے ماہر ہوں اس لیے ”سٹم“ کا انگریزی لفظ نہ سمجھ سکا۔ بعض انگریزی زبان بآپ سے جب سٹم کے معنی دریافت کئے گئے۔ تو معلوم ہوا کہ اس کے معنی ”ستور“ روش، نظام یا طرز طریق کے ہیں۔

یک عرصہ تک مجھے اس الہام کے معہم کے متعلق غلطی رہی کہ اس کا کیا مطلب ہے۔ بعد میں جب سیدہ حضرت حلیمہ المسیحہ الصلیحہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ و ہدایت نے پیری تہری کے سن کے ساتھ جرجی ٹن کا اتر فرمایا تو مجھے اس الہام کا ایک یہ معہم بھی بن میں آیا۔ کہ پہلے شمس ہیں

میسوی۔ بڑی یا بعض اور طریق کے رائج تھے۔ حضرت المصلح الموعود ایدہ اللہ تعالیٰ کے اصلاحی کارناموں میں اس کا نامے کا بھی اضافہ ہوا کہ آپ نے بھری تپسی من کا اچھے فرمایا اور اس طرح پہلے رائج شدہ تپسی سسٹم کو بدل دیا۔

ممکن ہے اس البام کا کوئی اور مفہوم بھی ہو۔ لیکن ابھی تک میرے ذہن میں یہی بات آتی ہے۔  
واللہ اعلم بالصواب

## ملٹری اور رسول

اس طرح کا ایک عجیب و غریب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح دہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہدِ خلافت میں ہوتا تھا۔

حضور نے خاکسار کو تبلیغی مہم جیتی اغراض کے ماتحت سکول سے فارغ کر کے لاہور مقرر فرمایا تھا۔ وہاں سے میں بنگال کے علاقہ برہمن پڑیہ غیرہ تبلیغی فوجد میں شامل ہو کر گیا۔ اور وہاں پر شدید جسمانی مرض کا شکار ہو گیا۔ (اس بیماری کا ترکیبی جلدوں میں گند رہتا ہے) اور جی پر میں جسمانی بیماری میں مبتلا تھا کہ ایک دن میں نے رویا میں دیکھا کہ، فرشتے میرے سامنے ظاہر ہوئے ہیں۔ اور میرے بالکل قریب ہو کر میری طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ

”یہ تیری قوم کی بات ہے۔ لیکن ہم نے جو اس کی بات کے اسے سول میں لے لیا ہے“

اس وقت تک مجھے علم نہ تھا کہ ملٹری کے معنوں کا علم نہ تھا۔ اور میرے ذہن میں نے حضرت میاں چوہدری دین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا۔ تو انہوں نے بتایا کہ ملٹری سے مراد فوجی محکمہ ہے۔ اور سول سے مراد محکمہ پولیس اور انتظامیہ ہے۔ تب مجھے اپنا وہ کشف یاد آیا کہ جس میں مجھے حضرت علی اللہ علیہ السلام کی فوج میں بھرتی کیا گیا۔ اور اپنے گاؤں سے صرف مجھے ہی بھرتی میں لیا گیا۔ (اس کشف کی تفصیل پہلی جلدوں میں گند رہتی ہے) چنانچہ جب خلافتِ ثانیہ کا دور رسدات شروع ہوا۔ تو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الہ فیہ اللہ صمد و اعمر کی دعوتِ ناسد کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے مجھ پر فضل فرمایا۔ اور جب میں ابھی اپنے سرہل پیر کوٹ میں طیل ہی تھا۔ کہ حضور یہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد پہنچا کہ جس طرح بھی ہو آپ لاہور پہنچ کر وہاں کی جماعت میں سنبھلیں۔ چنانچہ خاں سارلاہور پہنچا۔ اور حضرت حبیب الرحمن و حبیب الرحمن صاحبیں اس میرے بے نظیر و محسن

مولانا نے اپنے افکاری کرشموں سے مجھ مدحتیہ کو شفا بخشی۔ اور ان لوگوں کو جو میری موت کا نتیجہ رہے تھے۔ اور کہتے تھے کہ اس اب لاہور میں مولوی محمد علی صاحب کے جانے کے بعد سنے کا موقع نہ ملے گا۔ بلکہ اپنے سہیل کے ملازمت میں بیٹھا رہے گا۔ سامرا اور غائب و غار رکھا۔

اس کے بعد وہ خلافتِ بنائے میں ناکسار کو حاد و تنفیعی خدمات کے اکثر جماعت کی تربیت و اصلاح اور درس و تدریس کا کام کرنے کی توفیق ملی۔ اور احسانی باری کے بعد میری صحت کے پیش نظر یہ کام ہی میرے لئے زیادہ موزوں و مناسب تھا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے مجھ سے سول کا کام لیا بھی پسند فرمایا۔

لہذا میں اپنے فضل سے اس مدحتیہ اور جماعت کا حافظ و ماحر ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کا کایا ہوا یہ پورا شمار سے برکت ترقی کرے۔ یہ حق چو لے اور پھلے۔

### ہوشیار پور کے کمرہ چلہ کشی میں دعا

۱۹۴۴ء میں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے سیدنا حضرت علیہ السلام صلی اللہ علیہ وسلم ثانی یہ وہ اللہ نفع و اعزاز پر آپ کے الصلح الموعود ہونے کا انکشاف فرمایا۔ سیدنا حضرت قدس مسیح موعود علیہ السلام کی اس پیشگوئی کے پورا ہونے پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس آسمانی نشان کے ظہور کے لئے ہوشیار پور بلا ہور اللہ حیاء اور علی میں بتا دیا میں۔

ہوشیار پور کا جلسہ "وقفہ یہ خاص طور پر اہمیت رکھتی تھی۔ یہ ناکہ ہوشیار پور میں ہی ۱۸۸۶ء میں حضرت قدس مسیح موعود علیہ السلام نے حدیثی مشاء کے ماتحت چلہ کشی فرمائی اور اس کے نتیجے میں آپ کو موعود فرزند "صلح موعود کے ظہور کا نشان عطا فرمایا گیا۔

جس کمرہ میں حضرت قدس علیہ السلام نے چلہ کشی فرمائی وہ مکان "کمرہ ۱۹۴۴ء تک موجود تھا۔ جو اس وقت ایک بہت بڑا مکان تھا۔ اس کے قبضہ میں تھا۔ اس مکان کے سامنے ہی جلسہ "صلح موعود منعقد ہوا۔ اور چلہ کشی کے مرد میں حضرت الصلح الموعود ایدہ اللہ تعالیٰ نے چونتیس باب کے ساتھ ان میں خاندان حضرت قدس مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ "گان" حضرت علیہ السلام صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ "د کے علاوہ حضرت قدس مسیح موعود علیہ السلام کے پر لئے صحابہ اور ناظران سلسلہ شامل تھے۔ "عافرمانی۔ اس موقع پر اس مدحتیہ کو بھی صحابہ پر م کے کمرہ میں اس کمرہ میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دعائے میں دعا کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

سیدی حضرت میاں بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی نے مکان کے باہر کھڑے ہوئے اس عاجز کو بھی خاص طور پر مدعو کر کے حضرت السبیلح الموعود، امیر دہلیہ، سندھ و اعجاز کے ارشاد سے دعا میں شامل فرمایا۔ **فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ**

## عزیز اقبال احمد صاحب کے متعلق ایک واقعہ

جب میرا لڑکا عزیز اقبال احمد لائل پور کے زراعتی کالج میں تعلیم پاتا تھا۔ تو ایک دفعہ تعلیمات کے بعد وہ ایک صد میں رہنے کی رقم تعلیمی اخراجات کے لئے گھر سے لئے کالج ہوٹل پہنچا۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک لڑکا جو اس سے تعارف رکھتا ہے ملاقات کے لئے کمرہ میں آیا۔ عزیز اقبال احمد صاحب کمرہ میں بیٹھے تھے اس کے لئے سوچا، غم دلیے کے لئے کہاں پر گیا۔ جب وہ کمرہ میں آیا تو لڑکا اس سے غائب تھا، دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ کمرہ کو خارجہ رہا ہو چکا ہے۔

اس کے بعد جب عزیز موصوف نے اپنے کونٹ کی جیب جس میں ایک سو میں رہنے کی رقم تھی دیکھی تو اس میں رقم موجود نہ تھی۔ یہ عجیب اس کو بہت افسوس ہوا کہ میں کتابوں اور ہوٹل وغیرہ کے اخراجات کیسے پورے ہوں گے۔

میں ان دنوں ضلع جھنگ کے تبلیغی دورہ پر تھا۔ عزیز اقبال احمد نے رقم کے گم ہونے کی ساری کیفیت اور اخراجات کے متعلق اپنی پریشانی کا ذکر بذریعہ خط لکھا۔ میں نے اس کو جواباً تسلی دی۔ اور لکھا کہ ایسے حادثات انسان کی زندگی میں ہو جاتے ہیں۔ اس حادثہ سے کم از کم آپ کو آئندہ محتاط رہنے کا سبق حاصل ہو گیا ہے۔ اور میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ جلد ۳ افغانی ملاقات کی کوئی صورت پیدا کرے۔

اس کے بعد میں نے عزیز کی پریشانی سے پیش نظر اللہ تعالیٰ میں اپنے خیر السراحمین اور حیدر السحسبیین اللہ کے حضور عرض کیا۔ ابھی چند روز ہی گزرے تھے۔ اور میں امر پور ہی تھا۔ کہ کسی دوست نے امر پور محبت، احسان از حسانی صدرہ پیو مجھے ارسال کر دیا۔ جس میں سے میں نے ایک صد میں رہنے کی رقم موصوف کو بھیج دیا۔ اور گم شدہ رقم کے متعلق اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی نصرت و تائید اس طرح ظہور میں آئی۔ کہ دونوں جوان جو عزیز اقبال احمد کی رقم پہاڑ بھاگ گیا تھا۔ جب امر پور کو واپس پہنچے۔ تو وہاں بھی اپنی غائبی کی خبر سے چوری کا ارتکاب کیا۔ جس پر اس کے خلاف پولیس

میں رپورٹ درج کرائی گئی۔ اور جب پولیس نے سائنٹی لی۔ تو اس سے ایک سو روپیہ پی کی رقم برآمد ہوئی۔

جب پولیس نے اپنے مخصوص طریق پر اس سے یکھد روپے کے تعلق دریافت کیا تو اس نے بتایا کہ میں نے اقبال احمد ولد مولوی غلام رسول صاحب راجیکی سے ایک سو بیس روپے کی رقم طور قرض حاصل کی ہے۔ تب پولیس کی طرف سے بذریعہ تار اقبال احمد سے دریافت کیا گیا کہ یہ لاکھ نام کے بڑے ٹاپ سے یکھد بیس روپے بطور قرض لیا ہے۔ جس کے جواب میں عزیز اقبال احمد نے اپنی شہادت طبع سے یہ خیال کرتے ہوئے کہ میں میری والدہ سے یہ نو جواں ماخوذ نہ ہو جاوے۔ پولیس کے تار کے جواب میں صرف اتنا کہا کہ ایک صد میں روپے کی رقم انہوں نے میری جیب سے نکالی تھی۔ اس کو ضبط کر لیا گیا۔ اور انہوں نے مجھ پر حسن ظنی کرتے ہوئے کہ مجھے اس کی رقم لے جانے پر کوئی اعتراض نہ ہوگا مجھے اطلاع نہ دی۔

پولیس نے اپنی محکمانہ فراست سے عزیز اقبال احمد کی رقم کی چوری کا الزام اس شخص پر عائد کیا اور ایک صد روپیہ جو اس سے وصول ہو چکا تھا۔ اقبال احمد کو بھیجا دیا۔ باقی رقم یعنی بیس روپے وہ خرچ کر چکا تھا۔ اس لئے واپس نہ ہو سکی۔ تو چوری کے کیس میں اس کو عدالت سے سزا ہو گئی۔ اس طرح بھی اللہ تعالیٰ نے عزیز کے نقصان کی تلافی کر دی۔ **لَا لِحَوْلَ لَہٗ لَہٗ عَلَیْ ذَٰلِکَ**

### ایک اور واقعہ

مرید اقبال احمد علیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ بھی ۱۰ تین سال کا تھا۔ اور خاکسار سیدنا حضرت علیہ السلام مسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد سے یا یالا ہور میں اور ہوا تھا۔ اور احاطہ میوں تہ شادین میں مبارک منزل نامی مکان میں مقیم تھا۔ کہ ایک دن عزیز بیمار صدمہ صحت یار ہو گیا۔ رات کے ۱۰ بجے وہ شدت بیماری سے سخت بڑھ چلا تھا۔ اس کا تھمس اکھڑ چلا تھا۔ اور حالت مایوس کن ہوئی تھی۔ میری بیہوشی سے اس حالت میں کچھ نہ ہو سکا کہ بچے کی حالت بہت مارک ہے۔ آپ ڈاکٹر مرید صاحب ایک صاحب یا ڈاکٹر محمد حسین صاحب کو مارا رکھا۔ میں نے کہا کہ ڈاکٹر صاحب تو یہاں سے ریلوایاں والی بڑک پر جتے ہیں۔ اور سارے دن کی کوفت و مصروفیت کی وجہ سے اب گرم کر رہے ہوں گے۔ ان کو اس وقت تکلیف یا مناسب نہیں۔

میری اہلیہ نے جب پھر اصرار کیا تو میں نے کہا کہ اس وقت ایک ڈاکٹر ہیں جو بیدار ہیں۔ اور زیادہ قریب بھی ہیں۔ ان سے عرض کرنا ہوں اگر انہوں نے مر بائی کی تو بہت ممکن ہے کہ بچے کو تر م ہو جائے۔

میری بیوی نے پوچھا کہ کون ڈاکٹر ہیں۔ میں نے کہا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی خیر الراحمین، و اہب السماء ہستی ہیں۔ جو سب سے زیادہ قریب، قادر مطلق اور ارحم الراحمین ہیں۔ اور شکر کے حکم سے بچے کو چاہکتے ہیں۔

اس کے بعد میں ہسپتال کے جاے نماز پر کھڑا ہوا۔ اس وقت صبح کا مہیا۔ اور سخت سردی پڑ رہی تھی۔ اور بچہ لی حالت نہایت مازک اور آشفی سانس معلوم ہوتے تھے۔ بلکہ رٹ کی حالت تھی۔ سب میں نماز کے لئے کھڑا ہوا تو اللہ تعالیٰ ان محسن و کریم حد کی طرف سے خاص دعا کی توفیق مل گئی۔ طبیعت میں دعا کے لئے اشراج پیدا ہو گیا۔ اور روح جوش رقت سے گداز ہو کر آستانہ الہی پر دربار چمکنے لگی۔ اور نہایت عجز و انکسار اور تضرع سے بارگاہ قدس میں طالب شفا ہوئی۔ ابھی میں سلام پھیر کر نماز سے فارغ نہ ہوا تھا کہ بچے کی حالت سنبھل گئی۔ وہ چار پانی پر اٹھ کر بیٹھا یا۔ اور والدہ نے سے گود میں بٹھایا۔ پھر میں نے وہ میں اٹھایا۔ اور دیکھتا دیکھتا تھوڑی دیر میں سہا یا جب صبح صبح تو میری تمام مشاغل نہ تھا۔ واللہ الحمد للہ علی دالک

### عزیز اقبال احمد کے متعلق تیسرا واقعہ

جب عزیز اقبال احمد کی عمر سات، آٹھ سال کی تھی۔ اور وہ پرائمری میں پڑھتا تھا۔ اس کی والدہ اپنے بچے کی ہونی تھیں۔ اور وہ میرے پاس لاہور میں اکیلا تھا کہ ان دنوں ایک غیر احمدی مولوی اللہ ناتا جو مشہور واعظ تھے۔ "راہوں سے ایک پنجابی منظم رسالہ" پنجابی ترجمہ "کے نام سے شائع کیا تھا۔ اس نظم کو خوش آہانی سے مختلف مجالس میں پڑھ کر لوگوں کو متحفظہ متاثر کرتے تھے۔ وہ میرے درس قرآن میں بھی شریک ہونے لگے۔ اور احمدیوں کے بیان کردہ حقائق سے بہت متاثر ہوئے۔ چونکہ اس کی رہائش گاہ میرے ملحق مکان کے قریب تھی۔ اس لئے وہ کبھی کبھی میرے پاس گھر میں بھی ملاقات کے لئے جاتے۔ اور مختلف آیات کے معانی و مطالب کے متعلق استفسار کرتے رہتے۔

یک دن دو گھر پر آئے اور مزید اقبال احمد سے باتیں کرتے رہے۔ ان کے سوالات کے جب اس نے باوجود صغرتی کے بہت معقول اور عمدہ جواب دیے۔ تو وہ بہت متاثر ہوئے۔ ”دوبارہ کہتے کہ یہ بڑا توفیق ہے۔ اس نے مجھ جیسے جہاندیدہ کو سادگت کر لیا ہے۔ اور جوابات بھی میں نے اس سے دریافت کی ہے اس کا حیرت انگیز جواب دیا ہے۔“

جونہی وہ مولوی صاحب مزید اقبال احمد کے تعلق حیرت کا اظہار کرتے ہوئے گھر سے باہر اٹھے۔ اقبال احمد کو شدید بخار اور سارے جسم میں ریشہ و تھوڑی ہوئی اور اس کی آنکھیں اس قدر متورم ہو گئیں کہ نظر بالکل بند ہو گئی۔ میں نے محسوس کیا کہ شاید اس فاسد سٹاک کی خطرہ کا اثر ہوا ہے۔ اور اس کی زہریلی توبہ سے یہ بچہ بیمار ہو گیا ہے۔ یہ تاکہ نظر بد کا لگنا بھی حکم قانون طبعی کے سادہ تاثرات سے تعلق رکھتا ہے۔ ”والعین حق“ 35 کا فرما ہوا ہی اس کا مصدق ہے۔ یہی لئے بعض روایات میں آتا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ سوم چھوٹے بچوں کی ٹھوڑی یا پتہ پر سیاہی لگا دیتے تھے۔ تاکہ خطرہ کے اثر سے بچ جائیں۔ بہر حال مزید قیوں احمد کے تعلق مجھے خطرہ کے نکلنے کا ہی خیال ہوا۔

میں نماز مغرب کے لئے مسجد میں آیا۔ اور وہاں پر بعض ضداری امور کی سرانجام دہی کی وجہ سے مجھے میر ہوئی۔ جب میں مکان پر واپس آیا۔ تو یاد رکھتا ہوں کہ میرا بچہ شدت تکلیف و آرا سے گرجے ہوئے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کر رہا ہے کہ

”اے میرے مہربان خدا! مجھ پر مہربانی فرما۔ میری تکلیف کو دور کر دے۔ اور میری

بھی سی جان پر رحم فرما۔ اب تو میری آنکھوں سے کچھ نظر بھی نہیں آتا۔ ان کو صحت دے تاکہ میں دوبارہ دیکھنے لگ جاؤں“

جب میں نے بچہ کو اس طرح دعا کرتے ہوئے سنا تو میرا قلب جوش و شفت اور جذبہ رحم سے بے تاب ہو گیا۔ میں نے اس کو کوہ میں بٹھالیا۔ اور انگلیاں آنکھوں سے اترنے نہ دیا۔ اور اسے دعا میں مشغول ہو گیا۔ میں عاری رہا تھا کہ مجھ پر نشئی حامت جاری ہوئی۔ اور میں نے اپنے خیر ”الرحمن“ ”رخیر المنحسوس“ خدا کو سامنے دیکھا۔ اس رؤف و رحیم اور بے مثل خدا نے مجھے فرمایا کہ

”اس بچے کی سب تکلیف تپ اور راز، اسی اور راز دی جائے گی۔ اور ہم بھی صبح تک وہ راز دی جائے گی۔“

میں نے اس اشارت سے مزید اقبال احمد کو ان وقت اظہار کیا۔ اب سب اللہ تعالیٰ کی نظر کرم سے تپ اور وہ چند منوں میں ہی جاتے رہے۔ اور صبح کے وقت سب عزیز اٹھا تو اس کی متورم آنکھیں بھی بالکل مستیاب تھیں۔ چنانچہ بچے نے اٹھتے ہی خوشی سے اس بات کا اظہار کیا کہ میں اب بالکل چمکا ہوں اور مجھ پر اللہ تعالیٰ کا فضل ہو گیا ہے۔

میں اس معجزانہ شفا اور کشفی نظارے پر اپنے بچے تلخ اور شیریں انگوٹھیں حد کی ترس مانی پر اس کے حضور سجدہ شکر بجالا رہا تھا۔ اور میری روح اس اس مبدیہ تھی اور ملائق خام کی روح اپنے پیارے مسیح محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوت قدسیہ اور برکات روحانیہ کے فیضان کے مشاہدہ پر اس کی درگاہ پر تواجد اور ترقی کے اس پر اس کی آل اور اس پر اور صبح رہی تھی واللہ الشکر لغتہ رب العالمین۔

### سہارنپور میں ایک کشفی نظارہ

فاکسار سہارنپور میں بسلسلہ تبلیغ اور قحاک ایک دن میں نے کشفی نظارہ دیکھا۔ میں دارالمسیح میں مقیم اور میں سے ایک ہوں۔ اس وقت سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام بھی دارالمسیح کے کمروں اور محن میں پھرتے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔

یہ ثناء میں یا دیکھتا ہوں کہ سیدنا حضرت علیہ السلام اللہ تعالیٰ پر وہ نہ توں دارالمسیح کے ایک کمرہ سے باہر تشریف لائے ہیں۔ آپ نے ہایت کی خوبصورت لباس زیب تن کیا ہوا ہے۔ اس لباس پر بے شمار یہ لے اور جواہرات جمے ہوئے ہیں۔ ان کی خوبصورتی اور چمک دمک آنکھوں کو خیر و برکتی ہے۔ حضور کے سر پر ایک تاج ہے۔ جو یہاں اور جواہرات سے مرفع ہے۔ اور بہت خوشما ہے۔ اور کانوں میں ہایت خوبصورت الماس کے گہرے ہیں۔

اس کے ہاتھ تیرے در بعد رات کو رہا میں دیکھتا کہ ایک بہت اونچی اور خوش منظر پہاڑ ہے۔ جس پر ہر طرف بنہ دراز نظر آتا ہے۔ اور ایک طرف کوٹھیاں اور جنگ تھیں شہر ہیں۔ وہاں پر ایک وسیع و عریض محن ہے۔ جس میں ایک طرف سیدنا حضرت علیہ السلام اللہ تعالیٰ پر وہ نہ توں



ایک نرنی پر تشریف فرمائیں۔ اور سامنے ایک میز رکھی ہے۔ اور پاس ہی ایک دوسری نرنی رکھی ہے۔ جب میں نے حضور کو دیکھا تو آپ کے قریب پڑا ہوا۔ حضور نے مجھے اس دوسری نرنی پر بیٹھنے کے لئے اشارہ فرمایا۔ چنانچہ میں حسب ارشاد اس نرنی پر بیٹھ گیا۔

اس وقت میرے دہن میں ایک عجیب خیال پیدا ہوا۔ اور وہ یہ تھا کہ میں حضور سے سوال کروں کہ "خدا تعالیٰ اللہ علیہ السلام نے اپنے ساتھ" حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تعلق فرمایا تھا کہ میرے بچے ابراہیم کے لئے جنت میں ایک مریضہ مقرر کی گئی ہے۔ جو اس سے ۱۰۰ سال بڑی ہے۔ میں نے حدیث کی اس روایت کے تعلق پر، انتشار کیا۔ کہ آیا وہ مریضہ ابھی تک جنت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھ رہی ہے یا نہیں ہے۔ یا اب وہ ۱۰۰ سال بڑی ہونے کا زمانہ حضرت ابراہیم کے لئے ختم ہو چکا ہے۔

میرے اس انتشار کے جواب میں میں نے دیکھا کہ حضور کے ماتھے میں قرآن کریم ہے۔ اور آپ کا منہ یورپ کی طرف ہے۔ اور قرآن کریم سے آپ سورہ انبیاء تلاوت فرما رہے ہیں۔ یہ حالت میں میری حالت نوم سے بیدار ہوئی۔ اور میں بیدار ہوا۔

بیداری کے بعد میں عجب سے اس رویا کی قسم کے تعلق غور کرتا رہا۔ تو مجھے یہ تفہیم ہوئی کہ حضور کا میرے جواب میں قرآن کریم کی سورہ انبیاء کی تلاوت کرنا، اور یورپ کی طرف منہ کرنا، معنوں میں ہے کہ حضرت ابراہیم ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس وقت آپ بیدار ہیں۔

اور جو تبلیغی کام انبیاء کے فرائض میں سے ہے، وہ اللہ تعالیٰ اس وقت آپ سے لے رہا ہے۔ اور آپ کی قیادت میں تبلیغ رسالت کے اعتبار سے یورپ کی طرف ہے۔ اور مروج و بولد لکھنے کی پیشگوئی جو صحف صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی اس کے بھی آپ مصداق ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

### لکھنؤ میں عیسائی مشنری سے گفتگو

۱۹۳۳ء میں خاکسار مرثیہ ہدایت کے ماتحت بغرض تبلیغ لکھنؤ گیا۔ وہاں پر علاوہ تبلیغی جلسوں میں تقاریر کر کے باقاعدہ قرآن کریم کے درس کا سلسلہ شروع کیا۔ جس میں علامہ احمدی، صاحب کے غیر احمدی بھی شریک ہوتے۔ ایک دن ایک غیر احمدی دوست نے اطلاع دی کہ لکھنؤ میں ایک عیسائی مشنری عورت مقرر ہوئی ہے۔ جو ملائے اسلام کو متاثر نہیں دے رہی ہے۔ لیکن کوئی غیر احمدی

عام اس کا نتیجہ قبول نہیں کرتا۔ اور اس طرح اسلام کی جہانمی ہوتی ہے۔

میں نے کہا مجھے تو آج تک اس کا علم نہیں ہوا۔ ورنہ ضرور اس کا جواب دیتا۔ چنانچہ میں نے اس مشنری عورت سے خط و کتابت کر کے تنگہ کے لئے وقت اور جگہ طے کی۔ اور وقت مقرر روپے بعض احمدی اور غیر احمدی اہل باب کے ساتھ اس کی قیام گاہ پر پہنچا۔ اس مشنری عورت نے جس کا نام روت تھی۔ ورو مشہور پادری مسٹر ایم۔ این۔ ہوزکی لڑکی تھیں۔ یہی عیسائی مشنری اپنی امانت کے سہ بنے ہوئے تھے۔ حاضرین کی فہم تھا کہ ہمیں جنتیں کے قریب تھی۔

اس مجلس میں میں نے پہلے اپنی آمد کی عرض بیان کی۔ اور پھر روت صلاب سے کہا کہ اگر وہ پسند کریں تو بنامہ عالیا سوال پہلے پیش کریں۔ یا اگر مجھے اجازت دیں تو میں اپنی طرف سے پہلے بات کر دوں۔ روت صلاب نے یہی پسند کیا کہ پہلے میں بیان کر دوں۔

میں نے روت صلاب سے پہلے یہ سوال یا کہ لعنت اچھی چیز ہے یا بری؟ اسوں نے کہا کہ لعنت بہت بری چیز ہے۔ میں نے کہا کہ یا شیطان لعنتی ہے؟ اسوں نے جواب دیا کہ ہاں شیطان لعنتی ہے اور یہ مسئلہ عقیدہ ہے۔ میں نے عرض کیا کہ مسیح علیہ السلام جن کی صلیبی موت کی وجہ سے یہاں انسانری و ہنوں کو میں ان کے لعنتی ہونے پر متفق ہیں۔ کیا ان میں اور شیطان میں بحیثیت لعنتی ہونے کے کچھ فرق ہے۔ اور پھر انہوں نے حضرت مسیح علیہ السلام کے علاوہ کوئی اور ہائی مذہب بھی لعنتی اور شیطان کا لعنتی ہونے کی حاکم میں شریک سمجھا دیا یا ہے۔ نیز کیا کسی دوسرے مذہب کے بانی نے اپنے مذہب کے ماننے والوں کو لعنت سے نچرا لے کے لئے پیش کیا ہے۔ یا یہ کہ وہ خود ہی اپنے مذہب کو پیش کر کے لعنتی بنتے ہیں۔

میں نے یہ سوال بھی کیا کہ اگر عیسائی مذہب کی رو سے ایک خدا تین اور تین ایک ہیں۔ تو کیا صلیبی موت سے تینوں مرے ہیں یا ایک مر رہا ہے۔ اور دوستی جو مرئی وہ خدا کیسے ہوئی۔ کیونکہ خدا تو غیر ذاتی ہے۔ جس پر کبھی موت نہیں آتی۔ مسیح جس کو ابن اللہ سمجھا جاتا ہے۔ اس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ خدا جو ابدیت کے مرتبہ پہ تھا۔ مصلوب ہوا اور مر گیا۔ اور تینوں کے ایک ہونے سے تینوں کے متعلق معنی التثلیث فی التوحید یہ تسلیم کرنا پڑا کہ تینوں ہی مر گئے۔ اور پھر مصلوب ہو رہے ہیں ہی لعنتی موت مرے اور ملعون سمجھے۔ پھر موجود عیسائی مذہب نے شریعت کو بھی لعنت کر دیا۔

ب جس مذہب کا خدا تعالیٰ جس کا پانی مسیح بھی یعنی شہرہ اور اس کی شریعت بھی سنت قرار پائی۔ اس کی طرف کوئی نیا عیسائی سنت سے نبتے اور نجات حاصل کرنے کے لئے یہ مکرر جوش و خروش کرتا ہے۔ جب عیسائی مذہب اپنے خدا کو سنت سے نہ بچا تا۔ اپنے مانی مذہب حضرت مسیح علیہ السلام کو سنت سے نہ بچا تا۔ اور اپنی مسلمہ شریعت کو سنت سے نہ بچا تا۔ تو اس سے یہ کیسے امید کی جاسکتی ہے کہ اس پر چل کر کوئی شخص سنت سے بچ جائے گا۔ یہ سوالات تو یہ مانی مذہب کے اصول و معارف ہی بنا پر پیش کیے گئے ہیں۔

ب دوسری بات یہ عرض کی جاتی ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام قوم یہودی کی طرف بھیجے گئے۔ اور عیسائیوں نے آپ کو قبول کیا۔ یہ دونوں قومیں جن کا آپ سے براہ راست اور پرماتعلق ہے مسیح کے صلیبی موت کی وجہ سے ملعون ہونے کی قائل ہیں۔ اور اب تک ان عقیدہ پر راسخ و رجمی ہوئی ہیں۔ اگر سنت کوئی اچھی چیز ہوتی تو اس کی وجہ سے شیطان اس قدر بدنام و رد لیل نہ ہوتا۔ لیکن اگر سنت بری اور قاتل نفرت چیز ہے تو جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ مسیح ملعون ہوا۔ اس کے مقابل پر وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ مسیح علیہ السلام ملعون نہیں ہوئے یقیناً بہتہ اور حضرت مسیح علیہ السلام کی شان و حرمت کو قائم کرنے والے ثابت ہوتے ہیں۔

میں نے اس نکتہ کو واضح کر کے روت صاحب کی فطرت اور عقل کو اپیل کی جس پر انہوں نے میرے ساتھ اتفاق کیا۔ اور ان لوگوں کو اچھا قرار دیا جو مسیح علیہ السلام کو سنت سے پاک و مقدس و مدبر سمجھتے ہیں۔

اس کے بعد میں نے عرض کیا کہ قوم نصاریٰ اور یہودیوں میں سے تو ایک بھی ظہر میں نہ تھا جو مسیح کی صلیبی و رشتی موت کا اقرار ہی نہ ہو۔ لیکن عرب کے شہر اور ریگستان سے ایک مقدس وجود مبعوث ہوا جس سے املاب یا۔ کہ عیسائیوں اور یہودیوں کا یہ مشترکہ عقیدہ کہ حضرت مسیح مصلوب ملعون ہوئے۔ ایک غلط فہمی کی بنا پر ہے۔ "در حقیقت مسیح مصلوب ہونے سے بچ گئے تھے۔ اس مقدس انسان نے وحی الہی سے یہاں یا کہ ما فلولہ وما صلیوہ ولکن خبہ لہم" [37]۔ یعنی مسیح قتل ہونے اور صلیبی موت سے مرنے سے بچ گئے۔ اور اس بارہ میں یہود و نصاریٰ کو غلط فہمی اور شبہ ہوا۔

ب قوم یہود و نصاریٰ ایک طرف میں جو مسیح کے اپنے ہو رہی اس کو ملعون مانتے ہیں اور

دوسری طرف حضرت سیدنا بانی امام علیؑ اللہ علیہ وسلم میں جو عرب کی زمین سے حضرت مسیح علیہ السلام کی حمایت اور بہت میں اپنی آواز بلند کرتے ہیں کہ وہ صادق اور مقدس مسیح ہرگز مصلوب ہو رہنقی موت نہیں مرے۔

اللہ تعالیٰ کی شان ہے کہ مجھ سے یہ آثری الفاظ کچھ ایسے موثر انداز میں اٹھے کہ روت صاحب آج یہ ہو گئیں۔ اور کہنے لگیں کہ آج یہ پلاٹن ہے کہ میرے دل میں حضرت محمد صاحبؐ کے تقدس اور پاکیزگی کے تعلق ایک گہرا اثر پیدا ہوا ہے۔ اور میں آندو آنحضرتؐ کے تعلق کوئی کلمہ جنتیہ یا تحفہ کا استعمال نہ کروں گی۔

اس کے بعد روت صاحب نے مناظرانہ رنگ میں کوئی اعتراض پیش نہ کیا۔ اور نہ ہی اسلام پر کوئی کلمہ چینی کی۔ ایک گھنٹہ تک یہ مجلس کام رہی۔ اور روت صاحب مختلف مسائل کے تعلق محنت و عقیدت سے تصدیق دینی رہیں اور محالہ کا طریق قطع اختیار نہ کیا۔ اس ننگو کا حاضریں پر جن میں معزز غیر حمدی بھی تھے وہ تعالیٰ کے فضل سے اچھا اثر ہوا۔ میرے کایاں آنے کے بعد بھی روت صاحب ایک عرصہ تک خط و کتابت دینی رہیں۔

### ریکارڈنگ مشین

جب ہم روت صاحب کے ساتھ ننگو سے فارغ ہوئے تو ایک ڈاکہ جو امریکہ کے سڈی پورہ تھے۔ کہنے لگے کہ میں بھی اسی بلڈنگ کے ایک حصہ میں رہتا ہوں۔ میری بھی حق ہے کہ آپ مجھے کچھ وقت دیں۔ جب ہم ان کے کمرہ میں گئے تو ایک کھانا قرآن کریم رطل پر رکھا ہوا ہے جو دو باقاعدہ روزانہ فارغ وقت میں تناول کیا کرتے تھے اور ان کا قلمی کاروبار بھی کامیابی سے چلتا تھا۔

نبیوں کے تایا کہ امریکہ جانے سے پہلے ایک دفعہ لکھنؤ کے ایک بہت بڑے عام کے عہد میں شریک ہوا۔ جس میں انہوں نے حشر و نشر اور یوم الحساب کے تعلق اسلامی نظریہ پیش کیا اور یہاں یہ کہہ کرے مثال مائے سکر ماسکالیں لکھتے ہیں اور ان کے مطابق ترازو اٹھائی جائے گی۔

میری طبیعت پر قسم لی اور کلمہ جیتن واقع ہوئی تھی۔ میرے دل میں سوال پیدا ہوا کہ ان فرشتوں کے پاس قلم و دوات اور کاغذ کہاں ہیں اور ان کے ہاتھ کہاں ہیں اور اعمال کا موازنہ کرنے کے سے تر رہاں سے؟ میں گئے۔ اسی قسم کے فضول سوالات میرے ذہن میں پیدا ہوئے اور مجھے

ہی عطا ہو تعلیمات کے متعلق ہر تعلق پیدا ہوئی۔

میں جب میں اعلیٰ تعلیم کے لئے امریکا گیا اور ایک کالج میں داخل ہوں تو ایک دن بعض دوستوں سے کہا کہ ایک نئی ایجاد ہوئی ہے۔ جس کے کلمات میں سے ایک یہ ہے کہ کوئی شخص کسی کمرہ میں جہاں وہ مشین رکھی ہوئی ہو۔ خود کسی قسم کی حرکات کرے۔ یہ کہ اس سب حرکات کو ریکارڈ کر دیتا ہے اور پھر ان کو مشاہدہ کرا دیتا ہے۔

چنانچہ میں نے اس عجیب آلہ کو خود مشاہدہ کیا اور ایک کمرہ میں جہاں وہ آلہ رکھا ہوا تھا مختلف قسم کی حرکات کیں جو سب اس مشین میں ریکارڈ ہو گئیں اور بعد میں وہ مجھے دکھادی گئیں۔

میں یہ نظارہ دیکھ کر حیرت زدہ ہوا۔ اور مجھ پر سکتہ کا عالم طاری ہو گیا۔ اور میں نے خیال کیا کہ سب انسان اس قسم کی غیر معمولی مشین ایجاد کر سکتا ہے تو انسانوں کا خالق جس نے اسے ایسی ایجاد کی وہ فوق بشری ہے۔ اس کے سامنے انسان کی کوئی حرکت پوشیدہ رہ سکتی ہے اس لیے اسے مجھے معلوم ہو کہ قرآن کریم کی پیش کردہ تعلیم کہ فرشتے انسان کے اعمال ریکارڈ کرنے کے لئے مقرر کئے گئے ہیں اور سب اعمال کا قیامت کے دن موازنہ اور حساب ہوگا کے متعلق پورا پورا انشراح ہو گیا۔ اور میں نے اپنی سابقہ ہر اعتقادیوں اور جہطیوں پر بہت شرم محسوس کی اور قرآن کریم اور اسلامی تعلیمات پر نئے سرے سے ایمان لایا اور اب اسلامی تعلیمات کے متعلق احترام اور احتیاط کا پہلو مد نظر رکھتا ہوں اور اسلامی احکام پر خلوص سے کاربند ہوں۔

یہ تقدس کر میں لے کہا کہ یہ زمانہ جو سیدنا المسیح السحری کی بعثت کا دور ہے اس میں قدرت کے بارے میں ہر ایک اور احاطہ ہوئے مقدس ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم کی آیت یوم تبیی السورۃ لہ من قوۃ ولا ناصر [38] میں اسی امر کی پیشہائی کی گئی ہے کہ ایک روز وہ یوم تبیی حقائق اور حقائق کا ایسا بھی آئے والا ہے جس میں خواص ملامت اور پوشیدہ اور پوشیدہ منہجیں ظاہر ہوں گی اور دنیا میں قانون طبعی کے عجیب اور احاطہ ہوں گے اور ایسی ایجادات اور عجائب امور کا ظہور میں لانا انسانی طاقت اور قوت سے باہر ہے۔ یہ خالق الایمان کی ہستی ہے جو ان سب باتوں پر قدرت اور حاکمیت رکھتی ہے۔

اس موقع پر یہ کہ صاحب سے اور بھی بہت سی تبلیغی باتیں ہوئیں جن کا خدا تعالیٰ کے فضل سے

ان پر اور دوسرے حاضرین مجلس پر اچھا اثر ہوا۔ **فالحمد لله على ذلك**

## مبارک دو شنبہ

۱۹۴۷ء کے طرہ سے فارغ ہو کر خا کسار سیدی حضرت مرزا شیر احمد صاحب مدظلہ العالی کے ارشاد کے ماتحت بعض زمینی امور کی سرانجام دہی کے لئے لاہور ہی تھیں۔ وہاں پر کمری ماسٹر نعمت اللہ خاں صاحب کو یہ بھی کسی رشتہ دار کو ملنے کے لئے آئے ہوئے تھے۔ میری آمد کے متعلق بن کر میری ملاقات کے لئے آگے اور نہ مانے گئے کہ حضرت قدس مسیح موعود، علیہ السلام کا الہام ”دو شنبہ ہے مبارک وہ شنبہ“ 39 المصلح الموعود، کے لئے بطور حاضرت کے بے یمن حضرت طہیۃ المسیح ثانی ید اللہ تعالیٰ کی پیدائش ہفتہ یعنی شنبہ کے دن ہوئی اور آپ خلیفہ بھی ہفتہ کے دن ہوئے اور ”دو شنبہ“ یعنی سوموار سے آپ کا کوئی تعلق معلوم نہیں ہوتا۔ پس آپ کس طرح مصلح موعود ہوئے۔

میں نے کہا کہ آپ نے تو اپنی تشہیح سے ثابت کر لیا ہے کہ سیدنا حضرت محمود ایدہ اللہ الوہود مصلح موعود، کی پیشگوئی کے مصداق ہیں۔ جب حضور کی ولادت شنبہ کو ہوئی اور آپ مسند خلافت پر بھی شنبہ کے دن بیٹھے۔ تو یہ ”دو مبارک شنبہ“ ہوئے۔ ایک شنبہ ولادت کا اور دوسرا شنبہ خلافت کا اور یہ دونوں دن ہی باعث صد مبارک اور مسرت ہیں۔

اس پر ماسر کو یہ صاحب فرمائے گئے کہ یمن عربی میں جہاں اس پیشگوئی کا ذکر ہے وہاں پر یہ غلط ہیں۔

یوم الاثنين هو ہا لک با یوم الاثنين اور یوم الاثنين سوموار کے دن کو کہتے ہیں۔ کہ ہفتہ کے دن کو۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مصلح موعود کی پیدائش کا دن سوموار ہے نہ کہ ہفتہ۔ میں نے عرض کیا ”یوم الاثنين“ کے لفظ کے اندر دونوں طرح کے مفہوم پائے جاتے ہیں۔ اس کے عام معروف معنی تو سوموار کے دن کے ہیں۔ یمن اشعین اور یوم کی اضافت کی رو سے اس سے مراد دو سوموار سے تعلق رکھنے والے دن کے ہیں اور وہ دو سوموار المصلح الموعود کا تولد اور خلافت ہیں۔ جن کا تعلق شنبہ یعنی ہفتہ سے ہے اور اگر دوسرے تائیدی قرائن مثلاً مصلح موعود کے اسماء مبارک میں سے محمود، فضل، اصل عمر، شیر مانی، کلمۃ اللہ، عالم، باب، فیہ دو کو سامے رکھتے ہوئے سیدنا حضرت طہیۃ المسیح ثانی ید اللہ بنصرہ والہ عز و جل، اسات صفت اور افعال پر روشنی ڈالی جائے تو آپ ہی

مصلح موعود کی پیشگوئی کے مصداق سمجھتے ہیں۔

وردِ شنبہ کے ساتھ مبارک کائنات اس لئے بڑھایا گیا ہے کہ ہفتہ کا دن زحل ستارے سے نسبت رکھتا ہے جو ”مان ہفتہ“ کا ستارہ ہے اور مان بن علم نجوم اسے ”سارے ستاروں کی بہت جالی“ و ”قہری تخلیقات“ کا ستارہ قرار دیتے ہیں اور قہری حیات سے تعلق رکھنے کی وجہ سے اسے منحوس قرار دیتے ہیں۔ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب ”تحفہ ہلوڈیہ“ کے صفحہ ۱۸۰ تا ۱۸۳ میں حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کے ضمن میں ستاروں کی اس تاثیر کا ذکر فرمایا ہے۔ ورنہ المصلح الموعود کا ایک صفاقی نام ”عالم کباب“ ہی ہے۔ جس کے تعلق حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:-

”عالم کباب سے یہ م“ ہے کہ اس کے پیدا ہونے کے بعد دنیا پر ایک سخت تباہی آئے گی۔ کوپا دنیا کا خاتمہ ہو جائے گا۔ اس وجہ سے اس لڑکے کا نام عالم کباب رکھا گیا۔ غرض وہ لڑکا اس لحاظ سے کہ ہماری دولت اور اقبال کی رزقی کے لئے ایک نشان ہوگا بشیر اللہ کہلائے گا۔ اس لحاظ سے کہ مخالفوں کے لئے قیامت کا نمونہ ہوگا عالم کباب کے نام سے موسوم ہوگا۔“ 40

یہ جالی شان زحل ستارے کی نسبت سے عالم رزقی ہے کہ مصلح موعود کی پیدائش و رغبت ہفتہ کے روزی مقدس تھی، ورنہ ناکہ جمیع کے نزدیک یہ ستارہ نجس سمجھا جاتا تھا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ”مبارک“ کائنات الہام میں رکھنا کہ یہ عالم ہو کہ المصلح الموعود کا۔ جو جالی شان و قہری نشانات رکھنے کے باوجود بہت ہی پائے کثرت اور محبوب رحمت ہے۔

یہ بیان سن کر میری ماں کو صواب آئے کہ اچھا اب معلوم ہوا کہ ”شنبہ“ سے یہ مراد ہے۔ میں نے کہا کہ یہ تاویل میں ہے آپ کی توضیح کے مطابق کی ہے ورنہ ہو سکتا ہے کہ سیدنا المصلح الموعود یہ دہندہ تعالیٰ کی رحمت کی کئی دہات میں کوئی عظیم الشان نشان سہوار کے دن ظہور میں آجائے۔ چنانچہ الہام ”یوم الانیس و فتح الحیس“ 41 سے معلوم ہوتا ہے فتح حنین کے دن پکوں عظیم الشان نشان سہوار کو ظہور میں آئے گا۔ اور نہ کروں ۱۱۳ پر اس طرح مرقوم ہے:-

”بعالم شرف چند ورق ماتم میں دے گئے“ اور ان پر تھا ہوا تھا کہ فتح کا شمار

بیٹے۔ پھر ایک نے مسکرا کر ان دوقوں کی دوسری طرف ایک تصویر اٹھائی اور کہا کہ  
 ”دیکھو کیا کتنی بے تصویر تمہاری“۔ جب اس عاجز نے دیکھا تو وہ ان عاجز کی تصویر تھی  
 ورنہ پڑھا کہ تھی مگر نہایت رعب ناک جیسے پہ سالار مسلح فتیاب ہوتے ہیں اور تصویر  
 کے یمن و یسار میں ”حجۃ اللہ اعلا“ و ”سلطان احمد مختار“ لکھا تھا اور یہ سو سو درکار روزہ  
 نمبریں ۱۳۰۰ھ کے تھیں۔

اس عمارت سے جو الہامی اور شفی ہے بہت سے مورخاں ہوتے ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ سو سو  
 کے دن کو سلسلہ عالیہ احمدیہ کی کسی فتح عظیم سے تعلق ہے جو بہت ہی مبارک ہوئی ہو سکتا ہے۔ قادیان کی  
 واپسی کا وہ جو قاتخانہ شان سے تعلق رکھتا ہے۔ سینا المصلح الموعود یہ وقتہ تعالیٰ کے بہت بڑے  
 کے ساتھ سو سو روایتی ہو، فتح کا آثار وہ سو سو کوئی ہے۔ واللہ اعلم باسرارہ

### دعوتِ مقابلہ

جناب مولوی محمد امجد ایم صاحب سیالکوٹی کے ساتھ میرے بار بار مناظرے ہوئے ہیں ۱۹۳۸ء  
 میں خاکسار سیالکوٹ میں مقیم تھا۔ مولوی صاحب نے اپنے ایک جلسہ میں مجھے مقابلہ کے سے پیش کیا۔  
 اور کہا کہ مرزا صاحب اور مرزائی قرآن کی عبارت صحیح نہیں پڑھ سکتے۔ ان کے اس ادعا کے باطل  
 ثابت کرنے کے لئے خاکسار نے مندرجہ ذیل ٹریف شائع کیا۔ جس میں یاسی شعر کا قصیدہ بھی  
 شامل کیا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے مولوی محمد امجد ایم صاحب نے سلسلہ کا دیار رب چھوڑا کہ وہ اس کے  
 جواب میں ایک شعر نہ لکھ سکے اور عام لوگوں میں سلسلہ حقانی حقانیت اور حقیت کا خوب تر پڑا۔

### دعوتِ مقابلہ

#### بسم الرقیم فی جواب دعوة لبراهیم

#### المصیبة العربیہ

مولوی محمد امجد ایم صاحب سیالکوٹی نے اپنی تقریر میں جو اپنے محلہ دارنہی یعقوب میں کی، بند  
 اور سے حاضرین کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ مرزا صاحب اور مرزائی قرآن کریم کی عبارت تک  
 پڑھنا نہیں جانتے اور پھر میرے امام کے مناظرہ کا نتیجہ کیا کہ اگر اس میں بہت سے تمیر سے ساتھ



متاخرہ کرے۔ یہ عربی قصیدہ ان کے اس قول اور اس غوث متاخرہ کا جواب ہے امید ہے کہ مولوی صاحب اس قصیدہ کے جواب میں بصورت قصیدہ اپنی عربی اثبات کا ثبوت دیتے ہوئے پبلک پر یہ واضح کر دیں گے کہ ان کا قول برعکس نہ ہند نام زنگی کا فوراً مصداق نہیں بلکہ ایک حقیقت ہے اور اگر میرے اس قصیدہ کے جواب میں مولوی محمد ابراہیم صاحب یا لکھنؤ کا قلم ٹوٹ جائے۔ اس کی دہات پھوٹ جائے اور اس کا کاغذ پھٹ جائے یعنی ہر طرح سے عربی قصیدہ جواب میں لکھنے سے عاجز ثابت ہوں تو ہم ہر وقت کچھ نہیں کہتے صرف اتنا کہ اب عرض کرتے ہیں کہ وہ آندو احمدی فرد کے متعلق ہر نیز ہمارے سید مولیٰ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق غلط بیانی کرنے اور لاف زنی سے پرہیز یا کریں کہ انسانی شرافت اور وقار ہی میں ہے۔

خاکسار نظام رسول رانیکی احمدی ٹریل سیا لکھٹ ۸ رتبہ ۱۹۳۸ء

اُشتم سیکرری احمدیہ یک فوک ایسوی اشن

- |    |                                |                             |
|----|--------------------------------|-----------------------------|
| ۱  | ایمان دعا منلی و بعد تعزلی     | الی البعث دعوة محبت مرزف    |
| ۲  | لتعلم انی فی مبادین بحثکم      | حصرث مرزرا عمد وقت الترف    |
| ۳  | فمرنا بنصر اللہ فی کل موطن     | علو با عدو الحق قر کمسلف    |
| ۴  | تعرّف قوۃ صلفنا و صلفنا        | ایحیی علیک مفازا غیر محتمی  |
| ۵  | جلبنا قلوبنا فی المباحث بعد ما | تجلت حقیقة امرنا بالتشرف    |
| ۶  | انسى جلالة ما بنا من مسيحا     | لا ابطال ما قنم له بالتعسف  |
| ۷  | رائى الناس انوار الصلوة بجلوة  | فاعافهم عصمت لصدق معرف      |
| ۸  | اكرم نران الله اية حربة        | ويومنا فيرفنا زادهم بالتائف |
| ۹  | و بارک فیہم من عجائب برکۃ      | بصر عربہ صانہم من مخوف      |
| ۱۰ | وقد اشرفت ارض باوار دتھا       | وانی لو طرا طیراھا کمشرف    |
| ۱۱ | وان ظهور الاحمسية اية          | وتعرفھا عین تراھا کمصنف     |
| ۱۲ | وان نداء الحق یعلو و یلمع      | ویحلب قلب البار کالمنصرف    |
| ۱۳ | وانا لسنور رسلا قونی رہا       | وقالک وعد اللہ فی کل مصحف   |

- ١٣ وقال وعينًا فيه خاب من افتري  
١٤ يا من يصول على الصلوق مكلمًا  
١٥ تفكر فان الصلوق بعد تفكير  
١٦ وان عراس الاحملية قد سما  
١٧ فليس يصيك ان تبرى الروز غالبًا  
١٨ سلكك مع سيف الفلاة تعاميا  
٢٠ وما عندكم شيء من العلم والهدى  
٢١ نعم سيحكم بالمعش يقلب غيركم  
٢٢ مكاء وتصلية بصبغة هرلكم  
٢٣ ايحى عليكم ما فعلتم بأحمد  
٢٤ وميتهم حجارا بالسباب وشيمة  
٢٥ كذا لك لما جاء ابن مسيحا  
٢٦ وللمرء من حسن الحصال قتله  
٢٧ وانا امرنا بالمصطبار نفوسنا  
٢٨ وللخلق احوال علينا الصبرنا  
٢٩ رئيسا مسيح الخلق ناب محمدا  
٣٠ له الدور دور الانبياء جميعهم  
٣١ فانا ورثنا السابقين هداية  
٣٢ ورقنا بمحمد الحق علما وحكمة  
٣٣ وموطن اقدم لنا فوق شاهق  
٣٤ ونحن نجوف الله في حرب خصنا  
٣٥ ومن كان ذا علم وفهم وفطنة  
٣٦ وقالوا نعم اذ قيل مات محمد
- أذلك مغيار الهدى غير مكفى  
بعين النفى ابصر ودع كل طائف  
لتعرف بالقوى على بهج عارف  
وشاهدت دوحنها باثمار منصف  
ولا ان بيد الحق ظلما كمنصف  
وسحر بالروبر كالمنصف  
وما من أدلة ما ادعينكم كمسرف  
ورمى الحجارة من حجارة طائف  
فذا لك من اخلاق قوم مخضب  
اداء بلديكم كصيف مصف  
كان رسول الله حل بطائف  
الكرام صيف عندكم بالتعصف  
وصبر وحلم بعده بالتلطيف  
كانا خلقا للتصير فاصطف  
وذكر رضى المولى لنا من محب  
بشارة فيمن منه للمتبهف  
له النور نور الرسل للمتشرف  
ومورا وعرفا لعين المعارف  
وجلبا متاعا من تليد ومطرف  
وحرب الدولنا لرغم المرافف  
لافساء رجل المبطلين بمنصف  
ليعرف عند النظر قول المحرف  
لموت المسيح تهيظوا بالترقف

- ٣٧ مخاطب ابراهيم في الوقت باصحا  
٣٨ صرفت المساعي في حيات ابن مريم  
٣٩ لا كلمت اطراء بعيني مويدا  
٤٠ علموا اطراء لعيسى التمسرو  
٤١ وما عجباً للبعض مثلك للذي  
٤٢ وان حيات المصطفى بافاضة  
٤٣ فاني لعيني مثل فيض محمد  
٤٤ فمن هو حي ثم محي لمرمد  
٤٥ ومن مات حيا لم مات مودعه  
٤٦ وان لابراهيم شعلا بشعفه  
٤٧ اله الصاري لا تريد مماته  
٤٨ واسم سمي خليل رب ميوهم  
٤٩ احير لملك ما اربى مودحا  
٥٠ ومخاطب حمما في الخطابة حادعا  
٥١ وفي المستندى باديتا متحليا  
٥٢ فليتب دعوتك التي تبغى بها  
٥٣ فان كتب شيئا فان مصار فتك  
٥٤ لسان كتاب الله للبحث احذر  
٥٥ ودعوك ابراهيم خاصا لدعوتي  
٥٦ واني دعوت كما دعوت مخاطبا  
٥٧ كتبت رسائل ثم اكتب معلما  
٥٨ فحرك برحك راقما بناعيا  
٥٩ واني نظمت قصيدتي هذه لمن  
عليك بمظور الحق كالمعترف  
ومن مات حيا كيف يحيى لمرحم  
لشرك المصاري اذ عيت كاسف  
ابعد التسلم قد ضللت كمسرف  
انما ميحا مرسل كالحلائف  
الي احر الدنيا بغير الحلف  
فيا عجباً من شر عكس مظف  
يعولون ذاك ميت بالحجاف  
يقولون داعي الي الان فاقف  
لعيش ابن مريم دائما برحارف  
وتذكر موت المصطفى كالسحب  
فترحمي لبر فيه كالمنشرف  
ودمتمنا كالمردري بتصف  
وباديت تجهيلا لبا بالتصحب  
وحقرتنا متعلبا بالتطرف  
صراعا لصرعك رمب كالشمس  
لائبات دعوى العلم في لمن مصحب  
ففيه باحث كل من ذاك بمظفي  
بما قد دعوت ماطرا بالتكف  
فذاك دير فادح من مكلف  
حناءك مشرة اختيار لموقف  
ومثلك حير لودعي فيفتفي  
دعاسي الي بحث ففقت بمرحمي

- ۶۰ فکسرب بالصرب الثلیل خداعہ بعصب الصلابة هارم الرور مردلی  
 ۶۱ وانی لمرحوب تلکد بالهوی یقابل ضرغاماً له صرع متلف  
 ۶۲ احاطب ابراهیم هاب قصیده کظمی لالاهب و حوم الحنف  
 ۶۳ فاطلب مک نظیرها محلیا فلا سیرن کشمیت و مجوف  
 ۶۴ و ان سانی بالمظم مثل قصیدی فاکسر الفلامی لمتک بالکف  
 ۶۵ و یاتی زمان یکشعر حقیقة لمحمد الصدوق ودلة المتصلف  
 ۶۶ فاعلم انک ماهف بنحیب فسر هفی بک حسره بالناسف  
 ۶۷ و انا کسربا مرلماً لک حجة فان کنت تقدر فاکسر لا تغیر  
 ۶۸ و ان تعجزن عما طلبنا فعبره لمتک مما فمت کالتصلف  
 ۶۹ وانی علام للرسول محمد و خادم احمد حمسی بالحوارف  
 ۷۰ و احبر دعوی ان الحمد کله لرب الحلان کبها کالمحقق  
 اس قصیدہ کے ۸۲۔ اشعار تھے اس وقت بخوف و نواست بہ اشعار کہے گئے ہیں۔ صل  
 ٹرینٹ میں شعراء کا ترجمہ بھی دیا گیا تھا جو اس وقت چھوڑ دیا گیا ہے یہ اشتہارہ رٹرینٹ اخبار فاروق  
 میں بعد میں شائع ہو گیا تھا۔

### ذکر محاسن حضرت میر محمد اسماعیل صاحب

حضرت میر محمد اسماعیل صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات پر خاکسار نے ایک مرثیہ فارسی ربوٹ  
 میں لکھا تھا جس کے مابعد کے قریب اشعار تھے ان میں سے بعض اشعار بطور نمونہ درج دیئے گئے  
 جاتے ہیں:-

میر	صاحب	محمد	اسماعیل	آنگہ	مے	پور	بھو	ہی	علیل
آنگہ	سید	سند	بنی	بنی	ار	بی	فاطمہ	شریف	نمیل
وصف	و	ار	پیاں	نی	کجہ	ر	پالش	کشمیت	بالتنصیل
بالتش	طقت	بہر	انہ	ار	ات	و	متصف	یوسف	جمیل

قدسیوں را شدہ بخش منزل  
 شوق و دہش ہمہ پذیر خدا  
 درد درد پہ چشم او مرآت  
 منزلی قدس بود منزل او  
 عاجز را مہربانی ۱۶۰  
 علم و فضل و فیض مائے قدس  
 عارف نکات مائے سر نہاں  
 در تصوف نہش بلند پایہ  
 زہد و تقویٰ و صدق و عشق و حلوس  
 ریح العلم عاشق قرآن  
 ز فکر پہ خرویں مدام  
 یادگارش ہے تمام این حا  
 ر گزشتہ کی "آپ بقی" نام  
 ہر خلق خدا شفیق ہے  
 یک طرف عارفان پہ ہمیشہ مست  
 مونس خلق و مشفق و ہمدرد  
 سلاطین را عہدہ دست کرم  
 مدد رہ بود با ہمہ سب  
 کج خلوت پسند و تنہائی  
 ذوق پوش ہے ہے عوالت  
 یہ "دریم بریم" "در حیب"  
 ہر ہمشہ عملہ رن پہ چشم عشق  
 صاحب کشف بود عالم حق

عارفان را برسم "سبیل  
 مست تقدیس و نحو در حیل  
 ہر روئے نگار بچہ دلیل  
 ہر زبانش حقائق ز تنزیل  
 زرداں را برمد و ہمیش  
 مہبط نور مائے رب حیل  
 کاشف راز مائے در تاویل  
 سس او پاک تر زم تسویل  
 نجیب با ثناء و وصف جمیل  
 بقہ خلوت سماعت و تنزیل  
 در جمعیت حق قلوب و نیل  
 در کتاب "کشف تنزیل"  
 علم و شرف عجب مائے قیل  
 ہاشمہ فیض عام و عمیل  
 یک طرف در عبادت خلق میں  
 نعمتدار ہمہ عزیز و ذلیل  
 "دست" در کرم عریض و طویل  
 بقہ ستارہ ارشاد ہے قیل  
 در برائے اجل و سبیل  
 با تضرع پہ پیش رب حیل  
 یاد "دریم" مار عشق حیل  
 سونت جاں پہ عشق رب حیل  
 عارف فیض قرب مثل بریل

در اطاعت نمونہ ہر مطیع	یا مطاعے با اتحاد و تخیل
در تصوف یگانہ و یکتا	در تعرف بہوت تحصیل
بالغ اطلاق و حامی ملت	ہر انیا و یں بہ فیض کسب
خدا بہ جوش ہر از	در حرم قدس نقب و خیل
مسیح مطیع نور	مظہر انبیاء و شیخ نبیل
با مسیح جان نسبت داشت	پوں بہ احش شد مسیح طیل
وہ لاش جوتو احش	یافتہ عزتے بعد تحصیل
وہ صد کہ ایں چنین محبوب	شد مفارق رہا ہوت تخیل
سالی رحلت بہ میم و معطرش	ماہ شعبان و جمعہ روز رحیل
با تاملے	رضا
مومنوں	رضا

## عرش الہی

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد سعادت کے آخری ایام میں مجھے کئی طور پر روحانی یہ کرینی تھی اور آسمانی بلند یوں میں بہ اذکرہ الایا میں نے دیکھا کہ ایک شخص جو میرے ساتھ کھڑا ہے مجھے کہتا ہے کہ عرش کیا ہے اور اس کی حقیقت کیا ہے۔ میں نے سے کہا کہ آپ میرے ساتھ چلیں میں آپ کو عرش دکھاتا ہوں چنانچہ ہم دونوں نے پروردگار شہادت کیا اور ساتویں آسمان سے کہہ کر ہم اپنے نکل گئے۔ وہاں پر ہمیں ایک کرسی تھی جس کے نیچے شفق نورانی جو پچے سے نظر آ رہی ہے عرش کی ہے تب میرے ساتھی نے کہا کہ ہم عرش کو، پر سے بھی دیکھنا چاہتے ہیں اس کے بعد آسمان پر ہم گیا۔ سمجھتے ہیں کہ ہم عرش کے اوپر کی طرف ہیں، مگر ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہم عرش کے کنارے پر کھڑے ہیں اس جگہ سے ہمیں عرش کے وسط میں ایک تہ نور نظر آتا ہے جس سے ہدایت یہ شعاعیں نکل رہی ہیں کہ تمہیں ان کی تاب نہیں لاسکتیں۔

میں نے اپنے ساتھی سے کہا کہ چلو اس جلوہ نما قہر کو قریب جا رہے ہیں میرے ساتھی نے "گے جاے سے معذوری کا اظہار کیا۔ تب میں نے کہا کہ اگر آپ نہیں جانتے تو نہ جا میں سین میں تو قریب

جا رہے تھے گا اور حضرت رب العالمین کی ضرورت زیادہ تر کروں گا۔ پھر میں اس قبیہ نور کے قریب پہنچا تو نیا دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سیدنا حضرت محبوب الودود کی شکل میں جلوہ نما ہے جس کے بعد میری کشفی حالت جاتی رہی۔ اس کشف کے چند دن بعد ہی سیدنا محمود مسند خلافت مانیہ پر رونق افروز ہوئے۔ اللہم انکھروا کھرو

### بیٹا اور ملازم

میں ملازم کی حیثیت جداگانہ ہوتی ہے ملازم اور خادم اپنے آپ کا مالک کا کام محض مدت اور تنخواہ کے لئے کرتا ہے اور اس کو اپنے مفوضہ کام اور مزدوری کے لالچ کے سوا اپنے آپ کا سے اور کوئی سروکار نہیں ہوتا یہن میں ملازموں اور خدام سے بہت مالا حیثیت رہتا ہے و خود طور مالک اور مختار کے ہوتا ہے۔ بے شک وہ اپنے مقررہ فرائض اور کام کے اوقات کی بھی پابندی کرتا ہے یہن مزاد اور ملازم کی طرح یہ نہیں ہوتا۔ کہ مقررہ کام اور اوقات کے بعد اس کا اپنے باپ کے ساتھ کوئی واسطہ نہیں رہتا بلکہ وہ بطور مختار مالک کے اپنے باپ کے کام اور سرمایہ کے نفع و نقصان میں شریک اور اپنے باپ کی بیوی کی خیر خواہی اور محبت کا اپنے آپ کو ہر طرح دھندلے اور مستحق سمجھتا ہے اور اپنے باپ کے کام میں پیو و نفع و نقصان کو اپنا کام سمجھتا ہے اور نفع و نقصان سمجھ کر شب و روز تندی کے ساتھ خدمت میں مصروف رہتا ہے جس کے مد نظر باپ کی خوشنودی و رضا اور اس کی خیر خواہی ہوتی ہے اور وہ ہر کام میں اپنے آپ کو باپ کے تمام مقام سمجھتا ہے نہ اس کو تنخواہ کا لالچ ہوتا ہے اور نہ مزدوری و انعام کی خواہش۔

بیٹے کا باپ سے ایسا گہرا تعلق ہوتا ہے کہ ملازموں اور خادموں کو اس کا شکر و تحسین بھی حاصل نہیں ہوتا۔ بیٹا اپنے باپ کی جائیداد بلکہ اخلاق و عادات اور صفات کا بھی وارث ہوتا ہے وہ رات دن اپنے باپ کے کام میں مستغرق رہنے کے باوجود کسی مزوری کا عتاب نہیں ہوتا بلکہ اس کو اپنے سے مہذب و جنگ خیال سمجھا جاتا ہے۔ اوقات و ملازموں سے نفی سمجھا دیا و کام کرتا ہے لیکن پھر بھی کوئی تہمت و عتاب نہیں آتا۔ یہ تو یہ سمجھا جاتا ہے کہ جو کچھ اس کے باپ کا ہے وہ سب کچھ اسی کا ہے اور یہی اس کا وارث ہے۔ جس باپ کی خوشنودی و رضا اس کے لئے ہر ہر بات کو اس سے بڑھ کر ہوتی ہے۔

یہی وہ بات ہے جس کے پیش نظر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَاءَكُمْ اَوْ اَشْدَّ ذِكْرًا لّٰعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ اللّٰهَ کا ترانہ باپوں کے، ترکِ طرح نہ ہو۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر۔ کیا تمہارے اعمال اور عبادت کا اصل مقصد من بشریٰ نفسہ افساد موصاف اللہ 42 کے رہے اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول ہونا چاہیے جیسے بیٹے باپوں کی خوشنودی کے لئے عداوت بجالا تے ہیں۔ انی طرح عامحان و ہر اللہ کے لئے سب نعمتوں سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی رضوان اور خوشنودی ہے جس کے سامنے جنت کے نعماء بھی بچا ہیں۔

اس میں کچھ شک نہیں کہ قرآن کریم میں مومنوں کی ایک قسم کا ذکر ہے جس کے تعلق معہم اخر الکامین 43 کے الفاظ استعمال فرما رہے گئے ہیں یعنی ایسے مومن اللہ اور مزاوری کے لئے اللہ تعالیٰ کے صوموں کو بجالا تے ہیں اور نعمائے جنت کو طور پر اور اللہ کے حاصل کرتے ہیں یمن اہل اور بند مقام انہی لوگوں کا ہے جن کے مد نظر صرف اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی ہے اور وہ شخص اس کے حصول کے لئے اپنا سب کچھ فدا کر دیتا ہے۔ جتنے ہیں جب یہ مطابق استواری تھیں، تین پر اللہ تعالیٰ کی رضا اور اقا کو ترجیح دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ہی ان کو تمام دنیا پر ترجیح دے کر پٹی محبت اور رضا کے لئے نہن لیتا ہے چنانچہ انہی معنوں میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بہا فرمایا کہ

اَللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ 44 یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام چیزوں پر اختیار کر دیا۔ اللہ تعالیٰ ان عاشقان و ہر اللہ میں آپ کو بھی شریک کرے۔ آمین

### لاہور کی ایک مجلس میں سورہ کوثر کی تفسیر

سیدہ حضرت علیہ السلام علیہ السلام المل رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد کے عہد سعادت میں میں لاہور میں مقیم تھا کہ عید المیلاد کے موقع پر جناب خلیفہ ثناء الدین صاحب (برادر کماں حضرت) کہ حلیفہ رشید الدین صاحب کی صدارت میں ایک جلسہ کا انعقاد ہوا۔ جس میں جماعت کی طرف سے خاکسار اور خواجہ مال الدین صاحب مرحوم کی تقریریں بھی گئیں۔ اس جلسہ میں خاکسار نے بعض باتوں کی خواہش پر سورہ کوثر کی تفسیر بیان کی اس کا خلاصہ ذیل میں اب کے لئے تحریر کیا جاتا ہے۔

( ) عربی زبان میں کوثر اور شیش کے الفاظ شریعت کے معنوں میں پائے جاتے ہیں۔ لفظ کوثر



یہی ثبات پر ولایت کرتا ہے جو خفی اور ثار میں نہ آئے چنانچہ ایک شاعر نے اپنے ممدوح کے تعلق  
نہیں معنوں میں یہ دونوں الفاظ استعمال کئے ہیں۔

والت کثیرا بس مروان طیب

وکان ابوک اس الفصائل کوثر

یعنی ے ابن مروان تو بھی مکثات فضائل رکھتا ہے اور یہ بات اچھی اور پسندیدہ ہے لیکن تیر  
باپ بن الفصائل کی شان رکھتا تھا اور اس کے فضائل اس قدر زیادہ تھے کہ دوشار میں نہ کہتے تھے۔

(۲) سورہ کوثر میں اللہ تعالیٰ نے کوثر کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے طور عطیہ و سر فرمایا

ہے۔ ما عطینا کے فقرہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے جع مستقام کی نصیب استعمال فرمائی ہے اور نصیب

خطاب جس کے مخاطب اصحاب رسول کریم حضرت سیدنا مولا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں و حد

استعمال کی ہے کوثر کے معنی حد میث میں دھیرا و الحسد یعنی حسد میں ایک نہ بھی فرمائے گئے ہیں

بعض حدیثوں میں اسے حوض بھی لکھا گیا ہے۔ بعض صحابہ سے یہ مروی ہے کہ کوثر سے مروی میں

جماعت آدمیوں کی مشیت ہے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بحر سے مروی ہمارے وقت

ماحول کو سینے پر باندھنا اس طریق پر کہ ہمیں اپنا اور ہمارے بیٹے ہو بھی یا ہے۔

ابسر کے معنی مقطوع النسل کے ہیں اور اسے ایسا شخص مراد ہوتا ہے جس کے بعد نہ اس کی کوئی

اولاد ہو نہ جائزین اور نہ سر ایسے شخصوں کو بھی کہتے ہیں جو ہر طرح کی خیر و برکت سے

بے نصیب ہو۔

(۳) فَضْلُ لِرَبِّكَ وَالْأَخْرُ کے فقرہ میں ہمارا قرآنی کے لئے حکم دیا گیا ہے۔ جیسے قل ان

صَلَاحِیْ وَنُصْکِیْ وَنُحْیَیْ وَنُحْیَیْ وَنُحْیَیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ 45 کے الفاظ میں شریعت پانی جاتی ہے کہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہمارا نمونہ ہے اور آپ کی قربانی موت کا نمونہ و رنگ رکھتی ہے

اور آپ رب العالمین کی شان کو اپنی نماز و قربانی سے ظاہر کرنے والے ہیں اور ہر حالت صبر و دیر

میں اللہ تعالیٰ کو ہی حمد کی کاسب ہے نہ اور اپنی مقصد سمجھتے ہیں۔

و نماز کے ہر رکن کی قیام و حرکت کے وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر و محض اس مطلب کے ظہار کے سے

ہے کہ جس طرح نماز کا نقطہ مرکزی اللہ تعالیٰ ہے اسی طرح انسان کی زندگی عبادت کی حیثیت میں

گزرتی چاہیے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا ہوا ہر وقت اس کے سامنے رہنا چاہیے اور کامل علم و معرفت کے ذریعہ روح اور قلب کے اندر اللہ انیر کی شان کا پورا احساس ہونا چاہیے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے آفتاب حسن کے سامنے دنیا کا ہر حسن ایسا ہی بے ثمر و محسوس ہو۔ جیسے سورج کے جلوہ نہروں کے مقابل پر ستارے مستور اور بے ثمر و بوجہ جاتے ہیں۔ انی طرح اللہ کبر کی شان پر عظمت و ہمت و حکومت و محبت و قربت کے اعتبار سے سب محبوبوں پیاروں رشتہ داروں و رحاکوں و ربوہ شاموں سے زیادہ شامہ ارحموس ہو اور لا الہ الا اللہ کا وہ تصور جو سید ولد آدم حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش فرمایا اور اپنے پاک نمونہ سے ظاہر کیا ہے وہ ہر وقت سامنے ہو یعنی ہر جگہ و ساری جگہ ہے و بے سر و سامانی میں خدا تعالیٰ کی قدوس ذات ہی سب سے بڑھ کر محبوب و مطلوب و مقصود ہو۔ پھر ہمت و حکومت اور جاہ و حشمت کے حصول پر بھی عملی طور پر لا الہ الا اللہ کا نمونہ اپنے اصحاب و افعال میں ظاہر ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لا الہ الا اللہ کے مقصد کو مد نظر رکھتے ہوئے دنیا میں اللہ تعالیٰ کی توحید و تہجد و تہجد و تسبیح و تہلیل کو قائم کیا اور اس سے دنیا سے غرہ شک و رفسق و تجور کی گندگیوں کو ماریا۔

(۴) پس فصلی لربک و انسحر کی آیت اپنی حقیقت کی راہ سے سانی زندگی کے متعلق رہنمائی ہے اور و انسحر کا فقرہ حقوق الہیہ اور شفقت علی خلق اللہ کی مثال اپنے اندر رکھتا ہے اور اسلام کی تعلیم کا جو حاصل آیت ہلنی من اسلم و وجہہ للہ و هو محسن میں پیش کیا گیا ہے یعنی یہ کہ مومن انسان خدا تعالیٰ کا کامل مطیع و منتقل و فرمانبردار ہو اور مخلوق خدا پر خدا بہ رحم و شفقت احسان کرنے والا ہو وہ بھی انہی معنوں میں پایا جاتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح لوگوں کے لئے اپنے جذبہ رحم و شفقت کا ظہار فرمایا اس کا نمونہ قرآن کریم کے ان الفاظ میں پیش کیا گیا ہے لعلک باحی نفسک الا یکووا مومنین یعنی جسو صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کی ہدایت اور اصلاح کے لئے اس قدر نفس کشی و مرجان توجہ و تہجد و تہجد و تہجد میں لاتے ہیں اور مضطرب و عواست کرتے ہیں اور یہ شب و روز کے مجاہدات میں خدا تک پہنچ جاتے ہیں کہ خالق ذات خود آپ کو مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ یا تو اپنی جان کو اس مہر سے ملا کر کہہ گا کہ یہ لوگ راہدایت کو اختیار کرنے سے یوں محروم ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کی ستر باقی کا ذکر و سحر کے اتناظ میں پایا جاتا ہے۔ یعنی حرام و منظر اللہ عاؤں کے جوہر نماز میں حضور کی طرف سے کی گئیں آپ تبلیغی مجاہدات اور کوششوں سے لوگوں کو جوہر شرک کی تلویکوں میں پھنسے ہوئے تھے، ایمان اور ہدایت کی طرف لائے اور اس راہ میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہر قسم کی مخالفتوں پر کھامیوں اور افتہ پر، ازیوں کو برداشت کیا۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اس تعلق میں یہ خوب فرماتے ہیں۔

دعوت ہر ہرزہ کو کچھ خدمت آساں نہیں

۴۶ قدم میں کوہ ماراں ہ گذر میں اشت خار

(۵) سورہ کوثر کا دوسری آیات سے تعلق۔ سورہ کوثر کا ماقبل اور مابعد کی سورتوں سے گہر اور بڑا تعلق ہے۔ اس سورہ سے پہلے سورہ الماعون ہے جس میں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ لوگوں کو چاہیے کہ اس رب الہیت جو اللہ تعالیٰ ہے، کی عبادت کریں جو عہد اللہ کی مسابگی میں رہنے کی وجہ سے اس کی پرورش نہیں کرتا بلکہ جب موسم سرما و موسم سرما میں تجارتی کاروبار کے لئے سفر پر ہوتے ہیں تو اس کی جو کم کی حالت میں کھانا مہیا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ ان مکہ والوں کو محض عہد اللہ کی حرمت و حرمت کی وجہ سے لوٹ مار و نیمہ د سے امن میں رکھتا ہے۔

ہیں یہ دیوی فوام کے حاصل ہونے کی وجہ سے یا اس لوگوں کے لئے نہ ہری و مناسب ہیں کہ جس رب الہیت سے اپنے گھر کی عظمت اور حرمت کے طفیل ہمیں ہر طرح کے فائدے پہنچائے تھے وہ اس کی عبادت اور پرستش کریں اور اس کے مسکین بندوں اور یتیموں کی اس مہربانی کی حالت میں ہمدردی اور امداد کریں یمن اسوں سے ایسا نہیں یا بلکہ اس حد کو جو فائدہ کعبہ کا رب ہے چھوڑ کر بت پرستی اور حسام پرستی کے گند میں ملوث ہو گئے اور اس دین کو جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر حق کے ذریعہ تفوق اللہ اور تفوق الہیاء کی تعلیم دینے کے لئے جیسا، جنائے کے درپے ہوئے اور ان کی حد کی حالت یہاں تک گر گئی کہ وہ بے کس و بے بس یتیموں کو دیکھتے ہیں سے بھی بار نہ آئے۔ اور ان کے نام پر جو رسوم عبادت وہ ادا کرتے ہیں وہ محض ریاکاری اور ہمارے غفلت حرکات ہیں اور ان کو حضور قلب حاصل نہیں۔

سورہ الماعون میں جو تفصیل حق اللہ اور حق الہیاء کی کوئی کے تعلق بطور مثال پیش کیا ہے یہ نمونہ محض ہے صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت عرب اور اس کے مقامات پر پایا جاتا تھا۔ جب

حد م کعبہ کی یہ حالت تھی جو حضرت امیر انیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کی اولاد میں سے تھے یعنی اس مقدس ہستی کی اولاد میں سے جو حنیف اور مساکین میں المشرکین کے وصف سے متصف تھی اور جس کی مہمان نوازی کا تہ کر وہ اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا ہے تو اور سے جاتوں اور ملکوں میں سے والوں کے اخلاق اور اعمال کا کیا حال ہوگا یقیناً ان کو ظہر الفساد فی البر والبنور [47] کے لفظ میں ہی درست طور پر بیان کیا جاسکتا ہے۔

حضرت امیر انیم علیہ السلام تو اجنبی مسافروں کی مسماں کرنے میں اعلیٰ نمونہ دکھانے والے تھے یمن میں اولاد کی حالت یہاں تک بُری تھی کہ ان کو قیدیوں اور مسکینوں کی حالت زار پر بھی رحم نہ آتا۔ یہ لوگوں سے یہ امید کس طرح کی جاسکتی تھی کہ وہ کعبہ اللہ میں حقیقی نماز جو سہو و غفلت اور ریاکاری سے لودہ نہ ہو ادا کریں گے اور اپنے مال سے فریضہ زکوٰۃ کو بجالائیں گے یا کسی اور خیراتی کام میں حصہ لیں گے۔

جب دنیا میں عموماً "رکۃ والوں میں خصوصاً غریبوں کے ربد اعمالی اور بد اخلاقی کی مسموم ہو میں چھیں تو اس مغماسہ کی اصلاح کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت سید ولد محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان اسلام کو بھیجا جو اپنی مسیحیت کے ساتھ سے کوثر ثابت ہوا اور مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے سدا بعد سلسلہ نبوت کے فیض کا حامل بنا کر اس کو پیشانی بتایا اور کوثر کے انعام سے نوازا۔

مرآن شامک ہوا لا بنو کے الفاظ میں کوثر کے بعد سے کے مقابل پر اسلام و حق اسلام مدیہ سلام کے دشمنوں کے اہل ہوئے کا عید پیش یا چننا چہ بخندت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اس عادت سے روحانی اولاد دعا فرمائی کہ سارا عرب، عراق، ایران، فارس، شام، مصر، رومی اور ہر ممالک آپ کے پیچھے سے ہر گئے یمن جو جہل کا جو آپ کے دشمنوں کا سرمنہ تھا کوئی نام نہ نہ آن دنیا میں نظر نہیں آتا۔ بلکہ اس کا اپنا صلیبی بیٹا مکرہ بھی آخندت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد میں آکر حضور کی روحانی اولاد میں شامل ہونے کو ہی اپنے لئے باعث فخر سمجھتا تھا۔

سورہ کوثر میں کوثر کا وعدہ ہے جو یا اور اثرات فی نعمتوں اور کامیابیوں پر مشتمل ہے اور اس کے حصول کا رمیہ فصل لربک یعنی خالص اپنے رب کے لئے مار پڑھنے کوثر ریا کیا ہے یعنی یٰ اے جس میں وبل للمصلیٰ اللہ عنہ صلاحتہ ماہون اللہ ہم ہر اے [48] کا

رنگ نہ پایا جاتا ہو۔ وہ نماز نالغص اپنے رب کے لئے ہو جو اس کے بے پایاں احسانات کو بار بار دہن میں لائے اس کی ازلی و ابدی محبت کا احساس کر کے اور اس کی عظمت کو مد نظر رکھ کر دیکھی جائے، جس کے ساتھ عملی طور پر مخلوق خدا کے ساتھ رحم و شفقت کا سلوک کیا جائے اور اس غرض کے سے قربانی پیش کی جائے اور ایسے طریق سے بچا جائے جس کا سورہ المعوودہ کے لفظ میں سورہ الماعون میں آیا ہے۔

(۶) فصلی لربنک و اسحر کے یہ معنی بھی ہیں کہ چونکہ کوڑ کا عطیہ کامل شکر نعمت ہے اس سے اس کے ملنے پر بطور شکر کے نماز پڑھنے کا حکم ہے اور یہاں پر نماز سہو و ریا و اہلی نماز نہیں جس کا سورہ الماعون میں آیا گیا ہے بلکہ وہ مخلصانہ نماز مراد ہے جو اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کو مد نظر رکھ کر دیکھی جائے۔ رب کے لفظ سے اس طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ جس طرح دنیا میں مساکین کا عام دستور ہے کہ جن لوگوں کی مدد ربوبیت کرتا ہے، جو اس کے کہ وہ سامان ربوبیت بھی دراصل اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے مہیا ہوتے ہیں ان سے اس ربوبیت کے عوض میں خدمت چاہتا ہے۔ مثلاً چاہے ماحبوب، ماحبوب یا ملازموں سے اور کم از کم چاہے کہ مجاہدین، غزوات، فوجت اور مخالفت کے اس وقت کا ظہور بطور شکر یہ یا جائے کہ فلاں صاحب بیمار مریض ہے اور عملی طور پر بھی اپنے محسن کے احسان کا ممنون ہو۔

اللہ تعالیٰ کی محسن ہستی تو ایسی محسن و مربی ہے کہ انسان کے ہونا کا وہ ذرا اس کا مرہون و مرہون ہے۔ ہرگز نہ انسان کے وجود کا قیام و بقا اسی محسن اعظم رب العالین کے نواہ و تقاسم کے فائزات کے ماتحت رونما ہو رہا ہے، پس جب ایک محسن انسان جو عارضی و نسبی نامہ و پہنچاتا ہے، کے تعلق پر حسن محسن کے دل میں محبت اور خلوص پیدا ہوتا ہے تو خیر السراحمین اور خیر المسحسینین خدا کے تعلق محبت اور اخلاص، عقیدت اور تظاہر کے جذبات سے قد ریزہ ہوئے ہونے چاہئیں۔

(۷) سورہ الکود میں سکوندر "درا بنسر کے الفاظ میں جو پیشگوئیاں ہیں ان میں سے سکوندر، ملی پیشگوئی آپ کے اور آپ کے بہتوں کے اور ماننے والوں کے تعلق ہے اور بنسر کی پیشگوئی آپ کے دشمنوں اور مخالفوں کے تعلق ہے۔ آپ کے دشمن آپ کے تعلق یہ کہتے تھے کہ

بعد اللہ آپ ﷺ میں آپ کا سلسلہ آپ کی وفات کے بعد ختم ہو جائے گا۔ کیونکہ آپ کی زینہ ولادت نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس معنی کے جواب میں آپ کے لئے کوثر، ایسے جانے کی پیشگوئی فرمائی یعنی یہ آپ کا سلسلہ ختم نہ ہوگا بلکہ آپ کی روحانی اولاد آپ کی موجودگی میں اور آپ کی وفات کے بعد بھی بکثرت برہمے لی اور سلا بعد سلا ہو رہی ہے میں یہ سلسلہ بڑھتا رہے گا۔ چنانچہ سام کی تبلیغ جس جس ملک اور علاقہ میں پہنچتی ہے اور اب تک پہنچ رہی ہے اس سے جماعت مومنین بڑھ رہی ہے اور کافروں اور منافقوں کے لئے "میں ہی آ رہی ہے" دیا الکوثر اور اللہ تعالیٰ کی پیشگوئیاں ایک ہی وقت میں عظیم شہد طریق سے پوری ہو رہی ہیں۔ یہ سورۃ قلمہ میں مازل ہونی جب محضت صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت نہایت خطرے میں تھی اور آپ کے سلسلہ کی بڑائی کی کوئی ظاہر صورت نظر نہ آتی تھی پھر اللہ تعالیٰ نے اس اشارت کے ماتحت فتح نصرت کی ہوا میں چلا میں اور آپ کی زمین میں ہی آپ کو اپنے دشمنوں پر شہادت اور غلبہ بخش اور آپ کی وفات کے بعد آپ کے سلسلہ کو شرق و مغرب میں حارق عادت طور پر برہمے لایا اور آپ پر جان مار کرنے والوں کو دشمنوں اور منافقوں میں سے سمجھنے کی کھینچی کر لایا۔

اس عظیم اشاعت پیشگوئی کا وہ درجہ یہ میں سلا بعد سلا ہوتی ہے اور منافقوں میں پور ہونا اس قدر زیادت فرما، اور روح پرور ہے۔ آج احمدیہ جماعت کے درجہ سے جو تبلیغی جہاد دنیا کے ہر گوشہ میں ہو رہا ہے اور اس کے نتیجے میں سعید رہائیں اسلام میں داخل ہو کر حلقہ بگوشہ سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہو رہی ہیں اس سے الکوثر اور اللہ تعالیٰ کا بخارہ ایک درجہ بڑھ گیا، یا دیکھ رہی ہے۔ اس موقع پر سورۃ کوثر کے اور بھی بہت سے مطالب میں نے بیان کئے اور اس سورۃ کے مابعد کی سورتوں کے ساتھ تعلق بھی واضح کیا (یہ مطالب ہماری جگہ درج کئے جائیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ خاکسار مرتب)

## صبر اور صلوة

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **وَسْعَبُوا الصَّبْرَ وَالصَّلَاةَ** [49] یعنی صبر و نماز روزوں اور نماز سے مدد چاہو۔ صبر کی بہترین مثال رمضان المبارک کے روزے ہیں اس آیت

میں صبر کو صلوٰۃ پر مقدم کیا گیا ہے اور یہی طبعی ترتیب ہے۔ صبر کے معنی ضبط نفس اور منہیات و ممنوعات شرعیہ سے پرہیز کرنا ہے۔ ایک مریض جب کسی حادثہ غیب کے پاس آتا ہے تو وہ شعلہ اپنی کے سے اس کو بدیت کرتا ہے کہ اول وہ ان تمام معجزات سے بچے جو اس کی صحت کو زراہ کرنے کا باعث ہوئے ہیں ورمیں پرہیز اختیار کرے۔ اس کے بعد وہ ایسی اشیاء بطور "ویہ" ورنہ اس کے مریض کو دیتا ہے جن کے استعمال سے اس کی صحت بتر آئے اور اس کے جسم اور قوتی میں طاقت پیدا ہو۔ صبر پرہیز کا قائم مقام ہے "صلوٰۃ مقوی" اور نذرانہ کی قائم مقام ہے اور انسان کی روحانی صحت و رشد و ہدایت کے لئے اس دونوں میں عمل کرنا نہایت ضروری ہے۔

خدا تعالیٰ کا اصلوٰۃ سے پیلا صبر کو رکھنا اس سے ہے کہ ہمارے کو پہلے اپنے ناموں سے نام ہو کر اور کمزوریوں کو چھوڑ کر ہر قسم کے مموٹ اور غیر مشروط اعمال سے پرہیز کرنا چاہیے تاکہ اس کی تائید میں ہی طرح لذت و رغبت اور ملی حواس پیدا ہو جس طرح ایک تندرست انسان کو بھوک کی حالت میں کھانے کی لذت اور رغبت پیدا ہوتی ہے۔

قرآن کریم میں تَامِرُوْنَ بِالْمَغْرُوْبِ وَ نَهْیُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ [50] کے ارشاد میں بھی اسی مضمون پر روشنی ڈالی گئی ہے یعنی ایک طرف نیک کاموں کی تلقین کی جائے اور دوسری طرف بدیوں سے روکا جائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان احکام خداوندی پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

### بعض علمی لطائف بطور آغاز

تجسسی کام میں سوشل اور محاسنی تعلقات بہت مفید ہوتے ہیں۔ ملایم کے لئے ضروری ہے کہ وہ محاسنی مہم سے واقفیت رکھتا ہو۔ میں نے بفضلہ تعالیٰ اس طریق سے بہت فائدہ اٹھایا ہے۔ ایک عرصہ کی بات ہے کہ میں سلسلہ تبلیغ ملتان آیا۔ شہ کے قریب ہی ایک بانٹ تھا۔ جس میں شہ کے علماء و محققین مسند کے اپنے لئے اور دوسروں کے لئے انجمنی کا سامان بکھیرا جاتا تھا۔ میں بھی تبلیغ کی غرض سے ان علماء کی جن میں اہل حدیث اور اہل شیعہ ملا بھی شامل تھے، مجلس میں حاضر ہوتا۔ جس سے مختلف مسائل پر گفتگو کا موقع ملتا۔ ایک دفعہ مجلس میں بعض چیتائی کا غلبہ شروع ہو گئے۔ ایک صاحب نے مندرجہ ذیل شعر بطور چیتان کے پیش کیا۔

نخو کے عجم عجب اور کشور بندہ ستاں

پوشش بر نموے باشد نموے او بر انتخواں

اس کے تعلق میں نے بتایا کہ اس سے مراد آم کا پتہ چل ہے جس کے "پر کا پوست جو نظر آتا ہے اس کے نیچے صوف ریشے" اور تاریں بالوں کی طرح ہیں اور اس بالوں کے نیچے گھٹلی ہے جو تنخواں یعنی ہڈی کی طرح سخت ہے۔ چنانچہ زمان میں اس پتیلی کو اس الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔

دیکھو بھی یو قدرت رب ہی کیسے اس کے کم

بدیاں اٹھے دل جے دلاں اٹھے چم

ایک "صاحب نے مندرجہ ذیل شعر پیش کیا۔

یکے اپنے عجب عجم کہ شش پاے "م "م "م

عجب ترنم اداں "م "م میوں پشت "م "م

یعنی میں۔ ایک عجیب گھوڑا، دیکھا کہ جس کے چہرے اور "م "م میں "م "م عجیب ترید بات ہے کہ اس کی کمر کے درمیان "م "م ہے۔

میں نے اس کے تعلق عرض کیا کہ اس شعر میں ترانہ کی اصل کو پتیلی کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔ ترانہ میں "م "م یعنی پلڑے ہوتے ہیں اور چہرے نیچے ہیں یا رسیاں جو دونوں پلڑوں کے ساتھ ہوتی ہیں وہ گویا چھ پاؤں ہیں اور وہ کپڑے کا ٹکڑا یا دھاگوں کا کچھا جو ترانہ کی ہڈی کے درمیان میں پکڑنے کے لئے ہوتا ہے اس شعر میں اسے کمر کے درمیان میں "م "م قرار دیا گیا ہے۔

جب میں نے ان دونوں چیزوں کا اعلیٰ ملایا کے سامنے پیش کیا تو بعض نے مجھ سے خواہش کی کہ میں بھی کوئی سی طیفہ بطور پتیلی کے بیان کروں۔ چنانچہ میں نے مندرجہ ذیل شعر بطور چیتان کے علماء کے سامنے پیش کئے۔

(۱) چشم بشارتِ اہل جان من ہر تسکینِ دل بہ بیان من

(۲) هذا المومن من مہم فلا تقط علی امری

لعلہ اسم من لہوی و تعرف من بہ فخری

(۳) حرفہ نام یار من چچ ہست

چو یک را اور ساری مشت ماند



۱۴۰ فعیل لحد فعلا در حب

و بیہما النسا سموا لولا

ں شمار کے علماء کی خواہش پر میں نے مندرجہ ذیل حل پیش کئے۔

(۱) پہلے شعر میں اسم عسی کو بطور معتمہ پیش کیا گیا ہے اس کے معنی ہیں۔ ”اے میری جاں“  
”کچھ حال“، اپنی زلف کے بچ کو تنگ نہایتا کے دکھانا تیرے اس جلوہ حسن سے میرے سوختہ دل کو  
”سکین ہو۔“

اس شعر میں شاعر نے اشارہ مر موزہ سے اپنے محبوب ”علی“ کا نام پیش کیا ہے اور اس طرح  
کہ علی نام کا پہلا حرف میں ہے اور حرف میں کو ح ت فتح سے مفتوح ظاہر کرنے کے سے لفظ نکٹ  
ستدل سیایا ہے چشم کا ترجمہ میں اور بکثرت کا ترجمہ فتح ہے یعنی حرف میں کو فتح ہے۔ اور زلف جو  
سر کے بال ہیں اس کو حرف لام سے تشبیہ کی ہے اور حلس کے معنی عربی زبان میں کسر کے  
ہیں جس کے معنی سرور یعنی ریہ ہے کے بھی ہیں۔ اور دیاں کا درمیانی حرف و ہے جو دیاں  
کے پانچ حرفوں میں سے درمیان میں ہے جس طرح ال ہسم کے درمیان حصہ میں ہے اور تسکین  
سے کون دینے کی طرف اشارہ کیا ہے تو یا اس محبوب کا نام ع۔ سی تیں حرفوں پر مشتمل ہے۔ جن  
میں سے پہلا حرف مفتوح اور اکسور، تیرہ اساکن ہے اور یہ نام علی ہے۔

(۲) دہرے شعر کا ترجمہ یہ ہے کہ حرف نیم سے نیم لے جا میں اور لفظ حد جو فعل مر ہے  
پر نقشہ نہ کائے حائیں یعنی غم اور د کے قاطب کو اور یا جائے۔ باقی ح اور د وہ جا میں گئے۔ اس  
طرح تجزیہ سے محبوب اور تامل فخرستی کے نام کا علم ہوا جائے گا۔ اگر ایک نیم حرف ح سے پہلے اور  
دہر نیم حرف ”د“ سے پہلے نیم یا جائے تو محمد کا نام جاتا ہے جو میر محبوب اور یہ سے  
تامل فخر ہے۔

(۳) تیرے شعر کا ترجمہ ہے کہ میرے دوست کے نام کے حرف پانچ ہیں اگر ایک حرف کو  
اور یا جائے تو ”نور“ ہو جاتے ہیں۔ اس معنی میں عثمان کا نام پیش کیا گیا ہے۔ جس کے پانچ حرف  
میں اور اگر کو اور یا جائے تو باقی ثمان یعنی ”نور“ ہو جاتا ہے۔

(۴) پچھلے شعر میں ”خلیل الرحمن“ کے نام کو پیش کیا گیا ہے یعنی الحید کو رفیع کے

وزن پر رکھا جائے تو ظلیل بنتا ہے۔ رحمت کو اگر مصلحت کے وزن پر رکھا جائے تو رحمان بنتا ہے اور ان دونوں کو ملائے سے ظلیل الرحمن کا نام بنتا ہے۔

۱۔ چیتائی اشعار کی تشبیح سن کر سب علماء بہت محکوم ہوئے اور میری باتوں میں دلچسپی پینے لگے۔ چنانچہ میں نے اس دلچسپی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے احمدیہ جماعت کے عقاید سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت اور حضور کے بیان فرمودہ قرآنی معارف کے تعلق کئی باتیں بیان کیں اور یہ سنی مذاہب کی روایت جاری رہا۔ اس دوران میں ایک صوفی صاحب نے بھی بہت سے سوالات قرآنی آیات اور علم تصوف کے مرموز و نکام کے تعلق دریافت کئے اور حدائق کے فضل سے تبلیغ کا نہایت عمدہ موقع میسر آیا۔ بحوالہ حمد للہ علی ذالک (صوفی صاحب کے سوالات اور ان کے جوابات انشاء اللہ تعالیٰ کسی دوسرے مقام پر درج کئے جائیں گے۔ مرتب)

### مذہب کی تعریف اور اس کی ضرورت

مندرجہ ذیل مضمون ۱۹۴۵ء میں میں نے لکھ کر عربی مولوی عبدالرحمن صاحب مبشر کو دیا تھا جو انہوں نے ترجمہ کی صورت میں شائع کیا تھا۔ اس کو محفوظ کرنے کے لئے نیز ”باب کے فائدہ کے لئے اس کو ذیل میں تحریر کیا جاتا ہے۔

نہ ۱۔ مذہب راہ کو کہتے ہیں۔ جس کے ذریعہ انسان منزل مقصود تک پہنچتا ہے۔ عقل اس راہ کو محسوس کرتی ہے کہ انسان کے مقاصد حیات میں سے جو بھی مقصد ہو اس تک پہنچنے کے سے کوئی راہ جو ذریعہ حصول مقصد ہو ضرور ہونی چاہیے۔

نہ ۲۔ انسان اپنی زندگی کے قیام اور بقا کے لئے بہت سے اسباب اور سامان کا محتاج ہے۔ جس طرح انسان کا ہونا جسم مع ۱۰ اعضاء جسم کے اور اس کی اپنی روح مع قوتی جو اس کے اس کی اپنی پیدا کردہ نہیں اسی طرح وہ اسباب اور وہ سامان کے جن پر اس کی زندگی کے قیام و بقا کا دار ہے۔ وہ بھی اس کے اپنے پیدا کردہ نہیں اور نہ یہ فرد ہیں اور نہ مانگ کر ہی اس نے لئے ہیں۔ یہ ناکہ انسان کی پیدائش سے بھی پہلے کے یہ پیدا شدہ ہیں۔

نہ ۳۔ غور کرنے سے ہمیں نظام عام میں ایک کبر تعلق اور مضبوط رابطہ معلوم ہوتا ہے مثلاً آنکھ کا سورج سے تعلق ہے۔ کان کا انشا (یوا) ہے۔ یہ ناکہ آنکھ بغیر سورج کی روشنی کے بیکار رہتی ہے اور

کان بھی ہوا کے ذریعہ ہی کلام سنتے ہیں اور بھیچرے اور قلب کے لئے ہولناک حیات ہے۔ ایسا نظام کامل جو علم اور قدرت کے انتظام کا مقتضی ہے ایک ہستی کے وجود کی ضرورت کو ظاہر کرنا ہے جو کامل علم اور کامل قدرت والی اور پہلو سے اپنی شان میں بے نظیر اور بے مثال ہو۔

نمبر ۴۔ انسان خود اپنے ارادہ اور اپنے اختیار سے بیدار نہیں ہوا کہ اپنی زندگی کا مقصد خود مقرر کرے بلکہ انسانی زندگی کا مقصد مقرر کرنا ان کا حق ہے کہ جس نے اسے پیدا کیا ہے۔

نمبر ۵۔ انسان اپنے جوائے کے لئے درود و دعا محتاج ہے جو اس کے خالق نے اس کی پیدائش سے بھی بہت پہلے پیدا کر رکھے ہیں۔ کائنات عالم کے تمام ذرات اور ان کے خواص کا اس کی خدمت کو بجالانا اس کے پیدا کرنے والے کی اُن محنت و فطرتوں میں سے ہے جس سے ظاہر ہے کہ انسان کا خالق اس کے لئے کتنا احسن ہے اور احسن کے اسماءات کی حسب منطوق حجت المصنوع علی حب من احسن الیہ 51۔ کہ لہ انسان نے اس لئے کی محنت کے احساس پر پیدا کئے گئے ہیں بلکہ کرنا اور اس سے محبت کرنا اس کا اندیشہ سب ہے۔

نمبر ۶۔ انسان اگرچہ اپنی قدرت کی رہ سے عقل اور علم، عرفان کے حصول کے لئے اپنے ہر اعلیٰ استعداد رکھتا ہے لیکن جس طرح وہ جسمانی مشورہ، اور خطاب کی تربیت کے لئے والدین اور دوسرے سبب کا محتاج ہے اسی طرح عقل اور علم، عرفان کے حصول کے لئے بھی ساتھ اور مرئیت کا محتاج ہے اور جس طرح باوجود عقل اور علم رکھنے کے ایک بچہ اسے اور ایم کی قابیلیت کا انسان باوجود روشن دماغ اور چشم بینا کے رسمی راستے جو نگاہ سے نظر آتے ہیں اور بدیہات اور مشاہدات کی پیچیدگی معلوم ہوتے ہیں۔ جب تک واقف انسان نہ بنے خود بخود مظلوم نہیں کر سکتا اور یہی وجہ ہے کہ جن چیزوں کے انسان مام نہیں کرتا ہے یا علم حاصل کرتا ہے خود وہ طب یا فو و فلسفہ اور حکمت یا ریاضی اور تواریخ وغیرہ ہیں۔ ان کے حصول کے لئے انسانوں کی تعلیم اور رہنمائی کا محتاج ہے اور جو کچھ اس نے سیکھا ہے اگر انسانوں سے نہ سیکھتا تو خود بخود اس کا سیکھنا اس کے لئے سخت مشکل اور دشوار ہوتا بلکہ وہ زبان اور نطق و دیانی جس کے وسیعے انسان پرچہ علم حاصل کرتا ہے اس سے یہ بولی اور زبان سے کلام کرنا بھی ممکن ہے۔ وسیع حاصل نہ ہوتا تو اسے با شاد کے گلگ محل کے از اوضاع انسانوں کی طرح صرف حیوانوں کی آواز اور شور و غوغا سے بڑھ کر اور کچھ جوہ ظاہر نہ کرتا۔

قاعدہ کے حروف سمجھنے تک تو یہ عاجز انسان استاد کی رہنمائی کا محتاج ہے تو پھر روحانی اور عرفانی اور ربانی علوم کے لئے روحانی استادوں اور معلموں کی ترقیتی ضرورت کا یہ ٹکڑا تھوڑا نہ ہوگا۔

نمبر ۷۔ عقل بھی "نکد" کی طرح بے شک مفید چیز ہے لیکن جس طرح آنکھ اندھیرے میں کچھ نہیں دیکھ سکتی اور خارجی روشنی کے بغیر خود اس قدر ہی بینا نہیں ہو سکتا، کیونکہ اندھیرے کی "نکد" کے مشابہ ہے۔ اسی طرح عقل کا حال ہے کہ اس کے لئے مذہبی اور روحانی علم کے بغیر جو الہام الہی کے ذریعہ خدا کی طرف سے مختلف مدارج کی روشنی رکھتا ہے صحیح اور اک کرنا اور یقینی معنومات تک خود بخود پہنچنا ممکنات سے ہے۔

نمبر ۸۔ عقل کی مثال آنکھ کی ہوتا الہامی نور اور مذہبی روشنی اور بین کے شبیٹے کے مشابہ ہے اور ظاہر ہے کہ جو کچھ انسان، اور بین اور بین کے شبیٹے کے ذریعے ماریک سے باریک اور اور سے دور چڑھ کر دیکھ سکتا ہے، دھنس "نکد" سے نہیں، یہ سنا۔ یہی بات اپنی مثال میں انوار ہوت و رسالت سے تصدیق رکھتی ہے کہ جو کچھ خدا کا نبی اور رسول وحی ہوت و رسالت کے نور کے ذریعہ دیکھتا ہے وہ دنیا کے دشمن اور مقابل، دھنس عقل، انش سے مراد نہیں، دیکھ سکتے اور نہ عقل کے ذریعہ انکشاف حقائق میں ہم کا وہ یقینی مرتبہ ہی حاصل ہو سکتا ہے جو انوار ہوت کے ذریعہ حاصل ہوتا ہے۔

نمبر ۹۔ خدا کے نبی اور رسول جو خدا کی طرف سے آئے، ان کے آپ تک آتے رہے خود وہ مختلف زمانوں میں آئے، مختلف ملکوں، زبانوں میں یا مختلف قوموں میں آئے مگر سب کے سب "دب" مطوق و لفظ بعثنا لہی کل امة رسولاً ان اعبدوا اللہ واحسنوا الطاعات 52 برہمہ، رزم سے قوم میں رسول یہ تعلیم دے کر بھیجے کہ اللہ کی عبادت کرو۔ اور باطل معبودوں سے بچو، تو حید الہی کی تعلیم لے کر آئے اور سب سے پہلی قوم کے آئے لا الہ الا اللہ کی تعلیم کو پیش کیا۔ لیکن خداں عقل نے اپنے دھنکوسوں سے کام بنا کر مٹا دیا۔ تو یہ کہ عقیدہ کو بگاڑنے کے ساتھ ہی قوم نے دھنس اور یہ ان دھنکوسوں کی پرستش کی کوہرام مایہ، ارضیہ کی پرستش کرانی اور شرکۂ قوموں میں سے مستند طور پر کوئی بھی ایک عقیدہ پر قائم نہیں پائی جاتی، اور یہ اہل قوم عام محض عقلی رہنمائی کے نتیجے میں ظاہر ہو رہا ہے ورنہ انبیاء کی تعلیم صرف تو حید پر، یا کو تمام کرے، ملی ہوئی ہے۔

نمبر ۱۰۔ مادی عقل، دلوں کی عقلی تحقیق کا یہ حال ہے کہ حکماء پرمان اپنی تحقیق سے زمیں کو

ساکن اور آسمان کو دو لابی صورت میں چکر کھانے والا اور کواکب کو کومیں کی بندوں اور املوں کی طرح آسمان سے پوست شدہ مانتے رہے اور بعد کے حکماء کی جدید تحقیق نے اس تحقیق کو غلط قرار دے کر اس پر پانی پھیر دیا اور سوجو، سائنس، انوں نے تجارب اور مشاہدات کی باریکیوں سے جہاں اپنی مادی عقل سے بال کی کمال اتار کر، کھانی اور سائنس کی سوشکالیوں سے منع جدیدہ کا دورہ رکھول کر شیر ہوئی جہاز، ریل، تار مہ قی، ریڈیو، ٹیلی ویژن وغیرہ ایجادیں کیں۔ وہاں کی مادی عقل نے دنیا کا امن برباد کرنے کے لئے ہوا ہوس کے بندوں سے "تجارب عم" اور خونریز "تشی" سلسلہ سے ملکوں کے ملک اور شہروں کے شہروں ان اور کھنڈرات بنا دیے اور قوموں کو جہنمی جہنم کا مدھمن بنا کر رکھ دیا۔

نہ ۱۱۔ عقل انسانی صرف مادی قوانین ناقص طور پر تیار نہ رہتی ہے نہ ان کی ضروریوں کے نتائج سے وہ دنیا کی قوم کو بچھٹتے پڑتے ہیں اور ان میں تبدیلیاں نہ ہوتی پڑتی ہیں۔ یہ اس کے سے کسی سے ضابطہ اور مجموعہ قوانین کی ضرورت ہے جو تمام انسانی ضروریات کے مطابق ہو اور انسانی تک نیلی اور شک نظر کی سے مراد ہو۔

نہ ۱۲۔ انسانی قوانین کی گرفت کا خطرہ تمام لوگوں کو ہر وقت ظلمت اور جلوت میں بدیوں اور بد حد قیوں سے روکنے میں کامیاب رہتا رہتا ہے مگر روحانی ضابطہ حاکمیت میں انہیں کو بدیوں سے روکتا ہے۔ اور اس بارے میں کامیاب ثابت ہوا ہے لہذا ضرورت مذہب ثابت ہے۔

## (۲)

اب ذیل میں ان سوالات کے جوابات درج کئے جاتے ہیں جو بالعموم مذہب کے متعلق کئے جاتے ہیں۔

سوال۔ کیا مذہب انسان کی عقل کو کند کرتا ہے۔

جواب۔ (۱) عقل آنکھ کی طرح ہے۔ یا آنکھ کو ظاہری روشنی یا سرمہ بصارت افزا عیون، زمین، نور، ہیں کا شیشہ کند کرتا ہے یا تیز کرتا ہے پس جس طرح کا قاعدہ آنکھ کو خارجی نور اور روشنی، نور، بین، نور، بین کے شیشہ، وغیرہ کے وسیعہ حاصل ہو سکتا ہے اسی پر مذہب "الہام کا قاعدہ عقل کی نسبت قیاس کر لیا جاتا ہے۔

(۲) ، مادی پیشگو یاں جو نبی ، پیام اور مسیح ، ملاح کے ، رمیہ آج تک ظہور میں آئے ہیں ، باوجود سب مخالفانہ اور حالات نامساعدہ اور عقلی ، تبدلات کے مایوس کن فتووں کے ، سام کے نبی اور مسیح موعود کی کامیابیوں اور پیشگوئیوں کا قوت میں آنا اور بالکل حرف اور لفظ بلکہ پورا ترما۔ عقل بشر یہ سے یہ بالاتر ، تعات صاف بتاتے ہیں کہ مذہبی الہام عقلی آنکھ کو تیرنے والی چیز ہے کیونکہ عقل کا منبع مشاہدات اور تجربات تک محدود ہے لیکن مذہب حق کی الہامی روشنی کا منبع قانونی منہج سے بالاحد نے عظیم کالم اور کلام ہے۔

(۳) نبی کی بعثت سے پہلے لوگ منتشر ہوتے ہیں اور حقیقی اتحاد اور وحدت اور یقینی ہمدردی جو نبی کے ذریعہ اس کی جماعت میں پیدا ہوتی ہے اس کی مثال دنیا میں ملتی ہوئی ہے۔ یہ ظلم و حدت بھی عقلی تدبیر سے حاصل نہیں ہو سکتا بلکہ مذہبی تعلیم اور الہامی رہنمائی کے ذریعہ یہ نمونہ پیدا ہوتا ہے ہر ایک رسول جو صائب سلسلہ کی حیثیت میں آیا جس کی سخت سے سخت اور شدید سے شدید مخالفتوں کے ، جو دنیا میں جماعت روحانی قائم ہوئی اور وہ اپنے مخالفین پر آخر غالب ہوا۔ اور مادی عقل والے اور مادی عقل کی تدبیروں کو عمل میں لائے ، لے لی اس کی جماعت کے مقابلہ میں ہارے۔ یا اس سے بچو میں نہیں آتا کہ عقل کے مقابلہ الہامی ہیئت بڑھ کر ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام ، مثیل موسیٰ یعنی "مکنت صلی اللہ علیہ وسلم جس بے سی اور بے سر سامانی کے ساتھ دنیا میں آئے ، اور جو نبی نبوت کو حد کی طرف سے پیش کرنے والے ہوئے۔ مادی عقل کی رہنمائی میں سوچ کر ، تعات پر نکادہ اہل کرتاخ اخذ کرے ، الا کوئی شخص یہ کہہ سکتا تھا کہ ایسی بے سر سامانی کے ساتھ نبوت کے مدعی اور منجانب اللہ تبلیغ رسالت کرنے والے بھی دنیا میں جماعت بنا سکیں گے اور ان پر کوئی زبان لائے گا اور پھر اپنے باسر و سامان دشمنوں اور مخالفوں پر باوجود ان کی دنیوی شکست و رشوت و جاہل کے جو فوجوں اور لشکروں کی حکمت کے ، رمیہ نبوت اور اہست پیدا کرنے والی تھی کبھی موسیٰ فرعون ، اور فرعونوں پر غائب آئے گا اور مثیل موسیٰ یعنی رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی ایسی قوت اور طاقت حاصل ہوئے گی کہ جس سے آپ تمام عرب پر ہی نہیں بلکہ قیصر ، سری کی حکومتوں پر غائب جا میں گئے۔ اور ایسا اتفاقی طور پر نہیں ہوا بلکہ اپنی بے سر سامانی کی حالت میں قبل روقت تھری کے ساتھ اپنے غلبہ اور اپنے دشمنوں کی شکست اور تباہی کا اعلان بھی کر دیا۔ کیا اس

سے صاف طور پر سمجھدار انسان اس بات کو سمجھ نہیں سکتا کہ مذہبی تعلیم اور الہامی بصیرت کا مرتبہ مادی عقل سے بہت بڑھ کر ہے اور یہ کہ عقل کو مذہب لاندہ کرنے والا نہیں بلکہ تیز کرنے والا اور اس کی حیثانی ہینش کو اور بھی ترقی دے والا ہے۔

(۴) عرب کے لوگوں کو، نیا وحشی اور دیوانوں سے بڑھ کر نہیں سمجھتی تھی پھر "مخلفات صلی اللہ علیہ وسلم کے مسوٹ ہونے پر آپ کے شرف و اتقان اور آپ کی تعلیم سے مسلمانوں کے دس ورمات میں ایک اعلیٰ درجہ کی رہنمائی پیدا ہوئی کہ وہ لوگ ہر طرح کے ملامتوں میں دنیا کے سنا مانے گئے حضرت عمرؓ جیسے شخص نے جو قبل از قبول اسلام انہوں کا چاہہا تھا امام قبول کرنے کے بعد آپ قلب صافی و درویش خمیری اور تیزی و امانت میں و ترقی ورمال حاصل کیا کہ اپنے چند سالہ ورمخافت میں اپنی سیاست کی حیرت انگیز ہفکوریوں سے، یانی کا پاپٹ ای، اور ایک نیا جناب چنے اٹھام نو سے پیدا کر دیا اور آپ کے کارنامے جو مس مہاجر سے آپ کی کامیاب خلافت کو چار چاند لگائے ہوئے ہیں۔ "تجربہ" و لے جو، یوی، ورمیای عرب کے اعلیٰ مینار پر اپنے تیسرے تہے ہیں۔ یا یہ تمام مادی عقل و لے بہت سے سیاسی مسائل میں حضرت عمرؓ کی خوشہ چینی کرنے والے میں ہیں۔ یا مذہب جس سے حضرت عمرؓ فاروقؓ کو، یوی، مس مہاجر میں رماہ کا یکتا بنا دیا اس نے اس مذہبی انسان کی عقل کو کندہ کیا یا ترقی دے کر اور بھی تیز کر، یا یہ ہیں حقیقت یہی ہے کہ مذہب عقل کو کندہ میں کرنا اور بھی تیز بنا دیتا ہے۔

(۳)

وہ سوال۔ یا مذہب، یا میں لڑائی ورمساد کا باعث ہے؟

جواب۔ حقیقی امن بغیر صحیح مذہب کی تعلیم پر عمل کرنے کے دنیا کو کبھی حاصل نہیں ہوا کیا صحف مہاجر، مثلاً، تورات، انجیل کی تعلیم فساد اور لڑائی کی تعلیم دیتی ہے۔ جس میں یہاں تک تھا ہے کہ اگر کوئی تیرے واسطے گال پر تھپڑ مارے تو وہرا بھی اس کی طرف پھیر دے پھر قرآن مجید کی کیسی پاکیزہ تعلیم ہے کہ جس کا مقابلہ کوئی تہذیب و سیاست نہیں کر سکتی۔ بطور نمونہ صرف ایک آیت ہی ملاحظہ ہو۔

اِنَّ الْمَلٰٓئِیَہٗ بِاَمْرِ بِالْعِلٰلِ وَاَلْحَسٰنِ وَاٰتٰیہٗ دِی الْقُرْسی وِبِہٰی عَنِ الْمَحْشٰءِ وَاَلْمُکْرِ

والکسفی 53۔ یقیناً اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے عدل و انصاف اور احسان اور قریبی رشتہ داروں جیسا سلوک کرنے کا اور رہتا ہے بے حیائی اور ناپسندیدہ باتوں اور بغاوت سے۔ پس عدل و انصاف و رزق کی ہمدردی نہ سلوک پر عمل کرنا اور ذاتی ہدی جو بدکار کی طرف سے کی اور نہ تنگ اثر آمد زبونی ہے اور لہکر کے نام سے موسوم ہے اور پچھ و دہدی جو اپنے محسنوں اور پاسبان حکومتوں اور امن کے حامیوں کے خلاف کی جاتی ہے ان سے خود بھی ممتنع رہنا اور دوسروں کو بھی ممتنع رکھنا۔ یعنی عدل و احسان اور فطری ہمدردی کا سلوک دنیا میں عمل میں لانا اور خشاء اور شکر اور حق سے چٹنا اور پچما یہ چھ امور یا یہ چھ خصائل ایسے ہیں کہ اگر دنیا میں امن کی تعلیم جو امر و نہی کی صورت میں پیش کی گئی ہے رواج پذیر ہو جائے تو ہر طرف ملک میں اور ہر قوم میں امن ہی امن کام ہو جائے۔ دنیا میں ہر قوم لائق عقائد و ملوک و اشرافیہ مجلس میں مابھی مشورہ اور رائے صاحب سے زیادہ سے زیادہ متاثر و مغور کے بعد بھی امن عام کے لئے کوئی قانون پاس نہیں کیا تعلیم رائج نہیں تو قرآن کریم کی اس مختصر اور جامع مائع اور کامل تعلیم سے بڑھ کر نہ پیش کر سکیں گے۔

دنیا میں ہر امن عدل کی ضد یعنی ظلم سے ہونی یا محسن کشی سے جو احسان کی ضد ہے یا والدین اور محسن حکومت کی بغاوت سے جو ایثار و اترافی کی ضد ہے اور یہ اصد و دہدی جو دنیا میں تو پھر امن کی صورت ضرور پیدا ہو جائے گی اور اشرافیہ و مشرکے رہے سے بصورت عکس دیکھا جائے تو انشی و عدل کی ضد ہے ورنہ احسان کی اور بھی بہاؤ و دیار العریس کی۔

دنیا میں جب بھی امن کی کامل اور صحیح طور پر صورت پیدا ہونی تو خدا کے نبیوں اور رسولوں کے اور یہی پیدا ہونی۔ تاریخ کے صفحات سے یہ معلوم کیا جاسکتا ہے کہ عرب میں رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے قوم عرب کن حالات میں سے گزر رہی تھی کیا امن میں یا مساب میں اور پھر متحدہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور یہی پیدا شدہ جماعت نے لحاظ امن کے ایسے اچھے حالات پیدا کئے پھر دنیا جانتی ہے کہ میوں رسولوں کی اتمام حجت کے بعد دہدی و متورست اسے کہ ماسکتا معدنی حقیقی نبی و رسول 54۔ یعنی ہم مذاہب اپنے لئے نہیں جب تک کہ رسول مبعوث نہ کر لیں۔ شریر مخالفوں کی تباہی و ممانعت کے لئے ضد و مذاہب کیا کرتے ہیں۔ چنانچہ قوم نوٹ قوم ہو قوم صالح قوم لو قوم شعیب و فرعونوں پر مذاہب آئے اور وہ مذاہب اور ملائمتیں ان لئے موجب تباہی ہیں



کے نبیوں اور رسولوں کے مقابلہ میں شرارت کرنے والوں نے ہر طرح سے امن کو برباد کرنے کی کوشش کی، رہنماؤں نے دیر نہ ہو کر چالاک زمین پر درندوں کا ہی قبضہ رہے اور خدا کے نیک اور امن پسند بندے زمین سے مایوس نہ ہو کر رہے۔ اس صورت میں خدا نے رسولوں کے ذریعہ ان شریروں کو پکڑ لیا۔ بہت کچھ سمجھایا۔ لیکن جب وہ نہ سمجھے اور نہ شرارت سے ہی باز آنے تو خدا نے اپنے تبار کے مذہبوں سے اس گندے مس کو مٹا کر، نیا امن کا کام لیا۔ پھر خدا کے رسولوں کو ماننے والی اور ان کی تعلیم پر چلنے والی جماعت ہمیشہ ہی محفوظ رہی ان شریروں سے بھی اور خدا کے مذہبوں سے بھی نوح کی جماعت کے لوگ جو مومن تھے شمشیر کے ذریعہ ان میں رہے اور خدا نے ان کی حفاظت فرمائی۔ یہی طرح ہو، صالح و نیکہ رسولوں کی جماعت کو بھی۔ طرح امن حاصل رہا۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ خدا کے رسولوں کے ذریعہ مذہب کا اور مذہب ہی تعلیم کا، نیا میں پیش کیا جاتا ہے اور سلامتی کا باعث ہے نہ کہ فساد اور مٹاؤ کا۔ اور مذہب صرف اور صرف لائے ہوئے کے نتیجے میں ظاہر ہوئے ہیں۔

(۲) مذہب اور مذہب ہی تعلیم اور الہام الہی کا مسئلہ جو ارمہ ماضیہ اور قرآن سابقہ کی بات ہے شاید کوئی سے فساد بے حقیقت اور داستان بے معنی خیال نہ کرے۔ لیکن وہ جو زمانہ کے حالات اور واقعات جو صورت و مشاہدات کے نتیجے میں ان سے کسی کو بیاں بتا رہا ہو سکتا ہے۔ حضرت سیدنا مسیح موعود، مہدی موعود، اور موعود اقوام عالم اسی اور بعد یہ میں مبعوث فرمائے گئے۔ آپ نے خدا تعالیٰ سے الہام پائے ساری دنیا کے لئے یہ احسان کیا کہ

صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے

55 میں اور دوسرے طرف میں عاقبت کا ہوں دھماکا

یہی طرح آپ نے یہ محبت بجا ہی قائم بھی کیا کہ

56 امن است اور مقام محبت سرائے ما

یعنی ہمارے مقام محبت سرائے میں ہر طرح امن ہی امن ہے۔ اس جو لوگ اپنی بد عادیوں کی وجہ سے بربادی اور تباہی کے گڑھے کے کنارے کھڑے تھے آپ نے انہیں بھی خبر دے کر رکتے ہوئے

بہا مانر مایا ۔

”دنیا میں ایک مذہب یا پر دنیا نے اس کو قبول نہ یا لیکن خدا سے قبول کرے گا اور نہ زور  
”وہ جسوں سے اس کی چٹائی ظاہر کرے گا۔“ 57

دنیا بالکل بنانا ہے کہ آپ کا نبی اور مذہب ہو کر آسمانی دنیا کے لئے ہے اور دنیا کا آپ کو قبول  
نہ کرنا بلکہ رو کرنا یہ بغاوت اور مخالفت پر دلالت کرتا ہے اور نبی اور مذہب کا لفظ بنانا ہے کہ موت کے  
ذریعے آپ تمام دنیا کی قوموں کے لئے اندازی پیشگویاں بھی کریں گے اور شیری بھی یونکہ نبی  
شیر بھی ہوتا ہے اور مذہب بھی۔ اپنے لئے اور اپنی جماعت کے لئے جو آپ پر ایمان لانا ہے حفاظت اور  
ترقی و ترقی و ترقی دینے والے اور اپنے مخالف کافروں اور شرکوں کے لئے مذہبوں اور جماعتوں کی  
خبریں دینے والے اور انہی اندازی شکات کے حقوق کو خدا کے زور اور حملوں کے الفاظ سے ذکر کیا  
گیا ہے اور ان کی اصل غرض خدا کی قبولیت کا اظہار ہے۔ جس سے یہ ثابت ہوگا کہ آپ نعوذ باللہ  
مفتری اور کاذب اور مردود نہیں بلکہ خدا کے مقبول اور سچے نبی اور رسول ہیں۔ چنانچہ مذہب و قسم کے  
شائبہ آپ کی پیشگوئیوں کے مطابق ظاہر ہوئے اور لاکھوں امید رکھیں آپ پر ایمان بھی لائیں اور  
مادی دنیا کے حالیوں اور پرستاروں کو مخالفت اور گمراہی کے تباہ کن اتحاد سمندر سے مدیت اور سلامتی  
کے کنارے پر پہنچانے کی غرض سے مقامات اور تہذیبات کے لئے ہونا ک اور بہشت گنیمت مذہبوں  
کی صورت بھی پیدا کی تھی جو رمل کو دناے اور آندہ دہائی کے حق کو نہیجہ۔ یہی کے لئے تھیں۔ دنیا کی  
کوئی قوم بھی اپنی مادی تدبیروں کے ذریعے ان مذہبوں سے محفوظ اور مامون نہ رہی اور جو بھلے  
تقصیرات و شرک کے من و مانی اور رات پوئی ترقی پر ترقی کرتی چلی جا رہی ہے۔ وہ جماعت احمدی  
جماعت ہے۔ جس کی حفاظت اور امن اور ترقی کا واحد ذریعہ موجودہ زمانہ میں حضرت قدس پر  
یان لانا اور آپ کی پیش کردہ تعلیم کے مطابق مقامہ عقدہ اور اعمال صالحہ کا نمونہ پیش کرنا ہے

آج بھی دنیا نے دیکھ لیا ہے کہ مذہب سے بیزار ہونے والوں اور دہریت کو اختیار کرنے  
والوں نے مذہب اور مذہبی رسم کی کو ترک کر کے کیا لیا۔ یا موجودہ جنگیں دنیا کی مادی قوتوں اور  
سائنسدانوں کی تدبیروں کا نتیجہ نہیں۔ یا یہ چٹائی اور تباہی مذہب کے نتیجہ میں ظاہر ہوئی یا مذہب کے  
ترک کرے کے نتیجہ میں۔ یا اس سے ظاہر نہیں کہ مذہب امن و سلامتی کا پیامبر ہے اور لاندہیت میں

عالم کو تباہ کرنے والی چیز ہے۔ یورپ اور مغربیت میں بلکہ دنیا بھر میں جب بھی امن قائم ہوگا مذہب کے درمید ہوگا۔ اور مذہب عام میں سے بھی مذہب اسلام اور احمدیت کے ذریعے۔ اور وہ وقت وہ نہیں کہ زمانہ خود اس کی تصدیق کے سامان پیدا کرے گا اور نظام نو جو سراسر مذہب کی بنیادوں پر قائم کیا جائے گا۔ امن عالم کا درمید بنے گا۔

(۳) مذہب کی وجہ سے مذہب کے اصولوں پر عامل ہوتے ہوئے کبھی فتنہ و فساد کی صورت پیدا نہیں ہوتی اس کی کوئی ایک مثال بھی مذہب کے مخالف پیش نہیں کرتے۔ اس ہم یہ تسلیم کرتے ہیں کہ مذہب کے نام پر لڑائیاں ضرور ہوتی ہیں مگر مذہب کو چھوڑ کر اور اس کی تعلیم کو اس پشت اس سرایہ ہو ہے۔ اور سردار، یاں قاتل عداوت اس بتائی جا میں جو قیام امن کے لئے حاملین مذہب نے کیس تو یہ چیز قاتل عداوت نہیں۔ بلکہ بھلائی کا صدقہ ہے کہ دنیا میں امن قائم کرنے اور مظلوموں کو ظالموں کی جبر و دستیوں سے بچانے کے لئے مٹھی بھر جماعتوں نے نہ زمانہ میں اپنی جانیں قیمتی پر رکھ کر زیر دست جنگجو قوموں کا مقابلہ کرنے سے دریغ نہیں کیا۔ یا کوئی مظلمہ اسے مذہبی لوگوں کے سے باعث ملامت قرار دے سکتا ہے؟ نہ نہیں۔

(۴) پھر معترضین حضرات فرماتا تو سوچیں کہ اگر صرف مذہب کے نام پر چند خود غرض لوگوں کا ناجائز حملہ مذہب کے نام پر دھبہ لگاتا ہے اور ان کے نزدیک یہ بات نہیں ترک مذہب پر مایہ و ترقی ہے۔ تو کیا اسے دن جو یاداری کی خاطر اس سے نہ صرف ہٹا دیا، بلکہ برے برے عقائد اور بددین جو یاداری کی خاطر لڑائیاں کرتے ہیں۔ تو کیا وہ اس کی وجہ سے یا کو چھوڑ دیں گے۔ یہ وہیہ

(۴)

تیسرا سوال۔ موجود زمانہ میں مذہب کی یا ضرورت ہے؟

جواب (۱) اگرچہ مذہب کی ضرورت زمانہ کے لوگوں کو رہی ہے۔ لیکن میرے خیال میں مذہب کی ضرورت موجود زمانہ میں سب زمانوں سے زیادہ ہے اس لئے کہ مذہب کی صحیح و حاصل غرض حد کا عبور نظر بنانا ہے اور نہ خلقوا ما خلای اللہ 58 یعنی اللہ تعالیٰ کی سماعت کو پہنچانے کی

معیار بناو۔ رہائی کے پہلو میں اختیار کرنا ہے۔

حق دنیا کی جو حالت ہے وہی صاحب عقل و دانش سے مخفی نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی صفات اور خدق کو اختیار کرنا تو الگ رہا۔ خود اس کی ہستی سے ہی انکار کیا جا رہا ہے اور مذہب کی ضرورت اور اس کی شاندار اخلاقی تعلیم کو وہ سب پشت ڈال کر محض اپنے عقلی ہتھکڑیوں کی پیروی پر لوگوں کو کمر بستہ کرنے کی کوششیں یو رہی ہیں۔ انسانی ذہن کو جس چیز کی مدتوں سے تلاش تھی یعنی خدا تعالیٰ کی جستجو و رس کی کامل محبت اور اخلاق کے اعلیٰ معیار کو کام کرنا۔ وہ دنیا سے منقطع رہے۔ موجودہ زمانہ کے لوگوں نے صرف اپنی عقلی تباہی کو ہی اپنی اخلاقی حالت کا معیار قرار دے رکھا ہے اور اس کا نتیجہ صاف ظاہر ہے کہ بعض بالکل عریاں قسم کی بے حیائی کے کام بھی اس کی عقل کے راسخ بین شرف و رتبہ سے بچے جا سکتے ہیں جیسا کہ یورپ میں مانگوں کی سہ سائی کا ہوا اور ملک کے سے بغیر نکاح کے ولادہ پیدا کرے والوں کی مہم اور حوصلہ افزائی وغیرہ امور میں جہیں بعض افراد اپنے عقلی ہتھکڑیوں کی بناء پر اپنی رچہ کی تہذیب اور اخلاقی قرار دینے لگے ہیں اور پھر بعض خوش چہر لوگوں کے پیسہ کی نمائی چھین کر ان پر قبضہ رکھنا اسے انتہائی رذیل قرار دینے لگ پڑی ہیں غرض جب بڑے درجہ والے اس رچہ اخلاقی پستی میں گر پڑتے ہوں کہ بد اخلاقی کو خوش اخلاقی اور ظلم کو انصاف سمجھتے لگ پڑے ہوں تو ایسے زمانہ میں تو مذہب کی سب سے زیادہ ضرورت ہے۔

(۲) اس زمانہ میں مفرور اور مرقوم کو اس بات کی توجہ دہرت محسوس ہوتی ہے کہ کاش دنیا میں انسانی زندگی قومی ہو یا انفرادی امن اور آرام سے گزرے۔ لیکن مذہب کی منکر اور محض عقل کو رہنما بنائے۔ لی تو میں حق دیکھ رہی ہیں کہ ان کی عقل نے قوموں کی قومیں ملا کر ملکوں کے ملک و ممالک اور عہد کی مہم جوئوں اور مشہور کو مکند رات بنایا ہے اور جب کوئی مظلوم قوم متسلح کے سے ماتھ بڑھاتی ہے تو غائب اور جاہل خدمتیں غیر مشہور طور پر ہتھیار ڈالنے پر اسے مجبور کرنے لگ پڑتی ہیں مگر وہ تباہی سہکتیں کہ اگر وہ جو مظلوم قومیں توہیننا غیر مشہور طور پر ہتھیار ڈالنے کی بجائے مشہور طریقے سے صلیب پسند کرتیں۔ اگر انتخاب زمانہ کے حق ایک قوم کو مظلوم کر دیا ہے تو کیا یہ ممکن نہیں کہ وہ اس وقت میں یہی مظلوم قوم غائب آجائے اور جو حق غائب ہیں وہ مظلوم ہو جائیں۔ بات صرف اتنی ہے کہ گردش ایام سے غافل ہونے کے نتیجے میں وہ نہیں جانتیں کہ نہ رات کا دور درازگی ہے

اور نہ دن کا دور ہمیشہ کے لئے قائم رہے گا۔ انتخاب کے ارادہ کو اس نے بند کیا ہے کہ وہ آبد بند رہ سکے گا۔ بہت ممکن ہے کہ نئے انتخاب سے مفلوب حکومتیں غائب ہو سکیں اس وقت یہی قانون جو آج غائب حکومتیں پسند کر رہی ہیں ان سے بھی زیادہ تشدد کے لئے وہ شدید ترین اور تا دکن قدم اٹھانے والی ہوں۔ اس وقت کو کٹھن ظاہر ہو رہا ہے کہ اس قانون سے کبھی بھی اپنے سے بھی ہر نفرت والی قومی حالات کے ایسی شدید سیاسی گرفت اور بے باکمن بننے کا قانون پسند نہ کرے گا بلکہ نفرت و رزمت سے اس کی مدافعت کے لئے ہی کوشش اور حیلہ کی تلاش کرے گی سورمانہ ہمیشہ یکساں نہیں رہتا۔ پس غائب کو غائب کے حاصل ہونے کے وقت مفلوب پر رحم کرنا مفلوب کو اس کے غلبہ کے وقت اپنے پرہیزگار بنانے کی تحریک میں فطری تحریک ہے۔ اور رحم اور نرمی کی جگہ تشدد اور سختی کا برتاؤ کرنے سے اپنی تباہی کی تحریک کے لئے زمانہ کو تیار کرنا ہے۔ کم از کم مفلوب حکومت صلیح کا ماتھ بڑھائے اور شادی پر صلیح پیش کرنے کی تحریک ہو تو ختمیت سمجھتے ہوئے صلیح کر لینی چاہیے۔ قرآن کی اس امر کے تعلق یا ہی پر حکمت اور ان میں بخش قیام ہے کہ ان جمعوا للسنہ فاصبح لہا 69۔ کہ دشمن اگر صلیح کے لئے مجھے تو اس کے لئے فوراً جنگ جانا چاہیے۔

(۳) مقل سیم، راجہ ت سلیہ بھی اثر الہامی قیام، رنہ ہی رہشی میں، نیا کے قیام میں کو کٹھن رکھتے ہوئے غور کرے۔ تو صلیح کا ماتھ جب بھی ایک طریق کی طرف بڑھے اور بڑھے فریق کو بھی نور بڑھانا مناسب ہے۔ رنہ باوجود تحریک صلیح کے پھر بھی جنگ کو جاری رکھنا اس کے معنی کسی حتمی نتیجہ پر مقل سیم کی پیروی کے نہیں بلکہ رنہ کی اور وحشت کے دستیاب ہوش کا قرض، انتقامی جذبہ اور منظم و ہے اور اس۔ جس طرح ورنہ سے جب تک کہ ان کے اندر رنہ کی فاشی اور غیور منصوبہ کا جذبہ بھر میں رہتا ہے۔ وہ اس کی تباہی اور ممانعت سے باز نہیں رہ سکتے۔ یہی حالت ان اور مد و صفت انسانوں کی ہے کہ ان کی جنگ سے ان میں اور صلیح کی غرض سے نہیں ہوتی۔ اور یہی کسی قسم اور سادگی مدافعت کی غرض سے ہوتی ہے بلکہ اس لئے ہوتی ہے کہ مارے پاس ابھی جنگ مقل کے لئے حربی سار و سامان بڑھے اور فور کے ساتھ موجود ہے۔ اور مفلوب حکومت کا ملک جب تک کھلیا ہمارے سرنگین نہیں آتا اور اس مقصد کے حصول میں جو روکیں ہیں جب تک وہ ہم اور نہ کر لیں جنگ بند نہیں ہو سکتی بلکہ جاری رہے گی۔ ہاں جنگی سامانوں کے قائم رہنے تک قائم اور جاری رہے گی۔ یہاں یہ نظر یہ

ان صلاح کا محتاج نہیں۔ اگر محتاج ہے اور محتاج اصلاح ہونے سے اس کا فائدہ ہونا ہر منہم ہے تو یہ مساوی نے پیدا کیا۔ کیا مذہب نے یا عقل نے۔ خاتم ہے کہ یہ عالمگیر جنگ جس نے ایک دنیا جہاں کو دیرینہ نہ دیا اور ذہنیوں اور عقلی راہنماؤں نے ہی مذہب کو پس پشت ٹھیک کر اظہر فہرہ دنیا میں جنگ کی آگ لگائی جس نے ہر ہتھیار ہتھیار ہتھیار ایک جہان کو اس کا دیدھن بنا کر نہ نہ دیا جس سے عقل کا نام ہر عقل عقل چار نے والوں کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ مذہبی تعلقات سے محض بیگانہ ہونے کے نتیجے میں عقل کی راہنمائی کھال کھاتی ہے۔

دنیا کی تباہی و بستیوں کی دیرانی اور آما، شہروں اور ملکوں کی بربادی اور تباہی ہونا کنگھروں اور تربت ناک منظر ہوں اور بدبشت لگنے دیرانوں سے اس مادی عقل کی سرادھ کو کس تجویز ہوں اور لب اولود تدبیر ہوں پر ماتم برری ہے بین ماہود اس شوق قیامت اور حشر عظیم کی ہی مسیبت کے حمدی ہوں صرف حمدی جماعت ہے جو موجودہ دور کے طوفان عظیم کی تباہی سے نوح کے سلامتی بخش سفینہ میں بیٹھے ہیں اور سب ارشاد اللہ فیہ امنوا اولہ یلکسوا ایماہم بظلم اولئک لہم الانفس 60۔ محض خدا اور اس کے رسول پر سچائیاں لانے اس کی پیش کردہ الہامی اور مذہبی تعلیم پر عمل کرنے سے مقام امن میں ہیں۔ مذہبوں پر مذہب آئے اور آ رہے ہیں۔ ملاکتوں سے دنیا تباہ اور برباد ہو رہی ہے اور قوموں کی قومیں زمانہ کی چٹکی میں ہستی جاری ہیں۔ اور نقصان پر نقصان پھر رہی ہیں بین جماعت احمدیہ ہے کہ وہ طرح کے نقصانوں سے محفوظ بلکہ ترقیات پر ترقیات اور کمالات پر کمالات حاصل کر رہی ہے یا اس زمانہ میں کسی سمجھدار کے لئے ان امتوں اور بلاؤں میں امن عام کے سہا پہا سمجھنا اور محض عقل کی پیروی کے نتائج اور مذہب کی راہنمائی اور پیروی کے نتائج کے درمیان کھلے طور پر فرق اگر معلوم کرنا چاہے تو کیا معلوم نہیں کہ نتائج ہر ایک کے کھلے ہیں اور سامنے موجود ہیں۔ پھر نظری نہیں رہ جاتی اور محنتی نہیں بلکہ ظاہر ہیں اور مشہور بات سے ہیں۔ پس یہ زمانہ عقل کی حامیوں، کھائے اور مذہب کے خواہ اور خوبیاں ظاہر کرنے کے لئے عجیب زمانہ ہے جس کی نظیر پہلے کبھی نہیں پائی گئی۔ مبارک ہیں۔ موجود اس بدیہی اور کھلے فرق کو سمجھنے کی کوشش کر کے مذہب کی ضرورت کا احساس کریں۔

(۵)

چوتھا سؤل۔ ارادہ سادہ میں مذہبی لوگوں نے دنیا کی یار راہنمائی کی؟

جواب ( ) خدا تعالیٰ کے نبیوں اور رسولوں کے زمانہ کے حالات اور واقعات بلحاظ

مقاصد نبوت و رسالت متماثل اور متشاکل ہوتے ہیں۔ ہر نبی اور رسول خدا کی وحی اور الہام کی رہنمائی میں مذہب کی بنیاد قائم کرتا ہے اور اپنی مذہبی تعلیم سے لوگوں کے عقائد، اعمال اور اخلاق کے صحیح توازن کے لئے اپنا اسودہ حسنہ پیش کرتا ہے اور فراطہ و تنفیذ کو دہرائے کے پتی جماعت کو جو ایمان لانے اور پیش کردہ تعلیم پر عمل کرنے سے کامل طور پر سونپنا، اخلاص کا نمونہ خاص کرتی ہے حد اعتدال پر قائم کر دیتا ہے اور اس طرح دنیا سے کفر اور فسق و فجور کا گندہ ایک نبی و رسول نے کچھ جماعت کے پاک نمونہ سے، دہرایا اور کچھ کافروں کی ملاکت اور تباہی سے حد کے مذہبوں نے صفائی و رہائی کی زمین میں پیدا کی۔

زمانہ سابقہ اور قرآن ماضیہ میں نبی اور رسول پر ایمان لانے والوں نے مذہب کے وسیع حساسات و حساسات اثرات کی کامیابیاں حاصل کیں اور ان میں بھی رہے اور بچے مذہب و سہمی تعلیم کے مخالفوں سے ہمیشہ امر و نہی رسول میں مخالفت کا برا اختیار دے دیں اور بجز مذہب و ملاکت و رہتائی و رہادی کے اور کچھ فائدہ حاصل نہ کیا۔ خود بھی تادہ ہوئے اور دہرائے کو بھی تادہ کیا۔ اس سے ظاہر ہے کہ الزمۃ ماضیہ میں نبیوں اور رسولوں کی رہنمائی کے نتائج کیا ظاہر ہوئے اور سید رہے و رہائشوں کی رہنمائی جو نبیوں اور رسولوں کی مخالفت میں ظاہر ہوئی، اس کے نتائج یا نہ تادہ ہوئے۔ قرآن۔ آیت ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۳۱۔ ۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۴۱۔ ۱۲۴۲۔ ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۴۔ ۱۲۴۵۔ ۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷۔ ۱۲۴۸۔ ۱۲۴۹۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۵۱۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۳۔ ۱۲۵۴۔ ۱۲۵۵۔ ۱۲۵۶۔ ۱۲۵۷۔ ۱۲۵۸۔ ۱۲۵۹۔ ۱۲۶۰۔ ۱۲۶۱۔ ۱۲۶۲۔ ۱۲۶۳۔ ۱۲۶۴۔ ۱۲۶۵۔ ۱۲۶۶۔ ۱۲۶۷۔ ۱۲۶۸۔ ۱۲۶۹۔ ۱۲۷۰۔ ۱۲۷۱۔ ۱۲۷۲۔ ۱۲۷۳۔ ۱۲۷۴۔ ۱۲۷۵۔ ۱۲۷۶۔ ۱۲۷۷۔ ۱۲۷۸۔ ۱۲۷۹۔ ۱۲۸۰۔ ۱۲۸۱۔ ۱۲۸۲۔ ۱۲۸۳۔ ۱۲۸۴۔ ۱۲۸۵۔ ۱۲۸۶۔ ۱۲۸۷۔ ۱۲۸۸۔ ۱۲۸۹۔ ۱۲۹۰۔ ۱۲۹۱۔ ۱۲۹۲۔ ۱۲۹۳۔ ۱۲۹۴۔ ۱۲۹۵۔ ۱۲۹۶۔ ۱۲۹۷۔ ۱۲۹۸۔ ۱۲۹۹۔ ۱۳۰۰۔ ۱۳۰۱۔ ۱۳۰۲۔ ۱۳۰۳۔ ۱۳۰۴۔ ۱۳۰۵۔ ۱۳۰۶۔ ۱۳۰۷۔ ۱۳۰۸۔ ۱۳۰۹۔ ۱۳۱۰۔ ۱۳۱۱۔ ۱۳۱۲۔ ۱۳۱۳۔ ۱۳۱۴۔ ۱۳۱۵۔ ۱۳۱۶۔ ۱۳۱۷۔ ۱۳۱۸۔ ۱۳۱۹۔ ۱۳۲۰۔ ۱۳۲۱۔ ۱۳۲۲۔ ۱۳۲۳۔ ۱۳۲۴۔ ۱۳۲۵۔ ۱۳۲۶۔ ۱۳۲۷۔ ۱۳۲۸۔ ۱۳۲۹۔ ۱۳۳۰۔ ۱۳۳۱۔ ۱۳۳۲۔ ۱۳۳۳۔ ۱۳۳۴۔ ۱۳۳۵۔ ۱۳۳۶۔ ۱۳۳۷۔ ۱۳۳۸۔ ۱۳۳۹۔ ۱۳۴۰۔ ۱۳۴۱۔ ۱۳۴۲۔ ۱۳۴۳۔ ۱۳۴۴۔ ۱۳۴۵۔ ۱۳۴۶۔ ۱۳۴۷۔ ۱۳۴۸۔ ۱۳۴۹۔ ۱۳۵۰۔ ۱۳۵۱۔ ۱۳۵۲۔ ۱۳۵۳۔ ۱۳۵۴۔ ۱۳۵۵۔ ۱۳۵۶۔ ۱۳۵۷۔ ۱۳۵۸۔ ۱۳۵۹۔ ۱۳۶۰۔ ۱۳۶۱۔ ۱۳۶۲۔ ۱۳۶۳۔ ۱۳۶۴۔ ۱۳۶۵۔ ۱۳۶۶۔ ۱۳۶۷۔ ۱۳۶۸۔ ۱۳۶۹۔ ۱۳۷۰۔ ۱۳۷۱۔ ۱۳۷۲۔ ۱۳۷۳۔ ۱۳۷۴۔ ۱۳۷۵۔ ۱۳۷۶۔ ۱۳۷۷۔ ۱۳۷۸۔ ۱۳۷۹۔ ۱۳۸۰۔ ۱۳۸۱۔ ۱۳۸۲۔ ۱۳۸۳۔ ۱۳۸۴۔ ۱۳۸۵۔ ۱۳۸۶۔ ۱۳۸۷۔ ۱۳۸۸۔ ۱۳۸۹۔ ۱۳۹۰۔ ۱۳۹۱۔ ۱۳۹۲۔ ۱۳۹۳۔ ۱۳۹۴۔ ۱۳۹۵۔ ۱۳۹۶۔ ۱۳۹۷۔ ۱۳۹۸۔ ۱۳۹۹۔ ۱۴۰۰۔ ۱۴۰۱۔ ۱۴۰۲۔ ۱۴۰۳۔ ۱۴۰۴۔ ۱۴۰۵۔ ۱۴۰۶۔ ۱۴۰۷۔ ۱۴۰۸۔ ۱۴۰۹۔ ۱۴۱۰۔ ۱۴۱۱۔ ۱۴۱۲۔ ۱۴۱۳۔ ۱۴۱۴۔ ۱۴۱۵۔ ۱۴۱۶۔ ۱۴۱۷۔ ۱۴۱۸۔ ۱۴۱۹۔ ۱۴۲۰۔ ۱۴۲۱۔ ۱۴۲۲۔ ۱۴۲۳۔ ۱۴۲۴۔ ۱۴۲۵۔ ۱۴۲۶۔ ۱۴۲۷۔ ۱۴۲۸۔ ۱۴۲۹۔ ۱۴۳۰۔ ۱۴۳۱۔ ۱۴۳۲۔ ۱۴۳۳۔ ۱۴۳۴۔ ۱۴۳۵۔ ۱۴۳۶۔ ۱۴۳۷۔ ۱۴۳۸۔ ۱۴۳۹۔ ۱۴۴۰۔ ۱۴۴۱۔ ۱۴۴۲۔ ۱۴۴۳۔ ۱۴۴۴۔ ۱۴۴۵۔ ۱۴۴۶۔ ۱۴۴۷۔ ۱۴۴۸۔ ۱۴۴۹۔ ۱۴۵۰۔ ۱۴۵۱۔ ۱۴۵۲۔ ۱۴۵۳۔ ۱۴۵۴۔ ۱۴۵۵۔ ۱۴۵۶۔ ۱۴۵۷۔ ۱۴۵۸۔ ۱۴۵۹۔ ۱۴۶۰۔ ۱۴۶۱۔ ۱۴۶۲۔ ۱۴۶۳۔

سیاست و حکومت قائم رہے لیکن چور اور ڈاکو اور بد معاش نہیں چاہتے کہ صورت جو اپنے نظام اور انتظامی تصرقات سے لوگوں کی ان سے حفاظت کرنا چاہتی ہے ان کے لئے مزاحمت کے قوانین کا جنم لے، اور انہیں بد معاشیوں سے روکے۔ یہی وجہ ہے کہ ان بد معاشوں کی تباہ شدہ طریت اتنا بھی محسوس نہیں کر سکتی کہ اخلاق بیاہتے ہیں اور انسانی زندگی کا حقیقی مقصد اور اس کا اعلیٰ نمونہ بجز مذہب و الہی تعلیم کے حاصل ہی نہیں ہو سکتا۔

(۳) صحیح مذہبی تعلیم جو الہام الہی کے ذریعہ دنیا میں پیش کی جاتی ہے انسان کو روحانیت کے وسیع سمندر میں تارفتی اور اسے خدا شناسی کی اعلیٰ شان وری اور غوامی سے خدا کا مہکلام اور مقرب بنا دیتی ہے جسے دنیا اور لوگ سمجھے سے کام نہیں۔

اس تعلیم کا پہلا کے لحاظ سے یہ حیثیت اور قومی لیڈر کہلانے والے اور مذہب پر نکتہ پایا کرتے والے بلحاظ حقیقت لامل اور صحیح ایثار و قربانی اور بہترین نتائج کے مقابلہ میں کر سکتے۔ منطقیوں کے مفادات کی طرح اور فلسفیوں کے نظریات اور مادی نظریوں سے ظاہر پرستوں کو دھوکا دے دینا اور دت ہے بین میوں اور رسولوں کی قوت قدسیہ اور الہامی رہنمائی، جس کے ذریعہ مایوس کن حالات اور تعلقات کے گنگوں اور ریمکسٹوں سے گزرتے ہوئے الہی بشارت کی روشنی میں خدا کے نبی اور رسول مع اپنی جماعت کے کامیابی کی منزل پر جا پہنچتے ہیں یا اس کا نمونہ تپاش کرنے سے اپنا دنیا میں بھی مل سکتا ہے۔

(۴) عقل سلیم اور مذہب صحیح خالق قدرت کی ہستی کو محسوس کرتی ہے اور نظام عالم کی باہمی ترتیب و ترتیب کو اپنے لئے اپنے محسن خالق کے اسباب و بہت و احسانات کے راز سے ستھمت اور اعانت اور استغاضہ اور افاضہ کے تعلقات کا احساس رکھتی ہے۔

خدا کے نبی اور رسول جو الہامی تعلیم پیش کرتے ہیں اس میں حق اللہ اور حق العباد کا تعظیم و احترام اور اللہ علی خلق اللہ کے دونوں پہلوؤں پر کامل روشنی آتے ہیں۔

اسلامی تعلیم کی روشنی میں حضرت نبی اسلام کا کامل نمونہ اور اسوۂ حسنہ اس شان کے ساتھ پیش آیا گیا ہے کہ علاوہ انسانوں کے حقوق کے عام جانوروں اور جانداروں کے ساتھ بھی شفقت سے نیک



سوک رہا، ملامی تعلیم نے طمایا ہے چنانچہ جہاں یُطْعَمُونَ الطَّعَامَ عَلٰی حَبِّ مُشْكِيْنَا وَ يَسْمَا وَ  
 سِوَر 62 کی رو سے پُر شفقت سلوک کے ساتھ مسکینوں قیہوں اور ایسے کو جو مالی تکلیف کی  
 حالت میں بھوک سے کھانے کے محتاج ہوتے ہیں انہیں محض اس خیالِ محبت سے کہ یہ بے بس اور  
 محتاج لوگ ہمارے اللہ کے بندے ہیں بحالتِ توفیق و استطاعت و قدرت انہیں کھاتا ہے۔ اتے ہیں  
 علاوہ انسانوں کے دہا رہا، و فٰی اَمْوَالِہِمۡ حَقٌّ مَّقْلُوۡۃٌ لِّلۡسَآئِلِ وَ الْمَحْرُوۡمِ 63 بے زبوں  
 و معذور جانوروں کو جو زبانِ قہا سے اپنی حالتِ احتیاج کا اظہار نہیں کر سکتے۔ یک قسم کے سے  
 ملامی مذہبیت اور تعلیم کے رو سے انہیں بھی اپنے مال میں مقدارِ بھوکہ اس کا حق اور ماضی وری ہے۔  
 چنانچہ صحیح بخاری میں انی قسم کی تعلیم پیش کرنے کی غرض سے بطور نمونہ ایک عورت کی حکایت یہ کہ  
 فرمائی کہ اس نے ایک بیا سے کہے کو جو شدتِ پیاس کی وجہ سے مضطرب الحال ہو رہا تھا۔ کہیں سے  
 پانی نکال کر سے پایا اور اس کا یہ عمل اس کے خالق اور مہمن خدا نے اتنا پسند کیا کہ اس عورت کی نجات  
 و نجات کا باعث یہی عمل بنا دیا۔

اسی طرح تھنہ، رحمت، ملی سے تکلیف دہ سلوک علاوہ انسانوں کے اسلام کی تعلیم میں  
 جانوروں اور جامداتوں سے رہا بھی منع یا گیا ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری میں محض اسی طرح کے تشدد اور  
 حق سے روکنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور مثال ایک اور واقعہ بیان فرمایا کہ ایک  
 عورت نے بلی کو بھرتہ جس بد اور محبوب رکھے سے بلا کھانے اور پانے کے اس قدر تشدد اور حق  
 سے کام لیا کہ بلی اسی تکلیف سے تپ تپ کر مرنے لگی اور خدا نے اپنی مخلوق بلی پر اس طرح کے  
 تشدد کو سخت نا پسند کرتے ہوئے اس عورت پر مارا ننگا کا اظہار کرتے ہوئے مناسب سزا دی ہے کہ  
 سے دوزخ میں ڈالنے کا حکم فرمایا۔

اب یہ تعلیم اور ایسی کامل اور وسیع تعلیم جو انہیں اور رسولوں کی طرف سے دنیا میں پیش کی جاتی  
 ہے ظاہر و باطن اور بدکیش اور شہر لیدر جو اپنی خود غرضی اور خود پرستی اور خودی کے مطلع نظر کے مو  
 اور کچھ جانتے ہی نہیں اور دُشمن مدح اور دُشمن جاد کے بغیر ان کا کوئی صعب امین ہی نہیں یا جائیں اور  
 یہ سمجھیں کہ ملامی تعلیم کی بناء پر پیش کردہ ملت بیضا اور مذہب حق کیا ہوتا ہے۔ بالآخر دعا ہے کہ  
 اللہ تعالیٰ موجود زمانہ کے لوگوں کی آنکھیں کھول دے تا وہ مذہب کی ضرورت کو سمجھیں۔ پھر صریح

مذہب کو قبول نہ کر کے خدا کی رضا حاصل کریں۔ **وَاحْزَنُوا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ**

## سوامی یوگندر پال سے مناظرہ

ایک دفعہ ریاست پنجاب کے شہر سامانہ میں سوامی یوگندر پال مشہور آریہ مناظر سے میرا مباحثہ ہو۔ ملحدوں و رباؤں کے سوامی نے ہمارے آقا کی طرح اور امریکہ والے آسمان میں بسنے والی مخلوق سے میل ملاقات کی کوشش کر رہے ہیں اور اس غرض کے لئے مختلف تجاویز کی جارہی ہیں جب زمین والے آسمان کی باتوں میں جا پہنچے تو پتہ چلا کہ قرآن کی تعلیم پر اس طرح عمل ہوگا۔

میں نے جو بایا تھا کہ قرآن کریم وہ ہے کی طرح ملکی و قومی بندھن میں حلزادہ نہیں رہتا۔ آسمانی اور زمینی مخلوق کے ملنے پر اس کی تعلیم کے لئے اس میں مشعل پیش آئے۔ قرآن کریم تو خود اس بات کا دعویٰ کرتا ہے کہ وہ رب العالمین کی طرف سے مارل یا آیا ہے یعنی اس کی تعلیم اس حد کی طرف سے ہے جو زمینی مخلوق کو بھی پیدا کرے والا ہے اور اس کی پرورش کرنے والا ہے اور آسمانی مخلوق کی بھی ربوبیت کرے والا ہے اور یورپ و امریکہ والے تو آقا آسمانی مخلوق سے رابطہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ قرآن کریم تیرہ سو سال سے بھی پہلے پیشگوئی فرما چکا ہے کہ **وَمِنْ آيَاتِهِ حَسْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا مِنْ دَابَّةٍ وَهُوَ عَلٰی جَمْعِهِمْ اَدَاۤىۡۤا قَدِيْرًا** [64] اس آیت میں خدا تعالیٰ نے اپنے تمام قدرت میں سے یہ بھی بیان فرمایا ہے کہ اس نے آسمان و زمین کو پیدا کر دیا اور زمین میں اور آسمان کی بلندیوں یعنی نجوم اور سیاروں وغیرہ میں دھبہ اور دوآب کو پھینکا۔ یہ بت کا لفظ شت سے چھپا ہے کہ معنوں میں آتا ہے جیسے سورہ نساء میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ **وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَرَسًا** [65]

اس آیت میں جو وہو علی جمعہم کے الفاظ فرمائے گئے ہیں اس میں جمع مذکر کی ضمیر استعمال کی گئی ہے جس سے یہ مفہوم نکلتا ہے کہ جس طرح زمین میں من و نہ سے وہی العقول اور غیر وہی العقول دوآب مرآتیں اور اس میں وہ سے جانوروں کے علاوہ انسان بھی پائے جاتے ہیں اسی طرح آسمان کی بلندیوں میں جو مخلوق پائی جاتی ہے اس میں علاوہ غیر وہی العقول دوآب کے وہی العقول دوآب بھی پائے جاتے ہیں۔ یعنی انسان بھی موجود ہیں۔

اور وہو علی جمعہم ادا یشاء قدیر کے الفاظ میں یہ پیشگوئی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کی

مشیت ہوگی یہ انسان جو زمین و آسمان میں پائے جاتے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ ایک جگہ جمع کر دے گا  
پیشک موجودہ حالات میں یہ تھوڑا بہت نقد ان اسباب کے عجیب معلوم ہوتا ہے لیکن ایک وقت آنے  
والا ہے جب کہ سائنس کی ایجادات اس حد تک ترقی کر جائیں گی کہ یہ پیشگوئی پوری ہو جائے گی۔  
انشاء اللہ تعالیٰ۔

پس جس قدر سن نے قبل از وقت یہ اطلاع دی ہے کہ ایک وقت آنے والا ہے جب مسکاب رضی اللہ عنہ  
تیس میں مل جائیں گے۔ اس میں ان کے قبل و ملاقات کے بعد کے حالات کو مد نظر رکھ کر مناسب و  
مکمل تعلیم بھی پیش کی گئی ہے۔ ہاں ایسے حالات پیدا ہونے پر یہ کی تعلیمات رائج کرنے میں ضرورت وقت  
ہوگی۔

## حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی مجلس میں

ایک عرصہ کی بات ہے کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ عنہ و اعزیز نے  
مجلس میں بعد نماز عصر خاکسار کو مخاطب کر کے فرمایا کہ ’مولوی صاحب! حضرت مسیح موعود ایدہ السلام  
کے زمانہ میں دو ’پبی ریموشی سے نکلیں ’قصیدے حضور کی مجلس میں پڑھائے تھے۔ ہمارے  
وقت میں دو ’پبی کا جوش بھڑاپا کیا ہے۔‘

اس پر خاکسار نے ایک فارسی قصیدہ تیار کر کے حضور کی خدمت میں دوسرے دن بعد نماز عصر  
جب حضور قرآن کریم کے درس سے فارغ ہوئے پیش کر دیا۔ یہ قصیدہ ساٹھ ستر اشعار کا تھا جو بعد میں  
’خبر“ ’مظنی‘ میں بھی شائع ہو گیا۔ اس کے چند ابتدائی اشعار یہ تھے۔

ہم تخی نور قدم پہ یار افتاد	چو روئے مظهر حسن دل در قہر باد
نہ جس شدم کہ چہ ظم جہاں نہ تک در	نکاد شوق نمود چہ جلوہ در سعاد
مر کہ ویر طریقت بشر طہ صدق و وفا	نمودہ وعدہ شرف رموز و سحر
چہ جہد جہد نام کہ کامکار شوم	مگر چہ ہمت مراد کہ می کند مدد
دعاے شیخ کہ ما آرمود ایم بے	ہو کہ بارہے ہمت شوق بدن سعاد
مد زوئی ایمین کہ می هفت کلیم	نہ بود نصید نہ موئے برائے او صناد

عجب کہ طالب ناز از طلب بہ نور رسید      کہ انداز سر تحقیق سر حق بہ عباد  
گدازے گوئے شہانم بہ آں امید بر رگ      یوں کہ دولت ملایا مرد بہد آں دود  
مہم یں کہ حد آید از خوبی رفتن      کہ ایں خودی ز خدا آمدن شود بہداد

### جناب چوہدری سر محمد ظفر اللہ خاں بالقابہ کا واقعہ اتقاء

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے بعد سعادت میں جناب چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب بیرونی بی تعلیم کے لئے لندن گئے۔ عہد پر رہائی سے پہلے آپ حضور رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ "روحانے" کے لئے عرض کیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ لندن جا رہے ہیں۔ لندن شہر دنیا کی ریب و زنت کے اعتبار سے مصر سے بھی بڑھ کر ہے۔ آپ ہر صبح سورہ یوسف کی تلاوت کرتے رہنا۔ اور شہر میں شرفاء کا طعنہ دینا ہے اپنے ہم جیسے شریف لوگوں کو بلانا۔ حضور کی اس نسیح پر عمل کرتے ہوئے جناب چوہدری صاحب نے لندن میں تعلیم کا زمانہ گزارا اور قریباً ہر روز سورہ یوسف کی تلاوت کرتے رہے۔ ان دنوں خود مال الدین صاحب وہ کنگ مسجد میں تھے۔ انہوں نے حضرت چوہدری نصر اللہ خاں صاحب رضی اللہ عنہ والد ماجد جناب چوہدری صاحب کی خدمت میں لندن سے خط لکھا کہ لندن شہر اس وقت زہب و زنت اور ہشی میں مصر سے بڑھا ہوا ہے لیکن چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب اس میں حضرت یوسف علیہ السلام کی طرح تقویٰ اور طہارت کا نمونہ پیش کر رہے ہیں۔

جب جناب چوہدری صاحب بدھستان کے سرکاری عہدہ کے رکن کی حیثیت میں واپس لوٹے تو میں نے ایک دن خواب میں دیکھا کہ حضرت چوہدری نصر اللہ خاں صاحب آپ کے کوٹھی کے دروازہ میں کھڑے ہو کر قرآن کریم سے سورہ یوسف تلاوت فرما رہے ہیں اور بلند آواز سے کہتے ہیں کہ میرے یوسف۔ میرے یوسف۔ اور اشارہ اپنے صاحب "و" یعنی چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب کی طرف کرتے ہیں۔ اس رویا سے میں نے جناب چوہدری صاحب کو اطلاع دے دی تھی۔ **لَا الْحَمْدُ لِلّٰہ**

### ایک عجیب رویا

عالمیاً ۱۹۴۳ء کا واقعہ ہے کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایہ اللہ تعالیٰ و تعزیرہ طرف سے خاکسار کو عظیم محمد یوسف صاحب صدر انجمن اسلامیہ علاقہ ورنگل ریاست حیدرآباد کے

بعض اہم اصوات و شہادت بخیر خبی جواب بھیجے گئے ان دوران میں مرکز کی ہدایت کے ماتحت خاکسار کو چک نمبر ۵۶۵ ضلع شوپرہ میں بعض تربیتی اور اصلاحی امور کی سرانجام دہی کے لئے جانا پڑا۔ اور پھر یہ ہدایت موصول ہوئی کہ وہاں سے فارغ ہو کر میں سہارنپور میں جاؤں جہاں پر نواب عادل خاں صاحب نے تبلیغی اغراض کے ماتحت میرے بھیجوانے کے لئے درخواست دی تھی۔ خاکسار دوران سفر میں حکیم محمد یوسف صاحب کے اعتراضات کے جوابات لکھتا رہا اور جماعتوں کے اصلاحی و تربیتی امور کو بھی سرانجام دیتا رہا۔

سہارنپور میں میں نے رہا میں دیکھا کہ میں دارالسمیعہ میں ہوں جہاں بہت خوبصورت و قیمتی تالین بچے ہوئے ہیں اور ان پر ایک نورانی صورت کی نوجوان عورت جس کی عمر ۱۷-۱۸ سال کی معلوم ہوتی ہے بیٹھی ہے اور اپنے بالوں کو نگلیں کر رہی ہے جب اس مکان کے مقابل پر آمد میں ہوں میری نظر پائی تو سیدہ حضرت قدس مسیح موعود علیہ السلام پر آمد میں ٹپکتے ہوئے نظر آئے حضور قدس علیہ السلام کے قریب ہی ایک فرشتہ کھڑا ہے جو مجھے مخاطب کر کے کہتا ہے کیا تو جانتا ہے کہ یہ نورانی عورت کون ہے؟ یہ ام المؤمنین ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام انہیں ساتھ لے جانے کے لئے انتظار میں ٹپ رہے ہیں۔ جب وہ نگلیں سے اپنے بالوں کی الجھنوں صاف کر لیں گی تو اس کے بعد حضرت قدس ان کو اپنے ساتھ لے جائیں گے۔ انتظار صرف انہوں کے صاف ہونے تک ہے۔

اس رہا سے مجھے معلوم ہوا کہ سیدۃ النساء حضرت ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا زمانہ حیات بھی بہت ہی بدعات کا باعث ہے اور اللہ تعالیٰ کی نعمت آپ کی حیات طیبہ سے خاص طور پر بہت ہے۔ واللہ اعلم بالصواب وعنده ام الكتاب۔

### ایک تبشیری الہام

ایک دفعہ خاکسار مرکزی ہدایت کے ماتحت موضع دھڑک میانہ ضلع سیالکوٹ بھیجا گیا، دھڑک کے ولیدار اکرم چوہدری عنایت اللہ صاحب ایک مخلص اور بااثر احمدی ہیں ان کی صاحبہ وی کی شادی مریم چوہدری ظہور احمد صاحب باجوہ جو اکرم چوہدری شیر محمد صاحب ساکن چک نمبر ۳۳ سرگودھا کے فرمدہ رجناب چوہدری علی بخش صاحب کے پوتے ہیں سے قرار پائی تھی۔ انہوں نے خدمتوں

سے میرے دیرینہ تعلقات تھے۔ بلکہ چوہدری علی بخش صاحب کی بیعت مع بعض دیگر افراد خاندان کے بفضلہ تعالیٰ میری کوشش سے ہی ہوئی تھی۔

چوہدری علی بخش صاحب تعلیم یافتہ اور حدودِ جہ کے متعصب اور مخالف احمدیت تھے۔ اور ان کے لڑکے مکرم چوہدری شیر محمد صاحب احمدی ہو چکے تھے۔ انہوں نے زمینیں مذہبی اعتبار سے بہت اشفاق اور اختلاف رہتا تھا۔ سب میں چک نمبر ۳۳ آیا اور چوہدری شیر محمد صاحب کی تحریک پر میں ان کے مکان کے محکم میں تقریر کرتا تو چوہدری علی بخش صاحب کمرے کے اندر چھپ جاتے اور جب میں اندر جا کر ان سے گفتگو کرنا چاہتا تو مابہ جلتے جاتے۔ سلا، سلا، اور متعصب چروں اور سی دوشینوں سے وہ بے حد متاثر تھے اور کسی احمدی کو ملنا یا اس کی باتیں سنانا ان کو نہ دے دیتا تھا۔

ایک دن سب میں محکم میں لوگوں کے سامنے تصوف کے مسائل اور روحانی حقائق بیان کر رہا تھا اور وہ کمرے کے اندر تھے بعض باتیں ان کے کان میں بھی پڑیں۔ مدایت کا وقت قریب تھا، وہ ان وقتوں سے متاثر ہوئے اور جب ہم دہلی پر کرام چک نمبر ۴۳ میں چوہدری غلام حیدر صاحب احمدی کے ماں جاہ گئے اور گھوڑیوں پر سوار ہونے کو تھے کہ چوہدری علی بخش صاحب نے ایک آدمی کے ذریعہ پیغام بھجوایا کہ مولوی صاحب آج رات یہاں ٹھہر جائیں تو میں ان کی تقریر تصوف اور فلسفہ نباتات پس تر حضرت مراد صاحب اور اپنے پیروں کی تعلیم میں مدد دے کروں گا۔

یہ پیغام سن کر سب احباب کو خوشی ہوئی اور میں نے ایک دن کے لئے اپنی روانگی ملتوی کر دی اور چوہدری غلام حیدر صاحب کو اس سے اطلاع دے دی۔ چنانچہ وہ بھی چک نمبر ۴۳ سے میری تقریر سننے کے لئے پہنچ گئے۔ رات کو میں نے تین گھنٹے تک فلسفہ ایمان اور مسائل تصوف پر تقریر کی۔ جس کو سن کر چوہدری علی بخش نے کہا کہ اگر میں ایک دن اور کچھ جاؤں تو وہ جلسہ سالانہ پر قادیان جانے کا وعدہ کرتے ہیں۔ اس پر احباب نے خواہش کی کہ اب چند چوہدری صاحب بہت کچھ نرم ہو چکے ہیں مزید ایک دن کے لئے کچھ کراں موقع سے قاعدہ و انہاؤں۔ چنانچہ میں کمرہ آیا اور چوہدری صاحب اس دن کی تقریر اور گفتگو سے اس قدر متاثر ہوئے کہ بعض دوسرے دوستوں کے ساتھ مشورہ کرنے کے بعد سب نے بیعت کر لی۔ فقال الحمد للہ علی ذالک

انہوں نے انہوں کی خواہش تھی کہ نکاح میں پڑھاؤں انہوں نے زیادہ اصرار اس لئے بھی کیا کہ خا کسار تھیرنام کو سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی صابتہ ادبی کے خطبہ نکاح پڑھانے

کی سعادت بھی حاصل ہو چکی تھی (اس واقعہ کا ذکر چوتھی جلد میں گذر چکا ہے)

اس وقت سب پر چوہدری عنایت اللہ صاحب نے بہت سے غیر احمدی سکھ اور عیسائیوں کو بھی مدعو کیا۔ اور مجھے فرمایا کہ اس موقع پر ایسا خطبہ دیا جائے کہ سب مذاہب والے اس سے فائدہ اٹھ سکیں۔ ذیل اہل صاحب کے گھر کے قریب ہی مسجد تھی میں اس میں پکارا گیا اور اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کی کہ وہ اپنے خاص فضل سے مجھے ایسی تفریح کرنے کی توفیق دے جو سب سامعین کے لئے فائدہ بخش ہو۔ میں دعا کرتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہایت شہ پس اور پسندیدہ چیز میں مجھ پر مسدود نہ ہو بلکہ وہ اپنی مظلوم کلام نازل ہو۔

”جو حمد خداے نون حیدری مثل نہ کو

اکون اتے مجید نون جس نے بخشی کو

اس بہام میں اکون اور مجید کے تعلق مجھے تنہیم ہوئی کہ یہ زماں کے نیچے کی اور تکیں ہیں جو دینی میں کام دیتی ہیں۔ اور میرے عمر میں وہاں کا خیال دینی کا مختلف ہے۔ مجھے اس بشارت سے یک کو نہ تسلی ہوئی اور اس کے بعد من بعد مجھے خطبہ نکاح کے لئے بلایا گیا۔ حاتمہ دین کی تقدیر ہی سہی۔ خطبہ شروع ہوا تو اللہ تعالیٰ نے روح القدس سے تائید مانی اور میری زبان پر فلسفہ نکاح در صحت شروع کئے تعلق سے معارف جاری ہوئے کہ تمام حاتمہ دین نہایت متفہم نظر ہوئے اور بار بار اس بات کا طہار کرے گئے کہ یہ حقائق اس سے پہلے سننے میں نہیں آئے میں نے عرض کیا کہ یہ فیض در برکت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہے اور آپ کی تعلیم کے ماتحت یہ معارف بیان کئے گئے ہیں۔

مجھے اس کامیابی پر اس لئے بھی ریا و خوشی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت اقدس علیہ السلام اور آپ کے حقائق و معانی کی برکت سے قبل اور وقت پر ریحہ بہام مجھے بشارت دے کر میرے بیان کو تارویا۔ مجھے اس بات کا علم نہیں کہ زبان کے نیچے اس قسم کی رکیں ہیں جو دینی میں مدد دیتی ہیں یا نہ کا یہ کام ہے میں نے ریحہ بہام مجھ پر یہی انکشاف ہوا۔ واللہ اعلم ساسرارہ و الشکر لله رب العالمین

### ایک علمی اشکال کا حل

ایک عرصہ کی بات ہے کہ خاکسار مسلسل تبلیغ فیہ پرورش میں مقیم تھا کہ بعض مذاہب نے پرچہ

اہل حدیث جو مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کی ۱۱ ادا میں شائع ہوا تھا مجھے دکھایا اس پرچہ میں غالباً ریاست جوہپور کے ایک مستغفر کا سہل درج تھا اور لکھا تھا کہ سی پرانی قلمی بیاض میں ایک دوئی کا نام بطور ربط و تخریر ہے۔ جس کے خواص بہت عمدہ اور اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں سے ایک خزانہ بتائے گئے ہیں میں اس کا نام رمز میں اس لئے تحریر کیا ہے کہ تا اہل اس کے ذریعہ سے ناجائز فائدہ نہ اٹھائیں۔

اس دوئی کا نام علم جفر کے حساب جمل اور علم نجوم کے مروج اور ہفت سیارگان اور علم رمل کی ۱۶ اشکال سے مرکب صورت مرموزہ میں پیش کیا گیا تھا۔ خاکسار کو بھی ان علوم کے مطالعہ کا موقع بغضہ قدس میں ”یا تھا۔ اور ان علوم میں کتب میں نے دیکھی تھیں۔ جب ”باب فیہ وزچر نے تادیہ ک شہر کے غیر احمدی علماء کے نزدیک یہ مقدمہ لا کر لیا ہے اور اس دوئی کا نام کسی کو معلوم نہیں ہوتا تو خاکسار نے اس مرموزہ نام کے متعلق غور کیا۔ اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے میں یہ مقدمہ حل کرنے میں کامیاب ہو گیا اور حسب قواعد علم جفر، نجوم اور رمل اس کا حل شرح و ربط سے لکھ کر ادا کر ”اہل حدیث“ میں شائع ہونے کے لئے بھجوا دیا۔ جو نام میں نے قواعد مخصوصہ کی روشنی میں تخریر کیا وہ حسب العربی یعنی کچلہ تھا۔ جب میرا اہل شدہ جواب اخبار ”اہل حدیث“ میں شائع ہوا تو مولوی محمد مین صاحب جو مولوی ثناء اللہ صاحب کے خاص شائقوں میں سے تھے ”رسالہ احمدیہ کے تحت مخالف تھے اس جواب کو پناہ کر میری ملاقات کے لئے قادیان آئے اور اس علم کے متعلق بعض دیگر مسائل بھی دریافت کرتے رہے۔

یہ مولوی صاحب سحر گندہ بہن تھے اور قادیان کا نام سنا بھی ”دارالحدیث“ تھے میں میرے جواب کو دیکھ کر اس علم کے متعلق بعض دیگر باتیں معلوم کرنے کے لئے میرے پاس قادیان آ گئے۔ اس واقعہ کا خاکسار نے اس لئے ذکر کیا ہے کہ ہر قسم کے علوم و فنون دینی خدمات کے لئے بسا اوقات بطور آلات کے کام دیتے ہیں اور ان علوم کے ذریعہ کئی لوگوں کے ظلمانی حجاب دور ہو جاتے ہیں اور ان کے لئے ہدایت کا راستہ آسان ہو جاتا ہے۔

### اخلاق کریمانہ

۱۹۸۱ء میں جب انھوں نے الہ آباد شدت اختیار کر لی اور سیدنا حضرت علیہ السلام علیہ السلام کی



بید اللہ صردار، بعد پر بھی سخت بیمار ہو گئے۔ ان ایام میں خاکسار لاہور سے مریہ مقدس آیا، حضور کی شدید طاعت کے پیش نظر حضور کی عیادت کے لئے حاضر ہوا۔ حضور اس وقت چارپائی پر بیٹے ہوئے تھے، ہر کرم و محترم مولوی عبدالرحیم صاحب، راجہ اور جناب! اللہ شہت اللہ صاحب چارپائی کے پاس فرش پر بیٹھے ہوئے تھے۔ جب خاکسار حقیر غلام کمرہ کے اندر آ کر نیچے فرش پر بیٹھنے لگا تو حضور فوراً اٹھ کر فرما کر گئے کہ آپ نہ مانہ کی طرف تشریف رکھیں۔ میں نے عرض کیا کہ خاکسار نیچے فرش پر بیٹھنے میں ہی عیادت سمجھتا ہے۔ حضور نے اصرار کے ساتھ نہ مانہ کی طرف بیٹھنے کا ارشاد کیا، فرمایا کہ آپ حضرت مسیح موعود، علیہ السلام کے صحابہ میں سے ہیں اور صحابہ کا اہم ضروری ہے۔ چنانچہ حضور نے ایک طرف ہولر خاکسار کو چارپائی پر بٹھایا۔

جب خاکسار عیادت کے بعد واپس ہوا تو حضور کے اخلاقی حسنہ اور نمونہ اب و اہل مریہ صاحب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے بے حد متاثر ہوا۔ اور ہر تک رقت قلب سے حضور کے سے اور حضور کی لسلوں کے لئے دعا کرتا رہا۔ اے خیر الراحمین اللہ تو اپنے ان مقدسوں پر اپنی بے شمار رحمتیں تابہ نازل فرما تا رہے آمین

### ظہیر الدین اروپا

ظہیر الدین اروپائی مدعی البہام تھا، اپنے آپ کو یوسف موعود، کہتا تھا۔ ایک دن جب میں مہارک مرل، حاطہ میں تھا، ان دنوں صاحب میں قرآن کریم کا درس دے رہا تھا تو ماہ ظہیر الدین اروپائی اس سے سب اباب کے سامنے اپنا دعویٰ پیش کیا اور قبول کرنے کی دعوت دی۔ اس نے اپنے دعویٰ کی تائید میں کچھ اشتہار بھی شائع کئے تھے اور اسی لوگ اس کے ہم خیال بھی ہو گئے تھے میں نے اسے کہا کہ آپ ایسی باتوں سے پرہیز کریں اور حضرت مسیح موعود، علیہ السلام کی جماعت میں فتنہ کی صورت پیدا نہ کریں۔ اس پر اس نے کہا کہ میرا دعویٰ اللہ تعالیٰ کی وحی کے ماتحت ہے۔ میں نے اسے کہا کہ کیا آپ اپنے اس، مدعی البہام کے متعلق تحریر دے سکتے ہیں اس پر اس نے ایک تحریر لکھ دی۔ بھی اس تحریر پر چالیس دن ہی گزرے تھے کہ اسے کسی شدید تہم کی بناء پر ملازمت سے معزول کر دیا گیا۔ کچھ عرصہ بعد اس پر نہیں کا مقدمہ دائر ہوا اور اس کی بہت ذلت اور رسوائی ہوئی۔ بعد میں ایک عورت کے اغواء کے میں میں بھی دو ماحوہ ہوا۔ اس پیغم حوادث سے اس کی ہوش

ٹھکانے ہوئی۔ اس کے عقیدہ مند اس سے بدظن ہونے لگے اور اس نے ان کو کہا کہ چونکہ میرے دعویٰ کے بعد خدا تعالیٰ کی تائید میرے شامل حال نہیں اس لئے میں اپنے دعویٰ کو سرست ملتوی کرتا ہوں۔ تنگی معاش کی وجہ سے اس نے غیر مبایہیں کے امیر مولوی محمد علی صاحب سے بھی خط و کتابت شروع کی۔ یمن نسوں نے اس کو منہ انکار پسند نہ کیا۔ اس کے بعد اس نے منم پڑانے کا کام شروع کیا یمن اس میں بھی کامیاب نہ ہوا اور اب معلوم نہیں کہ وہ کہاں اور کس حالت میں ہے۔

ظہیر الدین کے تعلق میں نے، اور کیا بھی، کچھ تھے۔ جن کا ذکر انہی دنوں میں ”فاروق“ مورخہ ۲۵ جولائی ۱۹۱۸ء میں شائع ہوا تھا۔ یہ رہا مندرجہ ذیل الفاظ میں شائع ہوا۔

### دورویا

مندرجہ ذیل طور پر علامہ غلام رسول صاحب فاضل راجسکی کے ایک خط سے چھپائی جاتی ہیں۔

### پہلی روایا

”کہ دور محمد صاحب نے طلحہ سے نام ایک اشتہار جاری حجت نامہ بھیجا۔ جس میں نئی طرح کی بیات کا ذکر ہے اس میں اس نے ظہیر کی پیشہ منی شائع کی ہے کہ میں دیر چھ سال کی مبعوث میں فوت ہو جاؤں گا۔ کل دعا کا موقع میرا آیا اور ان دعاؤں میں ہی سوچا۔ یاد رکھتا ہوں کہ چھ سال پہلے ہے اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام تختہ میں۔ وہ سم ہمارا معلوم ہوتا ہے۔ ہی ثناء میں حضرت ممدوح کی طرف سے ایک خوبصورت تصویرے میں جو مالہ پادری کا مقدم ہوتا ہے۔ ایک عجیب قسم کا شہت جو نہایت ہی لذیذ اور خوشبودار ہے، آیا تاکہ میں اسے پی لوں اور میں نے اسے تمہیں دیکھ کر کے پیا ہے۔ پھر میں خواب میں ہی حکیم محمد الدین صاحب سے کہتا ہوں کہ ظہیر نے تو میرے لئے دیر چھ سال کی پیشہ منی کی تھی کہ میں مر جاؤں گا۔ لیکن اس شہت سے مجھے یہی علم ہوا کہ یہ ہے کہ میں تین سال سے پہلے نہیں مروں گا۔“

### دوسری روایا

”اس دنوں میں نے ظہیر الدین کے قتل کے تعلق بہت رور سے دعا کی اور اس بارہ میں مجھے دیکھا کہ ایک سانپ ہے جس پر سیاہ اور سفید قسم کے داغ اور نقش ہیں۔ وہ ایک دیوار پر چڑھ رہا ہے۔ میرے ہاتھ میں ایک بہت بڑا سونکا ہے جس سے میں نے اسے بالکل کچل دیا ہے اور اس کے سر

کو ایسا پکلا ہے کہ بس اس کو بلاک ہی کر لیا ہے۔ پھر میں نے ظہیر کو دیکھا کہ وہ مجھ سے کچھ باتیں کرنا چاہتا ہے۔ میں نے کہا جب تک تیری ہوا پر جوتا نے اشتہار میں شائع کی ہے پورا سال نہ گزر جائے میں بات نہیں کر رہا گا۔

غلام رسول راجیکی۔ ۱۷ جولائی ۱۹۱۸ء

جناب میرے صاحب اخبار ”فاروقی“ نے سو رخی ۱۹ ستمبر ۱۹۱۸ء کے پرچہ میں مندرجہ ذیل نوٹ شائع کیا۔ جس کا متن ان یہ تھا۔

”سال کے اندر امر ظہیر کے اشتہار اور یوسف موعود کے دعویٰ کا انجام اور اس کی ذلت اور دعویٰ سے نکال دیا۔“

ظہیر الدین مرہٹو اپنی ما کا می اور نام ”بی کی مرہٹو“ سے جو لازم فتنہ اور بیرونی حدیث نفس ہے۔ یہ چند اس قابل نہیں کہ اس کے لئے ایک کالم بھی دیا جائے۔ لیکن ایک کتاب صداقت نگاہ ہونے کی وجہ سے معافی چاہتا ہوں کہ چند طور پر مجبور ہوا ہوں۔ ۳۱ دسمبر ۱۹۱۷ء کو ظہیر نے ایک عا شائے کی جس کا علامہ اسی کے الفاظ میں یہ ہے۔۔

”وہ کلام الہی اور الہام ربانی جو مجھ پر مارا ہوا ہے۔“ جس کی بناء پر میں نے اپنے تئیں جو صرف موعود قرار دیتا ہوں۔ اپنی الواقع خدا تعالیٰ ہی کا کلام اور وحی ہے۔ اور حدیثوں کی قسم کھاتا ہوں کہ وہ نہ تو اقسام اضافات و احاطہ ہے نہ اقسام احادیث النفس نہ ہی سبب اور فتنہ اور نہ اقسام آراء بلکہ خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جس کی جھوٹی قسم کھانا لکھتوں کا کام ہے کہ وہ خاص خدا تعالیٰ کی وحی اور الہام اور اسی کا مقدس کلام ہے۔۔۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اگر میں نے تحریر بالا میں کسی قسم کے جھوٹ اور فریب سے کام لیا ہے تو اے میرے خدا جس کے تہہ قدرت میں میری جان ہے تو مجھے اپنے سخت سے سخت جہنم تک عذاب میں ایک سال تک بلاک اور بالکل برباد کر دے اور مجھ پر ایسا عذاب نازل کر دے کہ تمام دنیا کے لئے عبرت ہو۔“

یہاں خدا کا اقتدار و نشان دیکھیے کہ اسی سال میں ظہیر کی وہ ذلت ہوئی کہ خدا دشمن سے دشمن کو بھی نصیب نہ کرے اور اس آیت قرآنی نے اپنا جلوہ دکھایا جو یوں ہے

اِنَّ الْمَدِيْنَ اَمَحْدُوْا الْعَجَلُ مِمَّا لِيْهِمْ عَصَبٌ مِّنْ ذَنبِهِمْ وَ ذَلٰهُ عَلَى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا  
وَكَمَدَ الْكَ مَجْرُوْى الْمَصْرُوْى 66] ۶۶] اس سے بڑھ کر اور بیاہمت ہو سکتی ہے جو طہیہ کی گسٹ  
کے مہینہ میں ہوئی اور جس کی تفصیل ۱۱ ستمبر کے ”پیغام“ میں ہے جو آج ۱۷ ستمبر کو موصول ہو۔ طہیہ  
کا ایک خط چھپا ہے جو اس نے مولوی محمد علی صاحب کے نام نہایت باہمت سے لکھا ہے اس کے  
بعض فقرات یہ ہیں۔

”آپ کو علم ہے کہ میرا کوئی چھوٹا یا بڑا بھائی نہیں اور نہ ہی کوئی چاچا بابا ہے (یعنی  
وحید طریقہ ہوں۔ ماقبل) جو گھر کے کاروبار کا خیال رکھ سکے۔ اس لئے میں نے آپ سے  
عرض کیا ہے کہ اگر میں ہفتہ وار ملا ہوں تو پھر میں روپے ماہوار کافی ہوں گے  
اس لئے انجمن میرے لئے مکان کا بھی بندہ مست کرے۔“

سنئے ظہیر پھر کیا کہتا ہے۔ مجھے تمیں روپے اور مکان دے دو اور میں اس کے لئے اپنے  
عقائد چھوڑتا ہوں۔ ظہیر پھر خط میں یوں لکھتا ہے۔

”میں دے لے میں نے اپنے دل میں عہد کر لیا ہے کہ ایسے خیالات کامیابی طرف  
سے کبھی نکھار نہ ہوگا بلکہ میں آپ کو اطمینان دلاتا ہوں کہ اپنے دعویٰ کا بھی کسی سے ذکر  
نہ کروں گا۔ میں نے آپ کی طرف لکھا یا تھا کہ آئندہ کوئی اشتہار شائع نہ ہوگا اور یہ  
کیسے ہوتا ہے کہ انجمن (لاہور) کی ماقبل میں رو کر کوئی ایسی کاروائی کی جائے  
جس میں بجائے نصرت مسیح موعود پر کوئی ایسا ٹکائے کہ اپنے آپ پر ایمان کا نام ہو  
اور اپنی بیوقوفی اور غلطی کا اقرار کرتا ہوں۔“

باوجود اس قدر جاہت اور اپنے عقائد سے مرتد ہونے کے مولوی محمد علی صاحب نے  
شمد سے یہ جواب دیا کہ آپ اس مضمون کا ایک اشتہار بھیجیں اور میں اسے لاہور پہنچ کر  
چھپواؤں گا میں سو ست یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس کے بعد کیا ہوگا۔ یہ ستر دہڑا کر ظہیر سمجھ گیا ہوگا  
کہ باوجود اتنی بڑی قربانی اور اپنے عقائد سے کھلا کھلا ارتداد اختیار کرنے کے پھر بھی تمیں  
روپے کی فوری مع مکان کا مدد نہیں ہوتا۔ وہ دفرم ہو گیا لیکن جو کچھ اس کے دل میں تھا  
وہ ظاہر ہو گیا یعنی دنیا نے یہ دیکھ لیا کہ اس کی اشتہار بازی اور مسیح موعود کو صاحب شریعت

ظاہر کرنا اور یوسف موعودؑ نے کامیابی محض دنیا طلبی کے لئے تھا اور اس کی قدر و قیمت محض  
 تمہیں رہے مابہرہ اور براہِ مکان ہے۔ ٹھک ہے ایسی زندگی پر۔ اس سے بڑھ کر ایک تھکے  
 پر چھ مدئی الہام انسان کی یادست ہو سکتی ہے اور زیارۃ الغصب اور عذاب ہو گا یمن کریم  
 ہے تو خدا نے منتقم بھی زندہ ہے۔ میں مولوی غلام رسول صاحب کو مبارک باد دیتا ہوں کہ  
 س کے ماتھ پر ایک من مینا، ملاک ہوا۔“

### ضروری نوٹ

میری مذکورہ بالا دونوں ربایا کی تصدیق اللہ تعالیٰ نے طویل برکت حضرت سیدنا مسیح پاک  
 علیہ السلامؑ فرمادی۔ اول ظہیر نے میرے متعلق یہ پیشگوئی شائع کی تھی کہ میں اڑھ سال کی موعود  
 کے مدد رنوت ہو جاؤں گا۔ اس کے بعد اس نے خاکسار اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؑ  
 اللہ تعالیٰ عنہ دالہ یہ ہر اطلاع ٹھوس حوالہ کے متعلق شائع کیا کہ ۱۰ دنوں کی وفات ۱۹۲۰ء تک ہو جائے  
 گی۔ اللہ تعالیٰ کی صرت سے اس کی یہ ۱۰ دنوں پیشگوئیاں بالکل غلط ثابت ہوئیں اور سیدنا حضرت  
 خلیفۃ المسیح الثانیؑ اور اللہ تعالیٰ عنہ دالہ یہ ہر اطلاع ہر جمع ہر ہوش و مدکات کے ثبوت و عافیت سے ہیں  
 اور حضور کا یہ تقیر غلام بھی اب تک زندہ ۵۷، ۵۸، ۵۹ ہو چکا ہے بفضلہ تعالیٰ بقید حیات ہے۔  
 لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

نوٹ۔ ظہیر بھی کافوت ہو چکا ہے۔ عبد الغنی شام پبلشر کتاب ندہ۔

### بنارس کا نیپالی مندر

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ کے عہد سعادت میں یک تبیینی مذہب  
 جس میں حضرت مولوی محمد مراد شاہ صاحب، حضرت میر قاسم علی صاحب، حضرت حافظ روشن علی صاحب،  
 حضرت مفتی محمد صادق صاحب، نو بہ مال لدین صاحب اور خاکسار شامل تھے، بنارس آیا۔ جب ہم صدر  
 میں تقریریں کرے سے فارغ ہو کر قیام گاہ پر آئے تو نو بہ صاحب نے کہا کہ یہاں پر ایک مشہور دتار بھی  
 مندر نیپالی مندر کے نام سے مشہور ہے اور لوگ دتار سے کہتے ہیں کہ مندر بھی ہے دیکھ لیں  
 تو معلومات میں اضافہ ہو گا، تبلیغی اعتبار سے فائدہ دینا چاہئے گا۔

چنانچہ ہم سب، ماپ اس مندر کو، کیسے کے لئے گئے۔ یہ مندر ایک بہت بڑی بدھ مندر میں  
 ہے۔ جس کے اوپر جابجا کیسے تراشے ہوئے ہیں۔ اوپر روشن جی مہاراج کی مورتیاں ہیں اور نیچے

ظہیر بھی کافوت ہو چکا ہے۔ عبد الغنی شام پبلشر ندہ۔

”سنوں کے نمونے دیے گئے ہیں یعنی عورت و مرد کے ناگم کے حیا سوز مناظر۔ سب یہ مندر بنایا گیا تو بے حیائی کا عجیب زمانہ تھا اور بڑے بڑے پندتوں اور لیڈران قوم کا انداز فکر تقابست و رقابت تھا۔ اس کی اخلاقی حالت پر رونا آتا ہے۔“

مندرجہ ذیل کے چہترے کے اوپر ایک پاسبان میٹھا تھا۔ جو صرف مردوں کو درشن کے لئے درجہ بندی جارت دیتا تھا۔ عورتوں کو اندر جانے کی اجازت نہ تھی۔ سب ہم و ماں پہنچے تو امریکا کی ایک سیاح لیڈی اس مندر کو دیکھنے کے لئے اندر داخل ہونے لگی۔ ارباب نے اس کو روکنا چاہا۔ لیڈی نے کہا کہ میں سیاحت کے لئے امریکا سے ہندوستان آئی ہوں اور نیپالی مندر، عیسائی مندر، پرہیزگار میں شامل ہے۔ اس لئے مجھے رہ کائیں جاسکتا۔ اس نے پانچ روپے محتاط کی نذر کے اور درجہ بندی میں کامیاب ہوئی۔

خدا کی امتبار سے ایسے حیا سوز مناظرے جنکں ماتھ پوری اور اڑیسہ کے دوسرے مشہور مندروں میں بھی نشات سے نظر آتے ہیں جن کو نیچر راب ٹریف ہند بھی شرماتے ہیں۔

### اللہ بخش صاحب ضیاء پشاور کی متعلق روایا

اللہ بخش صاحب ضیاء پشاور نے قبولِ احمدیت کے بعد اللہ میں بہت اخلاص اور عقیدت کا ظہار کیا۔ ۱۹۲۹ء میں میں نے ایک عربی قصیدہ جس کے سازھے تیس صد اشعار تھے پشاور میں لکھا۔ اللہ بخش صاحب نے اس قصیدہ کو شائع کرانے کے لئے اسے کاتب سے لکھوایا۔ ”حضرت مولانا محمد رشاد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوانح حیات بھی شائع کرنے کا ارادہ کیا اور سلسلہ کے بعض دیگر کام بھی اپنی مرضی کے ماتحت سرانجام دیے۔ شرمٹا کے۔ ضیاء صاحب ابھی قادیان مقدس میں تھے۔ کہ خاکسار کو تبلیغی سلسلہ میں لکھنو جانا پڑا۔ ۱۰ ماہ پر میں نے ایک رات رہا میں دیکھا کہ ضیاء صاحب کا خوبصورت چہرہ بالکل سیاہ ہو گیا ہے۔ مجھے اس رہا سے بہت تشویش ہوئی۔ قرآن کریم کی آیات کی روشنی میں اس کے مطلب ہو سکتے تھے۔ اول لڑائی پیدا ہوا جیسا کہ آیت ادا بشـرحِ احمدہم مالاشی ظل و حیدہ مسودا و هو کظیم [67] سے مستنبط ہوتا ہے۔ دوم یہانی حالت سے رتہ اختیار کرنا۔ جیسا کہ سورہ آل عمران میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فاما الدین اسودت و حوہیمہم [68] انکھرونہم بعد ایمانکم۔ یعنی سیادہ میں فی جہہ ایمان کے بعد عمر اختیار کرنا ہے یہ امر کی تعبیر

میرے لئے تشویش کا باعث تھی۔

میں نے ضیہ صاحب کو خط لکھا کہ اگر ان کے گھر امید داری ہو تو رہنما کی تعین لڑکی کے تولد سے پوری ہو سکتی ہے۔ لیکن دھرمی صورت شد یہ لانا اور خط ماک ہے جس کے لئے اس کو خاص طور پر دعا، متغذرا، رخصت کی طرف توجہ دینا چاہیے۔

اس کے کچھ عرصہ بعد ضیہ صاحب لاہور چلے گئے اپنی خیمہ صورت متشرعہ خانہ راجی بھی مزدوری و رخصت ہونے کے بعد وہیں سے متاثر ہو کر سلسلہ سے وابستہ ہو گئے۔ اما للہ و اما للیہ و احمہ

حدائق سے دعا ہے کہ وہ ان کی انکسیر کھولے اور جس آسمانی نور کو انہوں نے نہایت جوش و جذبہ سے قبول کیا تھا اس کو وہاں رد قبول کرنے کی انہیں توفیق ملے۔ واللہ علیٰ کمالہ فی قلبہ

### صوفی عبدالرحیم صاحب امرتسری کے متعلق روایا

صوفی عبدالرحیم صاحب امرتسر کے رہنے والے ایک مخلص احمدی کے لڑکے ہیں۔ انہوں نے پانچ سالہ عمر میں تحصیل کی اور بعد میں ایم اے کی ڈگری حاصل کی۔ یہ سلسلہ ملازمت عراق میں بھی رہے اور بعد میں ریلوے کے ایک بڑے عہدہ پر فائز ہوئے۔ لاہور میں قیام کے دوران جب وہ سلسلہ میں داخل تھے تو میرے ساتھ بھی ان کے مراسم تھے اور بعض نکات تصوف کے معارف اور نکات کے متعلق ان سے باتیں کرنے کا موقع ملتا تھا۔

ایک دفعہ خاکسار، حضرت سید رین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب صوفی صاحب کے گھر بیٹھے ہوئے تھے تو انہوں نے کہا کہ ہم دونوں ان کی محکمہ ترقی کے لئے دعا کریں۔ چنانچہ ہم نے مل کر دعا کی۔ اور حضرت شاہ صاحب، صوفی صاحب کے فرمانے پر میں نے رات کو بھی توجہ سے دعا کی۔ رات کو مجھے رہنما میں بتایا گیا کہ صوفی صاحب کو ترقی مل جائے گی۔ میں نے اس کی اطلاع صوفی صاحب کو دی بلکہ ان کے کہنے پر نکل کر، اے بی۔ اس وقت ان کی تین سو چار سو روپے ماہوار تنخواہ تھی بعد میں وہ ترقی کرتے ہوئے تقریباً پندرہ سو روپے ماہوار تک جا پہنچے۔ لیکن اسوں سے کہنا یہی ترقی کے ساتھ ان کا سلسلہ سے ربط قائم نہ ہو سکا۔

۱۹۳۷ء میں میں نے صوفی صاحب کی محبت ایک مندر روایا لکھا کہ ان کا چہ و سیاہ ہو گیا ہے۔ نیز یہ بھی لکھا کہ اخبار الفضل میں ان کے تعلق اثرات از جماعت کا احاطہ ہوا ہے۔ میں نے بوجہ میرین تعلقات محبت کے ارادہ ہمدردی صوفی صاحب کو اظہار کی کہ میں نے آپ کے تعلق ایک شدید مندر روایا دیکھی ہے۔ آپ خاص طور پر استغفار اور توبہ کریں اور اصلاح کی طرف قدم بڑھائیں۔ صوفی صاحب نے مجھے لکھا کہ آپ یہ بتائیں کہ وہ روایا کیا ہے اور کب پوری ہوگی۔ میں نے لکھا کہ آپ بجائے روایا کی تفصیل دریافت کرنے کے استغفار اور اصلاح کی طرف توجہ کریں۔ روایا محبت مندر ہے بین قلوب سے اللہ تعالیٰ کی تناء مل سکتی ہے۔ اس کے بعد بھی صوفی صاحب روایا بتانے پر اصرار کرتے رہے۔ آخر میں نے صوفی صاحب کے اصرار کی وجہ سے اس کو روایا سے اظہار دے دی اور لکھا کہ اگر آپ اصلاح کی طرف توجہ نہ کریں گے تو آپ کا اثرات از جماعت ۱۹۴۰ء تک ہو جائے گا چنانچہ ایسا ہی فرق میں آیا۔ اب معلوم ہوا ہے کہ صوفی صاحب جماعت احمدیہ سے بہت دور ہو چکے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

### پیر اپہاڑیا

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے مجدد سعادت میں حضور اقدس کے ہاں کو حرم قوم کا ایک بڑی شخص ملازم تھا جو بہت ہی سادہ طبع تھا۔ اس کا نام پیرا تھا۔ ایک دن وہ حضرت علیہ السلام علیہ السلام کے مطب میں آیا۔ آپ نے اس سے دریافت کیا کہ تمہارا مذہب کیا ہے۔ وہ اس وقت ۱۰ ماہ سے پڑا تھا کہ رچکچویر کے بعد ایک پوسٹ کارڈ لے گیا۔ رچکچویر کو عرصہ کرے گا کہ میرے گاؤں کے نمبر ۱۰ کو یہ خط لکھیں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ خط کس غرض کے سے لکھا ہے۔ کہنے کا آپ نے جو دریافت کیا تھا کہ میرا مذہب کیا ہے آپ ہمارے گاؤں کے نمبردار کو لکھ کر دریافت کریں اس کو معلوم ہے۔ حضرت نے یہ سن کر تعجب فرمایا کہ اس دن ساؤن میں حد تک پہنچ چکی ہے کہ اس کو اپنے مذہب کا علم نہیں۔

ایک دفعہ حضرت علیہ السلام علیہ السلام نے اس کو مار پڑھنے کی تلقین دی۔ وہ اس



وقت تو خاموش رہا۔ یمن کچھ دن کے بعد نماز پڑھنا شروع نہ کر دی۔ سب آپ نے دریافت فرمایا کہ سب کیسے نماز شروع نہ کر دی ہے تو کہنے لگا کہ مجھے خدا کی طرف سے "وازی" ہے کہ "تھو سو نماز پڑھنا پس میں نے نماز شروع نہ کر دی ہے۔ اس کی ساری کا یہ عام تھا کہ ایک دفعہ سب وہ نماز پڑھ رہا تھا تو ایک خادمہ نے اسے "وازی" تو وہ نماز میں ہی ہوا اس کو تھوڑی سی نماز ابھی باقی ہے پڑھ کر آتا ہوں۔

یہی وہ سادہ شخص تھا جس نے باوجود ساری اور کم مہمی کے ایک دفعہ بنالہ میں مولوی محمد حسین صاحب بنالوی کو ایسا لٹل اور دم ان شکن جواب دیا کہ پھر اس کو حضرت اقدس مدظلہ العالی پر اس کے سامنے عزت کرنے کی نہ آت نہ ہوتی۔

## رگِ جان کے متعلق میری روایا

۱۹۵۰ء میں خاکسار نے پتار میں ایک روایا لکھی کہ میں قادیان میں ہوں اور وہاں سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام بھی قید حیات، شامل ضروریہ میں مصروف نظر آتے ہیں حضرت اقدس نے اپنی طرف سے جلی حرف میں ایک بڑا "شتہار" لکھا یا ہے جس کا معنی اس

### میری صداقت کا ایک عظیم الشان نشان

ہے اس "شتہار" میں آپ نے "سبح القرب الیہ من جبل الورد" [69] کی تشریح فرماتے ہوئے اپنی صداقت پیش کی ہے "فرمایا ہے کہ کوامی اسباب کے اعتبار سے رگِ جان انسانی حیات کی "شری مزی" ہے یمن خالق الاسباب "مرقۃ رحمد احسن نے اس رگِ جان کو پیدا کیا ہے انسانی رمد کی کے لئے اس سے بھی ریا و موثر اور قریب ہے۔

"محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعث اہل میں اللہ تعالیٰ نے اس "قرب الیہ من جبل الورد" کا عجیب نشان دکھایا "رجب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم "آپ کے صحابہ کو ملے مرمہ سے جو سلام کی جہانم رمد کی کے لئے رگِ جان کی طرح تھا جہت کرنا پڑی "آپ کے دشمنوں نے خوں پیا کہ سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا شش جو ہا اللہ نیست و نابود ہو جائے گا تو وہ قاتل رہے قیوم حد جو آپ کے سے

رگ جاب سے بھی ریا و قریب تھا اس نے ایسے اسباب پیدا کئے کہ مکہ مکرمہ سے جدا ہو کر بھی حیاتِ مدنی قوتِ مایہ حاصل ترقی رہی۔ یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام کو قیامت حاصل ہوئی کہ آپ میں یہ ارتقا و سیوں کے ساتھ مکہ مکرمہ میں فاطمہ ثناء سے داخل ہوئے اور کافروں اور منافقوں کا یہ وسوسہ کہ مکہ مکرمہ سے جو مسلمانوں کے لئے مرکزِ مقام اور رگ جاب کی مانند ہے، پختہ مسلمانوں کے لئے تباہی کا باعث ہوگا بالکل غلط ثابت ہوا۔ سلام کی مکہ مکرمہ سے جدا ہو کر ترقی اور عروج خدا تعالیٰ کا ایک عظیم الشان نشان تھا جو تختہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تحت دل میں ظہور پزیر ہوا اور اس نشان سے یہ ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ اس کی رگ جاب سے بھی زیادہ قریب ہے اور رگ جاب کٹ جانے کے بعد بھی اسبابِ حیات پیدا کرتا ہے۔

یہی صورت تختہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت مایہ یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں ظہور ہوئی جب پیشگوئیوں کے مطابق مرزا احمدیت کاویاں سے جو جماعت احمدیہ کی ترقی و رونق کے لئے رگ جاب کے مشابہ تھا۔ ہجرتِ سراپائی اور مخالفین احمدیت اور منافقین نے خلیاں پاک۔ قادیان چھوڑنے کے بعد اب احمدیوں کی ترقی کی کوئی صورت نہیں۔ گویا اس کی رگ جاب کٹ گئی ہے تو اللہ تعالیٰ نے جو رگ جاب سے بھی ریا و قریب ہے، ایسے اسباب پیدا کر مائے کہ جب قادیان سے ہجرت کے بعد حضرت سیدنا علیہ السلام مسیح الہی نے اللہ سے دعا کی کہ اپنے مزمع مقصد سے لاہور میں ڈیرہ ڈالا تو وہاں بھی جماعت ترقی کرتی چلی گئی اور اب حضور نے اپنا یا سر سر ربوہ تعمیر فرمایا اور اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت سے جماعتِ دینی اور رات چوگنی ترقی کر رہی ہے اور لکڑاٹک ایسی معاد 70 کے بعد کے ماتحت یہ مقدمہ ہے کہ خدا تعالیٰ اپنا عظیم الشان نشان قادیان کی واپسی کے متعلق، کھائے گا۔ اور اس نشان سے ایک مقدمہ، یا پھر ظاہر ہو جائے گا کہ خالق لا سباب خدا رب کی کے سباب کے مقدمہ ان کے بعد نئے اسباب تخلیق کرتا ہے اور اس کے گئے کوئی بات سبوتی نہیں۔

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے آیت مذکورہ بالا کی جو تشریح پوسٹر میں فرمائی اس کا مفہوم یہ ہے کہ تمنا جو میں نے اپنی طرف سے کیا ہے۔ الفاظ میرے اپنے ہیں۔

## المرء مع من احب

جب اوپر کا تنفی نثارہ مجھے، لکھایا گیا تو میں نے ریا میں ہی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے دریافت کیا کہ حضرت سیدنا مولانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک وفد یک صحابی نے عرض کیا تھا کہ جنت میں حضور کا مقام بہت بلند اور رفیع المیزان ہوگا لیکن ہم اپنے درجہ کے مطابق بہت ہمت مقام پر ہوں گے۔ پس ہمارے لئے جنت میں حضور کی صحبت سے مستفیض ہونا ایسے ممکن ہوگا۔ اس پر محض صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ المرء مع من احب **71** یعنی اسان جس کے ساتھ صحبت رکھتا ہے ہی کی معیت اس کو حاصل ہوتی ہے یہ وفد عرض کر کے میں نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا آپ کے بھائیوں کو بھی آپ کی معیت اسی طرح حاصل ہوں جس طرح پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے بھائیوں کو حاصل ہے۔

اس پر یک دم نثارہ دوبارہ میں نے، لکھا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے دور کے بچے حضرت المصلح الموعود، یہ اللہ تعالیٰ کا، ورسا منی آگیا اور مجھے بتایا کہ المرء مع من احب کی شان، اے محبت ہی ہوں گے جو حضور کی تحریک جہد میں حصہ لے رہے ہیں، اور قربانی کا اعلیٰ نمونہ لکھا ہے میں، اپنے احوال، درجہ، اور اس کو، اپنی اغراض کے ماتحت وقف کر رہے ہیں، اگر قربانی، اور اخلاص کا جذبہ جماعت کے معتد بہ حصہ میں پیدا ہو جائے تو ایک طرف تو وہ المرء مع من احب کی شان کے مستحق ہو جائیں گے، اور دوسری طرف قربانی، و رغبت کے اس جذبہ کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ اپنی خاص تجلی ظاہر فرمائے گا اور فقہ ابن اسباب کی یاس، و لو، حالت کو بدل کر نئے اسباب حیات پیدا کرے گا اور مرکز احمدیت قادیان کی، وہی کی صورت پیدا ہوئی، اور یہی خلاصیں اور عاشقانِ وجہ اللہ قد انیوں کی خاطر اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنی قدرت مانی فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ان بھائیوں اور خدا کی راہ میں فنا ہونے والوں میں شامل فرمائے۔ آمین

### قصیدہ الامیہ

۱۹۲۹ء میں جب خاکسار تبلیغی اغراض کے ماتحت پٹنہ میں مقیم تھا۔ تو میں نے ایک عربی قصیدہ لکھا جس کے ۳۶۰ اشعار تھے۔ اس قصیدہ کو لکھنے کے بعد ریا میں مجھے سیدنا حضرت مسیح موعود

عیدِ سلام کی ریاست نصیب ہوئی اور حضور نے یہ قصیدہ مجھ سے سنا۔ اس کے بعد تقاضیاں میں پیدا  
حضرت علیہ السلام علیہ السلام اثنی عشریہ و القدرہ و العزیز کی خدمت میں بھی اس قصیدہ کا معتد بہ حصہ  
سنانے کا موقع ملا۔

اس قصیدہ کا ایک حصہ عربی رسالہ ”الہدای“ فلسطین میں میرے فوٹو کے ساتھ ”لامیۃ  
الہند“ کے عنوان سے شائع ہوا۔ اس کے چند اشعار بطور نمونہ کے، ذیل میں درج کرنا ہوں۔

ایما اهل "ارض النحر" مبعی الجحافل	والقصی بلاد الہند القصی المنازل
نزلت ببلاتکم "لشاور" منرلی	وارجو رجاء الخیر منکم لنازل
وجنت لا یتام و بعد مصیبا	لیوم الرحیل و یوم رجعی لقافل
سلام علیکم من غریب بارضکم	سلام علیکم من سریل و راحل
وہل من اتیس فی الدیار لنازل	وہل من حلیس یرحیل فی السجافل
وان سرولی عندکم لبشارة	وہل فی لبشارة رعبہ للامائل
وشمرت دیلی بالوداد لخدمة	و بدلی لجهد المستطیع لقابل
وللہ درشفیقکم و ایسکم	بارسال من یرحی لتشیر أمل
امام الزمان خلیفۃ المسیحنا	و محمود وصف الحق عبد الاصل
و مثلی لہ العدام تحت نظامہ	و للخلق مہ مشر کل فاصل
وما جنت الا امتثالا لامرہ	وما اما الامثل عبد و عامل
وما جنت الا لبلاغ مواسیا	و تبلیع امر الحق غیر محادل
و مرجو نا حر محیب و بارع	و مرحو نا سمع الحق کماہل
والی اقول الحق والصلق مشربی	فسمع کلامی بافع عبد عاقل
وان کلامی ناطق و مدلل	وقوۃ نظمی قد عب بالدلائل
وہل عندکم قلب شہید و ناظر؟	وہل عندکم سمع الرضاء لقائل
فبشری لکم قد جاء موعود رہکم	مسیحا و مہدیا باوصاف کامل
و جاء بایات من اللہ مرسل	وادحساء کم لم تعرفوہ کغافل

ومن كان لم يعرف امام زمانه  
 وما جاء الا عند شدة حاجه  
 فما هو الا كالرجاء لامل  
 و أنزل غيث الفضل عند بروله  
 أرى المنع يفتح الصور من قوة العلى  
 و فاز بمنح الباب علماً و حكمة  
 و مص علوماً مليهاً و مكلماً  
 و حل محل الرسل للخلق هادياً  
 و أسس بنيان الهدى بتجديد  
 كلام له قد الفصحت بملاحة  
 و يهبي قلوب الناس حسن بيانه  
 و يسمي العليل بحكمة قلمية  
 رياح الهدى قتالة بسمومها  
 علت صحفه مملوءة من معارف  
 و امامه ذات العجائب اية  
 لا نباء قوم قد تجلت برحمة  
 فما هو الا حجة الله في الورى  
 دعا الخلق مأموراً بشأن رسالة  
 و لاح لاهل العصر كالشمس في اصى  
 و كان زمان المعى كالليل مظلماً  
 بسور الهدى قد اشرق ارض ربنا  
 و عسكر ايات بعظمة شايها  
 جلالة رب العرش خلّت بقدسها

فعند رسول الله مات كجاهل  
 اتى عند شدة النظر لارل  
 وما هو الا كالجواب لسائل  
 و فارت يسابيح تجود و وابل  
 لا تحياء خلق اهلكوا بالتغافل  
 لدور جديد حاز كل العصائل  
 بتعليم وحي الله عبر القواصل  
 بشيراً بدير مصلحاً كالسجام  
 بشأن عجيب قد ادى شأن كامل  
 كما بهي الآلى بلمع و الودائل  
 بانطق روح القدس خص بمحصل  
 و يروى الغليل من الرلال بماحل  
 و تريفها في كنه و الرسائل  
 باعجاز جلب الحق في حد كامل  
 كنه و تريفات بتاثير عامل  
 لا فناء قوم قد اوتى فعل قاتل  
 وما هو الا رحمة في النوازل  
 و يادى لبر كل عالى و سافل  
 تحلى لافاق باموار كافل  
 ارى نور شمس بعد ليل و اقل  
 تراءت به سبل الهدى بالشواكل  
 لصدق مسيح الحق فوج العوامل  
 اذا قام للعقليس عكس زاجل

وان بي الله احمد قد علا  
بأيات صدق المرسلين لصادق  
ولما ادعى أغلا نصر قديرنا  
وقد جاء في القرآن خاب من اتري  
"وانما لمصير وسلمنا" قول ربنا  
و ربي لمصير مسيح محمد  
فما عنده من حظكم ونصيكم  
فان تومنونوا تبشروا بمجازكم  
وان حياة الالبياء لعمدة  
ويبقى لخلق الله دور حياتهم  
كذلك دور حيات احمد قد اتى  
اصحتم بفقلتكم زمانا مباركا  
وان مسيح الحق شمس بجولة  
وبورك لتقليد ابناء فارس  
فظوبى لعين قد رأت وجه احمدنا  
فيا قومنا قوموا الى الحق توبة  
اقول وايم الله ليس بكادب  
ولاح كمرأة لوجه محمد  
وهذا امام صاحب العصر كامل  
وأغلا لواء الحمد لله عاليا  
على رأس هذا القرن قام محمدا  
فان كان في دعواه ليس بصادق  
وايس لهذا القرن من يهاتيه

بمصر من الله العزيز وائل  
وصديق معيار الحق و باطل  
ومن قبل دعواه لعاش كحامل  
ايصلح كالصدق دعوى المحافل  
فمصر بغير الصدق ليس لباطل  
محند دين الله في وقت امل  
جلوه بشكروا استقيصوا بعادل  
وان تكفروا ست لكم بالموارل  
فواها لكم ان بشكروها كعادل  
نصيا من الرحمن عاكواهل  
وهل بعده يأتي الزمان لامل  
والهتككم الا هواء من حب باطل  
بطلعة موعود انا كمارل  
وبورك اقوام بهم كالامائل  
وبشري لعين قد ترى من مماثل  
ومن جاء موعودا بكل الفصائل  
له من علان صدقه كالدلائل  
ارى شانه لاسي بوصف التماثيل  
وعلل وحكم من حكم وعادل  
واهلك كل الملل فسدت بباطل  
لحبيب دين الله كاليدل كامل  
فايس الذي قد قام للدين فاصل  
وايس لهذا الدور وعد لمارل

مضى نصف هذا القرن وازداد قرقه  
واي الجمال مع الجلال تلاً لأن  
قراءت علامات الرمان بوقتها  
وقد كان قلب المرء احرى برشته  
واحجار قوم بالتخاصم قد غدوا  
باحطابهم في الاجتهاد محالفوا  
وما عندهم الا فساد وفسنة  
وما عندهم الا جلال وزلة  
يقولون بالفواه ما ليس فيهم  
ومن عندهم سب ورمى حجارة  
وان كان فيهم عالم متبحراً  
ويحبه جراً وفي العلم فائقاً  
فادعوا الى الميدان كل مبارز  
ليكتب من التبريل معيار صادق  
وانى لتلميذ لدى المجد والعلو  
ومن فيض صحته هليت كائى  
على مقولى ما قد جرى من معارف  
واشاد مثلى بالنبوغ كرامة  
وجاء مسيح الخلق من عند ربنا  
ومن معصلات اللبس حل ومودها  
واهلك اديان الصلالة كلها  
وتأثير دعوته حسام مشهر  
واموات ارمية لا حى بمسحة

الخلف وعدا ام عصيم كجاهل  
لصلق المسيح وقرلت كالمساحل  
سجلت له ايات صلق لمارل  
ولكس قد زاغ من حب باطل  
كحاطب ليل في بيان المسائل  
ومن بعد قاموا بالهوى والتفاضل  
وما عندهم الا عواية جاهل  
وما عندهم الا طريق التحافل  
ويسطون بالتكبير لا بالدلائل  
محل الدليل فانه عند جاهل  
ويوجد في الدنيا شان الافاضل  
وعلامه في الدهر من كل فاضل  
وادعو بصوت الحق كل معادل  
بتفسير ايات بشرط التقابل  
وانى يميزان المسيح كفاضل  
تعلمت درس الصلح من كل كامل  
فمن بحر حكمته كقطرة وابن  
وهذا باعجار المسيح المحامل  
ليحكم بين الناس عند التساحل  
وحل غريباً مشكلاً في المسائل  
بقوة برهان علا اهل باطل  
بدا كالصواعق غاطما كل ما بين  
فواها لا عجار اراه ككامل

وأيديهم الله دين محمد  
 وروضة من العباد يهجة  
 فهل من ربيع قد علا بجلاله  
 أرى قوة الأعلام فوق الصوارم  
 وقالوا الجهاد لواجب في زماننا  
 ومن كان يدعو دعوة بادلته  
 ولجج قلوب بالبراهين والهدى  
 ولله دين ليس فيه مجر  
 ومن عنده علم وفهم وحكمة  
 وجاء بحربة بينات مسيحنا  
 وكثر صلبان النصارى بحجة  
 فمروا من الميخان خروفا وهية  
 وإن النصارى واليهود ودوهم  
 فهل كل قيس أبا مناظرا  
 لقد مات دولي بعد ما قام مانلا  
 فقام لدعونه مسيح محمد  
 ومن قبل هذا ليكرام المشاوري  
 فقتله سيف من الله فاصلا  
 وقام عليهم حجة الله تامة  
 لهم أي عذر بعد تمام حجة  
 وأما من الكفار في عيس حاسد  
 وأما سمعنا السب والشتم لليدى  
 ومن كان لا يخشى ظباة صوارم

وإعلا هدى الإسلام عند التقابل  
 في مصره و نصاره بمان  
 كما حمد دى شان ربيع المنارل  
 وما في كلام ليس في سيف قتال  
 نعم واجب الكن جهاد الدلائل  
 فليس بمحتاج المدى للمقابل  
 وراحة أرواح بلوق الدلائل  
 وما فيه من حير سرى بالتداحل  
 سعى سعى إصلاح بحسن التعامل  
 لكسر صليب قد علا بالحيائل  
 ولاح جلال الصديق عند الأفاضل  
 وكأوا برعم فوق سحبان وأنل  
 رتوا قوة الإسلام دين الفضائل  
 وسل كل آري دعا كالمنازل  
 وكان لأعلام الصليب كعامل  
 فاهلك دولي من دعا للماهن  
 وكان لسب المصطفى طوق طامل  
 ومن قبل أبناء المسيح كفاصل  
 بأمواع إيات الهدى والدلائل  
 وليس التقى إكثارهم بالتجاهل  
 ولكن بشأن المؤمنين لعادل  
 فكيف يخاف اللوم لوم العرادل  
 فأتى له التهديد من غلل عادل



و من قام من الله ناديا  
 وفي ارضكم عشق وجهه مباحا  
 وفيكم لافراد كثير كمثل  
 احافوا سيوفنا او حجارا بعثقه  
 و من قام للابناء ظليما بشقوة  
 ليربير والشعر بمثله  
 وكأس شربها في وهاد بلنة  
 بياهي بان الله ارسل احمد  
 له نعمة بدوامه و دوامها  
 ولولاه لم يخلق زمان تجدد  
 له الملك ملكوت السموات والعلی  
 و انا وجدنا نعمة بعد نعمة  
 هدايا لروضات النعيم و قبله  
 سفانا من الصهباء كلفا روية  
 و حُبب ذكر الله من حب احمد  
 فرغنا به من حسن ليلي وعشقها  
 تركنا وجوها كان يصبي جمالها  
 جمال الحبيب و حسن محبوب رينا  
 لنا في هواه عجايب بلادة  
 الى باب العشق يسعون بالهوى  
 فيروى العطاشى من كؤوس تواليا  
 وقد ازلت حبات عذب لبابه  
 و يلقى زمان مثل برق لصره  
 فكيف له التخويف من سيف قتل  
 و منهم قيل الحب في ارض "كابل"  
 فهل خاف منكم احمدى لسان  
 و كل قيل قد فداه كياسل  
 له عبرة تكفيه في ارض كابل  
 ليحري بحسب البدر فعل الحافل  
 و اخرى لنا فوق المصايد بنائل  
 بياهي ببعث العبد فينا كمارل  
 فكل نعيم عنده غير زائل  
 ولا دور فلحياته بالمعامل  
 له الملك لا يلى بدوم بنائل  
 اذا ما وجدنا بعث هادى معامل  
 لكننا كضال السبب المتعامل  
 نعم كنس حب الله ذوقا كواصل  
 الى قلب لاهى بعد شمع التعازل  
 و من ذكر محملها و بعد و راحل  
 لوجه لا صبي كل مصي و قائل  
 كهانا بشغل الحب عن كل شاغل  
 لنا من مباحات بنيل و نائل  
 لكاس لها قيل ادرها و ناول  
 و يحيى قلوبنا بالهدى غير ما ظل  
 له الباب ما وصى فيشرى للماخل  
 له تخضع الاعناق من غير اجل

و ان ملوك الارض يوماً لمجده  
 و يغفون بركته بمس ثيابه  
 لاحمد مجد الحق بالمدح والثناء  
 لبارك فيه الحق من كل بركه  
 له عزة لا توهي لغيره  
 الا ان ارض الهمد فاقبت بثابها  
 و كالفادية قاديان مسيحها  
 لحفظ من الافات مثل سمينة  
 و مهبط اسوار النبين كلهم  
 و في هذه الدنيا من الله جنة  
 و من يسكنون بها طيور جناها  
 و يامن نور طيبها و حل بها جرا  
 سلام على دار المسيح و اهلها  
 سلام على المحمود ابن مسيحها  
 و فيها كمي فاك و فصافص  
 و في الحسن والاحسان مثل مسيحها  
 و للخلق حصن ياذخ حرز دينه  
 بشير فقمر الانياء بسوره  
 و يمسى فلت وجه المسيح بحضنها  
 و عيسى رأت حسا بليغا و مصيا  
 و امسى ولا امسى حبيبي و ذكره  
 سلام على حبي و عشاق و حبه  
 و لى نعمة الورقاء في مدح احمد

ليقون باب الصلق و عذا لمارل  
 فشرى لهم من زينة لمواطل  
 له في بلاد الله ذكر المضائل  
 فبورك اسعافا بعلى الوسائل  
 له رفعة لا تكفين لعمامل  
 لعزة دى محمد و شهرة كامل  
 و بيصتها دار الامان لداخل  
 و بلديها قد قدست للامائل  
 و مبرل قدوس بتقديس مارل  
 و اثمارها قد دلت لمحاول  
 سلام سلام قولهم عند واصل  
 هنيئا لعيشك من حسان المضائل  
 سلام عليها من نربيل و راحل  
 امام الهدى للخلق حقا كياسل  
 و في كل ميدان همام و بادل  
 و توحه الرحمن تاح المضائل  
 لامن من الافات مامن نازل  
 شريف له شرف الملوك و عادل  
 و روحى فلت احسانه و الخصائل  
 و احسن منه ما رأت من مماثل  
 فكيف و دالك سر روحى و حاصل  
 سلام على حسن و صلب و واصل  
 و لى في النساء تغرّة كالعادل

و اوصافہ من مدحہا لغیہ  
و صلی علیہ الہما بدوامہ  
و انی علام للرسول والہ  
و قلبی بما اثلثت ہر تشکرًا  
و اسی لعمد مطلب ثم قائب  
بشقرۃ یعی اجلیت بشرہا  
فاستغفر اللہ العظیم لما بدنا  
وارجو یحاتی من شعاعہ محسنی  
واسئل رب العرش فیصر تعشق  
و عشقی علی موج البحار تموجا  
و کنت من العشاق فردا و منرلی

علی باب مولانا مدت بدالرحاء

بہل من کریم من عطاء لسانل

### میرا شجرہ نسب (سورج ہنسی)

قائم رسول ولد میں کرم، بن صاحب ولد میں پیر بخش صاحب ولد حاجی احمد صاحب ولد محمد صاحب  
ولد حافظ عبد الغفور صاحب ولد حضرت میاں نور صاحب چنابی ولد خلیفہ عبد الرحیم صاحب ولد حضرت شیخ  
حاجی احمد صاحب ولد سارنگ ولد یک ولد کلندر ولد رابعہ۔ ولد مہارہ ولد کتورہ ی ولد مہارہ پچیتہ جتہ ولد راجہ جیہ  
ولد بان ولد ویر ولد پانڈ ولد مولانا ولد سدرہ ولد پنا ولد مہارہ مزارق ولد مہارہ ولد تھپال ولد مارہ ولد شاد ولد  
کاشی ولد۔ بد ولد سورن۔ نوٹ۔ یہ شجرہ نسب غیر مکمل ہے۔

☆۔ جیسا کہ حیات قدی کے حصہ اول میں تفصیل دی جا چکی ہے ہماری قوم مزارق کہلاتی ہے  
۔ سورن مکی ٹاٹ ہے۔ مہارہ پچیتوئی ماہی اچھی تک ریاست جید میں ہے جہاں پر میلہ بھی لگتا  
ہے۔ جیتو نامی ایک ریلوے سٹیشن بھی بحسد دلا من پر ہے۔

## کوئٹہ کا ہولناک زلزلہ

جب کوئٹہ میں بجلی آگن زلزلہ آیا تو خا کساران انہوں حیدر آباد میں مرم مجتہ م جناب نوب  
 کبر یار جنگ بہادر کی کوٹھی میں مقیم تھا۔ جس رات زلزلہ آیا اس کی صبح کو اس کی خبر حیدر آباد میں بھی  
 پہنچی۔ بعد نماز فجر میں محترم نواب صاحب کی کوٹھی کے برآمدہ میں نسل رما تھا کہ شہ کے یک نوب  
 صاحب کار پر آئے اور میرے مقابل پر کار روک کر اس سے ماہلے۔ ملک یک کے بعد مجھ سے  
 دریافت کرنے گئے کہ کیا جناب نواب کبر یار جنگ بہادر رتہ یف رتہ میں رت کوئٹہ میں  
 شدید زلزلہ آیا ہے جس سے بری بجلی آتی ہے اس کی جناب نواب صاحب کو اطلاع دینے کی ہوں  
 میں نے جواباً کہا کہ جناب نواب صاحب کوٹھی میں ہی تشریف رتہ میں اس کو بھی اطلاع بھیجنا  
 ہوں۔ ساتھ ہی میں نے کہا کہ ہمارے حضرت مانی سلمہ احمد یہ نے اللہ تعالیٰ سے اطلاع پائے پائے  
 زلزلوں کی پیشگوئی فرمائی ہوئی ہے ان میں سے ایک یہ زلزلہ کوئٹہ میں حادثہ ماہو یا ہے۔

میرے مد سے بھی یہ الفاظ طے ہی تھے کہ وہ نواب صاحب جیسے نہیں ہونے پڑتے ہوئے موڑ پر  
 سوار ہو گئے اور جناب نواب اکبر یار جنگ صاحب سے بات کئے بغیر واپس چلے گئے۔ اس وقت  
 مجھے بہت تعجب ہوا کہ یہ صاحب بجلی زلزلہ سے بالکل نہیں گجھ اے لیکن جب اس کو یہ بتایا گیا کہ  
 یہ زلزلہ یک منجاب اللہ مامور کا منجاب صداقت ہے اس کی پیشگوئی کو پورا کرنے والا ہے تو وہ اس  
 کو بدشت نہ کرنے حالانکہ یہ ایک حقیقت تھی اس کے لئے مناسب تھا کہ کم ر کم وہ مجھ سے  
 ششہ ر کے مزید تحقیق فرماتے اور بعد تحقیق اس بیان کو درست پاتے تو اس سے غامدہ ہوا کہ  
 بہی سعادت حاصل کرتے ہیں جب انسان حرمی اختیار کرتا ہے تو وہ اسے کہہ گا کہ بالکل فراموش کر  
 دیتا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

## حدیث نزول ابن مریم

یک وفد ایک صبی مجلس میں جس میں میں بھی موجود تھا۔ ایک غیر احمدی عالم نے بیان کیا کہ  
 حضرت مسیح مصلی علیہ السلام کا قرآن کریم لی رہا ہے وہ وہ حدیث العصری مان پر پڑھنا ثابت  
 ہوتا ہے۔ جب وہ اپنا مضمون تفصیل سے بیان کر چکے تو میں نے عرض کیا کہ اگر تجارت ہو تو اس تعلق

میں میں بھی کچھ عرض کروں۔ حاضرین کی اجازت سے میں نے کہا کہ کوئی مسلمان قرآن کریم کے فیصد کا بکار نہیں کر سکتا۔ اگر وہ ایسا کرے تو اس کا ایمان جاتا رہتا ہے۔ جناب مولوی صاحب نے حیات مسیح کے متعلق جو کچھ بیان فرمایا ہے اس کا خلاصہ تین امور ہیں (۱) حضرت مسیح علیہ السلام زندہ ہیں (۲) وہ بحمدہ العصری زندہ ہیں (۳) آسمان پر اپنے جسم کے ساتھ چڑھے ہیں اور رحم غندی کے ساتھ وہاں موجود ہیں اور ان سب باتوں کا ثبوت قرآن کریم سے ملتا ہے۔

میری صرف اتنی گزارش ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق جو کچھ مولوی صاحب نے بیان کیا ہے اس کے متعلق قرآن کریم میں الفاظ لکھا دیئے جائیں یعنی لفظ حسی اور بحسبہ العصری اور رفع بحسبہ العصری الی السماء اگر یہ الفاظ قرآن کریم میں مل جائیں تو میں ابھی اسی مجلس میں حضرت مسیح کی حیات اور اس کے زندہ آسمان پر چڑھنے کا قریب درلوں گا اور جناب مولوی صاحب کی صداقت بھی ثابت ہو جائے گی اور مجھے بھی قرآن کریم کے الفاظ کے مطابق بدیہت نصیب ہو جائے گی۔ میں نے حاضرین سے پروردگار میں خطاب یا اور کہا کہ یہ طریق فیصد سب کو منظور ہے۔ سب حاضرین نے میری بات کی تصدیق کی اور غیہ احمدی عام سے منہ پھریا کہ وہ یہ الفاظ قرآن کریم میں لکھا میں مرندہ و احمدیوں کے عقیدہ کو درست تسلیم کریں گے۔

اس پر غیہ احمدی مولوی صاحب نے کہا کہ میں حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق قرآن کریم سے مذکورہ الفاظ تو نہیں لکھا سکتا۔ مین جب میں نے احادیث سے حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات ثابت کر دی ہے تو مزید کسی ثبوت کی نیاضہ مدت ہے۔ میں نے عرض کیا کہ قرآن کریم حد تقوں کا کلام ہے اور حادیث اس کے پاک نبی کا کلام ہے اور حد اور اس کے رسول کا کلام آپس میں موافق ہونا چاہیے جب قرآن کریم سے حیات کا ثبوت نہیں ملتا بلکہ خلاف اس کے حضرت مسیح کی وفات ثابت ہوتی ہے تو احادیث قرآن کریم کے مخالف کیسے ہو سکتی ہیں۔ مزید برآں اگر مذکورہ بالا الفاظ حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق احادیث میں پائے جاتے ہیں تو وہی پیش کر دیئے جائیں۔

یہ سن کر غیہ احمدی مولوی صاحب نے کہا کہ یہ الفاظ بعینہ تو احادیث میں موجود نہیں اور غیہ احمدی لوگ تالیفوں سے کام لیتے ہیں۔ مرندہ بخاری شریف میں صاف لکھا ہے کہ کیف انکم ادا مول ابن مریم فیکم و امامکم مکم [72] اس حدیث میں لفظ ابن مریم اور لفظ مول موجود ہے اگر تالیف

نہ کی جائے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم نے راول فرمایا ہے اُردو زبان پر سے مارل ہونے والے نہ ہوتے تو یہ الفاظ حدیث میں نہ وارد ہوتے۔ اس الفاظ میں تاویل کی کوئی گنجائش نہیں۔ اُردو احمدی لوگ تاویل نہ کریں تو مات صاف ہے۔

میں نے جو اباعرض کیا کہ مولوی صاحب نے اپنی طرف سے احمدیوں پر یہ لڑم لگایا ہے کہ وہ تاویل کرتے ہیں۔ میں ان سے دریافت کرتا ہوں کہ کیا تاویل قرآن کریم کے رو سے ناجائز ہے؟ مولوی صاحب نے کہا ماں ماجا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ صورت میں منع ہے یا بعض صورتوں میں جائز ہے۔ انہوں نے کہا کہ صورت میں منع ہے اور سب کے لئے منع ہے۔ میں نے کہا کہ قرآن کریم کی سورہ یوسف میں آتا ہے کہ سب برادرین یوسف اور ان کے والدین نے حضرت یوسف علیہ السلام کی شان و شوکت کو، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے حضور رجود کیا۔ تو حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا ہذا تاویل دویا من قبل ہذا جعلیہا دینی حدیث 73۔ اس آیت میں حضرت یوسف نے اپنی روایا کی تاویل کا ذکر کیا ہے اسی طرح آپ نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے ذکر میں فرمایا ہے وَعَمَّنَشِئْ مِنْ قَاوِیْلِ اِلٰہَادِیْتِ 74۔ یعنی اسے خدا نے مجھے تاویل الٰہیہ کا علم بھی سکھایا پھر قید خانہ میں وہ قیدیوں کے جب آپ سے اپنے جواب کی تعبیر دریافت کی تو حضرت یوسف سے انہوں نے عرض کیا کہ فہنا منظر ملہ یعنی ہماری روایا کی تاویل سے ہمیں آگاہ فرمائیے۔

پھر سورہ آل عمران کے پہلے رکوع میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَاَمَّا الْمَلِیْنِ فِی قُلُوْبِهِمْ ذِیْعِیْتِیْمُوْنَ مَا تَشَاسَعُ مِنْهُ ابْتِغَاءُ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءُ تَاوِیْلِهِ وَمَا یَعْلَمُ تَاوِیْلَهُ اِلَّا اللّٰہُ وَالرَّاسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ یَقُولُوْنَ اَمَّا بَشَرٌ مِّنْ عَمَلٍ رِّسَا وَمَا یَلْمِزُکُمْ اِلَّا اَوَّلُوْا اِلَیْہَا 75۔ اس آیت سے یہ ظاہر ہے کہ جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے وہ محکمات کو نظر انداز کر کے قشایہات کے حصہ کے پیچھے پڑ جاتے ہیں محض اس لئے کہ یا تو خدا تعالیٰ کے نبی و رسول کے مبعوث ہونے پر اس کی مخالفت کا پہلا اختیار کریں اور یا محکمات کو ترک کرنے سے لوگوں کے سے فتنہ کی صورت پیدا کریں جیسا کہ مسیح اور ابن مریم کے لفظ کے ساتھ سر۔ کالفظ جو بظہر قشایہات کے تھا سے محکمات کے ثور پر پیش کر کے مسیح محمدی حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ السلام کے مقابل پر لکھ دے ہو گئے۔ ”مسلمان ہو کر یہودیوں اور عیسائیوں کے مسیح کو جو موسوی سلسلہ کا مسیح تھا۔

مسندوں کا مسعود مسیح قرار دے گئے اور اس طرح، دین میں فتنہ اور فساد پیدا ہوا۔ یہ علماء چونکہ ”داسحوں فی العلم“ نہ تھے اس لئے غلط تالیفات کے مرتب ہوئے۔ حالانکہ صحیح تامل کا علم محض حدیثوں کے فضل سے حاصل ہوتا ہے اور وہ ان لوگوں کو حاصل ہوتا ہے جو وقت کے ماسور پریشان لا رو عاوں اور تہذیب سے ضوابط مستقیم پر ہدایت پاتے ہیں۔

میں نے کہا کہ میری پیش کردہ آیات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ صحیح تامل قرآن کریم کے رو سے جائز ہے۔ اس ان لوگوں کے لئے جو کئی سے تالیفات کریں ایسا کرنا جائز نہیں۔

ب میں حاضرین مجلس کے سامنے حدیث کیف انفسہم اذا سرل فیکم اس مریمہ و امامکم مسکم کے تعلق صحیح تامل پیش کرتا ہوں۔ ہم احمدیوں پر یہ الزام لگایا گیا ہے کہ احمدی تالیفوں سے کام لیتے ہیں۔ حالانکہ احمدی ائمہ چہ تامل کرتے ہیں لیکن وہ صحیح تامل کرتے ہیں مگر غیر احمدی علماء نہ صرف یہ کہ تالیفات سے کام لیتے ہیں بلکہ مسائل فکات غلط تالیفات کرتے ہیں۔

اس مقدمہ ہی حدیث میں ختمیہ جمع مخاطب چار دفعہ استعمال ہوئی ہے یعنی (۱) اے سر (۲) اے سر (۳) اے سر (۴) اے سر کے الفاظ میں۔ میں نے غیر احمدی مولوی صاحب سے پوچھا کہ کیا یہ درست ہے؟ انہوں نے تصدیق کی۔ پھر میں نے کہا کہ اس حدیث میں جن لوگوں کو ”حضرت صلی اللہ علیہ وسلم“ نے اشر کے الفاظ میں مخاطب فرمایا۔ وہ کون تھے۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب تھے۔ میں نے کہا یہ درست ہے اور اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ”حضرت“ کے جن اصحاب کو مخاطب کر کے فرمایا تھا کہ ”اے مریم تم میں مازل ہوگا۔“ یا ”اے مریم کی مریم ان میں مازل ہوئے۔“ یا جب تک ”اے مریم کارمل نہ ہو“ ان اصحاب کی مریم کی کنیت کرے گا اللہ تعالیٰ سے سامان فرمایا۔ اگر ایسا نہیں ہوگا اس حدیث کے مذکورہ بالا الفاظ کی کوئی تامل کرے گی بھی گنجائش نہیں تو کیا اس حدیث کے صدق پر حرف نہیں؟ تاہم چونکہ اس حدیث کے مخاطب صحابہ کی مریموں میں مریم کا نزول ان میں نہیں ہوا۔

یہ سن کر مولوی صاحب کہنے لگے کہ حدیث صحیح ہے اور ابن مریم کا رمل بھی درست ہے صحابہ کرام کی وفات کے بعد اس حدیث کے مخاطب وہ مسلمان ہوں گے جن میں مسیح علیہ السلام کا نزول ہوگا۔ میں نے عرض کیا کہ صحابہ کی جگہ بعد کے زمانہ کے مسلمان مراد لیا تو تامل ہے اور تامل کو آپ

ماجازاً قرآن دیتے ہیں۔ اس حدیث میں چار دفعہ یعنی اضرہ۔ فیکرہ۔ امامکمرہ۔ و مسکمرہ میں خطاب کی خمیہ صحابہ کرام کی طرف راجع تھی۔ جس کی آپ نے چار دفعہ تاویل کر کے اس سے ”ندہ زمانہ کے مسلمان مراد لے لیے ہیں۔ اور اس تاویل کو آپ نے اس لیے جازماً قرآن دیا کہ صحابہ کرام کی وفات کی وجہ سے ان الفاظ کو خطاب پر محمول نہیں کیا جاسکتا اور اس طرح حدیث مجروح ٹھہرتی ہے۔

مدریں صورت اُتر ہم احمدی ابن مریم کے لفظ کو خامر پر محمول نہ کریں اور نہ اسے لے مسیح کو امت محمدیہ کا ایک فرد سمجھیں۔ یہاں قرآنی آیات سے اور ادھر کی احادیث سے حضرت مسیح ابن مریم کی وفات قصور وید سے ثابت شدہ ہے تو اس ایک تاویل پر آپ کو یا اعتراض ہوتا ہے۔ اس موقع پر میں نے یہی قدر تفصیل سے وفات مسیح ابن مریم کے متعلق آیات قرآنی اور احادیث سے استدلال پیش کئے اور بتایا کہ سب قرآن کریم و احادیث سے ثابت ہے کہ حضرت مسیح سر عیسیٰ فوت شدہ ہیں اور امت اختلاف کے رو سے جس طرح موسیٰ خاٹنا و حضرت موسیٰ کی امت سے پیدا ہوئے اسی طرح امت محمدیہ کے خاٹنا و بھی اسی امت میں سے پیدا ہوں گے۔ اور جس طرح قرآن کریم کی امت اختلاف میں محمدی خاٹنا کو لفظ مدسکمرہ میں امت محمدیہ کے فرد قرار دیا گیا ہے اسی طرح حدیث کیف ائیمہ الحج میں امامکمرہ مسکمرہ کے الفاظ فرما کر محمدی مسیح کے نزول کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور اس غلط فہمی کو دور کیا گیا ہے کہ ”اے والا ابن مریم مسیح اسرائیلی ہوگا۔“

پھر صحیح بخاری میں وہ مسیحیوں کے مختلف طبقے اسی غرض سے بیان کئے گئے ہیں تاکہ مسیح اسرائیلی اور مسیح محمدی میں امتیاز ہو سکے۔ مابہ بن فہن انکو سے نبی باریک نگاہوں سے جو بالکل مشابہ ہوتی ہیں مختلف افراد میں امتیاز کر لیتے ہیں تو یا انہوں نے سیکھوں کے رنگ اور حلیہ میں جو نمایاں فرق حدیث میں مذکور ہے اس سے نبی کا اعتقاد باقی رہ سکتا ہے۔

مدریں حالات جب مولوی صاحب کو صحابہ کرام کی وفات کی وجہ سے حدیث کی چار جگہوں میں تاویل کرنا پڑی تو یا ہم احمدی بالکل اسی صورت سے پیدا ہونے پر یعنی حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات کی وجہ سے ابن مریم کے ایک لفظ کی صحیح تاویل نہیں کر سکتے؟



جب میں نے یہ بات وضاحت سے پیش کی تو مولوی صاحب کہنے لگے کہ ابن مریم تو کنیت ہے ورنہ کنیت قابل تاویل نہیں ہوتی اور حدیث میں نہ دل کا لفظ بھی ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ابن مریمؑ نام پر ہیں اور وہاں سے نازل ہوں گے۔ میں نے کہا کہ اول تو حضرت مسیحؑ اسرئیل کی وفات ثابت ہو جانے کے بعد نہ دل کا لفظ ان کے متعلق قرار نہیں پایا جاسکتا بلکہ انہوں نے اپنے مسیح موعود کے متعلق ہے جو پہلے مسیح کی ممالکت میں امت محمدیہ میں آئے والا ہے۔ اور دوسرے یہ بات کہ کنیت قابل تاویل نہیں ہوتی۔ یہ بھی درست نہیں۔ یا قرآن کریم میں ابن اللہ، ابن اللہ، ابن اللہ، ابن اللہ اور ابوبہب کے الفاظ جو بطور کنیت کے استعمال ہوئے ہیں خاموشی صورت پر محمول نہ جاسکتے ہیں اور یہ نام کی تاویل نہیں لی جاتی۔ اور حدیث بخاری میں ابوسفیان اور مقل شہشاہ ورم کا جو مکہ کا شخصہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق لکھا ہوا ہے اس میں ابوسفیان نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق امور امور ابن ابی کبشہ [76] کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔ اور آپ کی کنیت ابن ابی ہشہ ثانی ہے اور ابن ابی کبشہ اور ابی کبشہ دونوں بتیں قابل تاویل ہیں۔

پھر حدیث میں آتا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ انکم ہا بسی ماء السماء [77]۔ یعنی حضرت ماتہ و تمہاری ماں تھی اے آسمان کے پانی کے بیٹے۔ بس عربوں کو بی ماء السماء کی کنیت سے پکارا خاموشی معنوں میں نہیں بلکہ اس لئے ہے کہ عرب میں پانی کی قلت کی وجہ سے جہاں میں آسانی پانی نہ ملتا عرب لوگ وہاں پر نہ ملے بلکہ پتے اور وہ پانی اس کی زندگی اور پرورش کا باعث بنتا۔ اس سے ان کو سہانی پانی کے بیٹے کہا۔ تو ابوبکرؓ بھی کنیت ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے یہ بھی تاویل کے قابل ہے۔

لفظ سرال جو حدیث میں آیا ہے جس کا مصدر رمل ہے اور اسی سے رمل مشتق ہے جس کے معنی مسافر کے ہیں۔ اس تعلق میں قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ واسرلسا الحمد (سورہ حمد پر) یعنی ہم نے لوہا مارل یا اور اسرل لکھ مس الانعام ثصابہ ارواح (زمر) یعنی خدا نے تمہارے لئے آٹھ جوڑے چوپایوں میں سے مارل کئے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اسرلسا علیکم لباسا یوادی سواکم (اعراف) یعنی ہم نے لباس اتارا جو تمہاری شرمگاہوں کو ڈھانپتا ہے واللہ تعالیٰ فرماتا ہے وان من شیء الا عندنا خزائنه وما نزلہ الا بقدر معلوم۔ یعنی کوئی

بھی یہی چیز نہیں جس کے بارے پاس اُنہیں نہیں لیکن ہم اس کو معلوم اندازے سے اتارتے ہیں  
 نئی طرح تہیت و اصول معہم الکتاب کے اتناظ سے ظاہر ہے کہ کتابوں کے ساتھ نیوٹن کا بھی  
 زوال ہوتا ہے۔ کیا تمام نیا آئمان سے مازل ہوتے ہیں اور نیا کی ہر چیز آئمان سے مازل ہوتی ہے  
 اور پھر نیا کو مایاں اور چوپاے آئمان پر رہتے ہیں اور وہاں سے مازل ہوتے ہیں۔  
 میری نثری حیات کو سن کر سب حاضرین نے میرے ساتھ اتفاق کیا اور غیر حمدی مولوی  
 صاحب بالکل خاموش ہو گئے۔

### جلسہ لائل پور میں تقریر

جس سال لائل پور شہر میں مسجد کے افتتاح کے سلسلہ میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی  
 ید اللہ نعہ و اعزہ و اعزہ ماں تشریف لے گئے تو جلسہ میں علاوہ اور مقررین کے خاکسار کی تقریر حدیث  
 مزہل مسیح کے تعلق جناب چوہدری فتح محمد صاحب سیال کی صدارت میں رکھی گئی۔ اس تقریر میں میں  
 نے علاوہ و باتوں کے مذکورہ بالا امور بھی پیش کئے۔ تقریر کے بعد جناب چوہدری صاحب اور  
 بعض دیگر حاضرین نے بہت مسرت کا اظہار فرمایا اور اس تقریر کا نیا احمدیوں پر بھی بفسد تھائی چھا  
 اڑا ہوا۔

میں نے جو کچھ بیان یا تھا یہ سیدنا حضرت قدس مسیح موعود علیہ السلام کے معارف کی خوشہ پختی  
 و رُپ کے فیضانِ علم میں سے ایک قطرہ تھا۔ والحمد للہ علیٰ دالک

### تصفیہ قلب

خاکسار نے ایک نعت سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ید اللہ تعالیٰ و اعزہ و اعزہ ماں کی  
 حدیث میں تحریر کیا کہ سیدنا حضرت قدس مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کے بعد حضور کے فیضان سے  
 مجھے کُسل (مانعِ نصیب ہوا) اس واقعہ کا ذکر پہلی جلدوں میں گذر چکا ہے) اب اگر قلبی قسمل اور  
 امارت (باطنی نورِ مہر بہت ہوا) کا افانہ حضور کے طفیل ہو جائے تو دماغ کے ساتھ قلب بھی منور  
 ہو جائے۔

اس کے کچھ عرصہ بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے قادیان کی مسجد مبارک میں مجلس علم و عرفان میں تقریر کرتے ہوئے ہدایت فرمائی۔ کہ جو انوں کو چاہیے کہ وہ نماز کے فرضوں کے بعد بارہ دفعہ **مُبْحَانُ اللّٰہِ وَبِحُفْلَتِهِ مَبْحَانُ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ** اور بارہ دفعہ **اِیْمَانُ یُفِیْضُ اِلَیْہِ** پڑھائیں۔ یہ ہدایت ریدہ و زمزمہ ان خدام الاحمدیہ کو تھی۔ لیکن خاکسار نے ان سے اس پر باقاعدہ عمل شروع کر دیا اور آج تک بالاتزام اس ہدایت پر عمل پورا ہے۔

اس عمل سے بفضلہ تعالیٰ مجھے بہت سے فوائد حاصل ہوئے۔ جن میں سے ایک یہ فائدہ یہ ہے کہ مجھے تحفہ قلب اور تخلیہ روح کے درمیان ایک عجیب قسم کی امارت محسوس ہونے لگی اور جس طرح ”قلب و مہتاب کی روشنی کو“ نگہ محسوس کرتی ہے اسی طرح میرا قلب اعلیٰ کے وقت انہ بھی بجلی کے قہقہے کی طرح اور کبھی ”سُورۃ یس“ کی طرح منور ہو جاتا ہے اور کبھی ایسا محسوس ہوتا ہے کہ میرا دوسرے پہلو تک باطنی طور پر نورانی ہو گیا ہے۔

اور جب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بہ دواعیہ کی قدر میں مارا کرنے کی توفیق ملے۔ یا صحابہؓ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام میں سے کسی مقدس وجود کی اقتداء کا موقع نصیب ہو اور نماز پر قرأت نور ہو رہی ہو تو بعض دفعہ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ قرآن کریم کے ہر لفظ سے نور کی شعاعیں نکل نکل کر میرے قلب پر مستولی ہو رہی ہیں اور اس وقت ایک عجیب نورانی اور سرور بخش منظر محسوس ہوتا ہے۔ **فالحمد للہ علیٰ ذالک**

### ممبر سے فائدہ نہ اٹھانے دیا ہمیں

۱۹۵ء کی مجلس مشاورت سے پہلے ایک مورخ کلام حدیث تعالیٰ کی طرف سے میری رپورٹ جاری ہوئی کہ ”ممبر سے فائدہ نہ اٹھا لے۔ یا نہیں۔“ میں نے اس کلام سے کئی سوالات پوچھے کہ میں صاحب میرا جماعت احمدیہ پشاور کو اور گھر کے افراد کو اطلاع دے۔ ی۔ اس وقت تو اس کا مفہوم سمجھ میں نہ آیا۔ مین بعد میں معلوم ہوا کہ یہ الہام انکیشن کے متعلق تھا جو ملک میں حکومت کی طرف سے جاری ہے تھے اور جس میں سی احمدی بھی بطور امیدوار کھڑے ہوئے تھے مین اسس ہے۔ حرریوں اور دوسرے مخالفین احمدیت کی شدید مخالفت اور مسموم پریپیٹنڈ کی وجہ سے ہمارے کوئی

بھی مہمہ کامیاب نہ ہو سکا اور جماعت اور ملک کو جو فائدہ احمدی ممبروں کی وجہ سے پہنچتا تھا اس سے محرومی ہوئی۔ اس الزام میں انی طرف اشارہ تھا اور خدا تعالیٰ نے بعد کے حالات سے اس الزام کی تصدیق فرمادی۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے احمدیت کے نور کو پھیلائے کے بہترین سہا پہلے فرمائے اور مخالفین احمدیت کی آنکھیں کھول کر ان کو اس آسمانی نور کی شناخت کی توفیق بخشے۔ آمین۔

### مدرسہ چٹھہ میں شیعہ مجتہد العصر سے مناظرہ

مستند دینی بات ہے کہ خاکسار نے شیعہ علماء کی نمایاں کاملاً متیاب مطبوعہ کیا۔ جب میں تفسیر صافی پر اجماعاً سورۃ ۱۰۱ اب کی آیت خاتم النبیین کے تفسیری نوٹوں کے ضمن میں یہ حدیث درج تھی کہ: **اب حاتم النبیین و یساعلیٰ انت حاتم الاولیاء** [78] یعنی میں خاتم الانبیاء ہوں اور اے علی تم خاتم یا ہو۔ اس حدیث سے مختلف مناظروں میں باخمس شیعہ حضرات کے ساتھ بحث میں ہم نے بہت فائدہ اٹھایا چنانچہ ایک دفعہ سلع کوٹہ حوالہ کے گاؤں مدرسہ چٹھہ میں میرے مناظرہ شیعہ کے مناظر علامہ فضل الدین مجتہد العصر سے (جو لکھنؤ سے خاص طور پر مناظرہ کے لئے بلے گئے تھے) ہوا۔ موصوف بحث شیعہ کی طرف سے مسئلہ جمہوریت رکھا گیا اور یہ مسئلہ شیعہ نے اس لئے رکھا تا کہ مسلمانوں کے دوسرے فرقوں کی احمدیوں کے خلاف ہمدردی حاصل کی جاسکے۔

میں نے احمدیہ نبوت کی تائید میں علاوہ اور دلائل کے تفسیر صافی سے مذکور بالا حدیث پیش کی میرے پاس ایران کی مطبوعہ تفسیر موجود تھی۔ جب میں نے یہ حوالہ پیش کیا تو شیعہ مناظر صاحب نے میری تقریر کے دوران میں ہی شور مچا شروع کر دیا۔ اور ”عند“ ”عند“ ”ہنا“ ”ہنا“ ”یہا“ ”یہا“ میں نے عرض کیا جناب علامہ صاحب آپ کے نزدیک کوئی بات عند ہے اس پر شیعہ مناظر صاحب نے کہا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے تعلق خاتم اولیا کے الفاظ نہیں بلکہ خاتم الاولیاء کے الفاظ ہیں جب انہوں نے اصرار کے ساتھ اپنا اعتراض کیا تو میں نے ان پر حجت قائم کرنے کے لئے کہا کہ اس حوالہ پر مناظرہ کا فیصلہ رکھا جائے۔ انہوں نے اور اور سے حاضرین نے جب اس کو قبول کیا تو میں نے ایران کی مطبوعہ تفسیر صافی سے اصل حوالہ نکال کر پہلے اہل حدیث اور حنفی علماء کے پاس جا کر ان

کو دکھایا اور جب انہوں نے یہ حوالہ دیکھ کر زنی بازار کے مجمع میں اس کی تصدیق کی تو میں نے یہ حوالہ جناب مجتہد العصر صاحب کو دکھایا۔ جب انہوں نے یہ حوالہ دیکھا تو ان کا چہ وزر دپڑ گیا اور میں نے باور بلند حاضرین کے سامنے اعلان کیا کہ علامہ صاحب بڑی تندی سے یہ کہتے تھے کہ یہ حوالہ درست نہیں اور خاتم الاولیاء کے الفاظ اس حدیث میں نہ آیا ہے نہیں جاتے یہ احمدیت کی حدیث کا کتنا بے نشان ہے کہ جس بات کو جناب مجتہد العصر صاحب ناممکن قرار دیتے تھے وہ محسوس ہوئی اور احمدیت کے حق میں حوالہ صحیح ثابت ہو گیا۔

میرے اس اعلان سے حاضرین پر خدا تعالیٰ کے فضل سے ایسا اثر ہوا کہ انی وقت آٹھ آدمیوں نے احمدیت قبول کرنے کا اعلان جمع میں کیا۔ یہ اعلان سن کر شیعہ مناظر شکستہ دل ہو کر مجلس سے اٹھ کھڑے ہوئے اور ان وقت (۱۰ بجو) لوگوں کے اصرار کے کہ دو مزید صبریں (سواری کا انتظام کر کے نکھنوں کے لئے روانہ ہو گئے۔

اس سے پہلے مدرسہ چٹھہ میں صرف ایک احمدی تھا۔ اب خدا تعالیٰ کے فضل سے نوافرادی جماعت ہو گئی۔ اس کے بعد اسی موضع میں سیدہ اختر علی صاحب کے ساتھ میرا مناظرہ ہوا۔ جس میں ۲ افراد بے بیعت کی۔ اب اس گاؤں میں صرف ایک گھر شیعہوں کا باقی ہے اور تقریباً سارے گاؤں احمدی ہو چکا ہے۔ مرنی پو مرنی محمد حیات صاحب ہاں کے رئیس اور منکھس اور بارٹر احمدی ہیں اللہ تعالیٰ ان سب کا حافظہ و ناصر ہو۔ آمین

## رضائے الہی

سیدنا حضرت علیہ السلام علیہ السلام رضی اللہ عنہ ارشاد فرمادے ایک مجلس میں جس میں یہ نتیجہ خاتم بھی حاضر تھا۔ یہاں فرمایا کہ ہمارا ایک پرانا دوست جو مزارہ پوریشن کا مالک تھا ملاقات کے سے ہمارے گھر پر گیا۔ ہم نے اسی وقت گھر میں چائے کا انتظام کرنے کے لئے کہا اور جب چائے تیار ہو کر جی تو ہم نے اپنے دوست کو کہا کہ آپ کے لئے چائے تیار کرنا ہے نوش فرمائیے۔ یہ بات سنتے ہی ہمارے دوست برافروختہ ہو گئے اور کہنے لگے کہ آپ نے یہ بات کہہ کر ہماری شکلیں ہے یا ہم نے اس سے پہلے کبھی چائے نہیں پی جو آپ خاص طور پر اس لی تیار کیا ہو رہے ہیں۔

سیدنا حضرت علیہ السلام نے اس واقعہ کا بُرہان فرمایا کہ جب انسان ایسا عاجز ہے کہ وہ دوسرے انسان کی جس کے ساتھ اس کے دیرینہ مراسم اور میل ملاقات ہے مرضی بھی سمجھ نہیں سکتا۔ اور بغیر اللہ نے کے یہ جان نہیں سکتا۔ کہ وہ کیا چاہتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی مرضی کو جو غیب اور راء الارائی ہے، بخوبی معلوم کر سکتا ہے اور اس بلا ہستی کی رضا کو کیسے پاسکتا ہے پس شریعت حقہ کا خدا تعالیٰ کی طرف سے بذریعہ الہام و دل ضروری ہے انسان مجرد عقل کے ذریعہ سے خدا کی رضا کو جو مذہب کی اصل غرض اور ریاست مانی کا اصل مقصد ہے معلوم نہیں کر سکتا۔

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے یا خوب فرمایا ہے ۔

طہیٰ کر عقل می جوید را ایوانہ بہت

دور تر بہت از شما آں رو پناں تو

از حرم تو از پناں سچ س آگاہ نہ شد

کہ کہ آگاہ شد شد از احسان بے پایاں تو **79**

## صدر انجمن احمدیہ کی ممبری

ماہ فروری ۱۹۵۷ء میں سیدنا حضرت علیہ السلام نے اثنیٰ ایہ واللہ تعالیٰ بعہ و اعزہ نے حاکم رقیہ خادم کو باوجود میری پیرائہ سالی اور ضعف کے ارادہ نوادرش صدر انجمن احمدیہ کا ممبر مقرر فرمایا جس تعین میں حاکم کے نام ۱۰ پتھیاں موصول ہوئیں جن کی نقل درج ذیل ہیں۔

تل پٹھی حضرت مرزا عزیز احمد صاحب ایم۔ اے ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم بحمدہ و بصلی علی رسولہ الکریم و علی عبدہ المسیح الموعود

محترم۔ السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

خدا کا تحریرہ مدت ہے کہ سیدنا حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے اثنیٰ ایہ واللہ تعالیٰ بعہ و اعزہ نے آپ کو صدر انجمن احمدیہ پاکستان ریوہ کا ممبر مقرر فرمایا ہے اللہ تعالیٰ آپ کو یہ اعزاز مبارک کرے۔ صدر انجمن کے اہل سوں کی اطلاع آپ کی

خدمت میں یہ وقت بھیجی ہو گی جایا کرے لی۔ والسلام

(، شخط) مرزا عزیز احمد ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ پاکستان۔ ربوہ

۲۷/۲/۵۷

بخدمت محترم حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکی ربوہ  
نقل چٹھی جناب میوں غلام محمد صاحب اختر۔ ناظر اعلیٰ دانی  
بسم اللہ الرحمن الرحیم

کمپ راجی ۲۱/۲/۵۷

واجب الاحترام حضرت مولانا سلیمان اللہ تعالیٰ  
اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔ سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایہ اللہ تعالیٰ بخدمت  
سے مرزا غلام داری آپ کو صدر انجمن احمدیہ کامہ مامر فرمایا ہے اللہ تعالیٰ یہ امر  
آپ کو اور آپ کے تمام ان کو مبارک کرے۔

اللہ تعالیٰ آپ کی املا کو اپنے محترم امراء صاحب اعلیٰ دانی کے نقش قدم پر چل کر  
اخلاص کا ایک غیر معمولی نمونہ پیش کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ آپ کو بہت  
بہت مبارک ہو۔

میرے امراء میری املا اور میری بیوی کے لئے بھی دعا فرمادیں۔ ان دنوں میری  
بیوی کی صحت خراب ہے۔ خاص دعا فرمادیں۔

خاکسار آپ کا غلام

(، شخط) غلام محمد اختر ناظر اعلیٰ دانی

## ایک مفید مثال

ایک دفعہ کہا کہ ہے کہ ایک مجلس میں ننگو کے دوران میں یہ سوال پیدا ہوا کہ عقل انسانی کی  
موجوہ کی میں جنی، الہام فی یا نہ مرت ہے۔ میں نے عرض کیا کہ انسانی عقل کی مثال آنکھ کی طرح  
ہے انسانی آنکھ باوجود مینا بونے کے اندھیرے میں نہیں دیکھ سکتی۔ آنکھ کا بالقاء قویا ہونا بعینہ رجبی

روشنی کے نام کافی ہے۔ پھر آنکھ خارجی روشنی کے مختلف درجات سے مختلف قسم کے انکشافات کا نام و حاصل کرتی ہے چنانچہ معمولی چراغ کی روشنی میں آنکھ جس حد تک دیکھتی ہے۔ بجلی کے قہقہے کے ذریعہ اس سے زیادہ دیکھتی ہے اور چاند اور ستاروں کی روشنی میں اس پر جو انکشاف ہوتا ہے سورج جو غیر انہماک ہے اس کی روشنی میں اس سے کہیں زیادہ انکشاف اس پر ہوتا ہے۔

اسی طرح وہ زمین اور خور، زمین کے ٹیٹھ سے آنکھ جو کچھ دیکھ سکتی ہے اس کے بغیر وہ اس پر متاشف نہیں ہوتا۔ عقل انسانی بھی حد تعالیٰ کی وحی اور الہامی کلام کی، زمین اور خور، زمین سے جو کچھ دیکھ سکتی ہے وہ اس کے بغیر نہ زیادہ میں نہیں آتا۔ الہامی اور زمین سے زمانہ ماضی اور مستقبل بعد کے، تعات بالکل قریب نظر آتے ہیں۔ اور کلام الہی کی خور، زمین سے باریک سے باریک سرسبز اور غومض جن تک عقل انسانی کی رسائی نہیں ہو سکتی نظر آجاتے ہیں اس کی تصدیق کے طور پر میں نے فرعون موسیٰ کی لاش کے محفوظ رہنے کا انکشاف اور حضرت یوسف علیہ السلام کی فرعون مصر کے خوب کی تعبیر کا، تھوڑے قرآن کریم کی وحی میں مذکور ہے اس کا، نہایت قرآن کریم میں جو تندرمانہ کے متعلق پیشگویاں پائی جاتی ہیں ان کا، رابطہ عقل کے یا۔

### سیدۃ النساء حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصال

جب سیدۃ النساء حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصال ہوا تو خاکسار جنازہ میں شرکت کے لئے پشاور سے ریودھانہ ہوا۔ اس سے قبل خاکسار نے یوم شہ کی طرح ایک نگارہ دیکھا تھا جو حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے جنازہ کے اجتماع کے مشاہدہ تھا۔ اس نگارہ کو دیکھ کر خاکسار شدت غم اور جذبات کے عالم کی وجہ سے از خود رفتہ ہو گیا اور اس موقع پر وہ دفعہ مجھ پر نشی کی حالت طاری ہوئی۔ سیدۃ النساء حضرت علیہ السلام مسیح الثانی یہ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس نے درجہ ترقی نہ خاکسار کی طرف خاص توجہ فرمائی۔

اس کے بعد خاکسار نے اپنے جذبات کا اظہار بطور مثنوی کے عربی زبان میں یا یہ عربی شعر رسالہ البشری فلطین میں لاقہ المسؤمیں بنادار قہال کے عنوان سے شائع ہو چکے ہیں بعض اشعار ذیل میں درج کرتا ہوں۔



يا يوم الرحيل و يوم حمرات  
 رأينا فيك من حشر عظيم  
 لأم المزمعين بدا ارتحال  
 فعند المعى قد فرغت قلوب  
 وبعد مسيحنا يوم الرزية  
 رأينا منظر الأفاق كالليل  
 رضينا بالقضاء وما لقينا  
 لمجد مومن صبر واجر  
 وشكوا بآتنا حزنًا بدمع  
 وان حياة ديانا كاسعار  
 وذكر الحجر يبقى بعد موت  
 وأم المزمعين حيدة قوم  
 ونعلم شأن أم المزمعين  
 وان الله قد أنى عليها  
 وسمّاها خديجة بروحي  
 حربي الله في حلال النوى  
 مسيح الحلق مهدي وهادي  
 رسول الله احمد ذو المكارم  
 هو الموعود ذو قدر رفيع  
 له ذكر القروج في حديث  
 بشارة زوجة فيها بأولاد  
 لها من ربه شأن عظيم  
 كذلك جاء في التبريل ذكر

باحزان الغلوب و ميل عبرات  
 كأن الله نزل من السموات  
 وقدر الله حل بهول ما فات  
 وقد فحمت نفوس عند صدمات  
 لرحلتها اشد من المصبات  
 وفي ابصارنا الدنيا بظلمات  
 وليس لنا قول خلاف مرصات  
 ليرحم بالهدى من بعد صدوت  
 الي الرحمن مولانا و غرات  
 لاعوام و أيام و ساعات  
 وذكر الحجر كالمحيا لاموات  
 وخير الامهات كاهل عبرات  
 لها مجد و عند الله درجات  
 و اكرمها باسمواغ الكرامات  
 و نعمته لمرسله كبركات  
 لها زوج واسى بالرسالات  
 بى الله حقا بالكمالات  
 و موعود المهيمن بالبشارات  
 هو المعهود ذو مجد بآيات  
 و يعلم من له علم بمشكوت  
 فكل قد تحقق بالعلامات  
 لها قبل التولد من بشارات  
 ولكن بالاشارة والكليات

و من جرثومة السادات سلا  
 و بنت المصطفى من سل رضاء  
 مقدمة مطهرة نفى  
 و كرمها المهيمن اصطفاء  
 لها من حسن اخلاق بشان  
 و للعرباء كانت مثل أم  
 و مودة التامى و المساكين  
 تميم على النوائب والنوازل  
 تحب الله من حب شديد  
 و تذكره بتسبيح و حمد  
 لها شغل ليل في دعاء  
 ليمضى وقتها في الدين بصحا  
 لها في الدين سعى بعد سعى  
 مجاهدة و عابدة بشان  
 بوقت الابتلاء زمان مؤس  
 ارت صبرا بسمع كل سب  
 بدعوتها و بصرتها العظيمة  
 و اعطاها العطاء رب كريم  
 بشارات لها قبل القولد  
 لها الاولاد في الدنيا و سل  
 و ندع الله يعطى ما تشاء

و آل محمد فخر السادات  
 و كانت للمسيح كخير زوجات  
 و بالمعنى الركبة اظهر الذات  
 لمرسله كآيات بركات  
 و من أسنى المكارم بالمجاهات  
 و للمعراء معة بحاجات  
 و مشقة عليهم بالحواسات  
 سواسي اهلها عبد المهتات  
 و صدى وجهه حبا بحدات  
 و كان يشغفها في كل اوقات  
 لها خير المشاغل في العبادات  
 لها الطاعات او شغل المناجات  
 لها في الله جهد عبد خدمات  
 و صابرة بصير كل حالات  
 اذا الاقوام قامت بالمعادات  
 و تدعو للعدو دعاء خيرات  
 لقد وجدت من الله المرادات  
 و اعياها المهيمن بالعمايات  
 و بعد مماتها تبشير حنات  
 لها البشرى و كاسوا مثل آيات  
 و في الجنات يرفعها بدرجات

و بحفظ الهام من آل احمد

و بصرهم بصركه و بركات

## آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کا فلسفہ

خاکسار نے ایک مضمون بعنوان بالاکھاتھا۔ جو اب کے فائدہ دار بہت کے لئے یہاں تحریر کیا جاتا ہے۔

درود شریف کی اہمیت اور عظمت ان سے ظاہر ہے کہ حدِ تعالیٰ کی طرف سے نماز کا فریضہ جسے ہم ایک مہم کے لئے طرز و امتیاز قرار دیا گیا ہے اور جس کی انتہائی مہمومین کے لئے یہی ضروری قرینہ کی ہے جیسے قیامِ زندگی کے لئے خدا اور اربعِ حیات کے لئے حاجت اور درود۔ درود شریف کو اس وحی و ربوبی عظیم الشان مہمت کا دروازہ دیا گیا ہے اور جس طرح نماز کے لئے قرآن کریم اور حدیث نبویہ میں اتھارہ صلوٰۃ استعمال ہوا ہے ان طرح یہی اتھارہ شریف کے لئے رکھا گیا ہے۔ جس سے یہ امر قرین قیاس اور صحیح الامکان معلوم ہوتا ہے کہ نماز کا نام صلوٰۃ نماز کے ہی نزول و نزول پر رکھا گیا ہے جیسے بعض سو قرآن کریم کے اسماء ان کے بعض اسماء کے نام پر رکھا ہے گئے ہیں۔ حدود اس کے درود شریف کا نماز کے ہم اسم ہونے کی صورت میں پایا جاتا اس کی اہمیت اور فضیلت کو جس حد تک اس کے ساتھ ظاہر کر رہا ہے۔ وہ دیکھی نہیں۔

### فصلیت درود

درود شریف سترہ سنات کے، خاتمہ درود ان میں سے ہے اور اس سے ہر درود درود شریف کا پہلا حصہ اور یا مودب سنات ہوتا ہے کہ حدِ تعالیٰ نے اسے اپنا دراپنے ملائکہ کا فعل قرار دیا ہے جس سے درود شریف پڑھنے والا مومن حدِ تعالیٰ اور ملائکہ کا شریکِ فعل ہو جاتا ہے وہی امری ہوت ہے کہ ہر ایک کے درود شریف کی نوعیت جداگانہ ہے۔ درود شریف چونکہ مومنین کا نصف ہے اس لئے درود شریف علامات ایمان اور اللہ تعالیٰ کے قرب کا وسیع بھی ہے۔ چنانچہ ”نختہ صلی اللہ علیہ وسلم“ فرمایا ہے کہ جو شخص مجھ پر ایک دفعہ درود پڑھے تو حدِ تعالیٰ اس پر اس رحمت مارے فرماتا ہے یہ بشارت و اصل آیت قرآنی ”مَنْ حَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ امْتَالِهَا“ 80 کے ماتحت ہے کہ ایک نیکی کی جزا کم از کم اس کا پانچ سو ملتی ہے لیکن عرفان اور نیت کی رحمت سے جزا کا درود اور بھی وسیع ہو جاتا ہے۔

## درو و شریف کا حاصل

”نَحْنُ صَلَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ پر درو بھیجنے کا مطلب یہی ہے جو لفظ صلوٰۃ اور سلام سے خاص ہے۔ صلوٰۃ کا لفظ اللہ تعالیٰ کی صفت حمید و مجید کے لحاظ سے جو درو شریف میں دعا نے صلوٰۃ کی مناسبت سے لائی گئی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے حمد اور حسن ثناء اور آپ کی عظمت اور مجد کے لئے درخوشی ستارے کے معنوں میں ہے۔ اُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّنْ رَبِّهِمْ ۝۸۱ کے رشاء درواری میں صلوات کے معنی حسن ثناء بھی ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے تعلق ثناء و تشریف کا ظہار ہوتا ہے۔ اسی طرح آیت هُوَ الَّذِي يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ و مَلِكُهُ لِيُحْكَمْ مِّنَ السَّمٰوٰتِ اَمْثِلُ اسود ۝۸۲ کے رشاء سے ظاہر ہوتا ہے کہ صلوٰۃ سے مراد ایسی رحمت بھی ہے کہ جس کے درو یہ انسانوں کو نجات و اقسام کی تاریکیوں سے نورانی طرف نکالا جاتا ہے اس معانی کے لحاظ سے ”نَحْنُ صَلَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ پر درو بھیجنے کا مفہوم امر مطلب یہ ہوگا کہ سب مومن صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۝۸۳ کے رشاء کی تعمیل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلق محائین اور کافریں کی مذمتوں و رخط بایوں کے مقابل حسن ثناء اور مدح اور تشریف کی اشاعت کریں یہ تاکہ کافر و مخالف لوگ اپنے رہنے پر پینڈے سے قلمات اور تاریکی کے پردے میں حال رہنا چاہتے ہیں تا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت اور آپ کی غوث و رسالت کی پہلی اور خوبصورت شان کو دیکھ کر لوگ مسلمان نہ ہو جائیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے حکم یا کہ ہمارے مخالف لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر تاریکی کے پردے میں رہنے کی اصل حقیقت کو چھپا چاہیں تم مومن لوگ ان کے عقائد و صفات کی تردید و ان کے غلط خیالات کا رد کرتے ہوئے وہ سب تاریکی کے پردے ہٹاؤ اور آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصل حال اور حقیقی نور و صداقت سے آگاہ کرو۔ تاکہ ایک طرف تمہارے اس صلوٰۃ اور سلام سے آپ مخالفوں کی چیدار و تاریکیوں سے باہر آجائیں اور دوسری طرف محقق اور طالبان حق آپ کی اصل اور حقیقت شان سے آگاہ ہو کر اس حق کو قبول کر کے نور حاصل کریں۔

## صلوٰۃ اور سلام کی چار قسمیں

غرض مومنوں کا صلوٰۃ اور سلام چار رنگوں کا ہوتا ہے اول یہ کہ وہ ”نَحْنُ صَلَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے

دشمنوں اور مخالفوں کے تاریک اور پر مذمت پراپیٹنڈوں کی ترویج اور اس کا ماحقہ ازلہ کریں اور بتائیں کہ آپؐ مذہم نہیں بلکہ محمدؐ میں اور آپؐ کا وہب اور مستتری نہیں بلکہ خدا کے چنے بنائیں۔ حدیث میں آتا ہے کہ امام مہدی کے اصحاب ہم مجلس میں مہدی کا ذکر نہایت کے ساتھ یا کریں گے اس کا بھی یہی مطلب ہے کہ مہدی کے مخالفوں کی طرف سے چٹا جائے گا۔ اور بتائیں کہ مہدی کے لئے اصحاب مہدی بطور ذات کے ترویج کریں گے اور تبلیغ کی غرض سے مہدی کا ذکر نہایت بوقت میں آئے گا۔

دوسرے یہ کہ "تحفۃ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور آپ کے خلق عظیم کے چنے و رشتہ بن کر پاک نمونہ اور پاک اخلاق کے ساتھ دنیا کو دکھائیں کہ آئندہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ نمونہ نہ تھا جو مخالف اور آپ کے دشمن پیش کرتے ہیں بلکہ آپ کا نمونہ اور خلق وہ ہے جو مومنین کی پاک جماعت "تحفۃ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک تعلیم کو اپنے پاک نمونہ اور پاک اعمال سے ظاہر کر رہی ہے اور اس طرح "تحفۃ صلی اللہ علیہ وسلم کا جلوہ صد اوقات جو مومنین کے پاک نمونہ کے ذریعہ ظہور میں آئے گا مخالفوں کو تاریک رہا رہے گا۔

تیسرے یہ کہ "تحفۃ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک تعلیم کی اشاعت اور اسلام کی تبلیغ کے لئے دنیا کی ہر قوم کو دعوت دے کر آپ کے محامد اور محاسن سے انہیں آگاہ کرتے ہوئے لوگوں کے لئے سے تاریکی جہالت کے پردوں کو اٹھایا جائے اور "تحفۃ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور صد اوقات کام وقت اور ہر جگہ حقیقت ظاہر کیا جائے۔

چوتھے یہ کہ اللہ تعالیٰ کی جناب میں بکمال تضرع و خشوع اور بکمال ارادت و صدق "تحفۃ صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر اس مقاصد کی تکمیل کے لئے اعمال میں کی جا میں تاکہ تاریکی کے سب سے غما سے جا میں اور ایک انسان "تحفۃ صلی اللہ علیہ وسلم کے نمونہ کا مظہر ہو کر آپ کی قوت قدس کا جلوہ دیکھ سکے۔ "رنا ابوالمہدی حضرت امام علیہ السلام کی مودت جو "تحفۃ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک نمونہ سے مخدوم ہو کر جنہیں رحمت کے اتحاد و رھے میں پڑی ہے اور بارہ آپ کی بات سے ہماری طرح مہو ملائکہ بننے کی مستحق سمجھے ہیں یہ صلوٰۃ اور سلام جو چار رنگوں کا ہے مومنین اس کی تعمیل کریں تو یہ انہیں "تحفۃ صلی اللہ علیہ وسلم کے انصار میں سے بنا دیتا ہے اور جو بعد رہائی اور مکافاتی کے ایسا مومنین جو صلوٰۃ اور سلام کے مذکورہ کوائف سے اپنا درود شریف پیش کرتا

ہے لاریب تختہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا اور کامل ناصر اور جماعت انصار میں اپنی خاص شان کا انصاری ہوتا ہے۔

### درویش رفیع سے صفات الہیہ کا ظہور

لہ تعالیٰ کا ترن کریم میں ارشاد ہے وَمَلَأْمَ عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ [84] اس سے پہلے آتا ہے سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعَزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ [85]۔ روایتوں کا یہ مہذب ہے کہ حد تعالیٰ کے مرسلوں کو مہم تسلیم فرما، عیب اور نقص سے پاک اور سادگی کے ساتھ، مانع اس بات کی، لعل، اور طاعت ہے کہ سب کی سب اور کامل حمد اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جس کی حمد کی یہ ثمان ہے کہ وہ سب عالموں کی ربوبیت کا فیضان، وقت مازل فرما رہا ہے اور جس کی ربوبیت کے ماتحت حد کے مرسلوں کی بعثت خبر میں آتی اور مالاخر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسے عظیم شان مرسل کو تمام، یا نبی قوموں اور سب عالموں کی ربوبیت کے لئے مبعوث فرما دے۔ تا حد تعالیٰ کی حمد کے کھار کے علاوہ، یوں اور مشرکوں پر یہ ثابت کرے کہ تیرا رب جس نے سے رسالت تجھے مبعوث فرمایا بہت بڑی عزت والا ہے اور ان سب نقائص اور عیوب سے مزین ہے جن کو اس قدر ہر مروج ذات کی طرف جاہل مشرک اور دہریہ لوگ منسوب کرتے ہیں۔

ہیں صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا کے ارشاد میں صلوٰۃ کے مداوم سلام سمیٹنے کی غرض نہیں معنوں میں ہے جیسا کہ پہلے بیان کر دیا یا چنانچہ یہی وجہ ہے کہ تختہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ارادہ شریف پڑے کے لئے جو الفاظ مسنونہ صلوٰۃ کے ہیں ان میں اللہ تعالیٰ کی صفت حمید و ربوبیت کو پیش کیا گیا جس کا یہ مطلب ہے کہ حد تعالیٰ کی حمد اور مجد کو تختہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرسل ہونے کی حیثیت اور آپ کی صداقت کے ظہور کے ساتھ خاص طور پر تعلق ہے۔

### آنحضرتؐ کے اغراض و مقاصد

درویش کو جب دعا کے طور پر پڑھا جائے تو چاہیے کہ تختہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اغراض و مقاصد کو ملحوظ رکھ کر ان کی تکمیل کے لئے دعا کی جائے۔ آپ کے اغراض و مقاصد میں طرح پر ہیں یک خالق کے تعلق، ہر سے مخلوق کے تعلق تیسرے نفس کے تعلق، خالق کے تعلق آپ کا

مقصد یہ ہے کہ اعلیٰ نظامت اللہ اور تعظیم لامر اللہ کی شان، یا میں خواہ یہ مخلوق کے تعلق یہ کہ ہر انسان حد تعالیٰ کی توحید کو اعتقاد کی اور عملی صورت میں پائے والا ہو جائے اور حق اللہ اور حق العباد کی امانت کو دے کرے والا اور تعظیم لامر اللہ اور شفقت علی خلق اللہ کے فرائض کی ادائیگی کے لئے کامل نمونہ ہو۔ خدا کے قرب اور وصل سے حسرت کا وارث اور جہنمی زندگی سے نجات پانے والا ہے۔ اسی مقصد یہ ہے کہ ان صلائی و مسکئی و معیای و معانی للہ رب العلیس 86 کے مطابق تپ تپ حد تعالیٰ کے عرفان اور قرب و وصل کے مدارج میں جس قدر بھی پیش از پیش رزقی کے خوشامد ہیں اس مدارج میں تپ کو ملحوظی حاصل ہوتی رہے چنانچہ و للاحمرہ حیر لک من الاولی 87 میں اس امر کی شہادت دی گئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رزقی غیر متناہی مدارج کی شاہد رہتی ہے۔

### صلوۃ نیک حیات و ممات

”ثبت کریمہ ان صلائی و مسکئی و معیای و معانی للہ رب العلیس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صلوۃ کو مقام استفاضہ پر اور حیات کے بالمقابل رکھا ہے اور سعی یعنی تپ کی تردنی کو مقام افتاضہ پر اور ممات کے بالمقابل پیش کیا ہے اس سے تپ کی زندگی کا اعلیٰ مقصد یہ بتا دیا ہے کہ ایک طرف اللہ تعالیٰ سے استفاضہ کا لامتناہی سلسلہ ملتا رہا رہا ہے اور دوسری طرف تپ کی طرف سے خلق خدا کے لئے افتاضہ کا غیر متناہی اور ادبی سلسلہ چلتا رہا ہے اسی مقصد کو مفصل طور پر ایک واضح و مبہوم کے الفاظ میں بھی پیش کیا گیا ہے یعنی وصل سے استفاضہ اور رزق سے تردنی کا سلسلہ جاری رہا جو تیری طرف سے خلق کے لئے افتاضہ کی حیثیت میں ہے اس کے نتیجہ میں کوڑھ تپتے معائبہ کا۔ یعنی ہر طرح کے اعانات اور بہانات کی مدد سے جو غیر متناہی اور کثرت شمار کی حد سے باہر ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قربانی کو لعلک باحیغ نصیبک الا بکونوا مومنین اور عزیز علیہ ما عنہ 88 کے الفاظ میں بھی کر دیا ہے کہ اللہ کی مخلوق کے تعلق تپ کی ہمدردی اور شفقت اور تبارک و تعالیٰ کے لئے جو تپ کے جانی دشمن تھے تپ کی ہمدردی اور تردنی کا یہ حال تھا کہ خدا تعالیٰ جو خالق و موجد ہے اور عالم سز و طس ہے شہادت دیتا ہے کہ تپ کا فرہوں و دشمنوں کی ہمدردی سے اس قدر گہرا ہو رہے تھے کہ اپنی جاں کو بوجہ شفقت و رحمت سے

ملائکہ کے ملاکت میں ڈالے ہوئے تھے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ان شفقتوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے ہر آپ کی محنت اور کریمانہ عنایتوں اور مہربانیوں کو مد نظر رکھتے ہوئے آپ پر درود شریف پڑھتے وقت آپ کے مقاصد کی تکمیل کے لئے دعا میں کرا چاہیے۔

### اللہ تعالیٰ اور ملائکہ کا درود

اللہ تعالیٰ اور اس کے ملائکہ کا درود، مومنوں سے الگ حیثیت رکھتا ہے اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ اور ملائکہ کا درود صفت رحمانیت کے افادہ کے رنگ میں ماحبت بلائی معاوضہ و مبالغہ کے پیش ہوتا ہے بین مومنوں کا درود ایک دعا اور روحانی محاذ اور کوشش ہے جس کے مقابلہ میں حد تعالیٰ کی طرف سے بطور معاوضہ صفت رحیمیت کے افادہ کے ماتحت فیماں مارل ہوتا ہے اس طرح سے "محبت صمیمہ کو صفت رحمانیت اور صفت رحیمیت، دونوں قسموں کے فیماں کا مورد بنایا جاتا ہے، یہ دوسری بات ہے کہ مومن اپنی نیت اور عرفانی محبت سے اپنے درود میں اللہ تعالیٰ اور اس کے ملائکہ کے درود، بلکہ جمع انبیاء و مومنین کے برکات، دعا اور اعانات، دعوات کو بھی شامل کر کے دعا کرے اور اس طرح کی دعا کے وسیع درود سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے استفادہ کے درود کو سمیت دے، اپنے درود میں صفت رحمانیت اور رحیمیت کے فیوض کو جمع کر کے جامع حیثیت میں پیش کرے۔

### انہی اور آل کا لفظ

صَلُّوا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا کے ارشاد میں صرف انہی کا لفظ لا یا گیا ملائکہ اور شریف میں آل کا لفظ پیش یا گیا ہے یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہی کی تشریح لفظ محمد، مراد محمد سے فرمائی ہے اور اس لئے کہ ان کے لحاظ سے اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قیامت تک کے سے بنا تھے مین بھی حیثیت سے جب آپ ترسٹھ سال کی عمر تک پہنچ کر آیا سے رحلت فرمائے تو شخص جو ان کی عدم موجودگی میں آپ کی تمام مقامی میں آل محمد ہی تمام رشتہ جی اور آل محمد سے مراد آپ کی امت کے صدیق، شہید، صالح اور خصوصاً امت کے محمد بن جو علیہ السلام امسی کسانبیاء ہسی اسرائیل ۸۹ کے مصداق ہیں اور حاتمہ راشدین مد میں ہیں اور چونکہ نبی ہجیر مت کے میں ہو



سکتا اس لئے الٹی کے لٹکا کے بطن میں جب امت داخل ہے تو آل محمد جو نبی کے چچہ و ارث اور اس کی مانت کے چچے حامل ہیں یہی، اٹھل نہ ہوں اور سب الٹی اپنے اغراض و مقاصد کی تکمیل کے لئے امت کے انصار کی دعا اور رواد، شریف کی نصرت کا مقتضی ہے تو آل نبی اور آل محمد جو محمد رسول اللہ کے اغراض و مقاصد کی تکمیل کی غرض سے ہی حامل مانت کی حیثیت میں کام کرنے والے ہیں ان کو یہی س و رواد، شریف میں شامل کرنے کی ضرورت محسوس نہ ہو۔ پس مختلف صلی اللہ علیہ وسلم کا الٹی کے لٹکا کی تشریح اور توضیح میں رواد، شریف میں محمد اور آل محمد کے الفاظ کو پیش کرنا جین حکمت و رضہ و رت کے اقتضاء کے ماتحت ہے اور تفسیر کے لحاظ سے نہایت ہی صحیح اور بہتر ہیں۔ لٹکا الٹی کی فرمانی آئی ہے۔

### ایک سوال کا جواب

ماں یہ مرکب کما صلیت علی ابراہیم و علی آل ابراہیم اللع کے الفاظ پڑھنے کی ضرورت کیوں اور کہاں سے پیدا کی گئی سوال کے جواب میں یہ عرض ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام دعا فرمائی تھی ربنا واجعلنا مسلمین لک و من ذریعنا امة مسلمة لک [90] اور ساتھ ہی یہ دعا کی تھی کہ ربنا و انعم فیہ رسولاً منہ ینزلوا علیہم البک و بعلمہم الکتاب و انسکمة و یسرکیمہ [91] جس کا مطلب یہ ہے کہ اے خدا جیسے نام، توں یعنی ابراہیم و اسماعیل (جیہا السلام) تیرے خادم اور میں خلیف کی اشاعت و حمایت کرنے والے ہیں۔ یہی طرح اس دین کی خدمت اور اشاعت کے لئے ہماری ہی اولاد اور رست سے ایک امت مسلمہ بنانا اور اس میں ایک پیار رسول بھی بھیجنا جو تیری آیات ان پر ہدایت کرے اور ان میں کتاب و حکمت کی تعلیم دے اور ان کو عتقادی، عملی، حالات کے لحاظ سے پاک کرے۔

یہ دعا ہے جس کے اثر و نتیجہ کے ماتحت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ظہور میں آئی اور یہی کے ماتحت آپ کی امت جو امت مسلمہ ہے ظہور پر یہ ہوئی۔ جس حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس دعا سے آپ کو یہ برکت ملی کہ آپ کے برکات کا سلسلہ اور آپ کی رست اور اولاد کی برکات کا سلسلہ علی اللہ ام قیامت تک کے لئے لمبا یا گیا۔ جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق دوسرے مقام میں بھی اس بات کا بطور نہایت ذکر فرمایا۔ کہ قال انی جاعلک للناس اماما قال

وَمَنْ فُوتَ قَائِلًا لَا يَسْأَلُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ 92 اس دعا کی رو سے سب تک حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ذریت اور نسل دنیا میں رہے لی امامت اور نبوت کا انعام آپ کی صالح اولاد میں جاری رہے گا اور چونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ذریت کا سلسلہ قیامت تک قائم رہنے والا ہے۔ لہذا اس سلسلہ برکات امامت و نبوت بھی قیامت تک جاری رہنے والا ہے ہاں اس انعام کی خرابی کے لئے صرف ظالمین کو مستثنیٰ کیا ہے۔ بین اس استثناء سے یہ لازم نہیں آتا کہ ایک غیر عام ذریت بھی اس انعام سے ابد تک محروم رکھی جائے۔

۱۔ وہ ذریت سے عام ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کے اثر و نتیجہ میں آپ کی نسل و سلسلوں میں چلی اور وہوں کو انعامات امامت اور برکات نبوت سے مستفیض فرمایا گیا۔ ایک سلسلہ حضرت بحق علیہ السلام سے شروع ہو کر حضرت مسیح پر ختم ہوا اور دوسرا حضرت اسماعیل علیہ السلام سے شروع ہو کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا۔

۲۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا درود شریف کے الفاظ میں ابراہیم علیہ السلام کے صلوٰۃ اور برکات کے لئے دعائیہ الفاظ پیش کیا اپنے لئے اور اپنی امت کے لئے انہی برکات کے سلسلہ کی غرض سے ہے۔

### درود شریف کے پاک اثرات

امت کی یہ عبادت درود شریف کے الفاظ میں پیش کی گئی ہے اور جو خدا تعالیٰ کے امر و نہی کے ماتحت مانگی جاتی ہے ایک قبول شدہ دعا ہے اس کی قبولیت کے متعلق حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بشارت بھی دی گئی۔ اسی بشارت کے ماتحت آپ نے فرمایا علماء امتی کما بیاء بسی اسرافیل اور فرمایا یوشک ان یسئل فیکم ایں مریہ حکما عدلا و اماما مہدیًا 93 یعنی میری امت کے علماء مجددین جو اہل ایلی امیاء کی طرح مخصوص القوم اور مخصوص الزمان بشیئت سے مبعوث ہوں گے، وہ اہل ایلی امیاء کے نمونہ پر ہوں گے اور یہ نہایت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سلسلہ نسل کے لحاظ سے اس نمونہ پر عطا ہوئی جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو سحابی سلسلہ کے رعبہ عطا کی گئی اور مسیح موعود کی نہایت جو امام مہدی ہو رہے ہیں۔ لے ہیں اور ان کی بعثت دنیا کی سب قوموں اور قیامت تک کے لئے ہوگی، وہ ہے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو

حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے سلسلہ نسل کے لحاظ سے اس نمونہ پر غما ہوگی۔ جو حضرت ہر نیم کو سمعیلی سلسلہ اور تحفہ ت کے وجود باوجود کے ظہور سے ملی۔ سو خدا کے فضل سے آج اس زمانہ تک امت کی دعا و درود کے پاک اثرات ظہور میں آچکے اور ایک طرف تیرہویں صدی تک ہر صدی کے سر پر مہمذین کی بعثت سے علماء اہل کتابیاء ہی اسرائیل کے رد سے اسحاقی سلسلہ کی برکت کا نمونہ ظاہر ہو گیا اور دہریہ کی طرف اس چہاویں صدی کے سر پر سیدنا حضرت مسیح موعود و مام مہدی موعود علیہ السلام کی بعثت سے وہ دہریہ کی بات بھی ظاہر ہوئی جو انجیلی سلسلہ کی برکت کے نمونہ پر "خدا مت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے ظہور میں آئی اور جس طرح آپ کی بعثت اور نبیاء کے بعد ظہور میں آئی" عثمان میں بھی اور اہل انبیاء کی برکات سے بڑھتا ہر ظہور میں آئی۔ کی طرح تیرہویں صدی تک کے مہمذین جو اسرائیلی انبیاء کے نمونہ پر آئے ان سے مسیح موعود علیہ السلام ہوجہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مظہر اہل اور ہر زمانہ ہونے کے پہلے کے سب مہمذین سے فضل شان کے ساتھ ظہور فرمایا ہے اور جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں خد ذم الانبیاء ہو۔ کی خصوصیت ہے اسی طرح آپ میں خاتم الانبیاء ہونے کی خصوصیت پائی جاتی ہے۔ اس آج اس زمانہ میں اہل اسلام کے لئے بے حد مسرت اور خوشی کا موقع ہے کہ ان کا درود اثر پذیر ہونا دیر کثرت اور مبارک تاج کے ساتھ ظہور پذیر ہوا۔

### رسول کریم کی نبوت کے برکات

اگرچہ صدیقیت شہدیت اور صالحیت کے مدارج کے لوگ بھی امت میں پیدا ہوئے ہیں نبی کے لفظ میں جو بصلوں علی البی کے ارشاد میں ہے اس بات کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صدیقیت۔ شہدیت۔ صالحیت اور اپنی مومنانہ شان کا جہود دکھاتے ہوئے جہاں بہت سے صدیق شہید صالح اور مومن پیدا ہوئے۔ وہاں نبی بھی آپ کی بات سے آپ کی امت میں پیدا ہوئے والے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آل محمد کو انبی کے لفظ میں غل کر کے ان لفظ نبوت میں بھی ظہور پانچ شامل ہوئے کی طرف اشارہ پایا گیا۔

### درویش ریف اور حضرت مسیح موعود

درویش ریف جس کے الفاظ نماز میں پڑھے جاتے ہیں ان پر غور کرنے سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ "نے والے مسیح موعود محمدی ہیں نہ کہ اسرائیلی اور وہ اس طرح کہ تختہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے دعا یہ ہے کہ حضرت ابیہ ایم علیہ السلام اور آلہ ایم کے برکات تختہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ورتل محمد کو عطا ہوں اور چونکہ مسیح اسرائیلی بھی آتھ تختہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے اور اسرائیلی میوں میں سے ہیں اور آلہ ایم میں سے اس لئے درویش ریف کی دعا سے یہ مطلب ختم ہوتا ہے کہ تختہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت ابیہ ایم اور آلہ ایم کی آل کی طرح ایک مسیح بھی دیا جائے۔ گویا تختہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے مسیح کی طرح کا ایک اور مسیح دیا جاتا ہے نہ یہ کہ وہی پہلا مسیح آپ کو دیا جاتا ہے۔ پہلا مسیح "ے" پھر مسکنا کا حرف تھیرہ جو پہلے مسیح کے حشہ کو چاہتا ہے نہ کہ پہلے مسیح کے حشہ کو وہ اپنے مفاد کے لحاظ سے باطل سمجھتا ہے یہ تاکہ حشہ اور حشہ کے درمیان معارف کا پودہ نہ دے کی ہے مراد تشبیہ کا نام دے یا جس حرف کما نے اپنے مفاد سے یہ ختم کر دیا کہ "نے" و لا مسیح موعود، پہلا مسیح اور اسرائیلی مسیح نہیں بلکہ اس کا طیل ایک اور مسیح ہے جو مسیح محمدی و مرت محمدیہ کا ایک فرد ہے جیسا کہ حدیث مسکرم مسکرم اور حدیث صلیکین اور حدیث اشخلاف یعنی وعد اللہ الدین امور منکم و عملوا الصلح لیسئلکم فی الارض کما استخلف الدین من قبہم صلی" مسیح کے الفاظ مسکرم اور کما میں بھی اسی طرح اشارہ ہے۔ تختہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت اور خلافت کے لئے جو شخص متعین ہو گا وہ امت محمدیہ کا فرد ہو گا۔ اس صورت میں مسیح اسرائیلی جو قرآن اور حدیث اور اہل کتاب کا مذہب کی رو سے فوت شدہ ثابت ہیں اسرائیلیں رد و تسلیم کر لیا جائے تو بھی وہ آئندہ تختہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ نہیں بن سکتے اس سے کہ قرآن، حدیث اور روایات ریف کے الفاظ مسکرم اور کما اس امر کے لئے مافعی ہیں کہ یہ مسیح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خلیفہ بنے جو آپ کی امت سے نہ ہو۔

### مسیح موعود میں شان محمدیہ کا جلوہ

درویش ریف کے الفاظ پر غور کرنے سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابیہ ایم علیہ السلام اور

آلہم ائیم کی سب برکات کا مورد آئندہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آل محمد کو بنایا جانا ان معنوں میں ہے کہ آپ محمد سے لے کر مسیح تک سب انبیاء کے ممالات اور برکات کے مورد بنائے گئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ شف جس میں آپ نے بیت امتوں میں سب انبیاء کی امامت میں نماز کی اس سے بھی بڑا خاص ہوتا ہے کہ آپ کی اتباع سے سب انبیاء کے ممالات منفرد اور مجموعاً حاصل ہوتے ہیں۔

چنانچہ علماء افسی کا بیاء ہی اسرائیل کے ارثاء کے رو سے آپ کی امت کے مجدد ہیں میں سے ہر ایک مجدد کسی نہ کسی نبی کے ممالات کا وارث ہوا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام جو مجدد اعظم ہیں جو صلی اللہ فی حلل الانبیاء کی شان کے ساتھ سب انبیاء کے ممالات کے مجموعی طور پر وارث بنائے گئے بلکہ اس لحاظ سے کہ آئندہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی آلہم ائیم سے ہیں۔ مسیح موعود آل محمد میں سے ہونے کی وجہ سے کما صلیت اور کما باریکت علی ابراہیم و علی آل ابراہیم کے لحاظ سے آئندہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ممالات اور برکات کے بھی ظلی طور پر کامل وارث ہونے۔

### درویش شریف کے متعلق حضرت مسیح موعود کی وحی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر جو وحی درویش شریف کے تعلق مارل ہوئی وہ یہ ہے صلی علی محمد و آل محمد الصلوٰۃ ہو المرئی اسی دفعہ مک الی والقیب عیبک محبہ منیٰ ۹۵ یعنی محمد، آل محمد پر درود بھیج۔ درود ہی تربیت کر کے ترقی اور مال بخشے والا ہے جس تجھے بند کرے گا۔ میں اپنی طرف سے تجھے محبت کا خلوص پناؤں گا۔ حضرت مسیح موعود نے یہ ترجمہ فرمایا۔ اس کے ساتھ ہی فرماتے ہیں کہ آئندہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے سے انسان عیسیٰ بلکہ موسیٰ کا مقام پاتا ہے۔ جس کا ثبوت میں یہ ہے جو کو پا ک بناؤں گا۔ پھر حقیقتہً لوحی کے ص ۱۲۸ پر فرماتے ہیں:-

”ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ درویش شریف کے پڑھنے میں یعنی آئندہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے میں ایک زمانہ تک مجھے بہت استعراق رہا یونکہ میرا یقین تھا کہ خدا تعالیٰ کی راہیں نہایت دقیق راہیں ہیں۔ مگر یہ سب نبی کریم کے دل میں عکس جیسا

کہ خدا تعالیٰ بھی فرماتا ہے **وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ** (اس کی طرف وسیلہ طلب کرو) تب ایک مدت کے بعد کشتی حالت میں میں نے دیکھا کہ وہ بچے یعنی ماشکی آئے اور ایک مرد روئی راستے سے اور ایک بیرونی راہ سے میرے گھر میں داخل ہوئے ہیں۔ میں نے ان کے قدموں پر نور کی مشکیں ہیں اور کہتے ہیں **هَذَا بِمَا صَلَّيْتَ عَلَيَّ مُحَمَّدًا** (یعنی یہ اس کی وجہ سے ہے جو تم نے محمد پر دعا بھیجتا ہے)۔

### درویشی کے برکات

درویشی پڑھنے کے بہت سے فوائد ہیں مثلاً دیگر فوائد کے ایک یہ بھی ہے کہ درویشی کی دعا چونکہ قبول شدہ ہے اس لئے آپنی ذاتی دعا سے پہلے اور پیچھے اسے پڑھا لیا جائے تو یہ امر محض صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے معنوں میں قبولیت دعا کے لئے بہت بھاری و بریڈ ثابت ہوتا ہے۔

پھر محض صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ ہی نور مسان کی شفقت کی وجہ سے ہر ایک انسان کی زندگی کے بہترین، نیکو، سودی مقاصد کے حصول کے خواہاں ہیں اس لئے آپ ہی کے مقاصد میں سر پہ مقاصد کو بھی شامل کر کے درویشی پڑھا جائے تو یہ امر بھی قبولیت دعا اور حصول مقاصد کے معنوں میں نہایت مفید ہے کوئی مشکل امر جو حاصل نہ ہوسکتا ہو درویشی پڑھنے سے اس صورت میں حاصل ہو سکتا ہے کہ درویشی پڑھنے سے جو اس سنا ثواب کے طور پر ملتا ہے اس کو مشکل کے حل ہونے کی صورت میں جذب یا جائے اس طرح نہ درویشی حاصل ہوتی ہے۔

### قرب الہی کا عجیب و غریب ذریعہ

چونکہ محض صلی اللہ علیہ وسلم ہر ایک انسان کو معاف بھی قرار دیتا ہے اور درویشی ہر کار کا ہے اس لئے درویشی معاف کے معنوں میں قرب الہی اور حصول الہی کے متاثر تک پہنچانے کے لئے عجیب و غریب ہے۔ چنانچہ بلاشبہ روایات میں پایا جاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شب معرۃ خدا تعالیٰ کے قرب اور حصول کے لحاظ سے اس مقام اور مرتبہ پر پہنچے جہاں کے سے فرمایا کہ **لَسِي مَعَ اللَّهِ وَفَقْتُ لَا يَسْغُرُنِي فِيهِ سَيِّئُ مَرْسَلٍ وَلَا مَلَكٌ مُعْرِئٌ** [96] یعنی خدا کی معیت اور

حالات وصول کے لحاظ سے مجھے وہ وقت بھی میسر آ جاتا ہے کہ میں قرب اور وصل الہی کے سب سے بہتر و نزدیک ترین مرتبہ پر ہوتا ہوں جہاں نہ کوئی نیا مرحلہ پہنچ سکتا ہے اور نہ ہی کسی ملک مقرب کی رہائی ہے بعض روایات میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے حضور پہنچے تو آپ نے فرمایا: التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ کہ ہر قسم کی تعظیم اور ربانی اور مائے قربانی خدا ہی کے سے ہے۔ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ فرمایا: يَا سَلَامٌ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ۔ گویا سلام رحمت اور برکات ہر سہ امور خدا تعالیٰ کی طرف سے پیش کئے گئے۔

سب سے اہم لحاظ کے پانچ کام وقوع نماز میں تھے: ۱۔ تشہد ہے۔ تشہد سے مرتبہ شہوات کی طرف بھی شام ہو ہے کہ ہر ایک مومن نماز کے ذریعہ جو معراج المومنین ہے تشہد کی آخری منزل میں قرب اور وصل الہی کے مرتبہ کو حاصل کرنے والا ہے پانچ مومن کا التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ کے لحاظ کو خدا کے حضور پیش کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طلعت میں آپ کی عظمت اور فائز رسول کے مرتبہ کو حاصل کرنا ہے۔ یہ کہ یہ مرتبہ اسالۃ اور حقیقت آپ کا ہے اور اس پر جو شخص بھی غار ہو گا ظنی و برہانی طور پر ہی ہوگا۔ اے سب مومن السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ کے لحاظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور پیش کرنا ہے تو اس وقت یہ فائز اللہ کی حیثیت میں خدا تعالیٰ کی طلعت کی چادر پہن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجتا ہے۔

پس درود شریف اس معنوں کے لحاظ سے ماری اس حقیقت پر بہترین علامت ہے جو معراج کے معنوں پر مشتمل رہتی ہے۔ یہ کہ درود شریف سے فائز رسول اور فائز اللہ اور اللہ اور رسول کی طلعت کا مرتبہ حاصل ہوتا ہے وهو المراد ورفقا اللہ هذا المراد۔

یہ طرح وہ سب مومن جو نماز کے معراج کی برکات سے متمتع ہوتے ہیں وہ سب کے سب "آل محمد میں داخل ہیں پانچ خدا تعالیٰ کے سلام میں جو بالفاظ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے پیش ہو رہے ہیں آپ نے سے اپنی بات تک میری نہیں رکھا۔ بلکہ اس کے ساتھ ہی السَّلَامُ عَلَيْنَا وَ عَلَيَّ عِبَادَ اللَّهِ الصَّالِحِينَ فرمایا کہ اس سلام میں اپنی آل کو بھی جو عباد اللہ الصالحین ہیں شامل فرمایا اور جیسے یصلون عِلْسِي النَّبِيِّ کے ارشاد میں الہی کے نقطہ کے نیچے محمد اور آل محمد کو پیش کیا ہی طرح السَّلَامُ





’ہیئت کے محمد کو نہیں بلکہ محمدؐ بتائے نبوت کو اپنی طلیت کے مرتبہ پر مشاہدہ کرے اور انوار نبوت کو مشاہدہ کرتے ہوئے الٰہی کو پروردگار میں نہیں بلکہ مرتبہ شہداء میں انکشاف مرتبہ حقیقت و حقیقت مرتبہ نبوت سے یہ ہے کہ السلام علیک ایہا النبی۔ پس یہ خطاب ’’رسید مخاطب صرف ہال کے عہد سے نہیں بلکہ حال کے لحاظ سے بھی ہے۔ خدا تعالیٰ۔ مومن کو یہ مرتبہ حاضر ہے۔‘‘

## قرآن کریم کی اعجازی شان

علماء اسلام فتح الحوج کے اثرات کے تحت قرآنی حقائق و معارف سے بیگانہ ہو چکے تھے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن کریم کی ترتیب، ربط، اعادی اور احوال کے متعلق اہل مدہم کو نیا عالم کھام، یا۔ چنانچہ ۱۸۹۳ء میں جو امرتسر کے مقام پر میسایوں کے ساتھ آپ کا مشہور مناظرہ ہندوؤں تک ہو ’’ہر جو ’’جنگ مقدس‘‘ کے نام سے شائع شدہ ہے اس میں آپ نے یہ عظیم ثوابت پیش کی کہ سچے مذہب کے پیروں کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ جو امر بھی پیش کریں اس کے متعلق دعویٰ ’’اس کے اثبات میں لامل اپنی الہامی کتاب سے پیش کریں یہ بات درست نہیں۔‘‘ کسی مذہب کا مانعہ اس مذہب کی طرف ایسا دعویٰ منسوب رہے جو اس مذہب کی الہامی کتاب میں نہ پایا جاتا ہو۔‘‘ نہ اس کے اثبات میں لامل الہامی کتاب میں موجود ہوں۔ جب دستور نے یہ نکتہ الہامی کتاب کے حامل ہوئے کے متعلق پیش فرمایا تو حاضریں حیران ہو گئے۔ حضرت علامہ مولانا نور الدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب یہ نکتہ سنا تو آپ نے فرمایا کہ حضرت اقدس علیہ السلام سے یہ نکتہ پیش کر کے ہمیشہ کے لئے قرآن کریم کی بابل کے مقابل پر بیت ثابت کر دی ہے۔ یہ وہ عظیم الشان نکتہ تھا جس کی حضرت اقدس علیہ السلام کو ہی مخالفین اسلام کے مقابل پر پیش کرنے کی بخصہ تھیں و فیق ملی۔ ہاں الحمد للہ علی دالک

## واو ترتیب

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ کے ابتدائی دور میں بہت حیات مسیح کے عقیدہ کے متعلق عام مسلمانوں میں بہت جوش و خروش تھا۔ علماء کی طرف سے مناسبت مسیح کا عقیدہ رکھنے والے علماء پر احمدیوں کے خلاف غر کے فتوے لکائے جا رہے تھے۔ حضرت علامہ مولانا نور الدین صاحب

رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دفعہ لاہور تشریف لے گئے بعض معززین نے آپ کی لاہور میں آمد سے قادمہ  
تھتے ہوئے مشہور عام مفتی غلام مرتضیٰ صاحب آف میوٹی ضلع ٹنابور سے آپ کا مناظرہ  
حیات و وفات مسیح کے متعلق کرایا۔ وفات مسیح کے وقت میں حضرت مولانا نور الدین صاحب نے بنا  
عیسیٰ امیٰ صوفیک و دافعک الیٰ ۹۸ حج والی آیت کو پیش کیا اور حرف و کوہ و ترتیب  
ترہ سے فرمایا کہ سو فی کا وعدہ نبی اول ہے اور دفع کا نہہم پر۔ اس صورت میں ضروری  
ہے کہ وعدہ کے مطابق مسیح علیہ السلام کی وفات پہلے ہو اور ان کا دفع اس کے بعد قوت میں آئے اور  
وفات کے بعد جسمانی رفع نہیں ہوتا۔ بلکہ روحانی رفع ہوتا ہے اور یہ بات تو مسلمان مانتے ہیں کہ مسیح  
علیہ السلام رفع ہو چکا۔ پس ان کی وفات جو دفع سے پہلے ہوئی تھی۔ لازماً دفع سے پہلے قوت میں  
”چکی ہے۔“

مفتی صاحب نے جو بایا کیا کہ میرے ۱۰ ایک اس آیت میں حرف و اوجع کے لئے ستموں ہو  
ہے نہ کہ ترتیب کے لئے اور حرف و ترتیب کے لئے استعمال ہوتا ہے تو اس کا ثبوت پیش کیا جاوے  
اس پر حضرت مولانا صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حرف و ترتیب کے لئے استعمال ہوتا  
ہے۔ جیسا کہ آیت ان الصفا والمعروف من شعائر اللہ ۹۹ سے ثابت ہوتا ہے کہ اس آیت کے  
مازل ہونے پر صحابہ کرام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ صفا اور معروف یہاں زیور  
کے درمیان جو سعی کا حکم ہے یہ سعی صفا سے شروع کی جائے یا معروف سے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
نے فرمایا کہ اہلک و اہلک اہلک اللہ ۱۰۰ یعنی سعی کا عمل اسی ترتیب سے شروع کیا جائے جس ترتیب  
سے اللہ تعالیٰ نے ان کا نام رکھا ہے کیونکہ صفا کا نام پہلے ہے اس لئے اسی مقام سے بندہ کی جائے  
اور معروف کو بعد میں رکھا جائے۔ حضرت عظیم الامت نے فرمایا کہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ حرف  
و ترتیب کا قاعدہ بھی دیتا ہے۔ یہ سن کر مفتی صاحب خاموش ہو گئے۔

### آسیب زدگان کے متعلق بعض واقعات

آئندہ صفحات میں بعض واقعات آسب زدہ مریمینوں کے متعلق بیان کئے جاتے ہیں جن  
واقعات کے متعلق سیدی حضرت مراد شہ احمد صاحب مدظلہ العالی کی مؤثر رائے جو مسیحیوں نے  
نکسار کے نام پر فرمائی ہے۔ شکر یہ کہ ساتھ ساتھ کی جاتی ہے۔ (برکات احمد راجی مرنج)

حضرت محمد ہی امکرم میاں صاحب مدظلہ العالی تحریر فرماتے ہیں ۔

”حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکی نے موضع سعد اللہ پور ضلع کجرات اور موضع راجیکی ضلع کجرات کا ایک ایک واقعہ اور لاہور شجر کے وہ واقعات لکھے ہیں ۔ جن میں ان کی دعا اور روحانی توجہ کے ذریعہ آسیب زدہ لوگوں کو شفا حاصل ہوئی ۔ جہاں تک اس کے آسیب زدہ ہونے کا سوال ہے ، میرے نظریہ یہ ہے کہ یہ ایک قسم کی مسیریاری کی بیماری ہے ۔ جس میں بیمار شخص اپنے غیہ شعوری یعنی سب کا شناس خیال کے تحت اپنے آپ کو بیماری کی غیہ مرنی روح سے متاثر خیال کرتا ہے اور اس تاثر میں اس شخص کی سابقہ زندگی کے حالات اور اس کی خواہشات اور اس کے خطرات غیہ شعوری طور پر اثر انداز ہوتے ہیں یہ بھی ایک قسم کی بیماری ہے ۔ مگر یہ احساس بیماری ہے حقیقی بیماری نہیں ۔ اہل ایمان ملائکہ اور جنات کے وجود کا تو قائل ہے ، اور قرآن کریم میں اس کا ذکر موجود ہے اور یہ بھی درست ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے اللہ تعالیٰ کے حکم کے ماتحت نظام عام کو پلاتے ، لوگوں کے دلوں میں نیکی کی تحریک کرتے اور بدیوں کے خلاف احساس پیدا کرتے ہیں لیکن یہ درست نہیں اور نہ اس کا کوئی ثبوت ملتا ہے کہ جنات لوگوں کو چٹ کر اور ان کے دل و دماغ پر سوار ہو کر لوگوں سے مختلف قسم کی حرکات کرواتے ہیں ۔ یہ نظریہ اسلام کی تعلیم اور انسان کی آزادی ضمیر کے منافی خلاف ہے ۔ اس کے علاوہ اسلام نے جنات کا مفہوم ایسا وسیع بیان کیا ہے کہ اس میں بعض خاص تخیلی ارواح کے علاوہ نہ نظر آئے ، لے جنات اللہ تعالیٰ بھی شامل ہیں ۔ چنانچہ حدیث میں جو یہ آتا ہے کہ اپنے کھانے پینے کے برتنوں کو حساب کر رکھو ، ورنہ ان میں جنات داخل ہو جائیں گے ۔ اس سے بھی مراد ہے کہ بیماریوں کے تہذیب سے اپنی خوراک و نوش کی چیزوں کو محفوظ رکھو ۔

بہر حال جنات کا وجود تو ثابت ہے اور خدا تعالیٰ کے نظام میں حقیقت تو خدا ہے مگر کھیل نہیں ۔ اس لئے میں اس بات کو نہیں مانتا خواہ اس کے خلاف بظاہر غلط فہمی پیدا کرنے والی روایت کا ۔ اپنے دلی باتیں موجود ہوں کہ کوئی جنات ایسے بھی ہیں جو انسانوں کو اپنے

کھیل تماشے کا نشانہ بناتے ہیں بعد ازیں سے روئے ایک جو چیز آسیب کھاتی ہے وہ مسخیر یا کی  
یہاری ہے۔ اور جو چیز آسیب کے تعلق میں معمول کھاتی ہے وہ خود نام نہاد آسیب زدہ شخص کا  
پنہ ہی جو وہ کام پہنچا ہے جو فیہ شعوری طور پر آسیب زدہ شخص کی زباں سے بول رہا ہوتا  
ہے۔ اور چونکہ آسیب زدہ شخص لازماً نردل کا مالک ہوتا ہے۔ اس لئے جب کوئی زیادہ  
مضبوط دل کا انسان یا زیادہ روحانی اس پر اپنی توجہ دیتا ہے تو وہ اپنی قلیں اور دعائیہ  
روحانی طاقت کے ذریعہ آسیب کے ظلم کو توڑتا ہے۔ مای لوگ تو محسوس قلیں تودہ سے یہ تغیر  
پیدا کرتے ہیں لیکن روحانی لوگوں کے عمل میں روح کی تودہ اور دعا کا اثر بھی شامل ہوتا ہے  
اور توجہ کا علم بہر حال حق ہے۔

پس سب حضرات مولوی غلام رسول صاحب راجیکی نے سعد اللہ پورہ راجیکی اور لاہور  
والے واقعات میں اپنی روحانی توجہ اور دعا کا اثر والا اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس اثر  
کا نتیجہ پیدا کر دیا اور آسیب زدہ شخص اپنے نام نہاد آسیب سے آزاد ہو گیا۔ دینی رہا  
سعد اللہ پورہ کے واقعہ میں برتوں کا ٹوٹنا اور لاہور کے واقعہ میں انگوٹھی کا غائب ہونا پھر  
حاصل ہوا۔ تو دل تو یہ ثابت ہے کہ علم توجہ کے ماہرین بعض اوقات ایسی طاقت پیدا کر  
سکتے ہیں کہ بے حانت چیزوں پر بھی مبنی طور پر اس کی توجہ کا اثر ہو جاتا ہے۔ مثلاً ایسی باتیں  
سننے میں آتی ہیں کہ ایک جلتی ہوئی موسم بنی توجہ کی تھی تو وہ بجھتی یا کسی بندہ دروے کی کندی  
توجہ کے نتیجہ میں خود بخوبی کھل گئی۔ غالباً سعد اللہ پورہ والے واقعہ میں آسیب زدہ لڑکی نے اپنے  
دل میں آسیب زدہ ہوئے کی یہ علامت رکھی ہوئی کہ کمرے کے اندر رکھے ہوئے برتن گر  
جائیں اور حضرت مولوی صاحب کی قلبی اور روحانی توجہ اور دعا سے یہ علامت پوری ہو گئی۔  
اس طرح لاہور والے واقعہ میں آسیب زدہ لڑکی کے دل میں اپنی انگوٹھی کا خیال آیا ہوگا۔  
اس لئے اپنے خیال میں یہ علامت مقرر کر لی ہوئی کہ انگوٹھی کھوئی جائے اور پھر مل جائے۔ یہ  
بھی عید رقیاس نہیں کہ چونکہ آسیب زدہ شخص نیم بیہوشی کی حالت میں ہوتا ہے اس لئے اس  
نے خود ہی انگوٹھی کسی خاص جگہ چھپائی ہو اور پھر وہاں سے وہ انگوٹھی برآمد ہو گئی ہو۔ بہر حال

۔ باتوں میں کوئی اچھا چیز نہیں ہے اور نہ کوئی بات عقل کے خلاف ہے۔ بلکہ سوچنے سے معقول تشریح کا راستہ کھل سکتا ہے۔

اس جگہ طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر بعض اوقات غیر روحانی لوگ بھی توحہ میں شامل پیدا کر لیتے ہیں تو پھر انبیاء اور اولیاء کے معجزات اور کرامات کا کیا امتیاز باقی رہا۔ سو اس کے متعلق اچھی طرح یاد رکھنا چاہیے کہ یہ امتیاز ہر صورت نمایاں طور پر قائم رہتا ہے۔ ہم ہمیشہ سے قائم رہا ہے اور ہمیشہ قائم رہے گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابل پر توحہ کرنے والے امام نبی، سادہوں نے اپنی رسیوں اور جالوں میں اپنی توحہ کے ریشہ ایک حرکت پیدا کر دی۔ مرنے والا یہ توحہ اپنے اندر ایک مال کا رنگ رکھتی تھی۔ مگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا کے سامنے اس سحر کا ناپور تھا۔ آپؑ احد میں جاوے گا، ہونہر رہ گیا۔ یہ امتیاز قدرت میں ہے یعنی بالمتاعل کھڑے ہونے پر ہمیشہ خدا کے مژدہ دلوں کو ملتا حاصل ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ علیہ السلام کے زمانے کا واقعہ ہے کہ ایک سندھ گجرات سے آیا۔ وہ توحہ کا امام تھا اور اس نے اپنے دوستوں سے کہا کہ میں مرزا صاحب کے پاس جانا ہوں۔ توحہ کے زور سے ان سے ایسی حرکات کراؤں گا کہ ان کا سارا روحانی اثر مٹ جائے گا۔ یہ سن کر جب وہ حضرت مسیح موعودؑ علیہ السلام کے سامنے آکر بیٹھا اور آپؑ پر توحہ ڈالنے کی کوشش کی تو چیخ مار کر بھاگ اٹھا۔ اور پوچھنے پر بتایا کہ جب میں نے مرزا صاحب پر توحہ ڈالی تو میں نے یوں محسوس کیا کہ میرے سامنے ایک دیوتا کا اور زبردست شیر کھڑا ہے اور مجھے ہلاک کرے گا۔ لے مجھ پر کوا کر رہا ہے اس ہشت سے میں چیخ مار کر بھاگ آیا۔ یہی وہ واقعہ ہے جو امتیاز پیدا کرتا ہے۔ نہ توحہ کا علم ایسا ہے کہ اس میں مادی اور روحانی ہر قسم کے لوگ مہارت پیدا کر سکتے ہیں۔

بہر حال حضرت مولوی غلام رسول صاحب راہیکی حضرت مسیح موعودؑ علیہ السلام کے قدیم اور مخلص اور بزرگ صحابی ہیں۔ ان کی توحہ اور دعا کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے امام نہاد مسیح رب دلوں کے مسیح کو تکرار کیا اور انہیں شفاء دی۔ اور مسیح رب دلوں کے اس

کی تسلی اور چنگی کے لئے بعض صورتوں میں اس ظلم کے ٹوٹنے کی ایک ظاہری علامت بھی  
تاکم کر دی۔ واللہ اعلم بالصواب ولا علم لنا الا ما علما اللہ العظیم۔  
والسلام

فاکسارمرز بشیر احمد۔ ربوہ۔ ۵/۵/۵۷

### موضع سعد اللہ پور کا واقعہ

سیدنا حضرت مسیح موعود، علیہ السلام کے عہد مبارک میں ایک دفعہ موضع سعد اللہ پور میں ایک  
جو جو بڑی کو سیب بنے جن پہ چٹنا بھی کہتے ہیں۔ اس کا شدید دورہ ہوا اور اس کے رشتہ داروں  
نے دور دور کے بیروں فقیروں اور عاملوں کو اس کے علاج کے لئے بلایا۔ مگر ان عاملوں نے جب  
اس بڑی کا علاج شروع کیا تو اس بڑی نے ان کو گایاں، یں اور انہیں بھی ماریں۔ اس کے بعد مہرم  
مولوی غوث محمد صاحب احمدی رضی اللہ عنہ (جو اس گاؤں کے باشندہ تھے) کو کچھ اس قسم کے نصیحت کا  
نچر پہ بھی رکھتے تھے) بھی اس لڑکی کے علاج کے لئے بلائے گئے مگر ان کے ساتھ بھی لڑکی نے اپنے  
عاملوں جیسا سلوک کیا۔ مولوی غوث محمد صاحب نے ایک آدمی کو رقعہ لے کر گھوڑے پر میری  
طرف دہرایا اور پیغام جیجائی جنتی جلدی ہوئے آپ موضع سعد اللہ پور پہنچے۔ چنانچہ میں اسی وقت  
موضع مذکور میں پہنچا۔ مولوی غوث محمد صاحب سے مل کر رعیت دریافت کی۔ اسوں نے اس بڑی کی  
ساری سرگزشت سنی اور مجھے اپنے ساتھ اس لڑکی لے کر مکان کی طرف لے گئے۔ میں جب وہاں  
پہنچا تو اس حویلی کے پاس کے کھجور کے پھلوں کا ڈھانچا پایا جو اس حویلی کے اندر اس سیب روہ  
بڑی کا پتھر رکھا ہوا تھا۔ وہ لڑکی اس وقت ہے کہ جب میں اس لڑکی حویلی میں داخل ہوا تو اسی  
وقت وہ لڑکی میرے لئے صحن میں چار پائی لے آئی اور چٹائی۔ چنانچہ میں اس چار پائی پر بیٹھ گیا اور  
اس معمول کو حکم کیا کہ تم اس لڑکی کو چھوڑ کر چلے جاؤ۔ اس معمول نے کہا کہ آپ ہمارے بزرگ اور  
پیشو ہیں اس لئے آپ کا حکم نہ آنکھوں پر مگر میں جانتے ہوئے اس مکان کے چہرے کی قسمی (ستون)  
گر جاؤں گا۔ میں نے کہا یہ بات تو خلیفہ میں اس سے ان گھروالوں کا بہت نقصان ہوگا۔ یہ سن کر  
اس نے کہا تو اچھا پھر میں سامنے جاؤں گے پر کئے ہوئے برتنوں کی تمین تقاریں گرا دوں گا۔ میں نے  
سمجھا کہ اس میں یہاں منہا لگے ہیں۔ چنانچہ جب وہ لڑکی میرے پاس صحن میں بیٹھی تھی تو جونہی اس

معمول نے مجھے سلام کہا فوراً مٹی کے برتنوں کی تین قطاریں اس سرد میں جو ہم سے فاصلہ پر تھ جس میں تقریباً سات سات آنکھ آنکھ برتن نیچے اوپر رکھے ہوئے تھے دھڑام سے نیچے گریں اور ان وقت اس مریضہ نے طمہ پراھا اور ہوش میں آگئی۔ میرے لئے حضرت اقدس علیہ السلام کی یہ برکات روحانیہ بھی سلسلہ تبلیغ میں بہت ہی مفید ثابت ہوئیں اور اس کے بعد اس علاقہ میں میرے سے تبلیغ سلسلہ کامیابان بہت ہو رہا ہوا۔ الحمد للہ تعالیٰ

## موضع راجیکی کا ایک واقعہ

یہاں موضع راجیکی میں میرے فارسی کے استاد میاں محمد صاحب شمیری کے بیٹے بھائی میاں امام دین کی لڑکی کو بھی شدید دہرہ پڑا۔ مگر میاں امام دین چونکہ احمدیت کی وجہ سے میرا بدترین دشمن تھا اس لئے میرے پاس نہ آیا۔ اور میرے پیارے بھائی خانہ امام حسین صاحب جو اس علاقہ میں عامل اور ولی مشہور تھے اس کے پاس آیا۔ اسوں نے جب معمول بعض تعویذات دیئے مگر کوئی فائدہ نہ ہوا۔ اس لڑکی کے گھر والوں، رگادوں کے، لاشوں کے، جب اس کی مانتا بہ حالت دیکھی تو میاں امام دین کو مجبور کیا کہ وہ میرے پاس آکر اپنی لڑکی کے علاج کے متعلق درخواست کرے لیکن میاں امام دین نے کہا کہ خواہ میری لڑکی مر جائے میں اس کافر سے کبھی استمداد نہیں کروں گا۔ خدا تعالیٰ کی حکمت ہے کہ اس لڑکی کی حالت اور بھی خراب ہوگئی اور اس پر ایسی دیوانگی جاری ہوئی کہ پاؤں پاؤں چھوڑ چھوڑ کر اس نے جسٹ کر بھی ٹانٹا کر دیا۔ رگادوں والوں نے جب یہ حالت دیکھی تو انہوں نے میاں امام دین مذکور کو برا بھلا کہتے ہوئے غیرت لائی اور سمجھا یا کہ اگر تم اپنی منہ اور لڑکی کی خیریت چاہتے ہو تو ابھی ”مرزائی میاں صاحب“ کے پاس جاؤ اور ان کی منت زاری کرو۔ دوسروں مان جائیں گے اور ان کے منانے کا یہی طریقہ ہے کہ تم ان کے پاس جاتے ہی مرزا صاحب کی تعریف شروع کر دو اور پھر ایک دو ٹھنڈے کے سے کی تبلیغ باتیں بھی سن لو اس طرح دوسرے راضی ہو جائیں گے اور تمہارا کام بھی ہو جائے گا۔ اس پر امام دین نے مجبور ہو کر اپنے لڑکے کو امام محمد دین امام کو بھیجا مگر میں نے اسے یہ جواب دے کر اس کو برا کہا کہ جب یہ ”سیب اس علاقہ کے برے برے دیوانوں اور موموں سے نہیں نکلا تو میرے جیسے آدمی سے جسے تم لوگ کافر سمجھتے ہو ایسے نکل سکتا ہے۔ جاؤ کوئی اور چارہ جوئی کرو۔ لڑکے نے اس جا کر اپنے باپ کو میرے جواب سنایا تو وہی امام دین جو پہلے احمدیت کی وجہ سے میری شکل دیکھنا بھی گوارا نہیں کرتا تھا۔

”خیر میرے پاس آیا اور پھڑکی اتار کر میرے قدموں پر رختے ہوئے بولا کہ خدا کے لئے آپ میری خدمت معاف فرما میں اور میرے ساتھ چلیں۔ میری لڑکی کی بہت بڑی حاست ہے۔“ خیر جب میں نے دیکھا کہ اس کا تخت اور خور سے بھر ایسا احمدیت کی چوکھٹ پر نہ لایا ہے تو میں نے ان وقت رب کل شبیٰ حاد مک رب فاحفظنی وانصرمنی وادحمسنی ایک کاندھ پر رکھا اور جاتے ہی پانی میں گھوس کر مریضہ کو پا دیا اور وہ لوگ جو اسے پکڑے ہوئے تھے انہیں کہا کہ اسے چھوڑ دو۔ حد تعان فافضل اور احمدیت میں رست ہے کہ اس پانی کے پیتے ہی وہ لڑکی جلی چنگی ہوئی اور وحش جو اپنے آپ کو نیر احمد شاد بتاتا تھا۔ ہی وقت مجھے مایم کرتے ہوئے رخصت ہو گیا اور گاؤں کے بچے بوڑھے اور مرد و زن سب کی زبوں پر اس وقت یہی لکھا تھا کہ رامت ہو یا ایسی ہو۔ اور وہی امام یوں پہلے بے حد مخالف تھا کہنے کا کہ رات کے بعد بھی میں مرزا صاحب کی شان میں کوئی گستاخی نہ تو پھر میرے جیسے رات کوئی نہ ہوگا۔ افسوس ہے کہ ایسے نہیں ثبوت کے ہوتے ہوئے جو اس لوگوں کے برابر ایک ایک ذوق حاست رامت تھی۔ پھر بھی اس لوگوں کو احمدیت کے قبول کرنے کی سعادت نصیب نہ ہوئی۔ یا حسره عسی

العقاد 101 الخ ۱۹۷۶ء

### لاہور شہر کے دو واقعات

یہاں لاہور کے ایک احمدی دوست جو ملا رمت کے سلسلہ میں شملہ میں رہائش رکھتے تھے ایک دفعہ میرے پاس آئے اور اپنی بیٹی دینی سرگدشت سنائی بولا ہور میں ہی یہاں ہونی تھی مرزا صاحب کے مرض میں مبتلا تھی۔ اسوں نے بتایا کہ میں بہت سے عاتلوں سے مایوس ہونے کے بعد رات آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ اس لئے آپ سے کوئی چار دیواری ہو سکتی تو بری نہ ہوتی ہوگی۔ چنانچہ میں نے فرمائش پر ان کے ساتھ ان کی بیٹی دے گھر پہنچا اور جاتے ہی ایک پانی کے گلاس پر سورۃ فاتحہ لکھ کر پتوں ٹکڑوں پر ”رب کل شبیٰ حاد مک رب فاحفظنی وانصرمنی وادحمسنی“ اور بعض آیات پڑھ کر مایا اور اس پانی کا چھینٹنا اس مریضہ کے منہ پر مارا اس مریضہ نے ہی وقت تک نہیں کھولیں۔ میں نے کہا کہ کچھ نہ کہنے لگی اور آپ بھی تشریف لے آئے ہیں اچھا ہوا کہ آپ کی زیارت ہوئی۔ فرمایا یا ارشاد ہے۔ میں نے کہا کہ اس مریضہ کو چھوڑ دو۔ وہ معمول آئینے کا۔ آپ کے ارشاد کی تعمیل تو نہ کر رہا ہوں گا۔ یہاں آپ ہمارے بزرگ ہیں۔ مگر جاتے ہوئے میں مریضہ کی



سوتنے کی انگلی نہ دے لے جاؤں گا اور آپ کی بارہ زیارت کرنے کے لئے آخوین دس پھر اس مریضہ کے پاس حاضر ہو جاؤں گا۔ چنانچہ اس کے بعد اس معمول نے مجھے سہام بہا، پرچا گیا، اور وہ مریضہ اسی وقت ظہر پڑھتے ہوئے ہوش میں آئی۔ مگر عجیب بات یہ ہوئی کہ اس وقت اس مریضہ کی انگلی سے سوتنے کی انگلی بھی غائب ہوئی۔ خلیفہ آخوین ان سب اس معمول کے وعدہ کے مطابق اس مریضہ کو بارہ بار وہ رو پڑا تو مجھے پھر وہ دست بلانے لگے۔ مجھے، سمجھتے ہی وہ سیب سے لگا۔ جتنے ہم اپنے وعدہ کے مطابق خلیفہ آخوین ان حاضر ہو گئے ہیں۔ میں نے کہا یہ تو خلیفہ ہے مگر اس مریضہ کی سوتنے کی انگلی کہاں ہے۔ سب نے لگا وہ انگلی چاہئے تو وہ اس مکان کے فلاں کمرے میں جو برتن پڑے ہوئے ہیں ان کے اندر رکھی ہوئی ہے۔ چنانچہ اسی وقت سب انگلی اس جگہ تلاش کی گئی تو واقعی نیماہ میں سے ایک برتن کے اندر وہ انگلی مل گئی۔ اس کے بعد اس مریضہ کو صحت ہو گئی اور وہ سیب پھر نہیں لوبا۔ اس واقعہ میں اور موضع سعد اللہ پور کے واقعہ میں برتنوں کا ٹوٹنا اور انگلی کا غائب ہونا ایک عجیب بھیہ ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

#### دوسرا واقعہ

ایسا ہی لاہور میں ایک مرتبہ حضرت میاں چاند دین صاحب رضی اللہ عنہ کے نواسے اور جناب حکیم مرہم عینی صاحب کے مشیر زادہ ڈاکٹر عبد الحمید صاحب پرمیاں نظام الدین صاحب جو اس وقت میٹرک میں تعلیم پاتے تھے، کو یہ عارضہ ہوا تو آئیہ مجھے کہنے لگا کہ آپ ہمارے بزرگ اور بادشاہ ہیں اور آپ کا نام ہماری قوم میں ”نور سلیمان“ مشہور ہے اور میں آپ کا درس بھی سننے آیا کرتا ہوں۔ میں نے کہا کہ یہ باتیں تو ہوئیں۔ تم اس مریض کو چھوڑ کر چلے جاؤ۔ چنانچہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ڈاکٹر عبد الحمید صاحب پرمیاں نظام الدین صاحب کو شفا دی اور پھر اس مودی مرض نے عود نہ کیا۔ آج کل وہ ڈاکٹری کے شعبہ میں ملازمت پر ہیں۔ الحمد للہ علی دالک

#### جناب چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان کا تقریر بطور حج عالمی عدالت

یہ سب بات ہے کہ جب عالمی عدالت میں جج کی ایک اسامی خالی ہوئی تو جناب چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب بھی اس کے لئے بطور امیدوار کھڑے ہوئے۔ اس تعلق میں سیدنا

حضرت حلیمۃ المسیح الہی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ وافرہ کی طرف سے بعض صحابہ کو جس میں خاکسار  
حقیر خادم بھی شامل تھا۔ بوساطت سیدی حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی دعا اور سحر و  
برے کا رٹا و موصول ہوا۔

خاکسار بھی اس بارہ میں متواتر دعا اور سحر و رٹا مارا۔ جس کے نتیجہ میں حد تعین کی طرف  
سے مجھے الہاماً فرمایا گیا۔

ہی مفعد صدق عند الملک الملک المفدر

یہ سام اپنے مفہوم کے لحاظ سے کامیابی کی بشارت دیتا تھا اور اس سے یہ اشارہ پایا جاتا تھا کہ  
”آپ کی یہ کامیابی دینی ہو، نبوی اعتبار سے بہت بڑی عظمت اور ثناء رکھے گی لہذا ”صدق“ سے  
کامیابی یقینی طور پر ہونا ظاہر ہوتا ہے اور ”املا“ کے لفظ سے نبوی بادشاہت کی نسبت سے اعزاز  
اور ”ملک الملک“ کے الفاظ سے اللہ تعالیٰ کی قدرت میں اور بادشاہت کی نصرت اور برکت کی  
طرف اشارہ پایا جاتا تھا۔

چنانچہ محترم پوہری صاحب مرحوم اس بشارت کے مطابق اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کے مقدسوں  
کی برکت سے عالمی عدالت کے جج کے عہدہ و جلیلہ پر فائز ہوئے۔ ”آپ کو دنیوی اعزاز و مرتبہ کے علاوہ  
اس عہدہ پر فائز ہونے کے بعد خاص طور پر دینی خدمات و انجام دینے کی بھی توفیق ملی۔ والحمد للہ  
عسی دالک

حضرت اُمّ المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے متعلق الہام

جب خاکسار پشاور میں مقیم تھا تو سیدۃ النساء حضرت ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طبیعت  
زید و ملیل ہوئی۔ تو حضرت مقدسہ و مطہرہ کی صحیحیابی کے لئے دعا کے اعلا مات کے علاوہ سیدی  
حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کے متعدد خطوط خاکسار کے نام دعا کے لئے موصول  
ہوئے۔ چنانچہ خاکسار ناچیز غلام نے دعاؤں کا سلسلہ بالاتزام جاری رکھا۔ ایک دن میں دعا کر  
رہا تھا کہ اچانک میری زبان پر الہاماً یہ فقرہ جاری ہوا۔

ہی مفعد صدق عند الملک الملک المفدر

میں نے اس البام سے حضرت میاں صاحب عظمہ العالی کی خدمت میں اطلاع دے دی جس کے جواب میں آپ نے تحریر فرمایا کہ اس البام سے تو حضرت مقدسہ کی رحلت کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے۔ چنانچہ چند روز کے بعد ہی حضرت سیدۃ النساء اقبال فرمائیں۔ اے اللہ و اے الیہ رحیموں۔ علیا حضرت کی وفات پر خاکسار نے ہومرثیہ عاست غم وام نوحا۔ دواہری جگہ درت ہے اللہ تعالیٰ آپ کے درجات اعلیٰ علیٰ علیین میں بلند فرمائے اور آپ کی تل و دلا پر رقتوں کا زہل فرماتا رہے۔ آمین

### استغفار کے متعلق عجیب نکتہ معرفت

ایک دفعہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ وافرہ اپنی مجلس عرفان میں معروف و تحقیق بیان فرما رہے تھے۔ ان دوران میں آپ نے استغفار کے متعلق ایک عجیب نکتہ معرفت بیان فرمایا۔ آپ نے فرمایا کہ استغفار پڑھتے ہوئے زمانہ ماضی کے تعلق یہ مفہوم مد نظر رکھا جائے کہ زمانہ ماضی میں اب تک جو عیب اور اقوب سرور ہوئے ہیں جن کی وجہ سے میری روحانی یا ظاہری ترقی میں رک پید ہو سکتی ہے ان کی مراد سے بچایا جائے اور مجددہ زمانہ میں بھی ایسے گناہوں اور نقائص سے محفوظ رکھا جائے اور ان کے نہ ہونے اثرات سے بچایا جائے جن کی وجہ سے میری ترقی و رشدی کے حصول میں رک پید ہو سکتی ہے۔ دیا استغفار کا مفہوم زمانہ ماضی اور مستقبل دونوں پر حاوی ہے۔ حضور کے ارشادات کو میں نے اپنے الفاظ میں بیان کر دیا ہے تاکہ باب بھی اس سے فائدہ نہ سکیں۔

### ایک عجیب کشف

کچھ عرصہ ہوا کہ میں نماز پڑھ کر عاکر رہا تھا کہ اچانک میں نے ایک عجیب کشفی نگارہ دیکھا میں نے دیکھا کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ وافرہ اب باب کے ساتھ میں شریف لے جا رہے ہیں خاکسار راقم بھی ان باب کی محبت میں حضور کے ساتھ ہے جو نبی میں نے حضور کے چہرہ کی طرف نظر اٹھائی تو میں نے آپ کے آویزہ وجود میں خدا تعالیٰ کی کئی محسوس کی اور یہ منظر بے حد حسن و جمال کے ساتھ بار بار میرے مشاہدہ میں آیا اور اس جلوہ قدس سے متاثر ہو کر میں

بے ساختہ وجد کی حالت میں حضور کے سامنے کھڑا ہوا۔ بیا جب حضور نے مجھے اس طرح دیکھا تو آپ بھی سامنے کھڑے ہو گئے۔ تب میں نے بحالت وجد ذیل کے چار پختا پی مصرعے پڑھ کر سنائے۔

میں صفت تسانائی کی ہوئے ساتھوں شان مل تسانا زراے

”جگہ دے دے جہم ہے جس کی ہو حسن جمال تسانا زراے

حرم منت نمی تھیں حسد او دوش انفال تسانا زراے

ایہ وہوین عام صد تے جس توں ہو تھو لال تسانا زراے

(ترجمہ پنجابی) ”طرف مرتب۔ آپ کی صفت ہم سے جیسے بیان ہوئے آپ کی شان وصال بلند

ہے۔ جس کی وہوین جہانوں میں شہرت ہے وہ آپ کا حسن و جمال ہے۔ جس سے حریم دوش زب

ہے وہ آپ کا ہی حریم ہے یہ وہوین جہان جس پر قرآن میں وہ خوبصورت چہرہ آپ کی کا ہے)

اس کے بعد میری شفقی حالت روحانی ری لین اس خوشگفتار کی مدد سے میں نے کالی عرسہ

خودی و رستی کی حالت میں عالم روحانیت کی پرفکت منزل میں گزارا۔ حال حمد للہ علی ہوالہ

### ایک اور کشفی منظر اور اللہ تعالیٰ کی روایت

کچھ عرصہ کی بات ہے کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے

ارشاد کے ماتحت پراویس سیکرٹری صاحب کی طرف سے مجھے یہ پیغام ملا کہ جناب سیٹھ عبداللہ

مین صاحب جو سکندر آباد کے ایک نہایت مخلص احمدی اور اخص خدام سلسلہ میں سے ہیں مالی

مشکلات میں مبتلا ہیں ان کے لئے خاص طور پر دعا کی جائے خاکسار نے حضرت اقدس کے ارشاد

کے ماتحت دلاتے ہم ان کے لئے دعا کا سلسلہ جاری کیا۔

ایک دن اسی سلسلہ میں میں دعا کر رہا تھا کہ مجھ پر کشفی حالت جاری ہوئی اور میں نے دیکھا کہ

میں ”سناؤں کی بلندیوں کو پروردگار کے عرش مجید کے قریب پہنچا دیا ہوں۔“ ماں پر میں نے دیکھا کہ

ایک نہایت خوبصورت ”رہنمائی“ نہ آمد ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ کی قدس ہستی حضرت

خلیفۃ المسیح الثانی ایہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی شہید مبارک کے شکل میں جلوہ نما ہے عمر ۳۵ سے

۴۰ سال تک معلوم ہوتی ہے۔ ریش مبارک سیاہ چہرہ نہایت خوبصورت ”روشنی“ و ”قد“ و ”قامت“

حضور کے موجودہ ”قد“ سے بہت بالا نظر آتا ہے۔ ہر طرف سے بھی ریا و سفید پگڑی نظر آتی ہے۔

ہو جو اس کے کہ شہید سیدنا حضرت علیؑ علیہ السلام مسیح اید و اللہ تعالیٰ کی ہے لیکن میرے ہمن میں یہی خیال رخی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدس ہستی سامنے نظر آ رہی ہے اور میں اللہ تعالیٰ کی ہستی کے تصور سے ہر حس عظمت شان الوہیت اللہ تعالیٰ کے حضور سر ہجوا ہو جاتا ہوں۔ جب کچھ دیر کے بعد میں جسد سے ہر گھنے گا۔ تو مجھے محسوس ہوا کہ کوئی شخص میرے با میں پہلو میں بھی اللہ تعالیٰ کے حضور سر ہجود ہے۔ جب میں نے جسد سے ہر اٹھایا تو اس شخص نے بھی میرے ساتھ رہا۔ اور مجھے معلوم ہوا کہ یہ ہر شخص جناب یثو عبد اللہ بن صاحب تھے۔ اس کے بعد مظاہر بدلا اور میں نے ایک کام وہوں عرش مجید سے یزیدیوں کے درمیان زمین کی طرف نیچے اتر رہے ہیں اس حالت میں یثو صاحب بار بار یہ الفاظ پٹھن آواز سے کہہ رہے ہیں۔

”فادر ہے وہ مارکہ جو ٹوٹا کام ہٹاؤے“

یہ الفاظ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے الہامی شعر کا ایک مصرع ہیں ہٹاؤ اور گواں کے دہرے مصرع میں انداز پٹا پایا جاتا ہے بین حضرت یثو صاحب اس وقت مندرجہ بالا الفاظ ہی کہہ رہے تھے۔

لہذا ان اپنے فضل سے جناب یثو صاحب کی حالت کو بدل تراں کے لئے ہالی ہمت کے ساتھ پید فرماے۔ وهو علی کلی شئی قدیر

### لوح محفوظ

ایک مجلس میں کسی صاحب نے بعض علماء سے لوح محفوظ کے تعلق دریافت کیا اس کے جواب میں ایک غیر احمدی عالم نے کہا کہ لوح محفوظ عرش کریم کے ہر ایک جنتی ہے جس پر جو کچھ ہو چکا ہو جو کچھ آئندہ ہو گا وہ سب کچھ محفوظ ہے۔ یہ جواب سن کر ایک صاحب نے مجھے مخاطب کر کے کہا کہ آپ لوح محفوظ کے تعلق کچھ کہئے۔ میں نے عرض کیا کہ قرآن کریم کی سورۃ بروج میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ **لَوْ هُوَ فَرَّانٌ مَّحْضُوفٌ لَوْ هُوَ مَحْضُوفٌ ۱۰۲** یعنی کافر لوگ جو قرآن کریم کی تکذیب کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ یہ حد کا بکلام نہیں بلکہ افتہا ہے اور تھکان کے طور پر چٹا ہوا گیا ہے اس کی تردید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کافروں کا الزام درست نہیں۔ قرآن کریم تو ہر گشتان والا اور پڑھنے کے قابل ہے اور اس کا لوح محفوظ ہوا اس کی شان اور بزرگی کو ظاہر کرتا ہے۔

قرآن کریم سے خدا تعالیٰ کی قوی کتاب مر" ہے اور لوح محفوظ سے اس کی فعلی کتاب مر" ہے  
جی قرآن کریم کی تعلیمات اور احکام کا ذوق نیچے کے میں مطابقت میں اس لیے یہ محفوظ و قائم رہے گا  
نمونہ کے طور پر۔ حافظ قرآن کی قوت حافظہ بھی ایک اعتبار سے لوح محفوظ ہے اور ان قوت حافظہ کی  
مدد سے وہ قرآن کریم کے الفاظ کو محفوظ رکھتا ہے اور قیامت برپا ہوتا ہے۔ پھر قرآن کریم کی ثابت و  
طہارت کے ذریعہ بھی قرآن کریم کو بیس الائنس محفوظ کیا جاتا ہے۔

یہی طرح حضرت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خاندان اور اہل بیت کا مقدر سلسلہ  
ہے۔ جن کے قلوب اور صدور میں روح القدس کے انوار سے قرآن کریم کے معارف و حقائق  
محفوظ رہتے ہیں۔ یہ مطہر قلوب اور صدور بھی لوح محفوظ کا حکم رکھتے ہیں اور یہ سلسلہ الٰہی و رقیمت  
تک جاری ہے۔

### ق وَالْقُرْآنِ الْمَجِيدِ

ایک دفعہ خاکسار مسجد احمدیہ پشاور میں قرآن کریم کا درس دے رہا تھا کہ ایک صاحب نے  
سوال کیا کہ ق وَالْقُرْآنِ الْمَجِيدِ 103 آیت کا یا مطلب ہے "ورق کا قرآن مجید سے یا معنی ہے  
اس وقت معامیرے دل میں تھا ہوا کہ ابجد کے حساب سے ق کے ۳۰ عدد ہوتے ہیں اور اس آیت  
سے اس طرف بھی اشارہ کیا گیا ہے کہ ۳۰ سال کے بعد یعنی صدی کے ہر پندرہ سال تجدیدین کا  
یہ سلسلہ جاری رہے گا جس سے قرآن کریم کی تجدید اور اس کی ظاہر ہوگی اور ۳۰ سال کے بعد کامل  
تجدیدین کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ ایسے نشانات اور معجزات اور نئے علوم ظاہر کرے گا جو قرآن کی شان  
کو بلند کرنے والے ہوں گے اور یہ سلسلہ قیامت تک متحد ہوگا۔

"ق" سے مراد قیامت بھی لی جاتی ہے۔ یعنی ایسی قیامت جو خدا تعالیٰ کے مرسطوں و ماموروں  
کے ذریعہ قائم ہوتی ہے اور جس سے مرد و قوموں میں حیات و ذمہ داریاں بڑھتی ہے۔ سیدنا مولانا حضرت  
سیدنا کائنات محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ بھی ایسی قیامت کا فیور ہوا آپ نے خود فرمایا ہے کہ  
اِنَّ الْاَحْشَرَ الْاَدْنٰی بِخَشْرِ النَّاسِ عَلٰی قَدَمٰی 104۔ یعنی میں حاشر ہوں جس کی حالت کے  
ذریعہ سے روحانی مرد و مرد و بیوں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وہی بوشت یعنی حضرت مسیح

موجود علیہ السلام کے ذریعہ سے بھی ایک قیامت برپا ہوئی اور اس کی ابتدا انبیاء سے ہوئی جس کا پہلا حرف بھی ”ق“ ہے اور آپ کے ذریعہ سے قرآن کریم کی مجید اور شان، نیا کے ساروں تک پہنچی۔ موجود زمانہ میں انبیاء کا تعلق قرآن کریم کی شان کے اظہار اور اس کی تعلیمات کی اشاعت کے ساتھ ساتھ ہے جس کی نظیر پہلے زمانوں میں نہیں پائی جاتی۔ اور قی وَالْقُرْآنِ الْمَجِید کے الفاظ میں اس تعلق سے ہے۔

### خدا کے قدوس کی رؤیت

مارچ ۱۹۵۵ء کی بات ہے کہ خاکسار قیام امام و سلسلہ احمدیہ اور بلندی درجات و حفاظت سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم و سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کی آل و اولاد کے لئے دعا میں مصروف تھا کہ اچانک مجھ پر کشفی حالت طاری ہوئی اور میں نے دیکھا کہ میں ”رتن باغ لاہور“ کے پاس موجود ہوں۔ جب میں اس کے دروازے کے دروازہ داخل ہوا تو میں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کی قدس ہستی بھی عظیم الشان و سانی قیامت میں بہت شاندار منظر کے ساتھ رتن باغ میں داخل ہوئی ہے۔

سب سے پہلے ”اب ر“ دہلیوں عباس احمد خان صاحب سلمہ۔ جو قریب ہی نظر آئے کے سر پر اللہ تعالیٰ نے شفقت اور پیار سے ماتھ پیچھا۔ پھر ان کے پاس ہی اس کی والدہ ماجدہ حضرت ”دست نرم نظر“ میں ”ان کے سر مبارک پر بھی حضرت رب العالمین نے پیار سے ماتھ پیچھا۔ اس کے بعد ”ر“ کی بیوی طرف سیدی حضرت مراد بیگم صاحبہ نظر آئے ان کے قریب ہی ایک چار پائی پٹن کی بیگم صاحبہ حضرت سیدہ ام کلثوم احمد بیگم ”ر“ بھی لپٹی ہوئی نظر آئیں اللہ تعالیٰ نے حضرت مقدس مجتہد صاحب ”ر“ کو پیار سے ماتھ رکھا۔ بعد ازاں اللہ تعالیٰ کی قدس ہستی نے سیدنا حضرت المسیح الموعود علیہ السلام کی جو شمالی جانب ایک ٹیبل پر بیٹھیں، خوشگوار کمرے میں سری پر بیٹھے ہیں کے قریب کھڑے ہو کر محبت بھرے لہجہ میں آپ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

”آپ تو ہمارے ہی ہیں اور ہم آپ کے ہیں“

پھر تنگی ظاہر ہو چلی۔ اور ایک دوسرا ظاہر و تراچی میں اللہ تعالیٰ کی معیت میں دکھائی دیا۔ بعض احمدی دیوبند جس میں خاکسار فقیر نام بھی ہے کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے دست کرم اور تطفیل کا اظہار تھا۔ اس میں خاکسار کو حضرت رب العلمین کی معیت حاصل تھی۔

و لست بشئ كالوجود بعده      باشراف شمس الحق لمعان درونی

## روح اطاعت

سیدنا حضرت قدس مسیح موعود، علیہ السلام کے عہد سعادت میں ایک دفعہ بنالہ کا ایک بندہ رئیس جس کی بیوی بیمار تھی۔ اس کے علاج کے لئے قادیان حضرت سیدنا مولانا نور الدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جب اس نے عرض کیا کہ علاج مل جائے گی تو آپ سے درخواست کی تو آپ نے فرمایا کہ۔

”میں قادیان میں آ رہا ہوں، مختار نہیں بلکہ حضرت قدس مرزا صاحب کے تابع فرما رہا ہوں۔ اور حضور مجھے ارشاد فرمایا میں گئے تو میں بخوشی علاج کے لئے آپ کے ساتھ پڑا جاؤں گا“

وہ بندہ رئیس فوراً حضرت قدس علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضور سے ماتہ بیان کیا۔ حضور قدس نے جو اس کے خاندان سے بخوبی واقف تھے حضرت مولانا صاحب کو علاج کے لئے ساتھ لے جانے کی بخوشی اجازت دے دی۔ جب حضرت مولانا کو اجازت کا علم ہوا تو آپ بنالہ روانہ ہونے سے پہلے حضور کی ملاقات کے لئے حاضر ہوئے ملاقات کے وقت حضور نے فرمایا کہ ”مولوی صاحب! آپ آج ہی وہیں تک بیٹھ لے آئیں گے؟“ آپ نے جواباً عرض کیا۔ ”ہاں حضور! آج ہی منشاء اللہ واپس آ جاؤں گا“۔

اس کے بعد حضرت مولانا صاحب حضور سے رخصت ہو کر بنالہ کے لئے یکے پر سوار ہوئے اتفاق سے رستہ میں صحت بارش ہوئی اور بنالہ قادیان کا کچا راستہ ٹراپ ہو گیا۔ حضرت مولانا صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بنالہ پہنچ کر رہینہ کا مکان دیکھا۔ نہ مری سمجھ اپنے سامنے تیار کر دیا۔ مغرب کے قریب وہاں ہی کے لئے تیار ہو گئے۔ مالک مکان نے عرض کیا کہ بارش کی وجہ سے راستہ ناقابل گزر ہو رہا ہے اور اس وقت کوئی یکہ بان اس راستہ پر جانے کے لئے تیار نہ ہوگا مغرب کا



وقت بھی قریب ہے۔ آپ آج رات میرے پاس ٹریفک ریسے آپ کو ہر طرح آرام و سہولت رہے گی۔ حضرت مولانا صاحبؒ نے فرمایا کہ میں حضرت مرزا صاحب سے وعدہ کر کے آیا ہوں کہ آج ہی آج جاؤں گا لہذا میں یہاں نہیں سستا۔ میں نے بہر حال آج ہی واپس جانا ہے۔

مذکورہ مکان نے عرض کیا کہ ”حضرت مرزا صاحب کو علم ہے کہ سخت بارش کی وجہ سے رستہ ناقابل گزر ہے اس لئے مجبوری ہے اور قایمان میں کوئی فوری کام بھی درپیش نہیں۔ کل آپ کی واپس کا پورا انتظام ہو جائے گا۔“ یمن وعدہ کرنے والے حضرت حکیم الامتہ مولانا نور الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے اور وعدہ اپنے مرشد اور آقا سے تھا۔ خلف ایسے ہوتا۔ آپ نے جب دیکھا کہ صاحب لہذا اپنی طرف سے اذراہ ہمدردی ساری کا انتظام کرنے کے لئے تیار نہیں اور وقت زیادہ ہو رہا ہے تو آپ بغیر اطلاع مینک سے نکل کر پیدل قایمان کے لئے روانہ ہو گئے۔ رستہ جا بجا بچہ و لدل اور پانی سے بھرا ہوا تھا اور آپ سے مارش ہو رہی تھی۔ حضرت مولانا صاحب جسم کے بھاری بھر کم ہر چلنے میں سست اور ٹٹی المسیر تھے۔ بری وقت سے ابھی چند قدم ہی طے کئے تھے کہ لدل میں پھنس گئے۔ ”مجبور ہوتے ہمارے رفاق“ مینے اس آگے بڑھے۔ ٹکڑے ہوں اور کانٹوں کے پیچھے کی وجہ سے پاؤں چٹائی، ”سولہاں ہو گئے۔“ اور آپ بوش عشت ”درجہ بڑا طاحت میں گرتے پڑتے“ یا ساری رات چلتے رہے۔ یہاں تک کہ صبح کی ”اس سے تو بڑا وقت پہلے کا دیوان پہنچ گئے اور جسم ہو کر اور پٹے بدل کر صبح کی نماز میں مسجد مبارک میں ٹریک ہو گئے۔

نماز کے بعد حضرت اقدس علیہ السلام نے کسی کام کے لئے آپ کو یا فرمایا اور آپ نے اپنے ”آقا کے تصور حاضری“ پر بیٹھ کر اللہ تعالیٰ اطاعت اور فرمانبرداری کا یاسی شامہ در نمودار تھا جو حضرت سیدنا و ولدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیش فرمایا۔ فحراہ اللہ احسن الحراہ

## جاؤ! جا کر بیعت کر لو

جناب حکیم محمد حسین صاحب مرہم عیسیٰ جو حضرت میاں چٹا اللہ دین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ رئیس لاہور کے ساتھ ”دو تھے۔ ابھی چند سال ہوئے ان کی وفات ہوئی ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو بے شک و شبہ و میں ”نہن ہوئے“ لی سعادت بھی نصیب فرمائی۔ اللہم نور مرقفہ

جناب حکیم صاحب وفات سے کچھ عرصہ پیشتر ربود میں میرے مکان پر ملاقات کے لئے

تشریف لائے۔ تہذیب و محبت کے طور پر بہت سی پرانی باتیں کرتے رہے۔ جن میں سے مندرجہ ذیل ہیں۔  
 فرماؤ: ”اتھار باب کے استعارہ کے لئے رنج کرتا ہوں۔ یہ اتھاروں نے میرے بڑے کے عزیز میاں برکات احمد صاحب بی اے کی موجودگی میں کر لیا۔ جناب خلیفہ صاحب نے یہ فرمایا کہ

”۱۹۲۹ء میں جب میرے والد ماجد حضرت میاں چاغی صاحب کی وفات ہوئی تو میں اس وقت احاطہ مدراس میں مولوی محمد علی صاحب مرحوم کی طرف سے طور بلیغ غیر مہابھین حقین تھا۔ تقریباً تین صد رہا۔ مجھے مولوی محمد علی صاحب کی طرف سے مشاہد ملتا تھا اور اتنی ہی رقم مدراس کے ایک سینہ ۱۰۰ اترتے تھے۔

جب مجھے مولوی محمد علی صاحب کی طرف سے میرے والد صاحب کی وفات کی اطلاع پڑی تو رٹلی اور ساتھ ہی لاہور پہنچنے کی ہدایت تو میرا دل اچاٹ ہو گیا اور میں واپس لاہور آنے کے لئے بے تاب ہو گیا۔ مدراس کے سینٹ صاحب نے مجھے کہا کہ اب وہیں لاہور پہنچنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ جنازہ میں تو آپ شریک نہیں ہو سکتے لیکن میری طبیعت میں بے چینی تھی۔ میں ماں مزید نہ سمجھا۔ سید حال لاہور پہنچا مگر سے مجھے معلوم ہوا کہ میرے والد رحمۃ اللہ کی تدفین شقیہ قبہ دکانیاں میں ہوئی ہے میں فزادہ حامت میں اسی وقت دکانیاں کے لئے روانہ ہوا۔ دکانیاں پہنچ کر سید صاحب شقیہ قبہ دکانیاں پہنچے والد صاحب مرحوم کی قبہ دریافت کر کے اس پر دعا کے لئے ماتھ بٹھے۔ دعا کرتے ہوئے بھی مجھے ایک دھنسی گدے تھے کہ مجھ پر کشتی حالت طاری ہو گئی اور میں نے دیکھا کہ والد صاحب حضرت میاں چاغی الدین قبہ کے سر ہانہ کے پاس کھڑے ہیں اور بلند آواز سے مجھے پکارتے ہیں ”محمد حسین“ ”محمد حسین“۔ میں ان کی آواز سن کر اور ان کو سامنے رمدہ دیکھ کر حیرت میں آ گیا اور ان کو کچھ جواب نہ دے سکا۔ مگر جب وہاں نے تیسری مرتبہ مجھے رمدہ سے پکار تو میں نے جواب عرصہ کیا۔ میاں جی احاطہ ہوں فرمایا۔ آپ نے ہایت پر جہاں التناظ میں فرمایا۔

”جاؤ جاؤ بیت کر لو“

میں نے عرض کیا ”اچھا میاں جی میں تیار ہوں“۔ جونہی میں نے یہ جواب دیا میری کشتی حامت جاتی رہی اور میں نے دیکھا کہ میں قبہ کے پاس دعا کر رہا ہوں۔



اَللّٰہِیْ فَلَیْسَ لَکَ حَسْبِیْ

وَمَا اَنْ اَرْحٰی خُلَاقَکَ یُحْمَرُوْۤا 105

”یعنی اے خدا تجھ پر میری جان نفا ہو۔ تو ہی میری جنت ہے اور میں نہیں سمجھتا کہ حد کے نام  
 لے بہشت میں بھی دوشیہیں چلے ہوں جو میرے محبوب مولا۔ آن تجھ سے حاصل ہو رہے ہیں۔“  
 پس عارفانِ حق اللہ کے لئے سب سے بڑھ کر محبوبِ حق اللہ تعالیٰ کی رضاوں اور اس کا وصال  
 و رہائیت ہے جو جنت کی نعمتوں سے بھی بڑھ کر ہے۔ سب یہ لکھتے ہیں کہ میں تو جنت کے  
 حصول کی درخواست کی بجائے میں نے اللہ تعالیٰ کی رضا اور وصال کے حصول کے لئے نہایت توجہ  
 و عافیت لڈت سے دعا کر رہی اور میرے قلب کی گہرائیوں سے اس مضمون کی دعا اور التجا  
 نکلتی کر رہی ہوتی ہے۔

در ..... عام ..... تونی  
 ..... انچہ ..... خوانم ..... تو ..... تونی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

## ضمیمہ کتاب حیات قدسی

### حصہ پنجم

بعض باب نے حیات قدسی میں شامل کرنے کے لئے کچھ اتفاقات ارسال کے ہیں جو شریعہ کے ساتھ یہاں پر رٹے جاتے ہیں۔ (مرتب)

### قبولیت دعا کا نظارہ

۱۹۴۲ء واقعہ ہے کہ سیدنا حضرت علیہ السلامؑ اٹلی میں ایبہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے ماتحت ایک نیم کام کی سرانجام دہی کے لئے قادیان سے حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجپوتی، جناب مبارک محمد عمر صاحب، جناب مولوی محمد سلیم صاحب فاضل دینیاتی عبد اللہ صاحب ایبہنگ (زیر) تشریف لائے۔ حضرت مولوی راجپوتی صاحب امیر وفد تھے۔ آپ کی خوشنماش کے مطابق مسجد احمدیہ میں رہائش کا انتظام کیا گیا۔ جناب مولوی محمد سلیم صاحب سے میں نے حضرت مولوی صاحب کی تعریف سنی کہ آپ حضرت قدس مسیح موعود علیہ السلام کے قدیمی صحابی اور صاحب کشف و بہم ہیں۔ مجھے آپ سے بے حد عقیدت ہوئی۔ دل چاہتا تھا کہ آپ کی خدمت میں کمر بستہ رہوں میں بیسویں صدی میں وقت حاضہ تھے۔ اس لئے مجھے خدمت کا موقع کم ہی ملتا تھا۔

ایک دن جدو جہد پر خاکسار نے دیکھا کہ حضرت مولوی صاحب اکیلے چارپائی پر بیٹے ہوئے ہیں۔ خاکسار اس موقع کو قیمتی سمجھتے ہوئے حضرت مولوی صاحب کے پاؤں دبانے کے لئے آپ کی چارپائی کے قریب آیا۔ حضرت مولوی صاحب نے خاکسار کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا اور دریافت کیا کیا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ آپ کے پاؤں دبانے چاہتا ہوں۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ پہلے بتاؤ کہ کیا شادی کر چکے ہو؟ خاکسار نے عرض کیا کہ ماں ۱۰ سال سے شادی ہو چکی ہے پھر آپ نے دریافت فرمایا کہ کیا کوئی بچہ بھی ہے۔ میں نے عرض کیا کہ ابھی تک تو کوئی بچہ نہیں ہو۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ کیا بیوی آپ کے گھر پر ہے میں نے عرض کیا کہ ماں۔ پھر آپ نے ہماری بارمیری

طرف نظر اٹھا کر دیکھا اور فرمایا۔ اچھا، باہ اللہ تعالیٰ آپ کو ایک لڑکا دے گا۔“

اس کے بعد ٹھیک ایک سال بعد میرے ماں لڑکا پیدا ہوا۔ جس کا نام احسان الحق رکھا گیا۔ اس کی عمر سب تیرہ سال ہے۔ یہ حضرت مولوی صاحب کی توجہ اور دعا کا بفضلہ تعالیٰ ثمرہ ہے۔ اس کے بعد وہ کوئی دلا میرے ماں نہیں ہوئی۔“

خاکسار محسن خاں کیرنگ (اڑیسہ) مورخہ ۵۶-۱۱-۳

## امتحان میں خارق عادت کامیابی

”میں کولہ کوست کار ہے دلا ایک غیر ملکی صاحب علم ہوں۔ میری والدہ نے مجھے مرزا میں عربی اور دینیات کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے بھیجا دیا۔ میں ۱۹۵۴ء میں ریوڈ پہنچا۔ اور جامعہ المشرین میں داخل ہوا۔ اور سات ماہ کے قلیل عرصہ تک اردو زبان پر بھی اس کے بعد میں جامعہ حمدیہ میں داخل آیا۔“

جامعہ احمدیہ میں ذریعہ تعلیم اردو ہے اور مولوی فاضل کے پرچے بھی اردو میں لکھنے پڑتے ہیں۔ جن طلباء کی مادری زبان اردو ہے وہ بھی مولوی فاضل کا کورس تیار کرنے میں وقت محسوس کرتے ہیں اور میرے لئے اردو میں پڑھنا اور امتحان دینا ایک ناقابل برداشت بوجھ تھا۔ ہمارا چار سال کا کورس تھا۔ بہت مشکل کے ساتھ میں پہلے سال میں کامیاب ہو گیا۔ دس سال میں منطوق ورفقہ جیسے مشکل مضامین تھے۔ جن کو اردو میں تیار کرنا میرے لئے ناممکن تھا با محسوس منطوق کے مسائل میرے دہن میں بالکل نہ آتے تھے۔

جوں جوں امتحان قریب آتا گیا میری تشویش اور پریشانی اپنی حالت کو دیکھتے ہوئے برسنی لگی۔ میں نے اس کا دلیرانہ مقابلہ مشرقی افریقہ کے ۱۰۰ ست مسہ عمری جیدی سے کیا۔ جن کو حضرت مولانا محمد رسول صاحب راجیکی سے تعارف حاصل تھا اور وہ ان کے بیوض سے متہمت ہو چکے تھے۔ انہوں نے بہت سے معجزانہ واقعات جو انہوں نے حضرت مولانا صاحب کی دعاؤں کے نتیجے میں بفضلہ تعالیٰ ظاہر ہوتے دیکھے مجھ سے بیان کئے اور کہا کہ مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت مولانا صاحب کی دعا کی برکت سے آپ کو کامیاب کر دے گا۔

ہم دونوں حضرت مولانا صاحب کے مکان پر حاضر ہوئے۔ آپ ایک کتاب مطالعہ فرما رہے تھے۔ ہماری آمد پر آپ نے کتاب ایک طرف رکھ دی اور آنے کی غرض دریافت کی۔ مسٹر عمری بییدی و رفا کسار نے امتحان کی کامیابی کے لئے درخواست دعا کی۔ حضرت مولوی صاحب نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور ہمیں بھی دعا میں شامل ہونے کے لئے فرمایا۔

دعا سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے فرمایا کہ میں نے اعانہ کرتے ہوئے شفی حیات میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ مبارک کو آپ دونوں کے مہوں پر رکھ ہو دیکھ ہے جس کی تعمیر میں یہ بھگتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ حضرت اقدس علیہ السلام کی برکت سے آپ کو کامیابی بخشے گا۔

آپ کے مکان سے واپس آنے پر میں نے سب سے پہلے منطق کے مضمون کا مطالعہ شروع کیا جو میرے لئے بہت مشکل تھا۔ میرے قلب کی اتنا نہری جب میں نے دیکھا کہ میں جتنے صفحات پر محتاج ہوں وہ آسانی سے مجھے یاد ہوتے جاتے ہیں اور قلوب سے وقت میں میں نے چوبیس صفحات کے قریب یاد کر لئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے میں نے آسانی سے امتحان کی تیاری کر لی اور اہم دہوں سے جب امتحان یاد پڑے ہوں کو بہت ہی آسان پایا۔

جب امتحان کا نتیجہ نکالا تو میری انتہائی خوشی کا موجب ہوا۔ میں نے صرف امتحان میں جس کو میں ۱۰۰ فیصد تسلیم ہوئے کی وجہ سے بہت مشکل بھگتا تھا کامیاب ہوا۔ بلکہ اپنی جماعت میں دل نمہ پر آیا۔ لا شکراً شکر، کثیر، والحمد للہ رب العلمین۔

فاکسار عبد الوہاب آف کولڈ کوسٹ ۵۶-۷-۱۳

(نوٹ۔ اصل خط انگریزی میں ہے جس کا ترجمہ ترجمہ کیا گیا ہے)

## سب و شتم اور عناد کا انجام

۱۹۳۸ء کا واقعہ ہے کہ ہمارے طبقہ انتخاب (جائزہ ہوا) میں پنجاب لیجسلیٹو کونسل کی ممبری کے لئے ۱۰۰ امیدوار کھڑے ہوئے یعنی (۱) پیر ریاست علی صاحب چٹھہ (۲) میاں مراد بخش صاحب بٹنی۔ یہ ۱۰۰ امیدوار علاقہ کے احمدیوں سے ووٹ دینے کے لئے درخواست کر رہے تھے۔ احمدی امام بے ہمارے امیر جماعت جناب میاں سردار خاں صاحب بٹنی کی

زیر مدیت یہی جواب دیا کہ ہم از خود کسی امیدوار سے لہ ادا کا وعدہ نہیں کر سکتے۔ ہمارے امام امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایہ اللہ جو مکی اور قومی حالات اور مفاد کو سب سے زیادہ بہتر سمجھتے ہیں ہمیں جو ارشاد فرمائیں گے اس کے مطابق قدم اٹھایا جائے گا۔ علاقہ کے بھٹی قوم کے رہنما اور امیدوار کو بار بار فیصلہ کرنے پر اصرار کرتے نہیں تھے مہینوں میں ۱۰ بار خاں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہی جواب دیتے کہ سب تک حضور ایہ اللہ کی طرف سے کوئی فیصلہ صادر نہ ہو وہ کسی امیدوار کے حق میں وعدہ نہیں کر سکتے۔

فرض مرکزی مدایت کی ہم سب کو بہت اچھا لگتی اور ہم سے بڑھ کر ہمارے غیر احمدی رہنما و رہوں کو بھی کچھ دنوں کے بعد حضرت مولانا امام رسول صاحب ربیبکی سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے ساتھ تشہیب لے آئے۔ ”رگڑوں کی بھری مجلس میں جس میں علاوہ احمدیوں کے بہت سے غیر احمدی بھی موجود تھے۔ یہ مدایت سنائی کہ اسمبلی کی نشست کے لئے ووٹ چوری ریاست علی صاحب چٹھہ کو دیئے جائیں۔ یہ خلاف توقع فیصلہ سن کر علاوہ احمدیوں کے تمام حاضریں جو پوری ریاست علی کے مخالف تھے، نمہ سے تھلا دی گئیں۔ ”احمدیوں کے خلاف سب ہتھم اور مخالفتانہ مظاہرں سے علاقہ کی فضا کو مسموم کر دیا۔ ہم نے اس مخالفت کو صبر و استقامت سے برداشت کیا۔

اس موقع پر علاقہ کے ایک بھٹی رئیس حاتم علی مانی نے وہ مخالفت اچھا کو پہنچا دی اور جوش غیظ میں نہ صرف یہ کہ عام احمدیوں کو گایاں دیں بلکہ حضرت مولانا صاحب ”سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایہ اللہ تعالیٰ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو بھی سب ہتھم کا نشانہ بناد اور ان بزرگ ہستیوں کی تخت جنگ اور تہذیب کا ارتکاب کیا۔ جب اس کی بہ ربانی کی جہاد تھی تو حضرت مولانا ربیبکی صاحب نے حاضرین مجلس کے سامنے اس کو ان الفاظ میں مخاطب کیا

”حاتم علی! یکے اس قدر ظلم اچھا نہیں ہے جسوں کو خدا تعالیٰ زیادہ مہلت نہیں دیتا۔ یاد رکھ کر تو نے تو پہنچا دی تو جلد بکڑ جائے گا۔“

حضرت مولوی صاحب مجمع عام میں یہ الفاظ نہ براہ راست جماعت کو صبر کرنے اور اللہم انا بمعک فی معورہم و معورہک من ضرورہم 106 کی دعا پڑھتے رہنے کی تلقین کر کے



واپس تادیان تشریف لے گئے۔ حاتم علی آپ کے جانے کے معاہدہ بعارضہ صلہ بنا رہا تھا۔ مقامی طور پر علاج کی کوشش کی اور آٹری میڈ ہسپتال لاہور میں ماہ ۱۱ ۱۹۷۰ء سے بھی علاج کر رہا۔ مگر مع مرض بڑھتا گیا جوں جوں ۱۰۰ کی قریب چار ماہ کی شدید اور تکلیف دہ علالت کے بعد یہ معاہدہ احمدیت اپنے سب جادو جاں کو چھوڑ کر دنیا سے اٹھ گیا۔

حاتم علی کی وفات کے دس روز بعد جماعت احمدیہ شاہ مسلمین ضلع ٹنڈو پور کا تبلیغی جلسہ تھا جس میں شمولیت کے لئے ملاوہ اور ملاوہ ضلع کے حضرت مولانا غلام رسول صاحب ربیبی بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔ میرے مرحوم بھائی مولوی امیر احمد صاحب بھی اس جلسہ میں شریک ہونے کے لئے شاہ مسلمین گئے اور وہاں پر حضرت مولانا صاحب سے ملاقی ہوئے۔ آپ نے میرے بھائی جاں کو دیکھتے ہی فرمایا۔ ”سب بھائی محمد امیر اس گایاں ۱۰۰ پنے ۱۰۰ لے حاتم علی کا یا حال ہے؟“ میرے بھائی مرحوم نے بطور امتحان کے اصل واقعہ کو چھپاتے ہوئے عرض کیا۔ کہ حضرت حاتم علی کے غرور و تکبر کو آپ جانتے ہیں اس میں کیا کمی ہو سکتی ہے۔ یہ سن کر حضرت مولوی صاحب ہنس چرے سے فرمانے لگے۔ ”گھروں میں آؤاں تے سیسے توں ۱۰۰ یوں۔ مجھ سے بات چھپاتے ہو۔ جس دن سے میں تمہارے گاؤں سے آیا ہوں اس دن سے حاتم علی کی پیاری اور اس کے علاج کی کیفیت متواتر مجھے بذریعہ کشف بتائی جا رہی ہے۔ کیا کل تمہارا سارا گاؤں اس کو قبرستان میں دفن کر کے بارش اور آندھی میں واپس نہیں لوٹا۔“

چونکہ یہ تعات ہو بہو اسی طرح ہوئے تھے میرے بھائی صاحب حضرت مولوی صاحب کی زبانی یہ کیفیت سن کر حیران ہو گئے۔ کہ اس طرح ایک سوئیل کے فاصدہ پر بیٹھے ہوئے جملہ حالات سے اللہ تعالیٰ نے اس کو ساتھ ساتھ؟ کا درمایا۔ چنانچہ میرے بھائی صاحب نے شاہ مسلمین کے جلسہ میں حاضرین کے سامنے احمدیت کی صداقت کے طور پر یہ واقعہ بیان کیا اور وہ ہمیشہ لوگوں کے سامنے حلیفہ اس واقعہ کا ذکر کرتے تھے۔ سچ ہے۔

جو خدا کا ہے اسے لکارنا اچھا نہیں مانتہ شیعہ ۱۰۰ ہے۔ ڈال اے روپہ ہزار و ہزار

خاکسار رائے قطب پور احمد خاں ناصر۔ بھاکا بھیاں ضلع کوتہ انوال مورخہ ۱۸-۵-۵۷

## معجزانہ شفا یابی

۴۵ ۱۹۴۴ء کا واقعہ ہے کہ ایک رات قادیان میں حضرت ابی انصیر مہولانا نام رسول صاحب سخت بخار کے عارضہ سے بیمار ہو گئے۔ وجہ حرارت ایک ہفتن سے متجاوز ہو گیا۔ حدیث کے سے ڈاکٹر میر احمد صاحب ریاض کو مایا گیا۔ انہوں نے معائنہ کے بعد تجویز کیا کہ روٹی پینے کے لئے وہی حضرت والد صاحب بخار کی وجہ سے سخت کرب و غم میں تھے اور وہ پینے کے سے تھکا ہوا نہ ہوتے تھے۔ ڈاکٹر صاحب نے تجویز دلائی کہ لے لے کباب

مولوی صاحب ایہ بنی ضروری نہیں اس سے ضرور آرام ہو جائے گا۔

حضرت والد صاحب یہ فقرہ سنتے ہی جوش میں چارپائی پر اٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمانے لگے:-

”وہ بنی لے جاؤ میں یہ سب استعمال نہیں کروں گا۔ شفاء دینے والا تو شامی مطلق حد ہے یہ وہ بنی اس کے اذن کے بغیر یا ترسی ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ یہ وہ بنی شفاء کی میں اس کو پینے کے لئے تیار نہیں جس کو آپ خدا کا شریک ظاہر کرتے ہیں۔“

ڈاکٹر صاحب نے اور ہم سب اہل خانہ نے کافی منت سماجت کی لیکن حضرت والد صاحب نے وہ بنی نہ لی۔ آخر ڈاکٹر صاحب کو مجبوراً رخصت کیا گیا جو بنی ڈاکٹر صاحب واپس ہوئے آپ کی حالت درست ہوئی شروع ہوئی ایک دو ہفتوں میں بیمار جانا مارا۔ صبح کو آپ بالکل صحت کی حالت میں تھے یہ شفا اس فیث کا نتیجہ تھی جو آپ نے حد اے قد میں شامی کے سے لکھائی تھی اور اللہ تعالیٰ نے اس کو نواڑتے ہوئے معجزانہ سلوک فرمایا۔ **فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔**

(برکات احمد راجیکی مرتب رسالہ ہذا)

## بارش سے حفاظت

۱۹۴۶ء کا ذکر ہے کہ میں لاہور میں ملازم تھا۔ میرے بائیں کان میں پھوڑا نکلا، ارشد یہ مرم اور درد پیدا ہوئی۔ جس کی وجہ سے میں بیمار ہو کر رخصت پر قادیان گیا۔ چار ماہ کی رخصت رفتہ والوں نے جناب ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب انچارج شفا خانہ نور کے مینڈیٹ پر منظر ررلی۔ جب میری رخصت ختم ہونے میں چند دن باقی تھے اور میری طبیعت بھی بہت حد تک سنبھل چکی تھی رفتہ

طرف سے رسول سر جن صاحب گورداسپور کو لکھا گیا کہ ہم انچارج شفا خانہ نور کے رنٹیفٹ کو کافی نہیں سمجھتے۔ آپ معائنہ کر کے رپورٹ کریں اور مجھے بھی اس کی نقل بھیجیں اور جلد معائنہ کرنے کی ہدایت دی گئی۔ میری طبیعت پر یہ بوجھ تھا کہ اب رخصت کے آثری ان میں اور صحت کافی چھٹی ہو چکی ہے۔ رسول سر جن نے لکھا کہ میں ڈیوٹی، پنے کے قائل ہوں۔ تو آٹھ ماہ کے الزام دیں گے کہ پہلا رنٹیفٹ لکھا تھا۔ جس میں اتنے عرصہ کی رخصت کی گزارش تھی اور اگر اس نے کام کے قائل بنایا تو اسراپن بالا جن میں سے ایک میرا تحت مخالف تھا۔ لمبی بیماری کی وجہ سے ملازمت سے برخاستہ کرنے کے لئے قدم اٹھا سکتے تھے۔

میں نے اپنی اس الجھن کو حضرت والدہ برہمچاری ماما غلام رسول صاحب راجیکی کی خدمت میں بیان کیا۔ آپ نے فرمایا۔ میں دعا کروں گا تم کوئی فکر نہ کرو۔ اور گورداسپور جا کر معائنہ کروالو۔ چنانچہ میں سائیکل پر نہر کے راستہ گورداسپور روانہ ہوا۔ برسات کا موسم تھا اور آسمان پر کہیں کہیں بادل کے کھرے منڈلا رہے تھے۔ سین میں محفوظ اور آرام وراپ رہتی آیا۔ جب میں معائنہ کرنے والی ہوئی تو رستہ میں نہر کی پٹری پر بارش کے آثار تھے۔ اور بعض نشیبی جگہوں پر پانی بھی کھڑا تھا۔ سین جہاں سے میں گزر رہا تھا۔ ماں مطلع صاف تھا۔ اس طرح خاکسار سہمت و برخیر ہونے کے وہیں لوٹا۔ وہاں ہی پر حضرت والدہ صاحبہ نے بتایا کہ حسب تم سائیکل پر روانہ ہوئے تو کچھ دیر بعد ایک گھنٹہ بادل چھا آیا۔ بارش شروع ہوئی۔ میں نے تمہاری تکلیف اور بے سرو سامانی کا خیال کر کے حد تعالیٰ کے حضور التجا کی کہ بارش سے نہات احمد بچ جائے۔ اس کو کوئی تکلیف نہ ہو۔ پتا چلا اللہ تعالیٰ کا فضل شامل حال ہوا۔ تم آرام و سہولت سے واپس آ گئے۔ فالحمد للہ

جد میں ہفتہ کی، جس بھی حد تعالیٰ نے اپنے فضل سے وافر مائی۔ فالحمد للہ رب

العالمین

## خدا تعالیٰ کی طرف سے تادیب

۱۹۴۰ء کے قریب کارمانہ تھا۔ حضرت والدہ ماجدہ (مولانا غلام رسول صاحب راجیکی) قادیان میں تھے۔ سخت سردی کا موسم تھا۔ ایک دن آپ کو شدید نزلہ اور بخاری شکایت ہوئی۔ رات کو ہم سب سوئے ہوئے تھے کہ نصف شب کے قریب آپ نے ہمیں جگایا۔ اور فرمایا کہ مجھے شدید چھٹاپا

حاجت ہوئی تھی۔ سردی اور بخار کی وجہ سے میں چارپائی سے نیچے نہ اتر سکا اور مجبور پانچ کی طرف سے ستر بٹا کر پیٹاب کر لیا۔ ابھی میں پیٹاب سے فارغ ہوا ہی تھا کہ مجھ پر غنوا کی کی حاجت جاری ہوئی اور میں نے تکی ٹکارو میں دیکھا کہ ایک نل زمین پر کھڑا پیٹاب ستر رہا ہے اس کے پیٹاب کی دھار جب زمین پر پڑتی ہے تو زمین سے ٹکرا کر اس میں سے چھینٹے اٹھ اٹھ پڑتے ہیں۔ وہ چھینٹے گک کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔

یہ ٹکارو دیکھ کر میں بہت مضطرب ہوا اور مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ حدیث یاد آئی۔ جس میں یہ ہے کہ حضورؐ نے ایک، نذر راستہ میں، قبیلہ بنی نضیر میں۔ اور فرمایا کہ یہ دو آدمیوں کو معمولی ٹکا ہوں کی وجہ سے مذاب مل رہا ہے۔ ان میں سے ایک کا ٹکارو حضورؐ نے یہ بتایا کہ وہ پیٹاب سترتے وقت اپنے کپڑوں کو گلو کی سے نہ پھاتا تھا۔ جب میں نے یہ شکی ٹکارو دیکھا۔ اور ساتھ ہی حدیث کا مذکورہ واقعہ یاد آیا۔ تو میں اللہ تعالیٰ کی اس تسبیح سے بہت شکر ادا و رضہ دے کر سمجھا کہ بھی پانی منگو کر چارپائی اور فرش کو صاف کر دیا جائے۔

چنانچہ آپ کے کہنے پر چارپائی کا وہ حصہ جہاں پیٹاب لگا تھا اور فرش کو دھویا گیا۔ اور آپ اطمینان سے سو گئے۔ ان اللہ بحب النواہیں و بحب المستطہریں 107۔  
(برکات احمد راجیکی بی اے قادیان)

## حواله جات

- 1- انصاف السادة المتقيين بشرح احياء علوم الدين جلد ٩ ص ٦١٢
- 2- عماد الدين احمد بن حنبل رحمه الله - روه حاشي. ابن طبراس ١٦
- 3- البقرة ن ٢٢
- 4- البقرة: ١٦٦
- 5- التوبة: ١٢٩
- 6- الشعراء ٢
- 7- المائدة: ٦٥
- 8- آل عمران: ١٣٥
- 9- تكملة كرمي ٣١٩ طبع ٢٠٠٢
- 10- سبس الترمذي كتاب صفة القيامة والرفاق والورع عن رسول الله باب ما جاء في شأن الحشر
- 11- البقرة: ١١٣
- 12- الرحمن ٦٠
- 13- يونس ٦
- 14- غافر: ٦١
- 15- البقرة: ١٨٤
- 16- النمل ٦٣٠
- 17- ترمذي كتاب التوبة ما جاء في فصل المديح -
- 18- النازعات: ٢٥
- 19- الشعراء: ٣٠
- 20- يونس: ٩١

- 21 صحیح البخاری کتاب تفسیر القرآن باب و انی اعیذھا بک و  
دریتھا من الشیطن الرحیم
- 22 - الحجر: ۴۳
- 23 - ص: ۸۴
- 24 - النجم: ۴-۵
- 25 - تذکرہ ص ۶۷ طبع ۲۰۰۳ء
- 26 - تذکرہ ص ۵۲ طبع ۲۰۰۳ء
- 27 - القمر: ۴
- 28 - تذکرہ ص ۲۲۲ طبع ۲۰۰۳ء ص ۲۹۸
- 29 - تذکرہ ص ۷۹ طبع ۲۰۰۳ء
- 30 - تذکرہ ص ۳۴۱ طبع ۲۰۰۳ء
- 31 - تذکرہ ص ۳۹۱ طبع ۲۰۰۳ء
- 32 - تذکرہ ص ۶۳۰ طبع ۲۰۰۳ء
- 33 - تذکرہ ص ۶۳۲ طبع ۲۰۰۳ء
- 34 - تذکرہ ص ۶۷۳ طبع ۲۰۰۳ء
- 35 - صحیح بخاری کتاب الطب باب اخص حق
- 36 - مکتبہ دار جم جلد ۳ باب نزول جنت علیہ السلام
- 37 - النساء: ۱۵۸
- 38 - الطارق: ۱۰-۱۱
- 39 - تذکرہ ص ۱۱۰ طبع ۲۰۰۳ء
- 40 - تذکرہ ص ۵۳۳ طبع ۲۰۰۳ء
- 41 - تذکرہ ص ۳۸۲ طبع ۲۰۰۳ء
- 42 - البقرہ: ۲۰۸

- 43۔ العنکبوت: ۵۹۰
- 44۔ تذکرہ ص ۲۷۲ طبع ۲۰۰۴ء
- 45۔ الانعام: ۱۶۳
- 46۔ براہین احمدیہ حصہ پنجم۔ روحانی خزائن جلد ۲۱ ص ۱۲۸
- 47۔ الروم: ۴۳
- 48۔ الماعون: ۷۵
- 49۔ البقرہ: ۱۵۴
- 50۔ آل عمران: ۱۱۱
- 51۔ تحائف النساء، تحقیق بشرح ایضاً، ملام الدین کتاب کتب "ایہ" و "اشوق" و "لائس" و "برف" و "ہو" کتاب سہ ماہی، ریح البیاض، کتب ایضاً، ملام الدین جلد ۹ ص ۵۵۴
- 52۔ النحل: ۳۷
- 53۔ النحل: ۹۱
- 54۔ بنی اسرائیل: ۱۶
- 55۔ براہین احمدیہ حصہ پنجم۔ روحانی خزائن جلد ۲۱ ص ۱۳۵
- 56۔ تذکرہ ص ۲۵۶ طبع ۲۰۰۴ء
- 57۔ تذکرہ ص ۸۱ طبع ۲۰۰۴ء
- 58۔ التعریفات جلد ۱ ص ۲۱۶۔ (علی بن محمد بن علی حر جانی)
- 59۔ الانفال: ۶۴
- 60۔ الانعام: ۸۳
- 61۔ البروج: ۱۸-۱۹
- 62۔ النہر: ۹
- 63۔ المعارج: ۴۵-۴۶
- 64۔ الشوری: ۳۰

65- النساء: ٣

66- الاعراف: ١٥٣

67- النحل: ٥٩

68- آل عمران: ١٠٤

69- ق: ١٠

70- تذكرة من ٢٥٤- طبع ٢٠٠٣

71- جامع الترمذي أبواب الزهد باب ما جاء من امره مع من احب -

72- صحيح بخاري كتاب احاديث الانبياء باب نزول عيسى

ابن مريم عليهما السلام - صحيح مسلم كتاب الايمان باب نزول  
عيسى ابن مريم حاكما بشريعة نبينا محمد

73- يوسف: ١٠١

74- يوسف: ١٠٢

75- آل عمران: ٨

76- صحيح البخاري كتاب الايمان باب كيف كان بدء الوحي الى

رسول الله صلى الله عليه وسلم -

77- صحيح البخاري كتاب احاديث الانبياء باب قول الله تعالى

واتخذ الله ابراهيم.

78- تقيي، الساني زينة خاتم النبيين (ما كان من عند الله من رجا لكم

ولكن رسول الله وخاتم النبيين الاحزاب ٢١)

79- شهرتكي - ١٠٠ ثانياً من جلد ٢٠٠ ص ٣٩١

80- الانعام: ١٦١

81- البقرة: ١٥٨

82- الاحزاب: ٢٣



- 83- الاحزاب: ٥٤
- 84- الصافات: ١٨٢- ١٨٣
- 85- الصافات: ١٨١
- 86- الانعام: ١٦٣
- 87- الضحى: ٥
- 88- التوبة: ١٢٩
- 89- كشف الغطاء جلد ٢ ص ٨٣
- 90- البقرة: ١٢٩
- 91- البقرة: ١٣٠
- 92- البقرة: ١٢٥
- 93- مسند حميد بن حديد جلد ٢ ص ٥٣٦
- 94- النور: ٥٦
- 95- نهج السالكين في حياة النبي - ر.ه. ج ١ ص ٢٣٤
- 96- الموضوعات التي هي في القرآن حديث رقم ٤٦٣ -
- 97- تفسير الكبير لامام المسهر النيسابوري تفسير سورة الدوح
- القسم الثاني الفصل الاول
- 98- آل عمران: ٥٦
- 99- البقرة: ١٥٩
- 100- صحيح مسلم كتاب الحج باب حجة النبي صلى الله عليه وسلم
- اتحاد السادة المتقين بشرح احياء علوم الدين ج ٢ ص ٣٥٩ ص ٣٥٢
- 101- يسين: ٣١
- 102- البروج: ٢٢- ٢٣
- 103- ق: ٢

104۔ مسند احمد بن حنبل کتاب اہل مسند اللہ نین الجمعین حدیث جبر بن معظم۔

105۔ انجاز احمدی۔ روحانی خزائن جلد ۱۹ ص ۱۵۹

106 سنن ابو داؤد کتاب الصلوۃ باب ما یقول الرجل اذا خاف قوماً

107۔ البقرہ: ۲۲۳

## اشاریہ۔ حیات قدسی

مرتبہ: عبدالملک

3	آیات قرآنیہ
7	احادیث مبارکہ
8	الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام
9	۱۰۱ء
23	مقامات



## آیات قرآنیہ

آل عمران	المائدہ
203 رب غیبی میں اُنکے ذریعہ علیہ	489-55 والہیں سمعوا اللہ حی اللہ
228 یا عیسیٰ بنیٰ مرقیہک و ربیک فی	56 عسیٰ ۛ نکر عواہما زہو حوزہکم
305-308 اِن مقل عیسیٰ عندہ قلو کمال ادم	131 من یؤوب الذی کما وعدہ لہ فی حیر الکھرب
309 وناختم الذکب و الذکب و الذکب	191 کمالی حبیبہ فہذت منہج سہل بنی کل سہلہ مالہ حیدہ
313 اَللّٰہِی قہار اِن اللہ عہد اللہ الی لہ فی ہر شئی	309 والہذہ بروح الفلانی
332 اِن اللہ عہد اللہ الی لہ فی ہر شئی	328-235 قہار اللہ ما یؤمنون
364 اِن اللہ عہد اللہ الی لہ فی ہر شئی	310 کل امی باللوہ مالکک و حقہ و رضیہ
394 اِن اللہ عہد اللہ الی لہ فی ہر شئی	313 ما لیس فی ہر شئی
420 اِن اللہ عہد اللہ الی لہ فی ہر شئی	314 لعلکم لکم ایامہ الصیام المرفق الی لیس لکم
541 اِن اللہ عہد اللہ الی لہ فی ہر شئی	330 لعلکم لکم ایامہ الصیام المرفق الی لیس لکم
572 اِن اللہ عہد اللہ الی لہ فی ہر شئی	331-405 لعلکم لکم ایامہ الصیام المرفق الی لیس لکم
599 اِن اللہ عہد اللہ الی لہ فی ہر شئی	332 اِن اللہ عہد اللہ الی لہ فی ہر شئی
	339 اِن اللہ عہد اللہ الی لہ فی ہر شئی
	374 اِن اللہ عہد اللہ الی لہ فی ہر شئی
	390 اِن اللہ عہد اللہ الی لہ فی ہر شئی
	489 اِن اللہ عہد اللہ الی لہ فی ہر شئی
	534 اِن اللہ عہد اللہ الی لہ فی ہر شئی
	540 اِن اللہ عہد اللہ الی لہ فی ہر شئی
	602 اِن اللہ عہد اللہ الی لہ فی ہر شئی
	607 اِن اللہ عہد اللہ الی لہ فی ہر شئی
	607 اِن اللہ عہد اللہ الی لہ فی ہر شئی
	608-607 اِن اللہ عہد اللہ الی لہ فی ہر شئی
	616 اِن اللہ عہد اللہ الی لہ فی ہر شئی
	642 اِن اللہ عہد اللہ الی لہ فی ہر شئی

44	أَلَا تَعْلَمُونَ فَكَيْفَ تَزِيدُونَ	المائدة	
188	مَرَقَ كُلِّ دَيْءٍ عَلَيْهِمْ	لا يَحْفَظُونَ لَوْمَةً لِأَيِّمٍ	428
588	هَذَا تَابِيلٌ زَوَيْلَى مِنْ قَبْلِ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّي حَسَا	كَلِمَاتٍ أَوْ كَفُّوا الْمَرْءَ الْمَغْرِبَ لِمَا هِيَ اللَّهُ	471
588	وَعَلَّمَتْنِي مِنْ تَابِيلِ الْأَحَابِيثِ	وَالْخَالِطِينَ الْفَيْضَ	471
	الحجر	الإسراء	
113	وَأَنْتَ بَرُّنَاكَ حَتَّى يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ	مَالِيَهُمْ فِي آيَةٍ مِنَ الْآيَاتِ وَهُمْ أَلَّا كَلَّا عَنْهَا قَرِيبٌ	50
	وَلَا قَالَ رَبُّكَ إِلَّا مَا تَنْكِبُ إِلَى خَلْقٍ بِشَرِّ آتَمٍ صَلَاحِي	نَ بَعَثَ الْكُفْرَ مِنْ دِي الْأَرْضِ مِنْ تَصَلُّوكَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ	235
	مِنْ حِمَامٍ مُسْتَوِينَ ۖ وَلَا تَسْأَلْنَاهُ لَعْنَتُهُمْ فِي زُرْحِي	وَلَا رُتِبَ الْإِيمَانُ بِمُحْصُونَ مِنْ لَيْسَا فَاعْمُرْ فِي عَيْنِهِمْ	
308	ظَهَرَ آتَاهُ سَجْدَتِي	حَتَّى يَحْصُوهُ فِي حَبِيبَتِ عَمْرٍ ۖ أَوْ تَأْتِي بِكَ	
400	إِنْ يَجْلُو تَنْسُ نَكَ عَلَيْهِمْ فَطَاعَتُ	فَسَيُفْضَى وَلَا تَقْعُدُ بِهِ إِلَّا كُفْرِي مَعَ الْقَوْمِ الْفَاطِمِينَ	237
	النمل	وعلى الأرض هاتوا حزمها كُلِّ دَيْءٍ عَقَرٍ	374
	وَالَّذِي نَعَزَّ بَعْثَكُمْ فِي بَطْنٍ فَهَيْكَلُكُمْ لَا تَعْلَمُونَ هَبْ ۖ	وَعَرَّ اللَّهُ فِي الشَّخْزِ وَبِي الْأَرْضِ	390
	وَجَعَلَ لَكُمْ السَّمْعَ وَالْبَصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ ۚ لَعَلَّكُمْ	قُلْ إِنْ صَلَّيْتُمْ وَلَسْتُمْ بِرِشْكَائِي وَمَعِينِي وَمَعِينِي إِلَهُ	
229	تَشْكُرُونَ	وَبِالْفَالِاسِ	605-635
308	قُلْ لَوْلَا رُوحُ الْقُدُسِ مِنْ رَبِّكَ بِطَعْنِي	أَتَأْتُونَ الذِّكْرَ أَوْ لَمْ يَأْتُواكُمْ مُبَيِّنًا ۚ وَالْقُرْآنُ يُبَيِّنُ لَكُمْ الْآيَاتِ	558
330	وَلَا تَهْمُ تَوَاتُرُ الْأَسْوَاقِ	مِنْ جَاءَ بِالْحَقِّ فَعَلَّ طَشْرُ الْفَالِاسِ	601
352	وَأَمَّا ابْنُ الْقُرْآنِ فَسَيُؤَدُّ بِأَلَمِهِ فِي فَطْنِي الْزُرْجَمِ	الأعراف	
	وَلَا تَعْلَمُ مِنْ كَلِّ تَدْرُسُوا لَنْ تَعْلَمُوا اللَّهَ وَجَسَدُوهَا	وَلَوْ هُنَّ لَمَفْضَةٌ بِهَا رِشْكَةٌ مُعَلَّدٌ فِي الْأَرْضِ	228
	مُطَاعَرَاتٍ	أَنْ أَلْزَمِي أَعْمَلُوا لِيَجْعَلَ بَيْنَهُمْ غَضَبٌ قَبْلَ رِثْمِهِمْ	
	مِنْ مَلِكٍ بِفَرْقَةٍ دَلِيلٍ وَالْإِسْلَامِ وَبَيْنَا فِي دَيْءٍ قَفَرِي	وَلَوْلَا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَكَذَلِكَ لَنَجَّيْنَاهُ عَلَى الْفُلْسُفِي	670
649	وَبَيْنَا فِي فَطْنَتَاهُ وَفَتْنَتِكُمْ وَفَتْنِي	الأنفال	
672	لَا يَشْرُ أَحَدُهُمْ بِالْآخِي عَلَى وَجْهِهِ مَسْوَذًا وَهُوَ كَقَطْرِ	وَمَا رَمَيْتُ إِلَّا رَمِيْتُ وَلَكِنْ أَلَمَ رَمِي	330
	بِأَمْرِ الْبَنِي	بَنَ جَنَحُوا لِلنَّاسِ فَاجْتَمَعُوا	555
339, 37	وَبِأَمْرِ مَا كَمَا وَبِنَا إِلَى صَدْرٍ	التوبة	
550, 136	وَمَا كُنَّا نَعْلَمُ حَتَّى يَكُونَ رُشُولَا	أَلَمْ يَكُنْ لَكُمْ يَوْمَ الْاُحُدَيْنِ فَتَسْمِعُكُمْ وَأَمْرُهُمْ أَنْ تَكُونَ الْحَقَّ	419
229	فَبَعَثَ قُدْسِي مَرِي مَرِي	عَمْرٍ ۚ غِيَا مَ غِيَا حَمْرٍ ۚ غِيَا غِيَاكُمْ	605, 469
231	وَمَا جَعَلْنَا قُرْآنًا يَنْفَعُ بَرِّكَ الْأَحَدِ	يونس	
308	وَلَا قُنَّا إِلَّا بِمَا كُنَّا مَسْخَرُونَ لَكُمْ	يَوْمَ قَمْرِي عَلَيْهِ آيَةٌ	50
	يَسْأَلُوكَ فِي فُرُوحٍ قُلْ فُرُوحُ مِنْ مَرَرِي وَمَا	أَلَا أَنْ أَوْبَاهُ قَدِ لَا خَوْفَ عَلَيْهِمْ وَلَا ظَهْمَ يَحْزَنُونَ	
336	فَوَيْلٌ لِمَنْ فِي الْعِلْمِ الْأَقِيلَا	فَيَبِي أَمْرًا وَكَفُّوا يَتَفَرُونَ	107
380	قُلْ كُلٌّ يَعْمَلُ عَلَى هَاكِنَا	هُوَ أَيْمِي جَعَلَ الشَّمْسُ جِيَاءَ	482
	وَلَنْزِلَ مِنْ قَرْدَنَ مَا فَوْجَعَا ۚ وَرَحْمَةُ اللَّهِ مَوْبِي	أَمْسَ بِهِ لَا إِلَهَ إِلَّا الْإِلَهِي لَعْنَتُ بِهِ جَوَاسِرُ لَيْلٍ	487
381	وَلَا يَزِيدُ الْفَالِاسِ إِلَّا خَسَارًا	يوسف	
	المؤمن	لَا تَأْسُرُوا فِي رُوحِ اللَّهِ ۖ إِنَّهُ لَا يَفْنَى مِنْ رُوحِ اللَّهِ	
305	وَلَا قُنَّا إِلَّا بِمَا كُنَّا مَسْخَرُونَ لَكُمْ		

309	نہ کان لبحر جدد لا تکلمت ربی	802	تکلمت فی قُور۔
	<u>مریم</u>	802	صَلُّوا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوا سَلَامًا
200	کُلُّهُمْ اِلَیْهِ یَوْمَ نَحْیِیْهِ فَرْدًا		<u>نِیْسِ</u>
273	اَ هٰی اَعْمٰیكُم مِّمَّنِیْ وَلَقَدْ جَعَلْنَا فَرَسًا هَیْبًا		اَوَلَیْسَ اَلَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ
	<u>طہ</u>		مَنْ هٰی
303	عِشِّیْ اَحْمَ رِبِّیْ طَیْرَیْ	135	وَالِیْهِ تَرْجَعُوْنَ
303	فَنَسِیْ وَ مَ تَجِدُ لَہٗ عَرْمًا	308	اِنَّمَا فَرَسٌ نَّارًا رَدًّا هَیْبًا اَلْیَقُوْلُ لَہٗ کَیْ فِیْکُوْر
	<u>الانبیاء</u>	822	یَا حَسْرَةً عَلٰی الْعِبَادِ
	لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنتَ مِمَّنِیْ اَعْمٰی		<u>الغھن</u>
	<u>النور</u>	804	وَسَلِّمْ عَلٰی اَنۡرَسَیْنِیْ وَ اَحْمَدِ اِلٰہِ رَبِّیْ
	وَمَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ	804	فَتَحَدَّثَ اُولٰٓئِکَ وَبِیْ فَرَسٍ عَمَّا یُحْشَرُوْنَ
	وَعَدَ اللّٰہُ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِکُمْ وَ عَمِلُوا الصَّٰلِحٰتِ		<u>صہ</u>
610	لَا یَسْخَرُ مِنْہُمْ اِیَّیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا کَہٗ اَسْتَعٰی اَلَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِہُمْ	203	رَبِّیْ طَیْرٌ فَاَیُّ فَرَسًا لَا یَسْخَرُ لَہٗ عَرْمًا
	<u>الفرقان</u>	489	لَا یَعْبٰذُکَ مِنْہُمْ اَلْمَکْرُہُ
	وَمَا نَحِبُ قَامِیْ اَوْ اِجَارَ ذَہَبًا فَرَسًا اَعْمٰی		<u>الزمر</u>
203	وَقَالَ اَلَّذِیْ لَا یَرْجُوْا نَجْوًا لَّہٗ اَلَا لَآ اَقُوْلُ غَلٰثًا اَلْمَلٰٓئِکَۃُ	338	اَللّٰہُ عَمَّا فِیْ کُلِّ فَرَسٍ
	اَوْ یَرٰی رَبَّنَا فَاَلَا نَسْتَعِیْزُ اَوَّیْ نَفْسِہُمْ وَ هُوَ فَرَسًا تَحْمٰی		<u>المومن</u>
487	<u>الشراء</u>	489	اَدْعُوْا مَدْعٰیہُمْ اَحْمَ
	لَعَلَّکَ بِبَیْعِ نَفْسِکَ اَلَا یَسْکُوْرُ اَنۡرَسِیْ 10، 169، 526، 605		<u>الشوری</u>
	مَا تَکَانَ اَحْمَ اَحْمَ اَحْمَ	330	اَنۡرَسِیْ تَحْمٰیہُ فَرَسٍ
326 235		338	وَتَحْدِثُکَ فَرَسًا اِلٰہِکَ وَ اَحْمَدِ اِلٰہِکَ
	لَیْسَ اَعْمَدُ اِلٰہِکَ اَعْمَدِیْ لَیْسَ اَعْمَدُکَ مِمَّنِیْ اَسْجَرِیْ		وَتَحْدِثُکَ فَرَسًا اِلٰہِکَ وَ اَحْمَدِ اِلٰہِکَ
487	<u>الزل</u>		اَلْحَرِیْ مَلٰٓئِکَۃُکَ وَ اَلْاِیْمَانُ وَلٰکِنْ جَعَلْنٰہُ نُوْرًا لِّہُودِیْہِ
	فَتَحْمٰیہُمْ حَاجِکَ		مِنْ نَّحْسًا اَوْ مِنْ جَبَلًا طَ وَ اِلٰہِکَ تَحْمَدِیْ اِلٰی جَدِیْ
83، 82	اِنَّ ہٰذَا اَلْقُرْآنَ یُنْفِیْ عَنِ اَمْرِ اَلَّذِیْ اَحْمَدِ اِلٰہِکَ	337	مُسْتَدِیْہِ
	لَہٗ جِدَ یَحْمَدُوْنَ		وَمِنْ اِنۡہِیْ عَمَّا فِیْ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ عَمَّا فِیْہِمَا مِنْ
308	اَنۡرَسِیْ اَحْمَدِ اِلٰہِکَ اَحْمَدِ اِلٰہِکَ اَحْمَدِ اِلٰہِکَ	580	دَیْنِہٖ وَ فَرَسًا اَحْمَدِ اِلٰہِکَ اَحْمَدِ اِلٰہِکَ
483	<u>الزکری</u>		<u>محمد</u>
	وَالَّذِیْنَ جَعَلُوْا دِیْنًا نَّهَیْنٰہُمْ مِّمَّنِیْ	182	اِنَّ تَحْمَدُ اِلٰہِکَ یَحْمَدُکَ
143	اَحْمَدِ اِلٰہِکَ اَحْمَدِ اِلٰہِکَ		<u>الفتح</u>
534		98	فَرَسًا فَرَسًا فَرَسًا فَرَسًا
	<u>الروم</u>		اِنَّ اَلَّذِیْنَ یَاۤتِیۡوُکَ اِلٰہِکَ اَحْمَدِ اِلٰہِکَ
538	اَحْمَدِ اِلٰہِکَ اَحْمَدِ اِلٰہِکَ	330	مَوْقِیْہِہُمْ
	<u>الازاب</u>		<u>الحجرات</u>
	ہُوَ اَبۡیَ یَصٰبِیْ عَلَیْکُمْ وَ مَلٰٓئِکَہُ یَحْمَدُکُمْ	215	اِنَّ بَعْضَ اَفْکَیْہِ

<p>الدر</p> <p>559 یکتون فکام علی خیمیکنا ویمنا ویمرا</p> <p>الخرط</p> <p>497 فاریکم الاعلی</p>	<p>قی</p> <p>575 یمن قرب فیه من جبل التورید</p> <p>628 قی و الفقدان المجدد</p>
<p>البروج</p> <p>557 قل فک حیت فجدد جردون ودمود</p> <p>627 بل فو قرات فجدد فی لوج فجدد</p>	<p>البحر</p> <p>502 فایعلی عی فوی ۵ ان فو لا و حی فوی</p> <p>البحر</p> <p>40 فوی من مذکر</p> <p>508 فوی الشاع و الشی فوی</p>
<p>البارق</p> <p>523 یوم نلی فسر ۵ فم لک من فو لا لایر</p> <p>الاعلی</p> <p>۵ فم لک فو فو لک ۵ فم لک فو لک</p> <p>314-313 و موی</p> <p>۵ فم لک فو لک ۵ فم لک فو لک</p> <p>۵ فم لک فو لک ۵ فم لک فو لک</p> <p>۵ فم لک فو لک ۵ فم لک فو لک</p> <p>314 ۵ فم لک فو لک ۵ فم لک فو لک</p>	<p>الرحمن</p> <p>الرحمن عی فو لک حاق الإنسان عامه الیمن</p> <p>الشمس و القمر بحسان و الفجر و الشجر بحسان</p> <p>و الشمس و القمر و الفجر و الشجر بحسان</p> <p>و الشمس و القمر و الفجر و الشجر بحسان</p> <p>و الشمس و القمر و الفجر و الشجر بحسان</p> <p>و الشمس و القمر و الفجر و الشجر بحسان</p> <p>و الشمس و القمر و الفجر و الشجر بحسان</p> <p>و الشمس و القمر و الفجر و الشجر بحسان</p>
<p>الفاصل</p> <p>314-313 و موی</p> <p>۵ فم لک فو لک ۵ فم لک فو لک</p> <p>۵ فم لک فو لک ۵ فم لک فو لک</p> <p>۵ فم لک فو لک ۵ فم لک فو لک</p> <p>۵ فم لک فو لک ۵ فم لک فو لک</p> <p>۵ فم لک فو لک ۵ فم لک فو لک</p> <p>۵ فم لک فو لک ۵ فم لک فو لک</p>	<p>المرید</p> <p>390 فو فو لک فو لک</p> <p>المرید</p> <p>المرید</p> <p>المرید</p> <p>المرید</p> <p>المرید</p> <p>المرید</p> <p>المرید</p>
<p>المرید</p> <p>370-114 فو فو لک فو لک</p> <p>۵ فم لک فو لک ۵ فم لک فو لک</p> <p>۵ فم لک فو لک ۵ فم لک فو لک</p> <p>۵ فم لک فو لک ۵ فم لک فو لک</p> <p>۵ فم لک فو لک ۵ فم لک فو لک</p> <p>۵ فم لک فو لک ۵ فم لک فو لک</p> <p>۵ فم لک فو لک ۵ فم لک فو لک</p>	<p>المرید</p> <p>228 فو فو لک فو لک</p> <p>307 فو فو لک فو لک</p> <p>المرید</p> <p>المرید</p> <p>المرید</p> <p>المرید</p> <p>المرید</p>
<p>المرید</p> <p>370-114 فو فو لک فو لک</p> <p>۵ فم لک فو لک ۵ فم لک فو لک</p> <p>۵ فم لک فو لک ۵ فم لک فو لک</p> <p>۵ فم لک فو لک ۵ فم لک فو لک</p> <p>۵ فم لک فو لک ۵ فم لک فو لک</p> <p>۵ فم لک فو لک ۵ فم لک فو لک</p> <p>۵ فم لک فو لک ۵ فم لک فو لک</p>	<p>المرید</p> <p>307 فو فو لک فو لک</p> <p>المرید</p> <p>المرید</p> <p>المرید</p> <p>المرید</p> <p>المرید</p> <p>المرید</p>
<p>المرید</p> <p>370-114 فو فو لک فو لک</p> <p>۵ فم لک فو لک ۵ فم لک فو لک</p> <p>۵ فم لک فو لک ۵ فم لک فو لک</p> <p>۵ فم لک فو لک ۵ فم لک فو لک</p> <p>۵ فم لک فو لک ۵ فم لک فو لک</p> <p>۵ فم لک فو لک ۵ فم لک فو لک</p> <p>۵ فم لک فو لک ۵ فم لک فو لک</p>	<p>المرید</p> <p>41 فو فو لک فو لک</p> <p>41 فو فو لک فو لک</p> <p>المرید</p> <p>المرید</p> <p>المرید</p> <p>المرید</p> <p>المرید</p>
<p>المرید</p> <p>538 فو فو لک فو لک</p> <p>538 فو فو لک فو لک</p> <p>538 فو فو لک فو لک</p>	<p>المرید</p> <p>559 فو فو لک فو لک</p> <p>111 فو فو لک فو لک</p>



## احادیث نبوی

متحد حسن صبل	صحیح بخاری
628 لا حاکم الا الذي يحشر الناس على قنعي	11 يدخل الجحيم ويكسر الصليب
متحد حیدری	231 فاستمعوا وهو في المسجد الحرام
یوسفک ان یقول ینکم من یریم حکما عدلا و بعدا	249 کلکم راع و کلکم مسئول عن ذنبه
608 مهننا	326 یومئذ یبشر المؤمنون انهم فی الجحیم
کشف الکھلاء	328 کذبته فی اثم ... یکن فی کفر اثم
72 سور القوم صفاء	330 الا اثم و نکلت لیس الله ... یمنی بها
611, 609, 608, 606 قلما ان لیس کلمة فی لیس لیس	400 مانی مولود الا و الشیطان و منه حی یولد
عائذ الاولیاء	589, 587 کیف اثم الا لیس فی یریم لیس لیس
302 لیس لیس	591 لیس لیس لیس
متحدک الحاکم	591 لیس لیس لیس
128, 85 ردی علی لیس لیس	صحیح مسلم
ایکھ لیس	76 لیس لیس لیس
19 لیس لیس لیس	300 لیس لیس لیس
تفسیر الکبیر الامام الفخر الدین الرازی	616 لیس لیس لیس
14, 23, 15 لیس لیس لیس	سنن الترمذی
تفسیر طبری	473 لیس لیس لیس
231 لیس لیس لیس	494 لیس لیس لیس
تفسیر ابن کثیر	577 لیس لیس لیس
504 لیس لیس لیس	سنن ابوداؤد
لیس لیس	44 لیس لیس لیس
322 لیس لیس لیس	638 لیس لیس لیس
معتق مبدل لیس	سنن الترمذی
339 لیس لیس لیس	76 لیس لیس لیس
مکتبة الصالح	سنن ابن ماجه
388 لیس لیس لیس	111 لیس لیس لیس
510 لیس لیس لیس	235 لیس لیس لیس
لیس لیس	تشریف السادة الشیخین بشرح احیاء العلوم الدینی
553 لیس لیس لیس	111 لیس لیس لیس
لیس لیس لیس	229, 191 لیس لیس لیس
لیس لیس لیس	234 لیس لیس لیس
لیس لیس لیس	461 لیس لیس لیس
لیس لیس لیس	545 لیس لیس لیس

## الہامات حضرت مسیح موعودؑ

عربی	م
نک درجہ فی السماء و فی الارض	508
ہم بھرو کی۔	70
منعہ مانع من السماء	70
ی معن من اواز اہلک۔ الی نہیں من	509
اواز اہلک۔	509
سورق نعمت منہی صلیق الالقام کی	524
نیکہ جمیعہ و مع اللہ جمیعہ۔	551
اہر انہم۔	70
انت منی بمنزلہ و الہی۔	318
انت منی بمنزلہ اولادہ۔	379
الی معک و مع الہیک۔	524
سفلول العلولست مرسل۔	508
لی معک و مع اہلک و کل احبک۔	508
لارضی و السما معک کما ہو معی۔	525
اقربت۔ لشیخہ و انشق الفتر۔	534
عفت اہبار محلہا و معامہا۔	576
ہوم لائیس و فتح الحبس۔	611
اثرک اللہ علی کل فیرو۔	612
لراؤک الی نقاد۔	508
من علی محمد و ال الصلوۃ ہو المرئی الی	
ر لہک الی و الفیت علیک محبہ منی	
منہ صلیب علی فتحہ۔	
فارسی	
کرم دے تو بد کردگار۔	

## اسماء

125	احمد الدین جامع پوری		
125	احمد الدین دھیاں		
105	احمد الدین مہولوی		
73	احمد دین دیکھم		
181, 180, 159, 125	احمد دین ڈاٹھی		
31, 30, 29	احمد دین مہولوی		
280, 279	احمد دین دھیاں		
488, 487	احمد نادر جنگ پوری (میر سید محمد رشید الدین)		
125	احمد نادر جامع پوری		
85	احمد علی خان ڈاٹھی		
459	احمد علی خان جامع پوری (میر جماعت احمد چکھڑ)		
809, 808, 12	احمد علیہ السلام		
418, 415, 414	احمد علی شہید		
808, 807, 538, 12	احمد علیہ السلام		
100	احمد علی بیگ مرزا		
188	الاعوان		
140, 138	اقبال احمد (مولانا اقبال صاحب گچا)		
518, 517, 516, 515, 514, 440, 438			
545, 504	اکبر (مٹل بادشاہ)		
281, 81	اکبر خان ٹھیکہ بادی		
333, 189, 188, 187	اکبر نادر جنگ پوری		
598, 488, 485, 484, 483, 478, 477			
23, 22	اکبر علی بیگ مرزا		
323, 299, 298	اکبر علی دیکھم		
573, 572	اکبر علی ضیاء		
181	اکبر خاٹھی		
10	اکبر خاٹھی اندر		
278, 268, 264, 46, 45, 44	اکبر مراد		
53	اکبر مراد خان		
273, 272, 52	اکبر مراد		
		آ۔ آ	
		305, 227, 133, 12	آدم علیہ السلام
		603, 538, 525, 328, 308	
		347	آدم علیہ السلام (میرزا)
		35, 5	آدم علیہ السلام (میرزا) (میرزا علی صاحب، اڑنگی کی بھارت)
		119, 8	آدم علیہ السلام (میرزا)
		519	آدم علیہ السلام (میرزا) (میرزا علی صاحب، اڑنگی کی بھارت)
		314, 293, 292, 12	آدم علیہ السلام (میرزا)
		607, 538, 488, 387, 386	
		811, 810, 809, 808	
		308	آدم علیہ السلام (میرزا)
		591	آدم علیہ السلام (میرزا)
		378, 188	آدم علیہ السلام (میرزا)
		535	آدم علیہ السلام (میرزا)
		591, 590, 589, 588, 587, 586	آدم علیہ السلام (میرزا)
		389	آدم علیہ السلام (میرزا)
		414	آدم علیہ السلام (میرزا)
		538	آدم علیہ السلام (میرزا)
		374, 318	آدم علیہ السلام (میرزا)
		374	آدم علیہ السلام (میرزا)
		591	آدم علیہ السلام (میرزا)
		208	آدم علیہ السلام (میرزا)
		243, 171	آدم علیہ السلام (میرزا)
		498	آدم علیہ السلام (میرزا)
		591	آدم علیہ السلام (میرزا)
		591, 128, 85	آدم علیہ السلام (میرزا)
		283, 282	آدم علیہ السلام (میرزا)
		636	آدم علیہ السلام (میرزا)
		270	آدم علیہ السلام (میرزا)

[illegible]

[illegible]



487-488	عبدالرحمن سکوم	ظ	ظفر محمد بن عبداللہ
386-204-88	عبدالرحمن خان: اسرار (ماتنی سرنگ)	95-67	ظفر اللہ سلام
544	عبدالرحمن شہر	208	ظفر علی خان: اسرار
318	عبدالرحمن شہر: اسرار	153	ظفر احمد: اسرار
364-125-118	عبدالرحمن شہر: اسرار (ماتنی سرنگ)	563	ظفر احمد ناصر
350	عبدالرحمن شہر: اسرار	639	ظفر احمد: اسرار
169	عبدالرحمن شہر: اسرار	174-173-119-90-88-78	ظفر احمد: اسرار
350	عبدالرحمن شہر: اسرار	571-570-569-568-567	ظفر احمد: اسرار
13-7-6	عبدالرحمن شہر: اسرار	ع	ع
567-269	عبدالرحمن شہر: اسرار	487	ع
573	عبدالرحمن شہر: اسرار	563-367	ع
574	عبدالرحمن شہر: اسرار	109	ع
483-243-217	عبدالرحمن شہر: اسرار	52	ع
312	عبدالرحمن شہر: اسرار	231	ع
273	عبدالرحمن شہر: اسرار	260	ع
245	عبدالرحمن شہر: اسرار	483	ع
185	عبدالرحمن شہر: اسرار	629	ع
7	عبدالرحمن شہر: اسرار	268	ع
318-231-231-89-21-16-14-13-8	عبدالرحمن شہر: اسرار	213	ع
350	عبدالرحمن شہر: اسرار	501-409	ع
173	عبدالرحمن شہر: اسرار	500	ع
169	عبدالرحمن شہر: اسرار	154	ع
327-326	عبدالرحمن شہر: اسرار	623	ع
143-142-141-80-73-67-16	عبدالرحمن شہر: اسرار	272	ع
608-489-223-222	عبدالرحمن شہر: اسرار	485	ع
358	عبدالرحمن شہر: اسرار	205	ع
105	عبدالرحمن شہر: اسرار	369-206-114	ع
320-319	عبدالرحمن شہر: اسرار	88	ع
413	عبدالرحمن شہر: اسرار		
156	عبدالرحمن شہر: اسرار		
627-626-488-487	عبدالرحمن شہر: اسرار		
101	عبدالرحمن شہر: اسرار		

543	علی۔	74	عبداللہ پکا اوی
584, 35, 292, 291, 243, 225, 225	علی (حضرت امیر المومنین)	88	عبداللہ خان چوہدری۔ (مرکز حضرت صاحب کے اسرار)
158	آپ کے صاحب شہاد	222	عبداللہ سنوٹی
110, 41	علی احمد عظیم	140, 125, 99, 98	عبداللہ خان، صاحب مکتبہ دار العلوم، علی گڑھ
584, 583	علی بخش چوہدری۔	44	عبداللہ خان کسروہ
457, 281, 61, 58, 26	علی محمد اویسی۔ صاحب	635, 168	عبداللہ گیلانی۔
104	علی محمد چوہدری۔	206	عبداللہ عرب۔ صاحب
102	علی محمد غلامی۔	589, 480, 455, 453, 140	عبداللطیف شاہد کونوی۔ صاحب
158	علامہ ابن ہادی۔	294, 293	عبداللطیف شہید اختر۔ صاحب
534	علامہ ابن عظیم (مرکز دارالعلوم، علی گڑھ)۔ صاحب۔	185	عبداللطیف دہانہ
43	عمر الی	169	عبدالمجید دہلوی
122	عمر الدین اسماعیل	245	عبدالمجید۔ (مرکز صاحب)
549	عمر الدین (امیر المومنین)	383	عبدالمجید عظیم
105	عمر شاہ	96, 95, 94	عبدالمجید خان
637, 636	عمری عید	139	عبدالمجید احمدی
125	عمریت شاہ	320, 319	عبدالمجید دہلوی
585, 583, 126	عمریت شاہ دہلی	197, 196	عبدالمجید صاحب
401	عمریت شاہ لکھنؤ	637	عبدالمجید صاحب
234, 232, 230, 228, 158, 103, 12	عمریت شاہ اسلام	139	عبدالمجید شاہ
474, 442, 391, 390, 308, 306, 305		543	عبدالمجید شاہ
		517	عبدالمجید (امیر المومنین)
		190, 189, 187	عبدالمجید علی خان نظام پور
		597, 596, 458, 251	عبدالمجید صاحب مکتبہ دارالعلوم
		274, 119	عبدالمجید (مرکز صاحب)
		119	عبدالمجید (مرکز صاحب)
		120	عبدالمجید صاحب مکتبہ دارالعلوم
		316	عبدالمجید صاحب مکتبہ دارالعلوم
		538	عبدالمجید صاحب مکتبہ دارالعلوم
		35, 34, 32, 26	عبدالمجید صاحب مکتبہ دارالعلوم
		509, 129, 48, 47	عبدالمجید صاحب مکتبہ دارالعلوم
		33	عبدالمجید صاحب مکتبہ دارالعلوم
		300	عبدالمجید صاحب مکتبہ دارالعلوم

## غ

غلام احمد مہدوی۔ (حضرت مہدی علیہ السلام)۔

18, 32, 34, 41, 43, 45, 46, 63, 64, 66, 67

68, 69, 71, 72, 73, 75, 76, 78, 79, 80, 82

85, 87, 89, 124, 127, 131, 132, 153, 172

175, 183, 184, 201, 214, 222, 228, 289

294, 295, 296, 97, 318, 325, 360, 364

371, 409, 504, 588, 638

14

18, 484

31, 104, 137



287	غلام حسین بیچ بوری	639-279-277	دور قیامت اپنے کی تھوڑی بچا بچہ کے شائق بھی بارے میں ہوگی
47-46	غلام حسین بیکیم	40	آپ کی اٹھارہ ماہ
621-131-49-47-35-21	غلام حسین بیکیم	42	میر اور جماعت کے بچے دار سے سے متفرق
294	غلام حسین بیکیم	40	میر اور جماعت کے بچے دار سے سے متفرق
390	غلام حسین بیکیم	63	میر اور جماعت کے بچے دار سے سے متفرق
401-400	غلام حسین بیکیم	72	میر اور جماعت کے بچے دار سے سے متفرق
401-75-38-37-34	غلام حسین بیکیم	71	میر اور جماعت کے بچے دار سے سے متفرق
584	غلام حسین بیکیم		میر اور جماعت کے بچے دار سے سے متفرق
30-28-22-21-20-11-8-5	غلام حسین بیکیم	77	میر اور جماعت کے بچے دار سے سے متفرق
55-54-53-52-47-46-45-44-43-39-37	غلام حسین بیکیم	81	میر اور جماعت کے بچے دار سے سے متفرق
91-89-88-87-82-80-75-73-72-68-61	غلام حسین بیکیم	100-87	میر اور جماعت کے بچے دار سے سے متفرق
103-102-101-100-99-98-95-94-92	غلام حسین بیکیم	164-141	میر اور جماعت کے بچے دار سے سے متفرق
119-118-117-114-113-109-107-104	غلام حسین بیکیم	165-161-154	میر اور جماعت کے بچے دار سے سے متفرق
153-147-139-138-137-135-130-127	غلام حسین بیکیم	157	میر اور جماعت کے بچے دار سے سے متفرق
178-177-174-173-172-167-166-159	غلام حسین بیکیم	429-420-161	میر اور جماعت کے بچے دار سے سے متفرق
215-213-194-191-187-184-181-179	غلام حسین بیکیم	180	میر اور جماعت کے بچے دار سے سے متفرق
243-233-232-230-228-226-223-217	غلام حسین بیکیم	184	میر اور جماعت کے بچے دار سے سے متفرق
271-268-265-261-247-246-245-244	غلام حسین بیکیم	222	میر اور جماعت کے بچے دار سے سے متفرق
292-282-279-278-276-275-274-273	غلام حسین بیکیم	241	میر اور جماعت کے بچے دار سے سے متفرق
315-313-312-310-309-300-290-289	غلام حسین بیکیم	243	میر اور جماعت کے بچے دار سے سے متفرق
328-325-324-323-321-320-318-317	غلام حسین بیکیم	293	میر اور جماعت کے بچے دار سے سے متفرق
344-342-341-338-333-331-328-327	غلام حسین بیکیم	362	میر اور جماعت کے بچے دار سے سے متفرق
365-359-358-350-349-348-346-345	غلام حسین بیکیم	404	میر اور جماعت کے بچے دار سے سے متفرق
395-393-387-394-380-377-376-369	غلام حسین بیکیم	499	میر اور جماعت کے بچے دار سے سے متفرق
455-440-437-431-418-414-412-401	غلام حسین بیکیم	607	میر اور جماعت کے بچے دار سے سے متفرق
463-474-472-470-468-459-458-457	غلام حسین بیکیم	619	میر اور جماعت کے بچے دار سے سے متفرق
515-513-507-501-496-495-489-488	غلام حسین بیکیم	40-39	میر اور جماعت کے بچے دار سے سے متفرق
517-597-594-592-571-569-561-527	غلام حسین بیکیم	105	میر اور جماعت کے بچے دار سے سے متفرق
641-640-639-638-636-635-619-618	غلام حسین بیکیم	10	میر اور جماعت کے بچے دار سے سے متفرق
16-15-14-13-12-11-10-9-8-7-6-5-4-3-2-1	غلام حسین بیکیم	311	میر اور جماعت کے بچے دار سے سے متفرق
43-42-40-33-31-29-27-25-23-21	غلام حسین بیکیم	621	میر اور جماعت کے بچے دار سے سے متفرق
77-76-71-70-69-68-65-64-63-54	غلام حسین بیکیم	390	میر اور جماعت کے بچے دار سے سے متفرق

73	خود کو کی بھی آپ پر سے پاس آ کر بیٹھ گیا کریں۔	78-79-83-85-86-90-93-97-98-99
	بچے دل سے حضرت اقدس کے ہاتھ پر تپ کر کے دل کے نکال دیتے	131-132-133-135-138-139-150
74	جاتے ہیں	188-189-192-198-199-202-204
81	حضرت آپ کو اپنی نصیحت دینا	208-207-208-209-210-211-212
87	حضرت اقدس کی صداقت کی دلیل	214-215-219-224-228-229-238
92	حضرت کی تلاش کرنا	239-244-248-249-250-251-267
99	کے لئے اور سرور کا علاج	268-270-272-274-277-278-280
102	آپ کی دعا سے گنہگار کے گناہ	284-285-286-287-291-295-310
108	ذاتی اذکار و رسول خدا کے ہاتھ کی حرکت	316-334-353-354-364-371-375
138	آپ کی انحراف	366-368-395-396-398-401-413
13	آپ کی حضرت اقدس کی دعا	416-436-437-441-445-453-457
142	آپ کے نام حضرت اقدس کے کلمات	472-484-486-487-488-511-512
171-170-169	آپ کی دعا سے اپنی نازک	515-517-518-519-532-562-563-565
178	حضرت کا موعود کی صداقت کا نشان	588-589-572-574-575-577-593-624-625
182	علیہ وسلم کی انفرادی کامیابی	628-629-635-637-639-642
184	حضرت علیہ وسلم کی نگرانی	آپ کی پیدائش۔ 8
	حضرت اقدس کے ذریعہ سبیل ہائے شرف کا مطلب بیان کرنا۔ 187	حضرت اقدس کے شوق کے متعلق حقائق کا بیان۔ 10
192	حضرت علیہ وسلم کی آپ کی دعا	حضرت اقدس کی تعلیمات پر کمال اسلام کا پہلی دلیل۔ 17
208-207	بچے کے دور سے کرنا	فلاح کے لیے بہت۔ 18
213	سلمان اور اہل بیت اور محسن اور اہل بیت کا خطاب	آپ کی اپنی بہت۔ 19-404
218	دینی کے! دعا آپ کا بیان کرنا یا کہ اللہ	آپ کی شاعری۔ 23-24-96-156-157-171-182
219-218	آپ کی دعا سے اللہ کی دعا کا کام	191-239-252-366-455-610
220	آپ کی دعا سے دعا	مساجد اور بیت کا کام۔ 27-137-639
222	اللہ کی دعا سے دعا کا طریقہ	آپ کی دعا سے دعا کے لیے دعا کا کام۔ 31
226	خود کو دل کر کے دعا کا خود بخود کر کے دعا کے لیے دعا کا کام۔ 226	آپ کے والدین کی آپ کی دعا۔ 36
223	آپ کی دعا سے دعا کا کام۔ 223	آپ کی دعا سے دعا کا کام۔ 38
239	دعا کا بیان کرنا اور اللہ کے دعا کا کام۔ 239	آپ کی دعا سے دعا کا کام۔ 41
350-241	مساجد کا ایک نماز کا کام۔ 350-241	سکھنے سے استفادہ کرنے سے صرف کم از کم 100 مرتبہ دعا کا کام۔ 63
281	دعا کے قول سے دعا کے لیے دعا کا کام۔ 281	دعا سے دعا کا کام۔ 65
289	آپ کے متعلق دعا کا طریقہ دعا کا بیان کرنا۔ 289	آپ کے دعا سے دعا کا کام۔ 67
286	دعا سے دعا کا کام۔ 286	جنتوں کے دعا سے دعا کا کام۔ 213-68
284	اللہ کی دعا سے دعا کا کام۔ 284	دعا کے دعا سے دعا کا کام۔ 72

495	آپ کی طرف سے	298	مومن کی شہادت
530	حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا پر کاربند	298	دوسری بات
534	تفسیر سورہ کہف	304	ظلم کی پوری کے حوالوں کا جواب
540	دوسری بات کی بھر پور مثال	322	مومن کی جماعت کے نامی سے کی دلیل
577	دنیا کا کام کرنا کے دھام دھماکا کرنا کا اہل بیت کی وجہ سے	330-495	حاکم و اہل کلمہ کے حکم و حکم کی تفسیر
585	آپ کی طرف سے	290-332	حضرت علیہ السلام کے آپ کے نام طوطا
596	مومن کی بات کی تفسیر	338	آیت ہندو ایک ہی خروج کی تفسیر
601	دوسری بات کی اہمیت و حقیقت	352	آپ کی بات کی اہمیت و حقیقت
620	آپ کی بات کی	353	آپ کی بات کے اہل بیت
624	حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حوالوں کے حقائق اہام	360	مومن کے سے تبلیغ کرنا بھی شرک ہے
228	ظلم و سول (ظلم و سول)	362	مومن کی بات کی تفسیر
103-228	ظلم و سول (ظلم و سول)	363	حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بات کی تفسیر
121	ظلم و سول (ظلم و سول)	364	مومن سے آواز دہرا کرنا بھی شرک ہے
34-35	ظلم و سول (ظلم و سول)	372	مومن کی بات کی تفسیر
64	ظلم و سول (ظلم و سول)	387	مومن سے آواز دہرا کرنا بھی شرک ہے
40	ظلم و سول (ظلم و سول)	389	مومن کی بات کی تفسیر
302	ظلم و سول (ظلم و سول)	391	مومن کی بات کی تفسیر
597	ظلم و سول (ظلم و سول)	392	حضرت علیہ السلام کے آپ کے نام طوطا
125	ظلم و سول (ظلم و سول)	394	حضرت علیہ السلام کے آپ کے نام طوطا
378	ظلم و سول (ظلم و سول)	41	آپ کی بات کی تفسیر
178	ظلم و سول (ظلم و سول)	432	آپ کی بات کی تفسیر
208	ظلم و سول (ظلم و سول)	435	آپ کی بات کی تفسیر
290	ظلم و سول (ظلم و سول)	437-438	حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بات کی تفسیر
64	ظلم و سول (ظلم و سول)	444	آپ کی بات کی تفسیر
49-51-141	ظلم و سول (ظلم و سول)	401-462	مومن کی بات کی تفسیر
241	ظلم و سول (ظلم و سول)	462	مومن کی بات کی تفسیر
818	ظلم و سول (ظلم و سول)	463	آپ کی بات کی تفسیر
302-303-304-309	ظلم و سول (ظلم و سول)	469	مومن کی بات کی تفسیر
28-29-30-31-118-179-228-620	ظلم و سول (ظلم و سول)	476	مومن کی بات کی تفسیر
29	آپ کی بات کی تفسیر	478	مومن کی بات کی تفسیر
	ف		مومن کی بات کی تفسیر
288	ظلم و سول (ظلم و سول)		مومن کی بات کی تفسیر

127	فیروز شاہ	582-217	آمنہ بان
103			عمر الدین دہلوی
324			مرد علی ہاشمی
588-557-548-497-308			دعوت
272			فضل احمد غلامی
65			فضل اللہ بھٹی
147			فضل اللہ بھٹی (مسیح مہد آلود کن)
508-81			فضل اللہ بھٹی پیر و دیوبند
595-594			فضل اللہ بھٹی (شہید عالم)
382-381			فضل اللہ بھٹی آزاد دہلی
123-122			فضل اللہ بھٹی
271			فضل اللہ بھٹی
131			فضل حسین خان
401-400			فضل حسین بھٹی
279-278-277-276-275-274			فضل اللہ بھٹی
205-128			فضل اللہ بھٹی
295			فضل اللہ بھٹی
323			فضل اللہ بھٹی
272-271-125			فیروز الدین
324			فیض محمد بھٹی
604			فیض علی بھٹی (اکبر بادشاہ کا درباری)
<b>ق</b>			
308			قاری
64			قاسم اللہ بھٹی
511-416-319-299-281-196-194-193			قاسم علی بھٹی
127-54			قصبہ اللہ بھٹی
179-178-177			قصبہ اللہ بھٹی
127-105-104			قصبہ اللہ بھٹی
208			قصبہ اللہ بھٹی
397			قصبہ اللہ بھٹی
548			قصبہ اللہ بھٹی
<b>ک</b>			
341-340-336-335			کمالیہ بھٹی
571-505-504-503-502-501-317			کاشمیری بھٹی
46			کرم بھٹی
35-5			کرم بھٹی (مولانا بھٹی صاحب کے والد)
122			کرم بھٹی
128			کرم بھٹی
50-294			کرم بھٹی
301			کرم بھٹی
262			کرم بھٹی
42			کرم بھٹی
179-178-177			کرم بھٹی
472-471-470			کرم بھٹی
548			کرم بھٹی
22			کرم بھٹی
250-248-198-193-192-133			کمال اللہ بھٹی
318-315-314-313-312-310-309			کمال اللہ بھٹی
379-378-376-375-362-332-317			کمال اللہ بھٹی
488-474-473-472-471-414-413			کمال اللہ بھٹی
571-562-496-489			کمال اللہ بھٹی
350			کمالیہ بھٹی
242			کمالیہ بھٹی
<b>ل</b>			
312-309-279-133			لالہ بھٹی
508			لالہ بھٹی
550-497-132			لالہ بھٹی
<b>م</b>			
320-319-201-82			مبارک علی بھٹی
120			مبارک علی بھٹی

398	محمد اسلم شاہ	385-184	بابائے علم حضرت مسیح موعودؑ
332	محمد اسلم شاہ پوری	274-273-262	بشر احمد (رائیجی صاحب کاپڑا)
300	محمد اسلم شاہ کٹر	122	محمد بے نام
253-148	محمد اسلم شاہ ضل وگل	636	عسکری خان
508-301	محمد افضل شاہ	70-69-32-17-12-11-10-9	محمد اسلم شاہ علم
453	محمد اسلم شاہ بڑی	472-331-214-207-158-128-113-71	
508	محمد افضل شاہ	606-604-603-572-538-522-519-490	
279	محمد اسلم شاہ	605	سید کمال سے مراد
686	محمد اسلم شاہ پوری (مولوی غلام علی کے شاگرد)	621	محمد شہری (مولانا رائیجی صاحب کے شاگرد)
320	محمد اسلم شاہ	325	محمد صاحب پوری
300	محمد اسلم شاہ پوری	101	محمد
498	محمد اسلم شاہ	212	محمد اسلم شاہ
105	محمد اسلم شاہ پوری	197-196-173-172	محمد اسلم شاہ پوری
575-304-126	محمد اسلم شاہ پوری	345-335-232-231-230-229-228	
365-349-335-249-245-242	محمد اسلم شاہ پوری	527-526-390-346	
633-632-631-623-376		10	محمد اسلم شاہ پوری
634	محمد اسلم شاہ پوری کی عورت کرنا	390	محمد اسلم شاہ پوری
377-376-247-246-245-198	محمد اسلم شاہ پوری	304	محمد اسلم شاہ پوری
515-494-492-491-488-475-471-393		500-499	محمد اسلم شاہ پوری
148	محمد اسلم شاہ پوری (صدر جماعت چاند کٹر)	601-442	محمد اسلم شاہ پوری (سید رائیجی صاحب کے شاگرد)
137	محمد اسلم شاہ پوری	64-63	محمد اسلم شاہ پوری
126-105	محمد اسلم شاہ پوری	289-287	محمد اسلم شاہ پوری (جماعت احمدیہ کے شاگرد)
500	محمد اسلم شاہ پوری (ادری شاہ کے شاگرد)	48-47	محمد اسلم شاہ پوری
204-201-140-125-119-118-102	محمد اسلم شاہ پوری	568-290-279	محمد اسلم شاہ پوری (سید رائیجی صاحب کے شاگرد)
511-126	محمد اسلم شاہ پوری	75	محمد اسلم شاہ پوری
595	محمد اسلم شاہ پوری	125	محمد اسلم شاہ پوری
125	محمد اسلم شاہ پوری	621-42-9	محمد اسلم شاہ پوری (سید رائیجی صاحب کے شاگرد)
94	محمد اسلم شاہ پوری	104	محمد اسلم شاہ پوری
179-178-177	محمد اسلم شاہ پوری	126-125	محمد اسلم شاہ پوری
227	محمد اسلم شاہ پوری	441-388-366-365-332-289-80-85	محمد اسلم شاہ پوری
320-319-242-201-196-194-193	محمد اسلم شاہ پوری	138-137-126-125	محمد اسلم شاہ پوری
573-572-571-495-442-332-322-321		530-442-363-362-359-82	محمد اسلم شاہ پوری

507	محمد علی بیرونی (جالی نامہ)	358	محمد سید ذاکر
635-483-168	محمد عمر شاہ	635-483-203-168	محمد نسیم فاضل
125	محمد خوشنوع بدوی	289-288	محمد شاد سید
415	محمد خوشنوع سید	459	محمد شامیاد بدوی
349-335-80	محمد گنجی بیرونی	324-323	محمد صادق
189-187	محمد لقمان ماسٹر	290-207-192-98-82-71	محمد ساروق باغی
173-172	محمد مراد بدوی	571-470-469-416	
457-261-148-145	محمد منیر الدین سید	468	آپ کی اردو
582-278	محمد نصیر اللہ خان بدوی	104	محمد صالح دج بدوی
63	محمد نواز بدوی، سرور خانگی صاحب کوڑا سے بچنے کا خیال	174	محمد صالح سال دیکھم
128	محمد نور بخشام	104-103	محمد صدیق
315-314-313-312	محمد اظہار بھائی	888	محمد صدیق و دیگر
125	محمد ارمین بدوی	234	محمد طاہر امام
6	محمد یحییٰ (عرب میاں ذرا چاٹ)	290-279-278-277-98	مولانا محمد خان بدوی
583-582	محمد یوسف عظیم	624-623-562-510-484-483-471	
81-87-88-84	محمد ناصر (حضرت خلیفہ المسیح ثالثی)	682	آپ کا تفسیر علیہ السلام
211-209-208-207-206-205-140		105-27-28-25	محمد عالم دہلوی
249-248-246-237-214-213-212		265-264	محمد عبداللہ اجم بدوی
291-290-289-288-286-270-251		257	محمد عبداللہ (سنگری بیگم مقبرہ)
387-377-364-361-357-356-295		181-180	محمد عبداللہ دج بدوی، چاندی، چاندی، صاحب کے جالی
519-518-505-474-398-396-392		459-282	محمد عبداللہ خاں صاحب (امیر جماعت احمدیہ کراچی)
633-629-561-534-533-524		386	محمد عبداللہ خاص صاحب خواب
186	مسلمانوں کو چاہیے کہ اپنی اقتصادی حالت کو درست کریں	350-235-233	محمد عبداللہ بیرونی فاضل
259	مولانا خانگی صاحب کے بارہ نکاح آپ شاد شاد	323-105	محمد عظیم بدوی
394-332-290	مولوی رانگیل صاحب کے نام آپ کے کا	250	محمد علی، اور بی
511	جہیز عیسیٰ بن داؤد	327-325	محمد علی فاضل احمدیت
587	صحابہ الاحرام	386-297-206-159-125	محمد علی صاحب خواب
625	استغفار کے حلقہ کا سرور	442	محمد علی شاد (سورجی شاد صاحب کے جالی)
349-344-335-241-201-200	محمد احمد عرواقی	349-250-247-246-245-208	محمد علی بیرونی
383-362-361-359-358-352-350		633-632-570-568-513-505-474-472	
7-6-5	محمد اقصی		آپ کی روحانی بات
287-105	محمد گنجی بیرونی		محمد علی بیرونی (جہیز شاد شاد شاد)

170	تھیں خانہ بدوی	388-234-21	نگی الدین انیس عربی
8	نظم ہدایہ (سدا راہ جنگ صاحب کے لئے)	349-331-329-328-327	نگی الدین بیہوشی
122	نیر احمد خان	637	نیر احمد خان
640	نیر احمد ریاض ڈاکٹر	499-308-307-305-82	نیر احمد خان
582-278	نیر احمد خان بدوی	137	نیر احمد خان
437-364-363	نیر احمد خان بدوی (مہاراجہ)	61	نیر احمد خان بدوی
524-528-563-598	نیر احمد خان بدوی	459	نیر احمد خان بدوی
243	نیر احمد خان بدوی	483-478	نیر احمد خان بدوی
128-10	نیر احمد خان بدوی	5	نیر احمد خان بدوی
35-34-26	نیر احمد خان بدوی	234	نیر احمد خان بدوی
392-391	نیر احمد خان بدوی	270	نیر احمد خان بدوی
823-271	نیر احمد خان بدوی	188	نیر احمد خان بدوی
508	نیر احمد خان بدوی	104	نیر احمد خان بدوی
525-524	نیر احمد خان بدوی	332	نیر احمد خان بدوی
400-88	نیر احمد خان بدوی	497-314-308-232-192-12	نیر احمد خان بدوی
550-497-12	نیر احمد خان بدوی	619-590-548-498	نیر احمد خان بدوی
473	نیر احمد خان بدوی	177-174	نیر احمد خان بدوی
382	نیر احمد خان بدوی	40	نیر احمد خان بدوی
67-66-65-64	نیر احمد خان بدوی	30	نیر احمد خان بدوی
140-130-127-88-80-73-71-70	نیر احمد خان بدوی	635-483-168	نیر احمد خان بدوی
193-192-190-183-164-160-157	نیر احمد خان بدوی	204-88	نیر احمد خان بدوی
212-211-209-206-205-200-199	نیر احمد خان بدوی	125	نیر احمد خان بدوی
293-291-250-244-240-227-226	نیر احمد خان بدوی	401-400	نیر احمد خان بدوی
375-374-373-323-302-297-297	نیر احمد خان بدوی	189	نیر احمد خان بدوی
472-471-442-415-414-406-376	نیر احمد خان بدوی	300	نیر احمد خان بدوی
631-616-615-508-499-403-474	نیر احمد خان بدوی		
184	نیر احمد خان بدوی		
226	نیر احمد خان بدوی		
241	نیر احمد خان بدوی		
392	نیر احمد خان بدوی		
444	نیر احمد خان بدوی		
471	نیر احمد خان بدوی		

308	انسان	483	تکلیف معاف ہے۔
591	برقی	630	حضرت قدس کی طاعت۔
513	برکتیں داس دینے	64-32-13-10-7-0	اور صاحبِ جنابِ عیسیٰ
5	برقی	125	اور محمد چاند
30	ہست ناکھ انگٹ	508	اور محمد نام
369-368-367	پلائی	125	اور محمد عیسیٰ
550-105-12	مروطہ السلام	293-292	اور محمد عیسیٰ
520	مورداہم بہین (پادری)	168	اور محمد عیسیٰ
474-273	نئی طہیہ السلام		
546	برادری		
3-2-309-2+5-198-133	بہرہ بہیک ڈاکٹر مرزا	75	اور علی شاہ
515-196-180-188-175-393-370-377-317		323-322-321-320	اور علی الدین عیسیٰ
268-212-211-201	بہرہ بہیک عیسیٰ	75	اور علی عیسیٰ
608-608-602-278-263-32-12	برہنہ طہیہ السلام	332	اور علی محمد
398	برہنہ (پادری) عیسیٰ	278-234-231-77	اور علی اللہ شاہ
660	برہنہ (پادری) عیسیٰ	65-64	اور علی محمد
224	برہنہ طہیہ السلام	601	پانچ طہیہ السلام

## و۔۵۔ی



## مقامات

117-118	ہیروشی	۱۱	آگر۔
5	ہیروشی	193	آئی ایم اے۔
128	ہیروشی	129-105	آئی ایم اے۔
5	ہیروشی	496	آئی ایم اے۔
414	ہیروشی	■	آئی ایم اے۔
434	ہیروشی	636-635-573-483-168	آئی ایم اے۔
	ہیروشی	636-221-78	آئی ایم اے۔
	ہیروشی	501-442	آئی ایم اے۔
105	ہیروشی	615-573-391-173-156-123-28-20	آئی ایم اے۔
29	ہیروشی	572-560-523-522-468-390	آئی ایم اے۔
597-596-122	ہیروشی	205	آئی ایم اے۔
372-363-362-359	ہیروشی	233	آئی ایم اے۔
401-400	ہیروشی	317	آئی ایم اے۔
■	ہیروشی	228-227-205-130-128	آئی ایم اے۔
560-272	ہیروشی	5	آئی ایم اے۔
100	ہیروشی	594-538	آئی ایم اے۔
272	ہیروشی	223	آئی ایم اے۔
391	ہیروشی		آئی ایم اے۔
510-487-484-442-296-242-149	ہیروشی		آئی ایم اے۔
628-624-598-593-577-575-572	ہیروشی	242	آئی ایم اے۔
136-123-104-89-88-87-5	ہیروشی	630-294-272-86-85	آئی ایم اے۔
637-478-360-320-310-159	ہیروشی	585	آئی ایم اے۔
173-172	ہیروشی	512-320-319-201	آئی ایم اے۔
104-103-51-46-41-30-20	ہیروشی	347	آئی ایم اے۔
470-127-115	ہیروشی	15-14	آئی ایم اے۔
201-140-125-120-99-98	ہیروشی	283	آئی ایم اے۔
512-394-244-228-227-204	ہیروشی	159	آئی ایم اے۔
125	ہیروشی	362-359-348-347-315-312-249	آئی ایم اے۔
119-103-102	ہیروشی	571-496-416-192	آئی ایم اے۔
350-349-335-241	ہیروشی	512-323-319-201	آئی ایم اے۔
288	ہیروشی	311-310-309-134	آئی ایم اے۔
287-82	ہیروشی	639-137	آئی ایم اے۔
483-168	ہیروشی	169	آئی ایم اے۔
348	ہیروشی	193-192-187-186	آئی ایم اے۔
128	ہیروشی	375	آئی ایم اے۔
	ہیروشی	483-168	آئی ایم اے۔

ح-ج-ح-ح		ح-ج-ح-ح	
563	دھڑک مہاں موش	395-154	مادر
116-105-101-43-27-26-25	دھڑک	27	پارہی برلا موش
104-20	دھڑک	106	مار پک
266-243-193-124-123-122	دھڑک	181	سوی
562-513-496-366-283-282-278	دھڑک	572-483	بھگت مہاں موش
440	دھڑک	484-483-168	مقید مہاں
486-356-333-290-289	دھڑک	585	مہاں موش
105	دھڑک	105	مہاں موش
88	دھڑک	566	مہاں موش
242-241	دھڑک	507-320-294-264-173-105-31-29	مہاں موش
39-35-34-31-29-20-10-7-5	دھڑک	125	مہاں موش
129-113-101-91-47-46-42	دھڑک	514-396-299-298-168-167-166-165	مہاں موش
436-401-400-286-143-132	دھڑک	351	مہاں موش
641-618-617-474-470	دھڑک	489	مہاں موش
50	دھڑک	279-277-275	مہاں موش
154	دھڑک	236-232	مہاں موش
597-596-576-487-453	دھڑک	127-104	مہاں موش
636-633-631-598	دھڑک	320	مہاں موش
127-115-105-46-30	دھڑک	279	مہاں موش
41	دھڑک	457-148-146	مہاں موش
235-233	دھڑک	600	مہاں موش
118	دھڑک	172	مہاں موش
324-323	دھڑک	127-105	مہاں موش
س.ش		227-138-137-126-118-102-74	مہاں موش
560	دھڑک	281-280-272-247-245-244	مہاں موش
280-174	دھڑک	637-394-286	مہاں موش
181	دھڑک	224-205-190-187-148-147-126	مہاں موش
563-514-273-195	دھڑک	477-457-360-333-315-261	مہاں موش
501-443-442-382	دھڑک	586-562-484-478	مہاں موش
110-60-49-44-34-26-23-14	دھڑک	89	مہاں موش
229-192-181-180-178-177-141-118	دھڑک	442	مہاں موش
623-620-618-617-442-274-264	دھڑک	117-46-31-30-29-9	مہاں موش
626-457-261-61-68	دھڑک	301	مہاں موش
483	دھڑک	س.ش	
563-518-369-368-367	دھڑک	88	مہاں موش
103	دھڑک	61-58	مہاں موش
498-495	دھڑک	470	مہاں موش
228-173-172-158-100-88-87	دھڑک		

5	قندھار	377-372-300-245-244-232	پنلوں
ک-گ		563-527-526-440-391-390	سنگ کی
291	کابل	74	شاہ نوال
5	کامیاباڑہ	182-181	شام
36-37	ہر کے	538-365-215	شاہ نیک
347-346-344-335-334	کاپور	616-174-172	شاہ نیکین
95	کپڑا تھلہ	639	شلہ
493	کک	622-259-243	شیخو پور
630-607-469-262-216-217-215-107	کراچی	639-563-459	
266	کرمان	ع-غ	
301-300	کزیاندر	478	مٹان سنج
443-442-362-265-42	کشمیر	573-538	عراق
103	کھسپاں	537-522-498-497-134-114-70	عرب
335-320-319-196-168	گلند	591-550-549-548-538	
354-352-351-350-335	کھانہ	171-170	غازی کوتہ
401-8	کھپا	ف-ق	
586-263-262	کوہ	288	لج پور
137-126-105	کلاندر	478	لرغاں
363	کھارا	598-578-538	لکھن
268-136	کھارپاں	566-565-500-324-323	لیرو زپور
636-635-483-169	کیرنگ	414-292	فیض اللہ پک
489	کھانہ نوال	63-53-43-40-34-25-20-19-18	لاہور
274	کھیل پور	76-75-74-73-72-71-70-69-67	
100-98-97-85-88-41-39-23-5	کجرات	130-124-122-94-88-86-79-78	
129-115-114-110-105-104-103		181-166-160-159-147-143-141	
287-269-228-177-144-141-136		219-217-212-211-200-192-183	
819-818-817-412-400-301-300		262-257-253-245-239-223-222	
129-105-40-31-23-22	گڈر	285-282-273-272-269-267-266	
105	گھوڑ	295-294-293-292-291-290-287	
132	گلہ کی دوش	350-349-345-335-334-320-301	
362-360-359	گجرات	379-375-369-365-363-360-358	
125-124-118-105-102-98-91-74	گڑا تھلہ	442-414-396-395-393-386-383	
201-173-172-161-160-159-137-127		522-507-504-487-475-474-460	
279-272-270-244-227-204-202		619-593-577-576-575-572-568-528	
639-594-500-394-331-325-280		642-641-640-635-632-630-629	
641-414-295-170-140-18	گڑا تھلہ	327-325	قصور
288-286-136	گڑا تھلہ	74	نکرو پور
637-636	گڑا تھلہ		

[illegible]



نام کتاب: ..... حیات قدسی

مؤلف: ..... ابو البرکات مولانا غلام رسول قدسی راجیکی

ناشر: ..... عبدالمنان کوثر

پر عمر: ..... طاہر مہدی امتیاز احمد و راج

مطبع: ..... ضیاء الاسلام پریس رجمہ (چناب نگر)